اوزائے زمان
لعل
حویلی
Imagitor
https://primeurdunovels.com/

لعل حویلی

از قلم: اوزائے زہان

مکمل ناول

رات کے وقت بارش بہت زور و شور سے برس رہی تھی۔۔بالائی منزل کی کھڑکی کے دونوں پٹ کھولے ساکت و جامد کھڑا وجود برستی بوندوں کو دیکھے جارہا تھا۔۔

وہ ہانپتی ہوئی وہاں تک پہنچی اور سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔دل ہزاروں وسوسے سر اٹھا رہے تھے بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔ننگے پائوں تھی۔۔روتی بلکتی گرتی پڑتی جب چوکھٹ پر پہنچی تو منظر انتہائی ناقابل یقین تھا۔۔

اس نے لڑکھڑا کر چوکھٹ تھام لی۔۔

پنکھے سے بندھی رسی سے نعش لٹک رہی تھی۔۔جسکی سرد اور بے تاثر نگاہیں اسے خوف میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔۔

وردان !! اسکے لبوں سے بھیانک چیخ نکلی۔۔۔

کیا بات ہے برخوردار ؟ غصے میں لگ رہے ہو؟؟

وہ چلتا ہوا دادا سرکار کے مقابل کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔میں نے بل پھاڑ کر اسمبلی میں سب کے سامنے اسکے منہ پر مار دیا اگر مزید کوئی چوں چراں کرے تو آپکو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں بس ایک بار مجھ سے کہہ دینا !

ہاہاہاہا! بہت اچھے !

دادا سرکار کروفر اور مغرور انداز میں ہنستے چلے گئے۔۔ان کے دبدبے کے حاکمیت کے سامنے کوئی زیادہ دیر ٹِک نہیں سکتا تھا۔۔

میں چلتا ہوں۔۔وہ تکان سے چہرے رگڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا

پارٹی کے چند کام نپٹا کر ابھی اسلام آباد سے لوٹا تھا

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔
مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications
Whatsapp : 03335586927
Email : aatish2kx@gmail.com

دادا سرکار نے اثبات میں سر ہلایا اور سراہتی نگاہوں سے بہت دور تک اسے جاتا دیکھا۔۔

33 سالہ خوبرو جوان پوتے کی اٹھان ہی ایسی تھی کہ گائوں والے دیکھ کر دانتوں میں انگلیاں دے لیتے۔۔

خدا نے سعیر سلطان کو دل کھول کے حسن سے نوازا تھا۔۔وہ جب کسی اسمبلی یا اجلاس میں اپنے مدعے بیان کرتا تو ایک عزم اور حاکم برداری کے ساتھ اپنا آپ منوا لیتا۔۔

کالے سیاہ بال گھنگھور گھٹاؤں کو بھی مات دیتے تھے۔۔۔سیاہ مونچھیں اور بہترین تراش خراش کیساتھ چہرے پہ سجی گھنی داڑھی اسے اوروں میں سب سے ممتاز بناتی تھی۔اور اس پہ اسکا کمال کا وراثتی رعب اور دبدبہ جب وہ چلتا تو کئی حسینوں کے دل مسل کے چلتا۔۔۔وہاں اسکے ساتھی اس پر ناز کرتے تھے۔۔۔یہی بات امان اللہ کا سینہ فخر سے چوڑا کر دیتی۔۔اسکا پوتا بلکل اسکا پرتو تھا۔۔

گائوں میں سب سے نمایاں خوبصورتی کی حامل اونچے ستونوں والی فلک بوس حویلی کسی کے خوشنما قہقہوں ...کسی کی دلخراش چیخوں۔۔کسی کی حسین یادوں ، کسی کے خوفناک رازوں کسی کی دعائوں تو کسی کی بددعائوں سمیت اپنے اندر کئی راز سمیٹے ہوئے تھی۔۔۔۔

جس سے فلک بوس حویلی کی ساکھ پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔۔سالوں بیت جانے کے بعد حویلی آج بھی اپنے حسن میں یکتا تھی۔۔یہ وسط میں بنے اوسط درجے کے باغ کا منظر تھا۔۔۔شام کے وقت جہاں سورج اپنی شعاعیں سمیٹ رہا تھا۔۔۔سورج کی شعاعیں حویلی کے بیچ و بیچ بنے فوارے سے پھوٹتے پانیوں میں غسل کر رہی تھی۔۔۔

منڈیر پر پھدکتے کبوتر اپنی مست خرامیوں میں مصروف تھے۔۔۔ایسے میں وہ مسرور سا ہو کر گنگناتا ہوا

پودوں کو پانی دینے کے بعد کبوتروں کے لئے دانہ لے آیا تھا۔۔۔ایک دم سے کسی نے اپنی گلابی ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائی۔۔

جیسے اسکی آمد متوقع تھی۔۔۔اس نے حیران ہوئے بغیر

مٹھی بھر کر دانہ اسکی ہتھیلی پر ڈال دیا۔۔۔

اسکے قریب کبوتروں کا جھرمٹ سا لگ چکا تھا۔۔۔

وہ بچوں کی طرح خوش ہوتی کبوتر کو اپنے ہاتھوں میں لے کر سہلانے لگی۔۔۔

یہ کتنے خوبصورت اور معصوم ہوتے ہیں نا یسر۔۔تم نے انہیں یونہی قید کر رکھا ہے۔۔۔چھوڑ دو انہیں.. آزاد کردو۔۔یقین مانو جب تم انہیں ہوائوں کے سنگ اُڑان بھرتے دیکھو گے تو دلی خوشی محسوس کروگے۔۔۔

وہ حسرت بھری نگاہوں سفید کبوتر کی کھلتی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھے گئی۔۔

اسکا لہجہ اس قدر معصومانہ تھا کہ یسر کا دل کیا دنیا کے تمام قید و بند پنچھیوں کو رہا کردے۔۔۔

اسی لئے آپ چپکے سے دو کبوتر پنجرے سے رہا کر چکیں ہیں۔۔جن کا حساب مجھے دینا پڑا تھا۔۔سرکار کے سامنے ! یسر کے لہجے میں ناراضگی کا تاثر ابھرا ..اس نے کام کی رفتار دھیمی کردی... وہ چاہتا تھا ان لمحات کی عمر بڑھ جائے۔۔۔

نیلوفر نے چوری پکڑی جانے پر پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور سر جھکا لیا۔۔

وہ بے چارا بیمار تھا ...

نیلوفر نے صفائی دینی چاہی ..وہ بھی جھوٹی۔۔۔

پھر تو آپ کو بلکل بھی نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا۔۔۔

فورا جواب آیا

اگر وہ قید میں رہتا تو مرجاتا یسر۔۔۔

وہ عجیب لہجے میں بولی۔۔۔

یسر کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے۔۔اسکی اداس آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔۔

کیا معلوم اسے ماحول راس نہ آئے۔۔آپ نے یونہی اسے چھوڑ دیا۔ خیر کوئی بات نہیں لوٹ آئے گا۔۔

اسے شاید یقین تھا اپنے پنچھیوں پر۔۔

بھلا قیدی بھی کبھی رہائی سے منہ موڑتے ہیں۔۔تم دیکھنا وہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔۔اس نے سر اٹھا کر نیلگوں آسمان کو دیکھا۔۔۔ریشمی دوپٹہ سر سے سرک کر کندھوں پر آگیا۔۔۔اسی اثنا میں خارجی دروازے سے گاڑی اندر داخل ہوئی۔۔نیلوفر نے برق رفتاری سے دوپٹہ سر پر درست کیا اور بھاگ کر اندرونی حصے میں چلی گئی۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟ سعیر کی رعبدار آواز سن کر وہ سہم گیا تھا۔۔

حکم میں پودوں کو پانی دینے آیا تھا۔۔۔اور کبوتروں کے لئے

کام ہوگیا تو چلتے پھرتے نظر آئو! اسکی بات کاٹ کر کہتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

اگر آئندہ یہ دوپٹہ تمہارے سر سے اترا تو میں حقیقتاً اسے تمہارے گلے کا پھندا بنا دوں گا نیلوفر۔۔

اسکا لہجہ سخت گیر ہوا۔۔

ادا وہ تو بس سر سے۔۔اس نے کہنا چاہا۔۔

بس نیلی۔۔اپنا کُتب خانہ سمیٹو اور کمرے میں جاکر پڑھو۔۔

جی اچھا۔۔

نیلوفر کی آنکھوں میں سفید موتی چمکنے لگے۔۔وہ تیزی سے کتابیں سمیٹ کر منظر سے ہٹ گئی۔۔

سعیر دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر کمرے میں چلا گیا۔۔۔اسکی من محرم اس وقت ملگجے سا اندھیرہ کیئے شب خوابی کے لباس میں اپنی تمام تر رعنائی اور نازکی سمیت بستر پر محو خواب تھی

سعیر کا سینہ زوروں سے دھڑکنے لگا۔۔نادانستہ انگلیاں اسکے ریشمی بالوں میں سرائیت کرنے لگیں۔۔

نینان اس لمس کے پہ زرا سا کسمسائی۔۔۔

اسکی نیند ٹوٹ جانے کے خدشے سے سعیر نے سانس تک روک لی تھی۔۔۔پھر احتیاط اسکے چہرے پر جھکا اور بے قراری کے مہر ثبت کرکے پیچھے ہٹا۔۔آج پورے ایک ہفتے بعد اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

دل تھا کہ منہ زور جسارتوں پر اتر آیا تھا۔۔

وہ اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اٹھا اور دبوں قدموں الماری سے کپڑے نکال کر شاور لینے کے بعد نیچے آگیا۔۔

کف موڑتا ہوا متلاشی نگاہوں سے ماں کو ڈھونڈنے لگا

اماں ؟؟؟

ماشااللہ ماشااللہ۔۔آگئے تم۔۔آنے سے پہلے خبر کردی ہوتی۔۔رفعت بیگم نے اسکا ماتھا چوما۔۔

بتا کر آتا تو کیا آپ کے چہرے پر یہ مسکان دیکھنے کو ملتی۔۔وہ عقیدت سے انکا ہاتھ آنکھوں کو لگاتا ہوا بولا۔۔

بس بھی کرو۔۔جیسے مجھے نہیں پتا کہ تم اپنی بیگم کے پاس حاضری لگوا کر پھر آرہے ہو وہ خجل سا ہوا

۔۔

ارفی۔۔نوری ؟؟ کھانا لگائو میرے بیٹے کے لئے۔۔

ملازموں کو آوازیں دیتے ہوئے حکم دیا۔۔

نہیں اماں ابھی مجھے بھوک نہیں۔۔صرف ایک کپ چائے بنوادیں۔۔ویسے بابا سائیں کہاں ہیں؟

اسکی صبیح پیشانی پر سوچ کی لکیر ابھری۔۔

پارٹی کے کام سے لاہور گئے ہیں۔۔ویسے بھی وہ یہاں مہمانوں کی طرح آتے ہیں۔۔تم کیوں پوچھ رہے ہو سب خیریت ہے نا؟ انہوں نے تفکر سے سوال کیا

ہاں بس ویسے ہی۔۔میں دیوان خانے میں ہوں زلفی کے ساتھ کچھ عوامی مسائل حل کرنے ہیں۔۔ آپ چائے وہیں بھجوادیں۔۔وہ کہہ کر چلا گیا۔۔راہ میں رک کر ایک اچٹتی نگاہ یسر پر ڈالی اور مخصوص کرسی پر براجمان ہوگیا۔۔

زلفی ؟؟؟؟

حاضر سائیں حاضر۔۔خوش آمید

زلفی بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا آتے ہی اسکی خوشآمد کرنے لگا جو اسے پسند نہیں تھی۔۔

امید ہے مزید کوئی مسائل پیدا نہیں ہوئے ہوں گے۔۔اگر ہیں تو بتائو ؟ میرے پاس صرف ابھی وقت ہے۔۔۔

اور سائرس کہاں غائب ہے؟؟؟

اس نے لگے ہاتھوں چھوٹے بھائی کی غیر موجودگی کی وجہ دریافت کی۔۔

وہ جی سائیں تو ایک ہفتے سے باہر گئے ہوئے ہیں۔۔

باہر کہاں زلفی؟ وہ ٹھٹھکا

وہ جی باہر مطلب 'باہر کے ملک'

زلفی حسب عادت ہاتھ جھلا کر بولا

اچھا وہ پرسوچ انداز میں بولا۔۔زلفی اسکے سامنے فائلوں کا انبار لگانے لگا جسے دیکھ کر اس سر درد شدید صورت اختیار کرنے لگا

چائے لیکر آئو۔۔۔اس نے پیشانی رگڑی

بڑے ہی کوئی بے مروت واقع ہوئے قسم سے۔۔ہفتے بھر سے میں انتظار میں ہوں تم آئو تو مجھے کال کرو۔۔مگر موصوف سعیر سلطان جو ٹھہرے کیوں ہم جیسے چھوٹے موٹے لوگوں کو وقت دینے لگے۔۔

ھادی نے آتے بلند آواز میں آہیں بھرنا شروع کیں اور اسکے مقابل صوفے پر پھیل کر بیٹھ گیا۔۔

سعیر نے بغور اسکا چہرہ دیکھا۔۔جہاں بے اعتنائی پھیلی ہوئی تھی یعنی وہ آسانی سے ماننے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر ہاتھ میں پکڑی فائل ٹیبل پر پٹخ دی۔۔وہ احسان کرنے والے انداز میں ٹانگ پر ٹانگ جما کر اسکی طرف متوجہ ہوا

ہاں فرمائو۔۔

میں نے تو جب بھی کی ہے بکواس ہی کی ہے۔۔ہستی تو آپ ہیں فرمانا تو آپ پر سوٹ کرتا ہے اور ہم ناچیز تو بس ایویں ہی ہیں !

ھادی کی آنکھوں سے بے تحاشا ناراضگی چھلک رہی تھی۔۔۔ناکام عاشقوں کی طرح آہیں بھرنا بند کرے گا۔۔؟

سعیر نے سختی سے ٹوکا۔۔

یہ بھی ٹھیک ہے بھائی اب تم کامیاب جو ٹھہرے ہمیں تو لگتا ہے عمر بھر ناکامی کے طعنے ملتے رہیں گے۔۔

وہ منہ بسور کر بولا۔۔مگر باز پھر بھی نہیں آیا تھا

یا تو اپنی دو نمبر صورت لے کر یہاں سے غائب ہوجائو یا پھر اصل بات بتائو کہ آخر مسلہ کیا ہے ؟ تمہارا منہ کیوں سوجا ہوا ہے۔۔سعیر ضبط سے بولا

بات دراصل کچھ یوں ہے کہ میرے سرکل میں ایک لڑکی ہے جسے میں دو سالوں سے بہت پسند کرتا ہو اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ ہر بار انکار کر دیتی ہے۔۔۔

یہ گھِسی پِٹی اسٹوری میں کوئی چھتیس بار سن چکا ہوں آگے بتا ؟ سعیر نے ہاتھ اٹھا کر ناگواری سے ٹوکا آگے تو تُو بڑھنے ہی نہیں دے رہا نا کم بخت۔۔سالے اُس نے زندگی میں پہلی بار کوئی مدد مانگی تھی۔۔یہی سہی موقع تھا اسکو امپریس کرنے کا لیکن عین وقت پر آپ جناب گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوگئے۔۔کیس کے متعلق انفارمیشن نکلوانے کے لئے کہا تھا وہ ایک کام نہیں ہوا تم سے

ھادی نے ناراضگی جتائی

بک مت۔۔میں بھی اپنے کام سے گیا تھا۔۔فارغ نہیں تھا

ہاں بس دوست کے کام نہ آنا بے مروت

وہ جل بھن گیا

جو ہونا تھا ہو گیا اب کیا تکلیف ہے ؟ سعیر نے اسے گھورا۔۔ادھر تکلیف ہے بھائی ادھر۔۔وہ دل پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔بہتر ہو گا تم ڈاکٹر کو دکھائو میرے پاس تمہاری تکلیفوں کا کوئی علاج نہیں۔۔میرے اپنے بہت مسائل ہیں

سعیر دو ٹوک بولا۔۔۔

سالے بے مروت۔۔یہی امید تھی تجھ سے میں یہاں ایک ہفتے سے انتظار میں ہوں اور موصوف کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔۔خیر ہے میں بھی کوئی فارغ نہیں ہوں مجھے بھی ہزاروں کیس نپٹانے ہیں ۔۔وہ ناراضگی سے کہہ کر اٹھا اور باہر نکل گیا۔۔

سعیر ہکا بکا رہ گیا۔۔

اس دھوپ چھائوں سے شخص کے مزاج کو سمجھنا بہت ہی مشکل تھا وہ کب مزاق مزاق میں سنجیدہ ہو جاتا کچھ پتا نہیں چلتا۔۔۔اسکی اور ھادی کی دوستی چند سالوں پہلے ہی ہوئی تھی۔۔جب زمینوں کے تنازعے میں ھادی نے وکیل ہونے کی حیثیت سے اسکی جان چھڑوائی تھی۔۔اسکے بعد سے انکی دوستی کافی گہری ہو گئی تھی۔۔مگر سعیر اپنے مزاج کے مطابق سب سے لیادیا سا رہتا تھا۔۔جبکے ھادی مزاجاً شرارتی اور البیلا سا تھا۔۔مزاج دونوں کے جدا تھے مگر اصول اور انصاف پسند تھے جسکی وجہ سے دونوں کی خوب بنتی تھی۔۔۔زلفی چائے لیکر آیا تو اس نے سر جھٹک کر چائے کا کپ تھاما اور فائلوں میں سر دیا۔۔ھادی کو وہ فراغت کے وقت منانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

نیلی؟؟ ناشتہ نہیں کرو گی ؟؟

وہ کالج کے لئے تیار ہورہی تھی جب بھابھی کی پکار پر چونک کر پلٹی۔۔

جی بس آ رہی ہوں۔۔وہ کہہ کر پونی کو بل دینے لگی۔۔نیناں اثبات میں سر ہلا کر واپس لوٹ گئی۔۔

ناشتے پر بابا سائیں اور سائرس ادا کے علاوہ وہ سب تھے۔۔اس نے اچھی طرح سر کے گرد دوپٹہ لیا اور نیچے آگئی۔۔

السلام علیکم۔۔۔

مشترکہ سلام کرکے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔۔

وعلیکم اسلام جیتی رہو۔۔اماں نے دعا دی۔۔۔

البتہ سعیر ادا نے اسکی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔۔اسکا معصوم دل دکھی ہوگیا۔۔۔

انکا مسکراہٹ سے لبریز محبت سے بھرا لہجہ بھابھی کے لئے مخصوص تھا۔۔اس سے تو زبانی کلام تک نہیں کرتے تھے۔۔نیلوفر نے تلخی سے سوچا

یسر کے ساتھ جائوگی ؟

ج۔۔جی بھابھی...

ان کے اچانک پوچھنے پر وہ گڑبڑا گئی۔۔

اس نئے لڑکے پر مجھے بلکل بھی بھروسہ نہیں تم زلفی کے ساتھ جایا کرو...سعیر نے سختی سے تاکید کی۔۔

اسے حلق سے نوالا نگلنا مشکل ہوگیا۔۔

بھابھی نے ایسا کیوں کہا ادا کے سامنے۔۔؟ حالانکہ یسر تو اتنا سلجھا ہوا لڑکا تھا آنکھ اٹھا کر بات تک نہیں کرتا تھا۔۔۔نیناں بھابھی کے لبوں پر نیم مسکراہٹ دیکھ کر نیلوفر کا منہ حلق تک کڑوا ہوگیا۔۔وہ اسے نیچا دکھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں گنواتی تھی۔۔بھابھی خونی رشتوں کے درمیان قطرہ قطرہ زہر گھول رہی تھی۔۔اور انکی محبت اندھے سعیر ادا انکی ساری باتوں پر ایمان لے آتے۔۔

نیلوفر کو اب ان سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔۔وہ بلاجواز انہیں مخاطب کرنا عار سمجھتی تھی۔۔زلفی ۔۔۔؟؟؟ او زلفی ؟؟؟

اسے اٹھتے دیکھ کر سعیر کی آواز مزید بلند ہوگئی۔۔

حاضر سائیں۔۔

اسے کالج لیکر جائو اور واپس لانا بھی تمہاری زمہ داری ہے میں اسے کسی اور کے ساتھ نہ دیکھوں۔۔

'کسی اور سے مراد ' یقیناً یسر تھا۔۔وہ جان چھڑانے کے سے انداز میں کہہ کر کھانے پر جھک گئے۔۔

نیلوفر کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئی۔۔

کیا وہ اتنی ناپسند تھی انہیں۔۔۔

اچو ادي...

(میرے ساتھ آئیں)

میں بیگ لے کر آتی ہوں

وہ آنسو پیتی سبک روی سے چلتی بیگ اٹھا لائی۔۔

کیا ہوا زلفی ؟؟ بی بی کو آج آپ چھوڑنے جارہے ہیں۔۔

یسر زلفی کو دیکھ زرا حیران ہوا۔۔

آج سے چھوٹی بی بی میرے ساتھ جائیں گی۔۔اور تم اب سے بیگم سرکار کے ڈرائیور ہو ...

مگر ہوا کیا ہے؟ مجھ سے کوئی غلطی۔۔

بابا یہ سرکار کا حکم ہے اتنا جان لو۔۔زلفی اسکی بات کاٹ کر تند و تیز لہجے میں بولا

جی بہتر... اس نے خاموش رہنے میں عافیت سمجھی۔۔نیلوفر کو اسکے لئے بہت برا محسوس ہورہا تھا۔۔

ایک تاسف بھری نگاہ اسکے جھکے سر پر ڈال کر گاڑی میں بیٹھ گئی.....

اس نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو وجود و زندگی کی بقا کے لئے ہر طرف نفسانفسی کا عالم تھا۔۔

ایک عجیب سی جنگ جاری تھی اشرفالمخوقات کے درمیان۔۔ہر کوئی ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا تھا۔۔۔اس نے بھی زندگی کی دوڑ میں حصہ لیا۔۔مہنگی ترین یونیورسٹی میں بزنس کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد شوقیہ طور پر باپ کی کمپنی کو جوائن کرلیا۔۔انہوں نے بھی اعتراض نہیں کیا۔۔

چونکہ وہ ان کی اکلوتی اور لاڈلی اولاد تھی

اس وقت اسکے معصوم دل و دماغ میں یہ بات نہیں سما سکی کہ زندگی کی جدوجہد میں کتنی بار مرنا پڑتا ہے۔۔کتنی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں..ہر بار گر کر سنبھلنا پڑتا ہے...ہر بار ایک نئی سیکھ کے ساتھ چلتے رہنے پڑتا ہے۔۔

وقت و حالات کے سرد گرد اپنی ذات پر سہنے پڑتے ہیں۔۔

اسکی ماں نہیں تھی۔۔کہاں گئی ؟

اس نے پوچھا نہیں کبھی۔۔نہ ہی باپ نے بتایا۔۔

بس وہ اتنا جانتی تھی کہ اسکا باپ اسکی ماں سے بے پناہ محبت کرتا تھا ... عرصہ پہلے انہوں نے اسکی مرحوم ماں کے نام سے کمپنی کی بنیاد رکھی تھی۔۔انکی موت کے بعد ساری زمہ داریاں اسکے کندھوں پر آگئیں۔۔

جو اس نے بہت احسن طریقے سے نبھائیں تھی۔۔پھر اچانک نہ جانے کس کی نظر لگ گئی۔۔یکے بعد دیگرے ہونے والے نقصانات میں کمپنی کا دیوالیہ ہوگیا اور آج کمپنی نیلام ہوگئی تھی ...

اسکے مرحوم والدین نشانی بھی اسکے ہاتھوں سے جاتی رہی۔۔۔لوگ اسے موردالزام ٹھہرا رہے تھے۔۔ ساری ناکامی اسکے کھاتے میں ڈال رہے تھے۔۔وہ چپ تھی ایک دم خاموش۔۔پاشکستہ۔۔۔بے بس لاچار ۔۔

ہوا کے سنگ پھڑپھڑاتے رقعے کو خالی نگاہوں سے گھورتی ماتم کنا تھی۔۔۔اسکا فون پھر سے تھرتھرانے لگا۔۔

گرینی کالنگ جلتا بجھتا دیکھ کر اسکے نین کٹورے اشک ندامت سے بھیگ بھیگ گئے ...

وہ کیا جواب دے گی۔۔؟ باپ کی وراثت کو ہار دیا

اس نے فون سوئچڈ آف کرکے واپس رکھ دیا۔۔سڈول سی کلائی پر بندھی گھڑی پر نگاہ دوڑائی۔۔

رات کے دو بجنے کے قریب تھے۔۔پارک میں اسے دو گھنٹے سے زائد بیت گئے تھے وقت کا رفتار کا پتا ہی نہیں چل سکا۔۔۔میکسیکو کی سڑکیں رات بھر منچلو سے بھیڑ زدہ رہتیں تھیں۔۔۔اسکے لئے ویسے بھی کوئی نئ بات نہیں تھی وہ یہیں پلی بڑھی اور جوان ہوئی تھی۔۔۔

اس نے جلتی ہوئی آنکھیں میچ کر کھولیں اور گھر جانے کے ارادے سے اٹھی۔۔۔جانتی تھی گرینی پریشانی ہورہی ہوں گی۔۔جھک کر ہیل اٹھائی اور مرے مرے قدموں سے چلتی گاڑی کی طرف بڑھنے لگی۔۔

سائرس جو یک ٹک اسکی ہر ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا۔۔

سرعت سے دوڑتا ہوا اسکے پیچھے گیا مگر تب وہ جا چکی تھی۔۔اس نے ہلکی سی مایوسی سے واپسی کے لئے قدم بڑھائے....

****

عینی گھر بہت دیر سے پہنچی.. گرینی ہمیشہ کی طرح اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔لیکن اس بار انکل بھی اس انتظار میں شامل تھے۔۔اس نے گہرا تنفس کھینچ کر قدم آگے بڑھائے۔۔کہاں رہ گئی تھی تم ؟ ہم تمہارے لئے پریشانی ہورہے تھے ؟ مما کو پریشانی سے نیند نہیں آرہی تھی

انکل کے لہجے میں غصے سے زیادہ خفگی تھی۔۔چونکہ اس نے اسطرح کی غیر زمہ دارانہ حرکت کبھی نہیں کی تھی

عینی گرینی کو دیکھنے لگی جو سر تھامے بیٹھی تھی۔۔اور آہستگی سے بولی۔۔

آئی ایم سوری۔۔

کوئی بات نہیں...کہاں تھی تم؟

جواب گرینی کے بجائے انکل کیطرف سے آیا تھا۔۔

آپ اچھے سے جانتے ہیں

وہ تلخ ہوئی ...نہ چاہنے کے باوجود

تم اتنی روڈ کیوں ہو جاتی ہو عینی۔۔ہم سب تم سے محبت کرتے ہیں۔۔مگر ہماری محبت اور کنسرن کی تمہاری نظر میں کوئی اوقات نہیں۔۔

انکل مغموم ہوئے۔۔غمزدہ نگاہوں سے مرحوم بھائی کی لاڈلی بیٹی کو دیکھا۔۔

تو کیا کروں میں ؟ کیا کروں آپ ہی بتائیں ؟ اپنے بزنس کے مسلے سنبھالوں ، اپنا ڈوبتا ہوا کریئر سنبھالوں ، اپنے کل کی فکر کروں یا آپ لوگوں کی محبت سنبھالوں۔۔۔

وہ بھری بیٹھی تھی۔۔۔ایکدم پھٹ پڑی۔۔۔

انکل نے تاسف سے اپنی سرکشیدہ بھانجی کو دیکھا۔۔جو آج بہت ٹوٹی پھوٹی اور ہاری ہوئی معلوم ہورہی تھی۔۔

عینا میری بچی...

وہ آبدیدہ ہوکر اسکی طرف بڑھے۔۔اسے گلے سے لگا کر اسکا غم بانٹنا چاہتے تھے....

مگر عینا نے بے رخی سے انکا ہاتھ جھٹک دیا

برباد ہوگئی میں۔۔اپنی ہی نظروں میں گر گئی ہوں۔۔آنسوئوں کے ہیجان سے اسکی آواز غیر متوازن ہونے لگی۔۔اس نے نوٹس ٹیبل پر پھینکا اور کہے سنے بغیر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

انکل جوں کے توں کھڑے رہ گئے۔۔

گرینی نے سر بلند کرکے ایک نظر بند کمرے پر ڈالی اور وہاں سے چلی گئیں۔۔جبکے انکل وہیں کرسی پر ڈھے گئے۔۔

وہ عینا کے لئے ازحد پریشانی تھے۔۔جس نے باپ کی سی ضدی اور بے باک فطرت پائی تھی۔۔اپنی بے باکی اور قابلیت کے بل بوتے پر وہ مردوں کے معاشرے میں چلنے کا ہنر سیکھ گئی تھی۔۔اس نے اپنا الگ مقام بنا لیا تھا۔۔۔

وہ کمپنی کو بلندیوں پر لے گئی تھی۔۔قسمت نے بلندی پر لیجا کر پٹخا کر تھا۔۔جہاں سے بہت گہری چوٹ پہنچی تھی۔۔وہ زخمی ہوگئی تھی .... زخموں کو بھرنے میں وقت درکار تھا۔۔انکل نے پانی کا گلاس حلق میں انڈیل کر خشک گلا تر کیا اور اٹھ کر کمرے میں چلے گئے۔۔

تو آج کس کے ساتھ آئی ہو؟

ساری روداد سننے کے بعد ردا نے پوچھا۔۔۔۔

وہ اسکی واحد سہیلی تھی۔۔کالج اور زندگی کی۔۔

زلفی کے ساتھ۔۔

یعنی یسر کی چھٹی کردی تمہارے بھائی نے.... بھئی مجھے تو بہت برا لگ رہا ہے۔۔بے چارہ سیدھا سادھا سا لڑکا ہے یہ نہ ہو تمہارے آپس کے معاملات اس بے چارے کے لئے مسلہ بن جائیں...

اب ایسی بھی بات نہیں ہے ردا۔۔بھابھی سے میری کوئی رنجش یا کشیدگی نہیں ہے۔.بس کبھی کبھی انکا رویہ ناقابل برداشت ہوجاتا ہے۔۔ایسا لگتا ہے وہ سب دکھاوا کر رہی ہیں۔۔انکی محبت ,فکر, پریشانی سب کچھ۔۔اور کبھی کبھی تو وہ مجھے نیچا دکھانے کے لئے حد سے گزر جاتی ہیں۔۔پتا نہیں وہ ایسا کیوں کرتی ہیں۔۔حالانکہ میں نے اپنے فعل سے کبھی انکا دل نہیں دکھایا۔۔

نیلو فر یاسیت سے گویا ہوئی۔۔

اچھا نا۔۔ نظر انداز کر دیا کرو۔۔بھاڑ میں جائیں ہماری بلا سے۔۔بھابھیوں کا کام ہوتا زندگی کٹھن بنانا یہ کوئی نئی بات نہیں

ردا اسکی اداس آنکھوں سے غم کھا کر بولی۔۔

ایسے مت کہو وہ مجھے بہت عزیز ہیں۔۔سعیر ادا کو عشق ہے ان سے ... وہ تمکنت سے بولی۔۔

تمہارے ادا کو صرف وہی دکھائی دیتی ہیں پوری حویلی میں۔۔اپنے خونی رشتے تو کبھی نظر نہیں آئے ۔۔

نیلوفر کی زبانی سن سن کر ردا کو اسکی نجی زندگی کے سارے معاملات رٹ گئے تھے

جو بھی ہو میں تو ان سے بہت محبت کرتی ہوں اور ہمیشہ کرتی رہوں گی ...وہ کہتی افسردگی سے مسکرائی۔۔

آفرین ہے تم پر نیلی ...

ردا اسے خشم آلود نگاہوں سے گھور کر رہ گئی۔۔

خیر میں چلتی ہوں۔۔بھائی آگئے ہوں گے تمہرے زلفی تو پتا نہیں کب آئیں گے۔۔ردا کتابیں سمیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

رکو میں بھی چلتی ہوں

نیلوفر بھی اسکی تاکید میں چلتی ہوئی گیٹ تک آگئی۔۔ردا الوداعی کلمات کہہ کر جا چکی تھی۔۔

وہ زلفی کے انتظار میں متلاشی نگاہیں دوڑا رہی تھی۔۔جب نظر لاشعوری طور پر ویٹنگ ایریا کی چیئر پر بیٹھے وجود پر پڑی۔۔وہ بھی بروقت اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔بس وہ اک لمحہ۔۔اسکی دھڑکنیں منتشر کر گیا۔۔

وہ شخص ابھی بھی بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

نیلوفر نے گھبرا کر نگاہوں کا محور بدل لیا۔۔اس ساحر کی فسوں نگاہی میں عجب جادوئی اثر تھا۔۔اس نے مڑ کر ایک نگاہ لابدی طور پر ڈالی۔۔حالانکہ یہ بہت غلط حرکت تھی۔۔اور پلٹ کر گیٹ سے باہر نکل گئی۔۔زلفی آچکا تھا۔۔

مونس کمپنی آتے ہی سیدھا رفعان انکل کے آفس پہنچا۔۔

یہ میں کیا سن رہا ہوں ڈیڈ ؟ آپ ہماری کمپنی کے شیئرز عینی کے نام کر رہے ہیں ؟ کیوں ؟

رفعان انکل نے لمبی سانس کھینچ کر گھڑی بھر مونس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھا۔۔

ہماری کمپنی میں اس کے باپ کے شیئرز تھے۔۔جو میں اسے لوٹا رہا ہوں کیونکہ میں امانت میں خیانت کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔۔اور وہ بھی تب جب سامنے ایک یتیم اور مسکین بچی ہو۔۔ہم اس مال سے کتنے دن اپنا پیٹ بھریں گے مونس؟ اور کھا کر جائیں گے کہاں ؟ اللہ تو ہر جگہ موجود ہے ۔۔سب دیکھ رہا ہے

بابا پلیز۔۔میں یہ سب نہیں جانتا

مونس نے احتجاج کرنا چاہا۔۔

میں یتیم کے مال میں سے ایک چیز اپنے پاس نہیں رکھنے کا قائل نہیں ہوں مونس...مجھے اللہ کو منہ دکھانا ہے۔۔

انکا اطمینان ہنوز قائم تھا۔۔

مونس پیر پٹختا آفس سے نکلا تو عینا کو دروازے پر پایا۔۔اسکے چہرے سے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ وہ کیا کچھ سن چکی تھی۔۔وہ بہت مشکل لڑکی تھی۔۔

مونس نظرانداز کرکے آگے بڑھ گیا۔۔

اسے لگتا ہے میرے شیئرز مجھے واپس مل گئے تو پھر میدان مار لوں گی اسلئے وہ مجھے میدان میں اترنے ہی نہیں دینا چاہتا۔۔

وہ ایک ہی تھی۔۔اپنے نام کی مانند۔۔۔بولتی تھی تو تلخ حقیقت۔۔سچی اور کھری کھری باتیں سامنے والا دنگ رہ جاتا۔۔

جوان خون جوش مار رہا ہے۔۔اسے اچھا نہیں لگ رہا ہے اسکا باپ اپنی محنت کی کمائی اسکے بجائے کسی اور پر لٹائے

رفعان انکل برا منائے بغیر بولے۔۔

تو آپ کیوں لٹا رہے ہیں ؟ عینا کو گماں گزرا۔۔

سب کا ساتھ چھوٹ جانے کے بعد وہ اب بھی اسکے بارے میں سوچ رہے تھے اسے پتا نہیں کیوں یقین نہیں آرہا تھا۔۔

تم کوئی غیر تو نہیں ہو۔۔میرے مرحوم بھائی کی نشانی ہو۔۔میری بیٹی ہو تم...

عجب جادوئی لہجہ تھا انکا۔۔وہ جب بھی اسے 'بیٹی' کہتے اسکی آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے تھے۔۔۔وہ ہوبہو بابا کا پرتو تھے...

اس نے 'سوں سوں ' کرتے ہوئے بے مقصد اطراف میں نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

میں بزنس نہیں کروں گی۔۔میں نے سوچ لیا ہے اب میں جاب کروں گی۔۔آپ میرے شیئرز رکھ لیں یا بیچ دیں۔۔پیسہ میرے اکائونٹ میں ٹرانسفر کروادیں۔۔

وہ قطعی انداز میں کہہ کر کرسی دھکیلتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ہر بار کی طرح اس بار بھی رفعان انکل نے اعتراض اٹھانا چاہا۔۔مگر زبان دانتوں تلے دبا گئے۔۔عینا کے فیصلے پر چپ چاپ سر جھکا دیا۔۔

جیسے تم کہو بیٹا۔۔

تھینک یو انکل ...وہ جاتے جاتے رکی ..ایک ممنوع نگاہ ان پر ڈالی

رفعان انکل جوابا ہلکا سا مسکرائے تھے۔۔

اسکے دماغ میں پکڑ دھکڑ چل رہی تھی۔۔پیسہ اکائونٹس میں آنے سے اسکا اور گرینی کا فیوچر تو سکیور ہوجاتا۔۔وہ بزنس میں لگا کر رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔۔فلحال اس نے خود کو ٹف ٹائم دینے کا سوچا تھا...اسے معلوم تھا وہ جاب نہیں کر پائے گی۔۔لیکن اسے کرنی تھی حالات یکسر بدل گئے تھے اب اسکی باری تھی حالات کے حساب سے خود بدلنے کی۔۔اس نے اپنی سابقہ مینجر کو پیغام پہنچا دیا تھا اگر فیشن انڈسٹری ، سلیبرٹی سٹارز کے ڈیذائنر کی جاب میسر آئے تو اسے اطلاعی پیغام دے بھیجے۔۔اس

نے بابا کے انٹرسٹ کو ترجیع دی تھی۔۔۔اب وہ اپنی انٹرسٹ کے مطابق مستقبل میں آگے بڑھنے کے لئے کچھ کرنا چاہتی تھی ...مگر اسے کیا معلوم تھا اسکی قسمت پلٹنے والی تھی

سائرس صبح چھ بجے کی فلائٹ سے میکسیکو سے پاکستان پہنچا تھا۔۔حویلی پہنچا تو دادا سرکار نرم گرم گھاس پر ننگے پیر چل رہے تھے۔۔وہ پورچ میں گاڑی کھڑی کرکے سیدھا وہاں پہنچا۔۔

سلام دادا سائیں ؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ؟ آپ صبح صبح کیوں جاگ رہے ہیں ؟

وعلیکم السلام۔۔جیتے رہو .. نماز ادا کرنے کے بعد چہل قدمی کر رہا تھا۔۔۔

سائرس کو وہ پہلے کی نسبت بہت کمزور لگے۔۔

زلفی کو جگا دیا ہوتا۔۔آئیں یہاں بیٹھیں۔۔

ان کا بازو تھام کر چیئرز کے قریب لے آیا

خیر تم بتائو سب اچھا ہوا ؟

ان کی جاندار آواز سن سائرس کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے جو انکی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکے۔۔

جی دادا سرکار۔۔وہ اتنا ہی بول سکا۔۔

جو کام کہا تھا وہ تو ہوگیا نا ؟

انکی پرجلال آواز ابھری... مبادا انکار سننے کی کوئی گنجائش نہ ہو۔۔

جی دادا سائیں۔۔ہم نے شاہان صاحب کی کمپنی خریدلی ہے۔۔وہ آہستگی سے بولا۔۔جیسے اس عمل سے ناخوش ہو۔۔ہونہہ۔۔ہمارا مقابلہ کرنے چلے تھے۔۔

وہ پر غرور لہجے میں ہنکارے۔۔انکے انداز میں مرعوب کردینے کی حد تک شان اور دبدبہ تھا۔۔
سائرس کے چہرے بے رونقی چھا گئی۔۔

چلیں دادا سرکار آپ کو کمرے تک چھوڑ دوں۔۔۔وہ اٹھ کھڑا ہوا

دادا سرکار جانے کن سوچوں میں مگن تھے۔۔سرشار سے سر اٹھائے اسکے ساتھ چل پڑے۔۔
انہیں چھوڑ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔

دادا سرکار نے اس سے ہی یہ کام کیوں کروایا۔۔

وہ سعیر سے بھی کہہ سکتے تھے۔۔اس قسم کے کام سعیر کیا کرتا تھا۔۔۔اور وہی کر سکتا تھا۔۔۔

ان دونوں بھائیوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔سعیر اپنے نام کی مانند آگ سی فطرت لیکر پیدا ہوا تھا۔۔

وہ مغرور اور تیز مزاج کا شخص تھا جلد غصے کی لپیٹ میں آجاتا تھا۔۔جبکہ سائرس اسکے بلکل برعکس تھا

سائرس بہت شائستہ ،خوش مزاج اور خوش اخلاق انسان تھا۔۔سعیر دادا سرکار کا ہم مزاج تھا اسلئے ان کی خوب بنتی تھی۔۔۔سائرس ان سب سے منفرد تھا۔۔اسے سیاست اور جاگیرداری میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔اس نے آئوٹ ڈور بزنس کو ترجیع دی تھی۔۔۔

کوٹ اتار کر اسٹینڈ پر ڈالا اور شاور لینے کے بعد سونے کی غرض سے لیٹ گیا۔۔۔یونہی زہن سوچوں کے بھنور میں بھٹکتا ہوا اس صنف نازک پر آرکا۔۔۔جسکی غیر متوازن سسکیاں بار بار اسکی سماعتوں کو

ڈسٹرب کررہی تھی۔۔۔سائرس بے تابی سے اٹھ بیٹھا۔۔اسکے زہن میں ایک بار پھر وہی سوال گردش کرنے لگا۔۔

' دادا سرکار نے ایسا کیوں کیا؟ "

سائرس جو اسکا بریسلٹ ملا تھا جو عینا پارک کی بینچ پر بھول گئی تھی۔۔۔

بہت خوبصورت اور نفیس سابرسلیٹ۔۔

پہلی ملاقات میں ہی سائرس کو اسکی ہر چیز داد کے قابل لگی تھی۔۔۔اسکا لہجہ۔۔اسکا کانفیڈنٹ ، اسکی تلخ مگر حقیقت سے بھرپور باتیں اور سب سے بڑھ کر اسکا بھری محفل میں اپنی ہار تسلیم کرنا۔۔

' تم بہت منفرد ہو سب سے...بہت خاص ہو تم عینا۔۔

حالانکہ وہ بذات خود اس سے نہیں ملی تھی۔۔۔بات نہیں کی تھی۔۔مگر سائرس تو نادانستہ طور پر اس سے مل چکا تھا۔۔اور اب تو شاید اس سے روز ملاقات ہونے والی تھی۔۔خوابوں میں ....

اس کو سوچتے سوچتے کب اسکی آنکھ لگ گئی خبر نہیں ہوئی۔۔۔

حسین بہت دیر سے سامنے کتابیں پھیلائے مغزماری کررہا تھا۔۔مگر دل تھا کہ کمبخت گھوم پھر کر دشمن جاں پر آ ٹھہرتا۔۔

وہ اس وقت کیا کر رہی ہو گی ؟

اس نے انگلیوں کے بیچ پین گھماتے ہوئے لب کا کونا دبایا۔۔اسکا دل مچل پڑا تھا ... اب اسے دیکھے بغیر چین سے بیٹھنے والا نہیں تھا....کتابیں سمیٹ کر ایک طرف کیں اور کمرے کے سامنے سے سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے آگیا۔۔

آبش کے کمرے میں لائٹ جل رہی تھی۔۔

مگر اسے مخاطب کرنے کا حسین کو کوئی بہانہ سجھائی نہیں دیا۔۔اسلئے خاموشی سے کچن میں چلا آیا۔۔

غائب دماغی سے اس نے چائے کا پانی چڑھایا۔۔اسی لمحے قدموں کی چاپ سن کر اسکا دل بلیوں کی طرح اچھلنے لگا۔۔من ہی من اپنی دعا قبول ہونے پر وہ اتنا خوش ہوا کہ اس نے گرم کیتلی کو چھولیا ۔۔جلن کے احساس سے بے ساختہ چلا اٹھا۔۔

حسین ؟؟ کیا ہوا تمہیں ؟؟ آبش اس افتاد پر ہڑبڑا کر اسکی طرف پلٹی۔۔اس تفکر اور پریشانی پر وہ تو نہال ہی ہوگیا تھا۔۔

وہ ....میں چائے بنا رہا تھا..

اسے اور کوئی بہانہ سجھائی نہیں دیا۔۔

اوہ خدا ....تمہارا تو ہاتھ جل گیا۔۔رکو میں پھپھو کو بلاتی ہوں۔۔

نہیں۔۔اسکی ضرورت نہیں

اس نے بے ساختہ آبش کی کلائی تھام کر روکا۔۔۔وہ حقیقتا نہیں چاہتا تھا مام کو پتا چلے اسکی بیوقوفی۔۔ اسے مسکین سی صورت بناتے دیکھ کر آبش اپنا ارادہ ترک کردیا

افففف اوہہ۔۔تم ایسی حرکتیں ہی کیوں کرتے ہو ..اب یہیں بیٹھنا جب تک میں آئمنٹ لے کر آتی ہوں

وہ کہہ کر چلی گئی۔۔حسین کے لبوں پر دلفریب سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔۔

تم کر کیا رہے تھے اتنی رات کو یہاں ؟ وہ اسکے زخم کو مرہم بخش رہی تھی۔۔۔وہ روح تک سرشار ہوگیا

اسکی توجہ اور تفکر پانے کی خاطر تو وہ کئی نقب لگا کر سکتا تھا خود پر۔۔

میں چائے بنانے آیا تھا ... وہ بے حد آہستگی سے بولا۔۔

اس وقت ؟ رات کے ڈیڑھ بجے ؟

آبش نے بے ساختہ نگاہیں اسکی جانب اٹھائیں۔۔

وہ اپنی بات بھول گیا تھا۔۔صاف شفاف سیاہ آنکھوں پر پلکوں کی دھاری حسین کی دھڑکنیں اِدھر سے اُدھر سے کر گئیں

ویسے تم۔۔کیوں جاگ رہی تھی ؟؟ اس نے سر جھٹک کر خود نارمل ظاہر کرنا چاہا۔۔

اسائمنٹ کمپلیٹ کرنا تھا یار۔۔اب اسٹڈی جارہی تھی میل کرنے لیکن دیکھو تمہاری لاپرواہیاں میرے کاموں میں خلل ڈال رہی ہیں ...

اس نے حسین کے بالوں کو منتشر کرتے ہوئے ذرا کی ذرا جتایا۔۔حسین کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔

بحرحال اب تم اپنے ہاتھ کی ایکسٹرا کیئر کرنا کچھ دن رائٹنگ وغیرہ سے پرہیز کرنا اور ڈرائیونگ جیسے کام مت کرنا۔۔وہ آئمنٹ مفقل کرکے میڈیکل باکس میں ڈالنے لگی۔۔حسین کی نظریں ابھی تک سیر اب نہیں ہوئیں تھی۔۔اس نے کچھ دیر اور اسے اپنے ساتھ ٹھہرانے کا کار سوچا۔۔

چائے بنادو گی ؟؟ وہ فٹا فٹ بولا

آبش رک کر مڑی۔۔

ہاں بنادوں گی۔۔لیکن آئندہ تم بھٹکتی روحوں کی طرح کچن میں مت نظر آنا۔۔اپنا بھی نقصان کروگے اور کچن کا بھی۔۔بہتر ہوتا تم خانسامہ سے کہہ دیتے۔۔

آبش نے تاکید کی۔۔یہ جانے بغیر کہ حسین نے یہ حرکت جان بوجھ کر تھی۔۔

سب سو رہے تھے اسلئے میں نے ڈسٹرب کرنا ضروری نہیں سمجھا ... وہ ہاتھ کو الٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا بولا۔۔۔

مہربانی کرکے آگے سے ایسا مت سوچنا کیونکہ تم سے ضروری کچھ بھی نہیں ہے ... وہ جانتی تھی ماموں اور پھپھو کی ان کے اکلوتے بیٹے میں جان بستی تھی۔۔۔

ریئلی ؟ اسکے لب نیم مسکرائے۔۔۔

ہاں تو اور کیا ... وہ عام سے انداز میں بولی۔۔

چائے کپ میں نکال کر اس نے حسین کے حوالے کی۔۔

تم نہیں پیوگی ؟ وہ زرا حیران ہوا

نہیں مجھے بس ایک میل کرنا تھی ورنہ مجھے شدید نیند آرہی ہے۔۔تم پیوَ ..گڈ نائٹ

وہ کہہ اسٹڈی میں جانے لگی۔۔۔اس کا دل یکدم ہر شے سے اچاٹ ہو گیا۔۔کیا ہوتا اگر اسکا دل رکھنے کی خاطر ہی ہاں بول دیتی۔۔!وہ کپ اٹھائے کمرے میں آگیا۔۔بیڈ پر بکھرا کتابوں کا ذخیرہ اٹھا کر اسٹڈی ٹیبل پر پھینکا۔۔اور سونے کے لئے لیٹ گیا۔۔سائیڈ ٹیبل پر بھاپ اڑاتا کپ جوں کا توں پڑا رہ گیا۔۔

گرینی کے کمرے سے چیخ و پکار کی آوازیں آرہی تھیں۔۔وہ سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی نیچے آئی۔۔کمرے کے آگے لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا وہ آگے نہیں جا پائی۔۔

تبھی اسکی نظر سفید کپڑے میں لپٹے پیروں پر پڑی۔۔

وہ ان پیروں کو پہچانتی تھی۔۔یہ گرینی کے پیر تھے۔۔

گرینی۔۔؟؟؟؟ اسکے لبوں سے چیخ برآمد ہوئی

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔اسکا تنفس پھولا ہوا تھا۔۔ماتھے پر پسینہ پونچھتے ہوئے اس نے گھڑی دیکھی دن کے جو دس بجارہی تھی۔۔پیروں میں سلیپرز اڑس کر دھڑا دھڑ سیڑھیاں اترتی نیچے آئی تو گرینی اپنی مخصوص جگہ بیٹھی تسبیح کرنے میں مصروف تھیں۔۔

اسے دیکھ کر مسکرائیں اور اشارے سے پاس بلالیا۔۔

تمہارے چہرے کا رنگ بتا رہا ہے کہ تم نے پھر کوئی بھیانک خواب دیکھا ہے؟

مجھے بس ان خوابوں کی بھیانک تعبیر سے ڈر لگتا ہے۔۔

عینا کسی خوفزدہ بچے کی مانند خود ساختگی سے بڑبڑاتی انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔

اس بار کیا دیکھا تم نے ؟

وہ نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں

عینی نے بے ساختہ نگاہیں اٹھائیں

میں نہیں بتائوں گی۔۔ب۔۔بہت بھیانک خواب تھا

وہ وسوسوں اور خدشات میں گھری ہوئی تھی۔۔بے چینی سے اٹھ بیٹھی۔۔

کیا ہوا میری جان؟؟؟سب ٹھیک ہے نا؟ گرینی حیرانی سے پوچھنے لگیں

آپ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیں گی نا۔۔؟ اسکے معصومانہ سوال پر وہ مسکرائیں

میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گی عینا۔۔تمہارے دل میں ، تمہاری یادوں ، تمہاری باتوں میں ایسے نہیں ناں ؟ آپ وعدہ کریں ؟

وہ بے حد خوفزدہ ہوگئی تھی۔۔

میں یونہی تم سے وعدہ کرلوں اور وفا نہ کرسکوں تو اللہ ناراض ہوجائے گا نا۔۔بے شک وہ وعدہ خلافی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔۔۔

وہ بے دم سی ہوکر ان کی گود میں لیٹ گئی۔۔وہ کمزور نہیں تھی۔۔بس کچھ رشتے اسے کمزور دیتے تھے۔۔رشتوں کے نام پر اسکے پاس صرف رفعان انکل اور گرینی ہی تھے۔۔وہ باپ کے بعد ان دونوں کو کھونے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔۔

میں رہوں یا نہ رہوں۔۔تمہارے انکل ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گے عین۔۔ان کے ساتھ نرمی برتنا سیکھو وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔

اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔۔اسکے احساسات عجیب ہورہے تھے ....وہ بھیانک اور اب گرینی کی باتیں

اسکا دل بری طرح سے گھبرانے لگا۔۔

اسی گھبراہٹ میں وہ کمرے میں چلی آئی اور سائکٹریسٹ کو فون کرنے لگی۔۔لیکن جواب موصول نہیں ہوا۔۔

وہ کافی دیر تک پریشانی میں کمرے کے چکر کاٹتی لگاتی رہی۔۔آخر تھک ہار کر بیٹھ گئی۔۔

فون کی تھرتھراہٹ پر متوجہ ہوئی۔۔۔

انکل کالنک دیکھ کر اس نے فورا اٹینڈ کرلیا۔۔

میں نے تمہارے اکائونٹ میں رقم ٹرانسفر کروادی ہے.. مزید کچھ فارمیلٹیز نبھانی ہیں تم فری ہو تو آفس آجائو۔

جی میں آرہی ہو

اس نے کہہ کر فون بند کردیا۔۔ان سرابوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے مصروف رہنا ہی بہترین آپشن تھا ورنہ سوچ سوچ کر پاگل ہوجاتی۔۔۔

اس نے اپنی ماڈرن طرز کی واڈروب دھکیل کر ایک اسٹالش سا لباس نکال کر پہنا اور آفس آگئی۔۔

پڑ گئی تمہارے کلیجے میں ٹھنڈ ؟؟ یو نو واٹ تم پیسے کی پجارن ہو۔۔تمہیں صرف پیسہ چاہیئے اسی لالچ میں تم نے پہلے شاہان انکل کی بنی بنائی کمپنی ڈبو دی اب شیئرز بیچ دیئے۔۔اور کتنے پیسے چاہیئے تمہیں ؟ ہیں؟؟؟

مونس کی باتیں سن کر اسکا منہ حلق تک کڑوا ہو گیا

تمہارے باپ کا پیسہ نہیں ہے سمجھے ؟ یہ میرے بابا کی امانت ہے جو تمہیں یا انکل کو ہر حال میں لوٹانی ہی تھی۔۔وہ بھی دوبدو بولی۔۔

مونس کو آگ لگ گئ

کیسی امانت ؟ کس امانت کی بات کررہی تم ؟ تمہارے شاہانہ خرچ اٹھا رہے ہیں .. تمہیں پال پوس رہے ہیں اتنا کافی نہیں ہے کیا؟؟؟

وہ اسکی نازک کلائی میں انگلیاں گھاڑتا ہوا چھنگاڑا

ہاتھ چھوڑو میرا۔۔ورنہ تم یہاں تماشا ہوتا ہوا دیکھو گے مونس ... وہ چبا چبا کر بولی۔۔

ہونہہ اپنی خالی خولی دھمکیاں اپنے پاس رکھو

اس نے ہنکارا بھرتے ہوئے بے دردی سے اسکی کلائی جھٹکی۔۔

آئندہ یہ حرکت کی تو میں بہت برا پیش آئوں گی۔۔

اپنی دودھیا کلائی پر چھپے انگلیوں کے نشانات دیکھ کر وہ اسے وارن کرنے لگی

بس اتنا ہی دم تھا ؟ ابھی تو تمہیں میری بیوی بن کر بہت کچھ جھیلنا ہے تمہیں.. وہ کمینگی سے مسکرایا ۔۔

اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔

عینا اندر آجائو۔۔اسٹاف تمہارا انتظار کر رہا ہے ا

گر انکل کی آواز اسکے کانوں میں نہ پڑی ہوتی تو عین ممکن تھا وہ اسکا منہ توڑدیتی

****

آج پھر اسے گیٹ پر زلفی کا انتظار کرنا تھا...وہ سعیر ادا سے شدید نالاں تھی کبھی کبھی وہ بے خبری میں اسکا دل بری طرح دکھا جاتے تھے اکتوبر کے حبس زدہ موسم میں سہہ پہر وہ سر پر کتابوں کی چھائوں کیئے بے صبری سے زلفی کا انتظار کر رہی تھی۔۔

وردان؟؟

وہ یونہی آواز کی جانب متوجہ ہوئی تو دھک سے رہ گئی۔۔پرنسپل کے آفس کی چوکھٹ پر کھڑا وجود اس شخص کو بلا رہا تھا جو بڑی محویت سے نیلوفر کو دیکھ رہا تھا۔۔جانے کب سے

نیلوفر کا دل آنکھوں میں دھڑکنے لگا۔۔

وردان ؟ آواز پھر سے آئی تھی

آرہا ہوں۔۔

اسکی گھمبھیر آواز نیلوفر کی دھڑکنیں مشتعل کر گئی۔۔

وہ اٹھا اور چلا گیا

تب جا کر اسکی سانسیں سینے سمائیں۔۔

وہ کون تھا ؟ اور اسے کیوں دیکھ رہا تھا۔۔

نیلوفر کو بے ساختہ دو دن پہلے والی ملاقات یاد آئی۔۔ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ وہی گھمبیر آواز اسکے آس پاس اُبھری

نام کیا ہے تمہارا ؟؟

وہ اچھل کر اس سے دور ہوئی جیسے اسے کوئی اچھوت کی بیماری ہو۔۔

آس پاس اسٹوڈنٹس نہ ہونے کے برابر تھے۔۔اسے تنہائی میں شدید گھبراہٹ ہونے لگی۔۔

آ۔آپ کون ؟؟

آپ کا نام ؟

عجیب اڑیل انداز تھا۔۔

اسے گھور کر باہر جھانکتے ہوئے ڈرائیور کو کوسا۔۔

کمبخت زلفی۔۔کہاں رہ گیا؟

نیلوفر ؟ہے نا؟ یہی نام ہے نا تمہارا ؟؟

وہ صدمے بھری نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔۔

چلو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔۔کالج بند ہونے والا ہے

بلا تکلف بولا..اسکے لبوں پر مبہوت کر دینے والی مسکراہٹ تھی۔۔

میں کیوں جائوں گی آپ کے ساتھ ؟ اور آپ ہیں کون؟

وہ سچ مچ گھبرا گئی ...

مطلب یونہی کھڑی رہو گی ؟ چلو میں بھی تمہارے ساتھ کھڑا ہوں...وہ ایسے بولا جیسے سالوں کی دوستی ہو۔۔

پلیز چلے جائیں یہاں سے ... اگر میرے ڈرائیور نے آپ کو میرے ساتھ دیکھ لیا تو قیامت آجائے گی نیلوفر کی حالت غیر ہونے لگی۔۔

ایک قیامت میرے دل پر بھی گزری تھی گزشتہ روز...تم نے اسکی تو خبر لی نہیں ؟ بہت نرم اور دھیمے لہجے میں..وہ ذو معنی انداز میں بولا

نیلوفر کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگیں۔۔وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی۔۔

پلیز جائیں یہاں سے۔۔عاجزانہ منت کی۔۔

وہ ہمیشہ کی کم گو اور حساس لڑکی تھی۔۔حویلی کے باہر کی دنیا اسکے لئے بلکل اجنبی تھی۔۔وہ باہر نکل کر بھی خود کو ان دیکھی بیڑیوں میں جکڑا ہوا محسوس کرتی اسے کسی اجنبی سے زبانی کلامی کی اجازت نہیں تھی۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ لوگوں کو دیکھ کر حد سے زیادہ کنفیوز ہوجاتی تھی۔۔

چلو..تمہیں گھر چھوڑ دوں

دوسری جانب فرست ہی فرست تھی۔۔سکون ہی سکون۔۔اسی سکون سے بڑھ کر نیلوفر کی کلائی اپنی گرفت میں لے کر اسکی جان نکالنا چاہی۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ میرا ہاتھ چھوڑیں ...

وہ اب رو دی تھی۔۔

مگر مقابل اسکا ہاتھ پکڑے گیٹ سے باہر لے آیا۔۔اتنے میں زلفی بھی آگیا۔۔وہ کلائی چھڑا کر بھاگتی ہوئی زلفی کی اوٹ میں ہوگئی۔۔

تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی ؟ کالج بند ہونے والا تھا۔۔وہ تو شکر ہے میں نے اسے دیکھ لیا ورنہ کہاں جاتی وہ اکیلی ؟ کوئی خیال ہے تمہیں ؟ وہ شخص گرجا تھا۔۔کیا انداز تھا۔۔نیلوفر ششدر رہ گئی

سائیں معافی چاہتا ہوں ٹریفک میں پھنس گیا تھا آگے سے خیال رکھوں گا

زلفی نے فورا صفائی دی

نیلوفر کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

اس شخص نے کروفر سے گردن اکڑا کر گویا معذرت قبول کی۔۔

نیلوفر سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھ گئی.. اس نے مڑ کر دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔

آپ جانتے ہیں وہ کون تھا ؟ تھوڑی دور آکر اس کا کھویا ہوا اعتماد لوٹ آیا.. وہ خود کو پوچھنے سے روک نہیں پائی۔۔ بیگم سرکار کا بھانجا ہے بی بی جی... آپ کو نہیں معلوم کیا؟ زلفی حیران ہوا تھا مطلب نیناں بھابی؟؟؟ اسنے پہلے کبھی اُسے بھابھی کے ساتھ نہیں دیکھا تھا۔۔نہ ہی نیناں بھابھی کے منہ سے اسکا ذکر سنا تھا۔۔جس قدر استحکام سے اس نے نیلوفر کا ہاتھ پکڑا تھا ایک پل کے لئے وہ اسکی روح فنا کر گیا۔۔

اسے کبھی کسی غیر محرم شخص نے نہیں چھوا تھا۔۔وہ اسکے انداز پر عش عش کر اٹھی۔۔

دل میں اس کے بارے میں نہ سوچنے کا تہیہ کرتے ہوئے گاڑی سے اتری۔۔یسر کبوتروں کو دانہ ڈال رہا تھا۔۔اسے دیکھ کر ایک پل کو سر اٹھایا۔۔

وہ ہلکی سی مسکراہٹ اچھال کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔بالکونی میں کھڑی نیناں نے یہ منظر صاف دیکھا تھا۔۔

صبح قدرتی طور پر اسکی آنکھ جلدی کھل گئی تھی۔۔حالانکہ وہ دس بجے سے پہلے اٹھنے والے لوگوں میں سے نہیں تھا۔۔چونکہ اسکی اکیڈمی شام میں تھی۔۔اسلئے اسکا پسندیدہ مشغلہ بھرپور طریقے سے انجام پاتا۔۔

آنکھ کھلتے ہی پہلا خیال اسکا آیا تھا جسے رات بھر سوچا تھا۔۔وہ چینج کرکے باہر نکل آیا ملگجہ سا اندھیرا تھا۔۔صبح ہونے میں کافی وقت تھا وہ جاگنگ پر نکل گیا۔۔جو وہ کبھی کبھی چلا جاتا تھا۔۔یہ اسکی ڈیلی روٹین نہیں تھی۔۔واپس آیا تو مما جاگ گئی تھی اسے دیکھ حیران بھی ہوئیں

گڈ مارننگ میری جان۔۔خیریت ؟؟

آنکھیں سکیڑ کر پوچھتے ہوئے بھرپور حیرانی کا اظہار کیا۔۔

گڈ مارننگ۔۔جی جی خیریت ہے۔۔آپ کیوں پوچھ رہی ہیں ؟ وہ مسکراتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا ۔۔

حسین صاحب ؟ وہ بھی علی الصبح اٹھ جائیں ؟ تمہیں نہیں لگتا معاملہ گڑبڑ ہے ...

ہاہاہاہا۔۔ایسا کچھ نہیں ہے بس آنکھ جلدی کھل گئی

وہ جوس گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔۔۔

بھئی مان لیا۔۔اچھا سنو آج تمہارے بابا آرہے ہیں ڈرائیور کو ایئرپورٹ جانا ہے انہیں پک کرنے کے لئے۔۔تم ایک چھوٹا سا کام کردو آبش کو ذرا کالج تک چھوڑ آئو گے ؟

تو اس نے اپنی نیند قربان کس لئے کی تھی ؟؟

اندر سے آواز آئی

جی چھوڑ آئو گا۔۔اس کا رواں رواں ہر دم حاضر تھا

بمشکل جذباتوں کو کنٹرول کرتا ہوا بظاہر سنجیدگی سے بولا۔۔

خوش رہو بیٹا جیتے رہو۔۔

اسکی سعادت مندی پر وہ تو نہال ہی ہو گئیں

او مائی گاڈ؟؟ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہی..

حسین صاحب اتنی صبح صبح کیسے اٹھنا ہوا؟؟

وہ آنکھیں پٹپٹاتی ہوئی خوشگوار حیرانی سے گویا ہوئی۔۔۔اسکے برابر کرسی کھینچ کر بیٹھی گئی۔۔

بس یونہی آنکھ جلدی کھل گئی تھی ...

وہ بغور اسے دیکھنے لگا۔۔یونیفارم میں ملبوس بالوں کو اونچی پونی مقید کیئے اسکا حسن سادگی میں بھی حشر برپا کیئے ہوئے تھا۔۔ حسین کی نظریں بہکنے لگیں۔۔

یونہی تمہاری آنکھ جلدی کھل جاتی ہے ، اور یونہی تم رات دیر تک جاگتے رہتے ہو یہ کیا ماجرا ہے دوست ؟

وہ شریر ہوئی۔۔

ایسا تو کچھ نہیں جیسا تم سوچ رہی ہو

خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بہت آہستگی سے بولا۔۔ تمہیں کیسے معلوم کہ میں 'ایسا کچھ' سوچ رہی ہوں؟

آبش نے شرارت سے بھری نگاہیں اس پر مرکوز کرکے اسے لاجواب کردیا۔۔

ثمینہ بیگم انکی نوک جھونک انجوائے کررہی تھی

فورا بیٹے کے دفاع میں آئیں۔۔

بھئی صبح صبح میرے لاڈلے کو تنگ کرنا بند کرو اگر وہ روٹھ گیا تو تمہیں کالج چھوڑنے کون جائے گا

۔۔

ہاہاہا۔۔میں ڈرائیور انکل کے ساتھ چلی جائوں گی

وہ مزے سے بولی۔۔اتنی سی بات پر حسین کا رنگ فق ہوگیا۔۔آبش کی نظروں میں اس کی ناراضگی کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔؟

سوری میں مزاق کر رہی تھی حسین۔۔

آبش کو فورا ہی احساس ہوا۔۔ حسین کا دل یکدم ہر شے سے اچاٹ ہوگیا۔۔وہ کرسی دھکیل کر اٹھا اور کمرے میں چلا گیا۔۔

آگئی صاحبزادی؟

نیلوفر فریش ہونے کے بعد کمرے میں آئی تو بھابھی سرکار پہلے سے وہاں موجود تھی۔۔

جی۔۔ان کی بارعب شخصیت تھی یا جانے کیا..وہ سہم جاتی تھی انہیں دیکھ کر۔۔

اگلے کچھ پل خاموشی نے آلیا۔۔بھابھی سرکار کسی تفتیشی افسر کی طرح اسکے کمرے میں نظریں دوڑا رہی تھی۔۔سیاہ ریشمی بالوں میں مقید چوٹی انکی کمر پر لہراتی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔نین

کٹوروں میں گہرا کاجل نگاہوں کو بہت بھا رہا تھا ..ناک میں باریک سی چمکتی لونگ نے انکے حسن کو طوالت بخش دی تھی۔۔سعیر ادا یونہی تو ان پر فدا نہیں تھے۔۔وہ تھی ہی اتنی حسین

نیلو فر نے نگاہیں جھکا لیں۔۔

کیسی چل رہی ہے تمہاری کالج کی پڑھائی؟ انکی کھنکتی ہوئی آواز نیلوفر کے کانوں میں پڑی۔۔

بہت اچھی۔۔

وہ ذبردستی مسکرائی۔۔

اگر کوئی مسلہ ہے تو بتائو میں تمہارے ادا سے کہہ کر حل کروا دوں۔۔وہ ایک ایک لفظ جتا کر بولی

نیلوفر پر گھڑوں پانی بھر گیا۔کیا اسے حق نہیں تھا کہ وہ براہراست اپنے ادا سے اپنے مسائل یا ضروریات کہہ سکتی ؟ اسے اپنا آپ بہت حقیر لگنے لگا۔۔بہت چھوٹا

وہ گھٹ گھٹ کر جینے کی عادی ہوتی جارہی تھی۔۔

کاش حویلی کے سرپرستوں نے بیٹی کو بھی وہی حیثیت دی ہوتی جس ٹھاٹھ باٹھ اور حق سے رہنے ،پہننے اوڑھنے ،اور آنے جانے کی آزادی بہو کو دی تھی۔۔۔نوری نے تاسف سے نیلوفر کی جھکی نگاہوں کو دیکھ کر سوچا۔۔۔

مگر حویلی کے مرد یہ رسم خصوصا بیٹیوں کے لئے بہت پہلے چھوڑ چکے تھے۔۔جس کے پیچھے بھی ایک کہانی تھی۔

خیر چھوڑو سب... چلو تم کھانا کھالو ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔

وہ مسکرا اسکا شانہ تھپکتی کمرے سے نکل گئیں۔۔

نیلوفر کی ڈبڈبائی آنکھوں کو دیکھ کر نوری فورا بولی

بی بی جی اب رونا مت بیگم سرکار کی تو عادت ہے

نوری نے اسے بہلانا چاہا۔۔ساتھ ہی کھانے کی ٹرے اسکی طرف سرکائی۔۔

وہ مجھے میری اوقات بتانے کے لئے سب کچھ کہتی ہیں نوری۔۔انکا ہر لفظ یہ جتاتا ہے کہ میں حویلی میں پڑی ہوئی کوئی بے کار چیز ہوں جس پر سے مالکان کی توجہ ہٹ گئی ہے اسکی آواز بھرا گئی۔۔وہ کبھی کبھی شدید احساس کمتری کا شکار ہوجاتی تھی۔۔۔

چہ۔۔آپ کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہیں دفع کریں کھانا کھائیں ...نیلوفر نے سلگتی ہوئی ناک رگڑی اور اثبات میں سر ہلایا۔۔

یہ پک اینڈ ڈراپ والی جاب ہم غریبوں کو سوٹ کرتی ہے۔۔تم اس لائن میں فٹ نہیں بیٹھتے۔۔۔

عادل نے اسے چھیڑا

حسین خاموشی سے اسکے برابر بیٹھ گیا۔۔

آبش اسکے موڈ کی خرابی کے بعث کالج ڈرائیور کے ساتھ گئی تھی۔۔۔مگر ثمینہ بیگم کے استفسار پر پک کرنے اسے ہی آنا پڑا تھا۔۔اور اب عادل کی ذو معنی اسکا موڈ اور خراب کر رہی تھی

یار تم نے کیا ہر جگہ میرے پیچھے جاسوسی کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے ؟ وہ بیزاری سے دریافت کرنے لگا۔۔

کیا اتنی بڑی اکیڈمی میں صرف تمہاری بہن پڑھ سکتی ہے میری نہیں ؟ وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے لگا

حسین نے دانت کچکچائے

ہاہاہا ویسے میں کہہ رہا تھا۔۔۔

حسین اسے ٹوکتے ہوئے بولا

کچھ مت کہہ۔۔میرا دماغ پہلے ہی بہت گرم ہے

وہ انگلی اٹھا کر بولا۔۔۔

خیریت ؟ عادل سنجیدہ ہوا

حسین نے جوابا خفا خفا نظروں سے اپنے دوست کو دیکھا۔۔۔

کچھ نہیں یار... کہہ کر کنپٹی مسلی ...عادل نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن آبش کو گیٹ سے باہر آتا دیکھ کر حسین اٹھ گیا۔۔۔

ارے تم ...!! وہ تھوڑا حیران ہوئی ... حسین کے منہ پر 'نو لفٹ' کا بورڈ لگا دیکھ کر وہ کچھ اور دریافت کرنے کہ ہمت نہیں کر سکی۔۔۔کچھ دور آنے کے بعد ٹریفک سگنل پر گاڑی رک گئی۔۔اچانک ایک سوالی زور زور سے کار کا شیشہ پیٹتا ہوا سوال کرنے لگا۔۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔۔وہ اگ بگولہ ہوکر کر بد تمیزی سے پیش آیا۔۔

حسین اسٹاپ اٹ۔۔آبش بچے کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر اندر تک دہل گئی۔۔

سنو ؟؟ رکو ؟؟ لڑکے؟؟؟

اس نے بہت آوازیں دیں مگر بچے نے مڑ کر نہیں دیکھا۔۔وہ انتہائی تاسف اور ہمدردانہ نگاہوں سے اسکی پشت کو گھورتی رہی۔۔

پھر تمام راستے ان کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی۔۔گیٹ پر پہنچتے ہی وہ ٹھاہ کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کرکے آگے بڑھنے لگی۔۔آبش رکو؟؟؟ حسین نے کہنا چاہا

تم انتہائی مغرور انسان ہو حسین۔۔یو نو واٹ؟ 'پڑھے لکھے جاہل' ہو تم ..کیا فائدہ تمہیں ہائی ایجوکیشن میں پڑھانے کا جب عملی زندگی میں اس ایجوکیشن کا نتیجا بلکل زیرہ ہے۔۔آئی کانٹ بلیو اٹ حسین ؟؟؟اگر دس بیس یا کم از کم دو چار روپے بھی دے دیتے تو تمہارے وراثتی خزانے میں کوئی کمی نہیں آجاتی ... وہ کہتے کہتے ہانپ گئی۔۔۔

واچمین کے سامنے اتنی بے عزتی حسین کو بہت سبکی محسوس ہونے لگی۔۔مگر آبش کے آنسو تھے یا لہجہ ۔۔حسین کو اپنے نا مناسب رویے کا احساس ہوا

آبش پلیز۔۔

چہ۔۔بے چارہ بچہ ... وہ بہت دلبرداشتہ ہوئی تھی۔۔اس پر افسوس بھری نگاہ ڈال کر وہ رکی نہیں تھی سیدھا اندر چلی گئی۔۔

حسین کا دل کیا سب کچھ تہس نہس کردے...

اس نے تکیہ درست کیا اور کمفرٹر کھینچ کر لیٹ گئی۔۔۔

آج پیش آنے والے واقعے کو یاد کرکے اسکا سکون لمحوں میں رخصت ہوگیا۔۔وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی

کیا ہوا بی بی جی؟کمرے سے جاتی نوری چونکی

اگر کوئی نا محرم چھو لے تو کیا کرنا چاہیئے ؟کپکپاہٹ کے بعث اسکی آواز غیر متوازن ہونے لگی

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بی بی جی؟

چھٹی کے وقت اکیڈمی میں کوئی نہیں تھا۔۔میں زلفی کا انتظار کر رہی تھی وہ شخص اچانک پتا نہیں کہاں سے آگیا اور زبردستی کرنے لگا کہ میرے ساتھ چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔تمہیں پتا ہے وہ کون تھا نوری ؟

کون؟ وہ بے تابی سے پوچھنے لگی

وردان۔۔وردان نام تھا اسکا۔۔زلفی بتا رہا تھا وہ نیناں بھابھی کا بھانجا ہے...مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے وہ مجھے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

اس نے جھرجھری سی لی

بیگم سرکار کا بھانجا۔۔۔؟؟ اگر ان کو اس بات کی بھنک بھی لگ گئی تو وہ پتا نہیں کیا کیا مطلب نکالیں گی۔۔نوری کی بات سولہ آنے درست تھی۔۔

اب کیا ہوگا نوری ؟ وہ اضطرابی کیفیت میں ناخن کاٹنے لگی۔۔

آپ کل دوسرے گیٹ سے آجانا۔۔نوری نے تجویز پیش کی

اکیڈمی کا ایک ہی گیٹ ہے بے وقوف۔۔وہ گھور کر بولی

یہ تو بہت برا ہوا...میں مولا سائیں سے دعا کروں گی بس نیناں بی بی کو اس بات کا پتا نہ چلے۔۔ورنہ وہ قیامت لے آئیں گی حویلی میں ...وہ عادتاً ہاتھ نچا کر بولی۔۔

اندر آسکتا ہوں ؟؟

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

سائرس ادا کی آواز سن کر خوشی سے اسکے آنسو نکل پڑے۔۔کتنے دنوں بعد نظر آئے تھے۔۔

یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔چھوٹے سرکار کو شک ہوجائے گا پھر آپ کیا بتائیں گی۔۔

نوری دبی دبی سرگوشیوں میں بولی تھی۔۔

وہ سر ہلاتی ہوئی رخسار رگڑنے لگی

آجائیں ادا۔۔

تم مصروف تھیں ؟ انہوں نے دریافت کیا

سیاہ سوٹ میں ملبوس نفاست سے بال اوپر کی جانب سیٹ کیئے وہ ہمیشہ کی طرح ڈیسنٹ اور نکھرے نکھرے معلوم ہورہے تھے۔۔

بلکل بھی نہیں۔۔آپ بتائیں کیسے ہیں آپ؟؟؟ اتنے دن لگا دیئے آپ نے ؟ وہ خفا خفا سی کہتی ان کے ساتھ لگ گئی۔۔

دادا سرکار کے کام نے اتنے دن لگادیئے ورنہ میں آنے کے لئے بے تاب تھا۔۔تم جانتی ہو میرا باہر بلکل دل نہیں لگتا۔۔

وہ اسکے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے بولا۔۔

خیر تم بتائو ؟

میں کیا بتائوں میری زندگی تو حویلی سے نکل کر کالج

اور پھر واپس حویلی۔۔یوں کسی بے کار چیز کی طرح پڑی ہوں بے مقصد زندگی جی رہی ہو۔۔اس حویلی کے مکینوں پر بوجھ ہوں نہ کوئی کچھ سنتا ہے نہ دریافت کرتا ہے۔۔

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔دل میں دبا ،غصہ ناراضگیاں ،شکوے آنسوئوں کی صورت بہنے لگے۔۔جو صرف سائرس کے سامنے بہا سکتی تھی۔۔اور کسی سے اتنا قریب نہیں تھی

کیا ہوا کسی نے کچھ کہا کیا ؟ سائرس سٹپٹا گیا

کوئی کچھ کہتا ہی تو نہیں ہے..اس نے شکوہ کیا۔۔

نیلوفر کیا مسلہ ہے؟ کیوں رورہی ہو؟

وہ اسکے جواب میں الجھ سا گیا...سائرس کو اسکے آنسو تکلیف دینے لگے

کچھ نہیں بس یونہی دل بھرا گیا۔۔اس نے گال رگڑے۔۔

نیناں بھابھی نے کچھ کہا ؟

سائرس کے دل میں پہلا خیال یہی آیا تھا...

نہیں تو ...وہ گڑبڑا گئی۔۔

سائرس نے بغور اسکے جھکے سر، سرخی مائل چہرے، اور کچلتے لبوں کو دیکھا اور ٹھنڈی آہ بھری۔۔

جھوٹ بول رہی ہو تم۔۔میں جانتا ہوں

نیناں بھابی سے کچھ مت کہیئے گا۔۔وہ ادا سے شکایت کردیں گی۔۔مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے ۔۔اس نے التجا کی

نیلوفر۔۔میری چندا...میری گڑیا وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔۔تمہیں ان سے یوں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔اور نیناں بھابھی کون ہوتی ہیں تمہاری شکایت لگانے والی۔۔

اس نے سخت لہجہ اپنایا

وہ صرف نیناں بھابی کے شوہر ہیں ،

اس نے ناراضگی سے رخ موڑا

کل کلاں کو اگر میری بیوی آئے گی تب بھی تم یہی کہو گی؟ سائرس نے اسے چھیڑا

آپ کی بیوی بہت اچھی ہو گی مجھے یقین ہے ،

وہ لاڈ سے بولی

دیکھتے ہیں۔۔سائرس نے لب پھیلائے۔۔

تم آرام کرو میں چلتا ہوں۔۔

وہ گھڑی دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

بڑا وقت لگا دیا ؟؟ بڑی شان سے ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ لائونج کی مرکزی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔

سائرس کو گزرتے دیکھ پوچھنے لگی

آپ سے مطلب ؟ سائرس ناگواری سے بولا

لگتا ہے صاحبزادی کی شکایتوں کی لسٹ بہت طویل تھی۔۔اور سرفہرست یقینا نیناں امان کا نام ہو گا ...

وہ مغرور سی چال چلتی اسکے پاس آئی۔۔

آپ غلط فہمیوں میں جی رہی ہیں نیناں امان...

وہ سرد لہجے بولا۔۔انداز تنزیہ تھا

نیناں نے کچھ کہنے کے لئے لب وا کیئے مگر سعیر کو آتا دیکھ کر خاموش ہوگئ

سائرس؟؟ نیناں؟

کیا باتیں ہورہی ہیں؟

سعیر باری باری دونوں کے سنجیدہ چہروں کو دیکھ کر پوچھنے لگا

میں سائرس کا حال احوال پوچھ رہی تھی بھئی بڑے دن لگا دیئے...ایسا کونسا کام سونپ دیا تھا حکم نے تمہیں کہ نہ جاتے ہوئے بتایا نہ ہی آتے ہوئے۔۔

سعیر کی موجودگی میں نیناں کا انداز بیاں بدل گیا۔۔

ہاں کیا کام تھا ویسے ؟؟ سعیر کو بھی تعجب ہوا تھا کیونکہ دادا سرکار کے اکثر و بیشتر کام پارٹی سے منسوب ہوتے تھے جو سعیر ہی کیا کرتا تھا۔۔جبکے سائرس کی ترجیحات بزنس تک ہی محدود تھیں

آپ فریش ہوجائیں۔۔اسٹڈی میں بات ہوتی ہے...

اسکا لہجہ سادہ تھا مگر نیناں کو آگ لگا گیا۔۔

دیکھا آپ نے کیسے میری عزت دو کوڑی کی کردی اس نے اور آپ کچھ نہیں بولے ؟ وہ آگ بگولہ ہوگئی۔۔

اس نے صرف ایک بات کی ہے اور خواتین کا بزنس سے کیا سروکار؟ تم کیا کروگی جان کر بتائو۔۔؟؟

وہ کوفت سے بولا۔۔اسے اس قسم کی باتوں سے سخت چڑ تھی

نیناں نے لمبی سانس کھینچ کر خود کو پر سکون کیا۔۔

ابھی تو اسکی منزل بہت دور تھی ابھی تو اسے بہت کچھ برداشت کرنا تھا۔۔

تم کیوں چھوٹی چھوٹی بات پر ناراض ہوجاتی ہو؟

سعیر نے محبت سے اسکی کلائی تھام کر اپنے پاس بٹھا لیا۔۔

ناراض تو نہیں ہوں ، بھنویں اچکا کر کہتی وہ اسے بہت بھلی لگی تھی۔۔۔

وہ ایک واحد ہستی تھی جس کے ساتھ سعیر 'سعیر' نہیں رہتا تھا۔۔وہ موم کی طرع پگھل جاتا تھا

وہ اسکا واحد عشق تھی۔۔ایسا اسے لگتا تھا۔۔۔!

جھوٹ بول رہی ہو ؟ میں دیکھ سکتا ہوں تمہاری آنکھوں میں ناراضگی ؟ بے حد آہستگی سے کہتے ہوئے اسکا دوسرا ہاتھ بھی اپنی قید میں جکڑ کرلیا۔۔

نیناں کا منہ حلق تک کڑوا ہوگیا۔۔۔

آنہاں۔۔میری ناراضگی اتنی بے وقعت نہیں کہ ہر چھوٹی چھوٹی بات ناراض ہوجائوں۔۔کمال کی بے نیازی سے بولی۔۔

اچھا چھوڑیں سب آپ تھک گئے ہوں گے۔۔کھانا کھائیں گے ؟؟ اس نے نادانستہ طور پر اپنے ہاتھ چھڑانے چاہے۔۔

میں دادا سائیں کے پاس اسٹڈی روم میں جا رہا ہوں تم فلحال چائے بھجوادینا کھانا میں بعد میں کھائوں گا۔۔اسکی ہتھیلیوں پر بوسہ دے کر تاکید کرتے ہوئے بولا

ایسی کی تیسی اُس بڈھے کی ..

نیناں نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے دانت کچکچائے

****

خواب انسان کی زندگی میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں..کچھ خواب ہماری سوچ اور خیالات سے وابستہ ہوتے ہیں..تو کچھ خواب اللہ کی جانب سے بندے کے مستقبل میں پیش آنے والے اچھے ، برے حالات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں...اسکے خواب بھی اسکی زندگی سے کچھ اسی طرح جڑے ہوئے تھے.. وہی مناظر جو اس نے خواب میں دیکھے تھے۔۔گرینی کے کمرے سے سسکیوں کی آوازیں آرہی تھی۔۔وہ تیزی سے بال کانوں کے پیچھے اڑستی کمرے کی چوکھٹ تک آئی۔۔۔

رفعان انکل گرینی کا ہاتھ آنکھوں سے لگائے بیٹھے تھے۔۔ماریانہ کا غمزدہ چہرہ ، مونس کی حد درجہ سنجیدہ صورت اسکا دل گہری کھائی میں ڈوبنے لگا۔۔

کیا ہوا گرینی کو؟؟

اسے اپنی آواز اجنبی محسوس ہوئی

.. Mama said she's no more with us

سودیس غمگین آواز میں بولتا ہوا اسکی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔۔عینا کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی ۔۔اس نے ماریانہ کو دیکھا جس کا سر اثبات میں ہل رہا تھا۔۔وہ بے دم سی ہوکر دیوار سے لگ گئی۔۔

ہاہاہاہا مر گئی بڑھیا؟ چلو اچھا ہے۔۔خس کم جہاں پاک دادا سائیں کا تنفر و غرور بھرا لہجہ۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں حکم ؟

سائرس کے دل پر گھونسا سا پڑا

بہت مکار بڑھیا تھی بہت غرور تھا اسے اپنے بیٹوں پر دیکھو۔۔اللہ نے کیسے سبق دیا اسکو۔۔ جھٹکے میں سب ختم کر دیا

وہ جلالی انداز میں کہتے یکسر فراموش کر گئے کہ ان کا بھی تو وہی اللہ ہے۔۔عجب سی خوشی چھلک رہی تھی ان کے انداز سے ... کسی کو برباد ہوتا دیکھ کر وہ بہت خوش تھے۔۔سائرس کا دل کٹ کر رہ گیا...

اجازت چاہتا ہوں دادا سرکار ...

گارڈن میں آتے ہی گہری سانس لے کر خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔دادا جان بہت سخت مزاج تھے ۔۔کبھی کبھی انکا غرور اور خود پرستی سر چڑھ کر بولنے لگتا۔۔سائرس کو ان سے بعض اوقات خوف محسوس ہونے لگتا تھا۔۔مگر وہ بے بس تھا اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔تمام سوچوں کو جھٹک کر وہ عینا کے بارے میں سوچنے لگا جس پر اس وقت قیامت گزر رہی ہوگی۔۔

آج اس نے ماں باپ کے بعد واحد سہارے کو بھی کھو دیا تھا سائرس کو اس سے ہمدردی محسوس ہونے لگی

گرینی کے انتقال کو آج کئی دن گزر چکے تھے ...عینا ان کی تدفین کے بعد سے کمرے میں بند تھی ۔۔۔چند ایک نوالوں کے سوا اسکا کھانا پینا بند تھا۔۔۔

وہ کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح کمرے کے ایک کونے میں گھٹنوں میں سر دیئے پڑی تھی۔۔
رفعان انکل بہت بار چوکھٹ پر آئے تھے...ماریانہ بھی اسے بلا بلا کر تھک گئی تھی مگر اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔۔آخر کار انہیں عینا کی فرینڈ ڈیرن کو ہی بلانا پڑا۔۔

یہ تم نے کیا حال بنا لیا ہے اپنا عین ؟

آئی ایم شیور اگر گرینی بھی تمہیں ایسے حال میں دیکھتی تو بہت ناراض ہوتی۔۔ڈیرن کو حقیقتا بہت دکھ پہنچا تھا۔۔کاش ایسا ہوتا ڈیرن...وہ میرے پاس ہوتی ..مجھے ڈانٹی ، مجھے پیار کرتی کاش وہ مجھے چھوڑ کر نہ جاتی ...کاش آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے

ڈیرن نے اسکے گرد بانہوں کا گھیرا بنا کر اسے اپنے ساتھ لگالیا

چلو میں تمیں کہیں باہر لے چلتی ہوں تم بہتر محسوس کرو گی ....ڈیرن نے اسرار کیا

تم گھر جائو میرا کوئی موڈ نہیں ہے ویسے بھی رات بہت ہوگئی ہے

عینا نے ٹالنا چاہا

یہ میکسیکو ہے مادام...یہاں صرف تم یا میں رات کے وقت گھر بیٹھے ہیں۔۔چلو اب کوئی بہانہ نہیں چلے گا

ڈیرن اٹھی اور واڈروب سے ڈریس نکال کر زبردستی اسے تھماتے ہوئے واشروم کی جانب دھکیلنے لگی

عینا کو نہ چاہتے ہوئے اسکی بات ماننا پڑی۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں ڈائون ٹائون سے نکل کر مون لائٹ کیفے پہنچ گئیں ڈیرن نے کافی آرڈر کرنے کے بعد اسکے مقابل نشست سنبھال لی۔۔۔

کچھ بولو تمہاری خاموشی مجھے بہت بری لگ رہی ہے۔۔ڈیرن چڑ کر بولی

میرے پاس بولنے کو کچھ بچا ہی نہیں ڈیرن۔۔سب ختم ہوگیا پہلے بابا ،اور اب گرینی بھی۔۔میں کیا کروں کہاں جائوں کچھ سمجھ نہیں آرہا میں بہت اکیلی ہوگئی ہوں ڈیرن۔۔

آنکھیں پھر سے نم ہونے لگی

ڈرین نے بے چینی سے پہلو بدلا اس نے عینا کو کبھی روتے نہیں دیکھا تھا۔۔

پریشان مت ہو میری جان۔۔یہ سب ایسے ہی ہونا لکھا تھا۔۔تم بہت بہادر ہو ایک نئ شروعات کرو ۔۔سب کچھ نئے سرے شروع کرو مجھے یقین ہے اس بار سب بہتر ہو گا

اور پھر رفعان انکل ہیں نا تمہارے ساتھ مجھے بھی ہمیشہ تم اپنے ساتھ پائو گی

اس نے تسلی دیتے ہوئے عینا کے ہاتھ تھامے۔۔

ویٹر کے آرڈر لانے پر دونوں خاموش ہوگئیں۔۔

عینا کی آنکھوں کے سامنے بار بار گرینی کا شفیق چہرہ آنے لگا۔۔اسکا دکھ کم ہونے میں نہیں آرہا تھا ستم تو یہ تھا کہ وہ ان خوابوں سے اب تک پیچھا نہیں چھڑوا پارہی تھی۔۔جو خوابوں میں دیکھتی اکثر و بیشتر سچ ہوجایا کرتا تھا وہ بہت خوفزدہ ہوگئی تھی اس بات سے۔۔بے خودی کے عالم میں کافی کپ کے گرد انگلیاں گھماتے ہوئے اسے گرینی کی آخری ایام میں سمجھائیں گئی باتیں یاد آنے لگیں۔۔۔ڈیرن نے دکھ بھری نگاہوں سے اپنی دوست کو دیکھا۔۔

چھوٹے سرکار ؟ حکم نے آپ کو یاد کیا ہے

وہ آفس جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا جب زلفی نے اسے پیغام دیا۔۔

تم چلو میں آتا ہو ... وہ قدرے حیران ہوا تھا۔۔

دادا سرکار کو اس وقت کیا کام ہو سکتا ہے۔۔ویسے بھی وہ زیادہ تر کام سعیر سے ہی کرواتے تھے۔۔

آپ نے بلایا دادا سرکار ؟ سوچوں کو جھٹک کر اس نے دروازے پر دستک دی

ہاں ہاں آئو بیٹھو ایک معاملے پر بات کرنی ہے۔۔

کیسا معاملہ دادا ؟ سائرس کو تعجب ہونے لگا

دیکھو برخوردار۔۔ہم نے اتنے وقتوں سے آنکھیں بند کیئے رکھیں۔۔شاہان کی موت پر بھی کچھ نہیں کہا کیونکہ اس کے بعد لڑکی کی سرپرست وہ بڑھیا بن بیٹھی تھی۔۔اب وہ بھی رخصت ہوگئی ہے تو ہم پر فرض بنتا ہے ہم اُس لڑکی کو حویلی میں لے آئیں وہ ہمارا خون ہے ہم ایسے اُسے پرائے در پر نہیں چھوڑ سکتے۔۔

کونسی لڑکی دادا سرکار میں سمجھا نہیں ؟؟؟

سائرس نے نا سمجھی سے بھنویں سکیڑیں۔۔

میں رفعت کی بیٹی کی بات کر رہا ہوں تمہاری پھپھوزاد کی دادا زرا تنک کر بولے۔۔

آپ کا مطلب ہے چند دن پہلے جن کی کمپنی ہم نے خریدی وہ میری پھپھو زاد تھی

سائرس سراسیمگی سے پوچھنے لگا۔۔

سہی سمجھے تم اور اس کمپنی کا دکھ مت کرو یہ صرف ایک بزنس ڈیل تھی اگر دیکھا جائے تو گھاٹے کا سودا کیا ہے ہم نے کمپنی میں ویسے بھی بچا ہی کیا تھا۔۔

دادا سرکار نے ماتھے پر سلوٹیں ڈال کر کہا۔۔

میں کیا کر سکتا ہوں اس سب میں دادا سرکار؟؟؟

اسکے سوال پر دادا مسکرائے تھے۔۔

یہ ہوئی ناں بات.. تمہیں ایک بار پھر وہاں جانا ہے اور اسے اپنے ساتھ پاکستان لانا ہے۔۔بسس

اورآپ کو کیوں لگتا ہے کہ وہ میرے ساتھ آئے گی؟

سائرس کو انکا اطمینان کھٹکنے لگا۔۔

اسے آنا ہی پڑے گا۔۔اگر وہ نہیں آئے گی تو تم بہتر جانتے ہو اسے کیسے لانا ہے...دادا نیم گرجے

۔۔

اگر وہ نہیں آنا چاہتی تو اس میں زبردستی کیسی دادا سائیں ؟ ظاہر سی بات ہے اسکی زندگی ہے وہ اپنے

مطابق گزارنا چاہے گی۔۔یہ سراسر غلط ہو گا اسکے ساتھ

سائرس کو انکی اسی بات سے سخت اختلاف تھا

تمہیں میں نے جتنا کہا ہے اتنا کرو۔۔اور اسے ساتھ لیکر آنا یہ میرا حکم ہے ...وہ بھڑکے

میں کوشش کروں گا دادا سائیں۔۔وہ ضبط سے لب بھینچتے ہوئے بولا اور اسٹڈی سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

آبش کہاں ہے نظر نہیں آرہی ؟؟

ڈائننگ ٹیبل پر موجود شہروز صاحب نے اپنی بیگم ثمینہ سے دریافت کیا۔۔

وہ تو دو دنوں سے اپنے گائوں گئی ہے بلکے آج صبح ہی بھائی صاحب کی کال آئی تھی کہ ان کی کچھ مصروفیات ہیں وہ نہیں آسکے گے اس لئے آبش کے لئے ڈرائیور بھیج دیں۔۔انہوں نے تفصیلی جواب دیا

حسین نے انکی باتیں بخوبی سنی تھی۔۔اور حیران بھی ہوا انکی گزشتہ تلخ کلامی کے بعد انکا سامنا نہیں ہوا تھا۔۔اسے آج معلوم ہورہا تھا کہ آبش دو دن سے گھر پر نہیں ہے۔۔

گڈ مارننگ بیٹا ....آئو بیٹھو ناشتہ کرو

شہروز صاحب کی نظر اس پر پڑ چکی تھی

گڈ مارننگ بابا ...وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔

کیا ہوا حسین کیا سوچ رہے ہو صبح صبح ؟؟

اسے خاموش دیکھ کر ثمینہ بیگم نے استفسار کیا

کچھ نہیں ماما بس بابا کو دیکھ کر موڈ بہت اچھا ہوگیا

پراسیکیوٹر صاحب آج صبح ہی آئے ہیں اور اب پھر سے جانے کے لئے تیار ہیں

انہوں نے ناراضگی سے شہروز صاحب کو گھور کر دیکھا تو حسین ہنس دیا۔۔۔

جاب ہے بیگم مجبوری ہے۔۔وہ معصومانہ انداز میں بولے

مجبوری یاں کچھ اور ؟ زرا نظر رکھیں ان پر آجکل کچھ زیادہ ہی نظروں سے اوجھل رہنے لگے ہیں ...

حسین کی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔۔

ارے اب تم کہاں جارہے ہو ؟ ناشتہ تو کرتے جائو ؟

اسے اٹھتا دیکھ ثمینہ بیگم نے ٹوکا۔۔

نہیں ماما میں لیٹ ہوجائوں گا مجھے اسپورٹس اکیڈمی جانا ہے وہ عجلت میں جاتے جاتے بولا

لیکن آبش کو لینے کون جائے گا تمہارے بابا تو واپس جارہے ہیں۔۔اگر تم اسے لے آتے تو اچھا ہوتا ڈرائیور کو بھیجنا مناسب نہیں لگتا بھابھی کیا سوچیں گی۔۔

ان کی بات سن کر حسین کے بڑھتے قدموں کو بریک لگی وہ سیڑھیوں پر ہی رک گیا۔۔

ٹھیک ہے ماما میں لے آئوں گا اسے ...اس نے خود کو کہتے سنا۔۔کمرے سے بیگ لے کر وہ پورچ میں کھڑی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔

آج آفس میں بھی گم سم سا تھا دادا سرکار کی باتیں اسکے کانوں میں بازگشت کر رہی تھی..وہ چاہ کر بھی آفس کے کاموں کی جانب متوجہ نہیں ہو پارہا تھا....

اسکی پی اے مہوش نے پوچھ ہی لیا۔۔

سر کوئی پرابلم ہے آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟؟

نہیں کوئی پرابلم نہیں ہے

وہ فورا بولا ...دادا سائیں جو ٹھان لیتے وہ کرکے رہتے تھے سائرس خوامخواہ اسٹریس لے رہا تھا۔۔

یہ آپ نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا ہے دادا سائیں.. پیشانی مسلتے ہوئے خود ساختہ بڑبڑایا۔۔

سر اگر آپ کہیں تو میٹنگ میں اٹینڈ کرلوں ؟

مہوش پانچ منٹ کے بعد واپس آئی تھی۔۔اسے جوں کا توں بیٹھے دیکھ کر سوال کیا

نہیں اسکی ضرورت نہیں ..تم چلو میں آتا ہوں

اس نے فورا کہا

سر میٹنگ کا ٹائم کا ہوچکا ہے۔۔مہوش نے ایک بار پھر سے اسے یاد دلایا۔۔

اوہ اچھا۔۔۔وہ زرا چونک کو اپنا لیپ ٹاپ اٹھانے لگا۔۔مہوش سر ہلاتی ہوئی باہر نکل گئی۔۔

اس شخص کی معنی خیز باتوں اور نظروں نے نیلوفر کو ناک تک پریشان کردیا تھا...وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی ... آج اس نے ہمت کرکے ساری بات ردا کو بتا دی

ردا حیرت سے کئی لمحے اسکا چہرہ تکتی رہی تھی۔۔

اتنا سب ہوگیا اور تم مجھے اب بتا رہی ہو ؟ کب سے تنگ کر رہا ہے وہ تمہیں ؟ تم نے اپنے گھر پر بات کی اس بارے میں ؟

وہ بولنے پر آئی تو کئی سوال ایک ساتھ کر ڈالے

نہیں یار وہ مجھے تنگ نہیں کرتا۔۔زبان سے کچھ نہیں کہتا لیکن اسکی نظریں مجھے بہت پریشان کردیتی ہیں کسی اور کو نہیں بتا سکتی میں ...جانتی ہو نا اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا ادا میری پڑھائی روک دیں گے

نیلوفر پریشانی کے بعث انگلیاں چٹخانے لگی

تو پھر تم کیا کرو گی ؟ میری مانو تو ایک بار اس سے بات کرکے معلوم کرلو کہ آخر اسکا مسلہ کیا ہے

نہیں.. نہیں میں ایسا نہیں کر سکتی اگر کسی نے دیکھ لیا تو کیا ہوگا۔۔وہ گھبرا کر فورا بولی

افففف اوہ نیلی وہ تمہیں کھا نہیں جائے گا اور ویسے بھی میں بھی تمہارے چلوں گی۔۔میں بھائی کو میسیج کر دیتی ہوں کہ وہ آج لیٹ آئیں...تمہارا ڈرائیور تو ویسے بھی لیٹ آتا ہے

تم ایسا نہیں کروگی اگر کسی کو پتا چل گیا تو کیا انجام ہو گا جانتی ہونا .. نیلوفر نے اسکے ہاتھ سے فون چھینا۔۔اور اگر وہ تمہیں اسی طرح تنگ کرتا رہا تو بھی انجام اچھا نہیں ہو گا .. کہتے ہوئے ردا نے اپنا فون واپس جھپٹ لیا۔۔بریک آف ہونے پر وہ دونوں کلاس کی جانب بڑھیں۔۔نیلوفر لاکھ چاہنے کے باوجود ردا کو منا نہیں سکی تھی۔۔۔

آبش کتابوں کا انبار اپنے گرد پھیلائے مگن انداز میں رقعے الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔۔

بی بی جی آپ کے مہمان آئے ہیں..

ملازم نے پیغام دیا

اسکی خمدار پلکوں کی چادر میں ہلچل سی ہوئی۔۔

ٹھیک ہے تم جائو ...

ناراضگی سے بھرپور نگاہ حسین پر ڈال کر رخ موڑ گئی۔۔

بھلا کوئی اتنا حسین کیسے ہو سکتا تھا۔۔؟؟

وہ سوچتا رہ گیا۔۔۔

اسے ایک ہی پوزیشن میں مجسمہ بنے دیکھ کر آبش کو ہی مخاطب کرنا پڑا

کچھ لائوں تمہارے لئے ؟

ہاں..اپنے چہرے پر ایک پیاری سی مسکان...

اسکی ناراضگی دور کرنا چاہی۔۔

آبش جانتی تھی وہ ایسا کچھ کہنے والا تھا۔۔اسی لئے سنی ان سنی کرکے اٹھ کھڑی ہوئی

میں یہ کتابیں سمیٹ لوں پھر چلتے ہیں۔۔

ماموں اور ممانی کہاں ہیں نظر نہیں آرہے ؟؟

رشتہ داروں کے ہاں دعوت میں گئے ہیں..

تم ابھی بھی ناراض ہو مجھ سے آبی؟

وہ اٹھ کر اسکے پاس چلا آیا

آبش نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

یوں اگنور تو مت کرو یار تم مجھے ہرٹ کر رہی ہو۔۔

وہ آزردگی سے گویا ہوا

اور جو تمہارے رویے سے دوسرے لوگ ہرٹ ہورہے ہیں اسکا احساس ہے تمہیں حسین؟؟ وہ دبہ دبہ گرجی۔۔

آئی ایم سوری میں اس وقت غصے میں تھا..

وہ اب زچ ہونے لگا

تم بہت بدل گئے ہو حسین۔۔تم پہلے جیسے نہیں رہے مغرور ہوتے جارہے ہو..

وہ سخت خفگی سے کہہ کر جانے لگی

حسین نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔

تم بھی تو پہلے جیسی نہیں رہی مجھے اگنور کرنے لگی ہو۔۔مجھ سے باتیں چھپانے لگی ہو۔۔کیوں آخر مسلہ کیا ہے تمہارا ؟

اسکی آنکھوں میں دیکھ کر والہانہ انداز میں کہتا آبش کو بے بس کرنے لگا۔۔

آبش نے ہاتھ چھڑانا چاہا مگر اسکی گرفت سخت تھی۔۔

بولو ؟ جواب دو؟ ممانی نے تمہیں منع کیا ہے؟ وہ وجہ جاننے پر استفسار کرنے لگا

نہیں تو ..وہ کیوں منع کریں گی

آبش نے نگاہیں پھیر لیں

تو پھر کس بات پر خفا ہو ؟

اس نے زور دے کر پوچھا۔۔

حسین بس کردو۔۔اب ہم چھوٹے بچے نہیں رہے بڑے ہوگئے ہیں ، تمہیں سمجھنا چاہیئے سب باتیں کہی نہیں جا سکتی اس نے تلخی سے کہہ کر ہاتھ واپس کھینچا۔۔

حسین اسکے جواب میں معقول وجہ تلاش کرتا رہ گیا۔۔چند ساعتوں بعد ڈرائیور آبش کا سامان گاڑی میں رکھنے لگا تو وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔۔ٹیبل پر رکھی چائے نہ جانے کب کی سرد پڑچکی تھی اسکے موڈ کی طرح۔۔۔

اماں آئے تو انہیں سلام کہیئے گا ، ویسے تو میں نے ان سے مل لیا تھا مگر پھر بھی میں پہنچ کر کال کردوں گی ،

وہ ملازمہ سے کہہ کر گاڑی میں آبیٹھی۔۔۔

حسین نے خاموشی سے گاڑی مین راستے پر ڈال دی۔۔

کیا اب ایسے ہی منہ لٹکائے رکھو گے ؟

آبش نے ماحول میں تنائو کم کرنے کی کوشش کی

سب تمہاری مہربانی ہے محترمہ

جواباً خفا خفا نظروں سے اسے دیکھا۔۔

میں نے ایسا بھی کیا کہہ دیا کہ تم نے منہ بنالیا؟

آبش نے اسے گھورا۔۔

تم کچھ بھی کہو بس مجھ سے ناراض مت ہوا کرو۔۔مجھے ہمارے درمیان غلط فہمیاں اور دوریاں بہت بری لگتی ہیں۔۔اسکا لہجہ ایسا تھا کہ آبش بہت دیر تک اسکی صورت دیکھتی رہی۔۔

آئسکریم کھائوگی؟؟

وہ اتنے چاہ سے پوچھ رہا تھا کہ لاشعوری طور پر اسکا سر اثبات میں ہلنے لگا۔۔

گریٹ۔۔

گاڑی پارکنگ لاٹ میں کھڑے کرکے وہ لوگ آئسکریم پارلر کیطرف بڑھے۔۔اسی لمحے وہ ان چاروں کی نظروں میں آگیا۔۔

ارے واہ ، دیکھو زرا حسین شہروز اپنی گرلفرینڈ گھما رہا ہے ، راحم کی آواز پر دونوں مڑ کر بے تاب نگاہوں سے 'گرلفرینڈ' کو دیکھنے لگے مگر انکی جانب پشت ہونے بعث چہرہ نہیں دیکھ پائے۔۔

فون رنگ ہونے پر راحم متوجہ ہوا۔۔

اگر بابا کی کال نہ آرہی تو آج اس حسین کا دماغ درست کردیتا میں ، وہ دانت کچکچا کر بولا۔۔

چلو یار بابا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔

کہتے ہوئے تینوں پارکنگ کی جانب بڑھ گئے

****

ردا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے اگر کسی کو علم ہوگیا تو شامت آجائے گی ہماری چلو واپس چلتے ہیں۔۔

وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی۔۔

اگر ایک اور بار بھی تم نے زبان کھولی تو مجھ سے برا اور کوئی نہیں ہو گا۔تمہاری مدد کرنے کی کوشش کر رہی ہوں بیوقوف لڑکی سمجھو بات کو۔۔

وہ بیگ کندھے پر درست کرتی اسے اچھی خاصی جھاڑ پلا چکی تھی۔۔

آپ دونوں کو پرنسپل نے اپنے آفس بلایا ہے

پیون کے پیغام پر وہ ہکا بکا ایک دوسرے کو دیکھنے لگی کلاسز آف ہوچکیں ہیں پرنسپل اب کیوں اور کس لئے بلا رہے ہیں..!

پتا نہیں چل کر دیکھتے ہیں

ردا کہتی ہوئی اسکا بازو پکڑ کر راہداری میں چلنے لگی۔۔یہاں تو کوئی نہیں ہے ؟ نیلوفر کے لبوں سے پھسلا۔۔

میں تو ہوں یہاں.. آپ ہی دھیان نہیں دیتی مجھ پر

آواز پر نیلوفر کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔

سینے پر ہاتھ باندھے وہ بہت گہری نگاہوں سے اسکی اڑی رنگت کا جائزہ لے رہا تھا۔۔

کون ہو تم؟؟؟ ردا نے تنک کر پوچھا۔۔

وہی ناچیز جس کی کلاس لینے کے لئے آپ بے تاب تھی دوسری طرف وہی شان بے نیازی تھی۔۔

ردا اسکے اطمینان پر عش عش کر اٹھی۔۔

دیکھو مسٹر۔۔میری دوست کو تنگ کرنا بند کرو تمہاری بھلائی اسی میں ہے ورنہ تمہیں ابھی تک اسکے اسٹیٹس کا اندازہ نہیں ہے یہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔۔ردا اترائی

سہی کہا آپ نے۔۔یہ عام نہیں بہت خاص ہیں۔۔اور جہاں تک بات ہے تنگ کرنے کی تو پوچھ لیں اپنی دوست سے کیا میں آپ کو تنگ کر رہا ہوں نیلی؟

اتنا دوستانہ، معصومانہ انداز ..وہ گرتے گرتے بچی

بتائیں ؟؟ مبہوت کر دینے والی مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا ہوا تھا...نیلوفر سانس روکے بس اسے دیکھے گئی۔۔دل کی دھڑکنیں تیز تیز چلنے لگیں

نیلوفر ؟؟؟ بولو بھی کچھ۔۔تھوڑی دیر پہلے تو تم بہت کچھ رہی تھی اسکے بارے میں..! ردا دانت کچکچاتے ہوئے غرائی۔۔اسے اب سبکی سی محسوس ہونے لگی

اچھا، کیا کہہ تھی میرے بارے میں ؟

دلچسپی سے دیوار سے ٹیک لگا لی۔۔

پلیز چلو یہاں سے۔۔

نیلوفر اسکی نظروں سے پزل سی ہوکر ردا کے پیچھے چھپنے کی ناکام کوشش کرنے لگی

نیلوفر جتنی آہستہ بولی ردا اتنا ہی گلا پھاڑنے لگی

ایسے کیسے چلو یہاں سے۔۔اب آر یا پار ہوگا۔۔میں جاننا چاہتی ہوں آخر یہ کرنا کیا چاہتا ہے ؟

کرنا تو بہت کچھ چاہتا ہوں مگر آپ کی دوست برا مان جائے گی ، وہ معنی خیزی سے بولا

اس قدر بے باکی پر ردا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔اور نیلوفر تو لگ رہا تھا بے ہوش ہوکر گر پڑے گی

۔۔

گاڑی کا ہارن سن کر جیسے اسکی جان میں جان آئی

ز۔۔زلفی آگیا چلو ردا ..

وہ تقریبا بھاگتی ہوئی آفس سے نکل گئی۔۔

یوں بات ادھوری رہ گئی

ردا کی گاڑی نہیں آئی تھی اسلئے وہ گیٹ پر ہی رک گئی جبکہ نیلوفر گاڑی جانب بڑھ گئی۔۔۔

کیا ہوا بی بی جی .. آپ ٹھیک تو ہیں ؟؟

یسر کی آواز سن کر وہ بری طرح سے چونکی۔۔

زلفی نیناں بی بی کو لے کر گیا ہے اس لئے میں یہاں ہوں۔۔یسر نے وضاحت کی

نیلوفر سر ہلا کر رہ گئی

بی بی آپ ٹھیک تو ہیں ؟ یسر کو اسکی اڑی رنگت پریشانی میں مبتلا کر گئی۔۔۔

بار بار پوچھنا بند کرو یسر میں ٹھیک ہوں تم ڈرائیونگ پر دھیان دو مجھے جلد سے جلد حویلی پہنچنا ہے بس ...

وہ بے وجہ یسر پر چڑھ دوڑی

جو اب خاموشی سے حکم کی تعمیل کرتا اسٹیرنگ گھمانے لگا۔۔کسی کی نگاہوں نے انکا بہت دور تک پیچھا کیا

سر آپ سے کوئی ملنے آیا ہے ...

اسسٹنٹ نے آفس میں جھانکا

اس کی اپائمنٹ ہے ؟

ھادی نے مصروف انداز میں پوچھا

نہیں سر کوئی سعیر سلطان صاحب آئے ہیں..کہہ رہے ہیں آپ کے جاننے والے ہیں

ھادی نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔پھر جھکالیا..

کہہ دو کہ میں مصروف ہوں میرے پاس وقت نہیں ہے

اسکے لہجے میں ناراضگی امڈ آئی

بکواس مت کرو ، دیکھ رہا ہوں میں کتنے مصروف ہو تم پانچ منٹ بعد مجھے پارکنگ میں ملو

سعیر حسب عادت حکم صادر کرکے جا چکا تھا۔۔

ھادی غصے سے بل کھا کر رہ گیا۔۔

تم یہ فائلیں اسٹڈی کرلو جب تک میں واپس آتا ہو پھر اس کیس پر کام شروع کریں گے

اپنے اسسٹنٹ کو تاکید کرتے ہوئے وہ کوٹ اٹھا کر باہر نکل گیا

کہاں جارہے ہیں ہم؟

ھادی نے تعجب سے پوچھا

جہاں تمہارا موڈ بہتر ہوسکے

سعیر یقینا اچھے موڈ میں تھا آج۔۔

میں تمہاری گرلفرینڈ نہیں ہوں جو چکنی چپڑی باتوں میں آجائوں گا..سیدھے سیدھے کہو تمہیں مجھ سے کام ہے

ھادی جل کر بولا

ہاہاہاہاہا ... سہی سمجھے میرے قابل دوست ،

سعیر بے ساختہ ہنس پڑا۔۔اسکے شانے پر تھپکی دی

ہونہہ۔۔۔مجھے پتا تھا نا قابل دوست

ھادی بھی کیا کم تھا فورا جواب دیا۔۔

یہ کیا تم مجھے یہاں لائے ہو ؟

کسی فائیو اسٹار ہوٹل کی جگہ ڈھابہ دیکھ کر ھادی چلا اٹھا۔۔

عقل استعمال کرو ، لوگ ایک لینڈلارڈ کو ایک وکیل کے ساتھ دیکھیں گے تو کیا نتیجہ اخذ کریں گے اس سے بہتر ہے ہم یہاں سکون سے بیٹھ کر بات کریں یہاں سب اپنے لوگ ہیں جاسوسی کرنے والا کوئی نہیں ہے

سعیر سلطان کی چاروں اطراف نظریں رہتی تھی وہ یونہی کامیاب انسان نہیں کہلاتا تھا۔۔ھادی کا تو سر چکرانے کبھی کبھی اسکی باتیں سن کر..بے نیازی سے بھنویں اچکاتا گاڑی سے اترا

جگہ اتنی بھی بری نہیں تھی۔۔ جھیل کے کنارے متوسط درجے کا یہ ڈھابہ انتہائی پرسکون جگہ تھی۔۔

کھانے کا آرڈر دینے کے بعد وہ ھادی کی جانب متوجہ ہوا۔۔

اب میری بات غور سے سنو جو میں تم سے کہنے والا ہوں اور سوچ سمجھ کر مجھے جواب دو۔۔میکسیکو سے میری ایک پھپھوزاد آرہی ہے۔۔

ھادی نے اس کی بات کاٹی

اوہ سمجھ گیا میں۔۔مانا کہ میں تمہارا دوست ہوں اور سنگل بھی ہوں اسکا یہ مطلب نہیں کہ میں کسی بھی ایری غیری لڑکی سے شادی کرلوں

ھادی۔۔بی سیرئیس یار ،

سعیر نے زور سے ٹیبل پر مکہ رسید کیا۔۔

اچھا ٹھیک ہے یار

اب وہ فرمانبرداری کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بھرپور سنجیدگی سے اسکی بات سننے لگا

دادا سائیں کی طبیعت سے تم واقف ہو۔۔وہ اپنی نواسی کو کسی بھی حال میں پاکستان لانا چاہتے ہیں..اگر وہ یہاں آگئی تو اپنی ماں کے بارے پوچھ گچھ کرے گی ...

ھادی سے اس بار بھی رہا نہیں گیا.. بات کاٹتے ہوئے بولا

تو تمہیں اب تمہارے دادا کی فکر پڑ گئی ؟ ویسے اس بات کی فکر تو انہیں بھی ہونی چاہیئے اگر اس نے تمہارے دادا کے خلاف کوٹ میں قتل کا کیس دائر کردیا تو تم لوگ بچ نہیں سکو گے

تم دادا کو قاتل کہہ رہے ہو ؟؟؟ سعیر کے زاویئے بگڑے

' مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے' سعیر... تم بہتر جانتے ہو ھادی کے جواب نے اسے لاجواب کردیا

تم مجھ سے کیا چاہتے ہو ؟؟ جھیل کی شور مچاتی لہروں کو گھورتے ہوئے ھادی نے توقف سے پوچھا اسکا کوئی حل بتائو ؟

تم قانونی حل چاہتے ہو یا دوست ہونے کے ناطے مشورہ مانگ رہے ہو ؟

ھادی نے اسکی مشکل آسان کرنی چاہی

سعیر نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا.. وہ حویلی سے جڑے سارے گہرے راز اور بہت سی باتیں اپنے اندر سموئے ہوئے تھا کہ اب سانس لینا دشوار ہونے لگا تھا۔۔

دیکھو سعیر اگر میری مانو تو اپنے دادا کو سمجھائو کسی کی نجی زندگی میں یوں ٹانگ اڑانا اور زور زبردستی رشتوں کو اس پر مسلط کرنا زیادتی ہے... کوئی بھی انسان اس پر بہت والہانہ ری ایکٹ کرے گا اور

دوسری بات اگر اسے اپنی ماں کے متعلق بھنک لگ گئی تو جو ہو گا وہ تم سب کی زندگیوں پر اثر انداز ہو گا ..

ان کے درمیان خاموش چھا گئی۔۔بس شور مچاتی لہریں اور ہوائیں سرسرانے لگیں

کاش یہ ساری باتیں دادا سرکار بھی سمجھ سکتے ..

لبوں سے ہونک نکلی

اسی اثنا میں ھادی کا فون بجنے لگا۔۔سرینہ کالنگ دیکھ کر اسکے لبوں پر تبسم بکھرا۔۔

زہے نصیب ، آپ نے یاد کیا ؟

بندہ حاضر ہے۔۔ٹھیک ہے بلکل فکر مت کرو میں اسے پک کرلوں گا .. ایک نگاہ ھادی کے چہرے کی چمک دیکھ کر سعیر پانی کو دیکھنے لگا۔۔

اپنا خیال رکھنا ..اللہ حافظ۔۔اس نے کہتے ہوئے فون بند کردیا

کون تھی ؟؟؟

سعیر پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔۔

ھادی جوابا بس مسکرایا تھا۔۔

وہ لڑکی ؟ سعیر نے اسکی مسکان سے اندازہ لگایا۔۔

ہاہاہا۔۔ہاں وہی لڑکی یار۔۔سرینہ نام ہے اسکا ،

وہ جھینپ کر مسکرایا۔۔

سرینہ؟؟ اسے یہ نام سنا سنا سا لگا ..

ویٹر کھانا ٹیبل پر لگا کر جا چکا تھا۔۔

ہیلو ؟ کہاں گم ہو ؟ کھانا کھائو اور پھر واپس چلتے ہیں مجھے دوبارہ آفس ڈراپ کر دینا ..بہت ضروری کام نپٹانے ہیں ، ھادی کی آواز پر وہ چونک کر خیالوں کی دنیا سے باہر آیا۔۔ایک نام کے کئی انسان ہو سکتے ہیں۔۔ہو سکتا ہے اسکی سوچ غلط ہو...وہ سر جھٹک کر کھانا کھانے لگا

حویلی پہنچ کر اسے کچھ سکون اور تحفظ کا احساس ہوا۔۔وہ تیز تیز چلتی راہداری عبور کر گئی۔۔پھر کچھ یاد آنے پر واپس مڑی۔۔

آئی ایم سوری یسر ،

جی؟؟ وہ نا سمجھی سے بولا

آج میں نے جو مس بی ہیوو کیا اسکے لئے..خجالت سے بولی

یسر لاشعوری طور پر ہنس دیا۔۔

کوئی بات نہیں بی بی جی

وہ سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے چلے گئی..

اپنے کمرے کی کھڑکی میں براجمان نینان کی نگاہوں نے یہ منظر بخوبی دیکھا تھا۔۔

بی بی جی کیا سوچ ہی ہیں ؟؟؟

سکینہ کے سنسنی خیز انداز پر وہ ایک پل کو گھبرا کر اچھلی۔۔

تم کہاں سے ٹپک پڑیں کمبخت ، ڈرا ہی دیا۔۔۔

سکینہ حسب عادت ہاتھ جھلا کر کہتی اسکی نشست کے قریب بیٹھ گئی

میں تو کب کی یہیں ہوں مگر آپ یہاں ہوکر بھی یہاں نہیں ہیں۔۔کیا سوچ رہی تھی؟؟

اپنے کام سے کام رکھو تم۔۔ملازمہ کو گھور کر بولی..اور آنے والے وقت کو سوچ کر مکرو سی ہنسی ہنستی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

چلو دروازے پر دھیان دو۔۔کوئی آئے تو کہنا میں آرام کر رہی ہوں ، اور سعیر پوچھے تو کہنا میں عبادت میں مصروف ہوں

ملازمہ سے تاکید کرتی کمرے کے عقب میں بنے دروازے کو دھکیل کر اندر چلی گئی۔۔۔

ان کو تو ابھی وقت لگے گا... سکینہ نے بڑبڑاتے ہوئے ٹی وی آن کیا اور صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔اسے ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی ڈرامے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے.. دروازے پر دستک ہونے لگی۔۔وہ برے برے منہ بناتی ہوئی اٹھی تھی سعیر کو دروازے پر دیکھ کر اسکے چودہ طبق روشن ہوگئے۔۔

نیناں کہاں ہے ؟ وہ فون پر مصروف سا گویا ہوا۔۔

وہ۔۔وہ سرکار عبادت کر رہی ہیں

ملازمہ نے تھوک نگلا

اور تم فل والیوم میں یہ بیہودہ سا ڈراما لگا کر اسکی عبادت میں خلل ڈال رہی ہو نا سمجھ؟ وہ گرجا تھا

معافی چاہتی ہوں سرکار۔۔وہ بمشکل بولی

میں دادا سرکار کے ساتھ اسٹڈی میں ہوں چائے بھجوائو وہاں فورا ...وہ شعلہ بار نگاہوں سے گھورا

جی سرکار۔۔اس نے بھاگنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔

وہ سر جھٹک کر اسٹڈی کی جانب بڑھا۔۔۔

دادا سرکار کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑا ہوا تھا۔۔سائرس سر جھکائے خاموش بیٹھا تھا۔۔۔

وہ بھرپور تنزیہ لہجہ اپنائے کرسی کھینچ کر آرام دہ انداز میں بیٹھ گیا

کیا کوئی مجھے بھی حالاتِ حاضرہ سے آگاہ کرے گا ؟ یا دادا پوتا پھپھو کی ساس کا سوگ منا رہے ہیں

۔۔

ہونہہ ، دادا نے حقارت اور نفرت سے ہنکارا بھرا۔۔

سائرس کا دل کیا اٹھ کر چلا جائے مگر تربیت نے اس بات کی اجازت نہیں دی۔۔

آپ لوگ میری بات سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہے۔۔کسی کی زندگی میں ابھی قیامت گزر رہی ہے ہمیں کیا معلوم وہ لوگ کس کٹھن وقت سے گزر رہے ہیں ، اس پر ہماری زور زبردستی کرنے سے معاملہ اور بگڑ جائے گا دادا سائیں ...

سائرس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کیا کر گزرتا۔۔

میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا... اگر تم نہیں جاؤ گے تو سعیر جائے گا

دادا سائیں کا انداز حتمی تھا۔۔سائرس نے سعیر کے تاثرات کا اندازہ لگانا چاہا۔۔

جس کے لب متبسم تھے۔۔

جیسے کہنا چاہ رہا ہو

' وہ دادا ہی کیا جو کسی کو اپنے آگے جھکنے پر مجبور نہ کردیں'

ٹھیک ہے۔۔جیسے آپ لوگوں کی مرضی..میں تو اسے یہاں لے آئوں مگر ایک بات یاد رکھئیے گا اسکا طرز زندگی ہماری خاندانی روایتوں سے بہت الگ ہے ، وہ ہمیں سب کے سامنے زلیل کردے گی ..اور آپ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائیں گے

دادا سائیں کے چہرے پر تاریک سا سایہ لہرایا ...کہہ کر رکا نہیں تھا

سائرس۔۔۔رکو

سعیر نے انتہائی غصے سے اسے ٹوکا۔۔جو سنی ان سنی کیئے لمبے لمبے ڈگ برتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

دادا سائیں آپ ٹھیک تو ہیں؟؟

سعیر فکر مندی سے پوچھنے لگا۔۔

وہ سر ہلاتے ہوئے اپنی مخصوص نشست چھوڑ کر وہاں سے چلے گئے۔۔

سائرس ؟؟ کیا بدتمیزی تھی یہ ؟

سعیر بہت غصے سے اسکے پیچھے آیا۔۔

تم تو رہنے ہی دو.. تمہاری بے جا فرمانبرداری نے یہ دن دکھایا ہے۔۔۔یہ فرمانبرداری تمہی کو مبارک۔۔میں انکی کوئی ناجائز مراد پوری نہیں کر سکتا

بکواس بند کرو ، وہ ہمارے بڑے بزرگ ہیں ، اور تم دیکھ نہیں رہے وہ اپنے کیئے پر پیشمان ہیں اسی لئے یہ سب کر رہے ہیں سعیر نے دانت پیسے

نہیں سعیر..وہ پیشمان نہیں ہیں وہ یہ نفرت کا کھیل کسی نہ کسی طرح سے بس جیتنا چاہتے ہیں..کسی کی زندگی یا موت سے انہیں کوئی سروکار نہیں

کہہ کر انتہائی غصے سے گاڑی پورچ سے نکال کر لے گیا۔۔

سعیر جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔۔

کیا ہوا تمہاری شکل پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں ؟؟

وہ بیگ رکھ کر عادل کے پاس آیا۔۔

کچھ بھی نہیں سوچ رہا ہوں یہ اسپورٹس والے چونچلے تم جیسے امیرزادے ہی افورڈ کرسکتے ہیں مجھے اب شرافت سے پڑھائی پر دھیان دینا چاہیئے

عادل کچھ مایوس سا ہوکر بولا۔۔

کیوں کچھ ہوا ہے کیا؟ اپ سیٹ کیوں لگ رہا ہے ؟

حسین بھنویں سمیٹ کر پوچھا

بھلے ہی وہ دونوں مختلف الماہیت تھے ان کے اسٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق تھا ..عادل مڈل کلاس فیملی سے تھا اسکے باوجود وہ گہرے دوست تھے۔۔

کچھ نہیں ہوا یار وہ دیکھ تیرے جانشیں ادھر ہی آرہے ہیں

عادل نے ہنستے ہوئے اسے چھیڑا

حسین نے انتہائی ناپسندیدگی سے راحم اور اسکے دوستوں کو دیکھا

کیا حال ہیں تمہارے ؟ اور تمہاری 'اُن ' کے ؟

راحم خباثت سے آنکھ دبا کر بولا

کیا بکواس کر رہے ہو؟؟

ارے بھول گئے۔۔چلو یاد دلائے دیتا ہوں کل ہی کی تو بات ہے تم اور تمہاری Hidden گرلفرینڈ ..آئسکریم پارلر ہمم۔۔ہمم وہ کمینگی سے بات ادھوری چھوڑ کر دیکھنے لگا

خبردار جو اس سے آگے ایک لفظ بھی کہا تو ، دفع ہوجائو یہاں سے

وہ بمشکل خود کو کنٹرول کرتا ہوا بولا

کس کی بات کر رہا ہے یہ؟؟

عادل نا سمجھی سے پوچھنے لگا ..

کیا مطلب تمہیں بھی معلوم نہیں عادل؟ یہ باتیں دوستوں سے چھپانے کی نہیں ہوتیں ..کل کلاں تو اگر تم پکڑے گئے تو عادل تمہاری مدد کیسے کرے گا

راحم کا لہجہ اور اسکے الفاظ تن بدن میں آگ لگا گئے

وہ بنا سوچے سمجھے طیش کے عالم میں اس پر جھپٹ پڑا۔۔بد قسمتی سے کوچ جو ابھی وہاں آیا تھا حسین کا وحشیانہ انداز دیکھ کر بدحواس ہوکر دوڑا

دیکھئے پراسیکیوٹر صاحب ہم نہیں چاہتے تھے کہ آپ کو بلا کر یہاں شکایت لگائی جایئے مگر مقابل کوئی عام آدمی نہیں بزنس مین راحیل ملک صاحب ہیں ، اور پھر کوچ واقع کے گواہ ہیں آپ کے بیٹے نے راحم راحیل کو بری طرح سے پیٹا ہے ، آپ اپنے بیٹے کو سمجھایئے تاکے دوبارہ یہ ایسا نہ ہو

ہیڈ نے مئودبانہ دراخواست کی۔۔

شہروز صاحب نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔اور مصافحہ کرکے روم سے نکل آئے

کیا ہوا بابا؟؟

حسین نے بے چینی سے انکے تنے نقوش دیکھے

وہ خاموشی سے راہداری عبور کر گئے

بابا ؟ بابا ؟ سنیں تو؟ وہ ان کے پیچھے آیا۔۔

جو کچھ میں سن کر آرہا ہو مجھے لگتا ہے کافی ہے حسین بابا پلیز میری بات تو سنیں یہ سب سچ نہیں ہے

اس نے کہنا چاہا لاشعوری طور پر اسکی نظر راحم پر پڑی جو فاتحانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسکا تماشہ دیکھ رہا تھا۔۔

اسے تو میں چھوڑوں گا نہیں

وہ دانت کچکچاتے ہوئے اسکی جانب لپکا۔۔

حسین بس کردو۔۔شہروز صاحب گرجے

یہ سب اسکی وجہ سے ہوا ہے بابا وہ چیخا۔۔

چلو یہاں سے اور گاڑی میں بیٹھو فورا۔۔

حسین کو چار و نہ چار باپ کا حکم ماننا پڑا۔۔

لے جایئے اسے۔۔آپ کا بیٹا سنکی ہوگیا ہے بات بات پہ غصہ ہوجاتا ہے

راحم کی مضاحکہ خیز آواز اس نے باآسانی سنی

دیکھا آپ نے یہ شخص مجھے جان بوجھ کر بھڑکا رہا ہے حسین نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔۔

تو تم کیوں بھڑک جاتے ہو۔۔اسکی تو عادت ہے وہ بلکل اپنے باپ جیسا ہے۔۔لوگوں کی کمزوریوں کو تلاش کرکے انہیں ڈی گریڈ کرنا انہیں اکسانا ان لوگوں کی فطرت میں شامل ہے اور تم جیسے بیوقوف لوگ ہوتے ہیں جو ان کی باتوں میں آکر اپنا نقصان خود ہی کر بیٹھتے ہیں۔۔

لیکن بابا غلطی سراسر۔۔

جو میں تمہیں سمجھا رہا ہوں اسے اپنی دماغ میں بٹھا لو میں تمہاری شکایت نہ سنو آئندہ۔۔تم کوئی بچے نہیں ہو جو میں تمہارے جھگڑوں کو سلجھاتا پھروں مجھے اور بھی سو کام ہیں حسین وہ گرجے

جی ٹھیک ہے بابا ..

وہ بمشکل کنٹرول کرتے ہوئے بولا

شہروز صاحب نے گاڑی گھر کے راستے پر ڈال دی۔۔تمام سفر خاموشی سے کٹ گیا۔۔حسین کے دل میں نفرت اور انتقام کی بھڑکنے لگی تھی۔۔

اپنا حلیہ درست کرو تمہاری ماں دیکھے گی تو سو سوال کرے گی۔۔

ان کے لہجے کی نرمی لوٹ آئی تھی۔۔اکلوتی اولاد تھا انکی زیادہ دیر غصہ رہ نہیں سکے

آپ کیسے جانتے ہیں راحم کے باپ کو؟

وہ انگلیوں سے بال درست کرتا ہوا الجھن بھرے انداز میں پوچھنے لگا۔

یہ ایک لمبی کہانی ہے پھر کسی وقت سہی ،

انہوں نے ٹالنا چاہا

مختصر کرکے بتا دیں.. اسنے استفسار کیا

ان کے خلاف ایک کیس آیا تھا جس میں میں چیف پراسیکیوٹر تھا۔۔انہیں میرا فیصلہ پسند نہیں آیا مجھے دھمکیاں بھی دیں اور رشوتیں بھی آفر کرنا چاہیں مگر میرا فیصلہ نہیں بدلہ۔۔بس تب سے ایک تنازعہ چل رہا ہے۔۔دیکھو حسین میں نہیں چاہتا تم اس تنازعہ کی لپیٹ میں آئو راحیل ملک ایک مفاد پرست اور خطرناک قسم کا بزنس مین ہے۔۔تم میری اکلوتی اولاد ہو اور مجھے بہت عزیز ہو میں نہیں چاہتا تم ان باپ بیٹے کو کچھ بھی الٹا سیدھا سوچنے کا موقع دو جسے وہ فائدہ اٹھا کر تمہارے یا میرے خلاف استعمال کریں۔۔دوسرا اس سے تمہارا اکیڈمی ریکارڈ خراب ہو گا یہ لڑائیاں جھگڑے بدمعاشوں کا کام ہے بیٹا.. امید ہے تم آگے سے ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گے

جی بابا۔۔میں آئندہ خیال رکھو گا

وہ فرمانبرداری سے گویا ہوا

شاباش چلو آجائو۔۔اور اپنی ماں سے اس سب کا زکر مت کرنا

جی بابا اس نے سر ہلایا۔۔

السلام علیکم وہ لائونج میں داخل ہوئے۔۔

وعلیکم السلام ماموں۔۔کیسے ہیں آپ ؟ کہاں تھے آپ اتنے دنوں سے..میں نے کتنا مس کیا آپ کو؟ آبش نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے

کام کا برڈن بہت تھا گڑیا اسی لئے چند دن لگ گئے۔۔تم سنائو ؟ کیسی ہو ؟ پڑھائی کیسی جارہی ہے ؟ بہت اچھی۔۔۔آپ کے لئے کھانا لگائوں؟

اس نے فورا آفر کی تھی۔۔

نہیں مجھے بھوک نہیں تمہاری پھپھو کہاں ہیں ؟

اپنے کمرے میں ہیں۔۔

ایک طائرانہ نگاہ حسین پر ڈال کر وہ کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔

تم کھانا کھائو گے حسین؟؟

لاشعوری طور پر حسین کا چہرے دیکھا تو گنگ رہ گئی

یہ تمہیں چوٹ کیسے لگی؟

ہمارا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔۔

اس نے جھوٹ گھڑا

اور ماموں وہ تو ٹھیک ہیں نا ؟ وہ یکدم پریشانی سے پوچھنے لگی۔۔

ارے نہیں انہیں کچھ نہیں ہوا وہ بلکل ٹھیک ہیں بس میں عادل کے ساتھ بائیک پر تھا اسوقت چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا بابا نے دیکھا تو مجھے ساتھ لے آئے۔۔

اس سے جھوٹ بولتے وقت بہت برا محسوس کر رہا تھا۔۔

تم ڈاکٹر کے پاس گئے ؟

وہ بغور اسکے چہرے کا جائزہ لینے لگی۔۔

نہیں , بس معمولی سی خراشیں ہیں ٹھیک ہو جائیں گی۔۔

اس نے اثر نہ لیتے ہوئے کہا۔۔۔

تم بھی نا حسین۔۔ پھپھو دیکھیں گی تو کتنا پریشان ہوں گی

تم ان سے کسی بات کا زکر مت کرنا آبش۔۔

اس نے گزارش کی

اچھا نہیں بتائوں گی۔۔اور کون کون سی باتیں چھپانی پڑیں گی مجھے تمہاری ؟

کم آن ...بابا آلریڈی بہت کچھ سنا چکے ہیں مجھے تم مت شروع ہوجانا اب۔۔

وہ خفا ہوا

ٹھیک ہے بابا۔۔آبش نے ہاتھ اٹھائے اور پلٹ کر کھانا گرم کرنے لگی۔۔

****

اس دن کے بعد سے وہ لگاتار تین دن کالج نہیں گئی تھی۔۔حویلی کے ماحول میں عجیب سا کھنچائو تھا۔۔ جو تھوڑی بہت بات چیت ڈائننگ ٹیبل پر ہوتی تھی حویلی کے مکین اس سے بھی محروم ہوچکے تھے دادا سرکار اپنے کمرے سے باہر آنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔

سائرس ادا اور سعیر ادا بھی آپس میں کھنچے کھنچے سے تھے غرض پوری حویلی پر سوگوار سا ماحول طاری تھا۔۔وہ بوریت سے تنگ آکر باغیچے میں چہل قدمی کرنے آگئی۔۔شام ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔۔

کہاں ٹہل رہی ہو بی بی ؟؟؟

ابھی اس نے قدم رکھا ہی تھا کہ بھابھی سرکار کی آواز کانوں میں پڑی۔۔

باغیچے میں جارہی تھی۔۔

اس نے برہمی آنکھوں میں سمیٹ کر کہا

تمہیں نظر نہیں آرہا ملازم کام کر رہے ہیں اسکے باوجود منہ اٹھائے وہاں چلے جارہی ہو

انکا رویہ سخت ترین ہوگیا

ملازم تو نہیں ہیں ، صرف یسر ہے وہاں

اس نے جھانک کر دیکھا

اچھاااا...یسر تمہاری نظر میں ملازم نہیں ہے ؟؟؟

وہ معنی خیزی سے بولی

میرا وہ مطلب نہیں تھا بھابھی

نیلوفر گڑبڑا گئی

تمہارا جو بھی مطلب تھا ، بڑا شوق ہے تمہیں نامحرموں کے سامنے چہل قدمی کرنے کا آنے دو تمہارے ادا کو تمہارے سارے رنگین شوق وہ پورے کروائیں گے

ہتک بھرے الفاظ سن کر نیلوفر کا گلا رندھ گیا۔۔

یہ آپ کیسی باتیں کر رہی بھابھی میں تو بس۔۔

دفع ہوجائو یہاں سے ، چلو جائو

انہوں نے بے دردری سے اسکا بازو دبوچ کر اندر دھکیلا۔۔

وہ لڑکھڑا کر سنبھلی۔۔اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔۔سامنے آتی اماں سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے ؟ کیوں آندھی طوفان بنی گھوم رہی ہو ؟ اماں نے اسے گھورا۔۔

وہ سنی ان سنی کرکے اپنے کمرے میں چلی گئی

اسے کیا ہوا ؟

اماں بیگم نے نیناں سے دریافت کیا

ارے اماں سرکار آپ ہی کچھ سمجھائیں۔۔میں نے بس زرا سا منع کیا کہ اس وقت لان میں نہ جائے ملازم کام کر رہے ہیں ، بس اتنے میں ناراض ہوگئی آجکل کے ملازموں کا بھی بھروسا نہیں کیا جاسکتا ۔۔اور پھر ہماری نیلوفر تو ہے بھی بہت معصوم اسے دنیا داری کا علم نہیں ہے

لہجے میں بے پناہ اپنائیت سمیٹ کر بولی۔۔

دماغ خراب ہوگیا ہے اسکا ، سعیر سے کہہ کر اسکا کالج جانا بند کرواتی ہوں دس جماعتیں پڑھ لیں بس بہت ہے اسکے لئے

اماں بڑبڑاتی ہوئی صوفے پر براجماں ہوئیں۔۔

کیا ہوا اماں سرکار آپ کچھ پریشان سی لگ رہی ہیں ؟؟ نیناں نے ٹوہ لیا۔۔

کیا بتائوں تمہیں میری پریشانیاں تو جیسے دروازے پر لائن لگا کر کھڑی ہوتی ہیں ایک ختم ہوتی نہیں کہ دوسری آنے کو تیار رہتی ہے

لیکن اس پریشانی کا کوئی حل بھی تو ہوگا نا ؟

اس نے مزید کوشش کی۔۔

حل کا تو معلوم نہیں بہو بیگم لیکن ہوگا وہی جو تمہارا دادا سسر چاہیں گے۔۔چاہے کوئی کتنا ہی ہاتھ پیر مارلے

وہ بیزاری سے بولیں جیسے دادا سرکار سے تنگ آچکی ہوں۔۔

آپ بتائیں تو سہی بات کیا ہے ؟ نیناں سے مزید برداشت نہیں ہورہا تھا۔۔

بات کیا ہوگی بہو بیگم انکا تو ساری عمر کا یہی رونا ہے ، اپنی بیٹی کی تو قدر کی نہیں ، اب اپنی نواسی کے پیچھے پڑے ہیں اسے حویلی لا کر ہی دم لیں گے انکا پھیلا ہوا بکھیڑا سمیٹنے کو میری اولاد رہ گئی ہے ۔۔سعیر تو پہلے ہی ان کے اشاروں پر چلتا ہے اب سائرس پر بھی انکا جادو چلنے لگا۔۔میں پوچھتی ہوں ضرورت کیا ہے اس گناہوں کی پوٹلی کو حویلی لاکر اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کی وہ مغربی ماحول کی لڑکی یہاں اپنی مغربی حرکتوں سے ہماری سارے معاشرے میں ناک کٹوا دے گی لیکن اس بوڑھے شخص کو کون سمجھائے۔۔

نیناں کا حیرت سے منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

تو اتنے دنوں سے یہ کھچڑی پک رہی تھی ؟ وہ اتنی بے خبر کیسے رہ سکتی تھی حویلی کے معاملات سے ۔۔

سہی کہہ رہی ہیں آپ اماں ، اب زرا سوچیں وہ ہماری حویلی میں آگئی تو نیلوفر پر اس کی سنگت کا کیا اثر پڑے گا ، اور پھر اس گھر میں دو مرد بھی رہتے ہیں

انتہائی چالاکی سے اپنے مطلب کی بات ان کے زہن میں منتقل کی۔۔

ایک پل کے لئے وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہوگئیں

تم سلطان کو فون لگائو انہیں اسی وقت یہاں بلائو ، وہی سنبھالیں گے اپنے باپ کو اب

جی میں ابھی فون لاتی ہوں۔۔وہ متبسم لہجے میں کہتی فورا اٹھی

نوری کمرے میں چائے لے کر آئی تھی نیلوفر کی سسکیاں سن کر حیران پریشان رہ گئی۔۔

بی بی جی کیا ہوا آپ کو ؟ آپ ٹھیک تو ہیں ؟؟

کچھ نہیں ہوا نوری تم چلی جائو یہاں سے .. چائے بھی لے جائو مجھے نہیں پینی ..

رونے میں مزید تیزی آگئی۔۔

ایسے کیسے بی بی جی۔۔کچھ بتائیں تو سہی۔۔آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ؟ یا میں ڈاکٹر کو بلوائوں ؟

نیناں بھابھی مر کیوں نہیں جاتی یا پھر مجھے کیوں نہیں مار دیتی ایسی ازیت بھری زندگی سے تو موت اچھی ہے...

وہ پھٹ پڑی

مولا نہ کرے یہ کیسی اول فول باتیں کر رہی ہیں آپ

وہ تڑپ کر بولی

انہیں بس موقع چاہیئے ہوتا ہے میری باتوں میں سے اپنے پسند کے مطلب تلاش کرکے مجھے زلیل کرنے کا۔۔جب سے حویلی میں قدم رکھا ہے یہ حویلی میرے لئے ایک عذاب ناک قید بن کر رہ گئی ہے

وہ کہتے کہتے پھر سے رو پڑی۔۔

نوری بے چارگی بے سے اسکی صورت دیکھ کر رہ گئی۔۔

میں آپ کی سہیلی سے بات کروائوں ؟ آپ بہتر محسوس کریں گی

تمہارے پاس فون کہاں سے آیا ؟

نیلوفر رونا بھول بھال کر آنکھیں پھاڑے اسکی صورت دیکھنے لگی

پچھلے مہینے جب ہماری بات پکی ہوئی تھی نا تو ثاقب نے مجھے تحفے کے طور پر دیا تھا

وہ خوش ہوکر بتانے لگی

واقعی؟

نیلوفر خوش سے اچھلی

ہاں مگر میں نے حویلی میں کسی سے بھی اس بات کا زکر نہیں کیا آپ کو تو معلوم ہے فون رکھنے سے منع کیا گیا ہے اگر بیگم سرکار کو پتا چل گیا تو مجھے نوکری سے نکال دیں گے

نوری نے دبی دبی سرگوشی کی

تم فکر مت کرو۔۔کسی پتا نہیں چلے گا

آپ کریں گی اپنی سہیلی سے بات ؟

لیکن میرے پاس تو اسکا نمبر نہیں ہے نوری..

وہ آہستگی سے بولی۔۔انداز میں مایوسی تھی

اوہ۔۔خیر آپ اپنا موڈ تو ٹھیک کریں بلکے میں نے سنا ہے چھوٹے سرکار آج رات کی فلائٹ سے باہر جارہے ہیں چند دنوں کے لئے آپ ان کے پاس چلی جائیں

واقعی ؟

نیلوفر سخت حیران ہوئی۔۔

ہاں جی بی بی جی اور وہ بہت غصے میں لگ رہے تھے کوئی بات تو ضرور ہوئی ہے۔۔ورنہ چھوٹے سرکار کبھی اتنا غصہ نہیں کرتے

ہاں مجھے بھی محسوس ہوا تھا۔۔سب چپ چپ ہیں صبح سے

نیلوفر پرسوچ انداز میں بولتی ہوئی بیڈ سے اتری اور دوپٹہ درست کرنے لگی۔۔وہ سائرس کے کمرے میں جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

ادا میں آجائوں ؟

اس نے دستک دیتے ہوئے اجازت طلب کی

آجائو۔۔وہ دروازہ دھکیل کر اندر آگئی۔۔

آپ کہیں جارہے ہیں ؟

اس نے تیار شدہ سوٹ کیس کیطرف دیکھ کر سوال کیا۔۔ہاں بزنس کے کچھ مسائل ہیں وہ حل کرنے ہیں چند دنوں تک واپس آجائوں گا

وہ تکان سے آنکھیں رگڑتا ہوا لیپٹاپ بند کرکے اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

بزنس کے مسائل یا دادا سرکار کے ؟

سائرس نے بے ساختہ اسے دیکھا۔۔

چھوڑو سب۔۔تم آئو نا۔۔بیٹھو..کھڑی کیوں ہو

وہ بات بدل گیا۔۔

نیلوفر چلتی ہوئی اسکے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔

آپ جتنا بھی چھپا لیں آپ کے چہرے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کسی بات پر سخت پریشان ہیں

وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔

ماشااللہ ، تم تو بڑی سمجھدار ہوگئی ہو۔۔زرا دیکھ کر بتائو اور کیا کیا ظاہر ہورہا ہے میرے چہرے سے ؟

وہ مسکراتے ہوئے شرارت سے اسکی جانب جھکا۔۔

آپ کو مزاق سوجھ رہا ہے لیکن میں مزاق کے موڈ میں نہیں ہوں وہ خفا ہوئی

اچھا ٹھیک ہے اب سیریس ہوں۔۔۔کہو جو کہنا ہے ؟

وہ سنجیدگی سے مخاطب ہوا

آپ کے اور دادا سرکار کے درمیان کوئی ناراضگی چل رہی ہے ؟ اس نے ہمت کرکے پوچھ ہی لیا۔۔

حالانکہ آج سے پہلے اس نے حویلی کے کسی بھی معاملات دخل انداز نہیں کی تھی۔۔

سائرس کے لبوں سے ایک طویل سانس بر آمد ہوئی۔۔پھر بولا تو اسکا لہجہ دھیما تھا

انہیں لوگوں کو اپنے سامنے جھکانا خوب آتا ہے ، اور اس بار بھی وہ کامیاب رہے کیونکہ مجھے نہ چاہتے ہوئے بھی انکی بات ماننا پڑے گی ، ورنہ وہ میری کمپنی سے اپنے شیئرز واپس لیں لے گے

وہ بے بسی کی آخری حدوں پر تھا۔۔

نیلوفر کو دادا سائیں کی سفاکی پر حیرت ہورہی تھی۔۔بھلا اپنے سگے پوتے کے ساتھ ایسا کیسے کرسکتے تھے ؟؟؟

کیا کہا انہوں نے ؟

سائرس نے ایک نگاہ اسکی پریشان صورت پر ڈالی۔۔

تم پریشان مت ہو۔۔۔بس دعا کرو مجھے کبھی کبھی بہت ڈر لگتا ہے ، کیونکہ ہم جو بھی عمل کرتے ہیں اس کے لئے ایک دن ہمیں جواب دہ ہونا ہے اس دن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم پر کسی کا شدید دبائو تھا

وہ پیار اسکا رخسار چھوکر بولا

نیلوفر اسکی باتوں کا اشارہ سمجھ کر حیرت کے سمندر میں ڈوبنے لگی۔۔دادا سرکار اب کس کی فراق میں تھے ؟؟؟

آج دو ہفتے ہونے کو آئے تھے۔۔لیکن اسکی روٹین میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی تھی۔۔

چند ثانیے پہلے اسے اپنی اسسٹنٹ کی جانب سے جاب کا نوٹیفکیشن موصول ہوا تھا۔۔

وہ خالی الذہنی کے عالم میں فون کی اسکرین کو گھور رہی جب کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔۔

آجائو ؟

بے حد آہستگی سے بولی

کیسی ہو عینا ؟ ڈسٹرب تو نہیں کیا ؟

انکل بیڈ کی پائنتی کے قریب ٹک گئے۔۔

آپکے سامنے ہوں۔۔

وہ بے مقصد فون کی سیاہ اسکرین کو گھورنے لگی۔۔

تمہیں کچھ بتانا چاہتا مگر پتا نہیں تم کیسا ری ایکٹ کرو میں خود سمجھ نہیں پارہا کہاں سے شروع کروں ؟؟ کیسے بتائوں تمہیں ؟

عفان انکل واضع طور بے یقین اور پریشان لگ رہے تھے۔۔

میری فکر مت کریں ، میں سہنے کی عادی ہوگئی ہوں آپ بے خوف ہوکر بتائیں

وہ آفسردگی سے بولی

تمہارے بابا نے تمہاری ماں کے بارے میں تمہیں کبھی نہیں بتایا ہوگا جانتا ہوں ، مگر تمہاری ماں کا خانداں جو بہت حسب نسب والے تھے جب تمہارے باپ۔۔۔

آپ سے میں نے کہا نا بے خوف ہوکر بتایئے ، کیا بات ہے ؟

عینا انکی بات کاٹ کر بولی۔۔

انکل نے طویل سانس لے کر اسے دیکھا۔۔

آج تمہارا کزن آرہا ہے پاکستان سے۔۔

وہ بہت دیر تک سرخ نگاہوں سے انہیں گھورتی رہی۔۔

انکل کو لگا تھا وہ بہت جارہانہ رویہ اپنائے گی مگر شاید وہ گرینی موت کے غم سے ابھی باہر نہیں نکل پائی تھی

ہونہہ میرا کزن ؟ حیرت ہوئی سن کر ..ویسے کونسا کزن ؟ کس رشتے سے کزن ہے وہ میرا؟

تلخی اور کاٹدار لہجے میں بولی

انکل مغموم نگاہوں سے اسے دیکھے گئے۔۔

ابھی انہوں نے اگلی بات کہنے کے لئے تمہید باندھنی تھی مگر عینا کے سیل فون پر کال موصول ہونے لگی۔۔

میری جاب کا آج انٹرویئو ہے دعا کریئے گا۔۔مجھے جاب مل جائے

وہ کہتے ہوئے بیڈ سے اتری۔۔

مگر عینا پوری بات تو سن لو میری میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔۔

انکل مجھے کسی سے نہیں ملنا ان سے کہہ دیجئے میرا اس دنیا میں اب کوئی نہیں ہے ، میں اکیلی ہوں بلکل تنہا۔۔

وہ لفظوں پر زور دیتے ہوئے بولی اور کبڈ سے ڈریس نکال کر واشروم میں گھس گئی۔۔

انکل بند دروازے کو چند پل گھورتے رہے پھر اٹھ کر نیچے آگئے۔۔

کیا ہوا نہیں بتایا اسے تم نے ؟

ماریانہ انکا چہرہ دیکھ کر اندازہ لگایا

نہیں ، میری ہمت ہی نہیں بن پارہی ، تم خود سوچو اسکی جگہ اگر تمہیں یہ خبر ملتی کہ تمہارے ننھیال والے جنہوں نے زندگی کے بائیس سال تمہاری خبر تک نہیں لی اچانک تمہیں لینے آرہے ہیں تو تمہارا کیا رد عمل ہو گا ؟

انکل نے پریشانی سے سر تھام لیا۔۔

کہہ تو تم سہی رہے ہو ، مگر ہم کر بھی کیا سکتے ہیں نہ تو اسکا باپ حیات ہے نہ ہی ماما رہی ہیں اب ، ہم کس بنیاد پر اسے یہاں رکھیں

ماریانہ نے تصویر کا دوسرا رخ واضع کرنا چاہا۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا ؟ ہمارا کوئی رشتہ نہیں عینا سے

انکل کا لہجہ آتشبار ہونے لگا

بات کو سمجھو اور پریکٹیکلی سوچو ہم سے زیادہ قریبی عینا کا ننھیال ہے اس لحاظ انکا عین پر زیادہ حق ہے ، بے شک آپ اس سے کتنی بھی محبت کرتے ہوں اگر وہ لوگ عینا کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے انکی جگہ زیادہ مضبوط ہے

ماریانہ رسان سے سمجھانے لگی۔۔

ہیل کی ٹک ٹک سن کر وہ دونوں خاموش ہوگئے۔۔

ناشتہ تو کرتی جائو ؟

اسے خارجی دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ کر ماریانہ نے روکا۔۔

تھینکس ماریانہ مجھے بھوک نہیں ہے ،

وہ بے دلی سے بولی

اچھا رکو ، آج سودیس کو اسکول تم چھوڑو مجھے زرا گھر میں کچھ کام نپٹانے ہیں اور پھر تمہارا مہمان بھی آرہا ہے تم بھی جلدی آجانا

وہ تیزی سے سودیس کو بیگ پہنانے لگی۔۔

عینا نے جیسے اسکی بات سنی ہی نہیں سودیس کی انگلی تھامتے ہوئے باہر نکلنے لگی

عینا پلیز ،آئی انسسٹ .. ایک بار مل لو

ماریانہ نے اسکا بازو تھام کر روکا

اس کی نظریں ماریانہ سے پھسلتے ہوئی انکل پر ٹھہر گئیں۔۔

جن کی آنکھوں میں بھی التجا پوشیدہ تھی۔۔وہ ناچاہتے ہوئے بھی سر ہلا گئی۔۔

! That's like my girl

ماریانہ مسکراتے ہوئے اسکا شانہ تھپکا۔۔

عینا خاموشی سے باہر نکل گئی۔۔

دیکھا اتنا سا کام تھا۔۔

وہ مڑ کر فاتحانہ انداز میں شوہر کو بتانے لگی

اسے یہ کون بتائے گا کہ کزن کے آنے کا اصل مقصد کیا ہے ؟ کیوں وہ خود غرض اور خود پرست لوگ اچانک اس معصوم کی زندگی میں سونامی بن کر آن ٹپکے ہیں

انکل غصے اور بے بسی سے بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔۔اسکی فکر تم مت کرو ، اسکے لئے عینا کافی ہے وہ ایسےلوگوں کو ہینڈل کرنا اچھے سے جانتی ہے

ماریانہ اونچی آواز میں ان کی پشت پر بولی

بریک ٹائم میں وہ ردا کے ساتھ بیٹھی گم سم سی تھی ...

ردا نے تنگ آکر کتاب زور سے اس کے سر پر پٹخی۔۔

افففف کیا مصیبت ہے ؟

وہ جھلا اٹھی

کن خیالوں میں گم ہو محترمہ ؟ کہیں تمہیں بھی اس اجنبی لڑکے سے محبت تو نہیں ہوگئی؟

اچانک اسکے ذکر پر نیلوفر کا دل معمولی رفتار سے تیز دھڑکنے لگا۔۔

اس نے گھبرا کر ردا کو دھپ رسید کی

توبہ ہے کیسی فضول باتیں کر رہی ہو

تو پھر کیا بات ہے ؟

کوئی بات نہیں ہے۔۔تم ایک کام کرو اپنا نمبر دے دو مجھے۔۔

کیا واقعی ؟ تم نے فون لے لیا نیلو ؟

ردا خوشی سے چلائی

نہیں پاگل ..نوری کے پاس فون ہے اس نے مجھے کل ہی بتایا ہے اس کے نمبر سے کبھی فون کرلیا کروں گی۔۔

اسکی بات سن کر ردا کا کھلتا چہرہ ماند پڑگیا

کیسی مالکن ہوتم ؟ تمہارے ملازموں تک کے پاس فون ہے ایک تم ہی اس بلا سےناواقف ہو کتنی روکھی پھیکی زندگی گزار ہوتم نیلوفر قسم سے حیرت ہوتی ہے مجھ تم پر

وہ بولتے ہوئے نمبر لکھنے لگی جب نیلوفر پر نظر پڑی تو اسے احساس ہوا وہ کیا بول گئی ہے۔۔

آئی ایم سوری یار ..میں کیوں بھول جاتی ہوں کہ تمہارے جلاد بھائیوں نے بہت سی پابندیاں عائد کر رکھیں ہیں

خبر دار جو میرے بھائیوں کو جلاد کہا تو

وہ بھڑک اٹھی

واللہ اگر میرے بھائی ایسے ہوتے تو یقینا میں انکے خلاف بغاوت کرتی نیلوفر

مضاحکہ خیز انداز میں بولی۔۔

فضول مت بولو ...

نیلوفر نے اسے گھڑکا۔۔

ہاں تمہیں یہ باتیں فضول ہی لگیں گی تم تو 19'

میں جی رہی ہو 20 کی عیش و عشرت والی زندگی کے بارے میں تو تمہیں کوئی علم ہی نہیں

وہ اتراتے ہوئے بتانے لگی

نہیں چاہیئے ایسی عیش و عشرت جو بے جا خواہشوں سے بھر دے زندگی کو

وہ تلخی سے بولی

نیلوفر تمہیں واقعی اپنی زندگی سے کوئی گِلا نہیں ؟ کوئی خواہشیں نہیں ؟

ردا کو ہر بار کی طرح اس بار بھی نئے سرے سے حیرت ہوئی تھی اسکے خیالات سے آشنا ہونے کے بعد

میری بس اتنی سی خواہش ہے کہ میں اور میری فیملی ہنسی خوشی ساتھ رہیں بس۔۔مجھے حویلی کے باہر کی دنیا، عیش و عشرت والی زندگی کی کوئی خواہش نہیں۔۔اماں کہتی ہیں اچھی لڑکیاں اپنے گھروں میں ہی رہنا پسند کرتی ہیں کیونکہ وہی انکی محفوظ پناہ گاہ ہے

افففففف نیلوفر تمہاری باتیں سن کر میرا سر چکرا رہا ہے چلو کلاس میں اس سے پہلے میں غش کھا کر گر پڑوں

ردا بھرپور ایکٹنگ کرتے ہوئے بولی

اس نے آتشبار نگاہوں سے گھورتے ہوئے اسے زوردار مکہ رسید کیا۔۔

کئی گھنٹوں کے طویل سفر کے بعد وہ آخر کار میکسیکو پہنچ ہی گیا۔۔رات کے تقریبا دس بج چلے تھے۔۔ بیل کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت دادا سائیں کا دبائو دھمکیاں اماں کی باتیں سب ایک ایک کرکے یاد آنے لگا

کچھ سفر کی تھکن کچھ سخت اضطراب اور بے کلی نے اسکے وجود کا احاطہ کیا ہوا تھا۔۔

ہیلو ؟ ویلکم۔۔ ننھا سا بچہ دروازے پر بر آمد ہوا

ہیلو ..

وہ لاشعوری طور مسکرایا

گھر پر کوئی ہے ؟

اس نے زرا جھک کر بچے سے دریافت کیا

Yes off course ..They're waiting for you

سائرس کو حیرت ہونے لگی

دادا نے انہیں کس طریقے سے انفارم کیا ہو گا ؟

ہیلو۔۔میں ماریانہ ہو اور یہ میرا بیٹا ہے سودیس.. آپ اندر آجایئے

درمیانی عمر کی اسٹائلش سی لیڈی فارمل انداز میں گویا ہوئی۔۔

وہ مسکرا کر سر ہلاتا اندر آ گیا۔۔

وہ عورت اسے ڈرائنگ ہال میں بٹھا کر چلی گئی۔۔جدید طرز کا ڈبل اسٹوری گھر کافی خوبصورت تھا۔۔ لوگ اچھے خاصے معلوم ہوتے تھے۔۔جانے دادا سائیں کو ساری مخلوق اپنے سامنے حقیر کیوں لگتی تھی ؟؟ وہ یونہی دیواروں پر آویزاں پینٹنگ اور فیملی تصویروں کو بغور دیکھنے لگا۔۔

میں نے تم سے کہا بھی تھا جلدی آجانا۔۔اور تم نے ہاں کی تھی مگر اسکے باوجود تم لیٹ ہو۔۔آئی ایم ویری ڈس اپائنٹڈ عینا۔۔

وہ لاشعوری طور پر ان سرگوشیوں کی جانب متوجہ ہوا۔۔

عینا۔۔کتنا خوبصورت نام ہے ،

اسکا دل چاہا وہ بھی اُسے اس نام سے پکارے

میں نے جو کہنا تھا میں انکل سے کہہ چکی ہوں ماریانہ اب وہ آپ کا مہمان اس لئے اسکی میزبانی بھی آپ ہی کریں

سرد و سپاٹ لہجے میں کہے گئے جملے اسکے کانوں تک باخوبی پہنچے تھے۔۔

جو رویہ اس نے سوچا تھا یہ اس کے سامنے بلکل معمولی تھا۔۔چلو کم از کم وہ اسکی آمد سے تو واقف ہے۔۔اسکے لئے کچھ تو آسانی ہوئی۔۔

آئی ایم سوری۔۔میرے ہزبینڈ زرا کمپنی کے کاموں الجھے ہوئے وہ تھوڑا لیٹ ہوجائیں گے آپ کے لئے کھانا لگوادوں ؟

ماریانہ زرا مایوسی سے بولی

کوئی بات نہیں میں انتظار کرلوں گا

وہ مسکرا کر بولا

ماریانہ سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔۔

یہ اس سے اگلے دن کی بات تھی۔۔ردا آج غیر حاضر تھی نیلوفر انتہائی بیزاری سے چکر لگا لگا کر تھک چکی تو بنچ پر بیٹھ گئی۔۔

بس بہت ہوگیا..اب تو ادا سے بات کرنی ہی پڑے گی .. اتنی لیٹ ؟ وہ کوفت سے بڑبڑائی۔۔

کسی احساس کے تحت اس نے پلٹ کر دیکھا تو وردان بنچ کے دوسرے سرے پر بڑی اطمینان اور توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ گنگ رہ گئی۔۔

نیلوفر ؟؟

اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتا نیلوفر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

اس نے کلائی تھام کر نیلوفر کو روکا۔۔

پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دیں ، آپ کیوں آجاتے ہیں بار بار میرے راستے میں مجھے تنگ کرنے؟ چاہتے کیا ہیں ؟

وہ روہانسی ہونے لگی

یہی تو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تم مجھے تنگ کر رہی ہو..بار بار میرے خیالوں میں آجاتی ہو..مجھے سونے نہیں دیتی ہو.. صبح اٹھتے ہی پہلا خیال تمہارا آتا ہے جب سے تمہیں دیکھا ہے میرا دل میرے اختیار میں نہیں رہا..ہر وقت تمہیں دیکھنے کے لئے تڑپتا مچلتا ہے

والہانہ انداز میں اسے دیکھتا ہوا بولا۔۔پور پور محبت ڈوبا ہوا تھا

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا آپ کیا کہہ رہے ہیں پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دیں کوئی دیکھ لے گا

وہ حواس باختہ سی ہوکر بولی۔۔

تم سب سمجھتی ہو میں جانتا ہو..بس اقرار کرنے سے ڈرتی ہو

اسکے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہونے لگا جیسے ابھی سینہ چاک کرکے باہر آجائے گا۔۔

مجھے لگتا ہے مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے نیلوفر..زندگی پہلی بار کوئی بہت خاص لگنے لگا ہے مجھے ..

لمحہ بہ لمحہ بڑھتا قربت کا احساس نیلوفر کے ہوش اُڑانے لگا۔۔

اس نے بمشکل فولادی گرفت سے خود کو چھڑایا۔۔ہمت کرکے بولی

ہٹیں میرے راستے سے ..

مگر وہ اسکے راستے میں دیوار بن کر کھڑا تھا۔۔۔

ایک انسان تم سے اپنا حال دل کہہ رہا ہے اور تم ہو کہ بیگانگی سے منہ موڑ رہی ہو۔۔کچھ تو کہو میرے دل کی تسلی کے لئے ورنہ یہ مجھے بھی بے چین کر کے رکھے گا رات بھر۔۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا التجائیہ گزارش کرنے لگا۔۔نیلوفر کو لگا کہ لمحہ بھی یہاں ٹھہری تو اس ساحر کی باتوں پر ایمان لے آئے گی۔۔

آئندہ آپ نے ایسی حرکت کی تو میں پرنسپل سے آپ کی کمپلین کردوں گی۔۔

اسکی آواز میں واضع طور پر لرزش تھی۔۔کہہ کر وہ رکی نہیں بلکے سائیڈ سے نکلتی چلی گئی۔۔مقابل جوں کا توں وہیں کھڑا رہ گیا

****

رات کا نہ جانے پہر تھا دروازہ دھڑا دھڑ بجنے لگا۔۔

وہ کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا۔۔تکان کے بعث اسے فورا ہی نیند نے آلیا۔۔

وہ کسلمندی سے آنکھیں رگڑتا ہوا اٹھا اور دروازہ کھول دیا۔۔

" میرے ساتھ چلو مجھے تم سے بات کرنی ہے "

عینا اشتعال انگیزی کے عالم میں اسکا بازو کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ گارڈن میں لے آئی اور درشتی سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔

ایک پل کے لئے تو سائرس بھونچکا رہ گیا۔۔

وہ نرم گرم بستر سے اٹھ کر آرہا تھا .. اسے عین کے سرد ہاتھوں کا لمس واضع طور پر محسوس ہوا تھا ۔۔جن سرد نگاہوں سے گھور رہی میکسیکو کی سردی بھی اسکے سامنے بلکل حقیر تھی۔۔

" سن رہی ہوں تمہیں ؟ کیا کہنا چاہتے ہو ؟ "

وہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے انتہائی کاٹدار لہجے میں اسے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

زندگی میں پہلی بار سائرس کسی کے سامنے کنفیوژ ہوا تھا۔۔وہ بہت بڑا نہیں مگر کامیاب بزنس مین تھا ۔۔

اپنے سے بہت اونچے مرتبے کے کامیاب ترین لوگوں کو ہینڈل کرنا اسکے بائیں ہاتھ کا کام تھا مگر اس لڑکی میں کچھ تو بات تھی وہ واضع طور پر نروس ہوگیا تھا۔۔

" کیا ہوا ؟ منہ میں زبان نہیں ہے ؟ "

اندھیرے کے بعث اسکے تاثرات نہیں دیکھ سکی تھی۔۔دو قدم نزدیک ہوتے ہوئے بولی۔۔

اس نے تحمل سے بات شروع کی۔۔

"دادا چاہتے ہیں تم میرے ساتھ پاکستان چلو۔۔"

" کس کے دادا ؟ "

انتہائی اجنبی لہجہ اپنایا تھا

"میرے دادا اور تمہارے نانا "

" کیوں آخر ؟ تمہارے دادا کو اب یہ خیال کیوں آیا ؟ وہ ہوتے کون ہیں میرے متعلق کچھ چاہنے یا نہ چاہنے والے "

وہ بھڑک اٹھی

" وہاں سب لوگ تمہارے اپنے ہیں تم سے بہت محبت کرتے ہیں اسی لئے چاہتے ہیں کہ تم میرے ساتھ چلو۔۔ویسے بھی یہاں اکیلی ہو تم۔۔اور تمہاری گرینی کے متعلق سن کر بہت افسوس ہوا "

آخری جملے ہولے سے ادا کیئے

" تم تو مجھے بچوں کی طرح بہلا رہے ہو۔۔"

وہ تنزیہ ہنسی ہنسی۔۔

"سنو مسٹر ، میں اب بچی نہیں رہی کہ تم مجھے ان باتوں سے بہلا لو۔۔جب انسان بڑا ہوجاتا ہے تو اسکی ترجیعات بھی بدل جاتی ہیں۔۔میرا اپنا ایک لائف اسٹائل ہے ، پہننا اوڑھنا، کھانا یہ سب میری بنیادی ضروریات ہیں۔۔جو میں خود کما کر پوری کرتی ہوں..ویسے بھی مجھے محبت نہیں چاہیئے ، عزت اور مقام چاہیئے۔۔تم جیسے لوگوں سے اس بات کی امید رکھنا بے کار ہے۔۔جو اتنے سالوں بعد آکر صرف جتانا جانتے ہیں رشتے نبھانا نہیں۔۔"

اس نے کھری کھری سنا دی

سائرس کو بے جا سبکی محسوس ہوئی۔۔

" تمہاری ماما بھی یہی چاہتی تھی کہ تم وہاں چلی آئو اپنے والد کے بعد "

اس نے جھوٹ بولا۔۔

عینا کے بڑھتے قدموں کو بریک لگی۔۔

" کیا رشتہ تھا تمہارا میری ماما سے ؟ "

" وہ میری پھپھو تھیں "

" اتنا جان لو کہ وہ صرف تمہاری پھپھو تھی..میری باپ ہی میری ماں میرا سب کچھ تھا۔۔تمہاری پھپھو سے مجھے رتی برابر انسیت محسوس نہیں ہوتی ..پتا ہے کیوں؟ کیونکہ انہوں نے صرف مجھے جنم دیا تھا افسوس وہ میری ماں نہیں بن سکی "

اسکی آنکھیں ضبط کے مارے لال سرخ ہو گئیں۔۔

" میری بات کو ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔۔پلیز عینا وہاں سب تمہارے منتظر ہیں ، ایک بار چل کر دیکھ تو لو۔۔اگر تم وہاں ایڈجسٹ نہیں کر سکی تو واپس آجانا کوئی تمہیں نہیں روکے گا ، دادا کی طبیعت بہت خراب ہے وہ تمہیں بہت یاد کرتے ہیں کسی کی آخری خواہش سمجھ کر قبول کرلو "

سائرس کو جھوٹ بولتے وقت انتہائی برا لگ رہا تھا مگر اسکے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔۔

عینا کے چہرے پر پل بھر کو سوچ کا تاثر ابھرا۔۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی نرم پڑ گئی

سائرس کے لئے یہی سب سے بڑی فتح تھی۔۔

وہ جواب دیئے بغیر اچٹتی نگاہ ڈال کر جانے کے لئے مڑی۔۔

" عین ؟؟؟ "

سائرس نے اسے پکارا

اس نے انتہائی حیرت سے گردن موڑ کر دیکھا۔۔

چند لمحوں کی ملاقات کے بعد وہ شخص کس قدر اپنائیت سے اسے نام سے پکار رہا تھا۔۔اسکا دل کیا اُسے بے بات سنا ڈالے

سائرس نے پچھلی ملاقات کی نشانی امانت کے طور پر اپنے پاس محفوظ کی تھی اسے واپس کردی۔۔

" تھینک یو ،، تم نے میری بات سنی "

بریسلٹ اسکی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے بولا

" یہ تمہارے پاس کیسے ؟ "

عینا لاکھ چاہنے کے باوجود پوچھ نہیں پائی۔۔خاموشی سے بریسلٹ مٹھی میں دبا لیا اور چلی گئی۔۔۔

حویلی پہنچتے ہی واشروم میں گھسی اور رگڑ رگڑ کر ہتھیلیاں دھونے لگی..اسکے لمس کا تاثر مٹا دینا چاہتی تھی۔۔

" یہ کیا کر رہی ہیں بی بی جی ؟ "

نوری کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

" وہ "

" کیا وہ ؟ کیا ہوگیا ہے آپ کو؟ اتنی بدحواس کیوں لگ رہی ہیں ؟ "

وہ زور شور سے گرتے پانی کے نل کو مقفل کرتے ہوئے بولی۔۔

"میرے ہاتھ پر سیاہی گر گئی تھی۔۔"

اس نے جھوٹ بولا

" آپ بھی حد کرتی ہیں بی بی جی۔۔سیاہی تو مجھے کہیں نظر نہیں آرہی البتہ آپ کے ہاتھ آپ نے خود سرخ کر لئے ہیں "

وہ اسکی کلائیوں کو دیکھتی تاسف سے بولی

" تم کھانا لے آئو مجھے بھوک لگی ہے "

وہ خستگی سے بولی

" معاف کرنا بی بی جی آج دادا سائیں نے خود اپنی پسند کا کھانا بنوایا ہے وہ سب کے ساتھ کھانا کھائیں گے اسلئے بیگم سرکار کا حکم ہے سب ڈائننگ ٹیبل پر کھانا کھائیں گے"

نوری نے ڈرتے ڈرتے کہا

" کیا مصیبت ہے ، سال میں ایک بار وہ ہمارے ساتھ کھا کر کونسا احسان کرتے ہیں "

وہ جھنجھلا گئی۔۔

"اچھا تم جائو ، میں آتی ہوں "

وہ بیزاری سے بولی

نوری کندھے اچکاتی وہاں سے جانے لگی۔۔

نیلوفر کا بلکل دل نہیں چاہ رہا تھا ڈائننگ ٹیبل پر جانے کو مگر زوروں کی بھوک لگی تھی۔۔۔اسے چار و نہ چار جانا پڑا

ویسے بھی کونسا حویلی میں ہر چیز اسکی پسند کے مطابق ہوتی تھی۔۔جبراً ہر ناپسندیدہ کام کے لئے وجود کو گھسیٹنا پڑا کرنا پڑتا تھا۔۔آج اسکی خوش قسمتی تھی کہ اسے بابا کا چہرہ دیکھنے کو ملا۔۔

" بابا سائیں آپ ؟ آپ کب آئے ؟بتایا نہیں کسی نے مجھے ؟ "

وہ نوری کو گھورتی ہوئی انکے بغل گیر ہوئی۔۔

" تم اپنے کمرے سے نکلو تو کسی بات کی خبر ہو تمہیں "

نیناں نے لطیف سا تنز کیا۔۔

" کمرے سے نکلتی ہیں تو آپ تھانیدارنی بنی بیٹھی ہوتی ، کمرے کے اندر رہنے پر بھی آپ کو اعتراض ہے.. کمبخت کسی کو جینے نہ دینا آپ "

نوری زیر لب بڑبڑاتی نیناں کو کوسنے لگی

" ابھی کچھ دیر پہلے ہی آیا ہوں..میں تو پارٹی کے کام نپٹا کر آرام سے آنا چاہتا تھا لیکن تمہارے دادا سرکار نے اچانک ہی بلالیا "

سلطان صاحب نے شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔

" سب خیریت ہے بابا؟ "

وہ انکا پریشان چہرہ دیکھ کر رہ نہیں سکی۔۔

" ارے بھئی انہیں کھانا تو سکون سے کھانے دو تم بھی ایکدم سے شروع ہو گئیں "

اسے نیناں کی مداخلت رتی برابر نہیں بھائی۔۔دانت کچکچاتی ہوئی ان سے دور ہوئی۔۔

دادا سرکار کی آمد پر بابا سمیت سب نے باادب کھڑے ہو کر انکا استقبال کیا۔۔

" کیا بات ہے؟ بہو بیگم کو ہمارا آنا پسند نہیں آیا ؟ "

انہیں اماں سرکار کی غیر موجودگی میں بھی کوئی نہ کوئی خامی نظر آنے لگی

" وہ دراصل اماں سرکار کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسلئے وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہیں"

نیناں فورا بولی۔۔دادا سرکار کی خوشامد کرتا دیکھ کر نیلوفر کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔۔

"دادا کی پشت پر اماں سے انکی برائیاں کرتی رہتیں ہیں۔۔اور اب دیکھو ، کس قدر دوغلی انسان ہیں "

اسکا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا ... مارے باندھے بیٹھی رہی

" اسلام علیکم "

سعیر نے مشترکہ سلام کیا اور کرسی کھینچ بیٹھ گیا۔۔

اس نے بغور نیناں بھابھی کو دیکھا جو خفگی سے انکو دیکھ رہی تھی۔۔جبکے ادا نے ایک غلط نگاہ بھی ان پر ڈالنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔اسے کبھی کبھی لگتا تھا انکی محبت اک بھرم ہے۔۔سب دکھاوا ہے ، اور کبھی کبھی اسے لگتا کہ نیناں بھابھی کے لئے ہر حد سے گزر جائیں گے۔۔کچھ عجیب سا رشتہ تھا انکے درمیان۔۔جسے وہ محسوس تو کر سکتی تھی مگر بیاں نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

دادا سرکار کھانے کے بعد بابا سائیں کو اسٹڈی میں آنے کی دعوت دے کر جا چکے تھے۔۔وہ بھی بے دلی سے کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

" بات سنو ؟ "

" ج..جی ادا ؟ "

اس نے تھوک نگلا

ناگاہ انکی آواز سن کر وہ گھبرا گئی۔۔وہ کم کم ہی اسے مخاطب کیا کرتے تھے۔۔

" جب تک میں تمہارے لئے نیا ڈرائیور نہیں ڈھونڈ لیتا، تم اس لڑکے کے ساتھ جائوگی..زلفی کو اور بھی بہت کام ہوتے ہیں اسلئے تمہیں وقت پر پک اینڈ ڈراپ دینا اسکے لئے ممکن نہیں"

" جی ادا " اس نے سر ہلایا

" میں تمہاری شکایت نہ سنوں نیلوفر "

انداز میں تنبیہہ تھی

نیلوفر نے بے ساختہ نگاہیں زمین پر مرکوز کرلیں۔۔جیسے چوری پکڑے جانے کا ڈر ہو۔۔

"اگر کوئی مسلہ ہو تو سیدھا مجھ سے آکر کہنا "

"جی "

وہ بمشکل کہہ سکی۔۔انکے جاتے ہی وہ ہانپتی ہوئی کمرے میں بند ہوگئی۔۔

اگر ادا کو وردان کے بارے علم ہوگیا تو کیا رد عمل ہوگا انکا ؟

" الہی ، کس مصیبت میں پھنس گئی ہوں میں "

وہ سر تھام کر رہ گئی۔۔۔اسی لمحے نوری کا فون تھرتھرانے لگا۔۔ایک پل کے لئے تو وہ گھبرا گئی۔۔

پھر سرگوشیوں میں کچن میں کام کرتی نوری کو پکارا۔۔

" نوری ؟ تمہارا فون بج رہا ہے "

" آپ اٹینڈ کرکے کہہ دیں اس وقت میں مصروف ہوں فارغ ہوکر میں خود کال کرلوں گی "

وہ جواب دے کر کچن میں چلی گئی۔۔۔

نیلوفر نے کچھ تذبزب کے بعد کال اٹینڈ کر ہی لی۔۔

" زہے نصیب ، سوچا نہیں تھا پہلی فرست میں ہی تمہاری آواز سننے کو ملے گی "

وردان کی شوخ آواز سن کر اسکے ہوش اڑ گئے۔۔اس نے فون یوں خود سے دور پھینکا جیسے کوئی سانپ ہو۔۔

فون دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا۔۔مگر اسکی سماعتوں پر ابھی بھی اسکی گھمبیر آواز کا خمار چھانے لگا۔۔

" وردان کو نمبر کہاں سے ملا ؟ اسے کیسے علم ہوا نوری کے پاس فون ہے ؟ "

وہ دل تھام کر بیڈ پر گر سی گئی۔۔

نوری اپنے فون کی حالت دیکھ کر غش کھا کر گرنے کو تھی۔۔۔

" آئی ایم سو سوری میرے ہاتھ گر گیا تھا نوری "

اسے بہت برا محسوس ہونے لگا۔۔

" کوئی بات نہیں بی بی جی ، میں ٹھیک کروالوں گی "

وہ تسلی بھرے انداز میں کہتی فون اٹھانے لگی۔۔

مگر اسے نئ فکر لاحق ہوچکی تھی اسکا فون کی جانب سے دھیان مکمل ہٹ چکا تھا ..

کئی دیر سے کشمکش اور بے چینی میں سوچتے ہوئے گزری تھی۔۔

اک اجنبی پر بھروسہ کرنا چاہیئے یا نہیں ؟

اسی الجھن میں اس نے رات کے تین بجے ڈیرن کو مون لائٹ کیفے آنے کا کہا اور گرم کوٹ پہن کر پیدل چل پڑی۔۔سڑکوں پر جابجا سائن بورڈ روشن تھے۔۔

کیفے ٹائون کی وسطی اسٹریٹ پر تھا جو اس ماڈرن سوسائیٹی کے اندر ہی پڑتا تھا ..

" از ایوری تھنگ آلرائٹ ڈارلنگ ؟ تم نے اس وقت کیوں بلایا ؟ "

ڈیرن اسکے بخل گیر ہوکر فکرمندی سے پوچھتی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔

" تم خود ہی تو کہتی میکسیکو کبھی نہیں سوتا تو کیا دن اور کیسی رات ، لوگوں کے لئے سب ایک برابر ہیں "

اس نے طریقے سے اسی کی بات اسی پر لوٹائی

"ہاں میں نے کہا تھا مگر ہم جیسے کچھ مہنتی لوگ بھی ہیں جو دن کو محنت کرتے ہیں انہیں چند گھنٹے آرام بھی کرنا ہوتا ہے میری جان۔۔ہر کوئی تمہاری ینگیسٹ بلینر نہیں ہوتا "

اسکے لہجے میں ستائشی فخر تھا۔۔

" ہونہہ کیسی بلینر ؟ "

وہ تلخی سے ہنسی

" خیر یہ چھوڑو ..اصل بات بتائو؟ میری تجسس سے جان نکلتی جارہی ہے "

ڈیرن جوش سے کہتی سرد پڑتے ہاتھوں کو باہم رگڑنے لگی

" میری مام کی فیملی سے کوئی مجھے لینے آیا ہے ان کے ہوم ٹائوں .."

وہ سپاٹ لہجے میں بولی

ایک پل کو ڈیرن رکی ، اور پھر حیرانی سے بولی۔۔

"وائو ، تمہیں فورا جانا چاہیئے سویٹی "

" ڈیرن بی سیریس میں تمہاری طرح ایڈونچر کی شوقین نہیں ہوں نہ ہی مجھے یہ کسی طریقے سے ایڈونچر معلوم ہورہا ہے یہ میری زندگی کا بہت اہم فیصلہ ہے سوچ سمجھ کر جواب دو ، اگر تم میری جگہ ہوتی تو کیا کرتی ؟ "

" دیکھو پہلی بات ، وہ خود چل کر تمہارے پاس آئے ہیں اور دوسری بات اس میں اتنا سوچنے والی کیا بات ہے یار ، تمہاری مام کی فیملی ہے تو تمہارا بھی ننھیالی ہے۔۔آئی تھنک تمہیں جانا چاہیئے "

وہ جھٹ سے بولی

"وہی فیملی جس نے بچپن سے لے کر آج تک میری اور بابا کی خبر نہیں لی اچانک انہیں میں یاد آگئی "

ان کی یہ بے رخی بھلائے نہیں بھولتی تھی۔۔یہ بات عینا کے لئے بار بار تلخی کا باعث بنتی تھی

" کم آن عینا ، لیٹ اٹ بی ان پاسٹ۔۔انسان اپنے ماضی کے ساتھ نہیں چل سکتا ، اور جو یادیں تکلیف پہنچائیں اسے بھول جانا ہی بہتر ہے آگے کا سوچو ، ہوسکتا ہے وہ تمہیں اتنی محبت دیں کہ تمہارے سب شکوے ختم جائیں "

ڈیرن نے نرمی اور رسان سے سمجھایا

" مجھے پتا نہیں کیوں کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا ڈیرن ، "something is fishy

اس نے خدشہ ظاہر کیا

" اب تم بال کی کھال نکالنے مت بیٹھ جانا ، ایک نئ دنیا تمہارا انتظار کر رہی ہے عینا ، اگر انکار کردو گی تو بہت پچھتائو گی ، اگر تم اس انویٹیشن کو ایکسپٹ کرلوگی تو ہوسکتا تمہیں زندگی کا ایک نیا مقصد مل جائے۔۔پھر نئے رشتے ،نئ شروعات ، نئ منزلیں ،نئ کوششیں...نئے سرے سے زندگی شروع کرو.. اگر یونہی پرانی باتوں کو دل سے لگائے بیٹھی رہو گی تو آگے نہیں بڑھ پائو گی"

ڈیرن سے بات کرکے خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی..کندھوں سے بوجھ بتدریج کم ہوگیا تھا۔۔ اب شاید اسے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔۔

" او..نووو۔۔میں نے گھر پر سوشی آرڈر کی تھی میں چلتی ہوں۔۔تم اپنا خیال رکھنا۔۔"

وہ یاد آتے ہی عجلت میں ٹیبل سے کافی کپ اٹھا کر تقریبا وہاں سے بھاگی۔۔۔

عینا بھی کافی کا آدھا کپ وہیں چھوڑ کر واپس آگئی۔۔۔سائرس نے ایک نگاہ گھڑی پر ڈالی اور دوسری نظر لان سے گزرتے ہوئے عینا پر۔۔۔آنے والے وقت اور حالات کی سنگینی کا شدت احساس ہونے لگا۔۔

پھر سے اس کے اور راحم راحیل کے بیچ ہاتھا پائی ہوگئی تھی۔۔اسے اب سنگینی سے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا۔۔بابا سہی کہتے تھے لوگوں کو bully کرنا ان کی کمزوریاں جتا کر مزاق اڑانا اس کی عادت بن چکی تھی۔۔اور اس نے غصے میں پھر سے وہی حرکت کی تھی جس سے منع کیا گیا تھا۔۔

کالج سے آنے کے بعد اضطراری کیفیت میں سگریٹ پر سگریٹ پھونکے جارہا تھا۔۔

اسے احساس نہیں ہوا کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔

"حسین؟ ، لنچ ریڈی ہے نیچے آجائو"

آبش نے دستک دینا چاہی مگر دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔وہ جھانکتے ہوئے بولی

حسین نے سختی سے سگریٹ مٹھی میں بھینچ لی۔۔

" اوہ۔۔آئی ایم سوری میں بس لنچ کا کہنے آئی تھی۔۔"

اسے نیم برہنہ حالت میں دیکھ کر وہ رخ موڑ گئی..

ماحول میں گھٹن کا احساس ہونے لگا۔۔اسکی چھٹی حس نے خبردار کیا

حسین نے یونیفارم کی شرٹ اٹھا کر واپس پہن لی۔۔

" حسین تم.. تم اسموکنگ کر رہے تھے؟ "

اسے شاک لگا تھا

" ن .. نہیں تو۔۔وہ میں۔۔آبش"

بروقت کوئی بات نہیں سوجھی..

وہ لاشعوری طور پر صفائی دینے اسکی جانب بڑھا۔۔

مگر آبش بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتی باہر جانے لگی۔۔

"آبش رکو یار..."

حسین نے اگلے کی پل دروازہ پر پہنچ اسکی کوشش ناکام بنادی۔۔

"حسین ہٹو میرے راستے سے"

وہ دبہ دبہ گرجی۔۔

" آبش ، میری بات سنو جیسا تم سمجھ رہی ہو ویسا کچھ نہیں ہے "

اسکا راز افشاں ہوچکا تھا۔۔ستم یہ تھا کہ جس کے سامنے ہوا اسکی خاطر وہ مر کر بھی ایسی حرکت نہیں کرسکتا تھا۔۔

" اس کمرے سے ، تمہارے منہ سے سگریٹ کی اسمیل آرہی ہے اسکے باوجود تمہارے بہانے عروج پر ہیں۔۔تمہیں شرم آنی چاہیئے حسین..اپنی عمر دیکھو اور اپنی حرکتیں دیکھو اگر پھپھو کو پتا چل گیا تو کیا گزرے گی ان پر ..کچھ اندازہ ہے تمہیں "

وہ تیز تیز چلتی سانسوں کے درمیان بولی۔۔اسے بہت غصہ آرہا تھا

" پلیز ، ماما کو مت بتانا وہ بہت ہرٹ ہوں گی "

اس نے التجا کی تھی۔۔

" اگر اتنی ہی پرواہ ہے ان کی ..تو یہ حرکتیں کرنا چھوڑدو "

وہ تنقیدی نظروں سے اسے گھورتی ہوئی بولی۔۔

" آئی سویئر میں کبھی اسموکنگ نہیں کروں گا تم ماما کو نہیں بتائو گی۔۔!"

وہ اس سے التجا کرنے لگا۔۔

" میرے سامنے سے ہٹو, مجھے باہر جانا ہے حسین "

وہ اسے نظر انداز کرتی ہوئی بولی۔۔

" آبش میں مان رہا ہوں اپنی غلطی ، میں بہت پریشان تھا اس لئے۔۔

" حسین میرے پاس مت آئو مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

اسے ٹوکتی ہوئی , وہ گڑبڑا کر بولی۔۔

حسین کی نظروں میں بے یقینی کے علاہ کچھ نہیں تھا۔۔اسکے لفظوں پر غور کرتا ہوا چپ چاپ ایک طرف ہوگیا۔۔۔آبش تقریبا بھاگتے ہوئے اسکے کمرے سے نکل گئی۔۔۔

اسکے لئے صبح بہت عجیب سی سچویشن بن گئی تھی۔۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا ..

کیا کرے ؟ چلا جائے ؟ یا رکے؟ اسرار کرے ، منت سماجت کرے ، یقین دلائے یا پھر سیدھا سیدھا اسکا ہاتھ پکڑے اور چل پڑے۔۔ شش و پنج میں مبتلا تھا۔۔

اسی اثنا میں دروازے پر دستک ہوئی۔۔

اس نے دروازہ کھول دیا.. وہی درمیانی عمر کا شخص کھڑا تھا جو اسے رات ڈائننگ ٹیبل پر ملا تھا۔۔

" رات ہماری بات نہیں ہو سکی تھی لیکن میں تمہیں کہنا چاہتا ہوں میں ایسے عینا کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔۔مجھ پر اسکے تحفظ کی بھی زمہ داری ہے میں اس معاملے میں کوتاہی نہیں برت سکتا "

" میں سمجھا نہیں آپ کی بات ، وہ اپنوں میں جارہی ہے ، اپنوں سے کیسا خطرہ ؟ "

اس نے الجھ کر پوچھا۔۔

" تمہیں عینا سے نکاح کرنا ہوگا ، اسکے بغیر تم اسے یہاں سے نہیں لے جا سکتے ، میں تمہیں اسکی اجازت نہیں دوں گا "

عفان انکل نے حتمی اور بے لچک انداز میں کہا۔۔

سائرس انکی باتیں سن کر دنگ رہ گیا

دادا سرکار نے اس قسم کی کسی شرط کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔۔وہ بھونچکا رہ گیا۔۔بروقت کوئی جواب نہیں سوجھ رہا تھا۔۔

اسی لمحے عینا بھی دروازے پر دستک دے کر اندر آگئی۔۔وہ لاشعوری طور پر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" میں تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں ، اور یہ فیصلہ صرف میں نے تم پر بھروسہ کرکے کیا ہے۔۔اگر تم نے مجھ سے جھوٹ بولا یا دغا دینے کی کوشش تو اسکے زمہ دار تم خود ہوں گے "

وہ براہراست اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خود اعتمادی سے بولی۔۔

سائرس کو اپنا آپ گہرے کنویں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔اس نے بہت سے جھوٹ بولے تھے

" عینا تم ایسے اسکے ساتھ نہیں جائو گی۔۔تمہیں اس سے نکاح کرنا ہوگا "

انکل نے احتجاجاً کہا۔۔وہ عینا کے فیصلے سے منفی اور مشتعل نظر آرہے تھے

" ہونہہ ، آپ کو کیا لگتا ہے میں اس شخص سے شادی کروں گی۔۔؟ "

ایک تنقیدی نگاہ اس پر ڈال کر سفاکی سے کہتی انکل کی بات ہوا میں اڑا کر وہاں سے نکل گئی۔۔

سائرس جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔۔

وہ بھی عفان انکل کے فیصلہ پر رضامند نہیں تھا لیکن اسے عینا کا انداز بہت برا لگا تھا۔۔

"سلام بی بی "

"واعلیکم اسلام۔۔کیسے ہو تم؟"

اس نے مسکرا کر پوچھا۔۔

" ٹھیک ہوں۔۔آپ کیسی ہیں ؟ "

" مولا سائیں کا کرم ہے۔۔"

"چلیں ؟ "

" آ..ہاں۔۔ایک منٹ رکو.. میں ابھی آتی ہوں۔۔"

وہ کچھ یاد آنے پر مڑی اور چوکھٹ کے پار چلی گئی۔۔

" تمہیں ایک بات سمجھ نہیں آتی لڑکے۔۔تم سے پہلے بھی کہا تھا چھوٹی بی بی سے فری ہونے کی کوشش مت کیا کرو ، اگر بڑے سرکار کو خبر لگ گئی تو تمہاری خیر نہیں "

زلفی نے نیلوفر جاتے ہی اسے آڑے ہاتھوں لیا۔۔

" میں صرف انکا حال احوال پوچھ رہا تھا "

یسر نے قدرے برہمی سے جواب دیا

" مالک ہمیشہ اچھے حال میں ہی ہوتے ہیں ، نوکروں کو انکی نہیں اپنی پرواہ کرنی چاہیئے "

پل بھر میں اسے اسکی اوقات یاد دلا کر وہ وہاں سے چلا گیا۔۔

" چلو "

وہ واپس آچکی تھی

یسر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی

اس نے اپنی اور عینا کی فلائٹ کی ٹکٹس بک کروالی تھی۔۔جاتے ہوئے زندگی میں پہلی بار وہ انکل کے گلے لگ کر روئی تھی۔۔اسے یوں محسوس ہوا جیسے بابا کے گلے لگی ہو..ان سے بابا کی خوشبو آتی تھی..

انکل آبدیدہ ہوگئے تھے .. سودیس اور ماریانہ بھی بہت اداس تھے اسکے جانے سے.. البتہ مونس تو جیسے ہوائوں میں اڑ رہا تھا۔۔اسے 'عینا شاہان ' نامی جو بقول عفان انکل کے 'کامیابی کا چلتا پھرتا نمونہ ' تھی ..سے چھٹکارا حاصل ہونے والا تھا۔۔جسکی وجہ سے اسے دن رات طعنے سننے کو ملتے تھے۔۔ پہلے پہل وہ اس سے شادی کا خواہشمند تھا..کیونکہ وہ بے حد ذہین تھی اور دولتمند بھی..لیکن اسکی دور اندیشی کہہ رہی تھی وہ جا تو رہی ہے مگر لوٹ کر نہیں آئے گی..عینا کے بعد کوئی دعویدار نہیں بچتا تھا..اسلئے بزنس سے لیکر بنگلے تک ہر شے اسکی ہونے والی تھی..یہ احساس اسکے لئے کافی پرمسرت تھا..

" میں تمہاری ہیلپ کردیتا ہوں "

سائرس نے اسکا لگیج دیکھتے ہوئے مدد کرنا چاہی

" میں اپنے کام خود کرتی ہوں "

اسے نظر انداز کیئے اپنا سامان ڈگی میں رکھ کر وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔

سائرس اپنا سا منہ لے کر رہ گیا ڈیرن عینا کو سی آف کرنے ایئرپورٹ تک ساتھ جارہی تھی۔۔

" ہیلو ہینڈسم ؟؟ "

کی آواز پر وہ سراسیمگی سے تقریبا اچھل پڑا۔۔

انتہائی نامناسب لباس میں ملبوس ،سفید بالوں کو دو چٹیاں میں مقید کیئے۔۔آنکھوں میں بے پناہ شوخی لیئے لڑکی منتظر سی اسکی جانب ہاتھ بڑھائے ہوئے تھی۔۔

سائرس نے نا سمجھی کے عالم میں لاتعلق سی بیٹھی عینا کو دیکھا۔۔

" کم آن..میں عینا کی فرینڈ ہوں ، ڈرو مت تمہارے ساتھ نہیں جارہی بس عینا کو ایئر پورٹ تک سی آف کرنا ہے "

پُرزور انداز سے کہہ کر زبردستی اس سے ہاتھ ملاتی ہوئی پچھلی سیٹ پر آرام دہ انداز میں بیٹھ گئی۔۔

"ہم کل ملے تھے نا ڈیرن "

عینا کچھ زچ سی ہوکر بولی

" ہاں تو ؟ آج تو تم جارہی ہو نا.. ویسے بھی کیا معلوم تم کب واپس آئو ، یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تمہارا وہاں دل لگ جائے "

وہ ڈھٹائی سے کہہ کر زو معنی انداز میں سائرس کو دیکھنے لگی

سائرس بے ساختہ مسکرایا

" جسٹ شٹ اپ "

عینا اس فضول گوئی پر تپ کر بولی ..تو ڈیرن ہنس پڑی۔۔ایئرپورٹ پہنچ کر ڈیرن نے اسے آخری بار گلے لگایا۔۔۔اور سائرس کی جانب بڑھی۔۔وہ بوکھلا کر رہ گیا۔۔

" میری دوست کا خیال رکھنا "

اسکے کان میں بڑبڑاتی ہوئی دور ہوئی اور دونوں کو ہاتھ ہلا کر ' الوداع ' کہتی وہاں سے چلی گئی۔۔

فلائٹ کی انائوسمنٹ ہونے پر وہ دونوں بھی پلین کی جانب بڑھے۔۔۔پلین ہوائوں کے سنگ اڑان بھرنے لگا تو عینا نے اداس ہوکر آخری بار جان سے پیارے میکسیکو کو دیکھا۔۔یہاں بچپن سے لیکر جوانی تک عرصہ گزارا تھا۔۔بہت سی یادیں جڑی تھیں..یہاں اسکا سب کچھ تھا..اسے بابا تھے..جنہیں وہ کچھ وقت کے لئے چھوڑ کر اک نئے سفر پر جارہی تھی..یہ فیصلہ اسکے لئے بہت کٹھن تھا..سائرس کی زبانی نانا کی طبیعت خرابی کا سن کر اسکا دل موم ہوا تھا..وہ ان کی طرح ظالم اور کٹھور نہیں بن سکتی تھی..اس لئے حامی بھرلی تھی..مختلف سوچوں کو دماغ سے جھٹک کر افسردہ سی سانس بھری اور کسی دوسرے کی موجودگی کو یکسر فراموش کیئے اس نے آنکھیں موند لیں۔۔

☆═══════════☆

وردان سے سامنا نہ ہونے پر نیلوفر نے شکر کا کلمہ پڑھا تھا۔۔آج یسر نے ڈراپ کیا تھا پک اپ کرنے کے لئے بھی جلدی آگیا تھا۔۔اسلئے وہ جلدی نکل آئی۔۔اس بات سے انجان کہ کسی کی رقابت زدہ نگاہوں نے اسکا بہت دور تک پیچھا کیا تھا۔۔نیلوفر آج نوری کا فون بھی لے کر آئی تھی۔۔اس میں کیا خرابی تھی یہ تو ایکسپرٹ ہی بتا سکتے تھے۔۔اب وہ اس کشمکش میں مبتلا تھی یسر کو اس راز میں شریک کرنا چاہیئے یا نہیں ؟

بلآخر اس نے جھجھک کر پکارا

" یسر ؟ "

" جی بی بی ؟ "

وہ دل و جان سے متوجہ ہوا تھا۔۔

" تم میرا ایک چھوٹا سا کام کردو گے ؟ لیکن اسکا کسی سے ذکر مت کرنا "

" کیسا کام؟ "

وہ زرا کی زرا اس پر نگاہ ڈالتا ڈرائیونگ پر توجہ مرکوز کیئے ہوئے۔۔۔

" نوری کا فون ہے میرے پاس مجھ سے گر گیا تھا تم اسے ٹھیک کروا سکتے ہو؟ "

" جی بی بی جی۔۔اس میں کونسا بڑا مسلہ ہے "

اس نے کندھے اچکا کر کہا۔۔

" واقعی ؟ "

وہ ایک دم خوش ہوگئی۔۔

" آپ فون مجھے دے دیں..میں کل ٹھیک کروا کے آپ کے حوالے کردوں گا "

گردن موڑ کر اس سے کہا۔۔

" تھینک یو سو مچ ، اس بات کا حویلی میں کسی سے مت کرنا .. حویلی میں کسی کو نہیں پتا کہ نوری پاس فون ہے..نیناں بھابھی نے ملازموں کو فون رکھنے سے منع کیا ہے"

اس نے عاجزانہ التجا کی

" آپ بے فکر رہیں "

اس نے یقین دہانی کروائی

وہ سر ہلا کر گاڑی سے نکل گئی۔۔

" کاش میرے پاس جادو کی چھڑی ہوتی بی بی۔۔میں آپ کی ساری پریشانی دور کر دیتا "

وہ دل ہی دل میں سوچ کر رہ گیا۔۔

****

" اماں یہ سب تیاریاں کس لئے ہورہی ہیں ؟ "

وہ انتہائی حیرانی سے چاروں اطراف دیکھنے لگی۔۔۔حویلی کا نقشہ ہی بدل چکا تھا۔۔

" ایک ہے نا ہماری جان کی دشمن بنی ہوئی ہے سالوں سے ، پہلے ماں سے جان چھوٹی اور اب رہی سہی کسر بیٹی آکر پوری کردے گی "

وہ بھنا کر بولیں۔۔

" کیا مطلب اماں میں سمجھی نہیں ؟ "

اس نے بھنویں سکیڑیں۔۔

" تمہاری چہیتی پھپھو کی بیٹی آرہی ہے آج ، بلکے یوں کہو کہ لائی جارہی ہیں ہم حویلی والوں کی زندگی اجیرن کرنے کے واسطے "

اماں سرکار دادا کے فیصلے سے ناخوش نظر آتی تھی

" اماں آہستہ بولیں ملازم بھی سن رہے ہیں "

نیناں نے ٹوکا۔۔

" سنتے ہیں تو سن لیں۔۔تمہارے دادا کو خدا جانے کیا شوق چڑھا ہے گھر میں اپنی بھی ایک پوتی ہے اس کا تو کبھی حال نہیں پوچھا نہیں ، نواسی کے لئے اچانک محبت کہاں سے جاگ گئی "

اماں سرکار جل بھن کر کوئلہ ہونے لگیں

وہ اپنے کمرے میں آگئی۔۔کوئی خوش ہو نہ ہو وہ تو بہت خوش تھی۔۔بچپن میں اس کا بہت کم وقت پھپھو کے ساتھ گزرا تھا بہ نسبت دونوں بھائیوں کے۔۔پھپھو بہت ہی خوبصورت اور شائستہ طبیعت کی مالک تھی۔۔انکی بیٹی بھی ویسی ہی ہو گی۔۔وہ سوچ کر خوش ہونے لگی۔۔

فریش ہو کر اس نے یونیفارم تبدیل کیا..اور خوبصورت سا جوڑا نکال کر زیب تن کرلیا۔۔

"اماں بہت برا مانیں گی "

بالوں کو کیچر میں مقید کرتے وقت اس نے ایک پل کو سوچا پھر نظر انداز کرکے دوپٹہ درست کرکے کمرے سے باہر نکلی

کم از کم آج تو اسکا دل چاہ رہا تھا یہ سب اہتمام کرنے کو۔۔

" بہت اچھی خوشبوئیں آرہی ہیں نوری ، کیا بنا رہی ہو ؟ "

اس نے کچن میں جھانکا۔۔اور آنکھیں بند کرکے گرم گرم کھانے کی خوشبو اندر کھینچی

" مت پوچھیں بی بی صبح سے میں اور سکینہ کوئی دس قسم کے کھانے بنا چکے ہیں۔۔مگر مجال ہے جو بیگم سرکار کچن جھانکا بھی ہو بس صبح سے کبھی کوئی تو کبھی کوئی انکے نشانے پر ہے ، ہوا کیا ہے ؟ کون آرہا ہے ؟ "

نوری نے زور دے کر پوچھا۔۔

" رفعت پھپھو کی بیٹی آرہی ہے"

اس نے خوش ہوکر بتایا۔۔۔نوری کے چہرے پر تاریک سا سایہ لہرایا۔۔

" کیا ہوا تمہیں خوشی نہیں ہوئی ؟ "

" میرے خوش یا ناخوش ہونے سے کیا ہوگا بی بی "

نوری کندھے اچکا کر کام کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

نیلوفر آس پاس نظر دوڑا کر خفیہ انداز میں اسکی طرف جھک کر بولی

" ویسے ایک بات بتائوں ؟ میں نے تمہارا فون یسر کو دے دیا ہے ٹھیک کروانے کے لئے..کل تک مل جائے گا "

" آپ نے یونہی زحمت کی بی بی جی میں خود کروالیتی "

" کوئی بات نہیں "

وہ مسکرائی۔۔

نیناں بی بی کو خوش کرنے کے لئے سکینہ کے ہاتھ مواد لگ چکا تھا..ان کی باتیں سن چکی تھی

" تمہیں بھوک تو نہیں لگی ؟ "

وہ دونوں پاکستان پہنچ چکے تھے .. ایئرپورٹ کے باہر آفس کی گاڑی انہیں رسیو کرنے آئی تھی ..

" آف کورس لگی ہے "

وہ بے نیازی سے ارد گرد دیکھتی ہوئی بولی۔۔

سائرس کو اسکا یہ دلیرانہ اور نڈر انداز اچھا لگا تھا۔۔حالانکہ یہ انکی پہلی ملاقات نہیں تھی مگر اسے دیکھتے ہی شخصیت کا پہلا تاثر اتنا اثر انگیز تھا کہ وہ کئی دن اسکے سحر میں جکڑا رہا۔۔

" کیا خیال ہے ؟ ریسٹورنٹ تو یہاں نہیں آ سکے گا ؟ کیوں نہ ہم وہاں چلیں ؟ "

اسکے تنزیہ انداز پر وہ مبتسم سا ہوکر سر اثبات میں ہلانے لگا

" ویلکم سر "

رسٹورنٹ میں اپنی پی اے سحرش کو دیکھ متحیر سا ہوگیا۔۔

" تم یہاں کیا کر رہی ہو ؟ "

" ہم آپ کو ایئرپورٹ سے پک کرنے والے تھے مگر لیٹ ہونے کی وجہ سے نہیں آ پائے سر ...معذدرت چاہتی ہوں اسلئے میں نے آپ کے لئے ٹیبل بک کی ہے۔۔"

" صرف ٹیبل ہی بک کی ہے یا کھانا بھی آرڈر کیا ہے ؟ "

عینا انکی آپسی گفتگو سے بیزار ہوکر پوچھنے لگی۔۔

" آپ اپنی پسند سے آرڈر کرلیجئے میم "

سحرش مسکرا کر مینیو اسکے سامنے رکھنے لگی

وہ سر جھٹک کر ٹیبل پر چلی گئی۔۔

" یہ سب کیا ہے ؟ "

وہ الجھ کر سرگوشی میں پوچھنے لگا

" سر ہمیں حویلی سے کال آئی تھی کہ آپکو ایئرپورٹ سے پک کرلیا جائے۔۔"

" دادا سرکار غالباً ضرورت سے زیادہ خوش ہیں۔۔"

وہ منمنایا.. اور عینا کے مقابل کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔اسے کچھ خاص بھوک نہیں تھی سو وہ چند نوالے لے کر اٹھ گیا..

" مجھے آفس میں کام ہے ..میں تمہیں حویلی ڈراپ نہیں کرسکوں گا تم ڈرائیور کے ساتھ چلی جانا .."

" میں خود جا سکتی ہوں ، تم زحمت مت کرو "

اسکی بات ان سنی کرکے بولی پڑی۔۔

سائرس ضبط سے لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

" تم ڈرائیور کے ساتھ جائو گی "

اس بار انداز میں تحکم تھا

عینا اسے مکمل نظر انداز کیئے کھانے پر جھکی ہوئی تھی۔۔جیسے اس سے ضروری کام کوئی نہیں تھا۔۔

سائرس تلملا کر رہ گیا۔۔

" جانتا ہوں تم بہت خود دار ہوں لیکن میزبان ہونے کے ناطے یہ میرا فرض ہے "

اس نے استفسار کیا

" تم مجھے جانتے ہی کتنا ہو؟ " وہ کھانے ہاتھ روک کر پوچھنے لگی۔۔

" تمہارا گماں ہے کہ میں تمہیں نہیں جانتا "

وہ براہراست اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

عینا کو بے ساختہ اپنا بریسلیٹ یاد آیا جو اس نے گزشتہ رات لوٹایا تھا۔۔

" میں نے ڈرائیور سے کہہ دیا ہے ..اسکے بغیر مت جانا تمہیں راستوں کا علم نہیں۔۔"

اس نے رسان سے کہا۔۔۔چند لمحے اس کے جواب کیا۔۔لیکن اس نے نہ بولنے کی قسم کھالی تھی۔۔

وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

"عجیب زبردستی ہے "

وہ بڑبڑاتی ہوئے اسکی پشت کو دیکھنے لگی۔۔

بیک وقت اسے لینے زلفی بھی آچکا تھا۔۔۔

سائرس کا ڈرائیور چلا گیا۔۔وہ زلفی کے ساتھ حویلی پہنچی تھی۔۔

عینا کا دل اس وقت کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔۔بلکل کورے کاغذ کی مانند۔۔نہ نفرت ، نہ غصہ ، نہ کوئی گلہ نہ شکوہ۔۔

" آئیں ادی آئیں۔۔خوش آمدید "

زلفی نے گاڑی کا دروازہ وا کیا تو وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آکر گاڑی سے اتری۔۔اور نا سمجھی سے اسکا منہ دیکھنے لگی۔۔

" ادی ؟؟ "

" انکا مطلب ہے 'سسٹر' "

یسر نے زلفی کی مشکل آسان کردی۔۔

" ہونہہ ، سسٹر ؟ ریئلی ؟

عینا نام ہے میرا۔۔نہ میں کسی کی بہن ہوں یہاں نہ کوئی زبردستی میرا بھائی بننے کی کوشش کرے "

وہ دو ٹوک بولی۔۔

" رہنے دو زلفی..کچھ لوگ اس عزت و احترام کے لائق ہی نہیں ہوتے۔۔تم گاڑی نکالو ہم شہر جارہے ہیں۔۔"

سعیر سلطان اس پر تنقیدی جملے کستے ہوئے حویلی کی خارجی سیڑھیاں اترا.. آنکھوں پر گاگلز جماتا ہوا حکم صادر کیا۔۔

عینا مشتعل ہوکر مٹھیاں بھینچنے لگی۔۔

" کون ہے یہ بد تمیز آدمی ؟؟ " اس نے گاڑی میں بیٹھتے شخص کو دیکھ کر پوچھا

یسر نے بمشکل لب دبائے۔۔اور سنجیدگی سے بولا

" یہ بڑے سرکار ہیں۔۔۔"

" اچھا ؟ اور کتنے سرکار رہتے ہیں اس حویلی میں ؟ "

تمسخرانہ انداز میں پوچھا۔۔اور چشمہ سر پر ٹکا کر شایان شان حویلی کی عمارت کو دیکھا

" دادا سرکار ، بڑے سرکار جن سے ابھی آپ ملی ، اور چھوٹے سرکار۔۔"

اس نے انتہائی ناپسندیدگی سر جھٹکا.. جو اپنے نام کے ساتھ 'سرکار' لگانا پسند کرتے ہوں ان کے غرور اور جلال کا اندازہ رہن سہن ، اور لہجے سے لگایا جا چکا تھا۔۔پتھر مزاج لوگ تھے

" چلیں میں آپ کا سامان لے کر آتا ہوں "

وہ سر ہلاتی ہوئی قدم بڑھانے لگی۔۔اتنی وسیع و عریض حویلیوں میں رہنے والی اسکی ماں کسی ملکہ کم نہیں ہوں گی ؟ ان کا مزاج کیسا ہوگا ؟ حویلی کے مکینوں کی طرح پتھریلا یا نرم۔۔

اس نے ایک پل کے لئے سوچا۔۔لاشعوری طور پر نظر اٹھائی تو ایک کم عمر سی لڑکی ستائشی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

" ہیلو ؟؟ "

زبردستی مسکرائی اور قدم لڑکی کی جانب بڑھائے

" اسلام و علیکم۔۔کیسی ہیں آپ ؟ "

وہ پرجوش ہو اسکے گلے لگ گئی۔۔

عینا اس بے تکلفی پر بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی۔۔

" آپ کو پتا ہے میں نے جب سے سنا تھا تب سے آپکا انتظار کر رہی تھی..فائنلی آپ پہنچ گئیں..پہنچنے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی نا؟ چلیں چھوڑیں میرے ساتھ آئیں.. میں آپکو سب سے ملواتی ہوں "

وہ اس کی کلائی تھام کر اسے حویلی کے اندر لے گئی۔۔اماں سرکار پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسکا لباس دیکھتی رہ گئی.. لونگ کوٹ جو سردی کی نسبت سے اس نے پہنا تھا وہ اتار چکی تھی۔۔ہائی نیک شرٹ کے ساتھ جینز میں ملبوس برہنہ نہ تھی مگر اسکا دبلا پتلا سراپا نمایاں ہورہا تھا۔۔

" ہائے "

" سلام کیا جاتا ہے ، اور بڑوں سے جھک کر پیار لیا جاتا ہے تمہیں کسی نے سکھایا نہیں "

اماں سرکار کاٹدار لہجے میں بولی۔۔نیلوفر کو بہت برا لگا تھا۔۔

" یہ میری اماں ہے ، مطلب آپ کی ممانی اور یہ سعیر ادا کی وائف ہیں "

وہ بات بدلنے کی خاطر جلدی سے بولی۔۔

" مجھے میرا کمرہ دکھا دو پلیز..میں بہت تھک گئی ہوں "

ان کا سرد رویہ اسکی توقع کے مطابق تھا مگر نفرت اسکی سمجھ سے بلکل باہر تھی۔۔

اماں سرکار دانت پیس کر رہ گئی..جبکے نیناں دل ہی دل محفوظ ہوئی تھی

نیلوفر اسکے تیار کردہ کمرہ میں لے آئی۔۔کمرے میں بیڈ ، الماری ، صوفے دیواروں پر آویزاں پینٹنگز سب جدید طرز کا سامان تھا۔۔حویلی والے خاصے ماڈرن معلوم ہوتے تھے۔۔اس نے بغور جائزہ لیتے ہوئے سوچا..

" آپ فریش ہوکر باہر آجائیں پھر سب مل کر کھانا کھاتے ہیں "

" مجھے بھوک نہیں ہے۔۔میں کھا چکی ہوں..سفر کی تھکاوٹ ہے اسلئے میں آرام کرنا چاہتی ہوں "

وہ بلکل اجنبی ہوگئی۔۔

نیلوفر کا منہ حیرت سے کھل گیا پھر اس نے مایوسی سے کہا

" جیسے آپ کی مرضی "

وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔۔

اس نے لمبی سانس اندر کھینچی ..فلحال اسکے لئے سفر کی تھکن اتارنا زیادی ضروری تھا۔۔حویلی والے اتنے امپورٹنٹ نہیں تھے کہ انکے اکھڑے اور سرد رویے کے بارے میں سوچے۔۔

جھک کر شوز کے لیس کھول کر آرام دہ انداز میں بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔کمفرٹر سینے تک کھینچ کر آنکھیں موند لی

" حسین ؟ "

ثمینہ بیگم نے اسے پکارا

" یس مام "

وہ ریلنگ سے جھانکتا ہوا بولا۔۔

" میں ڈرائیور کے ساتھ باہر جارہی ہوں تم زرا آبش کو اکیڈمی چھوڑ دینا..وہ اکیلی کیسے جائے گی "

" آئی ایم سوری ماما ، جب میں پاس ہوتا ہوں تو آبش کو مجھ سے ڈر لگتا ہے بہتر ہو گا آپ اسے اپنے ساتھ ہی لے جائیں "

وہ بے رخی سے کہہ واپس کمرے میں چلا گیا۔۔

آبش نے گڑبڑا کر پہلو بدلا

" ہیں ؟ اسکا کیا مطلب ہوا بھلا؟ "

ثمینہ بیگم نا سمجھی سے بڑبڑائیں

" حسین مجھ سے ناراض ہے اسی لئے ایسا کہہ رہا ہے پھپھو"

اس نے جلدی سے بات بنائی

" اوو ہو.. ایک تو تم دونوں ہی میری سمجھ سے باہر ہو..حسین سے کہنا تمہیں چھوڑ کر آئے اکیلی مت جانا ، ٹھیک ہے ؟ میں لیٹ ہورہی ہو "

وہ تاکید کرکے عجلت میں نکل گئی۔۔.

آبش نے بہت جما کرکے اسکے کمرے دروازہ بجایا

" حسین ؟ "

" مر گیا حسین ؟ کیوں بار بار میرے نام کی رٹ کی لگا رکھی ہے ؟ کیا مسلہ ہے ؟ "

وہ اسپورٹس بیگ پٹخ کر غصے میں اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

آبش کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔۔

" دو دن گزر چکے ہیں اس بات کو..تم مسلسل مجھے اگنور کر رہے ہو..تمہارا بھی مسلہ میری سمجھ سے باہر ہے ! "

وہ روہانسی ہونے لگی

" یہ تو اچھی بات ہے..تمہیں تو ویسے بھی ڈر لگتا ہے مجھ سے "

وہ سفاکیت سے بولا

" میں نے یونہی کہہ دیا تھا حسین ، تمہیں ہرٹ کرنے کا کوئی مقصد نہیں تھا "

آبش نے صفائی دینا چاہی ..

وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا

" یونہی کہہ دیا تھا ؟ ریئلی آبش تمہیں اندازہ بھی ہے تمہارے یونہی کہے گئے الفاظوں کیوجہ سے دو دن سے سو نہیں پارہا ہوں میں ..تم نے مجھے ڈسٹرب کرکے رکھ دیا ہے"

وہ یکدم اشتعال انگیزی میں اسکی کہنی دبوچ کر بولا۔۔

" آئی ایم سوری..مجھے اندازہ نہیں تھا "

وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی ..آنکھوں سے آنسو جاری تھے

" یقیناً تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں آبش "

وہ روانی میں کہہ گیا۔۔

آبش ششدر رہ گئی

" بچپن سے لے کر اب تک میں نے صرف تمہیں چاہا ہے آبش ، تمہاری محبت دن بہ دن میرے دل میں شدت اختیار کرتی جارہی ہے ، اور میں خود کو روک نہیں پارہا ، دل چاہتا ہے بس تم آس پاس رہو ، تم نظروں سے اوجھل ہوتی ہو تو پاگل ہونے لگتا ہوں میں..اور تم مجھ سے دور بھاگنا چاہتی ہو"

آبش سانس روکے بس اسے سن رہی تھی۔۔اسے اندازہ نہیں تھا وہ اس حد تک چلا جائے گا۔۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو ؟"

گھٹی گھٹی سی آواز نکلی.. اس ساحر کے مسحور کردہ فسوں سے بمشکل نکل پائی۔۔

"تم اچھے سے جانتی ہو آبش کہ میں کیا کہہ رہا ہوں"

اسکی آنکھوں بے پناہ جنون تھا

" ہم صرف کزن ہیں حسین ، اس سے آگے اور کچھ سوچنا بھی مت "

یکا یک اماں کی کہی کچھ باتیں اسکے ارد گرد بازگشت کرنے لگیں..وہ ظالمانہ روش اختیار کرتے ہوئے اسکی محبت سے صاف مکر گئی

" نہیں..تم میرے لئے 'صرف ' کزن نہیں ہو آبش..تم اس سے بھی بڑھ کر ہو۔۔میں تم سے محبت کرتا ہوں آج سے نہیں بچپن سے۔۔کیا تمہیں محسوس نہیں ہوتا ؟ "

اس بے رخی پر وہ تڑپ اٹھا ..

" ایسا کچھ نہیں ہے تم زیادہ سوچ رہے ہو حسین "

اس نے نگاہیں پھیر لیں۔۔مگر وہ بہلنے والوں میں سے نہیں تھا

" تم میرے حواسوں پر اس طرح سے سوار ہوچکی ہو کہ تمہیں سوچنے کا اختیار میرے بس میں نہیں رہا..اب میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا اور نہ ہی تمہیں ہٹنے دوں گا "

وہ مسلسل اسے زیر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

آبش کے لئے مزید برداشت کرنا مشکل ہوگیا۔۔

" میں لیٹ ہورہی ہوں..اگر تمہیں چلنا ہے تو چلو ورنہ میں خود چلی جائوگی "

کہہ کر ہانپتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگی۔۔یہ حسین کو کیا ہوگیا ہے ؟؟ پہلے اسکی آنکھیں کچھ کہتی تھی اب وہ زبان سے اقرار کرنے لگا تھا۔۔وہ کب تک بھاگے گی اس کی محبت سے۔۔دیوار سے پشت ٹکا کر کرب سے آنکھیں میچتے ہوئے سوچا

وہ دوپہر کو سوئی پھر شام کو آنکھ کھلی۔۔

پردے ہٹاتے ہی افق کی کرنیں کمرے میں جابجا پھیل گئیں۔۔نومبر کی اداس سی شام تھی

اسے بے ساختہ میکسیکو یاد آیا۔۔جہاں اس وقت رات ہورہی ہوگی۔۔انکل آفس میں مصروف ہوں گے۔۔ماریانہ سودیس کے ساتھ مصروف ہوگئی۔۔

اگر وہ وہاں ہوتی تو آج جاب پر اسکا پہلا دن ہوتا..کیونکہ وہ انٹرویو میں جاب کے لئے منتخب ہوچکی تھی۔۔

دروازے پر دستک نے اسے چونکا دیا

" آجائو "

" بی بی جی ، باہر آجائیں..شام کی چائے کا وقت ہے اور دادا سرکار بھی کب سے آپ کے جاگنے کا انتظار کر رہے ہیں " نوری نے اطلاع دی۔۔

عینا زرا سی گردن موڑ کر پوچھنے لگی

" نام کیا ہے تمہارا ؟ "

" جی نوری۔۔"

" 'جی نوری' یا صرف نوری ..

" صرف نوری "

وہ دکھاتے ہوئے بولی

" ٹھیک ہے..تم جائو آتی ہوں ، مگر میں چائے نہیں پیتی کافی بنادو اگر آتی ہے تو۔۔"

وہ کھڑکی سے باہر سرسبز لان دیکھتی ہوئی بولی

دادا سرکار کے انتظار کی کوئی اہمیت نہیں ان کی نظر میں ؟

نوری اس شانِ بے نیازی پر عش عش کر رہ گئی۔۔

فریش ہو کر اس نے ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور بلو جینز زیب تن کی اور باہر آگئی میکسیکو کی نسبتا یہاں سردی نہ ہونے کے برابر تھی۔۔

" کہاں ہیں سب ؟ "

اس نے پوچھا۔۔

" دادا سرکار لان میں ہیں "

نوری نے فورا بتایا۔۔وہ سر ہلا کر لان کی طرف بڑھی

" تو آپ ہیں دادا سرکار ، میرا مطلب ہے نانا سرکار ؟ کیسی طبیعت ہے آپ کی ؟ میں نے سنا ہے بہت بیمار ہیں آپ ؟ "

اس نے لگی لپٹی رکھے بغیر کہہ ڈالا۔۔۔

اماں سرکار تو اس لمحے کا انتظار کر رہی تھی جب اس سر جھاڑ اور منہ پھاڑ لڑکی کے حلیے اور لباس کو دیکھ کر دادا سرکار اسے نچوڑ کر رکھ دیتے .. لیکن معاملہ الٹا پڑتا دکھائی دے رہا تھا

اس محفل میں نیناں واحد فرد تھی جو صرف حویلی کے مکینوں کی آپسی چپلقش سے لطف اندوز ہونے کی خاطر بیٹھی تھی۔۔

جبکے سعیر کو کسی ذی روح کی پرواہ نہیں تھی۔۔

دادا سرکار اسکے صورتی خدوخال میں اپنی بیٹی کو تلاشنے لگے۔۔یہی خوبی دادا سرکار کو جذباتی کر گئی ۔۔اور وہ اسکے ظاہری حلیے اور رویے کو یکسر فراموش کر گئے۔۔"تم مجھے صرف نانا کہہ سکتی ہو .. آئو بیٹھو "

وہ مسکرائے تھے۔۔اور اماں سرکار جل کر راکھ ہونے لگیں۔۔

" ٹھیک ہے نانا "

وہ بے نیازی سے کہتی انکے سامنے والی کرسی پر براجمان ہوگئی۔۔

حالانکہ اس حرکت کی جرات آج تک کسی نے بھی نہیں کی تھی۔۔سعیر بھی دادا سرکار کو اس قدر نرم پڑتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔۔اس میں اس لڑکی کا کمال نہیں تھا۔۔اسکی خوبی یہی تھی وہ بلکل رفعت پھپھو کا پَرتو تھی۔۔

" کیسی ہو تم ؟ آنے میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟ "

دادا سرکار نرمی سے گویا ہوئے

" کچھ خاص نہیں "

اس نے کندھے اچکائے

" تم اپنے والدین کی ایک ہی اولاد ہو ؟ "

سوال اماں سرکار کی جانب سے آیا تھا

" 'عینی' ایک ہی ہوتی ہے ممانی صاحبہ "

وہ گردن اکڑا کر بولی تو دادا سرکار کو صحیح معنوں میں اپنا خون معلوم ہوئی۔۔

اس کا ایک کرارہ جواب سن کر اماں سرکار کی ہمت نہیں بن پائی..دادا کے سامنے خفت نہیں اٹھانا چاہتی تھی۔۔

" ایک اولاد تھی اسکی بھی ڈھنگ سے پرورش نہیں کر سکے"

وہ منمناتی ہوئی محفل چھوڑ کر چلی گئیں۔۔

نیناں بھی انکی دلجوئی کی خاطر پیچھے بھاگی۔۔

" رات کے کھانے پر بات ہوتی ہے ، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو ملازموں سے کہہ دینا..بلکے میں خود تمہارے لئے ایک ملازمہ رکھوا دیتا ہوں "

" تھینک یو نانا..لیکن اسکی کوئی ضرورت نہیں "

اس نے ہاتھ اٹھا کر روکا۔۔۔

" جیسے تم بہتر سمجھو دادا سرکار "

اسکے سر پر ہاتھ پھیر کر چلے گئے۔۔

اس نے کوئی تاثر نہیں دیا۔۔

سعیر کا دل کیا اس بد تمیز لڑکی کا دماغ درست کردے۔۔

وہ اٹھ کر ان کے پیچھے گیا

" آپ کو نہیں لگتا آپ زیادہ ڈھیل دے رہے ہیں اس لڑکی کو؟ "

" اسے محبت کی ضرورت ہے سعیر ، اگر ہم محبت سے پیش نہیں آئیں گے تو کبھی اسکے دل میں گھر نہیں بنا سکیں گے ، تم فکر مت کرو اسے ابھی اندازہ نہیں ہے ہماری روایتوں کا ..یہاں رہے گی تو سیکھ جائے گی "

دادا سرکار نے عینا کی بھرپور حمایت کی۔۔

" اگر وہ اسکے باوجود بھی نہ بدلی تو میں اسکا دماغ ٹھکانے لگادوں گا دادا "

اس نے دو ٹوک کہا۔۔

" تم اسے کچھ نہیں کہو گے سعیر "

دادا سرکار برہمی سے بولے

" اگر اس نے کچھ ایسی ویسی حرکت کی جس سے ہماری عزت پر حرف آیا تو میں برداشت نہیں کروں گا دادا "

اس کا خون ابلنے لگا..انگشت شہادت اٹھا کر بولا۔۔

دادا سرکار کو اسٹڈی کی چوکھٹ تک چھوڑ کر کمرے میں چلا آیا۔۔

" کیا ہوا ؟؟ "

نیناں اسے غصے سے ٹہلتا دیکھ کر پوچھنے لگی

" کچھ نہیں ہوا یار "

وہ پیشانی مسلتا ہوا صوفے پر براجماں ہوگیا۔۔اسکی سانس پھولی ہوئی تھی.. سینے میں شدید درد اٹھ رہا تھا جسے وہ کئی مہینوں سے نظرانداز کرتا آرہا تھا

" کوئی بات تو ہے بس مجھے ہی نہیں بتا رہے "

وہ مستقل مزاجی سے بولی۔۔

" یار تم بال کی کھال نکالنے مت بیٹھ جایا کرو نیناں..کہہ دیا کچھ نہیں تو۔۔مان لو "

وہ یکدم بھڑک اٹھا..اسے بہت غصہ آرہا تھا

" یہ تم کس کا غصہ مجھ پر نکال رہے ہو؟ "

وہ اسکے روبرو آکھڑی ہوئی۔۔

" نیناں میرا دماغ پہلے ہی بہت گرم ہے بہتر ہوگا تم بات کو اور مت بڑھائو "

وہ زچ ہو کر بولا۔۔۔

" دیکھ لوں گی میں تمہیں "

اس عجیب سی دھمکی پر وہ بھڑک گیا

" ایک منٹ ؟ کیا مطلب ہے اس بات کا ؟ "

اس نے بازو دبوچ کر اسے روکا۔۔

" ہاتھ چھوڑو میرا "

وہ پھنکاری۔۔۔اس وقت اسے بلکل مختلف نیناں لگ رہی تھی۔۔کوئی اجنبی

وہ نفرت سے اپنا بازو چھڑا کر جا چکی تھی۔۔سعیر اسکا رویہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا

" یار ہم یہاں کیوں آئے ہیں ؟ "

عاصم جھلا کر بولا۔۔

راحم راحیل کی متلاشی نگاہیں جسے ڈھونڈ رہی تھی۔۔وہ آخر کار اسے نظر آ ہی گئی۔۔

سادہ سوٹ میں ملبوس سر پر ہم رنگ دوپٹہ تھا۔۔

دوپٹے کے ہالے میں اسکے پرکشش خدوخال انتہائی دلفریب منظر پیش کر رہے تھے۔۔اسکی من موہنی صورت کا سحر سا اس کے حواسوں پر طاری ہونے لگا۔۔

احمر نے بلارادی طور پر راحم کی نظروں کے تعقب میں دیکھا تو آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی کی رہ گئیں۔۔

" ابے یہ تو حسین کی گرلفرینڈ ہے جسے اس دن ہم نے ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا ؟ "

" ہمیں کیا جس کی بھی گرلفرینڈ ہو یار۔۔نکلو اس فضول جگہ سے مجھے خوامخواہ انگزائٹی مت دو "

ارصم آس پاس اسٹوڈنٹ کی آمدورفت کو دیکھ کر کوفت سے بولا۔۔

احمر نے کہنی سے ٹھوکا دے کر عاصم کہ توجہ راحم کی جانب دلائی جو ابھی بھی اُسی لڑکی کو دیکھنے میں محو تھا۔۔

" ڈونٹ ٹیل می کہ ہم اس لڑکی کے پیچھے یہاں آئے ہیں ؟اسکا باپ کتنا بڑا جاگیردار ہے تمہیں معلوم ہے ؟ اور اسکا ماما پراسیکیوٹر ہے۔۔یہاں کوئی چانس نہیں ہے راحم۔۔کوشش بھی مت کرنا۔۔ اگر حسین کو پتا چل گیا تو یہ آپسی رنجش دشمنی میں بدل جائے یار "

وہ تنبہہ کرنے لگا۔۔مگر اسکی نصیحتیں سننے والا بے توجہی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

" یار راحم۔۔سن رہا ہے میں کیا بول رہا ہوں ؟ "

عاصم نے زور سے اسکا کندھا ہلایا۔۔

" تم لوگ یہاں رکو میں آتا ہوں "

وہ بیک ویئو مرر میں دیکھ کر انگلیوں سے بال سنوارتا ہوا بولا

" راحم یہ ٹھیک نہیں ہے یار ، حسین کو پتا چل جائے گا " احمر نے دہائی دی۔۔مگر وہ سنی ان سنی کرکے گاڑی سے اتر گیا۔۔

" یہ خبیس کا بچہ ہمیں بھی مروائے گا "

ارصم غصے سے پہلو بدل کر رہ گیا۔۔۔

" ہائے ؟ "

وہ لڑکی کے قریب جا کر بولا۔۔

آبش جو بے دھیانی میں ڈرائیور کا انتظار کر رہی تھی حیرت سے اچھلی۔۔

" اوہ ، آئی ایم سو سوری.. آپ ڈر گئیں "

اس نے فورا معذرت کی

" جی۔۔کیا چاہیئے آپ کو ؟ "

وہ سختی سے گویا ہوئی.۔۔۔

" میں دراصل اسپورٹس اکیڈمی سے حسین کا دوست ہوں ، میرا سیل فون ڈیمج ہوگیا تھا اسلئے مجھے اسکا نمبر چاہیئے..وہ اکیڈمی نہیں آرہا کافی دنوں سے شاید اسٹڈی میں بزی ہے "

اسکے دلنشین چہرے سے نظریں ہٹا کر بمشکل بولا

آبش نے سر تا پا اسکا جائزہ لیا۔۔حلیے سے وہ اچھے گھرانے کا معلوم ہوتا تھا۔۔۔وہ خاموشی سے اسکے ہاتھ سے فون تھام کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔۔

راحم ایک نظر اسکی مخروطی انگلیوں کو حرکت کرتا دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا اور فون تھام لیا۔۔

" تھینک یو سو مچ "

آبش نظر انداز کیئے ڈرائیور کی راہ دیکھنے لگی۔۔

گاڑی کو آتے دیکھ کر وہ وہاں سے نکل گئی۔۔

" ملا گیا سکون ؟ ہیں ؟ اب انتظار کرو کہ کب اسکی گرلفرینڈ حسین کو تمہاری رپورٹ دے اور کب وہ تمہیں آکر پیٹے۔۔اور ہم اس بار تمہیں نہیں بچائیں گے "

عاصم بھڑک اٹھا۔۔

" بکواس بند کرو۔۔حسین کی اتنی اوقات نہیں کہ وہ راحم راحیل پر ہاتھ اٹھا سکے "

وہ اپنی جون میں لوٹنے لگا۔۔

" تمہیں یہی لڑکی ملی تھی برو ؟

احمر کو اچانک اسکا حسین کی گرلفرینڈ کی جانب جھکاؤ ہضم نہیں ہوا۔۔

" کچھ تو بات ہے اس لڑکی میں "

وہ جذب سے بولا

" وہ کیا بات ہے یہ اب تمہیں حسین ہی بتائے گا۔۔اس سے پوچھ لینا آخرکار تم لوگوں کی مشترکہ محبوبہ جو ہے وہ لڑکی "

عاصم نے جلے کٹے انداز میں کہتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔راحم نے انتہائی ناپسندیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔اسے لڑکی کے ساتھ حسین کے نام کا حوالہ بلکل پسند نہیں آیا۔۔

ھادی رات دیر فائلوں میں سر کھپانے کے بعد گھر جانے کے ارادے سے آفس سے نکلا تھا.. سعیر کو آفس کی لابی میں بیٹھے دیکھ کر حیران رہ گیا..

" آئی کانٹ بلیو اٹ؟ سعیر سلطان میرے انتظار میں بیٹھے ہیں ؟ کیسے ملاقات کا شرف بخشا سرکار؟ ہمیں یاد کرلیا ہوتا ؟ "

اسکی تکان پلوں میں اڑن چھو ہوگئی۔۔تنز و مزاح لہجے میں امڈ آئی

"نشتر چلانا بند کروگے؟ پہلے ہی بہت پریشان ہوں میں "

وہ اکھڑا اکھڑا سا تھا

" بھائی میں تو مزاق کر رہا تھا ..سب خیریت ہے نا؟ "

ھادی سمجھ چکا تھا اسکا موڈ خراب ہے سو مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرکے سنجیدگی سے پوچھنے لگا

"بظاہر تو سب ٹھیک نظر. آرہا ہے..مگر اندرونی طور پر بہت کچھ پوشیدہ ہے جو مجھے بار بار کلک ہورہا ہے، پریشان کر رہا ہے میں محسوس کر پارہا ہوں۔۔مگر بیاں نہیں کر پارہا "

وہ بوجھل اور بیزار کن انداز میں کہتا کنپٹیاں مسلنے لگا۔۔"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تم کیا کہنا چاہ رہے ہو یار "

ھادی نے الجھ کر اسکا ستا ہوا چہرہ دیکھا۔۔پھر بولا

" ایک کام کرتے ہیں ہوٹل چلتے ہیں اچھا سا کھانا کھاتے ہیں وہیں تمہارا مسلہ ڈسکس کریں گے ، مجھے بہت بھوک لگی ہے "

" مجھے بھوک نہیں ہے ، تم بھی تھک گئے ہوں گے گھر جائو آرام کرو۔۔پھر ملیں گے "

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" تمہیں لگتا ہے میں تمہیں ایسی سچویشن میں اکیلا چھوڑوں گا ، اور ویسے بھی مجھے سکون کی نیند کہاں آئے گی جب تک تمہارا مسلہ نہ سن لوں "

ھادی اسے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے آیا۔۔

قریبی ہوٹل پہنچ کر ھادی نے کھانا آرڈر دیا اور اسکی جانب متوجہ ہوتے ہوئے بولا

"ہاں اب بتائو ؟ اس لٹکے ہوئے چہرے کی وجہ ؟ بھابھی سے جھگڑا وغیرہ تو نہیں ہوا ؟ "

" میں جھگڑوں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا جو غلط فہمی کی بنیاد پر ہوں ، جلد یا بدیر حل ہوہی جاتے ہیں "

سعیر نے لاپرواہی سے کہا۔۔

" تو پھر مسلہ کیا ہے میرے دوست ؟ "

ھادی نے الجھ کر پوچھا۔۔

" پتا نہیں یار ، دل عجیب بے چینی اور اضطراب گھیرائو میں ہے.. کبھی کبھی یہ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ دم گھٹنے لگتا ہے"

وہ حقیقتاً اپنی ذات کو لے کر بہت الجھا ہوا اور پریشان تھا۔۔

" ایسا کیوں ہورہا ہے تمہارے ساتھ..پسند کی شادی ہے تمہاری ، زندگی میں کامیاب ہو ، دولت و شہرت ہے تمہارے پاس قابل ہو ، ہر لحاظ سے توازن میں ہو اسکے باوجود یہ بے چینی ؟ "

ھادی کو تشویش ہونے لگی

" اگر میرے پاس سب کچھ ہے تو میں خوش کیوں نہیں ہو پا رہا ، یہ بے چینی اضطراب کیسا ہے ؟ میرے دل پر بوجھ کیوں ہے؟ "

وہ پسماندگی سے بولا

ھادی کا دل پریشان ہونے لگا ، سامنے بیٹھا قابل آنکھوں والا زہین دوست آج شکستہ حال اور بے بس لگ رہا تھا..ھادی کے حلق سے نوالہ اترنا مشکل ہوگیا..وہ کھانے سے ہاتھ روک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

"یار ایک بات پوچھوں برا تو نہیں مانو گے ؟

" میں نے آج تک تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانا ھادی "

" ایسا تو نہیں کہ تم نے کسی کا دل دکھایا ہو اور اسی کی آہیں تمہیں بے چین کر رہی ہو "

سعیر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔۔مانو اسکے جسم سے ایک ایک قطرہ خون نچوڑ لیا گیا ہو۔۔اسکا رنگ زرد ہو گیا

" چھوڑو میں بھی ناں بس ، اب تم اتنے بھی برے نہیں ہو "

وہ سر جھٹک کر ہلکا سا ہنسا ، سعیر ہنس بھی نہ سکا۔۔کچھ توقف کے بعد انہیں چائے سرو کر دی گئی..

اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا اور اب بے توجہی سے چائے سے اڑتی بھاپ کو بغور گھورتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

" تمہیں یاد ہے ہماری شادی کیسے ہوئی تھی ؟ "

" ہم کون بھائی ؟ میں بیچارا تو ابھی تک کنوارا ہوں "

غیر متوقع سوال پر ھادی نے غیر متوقع ، مضحک بھرا جواب دیا

سعیر تپ کر بولا

" بیوقوف میں اپنی شادی کی بات کر رہا ہوں"

ھادی کپ رکھ کر اسے گھورتے ہوئے بولا

"کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو آج تم ؟ ہماری جب پہلی ملاقات ہوئی تب خیر سے تم شادی شدہ تھے۔۔تو مجھے کیسے معلوم ہو گا ، ہاں اتنا ضرور پتا ہے کہ تمہاری شادی پسند سے ہوئی تھی اور تمہاری

فیملی بڑی مشکل سے مانی تھی کیونکہ ان لوگوں کے بیچ خاندانی دشمنی چل رہی تھی، اتنا ہی پتا ہے مجھے"

ھادی نے ایک ہی بار بول کر لمبی سانس لی

مگر سعیر اسکی باتوں میں کہیں پیچھے ٹھہر گیا۔۔

خاندانی دشمنی ..!

اس کے اندر کچھ کلک ہوا۔۔

" ویسے کیا بات ہے آج تمہارا گھر جانے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟ ، میں تو ٹھہرا چھڑا چھانٹ تمہاری ایک عدد بیوی ہے ، جس کے شوہر ہو ، کچھ زمہ داری کا احساس ہے یا نہیں تمہیں .. "

ھادی نے شرارت بھرے انداز میں اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔۔

" چھڑے چھانٹ ہو اسکا مطلب یہ نہیں رات گئے تک مٹر گشتی کرتے رہو ، چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں "

وہ یکدم سنجیدگی سے کہہ کر چابی اٹھا کر باہر جانے لگا۔۔

" ارے چائے تو پی لو "

ھادی کی بات منہ میں ہی رہ گئی ..وہ منہ بسورتے ہوئے منمنایا

"اس آدمی کو بس میرے پیسے خرچ کروانے ہوتے ہیں ، خود تو خاندانی رئیس ہے ، اپنے غریب دوست کا کوئی احساس ہی نہیں کہ کتنی محنت سے پیسے کماتا ہوں میں"

وہ بڑبڑاتے ہوئے چائے ختم کرکے اسکے پیچھے لپکا۔۔

" زرا اونچی آواز میں بڑبڑائو ، میں بھی سنوں ، تم میری تعریف میں کیا کہہ رہے ہو ؟ "

سعیر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔

" بہت شوق ہے تمہیں تعریفیں سننے کا ، اپنی زوجہ محترمہ سے سننا بلکے آج تو تمہیں بہت کچھ سننے کو ملے گا ، رات کے دو بجنے والے ہیں تم ابھی تک آوارہ گردی کررہے ہو ، بھئی مجھے گھر چھوڑ دو ، میں محنت مزدوری کرنے والا بندہ ہوں صبح کو جلدی اٹھنا ہوتا ہے "

وہ بولا تو بولتا ہی چلا گیا۔۔

" مفلسی کا رونا روتے رہا کرو کمینے انسان ، جتنا تم وکیل لوگوں کو بے وقوف بنا کر پیسے چھاپتے ہو اتنا پیسہ تو اسٹیٹ بنک میں بھی نہیں ہو گا "

سعیر نے اچھی خاصی کردی۔۔

" بس بس زیادہ باتیں مت بنائو"

ھادی کو بے عزتی محسوس ہوئی تھی۔۔

سعیر مبہم سا مسکرایا۔۔

عفان انکل کی کال نے اسے علی الصبح جگا دیا تھا..

خیریت معلوم کرنے کے بعد چند باتیں کرکے انہوں نے فون بند کردیا.. اس نے وقت دیکھا ، صبح کے چھ بجنے والے تھے.. کھڑکی سے پردے ہٹائے ..

مٹا مٹا سا اندھیرا ابھی بھی باقی تھا ..

وہ جاگنگ پر جانے کا سوچنے لگی ...

اچانک اسکی نگاہ ایک کالے سائے پر پڑی..وہ چونک کر متوجہ ہوئی..سائے نے حویلی کے اندر داخل ہوتے ہی کالی چادر اتاردی..اسکی جانب پشت ہونے کے بعث وہ چہرہ نہیں دیکھ پائی..مگر اسکی لمبی سیاہ چوٹی نے عینی کی توجہ کا ارتکاز بن گئی ..

وہ حیرانی سے سوچنے لگی۔۔

"کون ہو سکتی ہے اتنی صبح صبح ؟ " ..

سر جھٹک کر بیگ سے ٹریک سوٹ نکالا اور جاگرز پہننے لگی ..اس نے ابھی تک الماری میں اپنا لگیج سیٹ نہیں کیا تھا..چند دن یہاں گزار کر اسے واپس میکسیکو چلی جانا تھا۔یہ سوچتے ہوئے اس نے ضروری نہیں سمجھا..

عموما وہ شیک بھی ساتھ لے جایا کرتی تھی مگر یہاں نظر انداز کر گئی

حویلی کے باہر گلیاں اور سڑکیں سنسان تھیں..انتہائی پرسکون ماحول تھا..

صبح کا منظر اسے فطری طور پر بہت پسند تھا ، تازہ ہوا کے جھونکے ، سنسنان شاہراہیں ، اور میکسیو کی خاموشی میں جاگنگ کرنے کا اپنا ہی مزا تھا۔۔

میکسیکو کی نسبت گائوں کی صبح قدرتی حسن کا شاہکار تھی..مٹی کی بھینی بھینی سی خوشبو ہوائوں پر چھائی ہوئی تھی ، فضا تروتازہ پھولوں سے معطر تھی..یہاں کی صبح بہت انوکھی اور نرالی تھی..گائوں خاصا ماڈرن تھا عمومی طور پر جو نقشہ اس نے کھینچا تھا گائوں اسکے برعکس تھا..

وہ ایک جگہ تھک کر رک گئی .. طویل سانس لی اور حواسواں کو نارمل کرنے لگی۔۔

اسے اپنا گھر ، آفس ، گرینی ، بابا سب بہت یاد آرہے تھے..یہاں کی ہر اجنبی چیز سے اسے کوفت ، وحشت ہورہی تھی..اسے جلد سے جلد میکسیکو واپس جانا تھا..

جہاں صبح کا آغاز بھی اسکے مطابق ہو..اور اختتام بھی

" گڈ مارننگ بی بی جی "

" مارننگ ، تم صبح صبح ہی آ گئے؟ "

عینی زرا چونکی..

" چھوٹی بی بی کالج جاتی ہیں ، اسلئے جلدی آنا پڑتا ہے..گائوں سے شہر جاتے وقت کافی ٹائم لگ جاتا ہے "

یسر نے بتایا

" اوہ "

وہ سر تا پا بغور اسکا جائزہ لینے لگی..وہ کہیں سے بھی ملازم نہیں لگ رہا تھا..اس نے مشکوک انداز میں پوچھا

" تم یہاں ملازم ہو ؟ "

" جی بی بی ، آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ "

یسر کو حیرانی ہوئی

" کیونکہ تم مجھے کہیں سے بھی ملازم نہیں لگتے ، ویسے یہاں ملازمت کی کیا ضرورت پڑی تمہیں ؟ "

اس نے دلچسپی سے پوچھا۔۔

پہلی بار لعل حویلی کا کوئی مکین ملازموں کی نجی زندگی میں اتنی دلچسپی دکھا رہا تھا

اسکا دل کیا سارا زہر اگل دے..جو انہی کی دین تھا

خود کو نارمل ظاہر کرتا ہوا بولا

" میرے بابا کی چند سال پہلے ڈیتھ ہوگئی تھی..اور میری ماما گورنمنٹ امپولائے ہیں..میں آجکل انجینیئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں ، جس کے اخراجات بہت ہیں، میں نے سوچا اپنی تعلیم کا خرچہ مجھے خود اٹھانا چاہیئے ، ماما پر گھر کے ساتھ ساتھ ہم تین بہن بھائی کی زمہ داری بھی تھی ..ان کا ہاتھ بٹانے کی خاطر میں نے یہاں نوکری کرلی..یہاں سیلری بھی میری ضرورت کے مطابق مل جاتی ہے " بتاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں عجیب سی ویرانی تھی۔۔

"مجھے یہ سن کر اچھا لگا کہ تم نے اپنی ماں کا احساس کرتے ہوئے اپنی زمہ داری کو سمجھا ، جو تمہاری عمر میں لڑکے کم ہی سمجھ پاتے ہیں "

اس نے مسکراتی نگاہوں سے سراہا

" جی "

وہ اتنا ہی کہہ سکا

" اینی ویز ، بیسٹ آف لک فیوچر انجینیئر "

وہ اسکا شانہ تھپکتی حویلی کے اندر چلی گئی۔۔

یسر زیر لب مسکرایا

" غضب خدا کا ، لڑکی یہ کیا پہن رکھا ہے تم نے ؟ فورا سے پہلے جائو اور کپڑے تبدیل کرکے آئو "

اماں سرکار نے ایک نظر اسے سر تا پا دیکھا اور آگ بگولہ ہو گئیں۔۔

نیلوفر کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

ہلکے گلابی رنگ کے چست ٹریک لباس میں ملبوس ، چاکلیٹی برائوں بالوں کو جوڑے میں مقید کیئے..

وہ مغربی حلیے میں دلکش لگ رہی تھی۔۔۔

" کیا مسلہ ہے میرے لباس میں ؟ اور میں کیوں تبدیل کروں؟ "

وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر ان کی تنقیدی نظروں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سکون سے پوچھنے لگی۔۔

اماں سرکار سر تا پا سلگ گئی

" کیا مسلہ ہے؟ یہ تم مجھ سے پوچھ رہی ہو ، بے شرموں کی طرح اپنی نمائش کرواتی پھر رہی ہو..

اسکے باوجود تم پوچھ رہی ہو کیا مسلہ ہے ؟ ایک بات کان کھول کر سن لو لڑکی ، اگر یہاں رہنا ہے تو

ہمارے طور طریقوں کے مطابق چلنا ہو گا ، ورنہ یہاں سے چلتی بنو "

اندر کی جلن یا نفرت اماں سرکار دل کی بات زبان پر لے ہی آئیں ، جسے سن کر نیلوفر بھی حیران رہ گئی۔۔

" نہ مجھے یہاں رہنا ہے اور نہ ہی مجھے آپ کے طور طریقوں میں کوئی انٹرسٹ ہے ممانی سرکار ، "

وہ لفظ چبا چبا کر بولتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔۔

" بد بخت اپنی ماں کی طرح ہے یہ بھی بے حیا ہے ،

خاندان میں ہماری ناک کٹوا کر ہی دم لے گی "

اماں سرکار کی بڑبڑاہٹ عینا کے کانوں تک بخوبی پہنچی جو اس کے دل میں تیر کی طرح چبھی تھی..اسکے قدم بروقت تھمے۔۔آنکھوں میں شعلے بھڑکنے لگے

" کیا کہا آپ نے ؟ "

" وہی جو تم نے سنا "

اماں سرکار ایک انچ بھی اپنے کہے سے پیچھے نہیں ہٹی۔۔نیناں کے لئے یہ منظر کسی دلچسپ فلم سے کم نہیں تھا۔۔

" یہ سچ ہے ، تمہاری ماں بھی بے حیا تھی جس نے گھر سے بھاگ کر تمہارے باپ کے ساتھ شادی کی ، اور نتیجاً یہ (اس پر انگلی تانی) تم جیسی بے شرم اور بے حیائی کی مورت لڑکی ہمارے سامنے کھڑی ہمیں آنکھیں دکھا رہی ہے آج"

عینا کی آنکھیں دھواں دھواں ہونے لگیں ، اسے کچھ نہیں سنائی دے رہا تھا..جس قدر نفرت سے وہ اسے دیکھ رہی تھی عینا کا سانس لینا دشوار ہوگیا..وہ بے انتہا آنسو آنکھوں میں لئے بھاگتی ہوئی حویلی سے نکل گئی۔۔

" ہونہہ "

اماں سرکار نے نفرت سے منہ پھیرا تھا

نیلوفر حواس باختہ ہوکر سائرس کو بلانے اسکے کمرے میں جانے لگی۔۔

" ادا ؟ ادا پلیز اٹھیں ورنہ کچھ غلط ہوجائے گا آج "

اسکی پریشان کن آواز سن کر اس نے گھبرا کر آنکھیں کھولی۔۔۔

"کیا ہوگیا صبح صبح خیریت تو ہے؟ "

" ادا پلیز باہر چلیں ، ورنہ اماں اس لڑکی کو کچھ کر دیں گی "

"کونسی لڑکی نیلوفر ؟ "

اس کا دماغ پوری طرح سے بیدار نہیں ہوا تھا

چہ ، عینا کی بات کر رہی ہوں میں ، اماں اس سے الجھ پڑی ہیں صبح صبح ، اسے بہت باتیں سنا رہی ہیں "

" عینا سے ؟ مگر کیوں ؟ "

ساری حسیں یک بہ یک بیدار ہونے لگی ، وہ حیران ہوتے ہوئے اٹھ بیٹھا

" پتا نہیں آپ چل کر خود دیکھ لیں ، پلیز چلیں "

وہ فورا اٹھا ، باہر کی طرف لپکا۔۔

" صبح صبح کیا ہو رہا ہے یہاں اماں؟ "

" کیا ہونا ہے ، اس لڑکی نے بے شرمی کی حد کردی ، زرا سی عقل دینا چاہی تو حویلی چھوڑ کر چلی گئی "

" کیا ؟ کیا مطلب حویلی چھوڑ کر چلی گئی ؟ کہاں گئی ؟ "

وہ ششدر رہ گیا۔۔

" ہمیں کیا ، ہماری بلا سے جہنم میں چلی جائے "

اماں سرکار نے کروفر سے کہا

انکی زبانی اسے اتنا تو اندازہ ہوگیا تھا کہ معاملہ کچھ اور ہی ہے۔۔

" ایسا کیا کہا آپ نے اس سے جو وہ حویلی چھوڑ کر چلی گئی؟"

وہ شکی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔۔

" یہ تم اس سے کیوں نہیں پوچھتے ، انتہائی نامناسب لباس پہن کر یہاں وہاں گھوم رہی تھی .. بھئی اس گھر میں دو جواں مرد ہیں اسے کچھ تو شرم کرنی چاہیئے ، اور پھر ہماری معصوم نیلی پر اسکا کیا اثر پڑے گا ، اماں سرکار نے زرا سا ٹوک دیا تو زبان درازی کرنے لگی "

جواب اماں کے بجائے نیناں کی جانب سے آیا تھا ..

سائرس نے تاسف بھری نگاہ باری باری سب پر ڈالی

" افسوس کا مقام ہے ، وہ یہاں ہماری مہمان ہے ، ہمارے بلاوے پر ہی آئی ہے اس کے باوجود آپ لوگ اسے کیسے ٹریٹ کر رہے ہیں "

سائرس شکیب سے پورچ میں کھڑی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔

"تم نے یہاں سے کسی کو باہر جاتے دیکھا ؟ "

اس نے ڈرائیور سے پوچھا۔۔

"جی جی وہ مہمان بی بی ؟

وہ روتے ہوئے یہاں سے باہر نکلی ہیں ،

یسر نے اک نگاہ اسے دیکھا اور باہر کی سمت اشارہ کرکے بولا۔۔

" تو تم نے اسے روکا کیوں نہیں"

وہ بے بات اس پر بھڑکتا ہوا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔

یسر نے سختی سے زبان دانتوں تلے دبالی..خاموش رہنا اسکی مجبوری تھی

" او مائی گاڈ ، سیریئسلی نیلی؟ یہ سب مجھے کسی فلمی کہانی سے کم نہیں لگ رہا اچانک تمہاری ایک خوبصورت حسین و جمیل کزن فارن سے حویلی آگئی.. تم لوگوں سے ملنے "

ردا اسکی باتیں سن کر مضاحکہ خیز انداز میں ہاتھ پر ہاتھ مار ہنسی۔۔

" تمہارے لئے یہ سب فلمی ہے ردا ؟ "

اس نے توہین آمیز نظروں سے ردا کو گھورا..

" ارے نہیں میری جان ، میں تو مزاق کر رہی تھی ، اچھا بتائو اسکے بعد کیا ہوا ؟"

ٹھوڑی کے نیچے مٹھی جما کر آگے کو ہوئی ، اور دلچسپی سے پوچھنے لگی..

" بد تمیز ، کتنے مزے لے لے کر سن رہی ہو تم "

نیلوفر نے رجسٹر اسکی کمر میں دے مارا۔۔

" افف اللہ ، ایک تو تم سے ہمدردی کر رہی ہوں ، اوپر سے مجھ ہی پر ظلم کر رہی ہو "

ردا نے منہ بناتے ہوئے کمر سہلائی

" ہمدردی نہیں کر رہی تم محترمہ ، مزاق اڑا رہی ہو میرا" نیلوفر نے خشمگین نظروں سے گھورا

" اچھا تمہارے اس لوور کا کیا ہوا ؟ "

اسکے بے ساختہ سوال پر نیلوفر کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔۔

" کونسا لوور؟ کس کی بات کر رہی ہو تم ؟ "

اس کی تھوک نگل کر خشک گلا تر کیا۔۔

"بس کرو یار نیلو ، تم خود سے کب تک جھوٹ بولو گی ، کب تک لاپرواہ ظاہر کرو گی خود کو ، محبت ایک نہ ایک دن اپنا آپ منوا ہی لیتی ہے "

ردا کی باتوں پر وہ ساکت رہ گئی..

" ویسے وہ ہینڈسم تو بہت ہے ، پڑھا لکھا بھی لگتا ہے ، اس سے کہو اگر وہ سیریئس ہے تو تمہارے گھر رشتہ بھیجے ؟ بیکار میں وقت ضایع کیوں کر رہا ہے ،کیا چاہتا ہے ؟ "

" یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو ردا ،رشتہ کس کے ہاں کرنا ہے یہ بھی میرے پیرنٹس طے کرتے ہیں ، وہ بھی بڑے حکم کی اجازت اور پسند کے مطابق ، ادا سعیر میری جان لیں لے گے ، اگر یہ رشتے والی بات ان کے کانوں میں پڑی تو "

اسکے لفظوں اور چہرے پر خوف کی پرچھائیاں لہرائیں۔۔

" کم آن نیلوفر ، کب تک حویلی میں نظر بند رہو گی..بس بھی کر چکو یار اپنے بھائیوں سے ڈرنا چھوڑدو ، تم کب بڑی ہو گی کب اپنے بارے میں سوچو گی ، ان اَن دیکھی بیڑیوں سے آزاد کروائو یار خود کو ، حویلی سے باہر بھی ایک دنیا ہے "

" تم کیا کہہ رہی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا "

نیلوفر کو لگا کہ تھوڑی دیر اور اس کے پاس بیٹھی تو اسکی باتوں میں الجھ جائے گی۔۔

وہ تیزی سے کتابیں سمیٹتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

ردا نے جبراً اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔

" نیلی ؟؟ نیلی ؟ رکو یار۔۔میں تمہاری بھلائی کے لئے ہی کہہ رہی ہو پلیز تھوڑا غور کرو میری باتوں پر کم از کم اپنے لئے تو اسٹینڈ لینا سیکھو ، میں تمہیں ایسے گھٹ گھٹ کر جیتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتی "

وہ پھٹ پڑی ..

" تم کب سمجھو گی ردا میں اپنی زندگی سے مطمئن ہوں مجھے کچھ اور نہیں چاہیئے "

وہ زچ ہوکر بولی

" تم مطمئن ہو ، لیکن تم خوش نہیں ہو۔۔تمہارے بھائیوں نے تمہیں اس حویلی میں قید کر رکھا ہے تمہیں باہر کی ہوا نہیں لگنے دی۔۔اور اس وجہ سے وہ نقصان اٹھائیں گے دیکھنا تم "

وہ غصے سے کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے چلی گئی۔۔نیلوفر منہ کھولے بات کا مفہوم سمجھنے کی کوشش میں ایک دو پل کھڑی رہی پھر قدم بڑھادیئے ...

" تمہاری ماں بے شرم تھی ، گھر سے بھاگ گئی تھی تمہارے باپ کے ساتھ "

ممانی سرکار کے الفاظ اب تک اسکی سماعتوں پر ہتھوڑے کی مانند برس رہے تھے .. وہ بھاگتے بھاگتے بہت دور آگئی تھی ..ان آوازوں سے اسکا پیچھا نہیں چھوڑا تھا .. تھک کر رکی ، لمبے لمبے سانس لیتی درخت کے تنے سے ٹیک لگا زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔

اس نے زندگی بہت برا وقت دیکھا تھا جسکا بہادری سے سامنا بھی کیا تھا.. وہ کبھی نہیں روئی تھی .. آج چوٹ اسکے دل پر لگی تھی.. دل چاہ رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر روئے روئے۔۔وہ نہیں جانتی تھی ممانی کی باتوں میں کتنا سچ تھا اور کتنا جھوٹ ، مگر انہیں اک مرحوم شخص کے لئے اس قسم کے الفاظ

استعمال کرتے ہوئے لحاظ کرنا چاہیئے تھا.. اپنے لئے 'بے حیا' ، 'بے شرم' جیسے لفظ گالی محسوس ہوئے تھے۔۔

اسے یہاں کتنا وقت بیت چکا تھا کچھ خبر نہیں ہوئی۔۔گاڑی کے ٹائر چرچرانے کی آواز پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔۔

" تم یہاں ہو ؟ میں نے تمہیں ہر جگہ تلاش کیا عینا ، کتنا پریشان ہوگیا تھا میں تمہارے لئے کہ تمہیں راستوں کا بھی پتا نہیں ہے .. اور تم یہاں کیوں بیٹھی ہو ؟ "

وہ خود کو روک نہیں پایا۔۔

" اپنی جھوٹی ہمدردی سمیت یہاں سے چلے جائو ورنہ بہت برا پیش آئوں گی میں سائرس سلطان "

ہر خوف سے ماورا ہوکر تنبیہہ کی

" عینا ایک بار میری بات سن لو ، میں نہیں جانتا اماں سرکار نے تم سے کیا کہا ہے لیکن اگر تمہارا دل دکھا ہے انکی باتوں سے تو میں ان کی طرف سے معافی مانگتا ہوں "

سائرس نے تحمل سے جواب دیا

" تم نہیں جانتے تمہاری 'اماں سرکار ' نے کیا کہا مجھ سے ، انہوں نے مجھے بے شرم ، بے حیا ، نمائشی ، اور نہ جانے کیا کیا باتیں سنائی ہیں مجھے "

وہ آنکھوں کی نمی چھپا کر انتہائی غصے میں اٹھ کر اسکے پاس آئی۔۔

سائرس لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

اس کے لئے یہ لمحہ تکلیف دہ تھا۔۔وہ اسے یہاں ایک بہتر زندگی دینے کے مقصد سے لایا تھا مگر اماں اس مقصد کے راہ میں کانٹے بچھانے کا تہیہ کر چکی تھی۔۔شاید

وہ اسے چھپ دیکھ کر تنزیہ اور کاٹدار لہجے میں بولی

" ہونہہ ، تم نے سہی کہا تھا .. یہاں سب لوگ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔اتنی کہ میں خود کو لائق نہیں سمجھتی اس محبت کے۔۔اور تم ؟ مجھے لگا تھا تم ان سب سے مختلف ہو۔۔مگر تم نے پہلے ہی دن مجھے غلط ثابت کر دیا۔۔تم نے مجھ سے جھوٹ بولا سائرس سلطان۔۔ہے ناں؟؟ "

وہ آنچ دیتی نگاہوں سے اسکو گھورتی جواب کا انتظار کر رہی تھی .. جو سائرس نہیں دے سکا .. اس نے لب مہر بند کر لئے

وہ شکستہ ، نم لہجے میں کہتی مصمم ارادہ کر چکی تھی

آئی ہیٹ یو ، آئی جسٹ ہیٹ یو سائرس "

اب کی بار سائرس چپ نہیں رہ سکا

" میں مانتا ہوں میں نے تم سے جھوٹ بولا ، لیکن تم یہاں رہو گی تو سب سمجھ جائو گی کہ میں نے ایسا کیوں کیا "

مجھے نہیں رہنا یہاں ، بہتر ہو گا تم مجھے واپس چھوڑ آئو "

وہ نظر انداز کر کے بولی۔۔

" اب تم یہاں سے نہیں جا سکتی عینا "

اس نے آخر کار کہہ دیا

عینا کا دل بری طرح سے گھبرایا ..وہ بلاارادہ دو چار قدموں کا فاصلہ سمیٹ کر پوچھنے لگی

" کیا ؟ کیا مطلب نہیں جا سکتی؟ "

" دادا سرکار تمہیں کسی صورت دوبارہ نہیں جانیں دیں گے"

وہ تاسف سے اسکے حسین چہرے پر ہوائیاں اڑتی دیکھنے لگا۔۔

عینا بے یقین ہو کر پھٹ پڑی

" بھاڑ میں جائو تم ،اور تمہارے دادا سرکار ، وہ ہوتے کون ہیں میرے معاملات طے کرنے والے "

وہ ہزیانی انداز میں چلائی۔۔

" اور تم ؟ تم اپنی زمہ داری پر لائے تھے نا مجھے ؟

اب وہ اسکے نشانے پر تھا۔۔

" آئی ایم سوری ، میں کچھ نہیں کر سکتا تمہارے لئے "

وہ یکدم اجنبی ہوگیا

زندگی میں پہلی بار کسی کے سامنے اتنا شرمندہ ہوا تھا۔۔"تو تم بھی اس سارے کھیل میں شامل تھے ، دھوکے باز انسان۔۔اب مجھے پتا چلا کیوں عفان انکل مجھے نکاح کے بغیر یہاں نہیں بھیجنا چاہتے تھے کیونکہ وہ تم لوگوں کی اصلیت سے واقف تھے "

عینا نے انتہائی نفرت سے اسے خود سے دور دھکیلا اور مخالف سمت چلنے لگی۔۔آنکھوں میں آئی نمی کو سختی رگڑ کر صاف کیا۔۔

" عینا میری بات سنو ، رکو کہاں جا رہی ہو ؟

اس نے لپک کر کلائی پکڑلی۔۔۔

" نام مت لو میرا فریبی انسان "

وہ نفرت سے پھنکاری۔۔

وہ نظرانداز کرکے سختی سے بولا

"تم کہیں نہیں جارہی ہو ، میرے ساتھ حویلی واپس چلو "

" تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھ پر حکم چلانے کی ، مجھے دھوکہ دینے کے بعد تمہیں ابھی بھی لگتا ہے کہ میں تم پر بھروسہ کروں گی۔۔"

اسکی آنکھوں اور لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی سائرس کے لئے۔۔

وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

" مجھے مجبور مت کرو ، میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا عینا "

" تم سے اور امید بھی کیا کی جا سکتی ہے"

وہ اسے کھینچ کر گاڑی تک لے آیا۔۔

" ہاتھ چھوڑو میرا ، مجھے واپس نہیں جانا تمہارے ساتھ "

وہ مزاحمت کرتی ہوئی چلائی۔۔

عینا جتنی نازک معلوم ہوتی تھی اس سے کہیں زیادہ مضبوط تھی۔۔وہ خود کو چھڑا کر بھاگنا چاہتی تھی مگر اچانک سامنے ایک بھدے سے حلیے والی بوڑھی عورت آگئی۔۔اسکے لبوں سے دلخراش چیخ نکلی وہ بے ساختہ سائرس کے سینے سے لگ گئی۔۔

" چھوڑ دو اس لڑکی کو ، ورنہ تم اس کی وجہ سے بہت تکلیفیں اٹھائو گے "

سائرس مشکوک بوڑھیا کی بات سن کر ششدر رہ گیا۔۔خود عینا خوف کے مارے سن سی ہوکر رہ گئی تھی۔۔

" سرکار آپ یہاں ؟ سب خیر تو ہے ؟ "

زلفی اس دیکھ کر بھاگتا ہوا وہاں آیا۔۔

جس کی آواز سن کر وہ دونوں ہوش میں آئے ..

" وہ بڑھیا کون تھی ؟ "

سائرس ابھی تک اس بڑھیا کی باتوں میں الجھا ہوا تھا۔۔

" پاگل بڑھیا ہے سرکار ، لوگوں کے بارے میں اول فول بکتی رہتی ہے "

زلفی نے ناپسندیدگی سے کہہ کر ٹال دیا۔۔

"چلو گاڑی میں بیٹھو عینا "

وہ تحکمانہ لہجے میں کہا

" میں نہیں جائوں گی ، میں یہاں کسی کنویں میں کود کر جان دے دوں گی مگر واپس نہیں جائوں گی ۔۔جب تک تمہاری اماں سرکار مجھ سے معافی نہ مانگ لیں "

وہ کافی حد تک خود کو کمپوز کر چکی تھی۔۔ایک ایک لفظ باور کرواتی ہوئی بولی

سائرس جانتا تھا اسکا مطالبہ ناممکنات میں سے ہے۔۔اسی لئے ملتجی ہوا

" عینا میری مشکلات میں اضافہ مت کرو۔۔اماں سرکار کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں تم سے "

" تم نے جو مجھ سے جھوٹ بولا ہے اور دھوکہ دیا تم 'اسکے لئے' معافی کیوں نہیں مانگتے سائرس سلطان "

وہ غصے میں باور کروانے لگی۔۔

"تم ایسے نہیں مانو گی نا؟ "

اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا۔۔

" میں تم سب کی زندگی جہنم بنادوں گی۔۔بہتر یہی ہو گا کہ تم لوگ مجھے میکسیکو واپس چھوڑ آئو "

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے باکی سے بولتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

سائرس لب بھینچ کر بہت کچھ اپنے اندر دبا گیا۔۔یہی تو کیا کرتا تھا وہ۔۔کسی کے راز ، کسی کا دکھ، کسی کا دھوکہ ، ادھوری خواہشیں اور لا تعداد امنگوں کا قبرستان اسکے اندر مدفون تھا۔۔جو صرف وہی جانتا تھا۔۔جبکے دنیا صرف نرم دل ،درگزر کرنے والے 'سائرس' کو جانتی تھی۔۔جو احساس اور محبت کرنے والا شخص تھا۔۔جس کے لئے بہت کچھ سہنا بھی پڑتا تھا ، لیکن لوگ سہنا کم اور کہنا زیادہ جانتے تھے۔۔

" تم پھر واپس لے آئے اس بد زبان کو"

اماں سرکار کا پارہ پھر سے ہائی ہونے لگا۔۔

سائرس بے چارہ ان کے درمیان بلاوجہ پس کر رہ گیا تھا

" عینا تم کمرے میں جائو "

رخ پھیر کر عینا کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔۔

"تم ہوتے کون ہو مجھ پر رعب جمانے والے "

وہ اکڑ کر بولی

" عینا پلیززززز "

وہ زچ ہوا ..

" دیکھا تم نے کس قدر بد تمیز ہے یہ لڑکی۔۔۔کسی کا لحاظ نہیں ہے اسے ، مجھے تو سمجھ نہیں آرہا تم اسے واپس کیوں لائے ہو سائرس "

اماں سرکار کو بیٹے کی عقل پر افسوس ہوا

عینا نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔ان توہین آمیز الفاظوں پر اسکا دل کیا اس عورت کا منہ نوچ ڈالے۔۔اس نے طیش میں آکر کانچ کا پانی سے بھرا جگ زور سے ہاتھ مار کر زمین پر پھینک دیا۔۔جو ان کے قدموں گرا تھا

اماں سرکار اس حملے کے لئے تیار نہیں تھیں ، چیختے ہوئے دور ہٹی۔۔

سائرس خود ہکا بکا رہ گیا۔۔اسے معلوم نہیں تھا وہ غصے میں انتہائی حرکت بھی کر سکتی ہے۔۔

" بس بہت ہوگیا ، تمہیں پیار کی زبان سمجھ نہیں آئے گی"

اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا لایا اور بہت زور سے بیڈ پر دھکیلا دیا۔۔

" تمہیں اماں سرکار کے سامنے یہ حرکت نہیں کرنی چاہیئے تھی۔۔اگر انہیں چوٹ آجاتی تو .. "

وہ اس پر چلایا

عینا کی آنکھوں میں مرچیاں سی بھر گئیں ، وہ اس سے بھی اونچی آواز میں چلائی۔۔۔

" وہ جو اپنی باتوں سے مجھے چوٹ پہنچا رہی ہیں اس کا حساب کون دے گا ؟ اس بات کا احساس ہے تم لوگوں کو مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے ؟ نہیں نا ، اور احساس ہو گا بھی کیوں میں لگتی کیا ہوں تمہاری۔۔؟ تمہیں اور تمہارے جاہل خاندان کو کسی بات کا احساس نہیں ہے ، سب کے سب جانور ہیں یہاں "

" عینا زبان سنبھال کر بات کرو " وہ چیخا۔۔

"دفع ہو جائو یہاں سے"

غصے سے بے قابو ہو کر بد لحاظی سے بولی۔۔

سائرس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

" میں نے کہا دفع ہو جائو یہاں سے "

اس بار وہ حلق کے بل چلائی۔۔

" بلکل چلا جائوں گا ، لیکن تم ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔اگر تم نے دوبارہ حویلی کے کسی بھی شخص کے ساتھ یہ رویہ اپنایا تو میں بہت برا پیش آئوں گا عینا ، اور اپنی ڈریسنگ پر بھی زرا دھیان دو "

اب وہ مشرقی مرد بن گیا تھا۔۔جسے اپنی عزت اور روایتوں کا پاس رکھنا تھا۔۔ایک سخت نگاہ اس پر ڈال کر غصے سے باہر نکل گیا۔۔

وہ کمزور پڑنے لگی۔۔اسے رونا آرہا تھا۔۔کسی کے سامنے رو کر وہ خود کو کمزور ظاہر نہیں کر سکتی تھی ۔۔اسکی آنکھوں سے آنسو چھلکنے کو بے تاب تھے۔۔سست قدم اٹھاتے ہوئے دروازہ مقفل کیا اور پشت ٹکا کر سسکنے لگی۔۔

" نیلی ؟ "

کسی نے محبت سے چور لہجے میں اسے پکارا۔۔

وہ اچھل کر مڑی۔۔

" تمہیں یاد ہے میں نے لاسٹ ٹائم کس شرط پر تمہیں جانے دیا تھا ؟ "

وہ آج سنجیدہ تھا۔۔بے حد سنجیدہ

نیلوفر نے بے ساختہ آس پاس نظر دوڑائی۔۔

" تمہیں کونسی زبان سمجھ آتی ہے ؟ ہیں ؟ کتنی بار بتائوں میں تم سے محبت کرتا ہوں تمہارے قریب رہنا چاہتا ہوں ، تم ہو کہ مجھ سے ایسے دور بھاگتی ہو جیسے میں کوئی حیوان ہوں "

وہ والہانہ انداز میں چیختا ہوا اسکی سمت بڑھا۔۔۔

" مجھ سے دور رہیں ، میرے پاس مت آئیں "

وہ خوفزدہ ہوکر الٹے قدم اٹھانے لگی۔۔

" کیوں ؟ کیوں نہ آئوں تمہارے پاس ؟ اوہ ، تمہیں ڈر ہے کوئی دیکھ نہ لے ..؟

وہ کہتا ہوا اسکی طرف بڑھا اور کلائی پکڑ کر کالج کی بیک سائیڈ پر لے آیا جہاں وہ کبھی نہیں گئی تھی ۔۔

" آپ مجھے ہراس کر رہے ہیں ، میں پرنسپل سے آپ کی کمپلین کردوں گی ورنہ ، مجھے جانیں دیں "

وہ رو دینے کو تھی۔۔۔

"یو نو واٹ ؟ تم روتی ہوئی اور بھی حسین لگتی ہو ، ویسے جس سے چاہے کمپلین کردو میں کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتا "

اسکی بھیگتی آنکھوں میں دیکھ کر بولنے لگا

" تم اتنی بھی بچی نہیں ہو کہ محبت اور ہراسمنٹ کے بیچ فرق نہ کر سکو "

اس نے کہتے ہوئے اسکی گلابی ہتھیلوں کی لکیروں بہت نرمی سے چھوا۔۔

نیلوفر کا دل ہتھیلوں میں دھڑکنے لگا۔۔

اس نے حواس باختہ ہوکر ہاتھ کھینچنا چاہا مگر مقابل نے آنکھوں میں برہمی لئے اسے گھور کر گرفت سخت کی۔۔"بتائو ؟ کیوں اگنور کرتی ہو مجھے ؟ میرے فون کالز ؟ میرے میسیجز ؟ "

وہ بہت فرست سے اس کے صورتی خدوخال کو آنکھوں کے رستے دل میں اتارنے لگا۔۔

" مجھے جانے دیں ، ڈرائیور انتظار کر رہا ہوگا اگر ادا کو پتا چل گیا تو میری جان لے لیں گے "

اس نے ہاتھ کھینچ کر کہا۔۔

" تمہارے ادا نے ایسا سوچا بھی تو میں اُسکی جان لے لوں گا "

اسکی رگیں تن گئیں

نیلوفر نے گھبرا کر آس پاس دیکھا۔۔۔

" ایسے کیا دیکھ رہی ہو ، میرے سوال کا جواب نہیں دیا تم نے نیلی؟ "

وہ اس کا سکون رخصت کرکے بہت سکون میں تھا۔۔۔

"میرے پاس فون نہیں ہے "

اس نے تھوک نگلا۔۔۔

"اوہ ، تو یہ مسلہ ہے ، ایک کام کرو تم یہ میرا فون رکھ لو ؟ " اس نے اگلے ہی لمحے اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔ اور بیگ سے فون نکالنے لگا۔۔

وہ بھاگتی ہوئی سنگی بینچ سے اپنا بیگ اٹھا کر گیٹ سے پار نکل گئی۔۔

" نیلوفررررر "

اپنے پیچھے اسکی وحشیانہ پکار سن کر اندر تک لرز گئی۔۔

" آپ ٹھیک تو ہیں بی بی ؟ "

یسر آج پھر اسے بکھری ہوئی حالت میں دیکھ کر پریشان ہوکر پوچھنے لگا۔۔جو ہانپ رہی تھی

" بی بی ؟ سب ٹھیک ہے نا؟"

اس نے سوال دہرایا۔۔جواب نا پاکر وہ بری سے پریشان ہوگیا تھا۔۔

" پانی پی لیں۔۔آپ مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی ؟ کیا ہوا ؟ کچھ بتایئے تو سہی؟ "

اس نے ڈیش بورڈ سے پانی کی بوتل نیلوفر کی جانب بڑھائی۔۔۔

" کچھ نہیں ، میں ٹھیک ہوں۔۔تم پلیز چلو یہاں سے"

وہ خود کمپوز کرتے ہوئے بولی

یسر کا دل ماننے کو تیار نہیں تھا..لیکن مزید سوال نہیں پوچھ سکتا تھا۔۔

خاموشی سے اگنیشن میں چابی گھماتا ہوا گاڑی ریورس کرنے لگا۔۔۔

حویلی پہنچ کر وہ تیزی سے گاڑی سے نکلی۔۔

" بی بی جی ؟؟؟ زرا رکیئے مجھے آپ سے کام ہے ؟؟ "

وہ کہتا ہوا گاڑی سے نکلا۔۔

" کیا کام ہے ؟ "

وہ خود کو نارمل ظاہر کرتی ہوئی مڑی۔۔

" یہ فون میں نے ٹھیک کروا دیا ہے جو آپ نے مجھے دیا تھا" لمحے بھر کو نظر اسکی گلابی رنگت پر ڈالتا نظریں جھکا گیا۔۔

" تھینک یو یسر "

وہ مشکور ہوئی۔۔

" کوئی بات نہیں ، اگر کالج میں کوئی مسلہ ہے تو آپ۔۔۔

اسکی سنجیدہ صورت دیکھ وہ کہتے کہتے بات لبوں میں ہی دبا کر فوراً معذرت کرنے لگا

"معافی چاہتا ہوں "

وہ جواب دیئے بغیر ایک اچٹتی نگاہ ڈال کر تیز تیز قدم اٹھاتی حویلی کے اندر چلی گئی۔۔

سکینہ نے یہ منظر بہت دلچسپی سے دیکھا۔۔پھر کچھ سوچ کر مسکرائی۔۔اسکا رخ نیناں بی بی کے کمرے کی طرف تھا

****

" ماما ؟ خانساماں؟ سب کہاں ہیں ؟ کوئی نظر نہیں آرہا ، مجھے بھوک لگی ہے یار "

وہ باآواز کہتا بیگ رکھ کر صوفے پر پھیل گیا۔۔

"ممانی اور ماموں باہر گئے ہیں ، کسی دوست کے ہاں ، میں تمہیں کھانا گرم کر دیتی ہوں "

پچھلے واقعے کے بعد سے وہ اسکے سامنے آنے سے کترا رہی تھی ، نظریں تک نہیں ملا پارہی تھی۔۔

" ٹھیک ہے ، میں فریش ہوکر آتا ہوں "

وہ سپاٹ لہجے میں بولا

آبش کے انٹر کے امتحانات ہونے والے تھے وہ دن رات تیاریوں میں مگن تھی۔۔امتحانات میں اچھے نمبر حاصل کرنے کے بعد ہی وہ ابا سے آگے یونیورسٹی میں پڑھائی جاری رکھنے کے متعلق بات کر سکتی تھی۔۔۔ورنہ اسے گائوں لوٹ کر جانا تھا۔۔وہ آگے پڑھنا چاہتی تھی۔۔زندگی میں کسی مقام پر پہنچنا چاہتی تھی تاکہ خاندان میں دوسری لڑکیوں کے لئے راستے کھول سکے۔۔۔اپنے خیالوں میں غرق وہ پلٹی تو حسین کے سینے ٹکرائی۔۔پل بھر کو نظریں ملیں اور اس نے نظروں کا محور بدل لیا۔۔

حسین کے لبوں کو مسکراہٹ چھوگئی۔۔

"تم بھی بیٹھو"

"مجھے بھوک نہیں ہے "

وہ بس اسکی نظروں سے دور ہوجانا چاہتی تھی۔۔

" رئیلی ؟ مجھے بھی بھوک نہیں ہے "

وہ ہاتھ روک کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔۔

آبش نے ایک سرد اس پر ڈالی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔

" کھائو اب میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو"

اسکی والہانہ نگاہوں سے زچ ہوئی۔۔

" تمہارا منہ ہے ہی اتنا حسین کیا کروں کنٹرول نہیں کر پارہا میں خود کو "

اسکی تپی صورت مزہ دینے لگی

اسکے ذو معنی جملوں اور نظروں سے کنفیوز ہوکر جھلا اٹھی۔۔

"حسین اسٹاپ اٹ "

"فار واٹ آبش ؟ "

شان بے نیازی کا عالم ہی انوکھا تھا۔۔

" حسیننن "

وہ چمچ پلیٹ میں پٹختی ہوئی جھلا کر اٹھی۔۔

حسین نے لپک کر اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔

" میرا ہاتھ چھوڑو "

وہ ضبط کے مارے سرخ ہونے لگی۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا جب آبش کو بہت غصہ آتا تھا تو وہ رو پڑتی تھی

" نہ چھوڑوں تو کیا کرلوگی ؟" اسکا انداز چیلنجنگ تھا۔۔

"حسین میری مشکلیں اور مت بڑھائو ، مت آیا کرو میں راستے میں ، تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں میں تم سے محبت نہیں کرتی "

" میری آنکھوں میں دیکھ کر کہو کہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے "

اسکا یقین چٹانوں کی مانند مضبوط تھا۔۔

" بچپنا چھوڑ دو حسین ، اب ہم بڑے ہوگئے "

اس نے سختی سے کہہ کر اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑالیا۔۔"یہ بچپنا نہیں ہے محبت ہے ، کاش ہم بڑے ہوئے ہی نہ ہوتے۔۔مجھے کیا معلوم تم بڑی ہوکر اتنی نک چڑی ہوجائو گی "

وہ منہ بسورتے ہوئے بولا

" خود پر غور کیا ہے تم نے کبھی ؟ کتنے غصیل اور سڑیل ہوگئے ہو "

وہ جل کر بولی

" کم از کم تمہارے جیسا بزدل نہیں ہوں "

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے بزدل کہنے کی "

"جو معاملات سے بھاگتے ہیں وہ بزدل کہلاتے ہیں "

" کیسا معاملہ ؟ "

" میرے دل کا معاملہ محترمہ " وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا

آبش کے دل میں ہلچل سی ہوئی۔۔اس نے دامن بچا کر نکلنا چاہا..

" آبش ؟ "

حسین نے اس قدر جذبوں سے چور آواز میں پکارا۔۔وہ چاہ کر بھی نظرانداز نہیں کر سکی ۔۔پلٹ کر اسے دیکھا

" مت دو سزا خود کو بھی اور مجھے بھی ، میں جانتا ہوں تمہارے دل میں میرے لئے جذبات موجود ہیں ، جسے تم چھپانا چاہ رہی ہو پتا نہیں کیوں "

وہ چند پل اسے دیکھتی رہی پھر تیزی سے کمرے میں چلی گئی۔۔

حسین نے بیزار سا تنفس کھینچا۔۔اسکی بھوک تو کب کی مٹ چکی تھی

" میکال ؟؟؟ میکال ! بیٹا کہاں ہو ، چلو جلدی میں لیٹ ہورہی ہوں "

سڈول سی کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھتی ہوئی عجلت میں لگ رہی تھی۔۔۔

" مما میں تو جلدی اٹھ گیا تھا انا ہمیشہ نے دیر کردیتی ہیں"

پانچ سالہ میکال تقریبا دوڑتا ہوا آیا۔۔

" آرام سے بیٹا "

اس نے فورا سے ٹوکا۔۔

" الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ! کتنا جھوٹا ہے آپکا بیٹا آپی ، حالانکہ خود دیر سے جاگا ہے ، دیر سے ناشتہ کیا دیر سے ریڈی ہوا اور الزام مجھ پر لگا رہا ہے۔۔ناٹ فیئر "

مائشہ نے میکال کو گھور کر کہتے ہوئے کان مروڑا۔۔

" آپ کے میک اپ کی وجہ سے مما کو لیٹ ہوا ہے انا "

میکال نے جواباً اسکے خوبرو چہرے کی طرف اشارہ کرکے کہا۔۔مائشہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

" شٹ اپ یوو لٹل ریٹ ، تمہارے چاچا کے پیسوں سے نہیں آتا میک اپ ، اس لئے منہ بند رکھو "

نخوت سے کہہ کر بیگ کندھے پر درست کیا۔۔میکال نے اسکی اتاری تھی۔۔

سرینہ کا قہقہہ بے ساختہ بلند ہوا تھا۔۔

" آئندہ میرے میک اپ پر ججمنٹ مت دینا ، ورنہ بہت ماروں گی۔۔"

مائشہ نے تنبیہہ کی

" بس کرو تم دونوں آج کوٹ میں میرے بہت امپورٹنٹ کیس کی ہیئرنگ ہے اور میں تمہاری وجہ سے لیٹ ہوں ، اب جرح کرنا بند کرو تم دونوں اور گاڑی میں بیٹھو "

سرینہ زچ ہوکر بولتی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنے لگی۔۔۔

" میں مما کے ساتھ بیٹھوں گا "

میکال بھاگتے ہوئے فرنٹ سیٹ کی جانب بڑھا

"اچھی بات ہے ججمینٹل لوگ مجھ سے دور ہی رہیں "

اس نے میکال کو سنانے کے لئے کہا تھا۔۔اور پچھلی نشست سنبھال لی۔۔

سرینہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔

" تم بھی بچے کے ساتھ بچی بن جاتی ہو ، ہر بات کا جواب دینا ضروری ہے "

مائشہ تلملا کر بولی

" اوہوو آپی آپ کا بیٹا جو ہے میکال ، اوپر سے آپ وکیل بھی ہیں سمجھ سکتی ہوں وکالت تو جھاڑیں گی ناں آپ ، اپنے بیٹے کا دفاع بھی کریں گی "

" حد ہوگئی مائشہ "

سرینہ کا دل کیا سر ڈیش پر زور سے پٹخ ڈالے۔۔میکال ان کی گفتگو سے لطف اٹھا رہا تھا۔۔

" آپی پہلے مجھے اکیڈمی چھوڑ دیں۔۔"

" مما پہلے مجھے اسکول ڈراپ کریں "

" شاطر چوہا "

مائشہ دانت پیس کر رہ گئی۔۔

سرینہ نے پہلے میکال کو بورڈنگ اسکول چھوڑا اور پھر اکیڈمی کے سامنے گاڑی روکی۔۔

" آئی ہوپ تم لیٹ نہیں ہوئی ہو گی "

اس نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا

" آپ کا بیٹا تو ٹائم سے پہنچ گیا نا ، میری پرواہ کسے ہے۔۔اینی ویز ٹیک کیئر "

وہ بڑبڑاتی ہوئی گاڑی سے نکل گئی۔۔ہمیشہ کی طرح وہ آج بھی نہیں سمجھ پائی تھی کہ مائشہ کو اس کے پانچ سالہ بچے سے کیا خار تھی۔۔پھر سر جھٹک کر گاڑی اسٹارٹ کی۔۔آج کے کیس کے بارے میں سوچنے لگی۔۔پیشے سے وہ ایک وکیل تھی۔۔باپ کے گزرنے کے بعد اسکی ماں بڑے بھائی کے پاس مسقط شفٹ ہوگئی تھی۔۔اور مائشہ کی پڑھائی کی زمہ داری اس نے اپنے کندھوں پر لے لی تھی۔۔وہ تینوں یہاں مائشہ کی اور میکال کی شرارتوں ، جھگڑوں کے علاوہ بہت خوش باش زندگی گزار رہے تھے

۔۔۔

"افففف ، اتنی لیٹ وکیل صاحبہ آج آپ نے اپنا بنایا ہوا ایک رول خود ہی توڑ دیا "

ھادی اسے آتا دیکھ کر دور ہی سے بولا۔۔

" آئی ایم سو سوری ، آج میکال کو بھی اسکول چھوڑنا تھا اسلئے لیٹ ہوگئی "

اس نے معصوم سی صورت بنا کر کہا۔۔

" وہ سب تو ٹھیک ہے مگر جج صاحب بہت غصے میں ہیں ، جلدی جائو۔۔"

ھادی نے اسکے ڈاکومنٹس تھماتے ہوئے کمرہ عدالت کی راہ دکھائی۔۔

" دعا کرنا میرا ریکارڈ برقرار رہے اور اس بار بھی جیت انصاف کی ہو "

" انشااللہ"

وہ دل سے مسکرایا

"بی بی جی ؟ عینا بی بی دروازہ کھولیں ، میں آپ کے لئے کھانا لائی ہوں آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے "

نوری کو اس سے ہمدردی ہورہی تھی۔۔

عینا نے سرخ انگارے ہوتی نگاہ سے دروازے کو گھورا۔۔سارا غصہ اور غبار آنکھوں کے رستے آنسوئوں کے زریعے بہہ چکا تھا۔۔مسلسل بجتے دروازے سے تنگ آکر وہ بلا آخر اٹھی۔۔

" کیا مسلہ ہے تمہارے ساتھ؟ "

اسکی آواز بے ساختہ بلند ہونے لگی۔۔نوری گھبرا گئی

"بی بی جی میں کھانا لائی ہوں آپ کے لئے "

"میں کسی کی بی بی نہیں ہوں۔۔عینا نام ہے میرا۔۔مجھے عینا ہی بلائو۔۔تمہارے لئے بہتر ہو گا تم مجھے حویلی کا فرد سمجھ کر آئو بھگت کرنا چھوڑ دو ، اور یہ کھانا لے جائو واپس مجھے کچھ لائٹ سا لاکر کردو میں اتنا ہیوی نہیں کھا سکتی "

ایک ہی بار میں کہہ کر ٹھاہ سے دروازہ بند کرکے واپس پلٹ گئی۔۔نوری سہم کر پیچھے ہوئی۔۔

" ہیں ؟ لائٹ کھانا ؟ یہ کونسا کھانا ہوتا ہے ؟ نیلوفر بی بی سے پوچھتی ہوں ان کو ضرور کچھ پتا ہو گا "

وہ خود ساختہ کلامی کرتے ہوئے کچن میں ٹرے واپس رکھ کر نیلوفر کے کمرے میں آئی۔۔جو کمرے میں پریشانی سے ٹہلتی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔۔

" نوری اچھا ہوا تم آگئی یہ تمہارا فون تمہیں لوٹانا تھا یسر نے ٹھیک کروا دیا تھا "

" ہاہ ہائے ، اگر اس نے حویلی میں بتا دیا تو آپ کے لئے مسلہ ہوجائے گا آپ نے اس سے کیوں کہا "

نوری کا رنگ اڑ گیا

" فکر مت کرو وہ کسی سے کچھ نہیں کہے گا ، اس نے یقین دلایا ہے "

نیلوفر نے نرمی سے کہتے ہوئے یقین دہانی کروائی

" بہت شکریہ آپ کا۔۔پتا ہے ثاقب تو پریشان ہی ہوگیا تھا کہ میں فون کیوں نہیں اٹھا رہی پھر میں نے بتایا کہ فون میرے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا ہے۔۔ٹھیک کروانے کے لئے دیا ہوا ہے "

" بی بی کیا بات ہے ؟ آپ پریشان لگ رہی ہیں "

نیلوفر نے بے توجہی سے اسکے ہلتے لب دیکھ کر سوال کیا۔۔

" کیا کہہ رہی تھی تم میں نے سنا نہیں؟ "

" آپ کس بات پر اتنی پریشان ہیں بی بی "

اس نے اچھنبے سے پوچھا۔۔

" نہیں مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے " وہ چھپا گئی

" کوئی بات تو ہے بی بی جی، نہ بتانا چاہیں تو الگ بات ہے چہرے سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کسی بات پر انتہائی پریشان ہیں "

نیلوفر چاہ کر بھی اسے کچھ بتا نہیں سکی۔۔وہ پریشانی سے سر تھام کر بیڈ پر گر سی گئی۔۔

"اوہ خدا۔۔میں تو عینا بی بی کے لئے کھانا بنانے جا رہی تھی"

وہ یاد آتے ہی ماتھا پیٹ کر کمرے سے باہر دوڑی۔۔پھر رکی

" افف نوری کیا ہوگیا تجھے ؟ بی بی سے کھانے کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں"

واپس جانے لگی مگر سائرس کو دیکھ کر رکی۔۔

" سلام چھوٹے سرکار "

وہ سر خم دیتا اپنے کمرے جانب بڑھا۔۔

" سرکار کھانا لگائوں آپکے لئے؟ "

" نہیں مجھے بھوک نہیں ہے تم صرف کافی دے جانا مجھے تھوڑی دیر کے بعد "

" سرکار آ۔۔آپ سے ایک بات پوچھوں ؟ "

" ہاں ضرور "

وہ جاتے جاتے رک کر مڑا

" آپ کو معلوم ہے لائٹ کھانا کس کو کہتے ہیں ؟ عینا بی بی صبح سے اپنے کمرے میں بند ہیں۔۔انہوں نے کچھ نہیں کھایا جب میں کھانا دینے گئی تو انہوں نے بہت غصہ کیا اور کہا کہ انہیں لائٹ کھانا بنا کر دوں"

نوری نے ہمت کر پوچھ ہی لیا۔۔

جسے سن کر سائرس نے افسردہ سی سانس لی۔۔اور تکان سے پیشانی مسلتے ہوئے کہا

" میں اسکے لئے کچھ آرڈر کر دیتا ہوں۔۔تاکہ تمہیں پریشانی نہ ہو کل مجھے یاد دلانا اسکے لئے ایک کک ہائر کردوں گا "

" بہت شکریہ آپکا "

وہ ممنوع ہوئی چھوٹے سرکار کی فراخدلی سراہنے کے قابل تھی

سائرس نے فون پر کھانا آرڈر کیا۔۔آفس سے نکلتے وقت وہ دادا سرکار سے بات کرنے کے متعلق سوچ رہا تھا۔۔ایسے تو عینا کے لئے اس حویلی میں زندگی گزارنا بہت مشکل تھا۔۔۔وہ جب جب دکھی ہوتی سائرس خود کو پیشمانی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس کرنے لگتا جہاں سے واپسی نا ممکن تھی۔۔

اس نے فریش ہونے کے بعد لباس تبدیل کیا اور آفس کے کام میں مصروف ہوگیا۔۔آرڈر تقریباً آدھے گھنٹے بعد موصول ہوا۔۔پیغامی میسیج دیکھ کر اس نے نوری سے رسیوو کرنے کا کہا۔۔

" چھوٹے سرکار عینا بی بی دروازہ نہیں کھول رہی "

کچھ ہی دیر بعد نوری لٹکی ہوئی صورت لے کر اسکے کمرے میں نمودار ہوئی۔۔اور ڈرتے ڈرتے کہا

" تو میں کیا کر سکتا ہوں اس میں "

اس نے بے تاثر، سرد لہجے میں کہا۔۔

" معاف چاہتی ہوں "

وہ جانے لگی۔۔

" اچھا ، رکو "

کچھ سوچ کر خود ہی اٹھا۔۔۔اس سے ٹرے لے لی

"عینا ؟ "

اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔۔چند منٹ کے انتظار کے بعد وہ شب خوابی کے سرخ رنگ کے لباس میں دروازے پر خماری آلود آنکھیں لئے اسے گھورتی ہوئی نمودار ہوئی۔۔یہ منظر دیکھ کر سائرس مبہوت رہ گیا۔۔حواس معطل ہونے لگے ، دھڑکنیں مشتعل ہونے لگیں۔۔اسکی کاٹدار آواز نے اسے حواس کھونے سے بچا لیا۔۔

" کیا مصیبت آن پڑی ہے ؟ ایک بات تو طے ہے کہ اس حویلی میں اب میں سکون سے سو بھی نہیں سکتی "

" کھانا کھالو ، نوری بتا رہی تھی کہ تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے "

سائرس نے نگاہیں ہٹا کر بے مقصد یہاں وہاں دوڑائیں

" کیا ؟ مجھے نیند سے جگا کر تم مجھے کھانا دینے آئے ہو؟ "

وہ تقریبا چلائی۔۔کچی نیند سے بیدار کئے جانا اسے انتہائی ناگوار گزرا۔۔اس کے اعصاب جھنجھلا گئے

" حویلی کے ملازموں کو ماڈرن کھانے نہیں بنانے آتے۔۔اسلئے تمہارے لئے باہر سے آرڈر کیا ہے۔۔ میں تمہاری آسانی کے لئے کک کا انتظام کردوں گا مگر فلحال کے لئے تم کچھ کھا لو "

سائرس نے نرمی ، رسان سے سمجھانا چاہا۔۔۔

"تو کیا احسان کرو گے مجھ پر ، سب سمجھتی ہوں میں تم جیسے دھوکے بازوں کی چالیں۔۔اس ہمدردی کے پیچھے بھی کوئی نہ کوئی مقصد چھپا ہو گا تمہارا ہے ناں؟ "

اس نے تقریبا ٹرے سائرس کے ہاتھ سے کھینچتے ہوئے سائیڈ ٹیبل پر پٹخی۔۔

" ابھی تم مجھ پر غصہ ہو ، اس لئے یہ سب کہہ رہی ہو اگر تم زرا ٹھنڈے دماغ سے مجھے سنو تو ہو سکتا میں تمہیں دھوکے باز نہ لگوں۔۔"

اسکی خمار آلود آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔۔

" جو ہونا تھا ہوچکا سائرس سلطان۔۔میں نے زندگی میں پہلی بار کسی اجنبی پر بھروسہ کرنے کی غلطی کی اور اسکی سزا مجھے مل گئی۔۔کہ میں تم جیسے جاہلوں کے بیچ پھنس گئی ہوں۔۔نائو گیٹ آئوٹ فرام ہیئر "

انتہائی نفرت سے اسکے منہ پر دروازہ بند کردیا۔۔

سائرس نے ازیت سے آنکھیں بھینچی اور اپنے اندر امڈتے غصے کو دباتا دادا سرکار کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

" میں آ سکتا ہوں دادا سرکار؟ "

دستک دے کر اجازت طلب کی۔۔ماتھے پر شکنوں کا جال سا بنا ہوا تھی۔۔وہ متوجہ ہونے کی زحمت کیئے بغیر کہا

" آجائو "

" آپ نے عینا کو یہاں کیوں بلایا دادا سرکار ؟ کیا میں جان سکتا ہوں ؟ "

وہ لگی لپٹی رکھے بغیر کہتا ہوا بہت غصے میں تھا

دادا نے بغور اسکے بگڑے تیور دیکھ کر سخت لہجے میں پوچھا

" تم کون ہوتے ہو یہ سوال پوچھنے والے ؟ تمہاری کمپنی میری پاس گروی تھی تم نے میرے فرمان پر عمل کیا۔۔اور کمپنی واپس لے لی ، اب یہ تمہارا مسلہ نہیں ہے سائرس " انہوں نے رٹے رٹا سبق کی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔۔

"ایسے کیسے میرا مسلہ نہیں ہے دادا سرکار؟ عینا مجھے اس سب کا زمہ ٹھہرا رہی ہے وہ بات بات پر مجھے دھوکہ باز کہتی ہے۔۔میں اس سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا اور آپ ہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑ رہا؟ "

وہ اشتعال میں آچکا تھا۔۔

"جہاں ہزاروں لوگوں تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی ہمت نہیں کر پاتے وہاں ایک آدھ سے تم بات نہیں کر پارہے تو کونسی بڑی بات ہے "

" بات کو گھمائیں مت دادا " وہ چیخا۔۔۔

" آواز نیچی رکھو ، مت بھولو کہ تم میرے سامنے کھڑے ہو ، تمہارے باپ کا باپ ہو میں سمجھے تم؟ "

وہ غضبناک انداز میں دھاڑے ، جسکے بعث انکی سانس پھول چکی تھی۔۔

" دادا آپ بہت غلط کر رہے ہیں "

اسکا ضبط آخری حدوں کو چھو رہا تھا ، اس نے ہوئے سے کہا۔۔

اسے آگ برساتی نگاہوں کی لپیٹ میں لئے دادا سرکار ہانپتے ہوئے کرسی پر بیٹھنے لگے۔۔

" تم جیسا جذباتی انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا ، سعیر سے کچھ سیکھو۔۔اسکے منہ پر لوگ بہت کچھ بکتے ہیں لیکن وہ ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے تم جیسا جذباتی نہیں ہے "

" ہاں بلکل میں جذباتی ہوں۔۔میرے سینے بھی ایک دل ہے جسے اچھا یا برا لگتا ہے ادا کی طرح پتھر دل نہیں ہوں میں" وہ دوبدو بولا

" مردوں کو سخت دل ہونا چاہیئے۔۔تاکہ کوئی بھی عورت اتنی آسانی سے اسکے حواسواں پر دسترس حاصل کرکے اسے برباد نہ کر سکے "

دادا نے اسے گھورتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا۔۔

وہ مزید سلواتیں سننے کے موڈ میں نہیں اس لئے قطعی انداز میں بولا

" آپ عینا کو واپس میکسیکو بھیج دیں ، وہ یہاں کے ماحول کی عادی نہیں ہے ، نہ ہی وہ ہمارے ساتھ ایڈجسٹ کر پائے گی اور نہ ہم اسکے ساتھ ، پلیزز دادا "

آخر میں اس نے عاجزانہ منت کی۔۔حالانکہ دادا سرکار اپنے فیصلوں میں خود مختار تھے۔۔

" تم میری سوچ سے بڑھ کر بیوقوف ہو ، بیٹھو زرا تمہیں کچھ بتانا ہے "

اس کی عقل پر ماتم ملتوی کرتے ہوئے تحکمانہ انداز میں گویا ہوئے۔۔

مجبوری میں بیٹھنا پڑا۔۔ورنہ دل تو چاہ رہا تھا خود سمیت اپنی تمام پراپرٹی کو جلا کر راکھ کر ڈالے۔۔ جس نے اسے اس مقام پر لا کھڑا کیا تھا۔۔

"سعیر کی بیوی ماں نہیں بن سکتی وہ اس خاندان کو وارث نہیں دے سکتی۔۔اس خاندان کو وارث کی ضرورت ہے اصلی وارث کی ، جو ہماری وراثت کو سنبھال سکے۔۔تمہارے باپ کو تو اپنی سیاست چمکانے سے فرست نہیں اس لئے مجھے ہی کوئی فیصلہ کرنا ہو گا۔۔رہی تمہاری بات ! تمہاری بیوی جب آئے گی تب دیکھی جائے گی ، لیکن عینا ہمارا خون ہے اور ہم اپنے خاندان کی لڑکیوں کو باہر نہیں بیاہتے سارا سماج جانتا ہے یہ بات۔۔اس لئے وہ اب سے یہیں رہے گی "

سائرس انکی آہنی سفاکی پر دنگ رہ گیا۔۔وارث ، عزت ، وقار ، رتبہ ، کیا یہی سب ان کی دنیا تھا ؟ خود پرستی میں انکا کوئی ثانی نہیں تھا۔۔وہ سب کے باپ تھے

" آپ عینا کی شادی سعیر ادا سے کروائیں گے تو نیناں بھابھی پر کیا گزرے گی ، وہ سعیر ادا سے بہت محبت کرتی ہیں دادا سرکار "

اسے اپنی آواز اجنبی معلوم ہوئی۔۔

"ہونہہ ، یہ محبت وغیر کچھ نہیں ہوتی برخوردار۔۔سب جذباتی لوگوں کی بیوقوفانہ باتیں ہیں ، اگر تمہیں اتنا ہی خیال ہے بہو کا تو تم شادی کرلو عینا سے "

انکی سفاک دلی پر وہ پہلے سے زیادہ حیران ہوا تھا۔۔جو اتنی آسانی سے کہہ رہے تھے جیسے عینا کوئی بھیڑ بکری ہو جس کے بھی کھونٹے سے باندھا جائے بس بدلے میں انہیں ایک وارث ملنا چاہیئے۔۔

اسکی زبان گنگ رہ گئی۔۔وہ کچھ کہنے قابل نہیں رہا تھا خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" اور تم مت پڑو اس معاملے میں ، تمہاری اماں اس لڑکی کے ساتھ جو کرتی ہے کرنے دو۔۔اس کا ہمارے رنگ میں ڈھلنا بھی ضروری ہے آخر کو ہماری عزت بننے جارہی ہے "

اس نے جاتے جاتے انہیں کہتے سنا۔۔۔

اگر عینا کو پتا چلے گا تو قیامت کھڑی کردے گی۔۔

وہ خاموشی سے اسٹڈی سے نکلتا چلا گیا۔۔

داخلی دیوار سے لگی نیناں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی۔۔دماغ میں لگاتار ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا "دادا سرکار کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ ماں نہیں بن سکتی؟"

وہ آفس کے کاموں سے فراغت حاصل کرکے رات دیر سے حویلی لوٹ رہا تھا کہ گاڑی کے سامنے اک بھدے سے حلیے والی بوڑھی عورت آگئی ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا۔۔

وہ گاڑی ایک کونے میں روک کر بہت غصے سے گاڑی سے نکل کر چیخا

" پاگل ہو کیا، دماغ خراب ہے تمہارا ؟ "

"پاگل تو تمہیں بنا رہی ہے وہ " بڑھیا بڑبڑانے لگی۔۔

"بیوقوف کہیں کی "

وہ لب بھینچتا ہوا واپس مڑا۔۔بڑھیا کی بات کو بلکل ہی نظرانداز کردیا تھا۔۔آفس سے بار بار کال موصول ہورہی تھی۔۔اس نے غصے میں فون بند کرکے ڈیش بورڈ پر پٹخ دیا۔۔کبھی کبھار تو آفس رک جایا کرتا تھا۔۔اور آج تو اسکا دل کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا۔۔بے چینی کا آسیب ہمہ وقت اسکے وجود سے لپٹا رہتا تھا۔۔جس کا سبب وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔اس نے سگریٹ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا کبھی مگر ان دنوں وہ سگریٹ کا بری طرح سے عادی ہوگیا تھا۔۔اپنی زات سے خود ہی اجنبی ہونے لگا تھا۔۔اس نے نیناں سے لوو میرج کی تھی۔۔لوگوں سے اپنی جنونیت کے قصے سنے تھے ، مگر اسکے دل نے کبھی بھی اس جنونی محبت کی گواہی نہیں دی۔۔نہ زبان نے کبھی اقرار کیا ، نہ وہ اسکی چوٹ پر کبھی تڑپا ، جیسے وہ تڑپ جایا کرتی تھی۔۔اگر اسے واقعی نیناں سے محبت تھی تو ایسا کونسا جن تھا جو اسکی محبت بہا کر لے گیا تھا۔۔وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

سوچوں کے بھنور نکل کر دروازہ دھکیل کر اندر آگیا۔۔کمرے میں ملگجا سا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔نیناں شاید سو چکی تھی۔۔وہ دبے دبے قدموں داخل ہوا۔۔کوٹ اتار کر صوفے پر رکھا اور شرٹ کی آستینیں موڑتا ہوا واشروم کی طرف بڑھا۔۔

کمرے میں سسکیوں کی آواز گونجنے پر وہ بری طرح سے چونکا۔۔لائٹ آن کی تو نیناں کو بیڈ کی پائنتی کے کنارے سسکتے ہوئے پایا۔۔وہ سرعت سے اسکی طرف بڑھا

" نیناں ؟ کیا ہوا ؟ سب ٹھیک تو ہے ؟ رو کیوں رہی ہو؟ "

اسکے رونے میں مزید شدت آگئی۔۔نیناں کبھی نہیں روتی تھی وہ انتہائی حیران ہوا تھا۔۔اسکا اشک زدہ چہرہ دیکھ کر

" دادا سرکار تمہاری دوسری شادی کروانا چاہتے ہیں"

وہ اسکے کشادہ سینے سے لگ کر رونے لگی۔۔۔

سعیر بھونچکا رہ گیا۔۔

" کیا ؟ دوسری شادی ؟ تمہارا دماغ تو درست ہے؟

وہ یکدم بھڑکا

" دماغ تو دادا سرکار کا درست نہیں ہے میں اپنی جان دے دوں گی اگر تم نے دوسری شادی کی تو"

"فضول باتیں مت کرو نیناں " سعیر نے اسے ڈپٹتے ہوئے کہا۔۔

" کیا پتا اتنی خوبصورت کزن دیکھ کر آپکا بھی دل بے ایمان ہوجائے "

" اب اس بات کا کیا مطلب ہے؟ "

لہجے سے جھنجھلاہٹ اور بیزاری صاف عیاں تھی۔۔

"دادا سرکار چاہتے ہیں کہ عینا سے تم شادی کرلو "

کہتے ہوئے بغور اسکے تاثرات دیکھے۔۔

" اور تمہیں لگتا ہے دادا سرکار چاہیں گے اور میں مان لوں گا۔۔تم اچھے سے جانتی ہو میرے نجی فیصلے میری مرضی کے مطابق ہوتے ہیں دادا تو کیا کوئی بھی مجھ سے کچھ نہیں کروا سکتا " وہ تپ کر بولا

۔۔۔

" تم ان کی ساری باتیں مانتے ہو اسلئے میں ڈر گئی تھی مجھے لگا میں تمہیں کھو دوں گی ، دادا سرکار کو تم جانتے ہوں وہ اپنی ضد منوا کر ہی دم لیتے ہیں "

وہ پھر سے سسکتی اسکے سینے پر سر رکھ کر رونے لگی۔۔

اسکا دل چاہا خود کو ختم کر ڈالے نیناں اسے کتنی شدت سے چاہتی تھی اور اسے اپنی بیوی سے زرا بھی انسیت محسوس نہیں ہوئی۔۔وہ نہ تو اسکے آنسو پونچھ پایا نہ ہی دلاسہ دے سکا۔۔

" تم فکر مت ایسا کرو کچھ نہیں ہو گا "

سپاٹ لہجے میں بولا

" تم سچ کہہ رہے ہو نا ؟ "

اس نے زرا سر بلند کرکے پوچھا تو سعیر نے سر اثبات میں ہلا کر یقین دہانی کروائی

"آئی ایم سو سوری۔۔میں نے تم سے کھانے کا بھی نہیں پوچھا "

وہ آنسو پونچھتی ہوئی دور ہٹی۔۔۔سعیر نے بغور اسکا سرخی مائل چہرہ دیکھا۔۔وہ بے حد خوبصورت تھی ۔۔اس کے لمبے سیاہ بال بہت حسین تھے۔۔آنکھوں میں اسکے لئے محبت تھی۔۔لبوں پر اسے دیکھ کر مسکراہٹ آجاتی تھی۔۔نیناں اسکی نظروں کا نوٹس لیا

" ایسے کیا دیکھ رہے ہو ؟ "

" کچھ نہیں "

وہ نرمی سے بولا۔۔

" یہ کیا ہوا ؟ "

نیناں کی مسکراہٹ پلوں میں سمٹ گئی جب اسکی کہنی پر خراشیں دیکھی۔۔

" کہاں ؟ کیا؟ "

سعیر حیرانی سے اپنے ہاتھ کا جائزہ لیا اسے خود بھی معلوم نہیں ہوا اسے یہ چوٹ کیسے لگی۔۔۔

"ٹھہریں میں زخم پر لگانے کے لئے کچھ لاتی ہوں"

وہ اٹھنے لگی مگر سعیر اسکی کلائی تھام کر روکا۔۔

" اسکی ضرورت نہیں تم آرام کرو "

"آپ کو ضرورت نہیں مگر مجھے ہے۔۔پتا نہیں آج کل آپ کو کیا ہوگیا ہے بہت عجیب برتائو کرنے لگے ہیں۔۔رات رات بھر گھر سے باہر رہتے ہیں۔۔اور دن میں تو پورا دن کام کرتے رہتے ہیں۔۔ کوئی مسلہ ہے کیا ؟ کوئی پریشانی ہے تو بتائیں ؟وہ پہلے اینٹی سیپٹک سے زخم واش کرنے لگی۔۔

" نہیں کوئی پریشانی نہیں ہے۔۔بس کام آج کل زیادہ ہے "

وہ ٹال گیا۔۔اندر کس طوفان کا سامنا کر رہا تھا نیناں لاعلم تھی۔۔جب تک وہ کسی نہج پر نہیں پہنچ جاتا وہ اپنی کنڈیشن کے بارے میں نہیں بتا سکتا تھا۔۔۔

" سمجھ سکتی ہوں "

اس نے دوا لگا کر زخم کھلا چھوڑ دیا۔۔

" تم آرام کرو۔۔مجھے ایک کال کرنی ہے میں آتا ہوں "

اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔۔اچانک دھڑکنیں بڑھ گئیں۔۔سانس پھولنے لگا۔۔

" سعیر۔۔؟ "

" ہاں ؟ "

وہ رکا۔۔

" تھینک ہو سو مچ "

" کس لئے ؟ "

وہ چونکا۔۔

" ہر اس چیز کے لئے جو آپ نے میرے لئے کی "

اس نے محبت سے پاش لہجے میں کہتے اسکا ہاتھ لبوں سے لگالیا۔۔وہ زبردستی مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتا ہوا ہاتھ چھڑا کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔لان میں آکر اس نے طویل سانس لی۔۔اور سلگتی آنکھوں کو رگڑتا ہوا سنگی بنچ پر بیٹھ گیا۔۔

"یہ تو ابھی ابتدا ہے سعیر، انتہا تک پہنچو گے تو بوکھلا جائو گے "

کمرے کی کھڑکی سے دیکھتے ہوئے اس نے سوچا

" وہ بوڑھا حد سے بڑھ رہا ہے، اسکا کچھ نہ کچھ انتظام تو کرنا ہی پڑے گا ورنہ وہ پوری حویلی میں ڈھنڈورا پیٹ دے گا "

وہ اپنی بھڑاس نکالتی کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی

"مگر بی بی جی ان کو پتا کیسی چلی اتنی بڑی بات ؟ "

سکینہ کی بات پر وہ تھم گئی۔۔پھر دانت پیستے ہوئے بولی انہیں ضرور شازم بھائی نے بتایا ہو گا، منع بھی کیا تھا مگر یہ بد بخت لوگ کب باز آتے ہیں سچ بولنے سے "

اسکے لہجے میں نفرت ہی نفرت ہی تھی۔۔

" سعیر اس بارے میں کچھ نہیں جانتا ، اس سے پہلے دادا سرکار سعیر کو میرا راذ بتا دیں مجھے کچھ کرنا پڑے گا۔۔ورنہ میں حویلی سے نکال دی جائوں گی یا میرے سر پر سوتن لے آئیں گے یہ لوگ جو کہ مجھے قطعی نا منظور ہے"

اسکے چہرے پر ایک ایک رنگ آ جا رہا تھا۔۔

"کیا کریں گی آپ بی بی جی ؟ "

سکینہ کو تشویش ہونے لگی۔۔

" میں اس بڈھے کو غلط ثابت کردوں گی ، اسے سعیر کی نظروں میں اتنا نیچے گرادوں گی کہ اٹھتے اٹھتے صدیاں لگ جائیں کی۔۔"

اسکی آنکھیں خطرناک حد تم وحشت ٹپکانے لگیں۔۔

" اور تم کسی یتیم خانے سے بات کرو ، مجھے ایک خوبصورت اور صحتمند نومولود بچہ چاہیئے۔۔وارث چاھیئے ناں انکو ، ضرور ملے گا"

"لیکن بی بی جی یہ تو بڑا جھنجھٹ کا کام ہے اگر اجازت ہو تو ایک بہترین مشورہ ہے میرے پاس "

اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

" کیسا مشورہ؟ "

سکینہ فاصلہ سمیٹ کر اسکے قریب بیٹھ کر رازداری سے کہنے لگی

" اگر آپ بچہ ایڈاپٹ کرنے کی بات کریں گی تو بڑے سرکار کبھی نہیں مانیں گے ، الٹا حکم کی باتوں میں آکر دوسری شادی کرلیں گے "

" تم مشورے دے رہی ہو یا ڈرا رہی ہے "

نیناں کا دل چاہا اسکے دانت توڑ ڈالے

" سنیں تو سہی بی بی "

وہ زرا اور قریب کھسکی

" اس کا نقصان بھی ہے اور بہت خواری کاٹنی پڑے گی۔۔پہلے آپ کو بڑے سرکار کے وکیل کی رائے لینی پڑے گی ، پھر کوٹ کچہری کا چکر لگانے ہوں گے۔۔میں کہہ رہی تھی کہ میں ایک حاملہ لڑکی کو جانتی ہوں ، اسکا شوہر ایکسیڈنٹ میں مر مرا گیا پچھلے مہینے۔۔سسرال والوں نے بھی گھر سے نکال دیا۔۔اور ماں باپ بھی غریب ہیں بیچاری کے۔۔اگر آپ ایک بھاری قیمت دے کر اسکی مجبوریوں کا سودا کرلیں تو میں لکھ کے دینے کو تیار ہوں وہ آپ کو اپنا بچہ دے دے گی اور ساری عمر اپنا منہ بھی بند رکھے گی۔۔سانپ مرجائے گا لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی ، آپ کی سہیلی ڈاکٹر ہیں نا شہر میں۔۔وہ بھی آپ ہی کا ساتھ دے گی۔۔ورنہ تو آپکا یہ راز سب کے سامنے کھل جائے گس۔۔اور آپ کی جگہ کمزور پڑ جائے گی ، میرا مشورہ مانیں تو اس پر عمل کریں"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔۔

" اگر دادا نے سب کو میرے بارے میں بتا دیا تو ؟ "

" اگر انہیں بتانا ہی ہوتا بڑے سرکار کو بتاتے ، چھوٹے سرکار سے کیوں کہا ، اس سے ظاہر ہے وہ بڑے سرکار کا دل نہیں توڑنا چاہتے " سکینہ ہاتھ نچا کر بولی جس پر نیناں نے اکتفا کیا تھا

" تو اب مجھے کیا کرنا پڑے گا؟ "

وہ کسی نہج پر پہنچ چکی تھی۔۔گردن اکڑا کر پوچھا

" میں اس لڑکی سے بات کرکے آپ سے ملوانے حویلی لے آئوں گی "

" ایک بات کان کھول کر سنو سکینہ۔۔عورت حسب نسب والی خوبصورت ہونی چاہیئے جو مجھے "بیٹا" دے سکے۔۔اگر اس نے چوں چراں کی تو تمہارے ساتھ ساتھ اسے بھی مار ڈالوں گی "

انگشت شہادت اٹھا کر اس نے لفظ بہ لفظ چبا کر بولا۔۔

" ج۔۔جی بی بی جی "

وہ گھبرا کر قالین سے اٹھی اور تیز تیز چلتی باہر نکل گئی۔۔

اس کا راز کمزوری بن کر مقصد کے آڑے نہیں آ سکتا تھا۔۔کبھی نہیں۔۔جب تک مقصد پورا نہیں ہوجاتا اسکی راہ میں جو بھی آئے گا ، وہ اسے ازیت ناک موت مارے گی ، چاہے وہ سعیر ہی کیوں نہ ہو۔۔

خود ساختہ بڑبڑاتی ہوئی ، کالی چادر اٹھا کر کمرے سے باہر نکلی۔۔

" زلفی ؟ او زلفی ؟ گاڑی نکالو ہم شازم ادا اور بھابھی سے ملنے جارہے ہیں "

وہ حکم صادر کرکے اماں سرکار کے کمرے میں اجازت طلب کرنے چلی آئی۔۔۔یہ اپنائیت جتانا بھی اس کا اک انداز تھا لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا۔۔

وہ نیناں امان تھی اسکا ہر طریقہ جان لیوا تھا۔۔وہ میٹھی چھری بن جاتی تھی جو کاٹتی بھی ہے تو درد نہیں ہونے دیتی۔۔

" اماں سرکار ، آج بڑا دل چاہ رہا تھا بھائی اور بھابھی سے ملنے کا ، آپ تو جانتی ہیں میں وہاں بہت کم جاتی ہوں۔۔ان کی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی ہے کہ میں نے سعیر سے شادی کیوں کی "

خوبصورت آنکھیں آنسوئوں کا سمندر امڈ آیا۔۔اماں سرکار کا دل پسیج گیا۔۔

" اللہ تمہیں صبر دے میری بچی ، مت رویا کرو۔۔ایک دن وہ تمہاری محبت کو ضرور سمجھیں گے "

" انشااللہ۔۔میں چلی جائوں ان سے ملنے ؟ "

اس نے آنسو پونچھے

" ہاں ہاں بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے "

انہوں نے شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔

"میں زیادہ دیر نہیں لگائوں گی "

وہ تشکرانہ نگاہوں سے اثبات میں سر ہلا کر انکا ہاتھ تھپکتی ہوئی اٹھ گئی۔۔

" ردا پلیز رکو یار میری بات تو سنو "

اس نے ردا کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔

" جی فرمائیں میں سن رہی ہوں؟ "

اجنبی لہجے مخاطب ہوئی۔۔پچھلی باتوں پر وہ ابھی تک ناراض تھی۔۔

" آئی ایم سوری یار ، جب تک ناراض رہو گی ؟ "

وہ روہانسی ہونے لگی۔۔کل سے لیکر اب تک وہ اتنی پریشان تھی کہ رات بھر سو نہیں سکی۔۔

" اچھا ٹھیک ہے ایک تو تم ہر بات پر رونے بیٹھ جاتی ہو۔۔بندہ کیا کہے ، تم سے ناراضگی بھی نہیں دکھا سکتا "

اسکی صورت دیکھ کر ردا کا دل پسیج گیا ، ناراضگی اڑن چھو ہوگئی

"آئو گارڈن میں چلتے ہیں "

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر گارڈن میں لے آئی۔۔

"نیلوفر تمہیں بخار ہورہا ہے تمہیں پتا ہے ؟ "

وہ اسکا ماتھا چھوکر بولی۔۔

"مجھے نہیں معلوم ردا کیا ہورہا ہے میرے ساتھ میں کچھ سمجھ نہیں پارہی۔۔میں کیا کروں "

وہ ہراساں سی ہوکر آنسو بہانے لگی۔۔

" کیا ہوا کس بات کو لیکر پریشان ہو کچھ تو بتائو ؟ "

وہ حیران ہوئی

" وہ لڑکا ، وردان مجھے تنگ کررہا ہے۔۔اس دن تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر گارڈن میں لے گیا تھا۔۔میں کیا کروں کسے بتائو ؟ کیسے سولو ہو گا مسلہ ؟ "

وہ بہت خوفزدہ تھی۔۔

" اس مسلے کا ایک ہی حل ہے میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا اگر وہ واقعی تم سے محبت کرتا ہے تو اسے کہو تمہارے گھر رشتہ بھیجے "

" ردا تم سمجھ نہیں رہی پھپھو کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا اور۔۔

وہ کچھ کہتے کہتے رکی

" اور کیا؟ "

وہ چونکی

" دادا نے اسے معاف نہیں کیا تھا"

وہ بات چھپا گئی۔۔

" تو اس میں تمہارا تو کوئی قصور نہیں نا یار ، وہ لڑکا تمہیں پسند کرتا ہے "

" ہمارے خاندان میں پیدائش کے وقت ہی لڑکیاں مانگ لی جاتی ہیں ردا ، تم نہیں جانتی ہو

اس نے سر پکڑ لیا۔۔ردا نے ان نگاہوں سے دیکھا جیسے کوئی انہونی بات کہہ دی ہو

"عجیب ہو تم اور تمہارا خاندان قسم سے۔۔بہت زیادہ عجیب ہو "

ردا کا بس نہیں چل رہا تھا کچھ کر گزرے

"پھر ایک کام کرو۔۔تم اپنے بھائی کو سب کچھ بتادو "

"نہیں میں ایسا نہیں کر سکتی ، انکا بھروسہ اٹھ جائے گا مجھ پر سے ، وہ میرا کالج آنا بند کر دیں گے

اور میں پڑھنا چاہتی ہوں"

بے بسی ہی بے بسی تھی اسکے انداز میں۔۔ردا شکست یاب انداز میں اسکے برابر بیٹھ گئی

" تو اب ؟ میں اور کیا کہوں ؟ جھیل لو اس شخص کو ویسے بھی ہمارے ایگزام میں کچھ ہی وقت بچا ہے

اسکے بعد تم پرائیویٹ ایڈمیشن لے لینا "

اسے ردا کی بات میں وزن لگا۔۔

"لیکن اگر اس دوران کسی کو پتا چل گیا تو۔۔"

دھیمی سے سرگوشی کی۔۔

"کچھ نہیں ہو گا نیلی خود کو مت ہلکان کرو یار ، سب چھوڑو چلو تمہیں کینٹین سے کچھ کھلائو ، اور ہاں آج میں خود تمہارے ساتھ رہوں گی چھٹی تک "

ردا نے اسکی ڈھارس بندھائی۔۔نیلوفر نے بھیگی آنکھیں پونچھی۔۔زندگی اتنی مشکل کبھی نہیں لگی جتنی آج محسوس ہورہی تھی۔۔

وسیع عریض لعل حویلی بہت سالوں پہلے خاندانی چپلقش کا شکار ہوکر دو حصوں میں بٹ گئی تھی۔۔ دوسرا حصہ جو نیناں ، شازم ، اور انکی مرحوم بہن مبینہ کے حصے میں آیا تھا وہ اب ویران ہوچکا تھا۔۔ چونکہ شازم شہر والے فلیٹ میں شفٹ ہوچکا تھا۔۔اور اسکا بھتیجا وردان حیدر بھی شازم ہی کی کفالت میں پلا بڑھا تھا مگر اسکی تربیت نیناں کے ہاتھوں ہوئی تھی اس نے ماں بن کر وردان کو پالا تھا۔۔اگر وہ سب زیادہ کسی سے محبت کرتی تھی اس دنیا میں تو وہ وردان ہی تھا۔۔یہ کہنا غلط نہیں ہو گا وردان بھی نیناں کی زیادہ سنتا اور مانتا تھا۔۔

"میرا انتظار کرو ، میں کچھ دیر میں آتی ہوں "

زلفی کو ہدایت دے کر وہ گاڑی سے نکلی۔۔

ڈور بیل کی آواز سن کر دروازہ شازم بھائی کی بیٹی عائشہ نے دروازہ کھولا تھا۔۔

" کون ہے عائشہ؟ "

ملائکہ کچن کی کھڑکی سے جھانک کر پوچھنے لگی۔۔تب تک نیناں اسے دیکھ چکی تھی۔۔ملائکہ کا رنگ فق ہوگیا اسے دروازے پر دیکھ کر۔۔

ایک شاطر سی مسکان نے نیناں کے لبوں کا احاطہ کیا۔۔

"کیا ہوا آپ مجھے دیکھ کر خوش نہیں ہوئی ؟؟ "

جھک کر عائشہ کو پیار کیا اور چلتی ہوئی اندر آگئی۔۔

ملائکہ حواس باختہ ہوکر فورا بولی

" نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ، آئو بیٹھو۔۔کیسی ہو ؟ بڑے دنوں بعد آئی ہو۔۔سسرال میں سب خیریت ہے نا ؟ "

ملائکہ نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے۔۔۔

" وہ سب چھوڑو یہ بتائو وردان کہاں ہے۔۔؟ اور شازم بھائی بھی نظر نہیں آرہے "

اس نے متلاشی نگاہیں دوڑا کر دیکھا۔۔ملائکہ کی بات کو ترجیع نہیں دی تھی۔۔

" تمہارے بھائی آفس گئے ہیں اور وردان اس وقت اکیڈمی میں ہوتا ہے "

"کال کرو انہیں ابھی۔۔کہو کہ میں آئی ہوں ملنے۔۔مجھے ان سے ضروری بات کرنی ہے "

تحکم اور رعب جماتے ہوئے بولی۔۔

ملائکہ نے اسکا قطعی دیکھ کر لا چاری فون اٹھایا۔۔

" نمبر نہیں لگ رہا ان کا "

چند منٹ کے بعد وہ زرا مایوسی سے بولی۔۔

" جھوٹ مت بولیں مجھ سے "

وہ یکدم اشتعال میں آکر چیخی

ملائکہ کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھی۔۔

" میری ایک بات کان کھول کر سن لیں آپ دونوں ، اگر میرے بارے میں اور کوئی بھی بات حویلی والوں کو پتا چلی تو بخدا آپ لوگوں کے ساتھ اچھا نہیں ہو گا "

وہ اس حد تک جنونی ہوچکی تھی کہ عائشہ کے رونے کی آواز نہ آتی تو یقینا کچھ نہ کچھ کر گزرتی۔۔

" بتا دینا شازم بھائی کو۔۔اور وردان کو بھی کچھ پتا نہیں چلنا چاہیئے میرے بارے میں "

ڈائننگ ٹیبل سے پانی کا گلاس گلے میں اتار کر حواسوں کو نارمل کیا۔۔اور ایک زہریلی نگاہ ڈال کر چوکھٹ عبور کر گئی۔۔

****

" مے آئی کم ان مسٹر ؟ "

سرینہ نے دروازے پر دستک دے کر اندر جھانکتے ہوئے پوچھا۔۔

" ارے سرینہ ؟ پلیز کم ان! "

ھادی استقبالیہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" تم بزی تو نہیں تھے نا ؟ میرا مطلب ہے ڈسٹرب تو نہیں کیا نا میں نے ؟ "

اس نے مقابل نشست سنبھالتے ہوئے کہا۔۔

" آپ مجھے ڈسٹرب کر سکتی ہیں ؟ "

ھادی نے الٹا سوال کیا۔۔آنکھوں میں بے پناہ اپنائیت اور لہجے میں نرمی کا تاثر تھا۔۔جس پر سرینہ صرف مسکرائی

" بائے دا وے ، ایک اور جیت مبارک ہو "

" ہاہاہا ، تھینک یو۔۔تمہیں پتا تھا "

" مجھے یقین تھا تم ہی جیتو گی ، تو اب تم یہاں مجھے ٹریٹ دینے آئی ہو رائٹ ؟ "

ھادی نے شرارتاً فائل بند کرکے اس پر نگاہیں مرکوز کیں۔۔

" آ..ہاں۔۔میں فری ہوں ، چلو کہیں کافی پیتے ہیں "

اس نے آفر کی۔۔شام ہونے میں ابھی کافی وقت تھا

" دیٹس گریٹ "

وہ خوشدلی سے کہتا ہوا اٹھا۔۔بروقت سیل فون پر موصول ہونے والی کال سے اسکی رفتار دھیمی پڑی

۔۔

" ہاں بولو ؟ اس وقت ؟ کیا ہوا سب خیریت تو ہے ؟ کوئی ایمرجنسی ہوگئی ہے کیا ؟ "

سرینہ لاشعوری طور پر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔جس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھرنے لگے

" اچھا ٹھیک ہے میں آتا ہوں"

" کیا ہوا؟ "

" سوری سرینہ مجھے ارجنٹلی ایک دوست کی طرف جانا ہوگا ، کافی کسی اور وقت سہی "

وہ زرا مایوسی سے بولا۔۔

" کوئی بات نہیں "

اس نے کندھے اچکائے۔۔

" چلو میں تمہیں گھر ڈراپ کردوں "

اسکی آفر پر وہ سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اٹھی۔۔سرینہ کو گھر ڈراپ کرنے کے بعد وہ سعیر کے بھیجے گئے ایڈریس پر پہنچا۔۔

" تیرے جیسا دوست اللہ دشمن کو بھی نہ دے ، اتنی مشکلوں کے بعد وہ بندی میری طرف مائل ہوئی تھی..آج مجھے کافی کی آفر کر رہی تھی مگر تُو نے عین وقت پر کال کرکے رنگ میں بھنگ ڈال دیا "

وہ چھوٹتے ہی اس پر برس پڑا

" جو کوئی بھی ہے..بیوقوف ہے جو تمہاری طرف مائل ہورہی ہے" سعیر جل کر بولا

" بک مت۔۔سچی محبت کرتا ہوں اس سے ، اور وہ بھی کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہے شہر کی جانی مانی وکیلوں میں سے ایک ہے"

ھادی نے فخر سے بتایا

" بلکل ویسی ہی وکیل ہے جیسے تم ہو؟ "

سعیر نے اسے چھیڑا

" اس بات سے کیا مطلب ہے تمہارا ؟ "

وہ پھٹ پڑا

" ہاہاہا..سمجھدار کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے "

سعیر نے اسکی لال پیلی صورت کا مزہ لیا۔۔

" کیوں بلایا مجھے یہاں ؟ "

ھادی نے اسے گھورتے ہوئے بات بدلی

' ظاہر سی بات ہے تمہاری ناکام محبت کی داستان سننے کے لئے تو نہیں بلایا "

" تو کیا اپنی کامیاب محبت کی داستان سنانے کے لئے بلایا ہے "

وہ بھی ھادی تھا۔۔جس کے پاس ہر بات کا جواب موجود تھا۔سعیر نے بھاری سانس کھینچ کر سنجیدگی سے اسکی جانب متوجہ ہو کر بولا۔۔

" میں نے سوچا ہے میں نیناں کو سب بتادوں گا "

" کیا مطلب؟ کیا بتادو گے؟ "

ھادی چونکا۔۔

" یہی کہ میں اس سے محبت نہیں کرتا "

" پھر کیا ہو گا؟ "

تنز کرتے ہوئے ٹوکا

"نیناں جو بھی فیصلہ کرے گی مجھے منظور ہو گا "

" شادی کے ڈیڑھ سال بعد تمہیں احساس ہو رہا ہے کہ تم اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتے۔۔ایک بات تو بتائو کہیں ایسا تو نہیں تمہارا دل بھر گیا ہو اس سے ؟ "

ھادی نے جھجک کر پوچھا۔۔

" تمہیں میں اس قسم کا مرد لگتا ہوں ؟ "

سعیر کی رگیں تن گئیں۔۔

"نہیں ہرگز نہیں تبھی تو پوچھا"

برجستہ جواب آیا

" تم میری بات سمجھ بھی رہے ہو یا مزاق اڑا رہے میرا ؟ "

سعیر نے اسے شکی نگاہوں سے گھورا۔

"بلکل سمجھ رہا ہوں۔۔اسی لئے میں تجھے ایک ایڈوائس دیتا ہوں یار ، میں خود بھی سمجھ نہیں پارہا تمہاری پرابلم۔۔اسلئے میری صلاح ہے کہ تم سائکیٹرسٹ کے پاس جائو اسے بتائو اپنی بے چینی ہو سکتا ہے وہ کوئی راستے دکھائے۔۔"

وہ بات ختم کرکے اسکے تاثرات جانچنے لگا۔۔

سعیر کے چہرے پر ملے جلے جذباتوں کی کھچڑی سے پکنے لگی۔۔پھر برہمی سے پوچھا

" تم مجھے پاگل کہہ رہے ہو ؟ "

" ایک تو تمہارا مسلہ پتا نہیں کیا ہے سمجھتے نہیں ہو ، سائیکیٹرسٹ تمہارے مسلہ کا بیسٹ حل پیش کریں گے ٹرسٹ می اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم پاگل ہو ، ضروری نہیں وہاں پاگل جاتے ہیں "

ھادی نے نرمی سے سمجھایا۔۔جسے سن کر سعیر نے کوئی رد عمل نہیں دیا

" جائو گے نا ؟ "

ھادی نے کچھ توقف کے بعد پھر پوچھا۔۔

" اگر تم کہتے ہو تو ، سوچوں گا "

سعیر نے کچھ سوچتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔۔

" یہ ہوئی نہ بات ، میری ایک دوست ڈاکٹر ہے ، یہ رہا اسکا کارڈ۔۔انشااللہ تمہاری پریشانی دور ہو جائے گی "

" دیکھتے ہیں "

سعیر نے ایک نظر کارڈ پر ڈال کر زلفی کی طرف بڑھایا جو اس نے بڑھ کر تھام لیا۔۔

"چلو اب اسی خوشی میں اچھا سا کھانا کھلائو مجھے ، بہت بھوک لگی ہے "

وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔

" میرے پاس وقت نہیں ہے "

سعیر بے مروتی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" کھانا تو آرڈر کرتے جائو "

ھادی نے بلند آواز میں کہا۔۔

" گھر جا کر کھا لینا "

وہ مسکرا کر کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

" امیر دوستوں کا بھی کوئی فائدہ نہیں "

ھادی اسے کوستا ہوا خود سے کھانا آرڈر کرنے لگا

تمام زیادتیوں کو اور باتوں کو بھلا کر آج پھر ایک نئ صبح کا آغاز کیا تھا .. تین دنوں میں حویلی کے مکینوں نے اتنے رنگ بدل لئے تھے جتنے رنگ اس نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھے تھے۔۔شوز کے لیس باندھ کر اس نے کچن کا رخ کیا۔۔صبح صبح کا وقت تھا..حویلی کے در و بام پر تاریک سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔فریج سے فروٹس نکال کر اس نے اپنا شیک بنایا اور جاگنگ کے نکل گئی۔۔۔قدموں کی چاپ محسوس کرکے اسکی رفتار دھیمی پڑی۔۔بلکل اسی جگہ اس نے ایک سیاہ آنچل لہراتے دیکھا جو پہلے بھی ایک بار دیکھ چکی تھی۔۔عینا بری طرح سے چونکی ، جا کر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔۔اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹکتی باہر نکل گئی۔۔اسکے جاتے ہی سایہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا حویلی کے اندر چلا گیا

۔۔۔

مسلسل پندرہ منٹ کی دوڑنے کے بعد اب وہ تھک چکی تھی۔۔اس نے رک بیٹھنے کے لئے جگہ تلاش کی اور ڈیرن کو فون ملانے لگی۔۔۔

" ہیلو عینا کیسی ہو ؟ کہاں غائب ہوگئ تھی تم ؟ نہ کوئی فون کال نہ کوئی میسیج ؟ "

اسکی فکر مند آواز سن کر وہ خود ساختہ مسکرائی تھی۔۔

" میں بلکل ٹھیک ہوں بس وقت نہیں ملا تمہیں کال کرنے کا ، تم بتائو سب ٹھیک ہے نا وہاں ؟ انکل سودیس ، ماریانہ ؟ "

" ہاں سب ٹھیک ہے مگر " کہتے کہتے رک گئ

" مگر کیا ڈیرن؟ " وہ ٹھٹکی۔۔

" انکل کو بزنس میں بہت لاس ہوگیا ہے۔۔جسکی وجہ سے انہوں نے ڈائون ٹائوں والا فلیٹ بھی سیل کر دیا ہے "

" کیا کہہ کر رہی ہو؟ اچانک سے لاس کیسے ہوگیا ؟ اور انکل وہ گھر کیسے بیچ سکتے ہیں اس میں بابا کا بھی حصہ تھا اور سب سے بڑی بات میری بچپن کی بہت ساری یادیں جڑی ہیں اس گھر سے وہ کیسے بیچ سکتے ہیں ڈیرن "

وہ روہانسی ہونے لگی۔۔کچھ قیمتی چھن جانے کے احساس سے آنکھیں بھیگتی چلی گئیں

" یادوں سے بات بہت آگے نکل چکی تھی عینا ، انکے پاس فلیٹ بیچنے کے سوا کوئی دوسرا آپشن نہیں تھا "

ڈیرن کی مایوس کن آواز سن کر وہ سن سی ہوگئی۔۔

"یہ سب کیسے ہوا ڈیرن ؟ "

وہ ابھی تک بے یقین تھی۔۔

" یہ سب مونس کی وجہ ہے ہوا اسکے ناتجربہ کارانہ فیصلوں نے تمہارے انکل کا بنا بنایا بزنس ڈبو دیا ۔۔ورنہ تم واقف ہو انکی صلاحیتوں سے "

" انکل کہاں ہیں اس وقت میری بات کروائو ان سے؟ "

مونس کو من ہی من کوستے ہوئے بولی

" مجھے نہیں پتا یار ، میں بہت بزی رہی ہوں ان دنوں آج یہاں آئی تو ان کے پڑوسیوں سے خبر ملی "

" ڈیرن تم ایک کام کرو ، انکل سے بات کرو اور ان سے کہنا کہ اپنا اکائونٹ نمبر مجھے سینڈ کرے میں انہیں پیسے ٹرانسفر کردوں گی انہیں پیسوں کی ضرورت ہو گی "

وہ آنسو پونچھتی ہوئی بولی۔۔

" تم پریشان مت ہونا بس اپنا خیال رکھنا عینا۔۔میں ہمیشہ تمہیں اپنے ساتھ ملوں گی تم جب بھی واپس آئو "

ڈیرن کی مثالی محبت کی وہ اسیر تھی۔۔جسکی باتوں نے اسکی ڈھارس بندھائی

" تھیکس ڈیرن "

تشکر بھرے انداز میں بولی۔۔جس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہوگیا۔۔۔

" آپ کیوں چلی گئی گرینی ، دیکھیں ناں آپ کے جاتے ہی سب کیسے بکھر گیا "

فون کی وال اسکرین کو دیکھ کر اس کی آواز بھیگنے لگی۔۔اس کے واپس لوٹنے کی واحد امید عفان انکل تھے وہ امید بھی اسے ٹوٹتی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔۔حویلی کی چاردیواری میں اسکا دم گھٹتا تھا ۔۔وہ کیسے رہ سکتی تھی ان کے ساتھ ؟

" یااللہ تُو ہی کوئی راستہ دکھا " شکست یابی سے بڑبڑائی۔۔آہٹ محسوس کرکے اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔۔بھدے سے حلیے والی بڑھیا بیساکھی تھامے اسے خونخوار نظروں سے گھور رہی تھی۔۔عینا کے لبوں سے دلخراش چیخ نکلی وہ خوفزدہ ہوکر اس عورت سے دور بھاگی۔۔حتی کہ حویلی پہنچ کر بھی اسے محسوس ہوا وہ اس عورت خونخوار نظروں کی زد میں ہے۔۔

" ایک گلاس پانی دینا مجھے؟ "

وہ ہانپتی ہوئی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔

نوری نے گھبرا کر فورا پانی کا گلاس پیش کیا۔۔

" بی بی جی آپ ٹھیک تو ہیں ؟ "

" وہ باہر ایک عورت۔۔"اس نے کہنا چاہا

" ارے.. آپ ڈر گئی اس عورت سے ، بی بی جی وہ تو پاگل ہے یونہی بری بری باتیں کہہ کر لوگوں کو ڈراتی رہتی ہے آپ اسکی باتوں پر دھیان نہ دو "

نوری اسے ٹوک کر بولی۔۔

" تمہیں معلوم ہے میں کس کی بات کر رہی ہوں ؟ "

عینا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔

" ہاں جی بلکل ، وہی گلیوں کوچوں میں گشت لگاتی پھرتی ہیں ، ورنہ اور کون ہو گا۔۔۔اور حویلی کے آس پاس کوئی نہیں آتا ماسوائے یہاں کے لوگوں اور ملازموں کے "

" اچھا " اس نے گلاس لبوں سے ہٹا کر واپس رکھا۔۔

" نوری جلدی سے میرا ناشتہ لگادو میں لیٹ نہیں ہونا چاہتی۔۔آج میرا ٹیسٹ ہے"

نیلوفر اپنی ہی جون کہتی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔عینا کو براہراست سامنے بیٹھے دیکھ کر اسکا روڈ رویہ یاد آگیا مگر تربیت آڑے آگئی سو وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔

" کیسی ہیں آپ؟ "

وہ خود کو روک نہیں پائی۔۔

جواباً اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔۔شاید یہ بھی اسکی ایک ادا تھی۔۔نیلوفر نے سوچا۔۔

" ویسے تم کون ہو؟ "

اس نے پوچھا بھی تو کیا۔۔نیلوفر کا رنگ پھیکا پڑا گیا۔۔

" یہ حویلی کی چھوٹی بی بی ہیں "

نوری کا برجستہ جواب آیا

اسکے سامنے ناشتہ سرو کرنے لگی۔۔

" چھوٹی بی بی کا نام بھی تو ہو گا؟ "

اس بار وہ زرا دوستانہ لہجے سے گویا ہوئی۔۔۔

"نیلی ، مطلب نیلوفر نام ہے میرا "

جانے کیا خاص بات تھی اسکے لہجے میں جب وہ بولتی تھی تو دل موہ لیتی تھی۔۔نیلوفر خود کو مخاطب کرنے سے روک نہیں پائی۔۔۔

"آنہاں " عینا نے ستائشی انداز میں سرہلایا۔۔

"آپ بہت پیاری ہیں ، بلکل جیسی پھپھو ہوا کرتی تھی "

وہ بغور اسکا جائزہ لیتی ہوئی بولی۔۔۔پونی میں مقید چاکلیٹی بال ، میک اپ سے سادہ بے داغ چہرہ ، پرکشش خدوخال وہ مغربی حسن کا پیکر دیکھنے والوں کو مبہوت کر دیتی تھی۔۔

" میرا ناشتہ میرے کمرے میں بھیج دینا "

وہ کرسی دھکیل کر اٹھی اور وہاں سے واک آئوٹ کر گئی۔۔ماں کا زکر اسے خاص پسند نہیں آیا تھا..

" کیا ہوا اسے ؟ "

سائرس نے عینا کو جاتے دیکھ کر پوچھا۔۔جسے وہ جان بوجھ کر نظرانداز کرگئی تھی

" پتا نہیں ادا میں نے تو بس اتنا کہا تھا آپ بہت پیاری ہیں ، بلکل پھپھو جیسی "

" تم اسکی تعریفوں سے باز نہیں آئو گی نا "

وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔

" میں کیا کروں ادا وہ ہے ہی اتنی پیاری "

وہ اتنی معصومیت سے بولی کہ سائرس بے ساختہ ہنس دیا۔۔

" خیر چھوڑو ، تمہاری اسٹڈی کیسی جارہی ہے "

نیلوفر کا رفتار سے چلتا منہ دھیما پڑ گیا۔۔جسکا نوٹس لیتے ہوئے سائرس نے پوچھا

" کیا ہوا کوئی مسلہ ہے ؟

" نہیں تو۔۔کوئی مسلہ نہیں امتحانات ہونے والے ہیں ..میرے لئے دعا کریئے گا "

اس نے بظاہر مسکرا کر کہا

" انشااللہ اچھے ہی ہوں گے ، اگر تم نے اپنا ٹارگٹ اچیو کرلیا تو میں تمہیں ایک خوبصورت کا سمارٹ فون گفٹ کروں گا"

اس پرجوش انداز میں خوشخبری سنائی۔۔۔جسے سن کر وہ حیرانگی کے ملے جلے تاثراتوں سے بولی

" سچ میں ؟ لیکن اماں منع کردیں گی ؟ "

" ان کی فکر مجھ پر چھوڑ دو ، تم بس محنت کرو "

وہ نیپکن سے ہاتھ پونچھ کر اسے بوسہ دینے کے بعد آفس کے لئے نکل گیا۔۔

" نوری تم نے سنا ادا کیا کہا " اس نے نوری کو پکڑ کر اتنی زور سے گھمادیا کہ اسکی آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے۔۔

" کیا الم غلم مچا رکھی ہے صبح صبح بی بی ؟ "

نیناں بھابھی نہ جانے کہاں سے نمودار ہوئیں تھی۔۔نیلوفر کنی کترا کر وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ٹھہری۔۔جبکے وہ نوری کو خشمگین نگاہوں سے گھورتی ہوئی حکم صادر کرکے وہاں سے چلی گئی۔۔

" سعیر کے لئے ناشتہ بنا کر لائو کمرے میں "

" توبہ ، ایسی خوفناک نگاہوں سے دیکھتی ہیں جیسے انسان کو آنکھوں سے ہی نگل لیں گی "

نوری بڑبڑاتے ہوئے بولی

جب سے اس لڑکی کو دیکھا تھا وہ ان دیکھی آگ میں جھلس رہا تھا۔۔اندر کہیں سے اک آواز آرہی تھی۔۔اسکے بارے میں سوچنا غلط ہے۔۔وہ حسین کی ہے۔۔اکیڈمی میں ان دونوں کے بیچ چھتیس کا آنکڑا رہتا تھا ان کی کبھی نہیں بنی۔۔لیکن دل کم بخت ہاتھوں سے پھسلتا ہی جا رہا تھا۔۔اس اُبال کو کم کرنے کے لئے وہ اٹھا اور لباس سمیت سوئمنگ پول میں کود گیا۔۔یہ عمل بھی کارآمد ثابت نہ ہوا تو تیر کر کنارے پر پہنچ کر اس نے اپنا فون اٹھایا اور ارصم انصاری کو کال ملائی۔۔

" تو نے کہا تھا اسکا ماموں پراسیکیوٹر ہے تجھے کیسے پتا ؟"

اس نے چھوٹتے ہی مطلب کی بات کی

" کیونکہ اسے پراسیکیوٹر کا ڈرائیور ڈراپ کرنے آیا تھا جسے میں جانتا ہوں ایک آدھ بار عدالت کے باہر بھی دیکھا ہے تھا ویسے بھی میرے لئے پتا کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے تُو یہ بتا تو کن چکروں میں ہے کیوں پوچھ رہا ہے ؟ "

" کچھ نہیں بس یونہی۔۔مجھے اس پراسیکیوٹر کا ایڈریس چاہیئے "

راحم راحیل دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر بولا

دوسری جانب مکمل خاموشی چھا گئی جیسے ارصم انصاری اسے سمجھانے کے لئے مناسب لفظ ڈھونڈ رہا تھا۔۔پھر ہولے سے کہنے لگا

" دیکھ یار جو تُو کرنا چاہ رہا ہے یہ غلط ہے اگر حسین کو پتا چل گیا تو وہ ہم سب کو جان سے مار ڈالے گا ، تو جانتا ہے وہ سائکو انسان ہے۔۔اس دن بھی اگر میں کوچ کو نہ بُلاتا تو وہ تیری ہڈیوں کا سرمہ بنا چکا ہوتا۔۔ہر بار ہمیں یہ موقع نہیں دے گی قسمت کہ ہم اپنے کرتوت حسین کے سر ڈال دیں ۔۔اس لئے اپنے آوارہ دل کو ان حرکتوں سے باز رکھ۔۔فارم ہائوس پر آجا لڑکیاں بہت ہیں مگر میں دشمنیاں افورڈ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں میرا باپ اگلی سیٹ سے الیکشن لڑنے والا ہے میں کوئی مسلہ نہیں کھڑا کر سکتا"

لمبی چوڑی گزارش پر راحم راحیل کا پارہ ہائی ہونے لگا

" بھاڑ میں گیا تُو اور تیرا باپ.. مجھے پراسیکیوٹر کا ایڈریس بھیج ، ابھی اور اسی وقت "

اس نے انتہائی طیش میں کہہ کر فون بند کر دیا۔۔اور پول سے نکل کر لباس تبدیل کرکے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں اور باہر نکل گیا۔۔۔

آج سنڈے تھا .. چھٹی کا دن تھا۔۔آبش ثمینہ شہروز کے ساتھ ان کے ٹرسٹ میں دن گزار ابھی لوٹی تھی۔۔

ان کے سر میں شدید درد تھا۔۔وہ کھانا کھا کر سر درد کی دوا لے کر سو گئیں۔۔شہروز احمد کیسز کے سلسلے میں زیادہ تر اسلام آباد ہی رہتے تھے۔۔حسین ابھی تک گھر نہیں لوٹا تھا۔۔اس نے ادھورا اسائمنٹ کمپلیٹ کیا اور کبڈ سے ڈریس نکال کر فریش ہونے چلی گئی..جب وہ باہر آئی تو ایک ہیولہ بہت وثوق اسکے کمرے کے چکر کاٹ رہا تھا۔۔

" حسین ؟ تم ہو؟ "

اسکی جانب پشت کیئے کھڑا تھا۔۔آبش نے حیران ہو کر پوچھا۔۔کیونکہ ضرورت کے وقت ہی حسین اسکے کمرے میں آتا تھا۔۔

وہ شخص اسکی آواز پر مڑ کر اسکی جانب حرکت کرنے لگا۔۔۔اس نے کپڑے کی مدد سے منہ لپیٹ رکھا تھا۔۔

آبش کی سانس سینے میں اٹکنے لگی۔۔

" کون ہو تم ؟ "

اسکے لب بڑبڑائے۔۔۔اس سے پہلے چیخ چیخ کر پورے گھر کو اکھٹا کر لیتی۔۔اس وجود نے مضبوطی سے اسکے لبوں پر ہاتھ جما کر آوازوں کا گلا گھونٹا۔۔۔

" چلانا مت " وہ بھاری آواز میں بولا۔۔

" تم جو چاہتے ہو لے جائو ، پلیز مجھے کچھ مت کرنا ، مجھے جانے دو "

وہ روہانسی ہوکر گڑگڑانے لگی۔۔۔

" حسیننن ! پھپھو ! پلیززز بچائیں مجھے !

وہ سہم کر دور ہوتی وہاں سے بھاگنے لگی مگر اس شخص کی آہنی گرفت نے آبش کو دبوچ لیا۔۔۔

اسی اثنا میں گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی۔۔آبش مسلسل خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی ۔۔اس شخص نے گھبرا کر فورا اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔نتیجاً وہ ڈریسنگ سے بری طرح ٹکرائی اور تیورا کر زمین پر گر گئی۔۔۔

حسین رات گھر دیر سے لوٹا تھا۔۔آبش کے کمرے سے گزرتے وقت اسے غیر معمولی سا احساس ہوا اسکے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔

" آبش ؟ "

اس اندر جھانکا کر دیکھا تو وہ ڈریسنگ کے قریب گری پڑی تھی۔۔فرش پر ڈریسنگ ٹیبل کے کانچ کے ٹکڑے ٹوٹ کر بکھرے ہوئے تھے۔۔وہ ششدر رہ گیا

" او مائی گاڈ ، آبش آر یو آلرائٹ ؟ کیا ہوا تمہیں ؟ آنکھوں کھولو ؟ آبش؟ "

وہ اسے بانہوں میں سمیٹ کر بیڈ پر لٹاتا کر ..منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا۔۔

"آبش پلیز آنکھیں کھولو ؟ اب تم مجھے پریشان کر رہی ہو؟" اسکا گال تھپتھپایا۔۔شکر اسے ہوش آگیا تھا۔۔

اپنی پلکیں اٹھا کر اسکی پریشان صورت دیکھی۔۔

" شکر ہے تم نے آنکھیں تو کھولیں ، ٹھیک تو ہو؟ یہ سب کیا ہوا ؟ "

وہ ہراساں سی ہوکر اٹھنے لگی

ح۔۔حسین ؟ تم۔۔تم کب آئے ؟

اس نے یکایک خوفزدہ ہوکر اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔جسکا حسین نے حیرانگی سے نوٹس لیا۔۔

" میں ابھی ابھی آیا ہوں دیکھا تو تم گری ہوئی تھی۔۔کیا ہوا آبش؟ وہ پریشان ہوگیا تھا۔۔

" میرے کمرے میں کوئی آیا تھا۔۔کھڑکی کے راستے سے ، وہ میرے بہت پاس کھڑا تھا مجھے لگا وہ مجھے کچھ کردے گا" خوفناک پل دہراتے ہوئے اسکی آنکھوں آنسو جاری ہوئے۔۔حسین کا رنگ فق ہو گیا

" یہ تم کیا کہہ رہی ہو آبش ؟ کون تھا وہ؟ "

" پتا نہیں شاید چور ہوگا "

" اوہ نو۔۔اس نے کچھ چرایا گھر سے ؟؟ "

" نہیں تم آگئے تھے اسلئے وہ گھبرا کر بھاگ گیا لیکن وہ میرا فون لے گیا حسین "

" تم فکر مت کرو میں کچھ کرتا ہوں "

اس نے دلاسا دیا۔۔اور اٹھ کر فرسٹ ایڈ کٹ ڈھونڈ لایا۔۔اسکا کیا کرو گے ؟ وہ الجھی۔۔

' تمہیں چوٹ لگی ہے"

وہ اسکی پیشانی کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔۔

" رہنے دو ..اسکی ضرورت نہیں ہے " اس نے ٹوکا

" ضرورت تو ہے۔۔اب تم خود کرو گی یا میں کروں ؟ "

وہ سختی سے تنبیہہ کی۔۔

" تم ہمیشہ ہی مجھ پر رعب جماتے رہتے ہو "

آبش نے برہمی اسکے ہاتھ سے کٹ لینے لگی۔۔

" کیونکہ میرا حق ہے تم پر ، کیا میں رعب بھی نہیں جما سکتا " آنکھوں میں دیکھتا ہوا تحکم و رعب سے بولا

اس کا بھرم چکنا چور ہونے والا تھا۔۔

آبش نے لب بھینچ کر نگاہیں چرا لیں۔۔

" پتا نہیں کون تھا وہ ؟ حالانکہ آج سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا ! "

وہ سوچ کر ہلکان ہونے لگی۔۔۔

"آبش تم اپنے زہن پر زور مت ڈالو۔۔برا حادثہ سمجھ کر بھول جائو اور میں تم سے ریکویسٹ کرتا ہوں ماما یا بابا کو مت بتانا۔۔وہ بال کی کھال نکالنے بیٹھ جائیں گے۔۔"

لاشعوری طور پر اسکا ہاتھ پر دبائو بڑھاتے تاکید کی

آبش نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

" شکر ہے تم سہی سلامت میرے سامنے ہو۔۔میں بڑے سے بڑا نقصان جھیل سکتا ہوں مگر تم پر آنچ بھی آئے یہ میں برداشت نہیں کر سکتا آبش تم جانتی ہونا "

اسکی آنکھوں میں بے پناہ محبت تھی۔۔ کبھی کبھی وہ بہت حیران ہوتی تھی۔۔اور کبھی کبھی اسکا بچپنا سمجھ کر نظرانداز کر دیتی تھی۔۔

" حسین ! میرا ہاتھ ؟ "

اس نے یاد دلایا۔۔

" ایک شرط پر چھوڑوں گا ؟ "

وہ شریر ہوا

" مجھے کوئی بھی شرط منظور نہیں ہے میرا ہاتھ چھوڑو "

وہ تلخ ہوئی

" ٹھیک ہے تو پھر بیٹھی رہو ساری رات یونہی۔۔میں تو ویسے بھی تمہیں دیکھ کر تھکنے والا نہیں ہوں "

وہ اسکے چہرے کے خدوخال حفظ کرتا ہوا بولا۔۔

" حسین پھپھو آجائیں گی پلیز میرا ہاتھ چھوڑدو یہ کیا بچپنا ہے " اسے کوفت ہونے لگی

" پھپھو کی دھمکیاں مجھے مت دو آبش۔۔مجھے کسی کا خوف نہیں ہے میں تم محبت کرتا ہوں بس اتنا جانتا ہوں "

وہ تنک کر بولا اور اسکا دوسرا ہاتھ بھی قید کرلیا۔۔

"اپنے دل میں تھوڑی سی جگہ مجھے بھی دے دو یار ! میں جانتا ہوں تمہیں یقین نہیں ہے میری محبت پر۔۔۔تم اسے میرا بچپنا سمجھ رہی ہو مگر یقین مانو میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں بس ایک بار اپنے دل میں تھوڑی سی جگہ پیدا کرو میرے لئے۔۔مجھے یقین ہے تم بھی مجھے چاہنے لگو گی۔۔"

اس کے لہجے کی آنچ سہنا آبش کے بس سے باہر ہونے لگا۔۔۔

" پلیز آبش۔۔ہماری دوستی کی خاطر '

اسکا انداز اتنا عاجزانہ تھا کہ وہ میکانکی انداز میں سر ہلانے لگی۔۔

" تھینک یو سوچ "

وہ جی اٹھا۔۔

"میں کوشش کروں گی "

اسے فوراً سے پہلے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔۔

" میں تمہاری اس کوشش کو ناکام نہیں ہونے دوں گا "

اسکا ہاتھ نرمی سے دبا کر چھوڑ دیا۔۔

"اب تم آرام کرو اور ہاں میں باہر لائونج میں سورہا ہوں آج تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے جگا دینا "

کہہ کر اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔اور وہ اسے منع تک نہیں کر پائی۔۔

جس دن اسے سچائی پتا چلے گی جانے وہ کیسا ری ایکٹ کرے گا۔۔آبش نے ازیت سے لب بھینچے۔۔

اپنے خیالوں میں چلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی اور بیگ رکھ کر بلند آواز نوری کو آوازیں لگانے لگی ۔۔

" نوری کھانا لے آئو بہت بھوک لگی ہے "

" میری بھوک ، نیندیں چین سب حرام کرکے تم کتنے سکون میں ہو۔۔میں دیکھ رہا ہوں "

اسکے کمرے میں مردانہ آواز کسی بری خبر سے کم نہیں تھی۔۔وہ بری طرح چونک کر اٹھی۔۔وردان کو اپنے کمرے میں دیکھ کر سناٹے میں رہ گئی۔۔

"تمہیں بہت شوق ہے مجھ سے بھاگنے کا ، اب کہاں بھاگو گی ؟" وہ مسکرایا۔۔

" تم۔۔یہاں ؟ "

نیلوفر کا رنگ زردی کی مانند پیلا پڑ گیا۔۔

" ہاں میں ، یہاں.. کیوں تمہیں یقین نہیں آرہا ؟ "

وہ اسکی طرف بڑھا

" ادا۔۔۔نوری۔۔کوئی ہے "

وہ باہر جانے لگی لیکن وردان نے اسکی راہ میں حائل ہوکر کوشش ناکام بنا دی۔۔

" خبردار اگر تم نے ایک لفظ بھی کہا تو ورنہ سانس نہیں لے پائو گی "

اس نے سختی سے وارن کیا۔۔

" تمہاری دوست کو کیا لگا ، وہ تمہیں ورغلا کر مجھے تم سے دور کر دے گی۔۔یا تمہیں ایسا لگتا ہے کہ میں اس سے ڈر جائو گا۔۔۔کتنی بیوقوف ہو تم نیلوفر میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔تمہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتا "

وہ چبا چبا کر کہتا نرم پڑ گیا

" یہاں سے چلیں جائیں خدا کے واسطے ، اگر کسی نے دیکھ لیا ہم دونوں کو مار ڈالیں گے "

وہ وہشت زدہ ہوکر بولی۔۔

" یہ تو اور بھی اچھی بات ہے " وہ نڈر ہوکر بولا۔۔

"تم نے میرے میسیجز کا جواب کیوں نہیں دیا ؟ دیکھو مجھے خود آنا پوچھنے کے لئے ؟ "

وہ بے باکی سے آنکھ دبا کر بولا

" وہ نوری کا فون تھا میرا نہیں ، ادا مجھے فون دلانے والے ہیں"

اس نے جان چھڑانا چاہی

"کب ؟ "

برجستہ جواب آیا

" مجھے نہیں پتا کب ، اب تو چلیں جائیں یہاں سے پلیززز "

وہ غصے اور بے بسی سے چیخی تھی۔۔جس پر وہ بے ساختہ ہنس دیا۔۔

نیلوفر بے یقین نگاہوں سے اسکے وجیہہ چہرے پر پھیلی سفاکیت کو دیکھتی رہ گئی۔۔

" وہ ، بی بی جی آپکا کھانا "

نوری آندھی طوفان کی طرح کمرے داخل ہوئی۔۔وردان کو نیلوفر کے کمرے میں دیکھ دنگ رہ گئی۔۔

"میں غلط کمرے آگیا غالبا "

وہ گلا کھنگار کر بولا

" جی۔۔یہ چھوٹی بی بی کا کمرہ ہے نیناں بی بی کا کمرہ دوسری طرف ہے "

نوری زبردستی مسکرائی۔۔

" بڑی نازک مزاج ہیں تمہاری چھوٹی بی بی ، زرا زرا سی بات پر خوف زدہ ہوجاتی ہیں "

وہ تنقیدی نگاہ سر تا پا نیلی پر ڈال کر کمرے سے نکل گیا۔۔نیلوفر کا دل کیا اس شخص کا سر پھاڑ دے۔۔

" جی جی آپ اپنا خیال رکھیئے گا ماما۔۔اللہ حافظ "

وہ فون کریڈل پر رکھ کر پلٹی۔۔

" اسلام و علیکم، کس کا فون تھا ؟ "

سرینہ چلتی ہوئی اندر آئی

"ماما کا فون تھا ، آپ کا اور میکال کا پوچھ رہی تھی ،

خیر۔۔چھوڑیں چلیں جلدی سے چینج کرکے آجائیں مجھے بہت بھوک لگی ہے کھانا کھاتے ہیں اسکے بعد مجھے سینٹر بھی جانا ہے "

مائشہ عجلت میں کہتی کچن کی طرف بڑھی۔۔سرینہ نے اثبات میں سر ہلا کر فریش ہونے چلی گئی۔۔وہ اچھے سے جانتی تھی مائشہ نےاسکا دل رکھنے کے لئے جھوٹ کہا تھا۔۔ماما نے اس کے بارے میں نہیں پوچھا ہو گا وہ اس سے ناراض تھی۔۔اتنی کہ اسکی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں تھا

" ویسے آپ کہاں رہ گئیں تھیں..؟ "

وہ اب کھانا ٹیبل پر سرو کرنے لگی۔۔سرسری سا پوچھا

" آفس سے جلدی آگئی تھی ھادی نے مجھے ڈراپ بھی کردیا تھا مگر میکال کے اسکول سے کال آگئی اسلئے مجھے واپس جانا پڑا "

وہ فریش ہوکر آچکی تھی۔۔

" آپ خود کو اس بچے کے پیچھے خواہمخواہ تھکا رہی ہیں آپی "

مائشہ نے تاسف سے سر جھٹکا۔۔جسے سن کر سرینہ برہمی سے بولی

" وہ میرا بیٹا ہے مائشہ اسکے بہتر فیوچر کے لئے میں ہر مشکل سر کرنے کو تیار ہوں "

اس کے لہجے کی ممتا مائشہ کو زرا نہیں بھائی۔۔

" اگر کل کلاں کو اسکا باپ اپنے بیٹے پر حق جتانے کے لئے آگیا تو ؟ کیا کریں گی آپ ؟ "

تلخ اور خشک لہجے میں کہتی وہ اسکی روح فنا کر گئی۔۔سرینہ کے لئے حلق سے نوالہ نگلنا مشکل ہوگیا۔۔

" سوچیں اس بارے میں آپی ، کیونکہ وہ دن دور نہیں۔۔جسے پانے کے لئے آپ نے اپنی فیملی پر اپنی محبت کو ترجیح دی وہ آپ کی محبت کو اپنے پیروں تلے روندھ کر بیچ راہ میں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔۔۔میکال کو آپ جتنی ہی محبت دے دیں خون تو اسی بے وفا شخص کا ہے"

اسکے لہجے کی نفرت سرینہ کا دل بری طرح سے دکھا گئی۔۔وہ آنسو بہنے سے روک نہیں پائی۔۔جسے دیکھ کر مائشہ اور تلملائی

"وہ شخص آپ کو برباد کر چکا ہے آپی ، خدا کے لئے ، اب تو بس کردیں۔۔اب تو طلاق لے لیں ، ھادی بھائی آپ سے کتنی محبت کرتے ہیں خود کو یوں بے قدرے شخص کے لئے برباد مت کریں"

"وہ مجھے کبھی طلاق نہیں دے گا مائشہ "

ایک کمزور سی دلیل دے کر جلتی ہوئی آنکھیں بند کرلیں

"یو نو واٹ ، آپ کے آنسو بتا رہے ہیں آپ ابھی بھی اس سے محبت کرتی ہیں "

وہ افسوس اور برہمی سے بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی۔۔

اسے ملال اور عمر بھر کے پچھتاوے میں جلنے کے لئے چھوڑ گئی۔۔۔

" وردان ؟ تم یہاں ؟ "

نیناں اسے دیکھ کر خوشگوار حیرت سے گویا ہوئی۔۔

" ممانی نے بتایا تھا کہ آپ آئی تھی مگر میں گھر پر نہیں تھا اُس وقت.. اسلئے آپ سے ملنے چلا آیا .. کیسی ہیں آپ؟ پہلے سے بہت کمزور لگ رہی ہیں "

وہ جھک کر اس سے ملتا ہوا بولا

" کمزور نہیں تو ، بہت خوش ہوں میں تو ، البتہ میں دیکھ رہی ہوں تم دن بدن ہینڈسم ہوتے جارہے ہیں "

وہ جھینپ کر ہنسا

" ہاہاہاہا ، ایسا کچھ نہیں ہے بس آپکی نظر کا کمال ہے ..اینی ویز کہاں گم ہیں نہ ملتی ہیں نہ کال کرتی ہیں "

وہ شکوہ کرنے لگا۔۔

" تم جانتے ہو..بھائی مجھے پسند نہیں کرتے تو میں کس لئے آئوں وہاں "

وہ دلگیری سے بولی۔۔

" میں تو پسند کرتا ہوں نا آپ کو ، چاہے ساری دنیا بھی آپکی مخالف ہوجائے میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں۔۔میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں انا۔۔آپ خود کو تنہا مت سمجھیں "

وہ اسکا ہاتھ تھام کر محبت سے بولا۔۔

" میں جانتی ہوں "

اس نے نخوت سے گردن اکڑا کر کہا۔۔

" سکینہ ؟ نوری ، کہاں مر گئی ہو وردان کے لئے کچھ کھانے کو لائو"

" آہمم.. انا مجھے جانا ہو گا میری اکیڈمی کا ٹائم ہو گیا ہے " وہ گھڑی دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" ارے ابھی تو آئے ہو تھوڑی دیر تو اور ٹھہرو "

وہ استفسار کرنے لگی۔۔

" نہیں آنا پھر آئوں گا بس آپ کو دیکھنے آیا تھا۔۔آپ اپنا خیال رکھئیے میری اکیڈمی کا ٹائم ہو گیا ہے میں چلتا ہوں "

وہ اسکی پیشانی پر بوسہ دے کر الوداع کہہ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

جانی پہچانی سی نسوانی پرفیوم کی خوشبو سانسوں کو مسحور کرنے لگی۔۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو دیکھتا چلا گیا۔۔چاکلیٹی بال کندھوں پر گر رہے تھے۔۔ان گنت ڈوریوں والا سلیولیس مخربی لباس زیب تن کیئے وہ حسن و جمال کا پیکر اسکے حواس گم کر چکی تھی۔۔۔اس پر نگاہ غلط ڈالے بغیر وہ چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔۔وہ جوں کا توں کھڑا رہا۔۔

" اے لڑکی رکو ؟ کہاں جا رہی ہو منہ اٹھائے ؟"

ممانی سرکار کا ناپسندیدہ لہجہ اور چبھتی نگاہیں عین کو اپنے اندر تک اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

" میں جہاں بھی جائوں اس سے آپ کو کیا ؟ "

وہ اکھڑے ہوئے لہجے میں بولی۔۔

" یہ جو کینچی کی طرح تمہاری زبان چلتی ہے نا کسی دن کاٹ دوں میں سمجھی تم؟ جائو ابھی اور اسی وقت کپڑے تبدیل کرکے آئو اس حویلی میں دو دو جوان مرد رہتے کچھ تو شرم کرلو۔۔یہ سب سکھایا ہے تمہاری دادی نے تمہیں "

اماں سرکار کی باتوں میں اچانک گرینی کے زکر پر وہ بھڑک اٹھی۔۔

" خبردار اگر میری گرینی کے بارے کچھ کہا تو "

" ہاں ، ہاں جانتی ہوں اس چالاک بڑھیا نے تمہیں۔۔۔

" بس کردیں آپ " وہ چیختے ہوئے پھولی ہوئی سانسوں سے انکی طرف جھکی۔۔سائرس اگر بیچ میں نہ آتا تو وہ غصے میں نہ جانے کیا کر گزرتی۔۔اماں سرکار سہمی سہمی نظروں سے عینا کا غضبناک چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔

" کتنی بدتمیز لڑکی ہے ، بلائو اپنے دادا سرکار کو زرا وہ بھی تو دیکھیں اپنی لاڈلی کی اوچھی حرکتیں "

اماں کا لہجہ زہر خند ہوا۔۔

" آئی ہیڈ ڈیم کیئر " اس نے دانت پیس کر کہا۔۔

"اماں پلیز جانیں دیں نا "

سائرس نے انہیں ٹھنڈا کرنا چاہا۔۔

" اس سے کہو اگر اس حویلی میں رہنا ہے تو اپنی عادتیں بدلنی ہوگی ، ورنہ میں اسے باہر نکالنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائوں گی "

اماں حکم سنا کر جا چکی تھی۔۔عینا سنی ان سنی کرتی حویلی سے باہر نکل گئی۔۔سائرس اسکے پیچھے لپکا۔۔

"عینا ؟؟ عینا ؟ رکو میری بات سنو ؟ کہاں جارہی ہو تم ؟

" میں جہاں بھی جائوں دیٹ از نن آف یور بزنس "

وہ جھنجھلا گئی۔۔مزید سوال جواب کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔اسے بینک جانا تھا

سائرس نے تحمل سے اسکا لہجہ برداشت کرتے ہوئے کہا

" ہمارے ہاں لڑکیاں اکیلی باہر نہیں جاتیں۔۔۔میں تمہیں لے جاتا ہوں "

" ہمارے ہاں لڑکیاں ایسا نہیں کرتیں ،ہمارے ہاں لڑکیاں ویسا نہیں کرتیں۔۔یہاں نہیں جاتی وہاں نہیں جاتیں۔۔او گاڈ کین یو جسٹ شٹ اپ ..میں تنگ آچکی ہوں یہ سب سن سن کر"

وہ تند و تیز لہجے میں بولتی ہوئی جانے لگی ..مگر سائرس نے اسے تھام کر روکا۔۔

"تم جو بھی کہو میں تمہیں اکیلے نہیں جانے دے سکتا "

" ایکسکیوزمی ؟ تم ہوتے کون ہو مجھ پر حکم چلانے والے "

وہ ناپسندیدگی سے اسکا ہاتھ جھٹک کر بولی

" مجھے مجبور مت کرو ، میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا عینا "

اسکا لہجہ سنجیدہ مگر دھیما تھا۔۔

" ہونہہ تم سمجھتے کیا ہو خود کو ، میں کمزور نہیں ہوں ، نہ ہی تمہاری باتوں سے ڈرنے والی ہوں "

وہ تنفر سے بولی۔۔سائرس کا تحمل جواب دے گیا۔۔اگلے لمحے وہ اسکا ہاتھ پکڑ کا کھینچتا ہوا سیدھا اسکے کمرے میں لے گیا۔۔

" یہیں رہو گی تم ..جب تمہارا دماغ ٹھکانے پر آجائے تو مجھے بتادینا میں تمہیں تمہاری مطلب کہ جگہ پر لے جائوں گا "

بہت ہی اطمینان سے کہتا اسکے غصے کو ہوا دے گیا۔۔

" تم جیسا گھٹیا اور دھوکے باز انسان میں نے کہیں نہیں دیکھا "

وہ غصے سے پاگل ہونے لگی۔۔اس سے پہلے وہ بھی ضبط کھو دیتا اس نے کمرے سے نکل کر دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔۔

" دروازہ کھولو۔۔میں نے کہا دروازہ کھولو تم مجھے یہاں بند نہیں کر سکتے ! کھولو دروازہ "

مسلسل بجتے دروازے اور بھیگتی آوازوں بمشکل نظرانداز کرتا اماں سرکار کے پاس چلا آیا۔۔

" جب تک میں آفس سے واپس نہ آئو یہ لڑکی بند رہے گی ، کوئی اسے نہیں کھولے گا "

وہ بہت غصے میں تھا

" الٹے دماغ کی بگڑی ہوئی لڑکی ہے ، اگر اپنے ساتھ کچھ کرلیا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے '

اماں سرکار سلوٹ زدہ پیشانی لئے ہوئے تھی۔۔

" کچھ نہیں ہو گا اماں "

اس نے اپنا دل مضبوط کرتے ہوئے کہا اور کمرے کی چابی اماں کے حوالے کرکے آفس کے لئے نکل گیا۔۔

وہ اک کمزور لمحہ تھا۔۔جب اس نے حسین شہروز کی محبوبہ پر نظر ڈالنے کی غلطی کی تھی۔۔جو اسے بہت مہنگی پڑی تھی اسکے پیچھے پاگل ہوکر راحم راحیل اسکے کمرے تک پہنچ گیا تھا۔۔اس نے افسردہ سی سانس لی۔۔اور ان دلفریب لمحوں کو یاد کرنے لگا۔۔

" کون ہو تم ؟ "

اسے دیکھ کر وہ گھبرا گئی تھی۔۔ٹاول میں لپٹے بال بکھر کر لٹھوں کی مانند جابجا چہرہ پر پھیل گئے۔۔

اِس نے سادگی میں قیامت خیز حسن پہلی بار دیکھا تھا۔۔اُس نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو راحم راحیل نے منہ کے آگے ہاتھ رکھ کر اسے آواز کرنے منع کیا۔۔

" پلیز مجھے کچھ مت کرنا "

اس نے سسکی بھری ، اور ڈرتی کانپتی الٹے قدم لینے لگی۔۔

وہ مکمل اسکے حواسوں پر سوار تھی۔۔راحم راحیل نے بے توجہی اسکے ہلتے لب دیکھے۔۔

اس نے بدوقت اپنے پتھر وجود کو حرکت دے کر اسے چلانے سے روکا۔۔

اسی لمحے پورچ میں گاڑی کے ہارن کی آواز آئی۔۔غالباً کوئی آیا تھا۔۔اس نے گھبرا کر اسکا ہاتھ جیسے ہی چھوڑا وہ پلٹ کر ڈریسنگ سے ٹکرا کر گری۔۔

" اوہ نو " اسکے لبوں سے پھسلا۔۔

وہ اسے نقصان پہنچانے کے ارادے سے نہیں گیا تھا۔۔پھر اس نے بیڈ پر پڑا اسکا فون اٹھا لیا اور کھڑکی سے باہر نکل گیا۔۔کم از کم اس حرکت کو چوری کا تاثر دینے کی کوشش کی تھی۔۔

" وہ لڑکی ؟ کیا پتا اُسے کتنی چوٹ آئی ہو ؟ "

وہ بے چینی سے اٹھا بیٹھا۔۔اک لمحے کے لئے اپنی حرکت پر شرمندہ ہوا تھا۔۔اگلے لمحے دروازے پر دستک نے اسے متوجہ کرکے تاثر زائل کردیا

" بھائی نیچے آجائیں ، بابا کھانے پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں"

اسکی پیشانی شکن ہونے لگی۔۔وہ بند دروازے سے ہی بولا

" مجھے بھوک نہیں ہے "

" اچھا ، آپ کے لئے کُریئر آیا ہے وہ تو لے لیں "

آواز پھر سے آئی جسے سنتے ہی اس نے دروازے کھول دیا۔۔

" کیا ہے اس میں ؟ "

" کچھ نہیں ہے تم جائو "

اس نے سفاکی سے کہہ کر دروازہ بند کردیا۔۔

سیل فون کا لاک ہٹایا جا چکا تھا۔۔وہ مختلف ایپ کھنگالنے کے بعد گیلری کھولنے لگا۔۔جہاں اُسکی ان گنت تصویریں کھلتی چلی گئی۔۔راحم راحیل کے لب خوبخود مسکراتے چلے گئے۔۔بیڈ پر گر کر نرم نگاہوں سے اسکے مختلف چہرے دل میں اتارنے لگا۔۔اپنی سنگین حرکت سے قطعی بے خبر اسکے خیالوں میں مد ہوش ہوگیا تھا۔۔

****

اس نے سارا غبار اور غصہ نفاست سے سجی کمرے کی چیزوں کو درہم برہم کرکے نکال دیا۔۔اب اپنا پائوں تھامے بیٹھی تھی جو اس نے اپنے ہی توڑے گئے واز سے زخمی کرلیا تھا۔۔اسے بہت تکلیف

ہورہی تھی۔۔لیکن وہ بھی انہی کی طرح انا پرست تھی اپنی خود داری پر اک آنچ بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔اس نے ایک بار بھی مدد کے لئے کسی کو نہیں پکارا۔۔حتی کہ اپنی سسکیاں دبا لیں تھی ۔۔دوپہر سے شام اور پھر رات ہوچکی تھی۔۔اسے بھوک بھی لگی تھی ، بند کمرے میں گھٹن کے بعث اس کا سانس اٹک رہی تھی۔۔

" کتنے کٹھور دل ہیں سب کے سب ، ایک بار کوئی پوچھنے نہیں آیا "

اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے۔۔

" میں تم سے شدید نفرت کرتی ہوں سائرس ، تمہارے ایک جھوٹ نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ۔۔کتنی خوش اور مطمئن تھی میں اپنی زندگی میں .. اس حویلی کی چار دیواری میں تین دنوں میں میرے ساتھ اتنا کچھ ہوگیا ، میں زندگی میں اتنا کبھی نہیں روئی جتنا ان تین دنوں میں رو چکی ہوں ۔۔۔تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی سائرس۔۔کبھی نہیں۔۔"

گھٹنوں میں پر رکھ کر سسکنے لگی۔۔

نیناں شال سنبھالتی ہوئی انکے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

" اماں سرکار آپ نے یاد کیا تھا مجھے ؟ "

" بیٹھو تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے "

وہ پریشان لگ رہی تھی

" جی کیا بات ہے ؟ "

وہ بھنویں سکیڑ کر پوچھتی ہوئی بیٹھ گئی۔۔

" تمہارے دادا سرکار نے بلایا تھا مجھے۔۔یہ گناہوں کی پوٹلی جو ہمارے سر پر مسلط کردی گئی ہے اسکی زمہ داری اب ہمیں دے دی ہے "

" کیا مطلب اماں میں سمجھی نہیں ؟ "

نیناں کا ماتھا ٹھنکا

" ان کا کہنا ہے جو بھی کرو مگر اسے شادی کے لئے تیار کرو"

انہوں نے نیناں کی سماعتوں پر بم گرایا۔اس نے پھٹی پھٹی آواز میں پوچھا

" شادی ؟ مگر کس سے ؟ "

"یہ تو ابھی انہوں نے مجھے بھی نہیں بتایا۔اگر ان کا ارادہ ہے کہ اپنی نواسی کی شادی میرے معصوم سائرس سے کرنے کا ، ایسا میں ہونے نہیں دوں گی مجھے یہ لڑکی زہر لگتی ہے۔۔اور ویسے بھی میں اپنی بہن کو زبان دے چکی ہو عرصہ پہلے ، نہ خود بھولوں گی نہ ہی سائرس کو بھولنے دوں گی "

وہ غیر مرئی نقطہ کو گھورتی تہیہ کرچکی تھی۔۔جسے سن کو نیناں کو تسلی ہوئی۔۔

" تو مجھ سے کیا چاہتی ہیں ؟ "

"میں چاہتی ہوں کہ تم اس لڑکی کو سمجھائو ، اگر نہ مانے تو اس پر اتنی سختیاں کرو کہ وہ حویلی چھوڑ کر کہیں چلی جائے۔۔یا مر مرا جائے ہماری بلا سے "

انکی نفرت آخری حدوں کو چھونے لگی۔۔

نیناں سن کر زیادہ حیران نہیں ہوئی تھی یہ تو حویلی والوں کی فطرت میں شامل تھا۔اندر سے کچھ اور باہر سے کچھ اور

" جیسا آپ کہیں اماں "

اپنے کھیل میں اگر وہ عینا کو بھی شامل کر لیتی تو فائدہ اسی کا ہوتا۔۔اسکے شیطانی دماغ کو ترکیب سوجھی۔۔

" اور ہاں ملازموں سے بھی کہہ دو کہ اس کے ساتھ نرمی برتنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔"

" جی جی آپ فکر نہ کریں "

وہ ہاں میں ہاں ملا کر دل ہی دل میں مسکراتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔۔

وہ فریش ہوکر نیچے آئی تو حسین ابھی تک لائونج میں سو رہا تھا۔۔اسکا دل مستعد ہونے لگا۔۔وہ کتنا کچھ کر رہا تھا صرف اسکی محبت میں۔۔اگر پھپھو کو پتا چل جاتا کہ انکا اکلوتا لاڈلا بیٹا اسکی وجہ سے لائونج میں سویا ہے۔۔تو اسے بہت ڈانٹ پڑتی۔۔

" حسین ؟ اٹھو صبح ہوگئی ہے ، اپنے کمرے میں جائو"

اس نے کچھ جھجکتے ہوئے کندھا ہلایا

وہ بہت گہری نیند سوتا تھا اسلئے اسے جگانے کا ارادہ ترک کرکے اس نے پانی کا جگ اٹھایا اس سے پہلے وہ پورا اس پر انڈیل دیتی حسین کا فون بجنے لگا۔۔۔اسکی آنکھ کھل گئی۔۔

دیکھا تو آبش مبہم مسکراتی ہوئی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔یہی تو مانگتا تھا وہ رب سے کہ ہر صبح کی شروعات سے پہلے اسکے حسین چہرے کا دیدار۔۔

" پلیز اٹھو یہاں سے اپنے کمرے میں جائو۔۔پھپھو اٹھنے والی ہیں۔۔کیا سوچیں گی "

اس نے آہستگی سے سرگوشی کی۔۔

وہ سر کو خفیف سی جنبش دیتے ہوئے اٹھا۔۔اگلے ہی لمحے اسکے چہرے سے مسکراہٹ غائب تھی۔۔

" تم مجھ پر پانی گرانے والی تھی ؟ "

" نہیں تو۔۔میں تو پینے والی تھی "

اس نے سفید جھوٹ بولا۔۔

" اچھا رکو۔۔مجھے یہ کی چین کا ایک آدھا حصہ ملا ہے میرے کمرے کی کھڑکی سے۔۔شاید یہ اس چور کا ہو "

آبش نے مٹھی میں دبا حصہ حسین کے حوالے کر دیا۔۔

" ہمم۔۔عجیب بات تو یہ ہے کہ آجکل کے چور بھی امیر ہوگئے "

وہ الٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا بولا۔۔

"اسکے باوجود لوگ چوری کرنا نہیں چھوڑتے "

وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہتی اپنے لئے ناشتہ بنانے لگی۔۔۔جبکہ حسین کچھ سوچتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس نے ایسی کی چین پہلے بھی کسی کے پاس دیکھی تھی

" بڑی دیر لگادی تم نے آتے آتے ؟ "

وہ ابھی آفس سے واپس آیا تھا۔۔نیناں کی نظروں اور سوالوں کی زد میں بھی آچکا تھا۔۔

" آپ کو اس سے کیا بھابھی "

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی تلخ ہوجاتا تھا۔۔انکی پرواہ بھی مصنوعی سی لگتی تھی۔۔نیناں اسکے لہجے کا اثر نہ لیتے ہوئے بے نیازی سے بولی

" بھئی میں تو یونہی پوچھ رہی تھی ، وہ جسے تم یہاں لائے ہو نا۔۔وہ صبح سے بھوکی پیاسی قید ہے بے چاری۔۔واحد تم ہی تو ہم درد ہو اس حویلی میں۔۔ویسے تم نے بہت غلط کیا۔۔اسکی زندگی برباد کردی تم نے سائرس ! چہ افسوس ہے "

انتہائی مایوس کن لہجے میں بولتی سائرس کو زہر لگی تھی۔۔وہ منفی انداز میں سر جھٹک کر جانے لگا۔۔ اسے جاتے دیکھ کر بھی چوٹ کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔۔

" ہا ہاں جائو جلدی سے زخموں پر مرہم لگادو بے چاری زخمی ہے صبح سے کسی کو خیال ہی نہیں آیا اسکا ، میں تو اماں کی منتیں کر کر کے تھک گئی ہوں مجھے تو چابی نہیں دی انہوں نے "

وہ ٹھٹھک کر رکا

" کیا مطلب ؟ "

" خود جا کر دیکھ لو "

" اگر ایسا کچھ ہو گیا تھا تو آپ کو مجھے فون کرکے بتانا تو چاہیئے تھا بھابھی "

ان پر افسوس کرکے تاسف بھرے لہجے میں کہتا تیز تیز قدم چلتا ہوا دروازے کا لاک کھولنے لگا۔۔۔ درہم برہم کمرہ الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا۔۔جابجا صوفے کے کشن، واز ، ڈریسنگ ٹیبل کی چیزیں سب ٹوٹی بکھری پڑی تھی۔۔اسکی امید کی جا سکتی تھی چونکہ اسکی غصیل طبیعت سے واقف تھا

" عینا ؟؟ آر یو اوکے ؟ بھابھی بتا رہی تھی تمہیں چوٹ لگی ہے "

اسکے لہجے میں فکر و پریشانی کا عنصر تھا۔۔

" تمہیں اس سے کیا "

وہ پھر کر رکھائی سے بولی۔۔۔

" مجھے دیکھنے دو پلیز "

اس نے ہاتھ بڑھایا تھا

"ہاتھ مت لگائو۔۔مجھے نفرت ہے تم سے ، تمہاری وجود سے تمہاری موجودگی سے بھی۔۔چلے جائو یہاں سے "

وہ نفرت سے پھنکاری۔۔

" بہت ضدی ہو تم "

نفی میں سر جھٹک کر اٹھا اور اپنے کمرے سے فرسٹ ایڈ کٹ اٹھا لایا۔۔عینا اسکی ڈھٹائی پر نئے سرے تپ کر دانت پیستے ہوئے بولی

" کس مٹی کے بنے ہو تم ، کوئی بات اثر نہیں کرتی تم پر ؟ "

" اسی مٹی سے بنا ہوں جس سے تم بنی ہو۔۔بس ضد ، اور ڈھٹائی کا عنصر کم ہے اسکی جگہ محبت اور نرمی کا عنصر ہے "

نرم نگاہوں سے اسکے گلابی رنگت کو دیکھا ، جس پر چھایا شکنوں کا جال دیکھ کر اسکے لب مبتسم ہوئے ۔۔

عینا نے بے ساختہ نگاہیں چرا لیں

" اپنی ضد میں تم نے خود کا نقصان کرلیا۔۔اگر تم پیار سے بات مان لیتی تو اتنا سب نہ ہوتا "

بہت اپنائیت اور دوستانہ انداز سے اسے سمجھایا۔۔جس پر وہ یکدم بھڑک کر بولی۔۔

" سب میری ہی غلطی ہے۔۔مجھے تمہارے ساتھ یہاں آنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔۔نکل جائو اسی وقت میرے کمرے سے "

" عینا مجھے مجبور مت کرو زور و ذبردستی کرنا میری عادت میں شامل نہیں ہے۔۔مجھے تمہارا زخم دیکھنے دو ، اس کے بعد چلا جائوں گا "

اس نے عاجز آکر کہا۔۔

عینا نے انتہائی ناپسندیدگی سے رخ موڑلیا۔۔وہ اینٹی سیپٹک زخم پر لگانے لگا۔۔۔

" سسس۔۔۔آہ "

سائرس کا ہاتھ بروقت تھم گیا ، ہمدردانہ نگاہیں اٹھا کر پوچھا

" درد ہو رہا ہے؟ "

" اس درد کے مقابلے بہت کم ہے جو تم مجھے دے رہی ہو "

اس کی متورم آنکھیں دیکھ کر سائرس کا دل کسی نے بند مٹھی میں جکڑ لیا۔۔چاک و چوبند رہنے والے لڑکی تھی۔۔دنوں میں خستہ حال اور بکھری بکھری سی معلوم ہونے لگی تھی۔۔

" ایسے میری شکل کیا دیکھ رہے ہو۔۔جائو یہاں سے میں خود کرلوں گی "

اسکا ہاتھ جھٹک کر بینڈج اٹھانے لگی۔۔۔

" نوری کھانا لے کر آئو "

وہ اسکے قریب ہی بیٹھ گیا ، اور آواز لگا کر نوری سے کہا۔۔

" مجھے کچھ نہیں چاہیئے۔۔بس تم میری نظروں سے دور چلے جائو ، اتنا احسان کردو "

اس کی آواز بھیگنے لگی۔۔

" تم کھانا کھالو پھر میں چلا جائوں گا "

وہ ہٹ دھرمی سے بولا۔۔

" کھانا رکھ دو اور نکل جائو دونوں میرے کمرے سے ورنہ بہت برا ہو گا "

اس بار اس نے دھمکی دی تھی۔۔اس شخص کی شکل دیکھ کر اسکی دی گئ ازیتیں ، اور زخم پھر سے ہرے ہوگئے تھے۔۔وہ کس کرب سے گزر رہی تھی کسی کو اسکی کیفیت کا اندازہ نہیں تھا۔۔نوری نے سائرس کے اشارے پر کھانا رکھ دیا تھا۔۔

" کھانا کھالینا "

نرمی سے تاکید کرکے کمرے سے نکل گیا۔۔اس حویلی کی ہر شے اسے نا پسند تھی۔۔کیسے ممکن تھا ، اس ستم گر کے کہنے پر کچھ کھا لیتی۔۔

وہ نہیں میرا مگر اس سے

محبت ہے ، تو ہے.....!!!

یہ اگر رسموں رواجوں سے

بغاوت ہے ، تو ہے.....!!!

سچ کو میں نے سچ کہا

جب کہہ دیا تو کہہ دیا....!!!

اب زمانے کی نظر میں

یہ حماقت ہے ، تو ہے....!!!

کب کہا میں نے کہ

وہ مل جائے مجھ کو میں اُسے....!!!

غیر نہ ہو جائے وہ بس

اتنی حسرت ہے ، تو ہے....!!!

جل گیا پروانہ اگر تو

کیا خطا ہے شمع کی....!!!

رات بھر جلنا جلانا اسکی

قسمت ہے ، تو ہے...!!!

وہ دوست بن کر دشمنوں سا

وہ ستاتا ہے مجھے....!!!

پھر بھی اس ظالم پہ مرنا

میری فطرت ہے ، تو ہے....!!!

(نامعلوم)

وہ غم کی تصویر بنی کمرے کی کھڑکی میں کھڑی گارڈن میں بوگن ویلیا کے پودوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

دماغی طور پر وہ کسی اور دنیا میں سفر کر رہی تھی۔۔اس شخص کی شدت اور محبت سے لبریز باتیں بار بار اسکے نرم اور حساس دل کو زیر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔آخر کار وہ بھی انسان تھی۔۔پتھر دل تو نہیں تھی کہ موم نہ پڑتی۔۔دل کی دہلیز پر مسلسل کوئی دستک دے رہا تھی۔۔جسے نظرانداز کرنا بہت کٹھن ترین مرحلہ تھا۔۔لیکن وہ اپنے اندر پنپتے جذباتوں کو روک نہیں پارہی تھی۔۔

اُسکی محبت خوبخود اسکے دل میں بڑھنے لگی تھی۔۔جب جب وہ رفعت پھپھو کا انجام سوچتی کانپ اٹھتی تھی۔۔اس راہ میں صرف کانٹے ہی کانٹے تھے۔۔وہ اتنی بہادر نہیں تھی کہ محبت کے زخم اپنے وجود پر لے سکتی۔۔اس نے گہری سانس لے کر کرب سے آنکھیں موند لیں۔۔

" مجھے اس شخص کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیئے۔۔میں اس سے محبت نہیں کر سکتی ، اس سے دور رہنا ہی ہم دونوں کے حق میں بہتر ہے "

نا دانستہ کھڑکی کے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔۔

یسر کیاریوں میں نئے پودے لگا رہا تھا۔۔اسے اپنی طرف دیکھتا پاکر وہ زرا الجھا۔۔

نیلوفر نے مبہم سی مسکان اس کی طرف اچھالی اور کھڑکی بند کردی۔۔۔

سکینہ نے انتہائی دلچسپی نظروں سے یہ منظر دیکھا اور حویلی کے اندر بھاگی اسے کچھ یاد آیا جو نیناں بی بی کو بتانا ازحد ضروری تھا۔۔

" کہاں مر گئی تھی تم کم بخت ، یہ اٹھاؤ سعیر کی شرٹ اور استری کرکے الماری میں ہینگ کرو "

اس نے کپڑوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کیا۔۔

" بی بی جی آپ کو ایک بات بتائوں ، چند دنوں سے عینا بی بی والا معاملہ چل نکلا اس لئے میرے زہن سے نکل گیا ، یہ جو یسر ہے نا! آپکا ڈرائیور دکھنے میں جتنا سیدھا ہے اتنا ہے نہیں "

اسکے سنسنی خیز انداز پر وہ چونک کر پوچھنے لگی

" کیا مطلب ہے صاف صاف کہو ؟ "

اپنے پسندیدہ ٹاپک پر سکینہ کپڑے وہیں پھینک کر اسکے سامنے زمین پر آلتی پالتی مار بیٹھ گئی

" بی بی جی میں نے خود اسے نیلوفر بی بی کو فون دیتے ہوئے دیکھا ہے اور آج تو ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا بھی رہے تھے دونوں ، میں بتا رہی ہوں دال میں کچھ کالا ضرور ہے بی بی جی "

" کیا بکواس کر رہی ہو تم؟ اب نیلوفر کا انتخاب اتنا بھی برا نہیں ہو سکتا کہ حویلی کے ملازم کے ساتھ ، نہیں نہیں وہ اس قسم کی لڑکی نہیں ہے "

اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

" مولا سائیں کی قسم بی بی جی جھوٹ نہیں کہہ رہی ، جو دیکھا ہے وہی بتا رہی ہوں "

وہ زور دے کر بولی۔۔۔

"اسکا مطلب ہے چھوٹی چڑیا کو بھی پر لگ گئے ، ان حویلی والوں کے بھی رنگ نرالے ہیں ، گھر میں کچھ اور باہر کچھ اور۔۔اسکا انتظام بھی بہت جلد کروں گی میں دیکھنا تم۔۔اس حویلی کا ہر ہر فرد مبینہ اور بابا کی موت کا خمیازہ بھگتے گا۔۔چھوڑوں گی نہیں میں کسی کو بھی۔۔تم نظر رکھنا اس یسر پر "

اس کے تاثرات اور لہجہ یکبارگی سے تبدیل ہوا۔۔سکینہ کو تاکید کرتے ہوئے کہا

" جی بی بی جی "

اس نے سعادت مندی سے سر ہلایا اور کپڑے اٹھا کر باہر جانے لگی۔۔

" بیوقوف۔۔باہر کیا کرنے جارہی ہو ، کمرے میں ہی استری کرکے ہینگ کرو۔۔سب کو یہی پتا ہے میں سعیر کے سارے کام میں خود اپنے ہاتھوں سے کرتی ہوں"

اسکی آنکھیں غصے سے ابلتی دیکھ کر وہ ہڑبڑا کر واپس مڑی۔۔

" اس ولایتی بی بی کا کیا ہوا ؟ اسکا ہمدرد تو بہت تڑپ رہا تھا کل اسکے پاس جانے کے لئے "

اس نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کیا اور سرسری سا پوچھا

" نوری بتا رہی تھی چھوٹے سرکار نے خود مرہم پٹی کی اور کھانا بھی کھلایا ، ویسے چھوٹے سرکار دل بہت ہی سیدھے اور صاف ہیں "

اس نے اپنے مخصوص انداز میں بتایا

" چہ۔۔یہ سادگی اسے لے ڈوبے گی "

وہ خود ساختہ بڑبڑائی تھی

" بے چاری عینا بی بی ، ویسے حکم کو اپنی نواسی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا "

سکینہ کو ہمدردی ہوئی۔۔جسے سن کر وہ زہر خند لہجے میں بولی

' اس بڈھے کو اپنے آپ پر بہت گھمنڈ ہے۔۔اسکا یہ گھمنڈ اور غرور میں چکنا چور کردوں گی ، آخر کو اس سارے فساد کی جڑ وہی ہے۔۔باقی تو شاخیں ہیں۔۔جب شاخیں بڑھ جائیں تو کاٹنی پڑتی ہیں ، سائرس کے دل میں اسکی ماں کے لئے ، اور عینا کے دل میں سائرس کے لئے اتنی نفرت بھر دوں گی

کہ وہ ایک دوسرے کو نوچ کر کھا جائیں۔۔تب جا کر مجھے سکون نصیب ہو گا ، رہی بات چھوٹی چڑیا کی ، اسکا انتظام بھی میں نے سوچ لیا ہے "

مکروہ مسکراہٹ چہرے پر لئے وہ بڑبڑاتی چلی گئی۔۔۔

ملازمہ اسکی بڑابڑہٹ سے کان ہٹا کر کام میں مصروف ہو چکی تھی۔۔

"یہ سعیر آجکل کہاں غائب رہتا ہے ، اسے بھی پمپ کرتے رہنا پڑتا ہے ورنہ یہ بھی میرے سر کو آتا ہے "

انتہائی نا پسندیدگی سے اس نے فون اٹھایا اور کال لاگ میں سعیر کا نمبر تلاش کرنے لگی

" پلیز ہیو آ سیٹ ؟ "

ڈاکٹر نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔۔

ھادی کے مشورے پر وہ یہاں آ تو گیا تھا مگر اطراف میں برین اسٹرکچر اور چند ایک دماغی اعضاء کی عکاسی کرتی تصویریں دیکھ کر اسے احساس ہوا یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔

"مسٹر سعیر سلطان پلیز ہیو آ سیٹ؟ "

ڈاکٹر کے دوسری بار کہنے پر وہ خاموشی سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔

" تو آپ ھادی کے دوست ہیں ، اس نے مجھے بتایا تھا آپ کے بارے میں ، ویسے اس سے پہلے بھی میں نیوز ، آرٹیکل وغیر ہ میں آپ کو دیکھ چکی ہوں "

وہ چپ چاپ پیپر ویٹ گھمانے لگا جیسے ڈاکٹر اس سے نہیں کسی اور سے مخاطب ہو۔۔

" کیا پرابلم ہے آپ کو ؟ آپ کچھ بتائیں گے اس بارے میں؟ "

ڈاکٹر نے شرمندہ ہوکر خود ہی اگلا سوال کیا۔۔اس بار وہ متوجہ ہوکر سیدھا ہوا ، چونکہ اسکے مطلب کی بات ہورہی تھی۔۔

" پرابلم یہ ہے کہ میں رات کو سو پاتا ہوں۔۔دماغ پر ایک سکتہ سا طاری ہے ، یوں جیسے دماغ مجھے کوئی سگنل پہنچانا چاہتا ہے ، اور کوئی غیر معمولی کشش اسے روک رہی ہے۔۔میں بہت ازیت سے گزر رہا ہوں اسلئے میں نے بہت زیادہ کام اپنے زمے لے لیا ہے سارا سارا دن بزی رہتا ہوں۔۔جس کے باوجود تھکاوٹ سے میں سو نہیں پاتا۔۔یوں لگتا ہے جیسے کسی زی روح کے قبضے میں ہوں۔۔جو مجھ پر ، میرے وجود پر ، میرے خوابوں ، میرے خیالوں ، میری یادوں پر حاوی ہو چکی ہے۔۔میں بہت کچھ سوچنا چاہتا ہوں ، کرنا چاہتا ہوں لیکن کر نہیں پا رہا کوئی مجھے کنٹرول کر رہا ہے "

" آپ کی کنڈیشن کو سمجھنا کمپلیکیٹڈ ہو سکتا ہے ، کیونکہ آپ خود اس بارے میں شیور نہیں ہیں آپ جو محسوس کر رہے ہیں اسے 'مسلہ' کہنا بھی چاہیئے یا نہیں۔۔ہو سکتا یہ سب وقتی ہو ، آپ کہیں آئوٹنگ پر دوستوں کے ساتھ چند دن گزاریں ہو ، سکتا ہے آپ بہتر محسوس کریں ، خیر میرے کچھ سوالات ہیں آپ سے ، کیا آپ خوابوں میں کیا دیکھتے ہیں؟ "

" میں خواب نہیں دیکھتا "

اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔۔

" حیرت ہے لوگ خواب دیکھتے ہیں ہر رات ، ہر دن اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ، کیا آپ نے کبھی بھی کسی چیز یا انسان کے متعلق خواب نہیں دیکھا ؟ "

ڈاکٹر بے چینی سے پھر سوال دہرایا۔۔

" ایسا بھی نہیں ہے اب ، یوں کہہ لیں کہ کچھ عرصے سے ایسا نہیں ہوا "

"کتنا عرصہ ؟ "

"دو سال " اس نے بتایا

" دو سال کا عرصہ بھی بہت ہوتا ہے ، ایک انسان بہت حیران ہوگا یہ سوچ کر کہ اس نے دو سال سے ایک بھی خواب نہیں دیکھا۔۔لیکن لوگوں کو اپنی مینٹل کنڈیشن سمجھنے میں وقت لگتا ہے۔۔اور کچھ لوگ تو اس پر دھیان ہی نہیں دیتے اور کچھ نظر انداز کر دیتے "

ڈاکٹر نے آگہی دیتے ہوئے اگلا سوال کیا

" آپ یہ بتائیں کہ آپ شادی شدہ ہیں ؟ "

" جی "

" کتنے سال ہوچکے ہیں؟ "

" دو سال "

" یعنی یوں کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی مینٹل کنڈیشن تب سے ایسی ہے ؟ "

ڈاکٹر نے بھنویں سیکڑ کر پوچھا

" نہیں ابتدائی دنوں میں بہت خوش تھا میں "

اس نے زہن پر زور دیتے ہوئے یاد کیا۔۔

"آپ کی لوو میرج تھی یا ارینج میرج ؟ "

" سنا ہے لوو میرج تھی "

سعیر نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔۔۔جسے سن کر ڈاکٹر کا دماغ بھک سے اڑ گیا

" سنا ہے ؟ "

" جی ، ڈاکٹر صاحبہ "

اس نے زور دے کر کہا

" آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ آپکی لو میرج ہوئی تھی ؟ "

ڈاکٹر سابقہ حیرانی کو برقرار رکھتے ہوئے پوچھنے لگی

" معلوم ہے تو بتایا ہے "

وہ بیزار ہوا۔۔

"اچھا یہ تو آپ کو پتا ہو گا کہ آپ کی شادی کیسے ہوئی تھی ؟ "

" نہیں ..مجھے کچھ یاد نہیں "

" یہ بھی نہیں کہ آپ اپنی وائف سے پہلی بار کب ملے تھے؟"

" نہیں "

" آپ اپنی وائف سے محبت تو کرتے ہوں گے مسٹر سعیر ؟ "

" نہیں "

بے لچک انداز اور جواب ہنوز 'نہیں' تھا۔۔۔

" آپ "

ڈاکٹر کہتے کہتے رکی۔۔تشویش اور حیرانی سے لبوں پر انگلیاں جمائے وہ کرسی کی پشت سے جا لگی۔۔کئی لمحے سرکنے کے بعد بولنے کے قابل ہوئی تو رک رک کر بولی۔۔

" دیکھئے مسٹر سعیر۔۔اب آپ مجھے کنفیوژ کر رہے ہیں ؟ آپ نے کہا کہ آپ کی لو میرج ہوئی ہے ؟ مگر آپ کو معلوم نہیں کیسے ہوئی۔۔آپ اپنی وائف سے پہلی بار کہاں ملے ؟ اور آپ کے مطابق آپ اپنی وائف سے محبت بھی نہیں کرتے ہیں۔۔بہت عجیب بات ہے"

" سو تو ہے ، مگر یہی سچ ہے ڈاکٹر "

وہ دو ٹوک بولا

" تو پھر یہ لو میرج کیسے ہوئی ؟ "

وہ حیران پریشان تھی۔۔

" آپ کی وائف خوبصورت ہے ؟"

ڈاکٹر کو تجسس ہوا

" بہت "

سعیر نے کھلے دل سے اقرار کیا۔۔

" وہ آپ سے محبت کرتی ہیں ؟"

یہ سوال کافی دلچسپی سے پوچھا گیا

" ہاں '

برجستہ جواب آیا۔۔

ڈاکٹر نے سر پکڑ لیا تھا۔۔جیسے اس کے سارے سوال دم توڑ چکے ہوں۔۔

" میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہو کیا آپ نے کبھی۔۔۔"

وہ زچ ہوکر انہیں ٹوکتے ہوئے بولا

"اگر آپ کی انو سٹیگیشن ہوگئی ہو تو میرے مسلے کا حل بتائیں ڈاکٹر صاحبہ؟ "

اسکے لئے اب مزید ان بے مقصد سوالوں کے جواب دینا دشوار ہوگیا تھا۔۔

" ڈاکٹر کے پاس اپنے پیشنٹ کے ہر مسلے کا حل ہوتا ہے۔۔آپ سے میرے سوالات ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں۔۔آپ کو اگلے سیشن کے لئے آنا ہوگا۔۔تب تک کے لئے آپ میری ایک صلاح مانئیے ۔۔اپنے پرانے دوستوں ملئے یا پھر کسی ایسی جگہ کو ایکپلور کیجیئے جس سے آپکا ماضی جڑا ہو۔۔اور یاد کرنے کی کوشش کیجئے کہ آپ کیا بھول رہے ہیں۔۔

کیا ہے جس کے کھو جانے پر آپ بے چین ہیں ؟ جب آپ اپنے ماضی میں جائیں گے تو آپ کو اپنے اچھے برے سب عمل یاد آتے چلے جائیں گے ہو سکتا ہے اس سے آپ کی کوئی مدد ہوجائے اور آپ اسٹریس ریلیف ہوجائیں "

اس نے ڈاکٹر کی باتوں کو بہت غور سے سنا تھا اسے بات میں وزن لگا تھا۔۔

' مزید آپ کو ہارٹ یا پھر مینٹل پرابلم بھی ہوسکتی ہے ، میں شیور نہیں ہوں۔۔آپ کو ٹیسٹ کروانے ہوں گے جنکی رپورٹس آنے پر ہی پتا چلے گا۔۔انشااللہ سب بہتر ہوگا "

وہ چٹ پھاڑ کر اسکی بڑھاتی ہوئی بولی۔۔

" تھینک یو "

وہ مشکور ہوا

" اینی ٹائم فور یو۔۔آپ ھادی کے دوست ہیں تو میرے بھی دوست ہوئے "

ھادی کا زکر کرتے وقت ڈاکٹر کا چہرہ عجب رنگ بکھیرنے لگا تھا۔۔سعیر کی نظریں نوٹس لئے بغیر نہیں رہ سکیں۔۔

" سرکار حویلی سے فون آیا ہے ، کیا کہوں ؟ "

زلفی کی آواز پر وہ دونوں چونک کر متوجہ ہوئے۔۔سعیر کی تنبیہی نظروں سے ہڑبڑا کر وہ معذرت کرکے واپس مڑ گیا۔۔

ایک کیس اسٹڈی کررہی تھی۔۔جب ضرورت مندانہ طور پر اسٹور جا کر اپنی لاء کی کتابیں کھنگالنے لگی ۔۔ناداستہ طور پر اس کی نظر کتاب کے شروعاتی صفوں پر جم سی گئی۔۔۔جہاں اسکے نام کے ساتھ اس شخص کا نام رقم تھا۔۔اسکی انگلیاں خودبخود تحریر پر سرائیت کرنے لگیں۔۔

اک سرد ہوا کا جھونکا اسے ماضی کی حسین یادوں کے سفر پر لے گیا۔۔

" باپ رے باپ ایک ہفتہ ؟ تم ایک ہفتے کے لئے جارہی ہو؟ "

وہ تحیر اور بے یقینی سے چلا اٹھا۔۔جس پر اس نے انتہائی پرسکون انداز میں جواباً کہا

" ہاں ناں۔۔میرے اکلوتے بھائی کی شادی ہے تیاریاں بھی تو کرنی ہیں "

" میں اتنے دن تمہارے بغیر کیسے گزاروں گا ، پلیز مت جائو کوئی بہانہ دو "

وہ بے تابی سے اس کی نازک ہتھیلیاں تھام کر بولا۔۔سرینہ نے اسے یوں دیکھا جیسے کوئی انوکھی بات کردی ہو۔۔

" کیسی باتیں کررہے ہو ، میرے بھائی کی شادی ہے ایسے غیروں کی طرح جاتی اچھی لگوں گی کیا۔۔ ویسے بھی تم سے کانٹیکٹ میں رہوں گی " خفگی سے ڈپٹ کر کہا۔۔۔

" تو بھائی کے لئے تم شوہر کو چھوڑ دو گی ؟ "

وہ ہمیشہ کی طرح ناراضگی ظاہر کرنے لگا۔۔

" شششش۔۔آہستہ بولو کوئی سن لے گا ، اب گھر والوں کو تو نہیں پتا نہ کہ تم میرے شوہر ہو۔۔حد ہے "

اس نے محتاط انداز میں آس پاس بیٹھے اسٹوڈنٹس کو دیکھتے ہوئے اسے گھور کر کہا۔۔

" میں تھک چکا ہوں اس نکاح کو چھپا چھپا کر۔۔میں اسے اب اور راز نہیں رکھ سکتا ، میں پوری دنیا کو بتانا چاہتا ہوں۔۔کہ تم صرف میری ہوں اور میں تمہارا۔۔تم اپنے گھر پر بات کرو ناں۔۔میں یوں آدھی ادھوری خوشی نہیں جینا چاہتا۔۔میں اسے دھوم دھام سے سیلیبریٹ کرنا چاہتا ہوں "

رجائیت اور محبت بھرے لہجے میں بولا۔۔اسکی بے تابی اور بے قراری سے بخوبی واقف تھی

"بہت جلد بات کروں گی۔۔لیکن ابھی سہی موقع نہیں ہے "

اس نے بہلانا چاہا۔۔۔مگر وہ بہلنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔وہ ناراضگی سے رخ پھیر کر بولا

" پتا نہیں وہ موقع کب آئے گا۔۔مجھ سے اور انتظار نہیں ہوتا "

وہ موقع اپنے ساتھ قیامت لے کر آئے گا اسے علم نہیں تھا۔۔۔اس نے ازیت سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔اور کتاب بند کردی ، گویا اسکا ماضی ہو۔۔۔

" مجھے تم سے یوں چھوڑ جانے کی امید نہیں تھی "

ٹیس سی دل میں اٹھی۔۔وہ منفی انداز میں سر جھٹکتی ہوئی آنکھوں میں جھلملاتے آنسو اندر دھکیلنے لگی

۔۔

مائشہ سہی کہتی وہ اُس سے اُتنی ہی محبت کرتی تھی۔۔جبکے اسے بدلے میں کیا ملا؟ بے پناہ زلت ، رسوائی ، بے وفائی ، اپنوں کی جدائی ، جس کے بارے میں اس نے مر کر بھی نہیں سوچا تھا۔۔اس کے آنسوئوں نے پنوں پر تحریر لفظوں کو دھو دیا تھا ، جبکہ اسکے دل سے محبت ختم کرنے میں ناکامیاب ٹھہرے..

جب خواب ادھورے رہ جائیں!!!

سمجھوتا کرنا پڑتا ہے

بچپن سے لے کے جوانی تک

ہم خواب سجاتے رہتے ہیں

تقدیر بناتے رہتے ہیں

کچھ خواب مکمل ہونے میں

درکار زمانہ ہوتا ہے

دل خواہشیں کیا کیا بوتا ہے

لیکن یہ تلخ حقیقت ہے

کچھ خواب ادھورے رہتے ہے

اُن خوابوں کے دل بوجھ تلے

تا عمر سسکتا رہتا ہے

ہر لمحہ بلکتا رہتا ہے

آخر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!!

تھک ہار کے دل اپنا

جو خواب ادھورے رہ جائیں!!!

اُن سے سمجھوتا کرتا ہے

لیکن تم کو معلوم نہیں جب

ہم لوگ غموں کو سہہ جائیں!!!

اشک آنکھوں سے بھی بہہ جائیں!!!

جب خواب ادھورے رہ جائیں!!!

سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے

سمجھوتا کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(شوخ جی)

آبش رکو؟ "

اسے واپس آتا دیکھ کر وہ تھوڑا حیران ہوئی

" ارے تم سوئے نہیں مجھے لگا تم سو چکے ہوگے۔۔"

اسے جواب دینے کے بجائے وہ ڈرائیور سے مخاطب ہو کر بولا

" آپ جایئے آبش کو میں ڈراپ کر دوں گا آج "

اسپورٹس بیگ پچھلی سیٹ پر رکھ کر ، اسکے لئے دروازہ کھولا۔۔

" او گاڈ! آج میری اتنی کیئر؟ "

اس نے تحیر بھری نگاہوں سے دیکھا

" تم اجازت تو دو یہ کیئر تمہاری ساری زندگی کر سکتا ہوں"

اس نے شرارت سے کہا۔۔گزشتہ رات والے واقعے کے بعد وہ بہت محتاط ہوگیا تھا۔۔بات اتنی بڑی نہیں تھی مگر اتنی چھوٹی بھی نہیں تھی کہ دل کو منا لیتا۔۔

" باتیں بنانا بند کرو اور چلو ، کہیں میں لیٹ نہ ہوجائوں "

مسکراتے ہوئے اسے ایک چپت رسید کی

وہ سر جھٹک کر اگنیشن میں چابی گھمانے لگا۔۔

آبش کو اکیڈمی چھوڑنے کے بعد وہ سیدھا اسپورٹس کلب آگیا۔۔لاشعوری طور پر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اسکے ہاتھ آدھی ادھوری کی چین کا ایک ٹکڑا لگ گیا۔۔وہ پھر سے دماغ پر زور ڈالنے لگا

۔۔

" کیسے ہو چیمپئن؟ "

عادل کی آواز پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا

" میں تو ٹھیک ہوں تم کافی دنوں بعد نظر آرہے ہو "

اس نے کی چین مٹھی میں جکڑ لی۔۔

" بس یار۔۔میں نے کہا تھا نا ایسے چونچلے امیروں کو ہی سوٹ کرتے ہیں "

وہ حسرت سے بولا۔۔

"ہر وقت اپنی مفلسی کا رونا مت رویا کر۔۔جس کے پاس حسین شہروز جیسا دوست ہو وہ غریب ہو ہی نہیں سکتا "

" ہاہاہا ! بات تو سچ ہے۔۔بائے دا وے ہاتھ میں کیا ہے ؟ "

عادل نے شکی نگاہ سے دیکھا

'کچھ نہیں ہے "

اس نے سرسری سا کہا

" دکھا نا یار ، کہیں ایسا تو نہیں کہ محبوبہ کی کوئی چیز ہے اور تم دکھانا نہیں چاہ رہے "

عادل نے اسے چھیڑا۔۔

" لو مرو ، فضول انسان ، ہر وقت الٹا ہی سوچا کرو "

حسین نے تپ کر کہتے ہوئے کی چین اسکی طرف اچھالی۔۔

" ارے یہ ؟ مجھے لگا کچھ اور ہو گا "

وہ زو معنی انداز میں بولا۔۔جس کے جواب میں حسین نے اسے زبردست گھوری سے نوازا

" ایک منٹ ؟ یہ۔۔۔؟ یہ تو راحم راحیل کی ہے تمہارے پاس کیسے آئی ؟ "

عادل ٹھٹھک کر سیدھا ہوا

اس انکشاف پر وہ ساکت وجامد رہ گیا۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا

" آر یو شیور یہ راحم راحیل کی ہے ؟ "

خون میں گرمی کا ابال سا اٹھنے لگا

" ہنڈرڈ پرسنٹ یار ، اسکی مہنگی ترین گاڑیوں کا کون فین نہیں ہے یہاں پر ، بس وہیں میں نے دیکھا یہ اسی کی کار کیز کی کی چین ہے "

" میں اسے جان سے ماردوں گا "

وہ اشتعال میں وہاں سے گیا۔۔عادل اسکے تیور دیکھ کر بوکھلا گیا

" ارے لیکن ہوا کیا ہے ؟ کچھ بتائو تو سہی ؟ حسین ؟؟؟ یار بات تو سنو ؟ "

مگر وہ سنی ان سنی کرکے گرائونڈ میں چلا آیا۔۔جہاں راحم راحیل اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا۔۔

" راحم راحیل "

وہ حلق کے چیخا۔۔راحم راحیل متوجہ ہو کر دوستوں سے بولا

" اووہہہ۔۔چلو سب ایک طرف ہوجائو ، آج میں اور حسین شہروز کھیلیں گے "

" آج میں تمہیں ایسا سبق سکھائوں گا تم سارا کھیل بھول جائو گے "

اس نے پوری قوت سے اسے دھکادیا وہ توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑا کر گر گیا۔۔حسین غصے سے بے قابو ہوکر اس پر جھکا۔۔

" آبش کے کمرے میں تم گئے تھے؟ "

"ہاہاہا۔۔اچھا تو اسکا نام آبش ہے "

وہ بجائے اس پر جوابی کاروائی کے ہنستے ہوئے پوچھنے لگا تھا۔۔

" گھٹیا انسان۔۔اسکا مطلب تم ہی تھے "

وہ آپے سے باہر ہوکر اسے بری طرح سے پیٹنے لگا جب عادل وہاں پہنچا۔۔

" تم لوگ کھڑے کھڑے تماشا کیا دیکھ رہے ہو ، روکتے کیوں نہیں اپنے دوست کو "

وہ غصے سے چیخا تھا۔۔

" حسین بس کرو یار "

" آبش سے دور رہو ورنہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا ، اور اسے میری دھمکی مت سمجھنا "

انتہائی نفرت اور غصے سے اسکی شرٹ چھوڑتا ہوا بولا۔۔

" چلو یہاں سے "

عادل اسے کھینچتا ہوا باہر لے گیا۔۔

" تُو ٹھیک تو ہے ؟ "

ارصم انصاری دوڑتا ہوا راحم کے قریب گیا۔۔

"دفع ہوجائو یہاں سے "

وہ بدلحاظی سے چیخا۔۔

" حسین تم اپنی اس حرکت اس پر بہت پچھتائوگے "

اپنی چوٹوں کا جائزہ لیتا ہوا بڑبڑایا۔۔

" تجھے کس نے بولا تھا اسکی گرلفرینڈ کے پیچھے جانے کو " عاصم شدید ناپسندیدگی سے بولا۔۔

"میں نے اسے پہلے ہی منع کیا تھا ایسی کوئی حرکت مت کرنا۔۔اگر میرے باپ کو پتا چل گیا تو ساری عیش و آرام ہم سے چھین لے گا "

ارصم انصاری اسکی حرکت سے سخت نالاں تھا۔۔

"تم دونوں اپنے مسائل مجھے مت سنائو "

راحم بیزاری سے بولا۔۔

" ایک آخری بار تجھ سے کہہ رہا ہوں دوست ہونے کے ناطے حسین سے ہمارا جھگڑا اتنا نہیں تھا جتنا ہم نے اسکو بڑھاوا دیا ، مگر اب تو بہت غلط کر رہا ہے ، ہم میں سے اگر کوئی بھی ہوتا اسکی جگہ تو وہی کرتا۔۔آج وہ دھمکی دے کر گیا ہے اگر تم باز نہیں آئے تو وہ سچ میں تمہاری جان لے لے گا کسی دن "

ارصم انصاری نے اسے سمجھانا۔۔

"جسٹ شٹ یور مائوتھ۔۔۔میرے معاملات سے اب تم لوگ دور رہو گے "

وہ دونوں منفی انداز میں سر ہلا کر اس پر افسوس کرتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔۔راحم راحیل کئی دیر وہاں بیٹھا حسین کو کوستا رہا۔۔جلن کی شدید لپیٹ نے اسکے وجود کو گھیر لیا تھا۔۔

" کیا ہوا ، ایسے کیوں بیٹھے ہو ؟ "

اسٹوڈنٹ نے گزرتے ہوئے سرسری سا پوچھا۔۔

"ایک قتل کی کتنی سزا ہے؟ "

لڑکے نے ٹھٹھک کر اسکے تاثرت دیکھے اور ہنس کر پوچھا

" تم کسے قتل کرنا چاہتے ہو ؟"

" حسین شہروز کو "

لڑکے کا رنگ فق ہوگیا۔۔جسے دیکھ کر اس نے حتی الامکان لہجہ اور بات دونوں بدلی۔۔

" ہاہاہا۔۔مزاق کر رہا تھا ، ٹیک اٹ ایزی "

اسکے شانے پر ہاتھ رکھ مسکراتا ہوا گرائونڈ سے نکلتا چلا گیا۔۔

" دادا سرکار میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں ؟ "

سائرس نے ہمت مجتمع کرکے دروازے پر دستک دی

" اندر آجائو "

وہ فائلوں پر سگنیچر کھینچتے ہوئے ملازم کے حوالے کرکے اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔

" آپ نے عینا کے بارے میں کیا سوچا ؟ میں جاننا چاہتا ہوں ؟"

وہ تمہید باندھ کر بولا۔۔اگر دانستہ عینا سے شادی کی بات کرتا تو یقیناً دادا انکار کر دیتے۔۔

" تم سے پہلے بھی کہا تھا برخوردار، اس لڑکی کے معاملات میں مت پڑو ، ابھی تم اتنے بڑے نہیں ہوئے ہو جو اپنے دادا سے سوال کر سکو "

سفاکیت اور جارحانہ انداز اپنا کر بولے۔۔اسکی ساری ہمت ریت کے محل کی طرح ڈھے گئی

" دادا میں صرف جاننا چاہتا ہوں ، پلیز ! کیا آپ ادا سے اسکی شادی کروانا چاہتے ہیں؟ "

وہ ملتجی ہوکر پوچھنے لگا

" تو تم کیا چاہتے ہو ؟"

انہوں نے الٹا اسے ہی شک کے دائرے میں گھسیٹا

" اگر آپ کی اجازت ہو تو میں عینا سے شادی کرنا چاہتا ہوں "

اس نے خود کہتے سنا۔۔

" ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔۔تم ایک جذباتی انسان ہو اور یہ فیصلہ بھی تم نے جذبات میں آکر ہی کیا ہوگا ۔۔جبکے میں فیصلہ کر چکا ہوں ایسی بد زبان اور منہ پھٹ عورت کو کنٹرول کرنا تمہارے بس کی بات کی نہیں۔۔وہ تمہیں اپنی چکنی چپڑی باتوں سے زیر کرکے یہاں سے دور لے جائے گی اور میں ایسا نہیں ہونے دے سکتا "

اپنے اندیشے اس پر آشکار کرنے لگے۔۔ان کی بے حسی نے سائرس کو بری طرح سے جھنجھوڑا ڈالا ۔۔۔

" دادا پلیز "

اس نے حتی الامکان اپنی انا اور خود داری کا گلا گھونٹ کر گزارش کی۔۔اپنی حرکت پر سخت ملال ہونے لگا تھا۔۔ستم تو یہ تھا کہ مداوا اب کسی طور ممکن نہیں تھا۔۔وہ اسے ایسی دلدل میں پھینک چکا تھا جہاں سے رہائی موت کے بعد ہی ممکن ہوسکتی تھی۔۔۔

دادا نے مبہم سی نگاہ اسکی سلگتی آنکھوں پر ڈالی۔۔انکا دل موم پڑنے لگا۔۔البتہ انکے دل میں سرکش اور گستاخ بیٹی (رفعت پھپھو) کی اولاد (عینا) کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی۔۔۔

" میں کیسے مان لوں کہ تم اسکی باتوں میں نہیں آئو گے ؟ تم اپنی روایات پر قائم رہو گے اور سب سے بڑی بات ، وارث ؟ تم ہمیں وارث دوگے۔۔"

مبادا وہ بدل ہی نہ جاتا ، دادا اب مطلب کی بات پر آئے تھے۔۔

" دادا سرکار میں آپکی خواہش کے بارے میں سوچوں گا "

اس نے ازیت سے آنکھیں بھینچ کر کھولی۔۔

" یہ ہماری خواہش نہیں حق ہے اور سب سے بڑھ کر ضرورت ہے "

وہ ایک دم اشتعال میں آچکے تھے۔۔گرج کر بولے۔۔۔

" مجھے کچھ وقت چاہیئے "

وہ بری طرح سے پھنس گیا تھا۔۔

"جلدی سوچ کر جواب دو ، سائرس سلطان ! میرے فیصلے کسی کے 'ہاں ' یا 'ناں ' کے محتاج نہیں "

غضبناک تاثروں سے اسے گھورتے ہوئے۔۔اپنی حیثیت اور دبدبے سے آگاہ کیا۔۔

وہ خاموشی سے اٹھا اور باہر نکل گیا۔۔نیناں کو دروازے پر دیکھ کر اسے دھچکا لگا تھا

" آپ ؟؟؟ آپ ہماری باتیں سن رہی تھی ؟ "

نیناں اسکی بے بس صورت کو دیکھ کر افسوس ہوا۔۔حویلی کا واحد مکین تھا جو اپنی ایمانداری اور سچائی کیوجہ سے اسے پسند تھا۔۔

وہ ان کی ساری گفتگو سن چکی تھی۔۔

"دیکھ لیا نا تم نے اپنی آنکھوں سے ، اپنے دادا سرکار کی بے حسی بلکے یہ تو کچھ بھی نہیں وہ اس سے کئی زیادہ بے حس ہیں جتنا تم سوچتے ہو "

وہ پہلی بار ہمدردانہ اور افسوس زدہ لہجے میں بولی

" آپ میرے معاملات سے دور رہیں پلیز ، اور خبردار اگر آپ نے ان باتوں کا زکر عینا سے کیا تو۔۔"

انگشت شہادت اٹھا کر وارن کرتا آنا فانا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

****

آج غیر متوقع طور پر ردا نہیں آئی تھی۔۔اس نے دل ہی دل میں مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ ہفتے بھر کا کام آج ہی لے کر جائے گی..پھر اگلے ہفتے ہی کالج آئے گی۔۔روز بروز وردان کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔انہی سوچوں کے گرداب میں الجھی چلتی ہوئی گیٹ سے باہر نکلنے والی تھی کہ کوئی بے دردی سے اسکی کلائی کھینچتا ہوا خالی کلاس روم کی طرف لے آیا اور دروازے کی کنڈی چٹخا دی۔۔

" یہ۔۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں ؟ "

نیلوفر خوف کے مارے بے ہوش ہونے کے قریب تھی۔۔

" کیا بکواس کرکے آیا تھا میں حویلی میں۔۔ہیں؟ "

وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا

" مجھ سے دور رہو ورنہ میں چلا چلا کر سب کو بلا لوں گی "

وہ سہم کر دور ہٹی

" بکواس بند کرو "

اس نے لپک کر اسے آہنی گرفت میں جکڑ لیا۔۔

" میں تم سے محبت کرتا ہوں اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تمہارے ارد گرد چیپ اور تھرڈ کلاس عاشق کی طرح چکر لگاتا رہوں۔۔ سمجھ نہیں آتی تمہیں یہ بات ؟ "

وہ غضبناک تیوروں سے اسے جھنجھوڑتا ہوا چیخا۔۔

"تو کیوں لگا رہے ہیں تھرڈ کلاس عاشقوں کی طرح چکر۔۔کیوں پڑے ہیں میرے پیچھے ، میں بتا چکی ہوں آپ میں انٹرسٹنگ نہیں ہوں میرے پیچھے مت آیا کریں "

اسکی آنکھیں اور لہجہ بھیگتا چلا گیا۔۔جسے سن کر مقابل کا غصہ یک لخت معدوم ہونے لگا

" میں تو تم سے محبت کرتا ہوں نیلوفر ، تم چاہے کرو نا کرو"

والہانہ انداز میں کہتے ہوئے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔۔نیلوفر کے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔

"دور ہٹیں مجھ سے "

اس نے ناپسندیدگی سے دور دھکیلا۔۔وہ بری طرح سے لڑکھڑا کر سنبھلا۔۔لب بھینچتے ہوئے ضبط سے کہنے لگا

" تم مجھے انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر رہی ہو نیلوفر"

" میں نیناں بھابھی کو سب بتادوں گی کہ آپ کیسے مجھے تنگ کر رہے ہیں "

وہ دھمکاتی ہوئی دروازے کی جانب بڑھی۔۔

" ایسی کی تیسی "

جارحانہ انداز میں اسکا جبڑا دبوچ کر کہا۔۔۔

" پلیز "

اس نے ڈرتے کانپتے سسکی بھری.. خود کو اسکی گرفت سے چھڑانے کی سعی کی.. ننھا سا دل دھڑک ڈھرک کر اسکی سانسیں اتھل پتھل کیئے جا رہا تھا۔۔اس نے بدوقت ہوتے اپنے شرابور ہوتے وجود کو حرکت دی۔۔

پوری قوت سے اسے دور دھکیلا اور بھاگتی ہوئی کلاس روم سے نکلی تھی۔۔

" بی بی آپ کہاں رہ گئیں تھیں۔۔میں کب سے انتظار کر رہا ہوں لیکن۔۔

کہتے کہتے رکا۔۔اسے زور کا جھٹکا لگا

آپ۔۔آ_پ ؟؟ بی بی؟؟ کیا ہوا آپ کو ؟ "

نیلوفر کے آنسو شدت اختیار کر گئے۔۔

" آپ کے چہرے پر خون لگا ہے ؟ کیا ہوا ؟ آپ ٹھیک ہیں ؟ "

وہ از حد پریشانی اور بد اندیشی سے بولا۔۔

نیلوفر کی سسکیاں عروج تھی۔۔

" آپ مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی پلیز بتائیں تو سہی ؟؟"

یسر نے اسے سیٹ پر بٹھاتے ہوئے پوچھا ، اسکا دل ہول رہا تھا۔۔

" مجھے گھر جانا ہے ، مجھے حویلی لے چلو "

اس نے سسکتے ہوئے فریاد کی۔۔

" جی "

وہ مزید کچھ نہیں کہہ سکا

مائشہ نے گیٹ سے باہر ارد گرد جھانک کر دیکھا۔۔اسے لینے ابھی تک کوئی نہیں آیا تھا ، وہ سخت کوفت کا شکار ہوئی۔۔

" افففف آپی کہاں رہ گئی ہیں آپ؟ "

پیر جھلاتی ہوئی منمنائی .. جب اسکی نظر بھٹکتی ہوئی سامنے پارک کی بنچ پر بیٹھے شخص پر پڑی۔۔جو بہت زوروں سے ہل رہا تھا۔۔اس نے بغور دیکھا تو علم ہوا کہ اسکی ہتھیلی سے خون روانی سے بہہ رہا تھا۔۔

" شاید وہ تکلیف میں تھا "

اس نے خود سے نتیجا اخذ کیا۔۔اور گیٹ سے نکل کر پارک میں بیٹھے شخص کی طرف لپکی۔۔

" آپ ٹھیک تو ہیں ؟ یہ چوٹ کیسے لگی آپ کو ؟ "

اس نے بیگ سے ٹشو باکس نکالتے ہوئے کہا۔۔

" اسکیوزمی ؟ میں آپ سے بات کر رہی ہوں؟ "

جھکے ہوئے سر کو تجسس سے دیکھا۔۔اور دھڑلے سے ہاتھ کھینچ کر دھڑا دھڑ ٹشو اسکے ہاتھ پر لپیٹ دیئے۔۔

" اگر آپ کو تکلیف ہورہی ہے تو ہاسپٹل چلے جائیں ، یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے "

اس نے ہمدردی کے تحت کہا۔۔

" کون ہو تم ہیں ؟ اور کیا حرکت ہے یہ؟ "

وردان نے انتہائی ناپسندیدگی سے اپنے ہاتھ کو جھٹکا۔۔

" تم اتنے بے چین لگ رہے تھے مجھے لگا بہت تکلیف ہورہی ہوگی ، اسلئے مدد کر رہی تھی۔۔اتنا ہائپر ہونے کی ضرورت نہیں ہے "

وہ اکڑ سہنے والوں میں سے نہیں تھی۔۔فورا جتا کر بولی

" اپنی ہمدردی کسی اور سامنے جتائو ، چلو جائو یہاں سے "

اس نے سفاکی سے گھڑک دیا۔۔اور کڑے تیوری لئے سنگی بینچ پر دوبارہ بیٹھ گیا۔۔

وہ بغور اپنی نگاہیں اسکے گلے میں لٹکے کارڈ پر اسکین کرتی ہوئی بولی۔۔۔

" ہاں تو وردان حیدر ، تمہاری لیفٹ سائیڈ خالی ہے کیا ؟؟؟ پتا ہے مجھے لگتا ہے واقعی خالی ہے۔۔ کیونکہ اگر تمہارے پاس دل ہوتا تو تمہیں معلوم ہوتا احساس بھی کسی چڑیا کا نام ہے۔۔تمہارا احساس کرکے میں یہاں آئی تھی۔۔ورنہ تم میرے بلکل اجنبی ہو جسے میں نے ابھی پانچ پہلے ہی دیکھا ہے "

وہ تنقیدی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔۔

" دماغ مت کھائو اور چلتی بنو یہاں سے ، مجھے تمہارے لیکچر اور تمہاری ہمدردی دونوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے "

اس نے انتہائی غصے سے اپنا بیگ اٹھایا۔۔جس کے نیچے رکھی ریوالور زمین پر گر گئی۔۔

" او مائی گاڈ۔۔۔تم۔۔!!"

اسکے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی۔۔وہ الٹے قدم اٹھاتی اس سے دور بھاگنے لگی۔۔جس کا اثر نہ لیتے ہوئے اس نے لاپرواہی سے گری ریوالور اٹھائی اور پارک سے نکل گیا۔۔

حویلی آکر وہ بستر پر پڑ گئی تھی۔۔پریشانی اور شدید زہنی دبائو کے بعث بخار اور بے ہوشی کے دورے پڑنے لگے۔۔اماں سرکار اور سائرس الگ پریشان تھے کہ اچانک کیا قیامت ٹوٹ پڑی۔۔نوری خود لاعلم تھی۔۔لیکن یسر کی گٹ فیلنگ بہت مضبوط تھی۔۔اسے پہلے دن سے ہی کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور لگی تھی۔۔۔مگر وہ اسکا ہمدرد تھا۔۔سرپرست نہیں تھا۔۔اسکی حیثیت ایک نوکر کی تھی۔۔اسلئے چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پایا۔۔

" اماں آپ خود اس کا خیال رکھیں چند دن۔۔دیکھیں تو سہی کتنی کمزور ہوگئی ہے "

وہ ایمرجنسی میں آفس سے آیا تھا نیلوفر کی طبیعت خرابی کا سن کر۔۔

" مولا سائیں خیر کرے ، پتا نہیں اچانک کیا ہوگیا ہماری نیلی کو "

اماں سرکار اسکی زرد رنگت دیکھ کر پریشان سے بولی۔۔

"فکر نہ کریں ٹھیک ہوجائے گی۔۔آپ اسکے کھانے اور دوائیوں کا دھیان رکھیں۔۔میں واپس چلتا ہوں آفس میں ورکرز میرا انتظار کر رہے ہوں گے "

اس نے تاکید کی۔۔راہداری سے گزرتے ہوئے اس نے عینا کے کمرے سے کھٹ پٹ کی آوازیں سنی ۔۔

وہ چونک کر رک گیا۔۔دروازہ کھلا تھا۔۔

اس واقعے کے بعد سے اس نے دروازہ لاک نہیں کیا تھا۔۔اور اماں کو بھی منع کر دیا تھا

" عینا؟ "

وہ جانے الماری اور درازوں میں کیا ڈھونڈ رہی تھی۔۔مڑ کر استفہامیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

" دروازہ۔۔۔کھلا ہے مطلب میں نے لاک نہیں کیا ! "

ٹھہر ٹھہر کے ہولے سے کہا۔۔۔

"وائو دیٹس آ گریٹ نیوز۔۔کیا لگتا ہے مجھے سیلیبریٹ کرنا چاہیئے ؟؟ نہیں ! "

اسکا پور پور تنز ، نا پسندیدگی اور نفرت میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

"نہیں میرا مطلب ہے کہ تم ناشتے پر بھی باہر نہیں آئیں سب انتظار کرتے رہے "

" باہر سب کیا کرتے ہیں کیا نہیں i had damn care! ، تم یہ بتائو میرا پاسپورٹ کہاں چھپایا ہے تم نے ؟ "

بازو سینے پر باندھ کر اسے شکی نظروں سے دیکھا.. انداز اتنا پیارا تھا کہ وہ مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا

"میں نے کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا ؟ "

وہ تپ کر بولی

" میرے پاس نہیں ہے تمہارا پاسپورٹ ، تمہارے سارے الزام میری ملکیت نہیں ہیں عینا "

وہ براہراست اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

" تمہارے پاس نہیں تو کہاں ہے؟ میں اب ایک منٹ بھی اس جہنم میں اور نہیں رہنا چاہتی "

زور دے کر بولی

" ہوسکتا ہے۔۔دادا سرکار کے پاس ہو ، کیونکہ اک وہی ہیں جو تمہیں جانے نہیں دینا چاہتے "

" تو وہ مجھے مارنا چاہتے ہیں اس حویلی میں قید کرکے ، مجھے ٹارچر کرکے۔۔؟ کیا دشمنی ہے انکی مجھ سے ؟ میں تو انہیں جانتی نہیں ، پہچانتی نہیں ، کوئی رشتہ نہیں میرا ان سے۔۔وہ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں ؟ حد ہے یوں زور زبردستی حق جما کر وہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں "

وہ الجھ کر رہ گئی تھی۔۔سائرس کے پاس اسکی ہر الجھن کا سلجھائو تھا۔۔ہر سوال کا جواب تھا..مگر کبھی کبھی کچھ باتوں کا پوشیدہ رہنا ہی بہتر ہوتا ہے۔۔واضع ہوجائیں تو قیامت برپا کر دیتی ہیں۔۔عینا کے سکون کی خاطر اس نے اپنی زبان کو بند رکھا۔۔اسے اور تکلیف نہیں دے سکتا تھا اپنی وجہ سے۔۔۔

" میں نہیں جانتا، میں کچھ نہیں جانتا ، تمہیں اندازہ ہوگیا ہوگا وہ اپنے فیصلوں میں خود مختار ہیں۔۔ بلکے ہمارے فیصلوں میں بھی حتمی مہر انہی کی مرضی سے ہی لگتی ہے "

اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں بے بسی کا بیان دیا۔۔

" لوگ اتنے بے حس بھی ہوتے مجھے معلوم نہیں تھا "

اسکے لہجے میں پچھتاوا تھا ، ندامت تھی ، ملال تھا۔۔اپنے فیصلے پر۔۔جو سائرس کو بھی تھا۔۔اس سے کہیں زیادہ

" میں خود اس شخص کو دیکھ لوں گی ! وہ ہوتا کون میری زندگی کے فیصلے کرنے والا ؟ "

تند و تیز لہجے میں کہتی کمرے سے نکل گئی۔۔وہ دادا سرکار کے پاس جانے والی تھی۔۔اسے اندازہ تھا..

اسکے اندر لمحہ بہ لمحہ غصے اور نفرت کا ابال اٹھنے لگتا۔۔جو عادل کی تسلیوں اور دلاسوں سے بتدریج کم ہوتا چلا گیا۔۔

" تمہیں راحم راحیل کو سب کے سامنے قتل کی دھمکی نہیں دینی چاہیئے تھی یار "

عادل کچھ توقف کے بعد بولا۔۔

" صرف دھمکی نہیں دی میں نے ، سچ میں اس گھٹیا انسان کا قتل کردوں گا۔۔اگر اس نے آئندہ آبش کے بارے میں سوچا بھی تو "

آنکھیں رقابت کی جلن سے سلگتی ہوئی لہو رنگ ہونے لگی۔۔

" اچھا یار۔۔میں سمجھ گیا تمہاری بات۔۔اور اسے بھی سمجھا دوں گا.. لیکن خود کو سنبھالو پہلے۔۔اور اس کے بار میں سوچو جو رائتہ پھیل چکا ہے اگر تم لوگوں کے پیرنٹ کو پتا چل گیا تو "

" یہ تو اور بھی اچھی بات ہے ، اب یا تو وہ یہاں رہے گا یا میں "

وہ نڈر ہوکر بولا اور غصے میں بیگ اٹھا کر وہاں سے نکل گیا۔۔

"دھیان سے جانا "

عادل نے بلند آواز کہا۔۔۔

پارکنگ سے گزرتے وقت اسکی نظر راحم راحیل کی برانڈ نیو گاڑی پر پڑی۔۔غصے کا ابال پھر سے شدت پکڑنے لگا۔۔

" حویلی کا خیال رکھنا ، خاص طور اس ملازم ڈرائیور کا وہ لڑکا بلکل بھی سیدھا نہیں لگتا مجھے "

" سرکار ایک بات پوچھوں ؟ "

" ہوں؟ "

وہ فون پر مصروف تھا۔۔

" آپ کہیں جا رہے ہیں؟ "

اس نے رک کر ایک نظر زلفی کو دیکھا۔۔

" اسلام آباد جا رہا ہوں چند دنوں کے لئے ، تم تب تک سنبھال لینا "

تاکید کرکے ھادی کو کال کرنے لگا۔۔۔

" آہمم۔۔کیسے ہو تم؟ "

اس نے گلا کنگھارا کہا۔۔

" میں۔۔تمہاری دوست مطلب ، تمہارے مشورے پر ڈاکٹر کے پاس گیا تھا اور مجھے لگتا ہے ، مجھے ایک بار اسکی بات ماننی چاہیئے۔کیونکہ میں بھی اب اس مسلے سے چھٹکارا چاہتا ہوں۔۔اسی سلسلے میں اسلام آباد جارہا ہوں۔۔تم چلو گے؟ "

کہہ کر جواب کا انتظار کرنے لگا۔۔اسے اندازہ تھا وہ اپنے کیسز کو بہانہ بنا کر انکار کردے گا۔۔اسکا اندازہ درست ثابت ہوا ھادی نے انکار کردیا۔۔

" ٹھیک ہے کوئی بات نہیں "

اس نے بے نیازی سے کہہ کر فون کان سے ہٹایا۔۔یونیورسٹی میں بھی اسکے کچھ زیادہ دوست نہیں تھے چند ایک آدھ کے علاوہ۔۔جو اس وقت پولیس کے محمکہ میں افسر تھا۔۔اور دنیا جانتی ہے ایماندار افسر اور ایک سیاستدان کے بیچ کبھی دوستی نہیں ہوسکی تھی۔۔وہ یونیورسٹی چھوڑنے کے بعد اس دوست سے کبھی نہیں ملا تھا اور سیاست میں آنے کے بعد تو ایک آدھ بار سامنا ہونے پر بھی دونوں نے

سناشائی کا اظہار نہیں کیا تھا۔۔کیونکہ دونوں ہی اپنے تعلق کے افشاں ہونے پر شرمندگی محسوس کرتے ۔۔

حویلی میں اس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔حتی کہ نیناں کو بھی اس نے فیکٹری کی مشینری کی خرابی کا بہانہ بنایا تھا۔۔وہ وہاں کیوں ؟ کہاں ؟ کس مقصد سے جا رہا تھا ؟ اسے خود بھی معلوم نہیں تھا۔۔اگر کچھ معلوم تھا تو بس اتنا کہ وہ سکون کی تلاش میں تھا۔۔

دادا سائیں اپنے خاص ملازم کے ساتھ سرکاری کاغذات کا جائزہ لینے میں مصروف تھے۔۔جب عینا بغیر اجازت طلب کیئے طنطناتی ہوئی ان کے اسٹڈی روم میں پہنچی۔۔

" آپ آخر چاہتے کیا ہیں ؟ میں آپ سے انتہائی عزت سے پوچھ رہی ہوں میرا پاسپورٹ اور تمام لیگل ڈاکومنٹ کہاں ہے ؟ مجھے واپس جانا ہے۔۔میں اب مزید اس ٹارچر سیل میں نہیں رہ سکتی "

دادا سرکار نے انتہائی ناگواری سے اسے دیکھا۔۔نہ سر پر دوپٹہ نہ ہی لہجے میں لحاظ و شرم۔۔

اگر وہ کسی بات کا خیال کر رہے تھے تو صرف اتنا کہ عینا ان کی لاڈلی بیٹی کی اولاد تھی۔۔جس سے کبھی انہیں بہت محبت ہوا کرتی تھی۔۔

" آئو بیٹھو۔۔بیٹھ کر بات کرتے ہیں "

ملازم کو بھیج کر وہ اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔

" آپ مجھے میرے سوال کا جواب کا دیں ؟ مجھے اب آپ کی کسی محبت اور ہمدردی پر یقین نہیں ہے ۔۔اس حویلی میں سب کے سب دھوکے باز ہیں "

وہ زہر خند لہجے میں بولی

" تمہارا غصہ جائز ہے مگر تم ہمارا خون ہو ہم تمہیں لوگوں کے دروں پر در بدر ہوتے نہیں دیکھ سکتے اسلئے تمہیں یہاں لائے ہیں اب سے تم یہیں رہو گی"

مزاج کے برخلاف نرمی سے بولے تھے۔۔عینا پر رتی برابر اثر نہیں پڑا۔۔

" میں یہاں ہرگز نہیں رہو گی۔۔اور جنہیں آپ 'لوگ' کہہ رہے ہیں وہ میرے اپنے ہیں میرے بابا کے بھائی ہیں۔۔کم از کم آپ کی طرح مجھ پر فیصلے مسلط نہیں کرتے میری پسند نا پسند کا خیال رکھتے ہیں ، آپ کے لئے بہتر ہو گا مجھے میرا پاسپورٹ واپس کردیں"

انگلی اٹھا کر لفظ بہ لفظ اپنی بات اور ارادے جتا کر وہ جیسے آندھی طوفان کی طرح آئی تھی ویسے ہی پلٹ گئی۔۔دادا سرکار نے اسکی باتوں پر کان نہیں دھرے تھے وہ ملازم کو آواز لگا کر پھر سے حساب کتاب میں مصروف ہوگئے۔۔

ہر برس دسمبر میں

جب بستیاں

برف کی سفید چادر اوڑھ کر

سو جائیں گی

تو میں ہر رات

اپنی کٹیا میں

تمہارے نام کا اک دیا جلائوں گی

یخ بستہ موسم سے بے نیاز وہ ٹیرس پر تنہا نہ جانے کن سوچوں میں الجھی ہوئی۔۔

" آپی؟ "

" ہمممم؟ "

وہ چونک کر مڑی۔۔مائشہ نے کافی کا کپ اسے پکڑاتے ندامت سے سر جھکا کر ہولے سے کہا۔۔

"آئی ایم سوری "

اس نے ہوا میں لہراتے بالوں کو سمیٹتے ہوئے استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔۔

"کس لئے ؟ "

چائے کا سپ لیتے ہوئے پوچھا

" مجھے آپ کو وہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا۔۔میں بہت ہارش ہوگئی تھی جانتی ہوں۔۔۔مگر میں آپ کو یوں خود کو برباد کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی آپی۔۔آپ ابھی بھی بہت ینگ ہیں، خوبصورت ہیں ، سیلف میڈ ہیں ، اپنی لائف میں سیٹل ہیں ، اک بے قدرے شخص کی چاہ میں اپنی قدر مت گنوائیں پلیزز ، کچھ تو اپنا خیال کریں "

محبت اور اپنائیت سے کہتے مائشہ کی آنکھیں چھلک گئیں۔۔

" یہ سب اتنا آسان نہیں ہے مائشہ ، میں اپنے ہاتھوں سے اپنا وجود کسی اور کے حوالے نہیں کر سکتی ۔۔جب تک کہ میرا دل مطمئن نہ ہو ، اس میں اس شخص کے لئے کوئی جذبات نہ ہوں۔۔یہ تو اُس کے ساتھ بھی ناانصافی ہوگی "

مائشہ نے لب کچلتے ہوئے افسردہ سی نگاہ ڈالی

" اور تم سہی کہتی تھی۔۔ کبھی کبھی انسان نتیجے نہیں سوچتا ، بس دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر فیصلے کر گزرتا ہے.. مجھے یہ تو نہیں پتا تھا ناں ! کہ جس رات بابا کو میرے نکاح کا علم کا ہو گا میں ان سے لڑ پڑوں گی۔۔اور گھر سے نکل جائوں گی۔۔نہ ہی میں نے یہ چاہا تھا کہ میں انکی موت کا سبب بنوں۔۔ لیکن دیکھو میری خود غرض محبت نے کتنا بڑا طمانچہ میرے منہ پر مارا۔۔سب ہوش ٹھکانے آگئے ، سب واضع نظر آنے لگے، بدلے لہجے اور بدلی نگاہیں بھی ...میں نے سب گنوا دیا ، محبت بھی اور اپنے بھی "

آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر گالوں پر پھسلنے لگے۔۔

" جو ہونا تھا ہو گیا آپی۔۔آپ کا قصور صرف اتنا تھا کہ آپ نے اپنے دل کی سنی ، کسی افسوس اور پیشمانی کو اپنے دل میں اب اور جگہ مت دیں ، بابا کو واپس نہیں لا سکتی نہ ہی بھائی اور ماما کے دل میں وہ مقام اور محبت واپس آسکتی ہے۔۔وہ سب بھی آپ سے محبت کرتے ہیں جلد یا بدیر سب بھول جائیں گے "

مائشہ نے اسکے گرد بانہوں کا گھیرا دراز کرکے ڈھارس دی۔۔

" سب کو سب بھول جائے گا ، لیکن میں کیسے بھولوں گی مائشہ "

اس نے ہولے سے کہتے ہوئے مائشہ کی طرف آنسوئوں سے لبریز نگاہیں اٹھائیں۔۔۔

اس کے دل پر خنجر چلنے لگا۔۔

" وقت سب بھلا دیتا ہے آپی ، آپ کوشش تو کریں۔۔اپنے لئے نہ سہی میکال کے لئے "

اسکے آنسو پونچھنے لگی۔۔

" مجھ سے نہیں ہو گا یہ۔۔میرے بس میں نہیں ہے ، میں اس جیسی پتھر دل نہیں ہو سکتی "

وہ گھٹی سسکیاں دباتی بے بسی سے کہہ کر ریلنگ سے لگ گئی۔۔۔

مائشہ نے بے پناہ تاسف اور اداسی سے اسے اپنے ساتھ لگالیا

آج کل

دل تو یوں لگتا ہے

اک پیڑ سر شام

ایک اجڑے ہوئے رستے کے کنارے

اداسی کی چادر تلے

خاموشی کی بانہوں میں حیران کھڑا ہے

اور اک شاخ پہ

ایک ننھے سے پرندے کی صورت

پرانی یاد بیٹھی ہے

کھڑکی سے باہر ویران نگاہوں سے منظر کو دیکھ رہی تھی۔۔

" بی بی جی آپ کی کافی "

نوری نے متوجہ کیا

' رکھ دو "

وہ مڑے بغیر بولی تھی۔۔

" آپ کو اپنا گھر یاد آتا ہو گا نا بی بی جی ؟ "

نوری نے ہمدردی کے تحت پوچھا

" ہونہہ ، کوئی گھر نہیں رہا میرا ، اب خانہ بدوش ہوں میں"

اسکے لبوں پر کاٹدار مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔۔

نوری الجھ کر رہ گئی

" کہاں گئے؟ تمہارے چھوٹے سرکار؟ "

اس نے مڑ کر کپ اٹھا لیا۔۔

"وہ تو صبح ہی آفس چلے گئے ہیں۔۔آپ کو کوئی کام تھا ؟"

"اسے فون کرکے واپس بلائو مجھے بینک جانا ہے "

اس نے تحکمانہ انداز میں حکم صادر کیا۔۔

"آپ نیناں بی بی کے ڈرائیور کے ساتھ۔۔

" اسے فون کرکے بلائو۔۔ابھی اور اسی وقت "

وہ اسکی بات کاٹ کر چبا چبا کر بولی۔۔

" ج..جی بی بی "

وہ حواس باختہ ہوکر کمرے سے نکلی

" اچھے خاصے پیار سے بات کرتے کرتے نہ جانے کونسے جن آجاتے ہیں بی بی جی میں "

بڑبڑاتے ہوئے لینڈ لائن پکڑی

بڑے مسرور انداز میں گنگناتا ہوا پارکنگ میں اپنی گاڑی کے قریب پہنچا تو بھونچکا رہ گیا۔۔

" واٹ دا ہیل ؟ کس نے کیا یہ؟ "

وہ دھاڑا۔۔

" جی صاحب جی ؟ "

چوکیدار دوڑتا ہوا آیا

" صاحب جی کے بچے میری گاڑی کی یہ حالت کس نے کی؟"

" پتا نہیں صاحب ، میری شفٹ تو ابھی شروع ہوئی ہے اس سے پہلے میں یہاں نہیں تھا "

چوکیدار نے بوکھلا کر جواب دیا

" دفع ہوجائو ، شکل غائب کرو یہاں سے "

وہ بد لحاظی سے چلاتا ہوا فون نکالنے لگا۔۔

" چھوڑو گا نہیں میں تمہیں حسین شہروز ، اپنی خیر منالو "

راحم راحیل کی آنکھیں خون آشام ہونے لگیں

اس نے دستک دینے کے لئے ہاتھ اٹھانا چاہا اسی لمحے عینا اسکے سامنے نمودار ہوئی۔۔۔خوشبوئوں میں نہایا نازک سراپا اسکی سانسیں معطر کرنے لگا..اسکا ڈریسنگ سینس دیکھ کر سائرس کی توجہ ڈگمگا جاتی تھی۔۔

" مجھے بینک جانا ہے "

وہ لٹھ مار انداز میں بولی جیسے اس پر احسان کر رہی ہو۔۔

" تو آپ ریکویسٹ کر رہی ہیں مس عینا ؟

لب دباتے ہوئے کہا۔۔اور دیوار سے ٹیک لگا کر جیبوں میں ہاتھ ڈالے بغور اسکے تاثرات جانچنے لگا

" ریکویسٹ کرتی ہے میری جوتی۔۔میں کوئی معذور یا لاچار نہیں ہوں جو تم مجھے اٹھا کر لے جارہے ہو ، یا مجھ پر احسان کررہے ہو۔۔جانا ہے چلو ورنہ میں خود چلی جائوں گی "

وہ آتش فشاں کی مانند تھی بات بات پر پھٹ پڑتی تھی۔۔۔

" آپ کہیں گی تو اٹھا کر بھی لے جائیں گے۔۔ناچیز کو کوئی مسلہ نہیں ہے ویسے ہی کہہ رہا تھا کہ عینا بی بی نے مجھے یاد کیا ہے کہیں میں خوشی کے مارے کچھ کر نہ بیٹھوں "

گہری نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا۔۔

ایک لمحے کے لئے عینا کا دل ٹھہر سا گیا۔۔دوسرے لمحے سنبھل کر بولی

" اپنی یہ پِک اَپ لائنز کسی اور پر ٹرائے کرنا سمجھے ؟ "

اسے گھورتی ہوئی آگے نکل گئی۔۔پیچھے وہ متحیر سا ہوکر بڑبڑایا۔۔

" پک اپ لائنز ؟ واقعی ؟ "

" ویسے ڈرائیور کے ساتھ چلی جاتی تم حویلی میں بیسیوں ڈرائیور موجود ہیں "

وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔۔

" تمہارے ملازموں کی فوج میں کوئی دلچسپی نہیں ہے مجھے ، میں اپنے کام خود کرتی ہوں "

اسکا لہجہ تنزیہ تھا

" میرا کوئی ملازم نہیں ہے۔۔میں بھی اپنے کام خود کرنے کا عادی ہوں "

" ہونہہ "

جیسے اسکی بات کی ہنسی اڑائی۔۔

" تم نے بتایا نہیں تمہیں کہاں جانا ہے ؟ "

" تمہیں بتا چکی ہوں کہ مجھے بینک جانا ہے مزید سوال پوچھ پوچھ کر پریشان مت کرو "

وہ چڑکر بولی۔۔

" خیریت تو ہے ؟ تمہیں بینک جانے کی ضرورت کیوں پڑ گئی ؟ "

سائرس نے ٹھٹھک کر پوچھا

" تمہیں اس سے کیا ؟ ہیں ؟ اپنے کام سے کام رکھو ورنہ گاڑی سے اتار دو مجھے ، میں خود چلی جائوں گی "

وہ جھنجھلا اٹھی۔۔اس قدر ناگوار تاثرات دیکھ کر سائرس کی ہمت نہیں بن پائی دوسرا سوال کرنے کی ۔۔

" تم یہیں رکو "

" تم اکیلی نہیں جائو گی میں تمہارے ساتھ جائوں گا "

" تمہارا پرابلم کیا ہے ؟ "

وہ زچ ہوئی۔۔آواز کب بلند ہونے لگی اسے احساس نہیں ہوا

" میرا پرابلم یہ ہے کہ میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا " عینا کا دل چاہا اسکا سر پھاڑ دے۔۔

" Oh ! now i know..

تم میری جاسوسی کر رہے ہو؟ رائٹ؟

کہ کہیں میں بھاگ نہ جائوں تمہیں پتا ہے تم جیسے دغا بازوں کا یہی مسلہ ہے سبھی کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں لیکن عینا تم جیسی نہیں ہے "

سائرس کا رنگ یک لخت پھیکا پڑ گیا۔۔جیسے جسم سے خون نچڑ گیا ہو۔۔۔

اس نے ایک خطیر رقم انکل کے اکائونٹ میں ٹرانسفر کروادی تھی۔۔زیادہ نہیں کم سے کم وہ اپنے لئے ایک گھر تو خرید ہی لیں گے۔۔ڈیرن کو انفارم کرنے کے بعد وہ بینک سے لوٹ آئی تھی۔۔انکل کا نمبر مسلسل بند جارہا تھا

سائرس جوں کا توں کھڑا تھا جیسے وہ اسے چھوڑ کر گئی تھی۔۔

" اب کیا یہیں کھڑے رہنے کا ارادہ ہے؟ "

وہ چونک کر سیدھا ہوا۔۔اور پوچھا

" کہیں اور بھی جانا ہے؟ "

" شاپنگ مال چلو ، مجھے کچھ چیزیں لینی ہیں اپنے لئے " اس نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے گاڑی مطلوبہ راستے پر ڈال دی۔۔

میں یوں تری یادوں کے
گمشدہ و گمنام سے شہر میں
در بہ در بھٹکتی ہوا
جس طرح

اپنے جھنڈ سے بچھڑنے والا

کوئی پرندہ

رستہ بھول کے

بوسیدہ کھنڈرات میں جا نکلے

اسلام آباد اسکے لئے اجنبی نہیں تھا۔۔ کبھی پارٹی کے کاموں سے تو کبھی بزنس کی وجوہات کی بنا پر بہت بار یہاں آچکا تھا۔۔ایئرپورٹ سے سیدھا وہ ہوٹل گیا تھا۔اس نے فلیٹ جانا مناسب نہیں سمجھا ۔۔اور یہ بات فلحال راز رکھنا چاہتا تھا۔۔

یہاں آکر بھی بے چینی حد سے سوا تھی۔۔اس نے سینے مسلتے ہوئے شرٹ کے دور اوپری بٹن کھولے اور جوتوں سمیت بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔۔جیسے صدیوں کی مسافت طے کرکے آیا ہو۔۔اور تکان سے آنکھیں موند لیں

ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اسکی آنکھ کھل گئی۔۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا .. سانس لینے میں دشواری محسوس ہورہی تھی .. وہ اکھڑی اکھڑی سانسیں کھینچتا ہوا بیڈ سے اترا... آئینے پر نظر پڑتے ہی اسکی آنکھیں چندھیاں گئیں .. بے ساختہ اپنے لبوں کو چھوا ..اسکے منہ سے سرخ سیال ٹپک رہا تھا

"روم سروس "

دروازے پر دستک نے اسکے اعصاب کو جھنجھوڑا ..وہ ایک ساتھ کئی ٹشو کھینچ کر لبوں پر جماتا ہوا مسلسل بجتے دروازے کی طرف بڑھا ..دماغ پر ابھی تک سکتہ طاری تھا

****

دور افق کی گہری چپ میں

ہم اکیلے ڈھونڈ رہے ہیں

بیتے لمحے ، کھوئے لوگ

طویل نیند لینے کے بعد وہ پرسکون محسوس کر رہا تھا۔۔جیسے کوئی بوجھ سا کندھوں سے سرک گیا ہو ..

یہ دن بہت صبر آزما اور تھکا دینے والے تھے۔۔

کسلمندی سے کمفرٹر ایک طرف کرکے اٹھا .. تازہ ہوا لینے کے لئے کچھ دیر کھڑکی میں رک گیا۔۔

اسلام آباد کا موسم آج اَبر آلود تھا۔۔وہ رک نہیں سکتا تھا۔۔اسے دو دن بعد واپس بھی جانا تھا ، جلد سے جلد اپنے مقصد سے ملنا چاہتا تھا۔۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد وہ اپنی یونیورسٹی کے لئے نکل پڑا۔۔رات والا واقعہ اسکے شعور سے مندمل ہوچکا تھا۔۔یونیورسٹی میں قدم رکھتے ہی کسی کی شوخ ہنسی کی کھکھلاہٹ نے اسکے قدم روک دیئے۔۔

کبھی لہراتا آنچل اسکے قدم منجمند کیئے دے رہا تھا۔۔

وہ اک ان دیکھی نگاہوں کی زد میں محسوس کرنے لگا تھا رک کر مڑتا ، اور مایوس نگاہیں خالی در و دیوار سے ٹکرا کر واپس لوٹ آتیں۔۔

اسی بے توجہی میں کسی سے زور دار تصادم پر مقابل کی کتابیں زمین بوس ہوگئیں۔۔اس نے گھبرا کر فورا کہا

" معافی چاہتا ہوں ، میں نے دھیان نہیں دیا "

سامنے کھڑے شخص نے برہمی اور تنقیدی نگاہوں اسے اوپر سے نیچے تک گھورا۔۔پھر رکا ، اور چشمہ درست کرکے بغور اسے دیکھا۔۔۔

" ایک منٹ ؟ تم تو سعیر ہو۔۔۔سعیر سلطان؟ اگر میں غلط نہیں ہوں تو ؟ "

لائبریرین کی نگاہوں میں سناشائی کے تاثرات برہمی کو زائل کردیا تھا

" جی ، مگر آپ ، کون؟ "

وہ الجھا

" ارے میں اس یونیورسٹی کا لائبریرین ہوں ، بھول گئے تم ؟ ویسے میری سب سے زیادہ ڈانٹ تم نے اور تمہاری دوست ہی نے کھائی ہے ، تم لوگ ہر وقت لائبریری میں بیٹھ کر بتیاتے رہتے تھے۔۔ بھولنا تو نہیں چاہیئے تھا تمہیں ؟ "

چبھتے ہوئے لہجے میں کہنے لگے۔۔۔

یہ بات کسی شاک سے کم نہیں تھی اسے کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا۔۔

" میری کونسی دوست؟"

اس نے بے انتہا حیرانی سے پوچھا۔۔

" وہی دبلی پتلی جو تمہارے ساتھ ساتھ رہتی تھی بلکے یوں کہنا بہتر ہوگا کہ تم اسے کبھی اکیلا ہی نہیں چھوڑتے تھے "

وہ ہلکا سا ہنسے۔۔

" جی ؟ "

وہ بے تحاشا حیران ہوا

" تم سعیر ہی ہو نا ؟ "

لائبریرئن نے چونک کر پوچھا۔۔

" جی جی "

" تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔۔تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ تم شادی کرنے والے ہو اس لڑکی سے ، بلکے پوری یونیورسٹی جانتی تھی۔۔اب نام تو مجھے یاد نہیں رہا کافی سال گزر چکے ہیں "

پے در پے انکشافات نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔لائبریرین اسکا شانہ تھپک کر جا چکا تھا۔۔اس کی باتیں سعیر کے آس پاس کہیں بازگشت کررہی تھی

" تم اس سے شادی کرنے والے تھے ، تم اسے کبھی اکیلا ہی نہیں چھوڑتے تھے "

لفظ بار بار اسے جھنجھوڑ رہے تھے۔۔اسکی زندگی میں کوئی اور لڑکی بھی تھی ؟ کوئی دوسری ؟

وہ سناٹے میں رہ گیا۔۔

زندگی آسان نہیں

جانِ جاں یہ کھیل نہیں

وادی خموشاں میں

اجلے دُھلتے سورجوں کے

آخری اجالے ہیں

شام ڈھلتی آتی ہے

بے بسی سے دو آنکھیں

دور اک دریچہ سے

برف پوش چوٹیوں کے

رو پہلے سے روپ

حسرتوں کو تکتی ہیں

زندگی پہ ہنستی ہیں

(نامعلوم)

" بی بی جی کچھ کھالیں ؟ آپ نے دو دنوں سے ٹھیک سے کچھ نہیں کھایا ہے ؟ آپ کو ہو کیا گیا ہے اچانک ؟ "

" حادثے انسان کی زندگی میں اچانک ہی ہوا کرتے ہیں نوری"

اسکی رنگت زردی کی مانند پیلی پڑی ہوئی تھی۔۔نوری نے دہل کر اسے دیکھا

" مولا سائیں رحم کرے ، آپ نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے بی بی اگر مناسب سمجھیں تو بتائیں آخر ہوا کیا ہے ؟ "

اس نے نگاہ اٹھا کر نوری دیکھا۔۔اور پھر زاویہ بدلتے ہوئے کہا۔۔

"کچھ نہیں ہوا ، تم کھانا رکھ دو میں کھا لوں گی "

نوری نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں سے ہٹ گئی

اس نے کسل مندی سے بال لپیٹے اور منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر بیڈ پر آ بیٹھی۔۔

" اٹھ گئی تم ؟ اب کیسی طبیعت ہے ؟ "

اماں سرکار اسکی پیشانی چھو کر ٹیمپریچر چیک کرنے لگیں۔۔

" ٹھیک ہوں اماں "

ہولے سے بولی

" کھانا کیوں نہیں کھایا تم نے؟ "

برہمی سے جوں کی توں رکھی ڈش کو دیکھتے ہوئے پوچھا

" اماں مجھے بھوک نہیں ہے"

اس نے منہ بنایا۔۔سن کر کھوجتی نگاہوں سے دیکھنے لگیں

" ایسا کیا ہوگیا اچانک کہ تمہاری بھوک مر گئی۔۔اور طبیعت ہی نہیں سنبھل رہی؟ "

" اماں امتحان ہونے والے ہیں نا اسلئے پریشام ہوگئی تھی میں اور تو کچھ نہیں ہے "

اس نے گھبرا کر جلدی سے کہا

" بات سنو ، کوئی ضرورت نہیں ہے امتحانات کو سر پر سوار کرنے کی۔۔یہ امتحان پاس کرلو پھر میں تمہارے ادا سے بات کرتی ہوں۔۔ضرورت کیا ہے تمہیں آگے پڑھانے کی ، جتنا پڑھ لیا کافی ہے۔۔ بتائو بھلا امتحان کی وجہ سے پریشان ہوگئی تھی "

وہ اسے گھورتے ہوئے تنبیہی انداز میں کہنے لگیں۔۔

" لیکن اماں مجھے آگے پڑھنا ہے ابھی تو میں نے صرف میٹرک کیا ہے "

واجبی سا اسرار کرنا چاہا۔۔لیکن اماں سرکار نے ٹوک دیا

" بس نیلوفر۔۔اپنی حلیہ دیکھو تم۔۔کتنی کمزور ہوگئی ہو۔۔پڑھائی وڑھائی میں کچھ نہیں رکھا جیسے تیسے تمہیں یہ دسویں پاس کروا دوں پھر بہت اچھا رشتہ ہے میری نظر میں۔۔تمہارے فرض سے جلد سبکدوش ہونا چاہتی ہوں "

ان کے بے لچک انداز پر اسکے اندر ہول اٹھنے لگے

" آپ ادا منع مت کریں اماں ، میں پرائیویٹ پڑھ لوں گی "

وہ استفسار کرتے ہوئے بولی

" نوری او نوری ؟ کھانا گرم کرکے لائو بی بی کے لئے "

وہ سنی ان سنی کرکے نوری کو آوازیں لگاتی کمرے سے نکل گئی۔۔بے بسی اور بے چارگی سے نیلوفر کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔۔اسے نہیں معلوم تھا ایک جھوٹ کی اتنی بڑی قیمت چکانی پڑے گی پڑھائی چھوڑ کر گھر بیٹھنا پڑے گا_ کالج چھوڑنے کا احساس ہی آزار رساں تھا۔۔

" یا اللہ میں کیا کروں "

اس نے سر پکڑ لیا۔۔

" بی بی جی آپ کے لئے پھول اور تحفہ آیا ہے "

سکینہ نے کمرے میں جھانکا۔۔

" میرے لئے ؟ مجھے کون پھول بھیج سکتا ہے سکینہ ؟ "

وہ تحیرانہ انداز میں کہتی بکے تھامنے لگی۔۔

" آپکی سہیلی نے بھیجے ہوں گے آپ کی بیماری کا سن کر "

وہ پھول اسے تھما کر باہر نکل گئی۔۔

ردا کبھی بھی یہ حرکت نہیں کرسکتی تھا وہ حویلی کے ماحول سے بخوبی واقف تھی۔۔

'جانِ وردان '

تحریر دیکھ کر ہی اسکے اوسان خطا ہونے لگے۔۔یک لخت پچھلا واقعہ یاد آیا ، نیلوفر پر کپکپی طاری ہونے لگی۔۔

" بی بی جی؟ "

نوری کی مداخلت پر وہ گھبرا کر مڑی۔۔بکے سمیت سرخ کور والا بکس اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گیا۔۔

" معاف کرنا بی بی جی ، میں کھانا گرم کرکے لائی تھی"

وہ گھبرا کر فوراً کھانا ٹیبل پر رکھ کر بکے اٹھانے لگی۔۔

" آپ کی سہیلی نے بھیجا ہے بی بی جی ؟ "

ستائشی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

" جائو یہاں سے ، مجھے اکیلا چھوڑ دو "

چیخ کر بولی۔۔اس نے بمشکل اعصاب سنبھالے۔۔

" جی بی بی "

نیلوفر نے کپکپاتے ہاتھوں سے ریپر کو بری طرح چیر پھاڑ کر الگ کیا۔۔ایک برینڈ نیو اسمارٹ فون تھا ۔۔اس نے کبھی فون استعمال نہیں کیا تھا نہ ہی اسے ضرورت محسوس ہوئی تھی۔۔

وہ کیا کرے گی اس فون کا؟

اسی لمحے سیل فون تھرتھرانے لگا۔۔جو اپنی پریشان میں غرق تھی ایکدم گھبرا گئی۔۔۔فون اسکے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔۔

" کیسا لگا میرا گفٹ ؟ "

ہشاش بشاش لہجے میں جذبوں سے چور آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔اس نے ضبط سے بیڈ شیٹ مٹھی میں جکڑ لی۔۔

" اچھا چھوڑو یہ بتائو تم کیسی ہو ؟ تمہیں اتنے دنوں سے دیکھا نہیں ہے نا ، میرا دل کہہ رہا ہے تم کسی پریشانی میں ضرور ہو "

وہ اضطراری کیفیت میں ناخن چبانے لگی۔۔آنسو روانی سے بہنے لگے۔۔اس پر غصہ کرنا چاہتی تھی ۔۔اسے جھٹلانا چاہتی تھی۔۔شاید وہ اس پاگل سے محبت کر بیٹھی تھی اس لئے کمزور پڑنے لگی تھی۔۔

"نیلوفر کچھ تو بولو ؟ پلیززز میں تمہاری آواز سننا چاہتا ہوں "

اسکی دھڑکنیں تیز تیز چلنے لگیں۔۔

" دیکھو میں جانتا ہوں تم مجھے سن رہی ہو۔۔کچھ تو بولو یار ؟ یا پھر تم اس دن والے واقعے کو لے کر مجھ سے ناراض ہو۔۔؟ نیلوفر میں صرف تمہیں اپنی محبت کا یقین دلانا چاہتا تھا تمہیں نقصان پہنچانے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا"

اس نے ضبط سے آنکھیں زور سے میچ کر کھولیں اور کچھ کہے سنے بغیر فون دراز میں پھینک دیا۔۔یہ کن راہوں پہ چل پڑی تھی۔۔اگر کسی کو بھنک بھی لگ جاتی تو اسے زندہ درگور کر دیتے۔۔۔پھپھو ان

کے ظلم کی جیتی جاگتی مثال تھی جسے سوچ کر ہی روح کانپ اٹھتی تھی۔۔اس نے رخساروں کو بے دردی سے رگڑا اور کھانے کے لقمے زہر مار کرنے لگی۔۔

بینک سے حویلی لوٹی تو اپنے کمرے کا یکسر بدلا ہوا واڈروب دیکھ کر اسے پتنگے لگ گئے۔۔اس کے ڈریسز کی جگہ نئے کپڑوں سے واڈروب بھری پڑی تھی۔۔۔

" نوری؟ "

وہ چیختے ہوئے پکارنے لگی۔۔۔

" جی بی بی جی ؟ "

وہ گرتے پڑتے کہیں سے نکل کر سامنے آئی

" میری واڈروب سے میری اجازت کے بغیر میرے کپڑوں کو کس نے چھوا ؟ کہاں گئے میرے سارے کپڑے؟ "

وہ باآواز چیخ کر پوچھنے لگی۔۔نوری نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔اب وہ نیناں بی بی کا نام کیسے لیتی

آگے کنواں تھا اور پیچھے کھائی۔۔۔

" کیوں شور مچایا ہوا ہے ، آہستہ بولو بھئی ، لڑکی کو دھیمہ لہجہ سوٹ کرتا ہے "

اس سے پہلے ولایتی بی بی غصے میں اسکا سر پھاڑ دیتی نیناں کی موجودگی پاکر وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوگئی۔۔

" تم تو مجھے ان چیزوں پر لیکچر مت ہی دو ، کس کی حرکت ہے یہ بتائو ؟ "

مارے غصے سے اسکا تنفس تیز تیز چلنے لگا۔۔

" دیکھا ، میں نے تو اماں سرکار کو منع بھی کیا تھا کہ تم غصہ کروگی لیکن وہ مانی ہی نہیں کہتی ہیں تم اپنے کمرے میں نہیں ہو موقع اچھا ہے تمہاری عقل ٹھکانے لگانے کا ، اب تم پیار سے نہیں مانی تو اُنہیں یہ کرنا پڑا "

انتہائی ہمدردری سے بولی تھی۔۔

" ان کی یہ غلط فہمی بہت جلد دور ہوجائے گی ، تم دیکھو اب میں کیا کرتی ہوں "

عینا کا روم روم سلگنے لگا ، غصے میں جنونی ہوچکی تھی۔۔واڈروب سے کپڑے اٹھائے اور لائونج میں لے جا کر تمام کے تمام نئے کپڑوں کو آگ لگادی۔۔نیناں تو نیناں اماں سرکار جو لائونج میں براجمان تھی پھٹی پھٹی نظروں سے یہ منظر دیکھنے لگی۔۔۔

" آئندہ کسی نے میرے سامان کو ہاتھ لگایا تو اس کے ساتھ بھی یہی حشر ہو گا "

کھا جانے والی نظروں سے ممانی سرکار کو گھورتی وہ واپس کمرے میں چلی گئی۔۔

" ہائے ہائے ، اسکا دماغ تو نہیں چل گیا ، زندہ جلانے کی دھمکیاں دے رہی ہے ہمیں "

اماں سرکار دہل گئیں

" نوری ، سکینہ ؟ کہاں مر گئی ہو تم سب بجھائو اس آگ کو یہ نہ ہو پوری حویلی کو لپیٹ میں لے لے "

معنی خیزی سے کہتی کن اکھیوں سے اماں سرکار کو دیکھنے لگی۔۔۔جو ابھی تک انتہاہی حرکت پر شاکڈ بیٹھی تھی۔۔پھر کچھ کہے بغیر اٹھی اور کمرے میں چلی گئی۔۔وہ بھی دل ہی دل میں فاتحانہ اور مسرت خیز جذبات سے دوچند ہونے لگی

" لوٹ آئے اپنے ٹور سے ؟ "

ڈاکٹر مایا نے سیٹ سنبھالتے خوش مزاجی سے سوال کیا۔۔سعیر نے جواباً سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔

"کہاں گئے تھے آپ ؟ "

" اپنی یونیورسٹی "

" صرف یونیورسٹی؟ "

ڈاکٹر مایا نے قدرے حیرانی سے سوال کیا

" یونیورسٹی کے علاوہ کہیں نہیں جاتا تھا۔۔یاں یوں کہیں کہ مجھے گھومنے پھرنے کا بلکل شوق نہیں تھا حتی کہ میں ٹوور وغیرہ بھی اسکپ کردیا کرتا تھا "

" ویری ویل ، کیا کہیں اپنی ذہنی کیفیت کے بارے میں ؟ کیسا محسوس کررہے ہیں "

خوشگوار حیرت سے پوچھا۔۔

" وہاں جانے کے بعد بہت کچھ یاد آنے لگا ہے ، لیکن کچھ یادیں دھندلا سی گئیں ہیں میں یاد کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر کر نہیں پا رہا ! "

وہ الجھ کر بولا۔۔تبھی اسے رات والا واقعہ یاد آیا۔۔بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔۔

" آپ کو نہیں لگتا آپ جلدی واپس آگئے آپ کو کم از کم ایک ہفتہ تو رہنا چاہیئے تھا "

" ڈاکٹر صاحبہ میں کاروباری اور سیاسی شخصیت ہوں ڈو یو تھنک کہ میرے پاس ان سیر سپاٹوں کے لئے وقت ہو گا؟ "

وہ برہم ہوا۔۔

" نہیں میرا مطلب تھا کہ آپ جتنا خود کے ساتھ وقت گزارتے ، آپ کی مینٹل ہیلتھ کے لئے اتنا ہی اچھا ہوتا "

ڈاکٹر نے گڑبڑا کر کہا۔۔

" کچھ اور کہیں گے ؟ "

نوٹ بک میں نوٹ کرتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔

" آپ کچھ میڈیکل ٹیسٹ کے بارے کہہ رہی تھی اس دن ؟ "

وہ کشمکش میں مبتلا ہو کر پوچھنے لگا۔۔ڈاکٹر مایا نے چونک کر سر اٹھایا

" جی ہاں ، میں نے آپ کے مینیجر کو ٹیسٹ لکھ کر دیئے تھے ، حتی کہ میں ایک ڈاکٹر کو جانتی ہوں وہ آپ کو فیور کر سکتے ہیں اس معاملے میں اگر آپ کو رپورٹس ارجنٹ چاہیئے تو "

" بہت شکریہ آپ کا "

ٹیبل سے فون اٹھایا اور ڈاکٹر مایا حیران چھوڑ کر کلینک سے نکل گیا۔۔اسے تب تک چین نہیں مل سکتا تھا جب تک اس کی تلاش ختم نہیں ہو جاتی۔۔

تیز رفتاری سے اپنے کمرے میں جاتا جاتا چونک کر رک گیا۔۔آبش کے کمرے سے سسکیوں آوازیں آرہی تھی۔۔اسے اور کچھ سجھائی نہیں دیا۔۔وہ گھبرا کر اندر آیا۔۔

آبش اسٹڈی ٹیبل پر سر رکھے گھٹی گھٹی سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔

" آ۔۔آبش؟ کیا ہوا تمہیں ؟ "

اس کے پوچھے جانے پر آبش کی سسکیاں مزید شدت اختیار کرنے لگیں۔۔۔وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔۔

حسین بھونچکا رہ گیا۔۔پانی کا گلاس اسے تھمایا۔۔

اس نے دو گھونٹ بھرنے کے بعد اسے دوبارہ تھما دیا۔۔

" بتائو بھی پریشانی سے میرا دم نکلا جا رہا ہے ؟ "

حسین نے استفسار کیا۔۔

" حسین... "

وہ بولتے بولتے رکی۔۔۔آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔۔

"کم آن آبش ؟ کہیں وہ چور تو دوبارہ نہیں آیا تھا؟ "

بے تابی سے سوال کرتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

" وہ ماما نے "

" بولو بھی ؟ "

" میرا آج پیپر تھا جو بلکل بھی اچھا نہیں ہوا۔۔لگتا ہے میں فیل ہوجائوں گی "

اس نے بات بدل کر سچ چھپالیا۔۔

" نہیں۔۔تم جھوٹ بول رہی ہو آبش ؟ تم کچھ اور کہنے والی تھی ؟ "

وہ اسکی رگ رگ سے واقف تھا۔۔

" کیسی باتیں کر رہے ہو حسین یہاں میرا ٹینشن سے برا حال ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں "

اپنی چوری پکڑے جانے کے ڈر سے اس پر چڑھائی کر دی

" مجھے لگا شاید تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو "

اس نے کچھ زیادہ ہی وسوسوں کو اپنے سر پر سوار کر لیا تھا۔۔

" کیا چھپائوں گی میں تم سے ؟ ہیں ؟ بال کی کھال نکالنے مت بیٹھ جایا کرو "

وہ شعوری طور پر تند و تیز لہجے میں بولی۔۔کتنا مشکل تھا اپنے رفیق سے باتیں چھپانا جو آنکھوں سے دل کا حال پہچان جایا کرتا تھا۔۔

" پلیز جائو یہاں سے ، مجھے سوچنے دو آگے کیا کرنا ہے "

اس کا انداز بیاں یکسر بدل گیا۔۔ حسین نوٹس نہ لیتے ہوئے تفکر سے کہنے لگا

" ہمیں اسکا کوئی حل ڈھونڈنا ہو گا۔۔تمہارے کریئر کے ساتھ کوئی رسک نہیں لے سکتے ہم "

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔

" کیا مطلب ؟ کیا کروگے تم ؟ "

وہ بھی پریشانی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔یہ جھوٹ اسے مہنگا پڑنے والا تھا۔۔

"میں تمہارا پیپر کسی دوسرے کے ساتھ ایکسچینج کر دوں گا "

اس کے جھوٹ پر ہر خوف سے بالاتر ہوکر ہر حد سے گزرنے کو تیار تھا۔۔سن کر آبش کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

" یہ غیر قانونی ہے حسین تم جانتے بھی ہو؟ "

" میں تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں آبش "

وہ والہانہ انداز میں بولا تھا۔۔آبش اسکا جواب سن کر لاجواب ہوچکی تھی۔۔

" حیسن پلیز ، تم کچھ مت کرو میری مشکلیں اور مت بڑھائو"

وہ ملتجی ہوئی اک آنسو لڑھک کر گال سے پھسلا۔۔

حسین کے دل پر گھونسا پڑا۔۔

"دیکھو آبش تم جانتی ہو تم کتنی اہم ہو میری زندگی میں۔۔تمہاری مشکلیں بڑھا نہیں رہا کم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور اس کے لئے مجھے جو بھی کرنا پڑا میں تمہارے لئے وہ سب کروں گا آبش۔۔ تم فکر مت کرو اور پلیز رویا مت کرو "

اس نے ہولے سے کہا۔۔آبش کا سر نفی میں ہلنے لگا۔۔

" یہ بہت غلط ہے ، غیر قانونی ہے تم جانتے ہو ماموں کو اگر پتا چل گیا تو کیا ہوگا ،ان کے اسٹیٹس پر کتنا فرق پڑے گا "

" تم انہیں کچھ نہیں بتائو گی آبش ، اگر تم نے بتایا تو میرے ساتھ جو ہوگا اسکی زمہ دار تم خود ہوگی "

وہ کہہ کر جا چکا تھا۔۔آبش کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں مار دے۔۔حسین کو کچھ بتانا اور کچھ چھپانا دونوں صورتیں ہی نقصان دہ تھی۔۔۔وہ حد سے زیادہ پوزیسوو ہوتا جا رہا تھا۔۔جس دن اسے اصل حقیقت کا علم ہو گا وہ بری طرح سے ٹوٹ جائے گا۔۔وہ دل ہی دل میں اللہ سے دونوں کے لئے صبر مانگنے لگی۔۔

اس نے وردان کے متعلق ردا سے بات کی تھی۔۔جس نے اسے مزید الجھا دیا تھا۔۔ردا اسے اپنی فیملی کو راضی کرنے کا مشورہ دے رہی تھی جو اسکے لئے بلکل بھی مفید نہیں تھا اسے معلوم تھا اماں سنتے ہی اسے گولی مار دیں گی۔۔اگر رفعت پھپھو والا واقعہ اسکے سامنے نہ ہوا ہوتا تو شاید اسکے لئے کوئی گنجائش باقی رہتی۔۔اب تو قطعی نا ممکن بات تھی۔۔گود میں پڑا فون تھرتھرایا تو وہ گھبرا گئی۔۔

اس نے تلخی سے فون اٹھا کر سائیڈ ٹیبل کے ڈرار میں رکھ دیا۔۔

اس نے پہلی فرست میں اس فون کو توڑ کر کیوں نہیں پھینک دیا ! اسکی جانب مائل ہونے لگی تھی ، یا اسکی محبت پر قائل ، جو بھی تھا۔۔

اسکے حق میں بہتر نہیں تھا۔۔بھٹک بھٹک کر اسکا خیال تھرتھراتے فون کی طرف جا رہا تھا۔۔

پھر اسے خود بھی علم نہیں ہوا کیوں ؟ اور کیسے ؟ اس نے کال پک کرلی تھی۔۔

" تم مجھے آزما رہی ہو نیلوفر۔۔یاد رکھنا ، بہت پچھتائو گی "

مقابل کا کروفر انداز اسکے اندر آگ لگا گیا۔۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے فون بھیجنے کی ؟ اور کتنے گھٹیا انسان ہیں آپ جو اس دن آپ نے میرے ساتھ کیا اسکے باوجود اتنے دھڑلے سے آپ اپنی واہیات عاشقی مجھ پر جھاڑ رہے ہیں شرم آنی چاہیئے آپ کو"

جانے اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی ، وہ اتنا سب سنا کر گہرا تنفس لینے لگی۔۔

"بس کرو میری جان ، غصہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے "

مقابل پر جیسے اسکی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔۔وہ دانت پیس کر رہ گئی

" تو پھر تم آرہی ہو نا مجھ سے ملنے ؟ "

کیا بھرم تھا ! نیلوفر نے کان سے ہٹا کر فون کو گھورا۔۔وہ شخص گمان سے زیادہ سائکو تھا۔۔

" آرہی ہو نا نیلوفر ؟ "

اب کی بار تحکم رعب دار جملہ اسکے کانوں سے ٹکرایا۔۔

" نہیں "

اس نے بے لچک انداز میں دو ٹوک جواب دیا۔۔

" تمہیں آنا پڑے گا ، کسی بھی قیمت پر تمہیں میرے پاس آنا پڑے گا "

وہ عجیب انداز میں بولا۔۔نیلوفر نے گھبرا کر فون تکیے کے نیچے رکھ دیا۔۔اس جانے کیوں اس شخص سے خوف محسوس ہونے لگا۔۔اب کیا کرنے والا تھا وہ ؟؟؟

سائرس آفس سے واپس آکر دادا سرکار کے بلاوے پر اسٹڈی گیا۔۔مگر جو اسے معلوم پڑا وہ بغیر کہے سنے اماں سرکار کے کمرے میں چلا آیا۔۔

" اماں آپ نے عینا کے کپڑے کیوں جلائے ؟ جب میں آپ کو منع کر چکا ہوں تو آپ کیوں اس سے الجھ رہی ہیں "

" تم اپنی ماں سے بات کررہے ہو سائرس ، آواز نیچی رکھو "

ان کے لہجے میں اک رعب تھا جو سائرس کو جھکنے پر مجبور کر گیا۔۔

" معافی چاہتا ہوں لیکن اماں میرا مقصد صرف آپ کی بہتری ہے کوئی پتا نہیں وہ سرپھری جذباتی لڑکی آپ کو نقصان پہنچا دے "

نرمی سے سمجھانا چاہا۔۔روز روز کی چخ چخ سے تنگ آ چکا تھا

"بات کو گھمائو مت صاحبزادے۔۔میں سب نوٹ کر رہی ہوں کہ آخر ماجرا کیا ہے یہ جو تم اس کے آس پاس منڈلاتے پھر رہے ہو نا ، سب سمجھ رہی ہوں میں "

چبھتے ہوئے لہجے کہتی میں اسے ٹھیس پہنچا گئیں۔۔

" یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں؟ "

" تم کیسی حرکتیں کر رہے سائرس۔۔زرا غور کرو۔۔مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی تم تو میرے سب سے فرمانبردار بیٹے تھے۔۔کم از کم تم تو سعیر کی طرح اس بوڑھے کی باتوں میں آکر اپنی زندگی کو تباہ نہ کرو "

اس سے مزید برداشت نہیں ہو سکا

"اماں کھل کر بات کریں "

" میں اچھی طرح سے جانتی ہوں کہ تمہارے دادا تمہاری شادی اپنی اس بد تہذیب آوارہ نواسی سے کروانا چاہ رہا ہے اور تم راضی ہو دل و جان سے۔۔بھول گئے تم ؟ تمہاری خالا کی بیٹی بچپن سے تم سے منسوب ہے ، ایک بات یاد رکھنا سائرس.. بہو تو صرف وہی بنے گی اس حویلی کی عینا کا خیال اپنے دل سے نکال دو ، میں اپنی بھانجی کے ساتھ کوئی زیادتی برداشت نہیں کروں گی "

انگشت شہادت اٹھا کر انہوں نے لفظ بہ لفظ اسے باور کروا دیا۔۔جو تلخ حقیقت وہ فراموش کر چکا تھا ۔۔

"اماں آپ عینا سے کسی بات کا زکر نہیں کریں گی ، نہ خالہ کی بیٹی سے میری نسبت ، نہ میری عینا سے شادی۔۔کچھ بھی نہیں۔۔میں خود مناسب وقت دیکھ کر اسے سب بتاؤں گا "

اس نے مئودبانہ درخواست کی۔۔

" تم میرے سوالوں کے جواب دینے کے بجائے عینا کے پیچھے پڑے ہو۔۔کوئی کسر نہیں چھوڑی تم نے میرا دل توڑنے میں۔۔نکل جاؤ میرے کمرے سے ابھی اور اسی وقت "

ان کے لہجے میں تاسف تھا، دکھی ہوکر رخ پھیر گئیں۔۔سائرس سے برداشت نہیں ہوا ، انکا رخ اپنی طرف موڑنا چاہا۔۔

" اماں تو اور کیا کروں میں ، آپ کی خواہش پر حامی نہیں بھر سکتا جب تک کہ میرا دل نہ راضی ہو ، سمجھنے کی کوشش کریں مجھے "

" ہونہہ۔۔تو تمہارا دل اس آوارہ اور بد تمیز عینا پر راضی ہوگیا ؟ "

ان کے لہجے میں نفرت اور حقارت تھی۔۔وہ انہیں کئی لمحے دیکھتا رہا، پھر جواب دیئے بغیر خاموشی سے کمرے سے نکل گیا

اسے تیز بھوک لگی تھی غصے میں دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔۔اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔۔

بھوکے پیٹ سونا محال تھا۔۔۔غصہ ایک طرف رکھ کر اٹھ کر کچن کی جانب بڑھی۔۔کھانا اوون میں گرم کرنے لگی ساتھ ہی اس نے ڈیرن کو کال کی۔۔حال احوال پوچھنے کے بعد اس نے منی ٹرانسفر کے متعلق انفارم کیا اور فون بند کر دیا۔۔

کھانا کھا کر حویلی کی راہداریوں میں چہل قدمی کرنے لگی۔۔حویلی خاصی وسیع تھی اس نے پہلی بار دھیان دیا۔۔۔چلتے چلتے راہداری کے آخری کمرے کے قریب اسکے قدم تھم گئے۔۔

ادھ کھلا دروازہ دیکھ کر وہ اندر چلی گئی۔۔۔کمرے کا فرنیچر اور دیواروں پر آویزاں پینٹنگ سمیت ہر شے گرد آلود ہوچکی تھی۔۔کمرے کی صاف صفائی کی زحمت نہیں کی گئی تھی۔۔لا شعوری طور پر وہ دیوار پر لگی ایک تصویر کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

جونہی اس نے ہاتھ بڑھا کر گرد ہٹائی وہ دنگ رہ گئی۔۔۔تصویر میں موجود عورت ہوبہو اسکے جیسی تھی ۔۔

" ہیں نا بلکل تمہارے جیسی؟ کوئی بھی دھوکہ کھا سکتا ہے "

آواز اسکے قریب سے آئی۔۔وہ گھبرا کر پلٹی اور تصویر اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔۔

" تم نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا "

برہمی سے نگاہ اس پر ڈال کر جھک کر تصویر اٹھانے لگی۔۔

" لوگ تو ایسے ہی مجھ سے ڈر جاتے ہیں حالانکہ میں ڈرائونی تو نہیں "

اس نے عجیب لہجے میں کہا۔۔

" کون ہے یہ؟ "

اس نے تجسس دل میں دبا کر سرسری سا پوچھا۔۔

" تمہاری ماں ہیں بے چاری۔۔ویسے تو بہت خوبصورت تھی لیکن انکی بد قسمتی کہ وہ حویلی میں پیدا ہوئی "

نیناں جتا کر بولی تو اسے حیرت ہوئی۔۔

' ایسا کیوں کہہ رہی ہو تم ؟ "

"دھیرے دھیرے تمہیں سب پتا چل جائے گا ، کہ میں ایسا کیوں کہہ رہی ہوں "

وہ عجیب انداز سے مسکرائی۔۔

عینا ایک اٹھتی نگاہ اس پر ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔۔

" عجیب عورت ہے "

" عین؟ "

"عینا نام ہے میرا ! "

وہ کمرے میں جاتے جاتے رک کر مڑی۔۔

" اگر کسی کو عین زیادہ پسند ہو تو۔۔۔؟ "

اسکے لہجے میں شرارت سمٹ آئی۔۔جواباً عینا نے اسے زبردست گھوری سے نوازا

" کیا کام ہے ؟ "

" کام تو کچھ نہیں بس تم سے ایک بات ... "

" اوکے گڈ نائٹ "

آدھی ادھوری بات سن کر دھاڑا سے اسکے منہ پر دروازہ بند کر دیا۔۔

" بد تمیز لڑکی "

وہ کندھے جھٹک کر واپس مڑا۔"کتنی مشکل سے ہمت جٹائی تھی محترمہ سے بات کرنے کی۔۔سب ملیامیٹ کر دیا۔۔"

وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔

آدھے گھنٹے سے زائد وقت گزر چکا تھا اسپورٹس کلب کے باہر ارصم انصاری اور عاصم محو انتظار تھے۔۔لیکن نہ تو راحم راحیل آیا اور نہ ہی حسین شہروز۔۔

" میں کہتا ہوں واپس چلتے ہیں۔۔خواہ مخواہ پرائے جھگڑے میں ٹانگ اڑانے کا کوئی مقصد نہیں حسین جانے اور راحم جانے "

عاصم نے تنگ آکر کہا۔۔

" اب بات بہت آگے بڑھ چکی ہے ، اس نے میری گاڑی کی دھجیاں اڑائی ہیں۔۔میں اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا "

ارصم انصاری غصے سے بلبلانے لگا۔۔گاڑی کی ڈگی سے دو ہاکی اٹھا لایا۔۔

" یہ کیا؟ "

عاصم نے نا سمجھی کے عالم میں پوچھا

" آج اسے ایسا سبق سکھائیں گے کہ آئندہ ہمارے نام سے بھی کانپے گا "

وہ چبا چبا کر بولا

" میری اور راحم کی گاڑی کو نقصان تم نے پہنچایا ؟ "

" تم دونوں پھر آگئے اسکی چمچہ گیری کرنے؟ وہ خود کہاں ہے ؟ "

حسین لاکر بند کرکے انکی جانب متوجہ ہوا۔۔ان دونوں کو یہاں دیکھ کر بلکل حیران نہیں ہوا تھا۔۔

" ہاں ہیں ہم اسکے چمچے تمہیں اس سے کیا ؟ "

سن کر وہ ہنس پڑا

" ہاہاہا۔۔اچھا ہوا تم نے حقیقت تو تسلیم کی "

عاصم نے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ رکھے تھے اسی لئے حسین دیکھ نہیں پایا۔۔

" راحم کی نظر ہے تمہاری گرلفرینڈ پر "

ارصم انصاری کو اسکی ہنسی زہر لگی۔۔

اگلے ہی لمحے حسین کی مسکراہٹ سمٹ کر ہوا ہوگئی

" راحم اسے حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کرے گا "

اسکے بدلتے تاثراتوں حظ اٹھاتا وہ پھر بولا

" تم دونوں اپنی حد میں رہو ، اور دفع ہوجائو یہاں سے ورنہ .."

اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ دونوں غصے اور انتقام میں اندھے ہوکر اسے پیٹنے لگے۔۔

وہ اس حملے کی لئے تیار نہیں تھا اس لئے اپنا دفاع نہیں کر سکا۔۔

تقریبا آدھے گھنٹے بعد راحم راحیل وہاں پہنچا تھا .. لابی میں خون ہی خون دیکھ اس کا دل پھٹنے لگا

" یہ ..کیا کیا تم لوگوں نے ؟ "

یہ منظر دیکھ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔

" وہی جو تم کرنے والے تھے "

"بیوقوفو تم لوگوں نے یہ کیا کیا؟ یہ مر تو نہیں گیا ؟ "

راحم راحیل ان دونوں کو پیچھے دھکیل کر حسین پر جھکا۔۔

" حسین ؟ اٹھو ؟ او مائی گاڈ ! تم نے اسے مار دیا ؟ "

راحم کی آنکھیں تشویش مزید پھیل گئیں۔۔

"اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہے یہ۔۔چلو اس سے پہلے کوئی ہمیں دیکھ لے "

عاصم اسے کھینچتے ہوئے باہر لے گیا۔۔

راحم کی آنکھیں بے سدھ پڑے وجود سے چپک سی گئی۔۔

" اگر یہ واقعی مر گیا تو ؟ "

" ابے مرتا ہے تو مر جائے ہمیں اس سے کیا "

ارصم کو الٹا اس پر طائو آیا۔۔

" تم لوگوں کا دماغ خراب ہوگیا ہے تمہیں کس نے کہا تھا یہ سب کرنے کو "

وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر چیخا۔۔اس لمحے اپنے دوست انتہائی سفاک لگے تھے

" سالے ، تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب کچھ نہ تم اس سے جھگڑا کرتے نہ بات یہاں تک پہنچتی ۔۔اب اپنا دامن بچانے کی کوشش مت کرو "

ارصم انصاری اور تیز چلایا۔۔

" دفع ہوجائو یہاں سے دونوں "

راحم راحیل نے ایک زور دار تھپڑ اپنے دوست کو دے مارا۔۔

" دیکھ لوں گا تجھے بھی ، دھوکے باز "

ارصم انصاری انتہائی غصے سے دھمکی دے کر چلا گیا۔۔

" اوہ خدا "

راحم راحیل کے لبوں سے ہونک سی اٹھی۔۔وہ اتنا ظالم نہیں تھا کسی کی جان لے لیتا۔۔ایمبولینس کو کال کرتے ہوئے۔۔کلب کے اندر بھاگا

****

" ایسے کسی اجنبی کی باتوں میں نہیں آتے بیٹا ، تمہیں ایک بات بتاتی ہوں ..کچھ دن پہلے میں نے پارک میں ایک زخمی شخص کو دیکھا جو درد سے تڑپ رہا تھا۔۔میں ہمدردانہ طور پر آگے بڑھی اسکی مدد کرنے کو لیکن پتا ہے اچانک کیا ہوا "

" کیا ہوا انا؟ "

" اسکے پاس گن تھی ..اسی لئے کہتے ہیں.. کبھی کبھی آنکھوں دیکھی چیزیں جھٹلانی بھی پڑتی ہیں جو جیسا نظر آتا ہے ہمیشہ ویسا نہیں ہوتا۔۔اگر مجھے پتا ہوتا کہ وہ کتنا خطرناک انسان ہے تو کیا اسکی مدد کرتی؟ نہیں۔۔بلکے اسے اچھا سبق سکھاتی "

واقعے کو یاد کرتے ہوئے اسکے لہجے میں غصہ اور برہمی عود آئی۔۔

" پھر آپ نے کیا کیا انا؟ "

میکال نے پر تجسس ہوکر پوچھا۔۔

" میں نے ایک زوردار گھونسا اس کے منہ پر مارا اور میں وہاں سے بھاگ گئی "

"واقعی "

" ہاں بلکل ، ویسے سچ کہوں تو وہ تھا بھی بڑا بد تمیز "

اس نے جی بھر کر اس احسان فراموش کو کوسا

" یہ تم کونسی داستانیں سنا رہی ہو میرے بیٹے کو؟ "

سرینہ کمرے میں داخل ہوئی ..ان کے پاس نیم دراز ہوگئی

" اپنی بہادری اور جانبازی کے قصے سنا رہی تھی ، بڑا ہوکر اپنی خالہ جیسا بہادر بنے گا میکال "

وہ اترا کر بولی۔۔

" ایسا بھی کونسا کارنامہ سرانجام دیا ہے تم نے محترمہ ؟"

سرینہ نے دلچسپی سے پوچھا۔۔

" چلو میکال تمہارے سونے کا وقت ہوگیا ہے بیٹا۔۔تم اپنے کمرے میں جائو شاباش "

وہ اسے بیڈ سے اتارنے لگی۔۔

" ارے ابھی تو بتایا ہے تمہارے بیٹے کو ، تمہیں بھی بتا دیتی ہوں کچھ دن پہلے پارک میں واک کرنے گئی تھی۔۔وہاں اک اجنبی شخص کے پاس گن تھی جو وہ مجھے دکھا کر ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا ، لیکن تمہاری بہادر بہن اسکے سامنے بلکل نہیں ڈری "

اس نے جھوٹ کی حد کر دی۔۔

" آر یو سیریئس مائشہ؟ "

سرینہ گھبرا کر سیدھی ہوئی۔۔

" ویری سیریئس آپی ! ویسے وہ تھا بہت ہینڈسم "

اسکا انداز بدلا ، آنکھ دباتی ہوئی شوخ لہجے میں بولی

" کیسی فضول باتیں کر رہی ہو اگر وہ تمہیں کچھ کر دیتا تو ؟ "

سرینہ کے دماغ سے یہ بات اتنی آسانی سے نکلنے والی نہیں تھی۔۔

" ایسے کیسے کچھ کر دیتا آپی۔۔میں بھی مائشہ محب ہوں ، ایسے ہی جانے دیتی کیا اسے "

گردن اکڑا کر بے باکی سے بولی۔۔

" بس بھی کرو "

سرینہ نے اسے گھورا۔۔

" چلیں ، بس کیا ، ہائے کاش ، وہ ہنڈسم ہنک کہیں راہ چلتے مجھ سے پھر ٹکرا جائے "

وہ حسرت سے خلائوں کو گھورنے لگی۔۔

" بدتمیز ، بہت خراب ہوتی جارہی ہو تم "

جانتی تھی اب سرینہ کی جانب سے تکیوں سے برسات ہونے والی تھی۔۔وہ سرعت سے اپنی نشست سے اٹھی

" ہاہاہاہا ، مزاق کر رہی تھی یار "

" سو جائو اب ، صبح میکال کو بھی اسکول چھوڑنا ہے ، ایسا نہ ہو لیٹ ہوجائیں ہم "

" اوکے ، گڈ نائٹ "

"یو ٹو "

سرینہ تکیہ درست کرکے لیٹ گئی۔۔یونہی خیالوں کی دنیا میں بھٹکتے بھٹکتے دشمن جاں کا خیال اسکے وجود کو جکڑنے لگا۔۔کئی باتیں قسمیں ،وعدے ، اور ستمگر کی بے وفائی بیک وقت یاد آئی۔۔جو اسکی آنکھیں بھگونے لگے۔۔

« بے حد محبت بھی جان لیوا

بے حد عداوت بھی جان لیوا

کوئی راہ مصلحت نکال لاؤ

تو تم کو مانیں

ہوئے خواب چور کتنے

ہم کتنے لمحے گنوا چکے ہیں

اور کتنے آنسو ہیں قرض تم پے

حساب لاؤ تو تم کو مانیں »

حسین کو وہ ہاسپٹل تو لے آیا تھا لیکن ایمرجنسی میں آپریٹ کرنے سے پہلے اسے فارمیلٹیز پوری کرنی تھی۔۔

فارم ہاتھ میں پکڑے اسکے ہاتھ تھرتھر کانپ رہے تھے۔۔

نہ ہی شرم کے مارے اسکے گھر فون کرسکتا تھا۔۔

ریسپشن کے فون سے اس نے جیسے تیسے اطلاع دے ہی دی۔۔فارم بھی بھر دیا تھا

اور بس خاموشی سے ایک کونے میں سر جھکائے کھڑا تماشا دیکھتا رہا۔۔۔

مسز شہروز اور آبش پچھلے آدھے گھنٹے سے راہداری کے چکر کاٹ رہی تھی۔۔

" آپ لائے ہیں حسین کو یہاں؟"

وہ کب سے پریشان سا سر جھکائے دیوار سے لگ کر کھڑا تھا۔۔آبش نے پوچھ ہی لیا۔۔شاید اسے پہلے بھی کہیں دیکھا تھا۔۔

راحم راحیل کی دنیا اس ایک منظر میں سمٹ گئی۔۔زبان گنگ رہ گئی ..وہ یک ٹک بس دیکھتے ہی جا رہا تھا۔۔

آبش نے اسکی خاموشی کو دوسرے معنوں میں لیا۔۔

" سمجھ سکتی ہو ایک دوست ہونے کے ناطے آپ پر کیا گزر رہی ہوگی "

یہ الفاظ راحم راحیل کو چابک کی طرح لگے۔۔

سن کر بے چینی سے پہلو بدلا ، پھر گھبرا کر رخ موڑ لیا۔۔کہیں کوئی اسکی سچائی نہ جان لے۔۔۔اس لمحے ہمدردی کے دو بول کسی کے لئے بہت اہم تھے۔۔ان پُرخلوص لوگوں سے جھوٹی ہمدردی نہیں جتا سکتا۔۔وہ شرمسار ہوکر رہ گیا۔۔حسین کی ماں مسلسل رو رہی تھی۔۔آبش اسے حوصلے دے دے کر تھک گئی تھی۔۔اسکا باپ اسلام آباد سے واپس آرہا تھا...

آج اس ارادے کے ساتھ کالج آئی تھی کہ پورے ہفتے کا کام لے کر جائے گی اور پھر اگلے ہفتے ہی آئے گی۔۔

اسکے لئے روز بروز وردان کی والہانہ باتوں اور اسکی دیوانگی کا سامنہ کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔

نیلوفر نے اسکا دیا ہوا فون بھی ردا کے حوالے کردیا تھا تاکہ وہ وردان کو واپس لوٹا دے۔۔

" او مائی گاڈ ، نیلوفر یہ دیکھو یہ کیا ہے ؟ "

ابھی وہ کلاس میں جانے ہی والی تھی کہ ردا نے اسے پکارا۔۔

" اب کیا ہوا ؟ "

ردا کی اڑی رنگت دیکھ کر اسے تشویش ہونے لگی۔۔

سرخ خونزدہ ہتھیلی اور ایک عدد بلیڈ دیکھ کر اسکا دل بند ہونے لگا۔

"یہ۔۔یہ سب کیا ہے ؟ "

نیلوفر کی آواز کپکپائی

" مجھے نہیں پتا ، تمہیں کسی نے واٹس ایپ پر میسیج کیا ہے "

اسے میسیج کرنے والا وردان کے علاوہ اور کون ہوسکتا تھا۔۔

نیلوفر کی رنگت لٹھے کی مانند پیلی پڑ گئی ، تو اسکے لہجے اعتمادی کی یہ وجہ تھی۔۔وہ اب اسے اس طرح اپنے سامنے جھکانے چاہتا تھا۔۔

اسے ٹرانس کی کیفیت میں دیکھ کر ردا نے زور سے اسکا کندھا ہلایا۔۔۔

" نیلوفر ؟ "

" ہاں "

وہ ہونکوں کی طرح اسکی صورت دیکھنے لگی۔۔

" کہیں یہ وہی لڑکا تو نہیں ؟ "

نیلوفر کا سر اثبات میں ہلنے لگا۔۔

" کیا وہ پاگل ہے ؟ دماغ خراب ہے اس کا ؟ مجھے تو لگتا یہ لڑکا حقیقتا تم پر عاشق ہوچکا ہے اور تمہیں کسی طور چھوڑنے والا نہیں ہے "

ردا کی آنکھیں تحیر سے پھیلیں۔۔نیلوفر کے ہاتھ ٹھنڈے پڑنے لگے۔۔

" تم مجھے ڈرا رہی ہو ردا ؟ "

" تمہیں ڈرنا بھی چاہیئے نیلی ، اگر تم اسے ملنے نہ گئی تو کہیں سچ میں مر مرا نہ جائے الٹا ہمارے گلے پڑ جائے "

" ت۔۔تو کیا کروں اب میں ؟ میں اس سے ملنے ہرگز نہیں جاؤں گی ، تمہیں بتا چکی ہوں اس نے میرے ساتھ کلاس روم کیا کیا تھا ، اسکے بعد تو بلکل نہیں "

" مجھے لگتا ہے تمہیں جانا چاہیئے ، وگرنہ وہ سچ میں کچھ کر نہ بیٹھے ایسے پاگل لوگوں کا کوئی پتا نہیں خود کو نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے "

" ردا میں نہیں جا سکتی تم جانتی ہو '

وہ رو دینے کو تھی۔۔۔

" نیلوفر کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے ، نہ تم اپنے گھر پر بات کر سکتی ہو ، نہ اپنے بھائی سے ، کم از کم اس لڑکے سے ہی بات کرکے معاملہ نپٹا لو ہوسکتا ہے وہ تمہارا پیچھا چھوڑ دے ،اس بار میں تمہارے ساتھ چلوں گی کچھ نہیں ہو گا فکر مت کرو"

" اگر کسی کو پتا چل گیا کہ میں کالج سے باہر گئی تھی ادا تو میری جان لینے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائیں "

وہ بے بسی سے بولی۔۔

" بس کرو نیلی ، وہاں ایک انسان تمہارے لئے مر رہا ہے اور تم اپنے بھائیوں کے خوف سے مری جارہی ہو ، توڑ دو یہ حویلی کے فرسودہ قانون اور ان کے خلاف بغاوت کردو۔۔پسند کی شادی کوئی اتنا بڑا گناہ نہیں ہے جتنا حویلی والے سمجھتے ہیں"

ردا حد سے زیادہ بیزار نظر آرہی تھی۔۔

نیلوفر کا ہتک کے مارے سرخ پڑ گیا۔۔وہ رو پڑی تھی۔۔۔چہرے ردا تھک کر اسکے قریب بیٹھ گئی۔۔

" میری جان اگر کوئی تم سے ملنے کے لئے مر رہا ہے تو یقینا تم اسکے لئے بہت اہم ہو ، ایک خوبصورت انسان کی زندگی میں ہزاروں اور لڑکیاں آ سکتی ہیں لیکن اگر وہ تمہیں اہمیت دے رہا ہے تو تم اپنی اہمیت کو پہچانو ، اس سے پہلے دیر ہوجائے کیونکہ سچی محبت قسمت سے ملتی ہے "

" مجھے محبت کرنے کا حق نہیں ہے ، یہ حق اماں نے بہت پہلے مجھ سے لے لیا تھا جس کے بدلے میں مجھے حویلی سے باہر قدم رکھنے کی اجازت دی تھی ورنہ میں حویلی کی چاردیواری میں ہی گھٹ گھٹ کر مر جاتی "

وہ سسکنے لگی۔۔

" ردا پلیز میری ہیلپ کرو میں کیا کروں ؟ کیسے نکلوں اس مصیبت سے ؟ امتحانات سر پر ہیں اگر کسی کو پتا چل گیا تو میرا کالج آنا بند ہوجائے گا "

وہ روتے ہوئے ملتجی ہوئی۔۔ردا کے لبوں ٹھنڈی آہ نکلی۔۔"میں تمہاری مدد کروں تو آخر کیا اور کیسے کروں ؟ مجھے لگتاہے تمہیں فلحال اس لڑکے سے ملنے جانا چاہیئے ایک ہی بار میں ، آخر معلوم ہوجائے کہ اسکا مرض کیا ہے۔۔ کہیں وہ سچ میں کچھ کر نہ بیٹھے "

" لیکن اگر کسی نے دیکھ لیا تو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ردا" نیلوفر پریشانی کے عالم میں ناخن کریدنے لگی۔

"ایک کام کرتے ہیں تم میرے ساتھ چلو چھٹی میں ابھی آدھا گھنٹہ ہے۔۔تب تک ہم واپس آجائیں گے "

مگر نیلوفر کے سرخی مائل چہرے پر ابھی بھی انکار تھا۔۔۔

" کم آن نیلی ، ڈرو مت تمہارے ساتھ ہوں میں "

ردا نے استفسار کیا۔۔اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھانے لگی۔۔

مسز شہروز کا رو رو کر برا حال تھا۔۔شہروز صاحب انکا بلڈ پریشر چیک کروانے ڈاکٹر کیطرف لے گئے تھے۔۔۔آبش پریشانی سے کبھی اٹھتی کبھی بیٹھ جاتی ...

" اب کیسی طبیعت ہے پھپھو کی ؟ "

وہ انکی طرف بڑھی۔۔

" کیسی طبیعت ہو گی میرے حسین کے بغیر۔۔!!"

وہ سسک پڑیں۔۔

" پھپھو حوصلہ رکھیں ! حسین ٹھیک ہو جائے گا "

آبش انہیں تھام کر بٹھانے لگی۔۔

شہروز صاحب فون کی بیل پر متوجہ ہوئے اور ایکسکیوز کر کے باہر جانے لگے۔۔

" اس بچے کو دیکھو بے چارہ کتنا پریشان ہمارے حسین کے لئے "

پھپھو کی نظر راحم راحیل پر پڑی۔۔جو کب سے کوریڈور کی دیوار سے سر ٹکائے کھڑا تھا۔۔وہ اٹھ کر اسکے پاس گئیں۔۔

"" تم لائے تھے حسین کو یہاں ؟ "

راحم راحیل چونک کر سیدھا ہوا۔۔

" ج۔۔جی آنٹی "

اس نے کسی مجرم کی طرح سر جھکا کر کہا۔۔

" تھینک یو سو مچ بیٹا۔۔تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے میری گود اجڑنے سے بچالی "

مشکور نظروں سے دیکھتی ہوئے پیار سے اسکے رخساروں کو چھوا تھا۔۔راحم راحیل کی زبان گنگ ہوچکی تھی۔۔اسکا دل چاہا ہاسپٹل کی عمارت سے چھلانگ لگا کر اپنی جان لے لے۔۔

" پھپھو بس کریں، رونا تو بند کریں اس سے آپکی طبیعت خراب ہوگی۔۔حوصلہ کریں حسین بلکل ٹھیک ہوجائے گا " آبش انہیں سہارا دے کر بٹھانے لگی۔۔

ہشاش بشاش اور تندرست نظر آنے والی ثمینہ بیگم چند گھنٹوں میں ہی حواس باختہ ہوگئی تھی۔۔حسین انکی اکلوتی اور لاڈلی اولاد تھا۔۔کئی سالوں کی منتیں اور دعائوں کے صلے میں اللہ نے حسین کو انکی جھولی میں ڈالا تھا۔۔۔وہ حسین کو دیکھ دیکھ کر ہی جیتی تھی۔۔۔اچانک اسکی اس حالت نے انہیں توڑ دیا تھا۔۔آبش کو جب خبر ملی تو اسکے اعصاب سلب ہوکر رہ گئے۔۔اس نے بمشکل خود کو سنبھالا ورنہ پھپھو کو کون سنبھالتا۔۔

" ماموں آپ پھپھو کو گھر لیں جائیں۔۔رات بہت ہوگئی ہے جیسے ہی حسین کی کنڈیشن میں کوئی امپرووومنٹ ہوگی میں آپ کو کال کردوں گی ، پھپھو بھی کچھ دیر آرام کرلیں گی آپ بھی فریش ہوکر واپس آجائیں "

وہ ماموں سے مخاطب ہوئی۔۔

" میں حسین کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا بیٹا۔۔بلکے تم چلی جائو اپنی پھپھو کے ساتھ

" شہروز صاحب تاکید کی۔۔

" ماموں پلیز آئی انسسٹ ، آپ کورٹ سے سیدھا یہاں آرہے ہیں ، بہت تھکے ہوئے ہیں پھپھو اور آپ کچھ دیر کے لئے چلے جائیں "

وہ چہرے سے بے حد تھکے اور کمزور لگ رہے تھے۔۔

اسکی بات پر نیم رضا مندی سر سر ہلایا۔۔

ان کی دعائوں سے آپریشن کامیاب رہا تھا ، اگلے چوبیس اس کے بہت مشکل تھے ، مگر ڈاکٹرز پرامید تھے

کچھ بحث مباحثے کے بعد پھپھو مان گئیں۔۔اور اسے ڈھیروں دعائیں دینے لگی۔۔

ان کے جانے کے بعد سرسری سا اس لڑکے کو دیکھا۔۔جو ہنوز جوں کا توں کھڑا تھا ، طویل سانس لے کر سلگتی ہوئی آنکھیں بند کرنے لگی۔۔

کیا مصیبت ہے اس نے جھنجھلا کر کبڈ سے سارا سامان نکال کر بیڈ پر پھینک دیا۔۔۔ممانی سرکار کی بدولت اسکے پاس اب پہننے کے لئے ایک بھی ڈھنگ کا ڈریس نہیں تھا۔۔شاپنگ پر جانے کی اشد ضرورت تھی۔۔

مگر سائرس سلطان سے کوئی مدد مانگنا انا کی توہین تھی۔۔ممانی نے اس دن کے بعد دوبارہ اسے کئی جوڑے دیئے تھے۔۔

جن پر اس نے ایک غلط نگاہ بھی نہیں ڈالی تھی۔۔

تنگ آکر بیگ سے شب خوابی کا لباس نکالا اور چینج کرکے لیٹ گئی۔۔

حویلی سے بھاگنے کے منصوبے بنانے لگی۔۔

اسکا پاسپورٹ ابھی تک نہیں ملا تھا اس کے بغیر وہ سفر نہیں کر سکتی تھی۔۔

اگر سائرس واقعی سچ کہہ رہا تھا کہ اسکے پاس نہیں ہے تو نانا سرکار کے پاس ہو گا ؟

لیکن سائرس پر دوبارہ بھروسہ کرنا بیوقوفی تھی۔۔

وہ خاموشی سے بیڈ سے اتری اور سائرس کے کمرے جانے لگی۔۔اسے آفس سے اکثر و بیشتر لیٹ آتے دیکھا تھا یہ بلکل سہی موقع تھا اسکے کمرے کی تلاشی لینے کا۔۔

کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اس نے زیرو والٹ کا بلب آن کیا اور اپنے پیچھے دروازہ آدھ کھلا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔تلاشی کے دوران سائیڈ ڈرار سے اسے وہی تصویر ملی جو اس نے ویران کمرے میں دیکھی تھی۔۔

بظاہر جوانی کی تصویر لگتی تھی۔۔وہ ہوبہو اس کے جیسی لگتی تھی..

"ماما "

لب بے ساختہ پھڑپھڑائے۔۔بابا کو اکثر کہتے سنا تھا کہ 'تمہاری ماں جیسی خوبصورت عورت دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتی ' شاید وہ سہی کہتے تھے۔۔اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔۔اگلے لمحے اس نے امڈتے جذباتوں بری طرح سے کچلتے ہوئے بے دردی تصویر ڈرار میں پھینکی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

" ڈریسر کے ڈرار بھی چیک کرلو ؟ کہیں کوئی جگہ چوک نہ جائے ؟ "

اسکے لبوں سے خفیف سی چیخ برآمد ہوئی۔۔

" تم۔۔۔۔!!"

وہ نہ جانے کب سے یہاں کھڑا تھا۔۔اسے علم نہیں ہوا

" ہاں میں ، ظاہر ہے میرا کمرہ ہے لیکن آپ یہاں کیا کر رہی ہیں مس عینا ؟ "

سائرس فاصلہ سمیٹ کر اسکے نزدیک آیا ، عینا کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے۔۔اسے کوئی بہانہ سجھائی نہیں دیا

" کچھ نہیں "

" کچھ تو؟ "

جانچتی نگاہوں سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔

"کہا نا کچھ نہیں "

اس نے سائیڈ سے نکلنا چاہا

" جب تک بتائیں گی نہیں ، یہاں سے جانے نہیں دوں گا "

اس نے ٹھان لیا تھا

" اپنا پاسپورٹ ڈھونڈ رہی تھی "

سخت لہجے میں اکڑ کر بولی۔۔

" میں نے آپ سے کہا تھا میرے پاس نہیں ہے"

وہ نرمی سے بولا۔۔

"مجھے تمہاری کسی بھی بات پر بھروسہ نہیں ہے سائرس "

اس نے دانت پیس کر کہا۔۔

" کیسے یقین دلائوں تمہیں عینا ، کہ انسان ہمیشہ جھوٹ نہیں بولتا اسکی بھی وجوہات ہوتی ہیں اور یقین مانو میں نے اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ یہ سب نہیں کیا ، میں مجبور تھا "

تحمل اور شائستگی سے سمجھانے لگا۔۔

" اپنی مجبوریوں کا رونا میرے سامنے مت روئو ، تم آخر ہو کون میرے؟ جو تمہارے لئے میری قربانی پیش کی جارہی ہے۔۔اور آئندہ مجھ سے سچ اور جھوٹ کی بات مت کرنا۔۔تم جیسے دغا باز انسان کے منہ سے یہ سب ازحد برا لگتا ہے مجھے "

وہ اسے کھری کھری سنا کر جانے لگی۔۔سائرس نے بمشکل خود پر قابو پا کر اسے روکا

" رکو مجھے تم سے ایک اہم بات کرنی ہے "

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی ، ہٹو میرے راستے سے"

وہ سنی ان سنی کرکے بولی

سائرس نے غصے میں آکر دروازہ بند کردیا۔۔اسے دبوچ کر عین سامنے کیا۔۔

" تمہارا مسلہ کیا ہے آخر؟ اتنی ضدی کیوں ہو تم؟ "

وہ دبہ دبہ غرایا۔۔اسکی آہنی گرفت میں مچلتے ہوئے عینا کو اب صحیح معنوں میں کمرے میں اس کے ساتھ تنہائی کا احساس ہوا

"چھوڑو مجھے "

"میری بات سن لو پھر چلی جانا "

سائرس نے اسے چھوڑ دیا۔۔

" جلدی بولو میرے پاس وقت نہیں ہے "

عینا غضبناک نظروں سے گھورنے لگی۔۔۔

" میں۔۔کہنا چاہ رہا تھا کہ۔۔"

اس نے گلا کھنگارا۔۔۔

" ایکچوئلی ، میں تم سے "

وہ بولتے بولتے رک گیا۔۔اس چھٹانک بھر کی لڑکی کے سامنے اسکا سارا اعتماد اڑن چھو ہو گیا۔۔زندگی میں اتنا کنفیوز کبھی نہیں ہوا تھا۔۔

" کوشش کرو اس صدی میں ایک جملہ مکمل کر سکو "

چبھتے ہوئے لہجے میں بولی۔۔

"میں..تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں عینا "

اس نے جلدی سے کہا۔۔

' ہوش میں تو ہو تم ؟ تم نے ایسا سوچا بھی کیسے کہ میں تم سے شادی کروں گی ؟ "

غصے سے اسکے گال دہکنے لگے۔۔آواز لاشعوری طور پر بلند ہونے لگی

"میں تمہیں خوش رکھوں گا ٹرسٹ می ! "

دل سے اٹھتی ٹھیسوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اس نے بات جاری رکھی۔۔اس کی خواہش شدید تھی۔۔جس کے پورے ہونے کی خوشی بھی شدید ہوتی اور دکھ بھی۔۔۔۔

" بھاڑ میں گئی خوشیاں اور بھاڑ میں جائو تم ، مجھے کسی بھی طرح اس جہنم سے نکلنا ہے بس "

اسکے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی۔۔۔سائرس نے ضبط کے مارے آنکھیں بند کرلیں۔۔

" دادا سرکار تمہیں کبھی بھی واپس نہیں جانے دیں گے ، تمہیں مجھ سے یا سعیر سے شادی کرنی ہوگی ورنہ سب تمہارا جینا دوبھر کردیں گے "

ٔوہ بند آنکھوں سے گویا ہوا۔۔۔عینا پر کسی نے کھولتا پانی ڈال تھا۔۔اسکا روم روم جھلسنے لگا۔۔

انتہائی طیش کے عالم میں پوری قوت سے طمانچہ اسکے گال پر جڑ دیا۔۔۔

سائرس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔اور اسکی جانب دیکھنے سے گریز کیا۔۔۔یہ تھپڑ اسکے دل پر لگا تھا

" تمہاری ہمت کیسے ہوئی اتنی گھٹیا بات کرنے کی ؟؟؟ ہاں ؟؟ "

وہ غصے سے چلائی۔۔

" تم ایک جیتی جاگتی لڑکی سے بات کر رہے ہو کوئی شوپیس میں رکھی گڑیا سے نہیں ، کہ جس کا دل چاہے گا اٹھا کر اپنے کمرے کی زینت بنالے گا "

اسکی آواز نہ چاہتے ہوئے بھی بھیگنے لگی۔۔۔

" تم بھی اتنے بے رحم ہو سکتے ہو میں نے سوچا نہیں تھا۔۔ایک بات یاد رکھنا میری ، بیشک تم لوگ یہاں لوگوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہوں گے۔۔۔لیکن عینا ان میں سے نہیں ہے.. اگر کسی نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی تو میں اپنی جان لے لوں گی "

"عینا "

اس نے تڑپ کر کہا۔۔۔

عینا مزید سنے بغیر کمرے کی دہلیز عبور کر گئی۔۔۔سائرس سلطان کو پھر سے ملال ہونے لگا۔۔کاش جذبات میں آکر دادا سرکار کے لفظ نہ دہراتا عینا کے سامنے ، یقیننا اسے تکلیف ہوئی ہو گی۔۔۔اس نے مٹھی ٹیبل پر رسید کی۔۔۔

نیلوفر بے حد گھبرائی ہوئی تھی۔۔اسکے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں صاف نظر آرہی تھی۔۔البتہ ردا سنجیدہ تھی۔۔۔وہ دونوں ریسپشن پر وردان کے متعلق پوچھنے والی تھی جب وارڈ بوائے انہیں ایک پرائیویٹ کمرے میں لے آیا۔۔جہاں وردان حیدر بھرپور ریلکس انداز میں صوفے پر نیم دراز تھا ، لبوں پر وہی مسکراہٹ اور آنکھوں میں مچلتے جذبات جسے دیکھ کر نیلوفر گھبرا گئی۔۔

اس نے ردا کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

" کیوں بلایا آپ نے ہمیں یہاں ؟"

ردا نے لگی لپٹی رکھے بغیر پوچھا۔۔

"آپ کو کسی نے نہیں بلایا محترمہ۔۔"

مقابل نے ٹکا سا جواب دیا۔۔سن کر ردا کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔۔اگلے پل وہ اٹھا اور سنجیدگی سے بولا

" باہر جائو مجھے نیلوفر سے بات کرنی ہے "

نیلوفر جی جان سے لرزی تھی۔۔

"اسے میں یہاں لائی ہوں ، تمہیں جو بھی بات کرنی ہے میرے سامنے کرو "

" گیٹ آئوٹ ڈیم اٹ "

وہ یکدم اشتعال میں آگیا۔۔جسے دیکھ کر وہ دونوں ہی گھبرا گئیں۔۔

" میں باہر ہی ہوں نیلوفر ، تم ڈرو مت "

ردا اسے دلاسہ دینے لگی ، ایک اچٹتی نگاہ وردان پر ڈال کر باہر چلی گئی۔۔

" تم نے اپنا فون اسے کیوں دیا ؟ ہاں؟ یہی قدر ہے تمہاری نظر میں میرے تحفوں کی؟ "

وہ تنے نقوش لئے سراپا سوال تھا۔۔نیلوفر نے حواس باختہ ہوکر دروازہ کھولنا چاہا۔مگر اسکی فولادی گرفت نے اس کی حرکت ناکام بنادی۔۔

" تم سمجھتی کیا ہو خود کو ؟ کل سے میں یہاں مر رہا ہوں ؟ تمہیں فون کر رہا ہوں ، اور تمہیں بلانے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم اب آرہی ہو ؟ "

جلالی انداز میں کہتے ہوئے اسکے جبڑے دبوچ لئے۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔!!"

وہ چیخنے لگی۔۔۔

"نیلوفر آر یو اوکے ؟ "

ردا کی پریشانی میں ڈوبی آواز دروازے کے پار گونجی۔۔

" اپنا منہ بند رکھو تم ، اور دفع ہو جائو یہاں سے "

وہ غصے سے دھاڑا تھا۔۔ سہمی ہوئی سی نیلوفر اسکے خوف سے لرزنے لگی۔۔

" میں آپ سے ہاتھ جوڑ کر ریکویسٹ کررہی ہوں مجھے تنگ کرنا بند کردیں ، میں اس راستے پر آپ کا ہاتھ پکڑ کر نہیں چل سکتی۔۔میں وہ لڑکی نہیں ہوں ، میں تو حویلی سے باہر قدم رکھتے ہوئے بھی اپنی ماں کے فیصلوں کی محتاج ہوں "

"میں کچھ نہیں جانتا ، میں صرف تم محبت کرتا ہوں بس " وہ ڈھٹائی سے بولا۔۔

نیلوفر کو اس لمحے اپنی قسمت پر جی بھر رونا آیا۔۔

"میں خود انا سے بات کروں گا اس بارے میں "

اس نے نیلوفر کے سر پر دھماکہ کیا۔۔

"ن۔نہیں نہیں آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے ، وہ مجھے پسند نہیں کرتی وہ ادا میری شکایت کردیں گی ، پتا نہیں ادا میرے ساتھ کیا کریں گے ، ایسا مت کرو میرے ساتھ "

وہ ملتجی ہوئی۔۔

" تمہیں میرے ساتھ شادی کرنی پڑے گی نیلوفر۔۔کسی بھی حال میں ، چاہے اپنی خوشی سے یا ذبردستی ! سمجھ گئی تم ؟ "

سرکشی ، کروفر منہ چڑھ کر بول رہا تھا۔۔نیلوفر کی زبان گنگ رہ گئی۔۔

"نیلوفر؟ "

ردا نے دروازہ بجایا۔۔

" ایک تو یہ کباب میں ہڈی پتا نہیں کہاں سے آگئی "

اس نے جھنجھلا کر نیلوفر کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کھڑا کیا اور دروازہ کھول دیا۔۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ ہاتھ چھوڑو میری دوست کا ؟ "

ردا بھڑکی۔۔

" یہ آج رات میرے پاس ہی رہے گی تم جائو یہاں سے "

وہ سنجیدگی سے بھرپور انداز میں بولا۔۔

نیلوفر نے دہل کر اسکا چہرہ دیکھا۔۔جو شرارتی مسکان لبوں پر سجائے ہوئے تھا۔۔۔مارے ضبط کے اسکا چہرہ اور مقید کلائی سرخ پڑنے لگی۔۔۔

" مجھ سے دور بھاگنے کی کوشش مت کرو ، ناکام رہوگی اگر آئندہ تم ایسی حرکت کی تو بہت برا پیش آئوں گا "

تنبیہہ کرتے ہوئے اس کی کلائی چھوڑ دی۔۔

نیلوفر برہمی سے اسے گھورتی اپنی کلائی پر چھپی انگلیاں دیکھنے لگی۔۔۔

" زیادہ مجنوں بننے کی کوشش مت کرو میری دوست کے ساتھ ، شرافت اور عزت سے اسکے گھر پرپوزل بھجوائو اگر تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو تو۔۔ورنہ بھول جائو "

ردا کڑک کر بولی۔۔

" میرا بس چلے تو میں ابھی اور اسی وقت اس سے شادی کرلوں۔۔لیکن میں ابھی سیٹل نہیں ہوں اور نیلوفر نے بھی تو ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں کی ہے نا نیلی؟ "

افف۔۔ایسی بے تکلفی، جیسے سالوں پرانے دوست ہوں۔۔نیلوفر کا دل چاہا اسکا منہ نوچ لے۔۔۔

"بہتر ہوگا تم اسکے گھر والوں سے پہلے بات کرو پھر ہی اس عشق معشوقی کے چکر میں پڑو۔۔ورنہ تم اپنے راستے اور ہم اپنے راستے "

ردا دو ٹوک کہتے ہوئے نیلوفر کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کیا۔۔

"تم نیلی کا فون اسے واپس کرو ، یہ نہ ہو ہماری پرسنل باتوں کی وجہ سے تمہیں شرمندہ ہونا پڑے "

وہ بے باکی سے کہتا ان دونوں لڑکیوں کو حیران کر گیا۔۔چند لمحے اسکے مسکراتے چہرے کو غصے سے گھورتے رہنے کے بعد وہ وہاں سے نکل آئی۔۔

" میں نے فیصلہ کرلیا ہے ، آئندہ اس پاگل شخص سے اس طرح کبھی ملنے نہیں آئوں گی ردا "

نیلوفر اپنی حرکت پر شرمندہ ہونے لگی۔۔

" پتا نہیں کیوں لیکن مجھے یہ لڑکا بہت عجیب لگا ، وہ خون بھرے میسجیز دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ مر رہا ہے۔۔یہاں آکر دیکھا تو ہاتھ پر سفید پٹی کے علاوہ کچھ نہیں تھا "

" تو ایسے میں وہ ہاتھ لے کر بیٹھا تو نہیں رہے گا نا ردا " نیلوفر نے اسکی عقل پر ماتم کیا۔۔

" ہاں یہ بھی تم ٹھیک کہہ رہی ہو "

وہ الجھی الجھی سی تھی

" کافی ؟ "

اسکی آواز پر راحم نے آنکھیں کھول اسے دیکھا۔۔

" آپ کب سے ایسے ہی کھڑے ہیں اب تو رات ہوچکی ہے ، آپ واپس بھی نہیں گئے۔۔میں نے سوچا آپ تھک گئے ہوں گے "

اس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا ، اگر کوئی اور وقت ہوتا تو راحم راحیل خوشی سے پاگل ہوجاتا۔۔

لیکن اس وقت وہ صرف حسین شہروز کی زندگی کے لئے دعائیں مانگ رہا تھا۔۔

"کیا سوچ رہے ہیں ؟ "

آبش نے الجھ کر پوچھا۔۔

" کچھ نہیں "

اس نے کپ تھام لیا۔۔اور فاصلہ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔

"آپ جیسے دوست بہت قسمت والوں کو ملتے ہیں ، مجھے سمجھ نہیں آرہا آپکا شکریہ کیسے ادا کروں ۔۔آپ سہی وقت پر اسے ہاسپٹل لے آئے۔۔ورنہ پتا نہیں کیا ہوجاتا۔۔حسین میں ہم سب کی جان بستی ہے "

وہ راحم راحیل کو شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل چکی تھی۔۔وہ کچھ نہیں بول سکا۔۔

" ویسے ہوا کیا تھا حسین کو ؟ ڈاکٹرز نے ماموں جان سے کہا ہے کہ یہ ایکسیڈنٹ نہیں ہوسکتا "

اس نے بے چینی سے پہلو بدلا

" دراصل جب میں وہاں پہنچا تو۔۔ حسین.. زخمی پڑا تھا..اس سے زیادہ میں نہیں جانتا "

وہ اٹک اٹک کر بولا۔۔اعصاب پر بوجھ سا آن پڑا۔۔ضمیر بار بار کچوکے لگانے لگا اسے سچ بتادینا چاہیئے تھا۔۔

" میرا نام راحم ہے "

اس نے ہمت جٹا کر بولنا شروع کیا۔۔

"دراصل ہمارے درمیان ایک جھگ۔۔"

"آپ کے پیشنٹ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے ڈاکٹر اسے روم میں شفٹ کرنے والے ہیں۔۔آپ میں سے ایک وقت میں ایک ہی شخص ان سے مل سکتا ہے "

نرس نے آگاہ کیا۔۔

" یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے "

اسکا مرجھایا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔۔راحم راحیل کے جسم کا سارا خون نچڑ گیا وہ اس حد تک پیلا پڑ چکا تھا ۔۔

"میں ماموں کو انفارم کرکے آتی ہوں "

وہ کہتی ہوئی اسے فاصلے پر چلی گئی۔۔راحم راحیل خاموشی سے الٹے قدم اٹھاتا ایگزٹ سے نکلتا چلا گیا

کافی دیر سے ڈاکٹر کے چہرے کے اتار چڑھائو دیکھ رہا تھا ..

"کچھ بتائیں گے ڈاکٹر صاحب ؟"

اس نے بہت تحمل سے سوال کیا

ڈاکٹر صاحب پریشانی سے فائل بند کرکے اسکی طرف متوجہ ہوکر بولے

"دیکھیں مسٹر سعیر، آپ کی رپورٹس کلیئر ہیں ، آپ کو کوئی مسلہ نہیں ہے "

" کیا ؟ کیا مطلب رپورٹس کلئیر ہیں ؟ ایک ہفتے سے میں ان رپورٹس کا انتظار کر رہا ہوں ، اور آپ کہہ رہے ہیں ، کچھ نہیں آیا رپورٹ میں ، کیا مزاق ہورہا ہے یہ میرے ساتھ ؟ "

اس کا بس نہیں چل رہا تھا ، ڈاکٹر کی کلنک تہس نہس کردیتا۔۔

"آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ آپ کی رپورٹس کلئیر ہیں "

"کچھ دنوں سے مسلسل میرے منہ سے خون آرہا ہے ، میرا دماغ سہی کام نہیں کر رہا ، میں جانتا ہوں مجھے کیا محسوس ہورہا ہے؟ اور تم کس بات کے ڈاکٹر ہو تمہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا ؟ "

وہ ڈاکٹر سے الجھ پڑا

"آپ بلاوجہ پریشان ہورہے ہیں، کوئی دوسری وجہ بھی ہوسکتی ہے ، میں مزید کچھ ٹیسٹ کرنا چاہتا ہو آپ کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرکے "

ڈاکٹر اب اسکی صورت دیکھنے لگا

"دیکھو اگر تمہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا تو صاف بتا دو ، ایسے معاملے کو طول مت دو "

"میں اتنے بڑے ہاسپٹل میں تفریح کرنے کے لئے نہیں بیٹھا ہوں مسٹر سعیر ، سمجھے کی کوشش کریں "

ڈاکٹر کو اسکا رویہ پسند نہیں آیا

"ٹھیک ہے ، یہ تمہارے لئے آخری موقع ہو گا ڈاکٹر "

تنبیہہ کرتے ہوئے بمشکل رضامند ہوا۔۔

****

حسین کو او ٹی سے روم میں شفٹ کیا جا چکا تھا .. مزید چوبیس گھنٹے گزرنے کو تھے اسکی حالت میں کوئی سدھار نہیں آیا تھا۔۔یہ دیکھ کر پھپھو بھی ہاتھ پیر چھوڑ رہی تھی۔۔انہیں بھی حسین کے ساتھ ہی ہاسپٹل میں ایڈمیٹ کروا دیا تھا۔۔۔آبش کے اماں اور بابا بھی ہاسپٹل پہنچ چکے تھے۔۔صفیہ بیگم ممانی کی حالت دیکھ کر یہیں رک گئی تھی۔۔

" تم گھر چلی جائو آبی ، تھوڑی دیر آرام کرنا پھر واپس آجانا "

صفیہ بیگم نے اسکا شانہ تھپتھپا کر نرمی سے کہا۔۔۔جو کب سے بستر پر بے سدھ پڑے وجود کو گھورے جارہی تھی۔۔

"میں ٹھیک ہوں اماں ، جب تک حسین کو ہوش نہیں آجاتا میں یہیں رہوں گی۔۔آپ بتائیں پھپھو کیسی ہیں ؟ "

اس نے رخ موڑ کر اماں کا چہرہ دیکھا۔۔

" ڈاکٹر نے سکون آور دوائیاں دے کر سلا دیا ہے۔۔کچھ دیر آرام کرے گی تو زہن پر اثر کم پڑے گا۔۔ورنہ ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں کہ نروس بریک ڈائون ہونے خطرات ہیں "

" اللہ جی پلیز حسین کو ٹھیک کردیں"

آبش نے دکھ سے آنکھیں میچ لیں۔۔

" تم اپنا بھی خیال رکھو بیٹا بیمار نہ پڑ جانا "

صفیہ بیگم رخسار تھپتھپا کر کمرے سے نکل گئیں۔۔۔

اسکے کب سے رکے آنسو رخساروں پر بہہ نکلے۔۔۔لبوں پر سختی سے ہاتھ جمائے گھٹی گھٹی سسکیاں لینے لگی۔۔۔

" حسین پلیززز اٹھ جائو۔۔دیکھو تمہارے لئے ہم سب کتنا پریشان ہیں "

اس نے ہولے سے پٹیوں میں لپٹا ہاتھ تھام لیا۔۔

" پلیز آنکھیں کھول دو ، مزید انتظار مت کروائو ہمیں "

سسکتے ہوئے اسکا ہاتھ پیشانی سے لگا لیا۔۔

حسین کے وجود پر اسکی التجائوں اور سسکیوں کا کوئی اثر نہیں پڑا۔۔

البتہ ان پر مرکوز کسی کی دو آنکھیں آنسوئوں سے جھلملا گئیں۔۔

وہ ان کی زندگی میں کیا معنی رکھتا تھا۔۔اسے ان چند گھنٹوں میں اندازہ ہوچکا تھا۔۔ہمیشہ اسکی محبت بھری شرارتوں اور اوٹ پٹانگ حرکتوں کو بچپنا سمجھ کر نظر انداز کردیا کرتی تھی۔۔لیکن وہ خود بھی اپنے جذبات سے لاعلم تھی۔۔جو آج وہ حسین کے لئے محسوس کررہی تھی۔۔وہ صرف اسکا دوست یا کزن نہیں تھا۔۔وہ اس سے محبت کرتی تھی۔۔۔اسکے ایکسیڈنٹ کا سن کر اس نے رو رو کر حسین کی طبیعت بحالی کی دعائیں مانگی تھی۔۔دل کی دنیا درہم برہم ہوچکی تھی۔۔۔ہر سانس پر انہونی کے احساس سے دھڑکنیں تیز ہونے لگتیں۔۔

اس نے تھک کر پیشانی اسکے کندھے سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔۔

ماموں کا چٹانوں کی مانند حوصلہ بکھر کر ریزہ ریزہ ہوگیا تھا۔۔۔آفرین ہیں ان پر جو انہوں نے لبوں سے شکوہ بھی نکالا ہو۔۔بس پھپھو کی حالت دیکھ کر وہ سہم سے گئے تھے۔۔ایک طرف اکلوتا جوان بیٹا دوسری طرف محبوب بیوی۔۔ان پر کڑی آزمائش کا وقت تھا۔۔

وہ دلبرداشتہ ہوکر حویلی نکلی تھی ..اسے احساس نہیں ہوا چلتے چلتے بہت دور نکل آئی تھی۔۔۔آج انکل اور ماریانہ شدت سے یاد آرہے تھے۔۔کئی بار انسان اپنے قریبی رشتوں کو وہ مقام اور فوقیت نہیں دیتا جس کے وہ حقدار ہوتے ہیں۔۔۔شاید لوگ ٹھیک ہی کہتے رشتوں کو کھونے کے بعد ہی انکی قدر محسوس ہوتی ہے۔۔

اس نے کئی بار کال کرنے کی کوشش کی.. انکل کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا پھر مایوس ہوکر ڈیرن کو کال ملائی۔۔وہ سب اسے بتا چکی تھی۔۔

جسے سننے کے بعد ڈیرن کی طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی شاید وہ بھی حویلی والوں کے جارحانہ رویوں کی روداد سن کر لاجواب ہوچکی تھی۔۔

" کچھ بولو ڈیرن۔۔تمہاری خاموشی کو کیا سمجھوں؟ "

وہ آسمان پر روشن ستاروں کو خالی خالی نگاہوں سے گھورنے لگی۔۔آس پاس مکمل سناٹا تھا۔۔درختوں کی سرسراہٹ کے سوا اسے اپنی مدھم ہوتی دھڑکنیں سنائی دے رہی تھی۔۔دل چاہ رہا تھا پاس ہی کنویں میں چھلانگ لگا کر اس قید سے رہائی پا لے۔۔

جانے اسکے زہن میں کیا سمائی وہ چلتی ہوئی کنویں کے بلکل کنارے پر آکھڑی ہوئی۔۔

ڈیرن کچھ کہہ رہی تھی مگر وہ صمُم بکمُم ہوچکی تھی۔۔کنواں بہت گہرا تھا۔۔اسکی حد نگاہ تک چاند پانیوں پر تیر رہا تھا۔۔اس سے پہلے وہ کوئی قدم اٹھاتی پراسرار آواز اسکے پاس سے آئی۔۔

" نیچے اترو ، گر مت جانا .. وہ بھی ایک دن ایسے ہی گر گئی تھی۔۔پھر کسی کو نہیں ملی "

اس نے چونک کر دیکھا.. وہی بھدے حلیے والی بوڑھی عورت تھی جو گائوں میں پاگل سمجھی جاتی تھی ۔۔

وہ خوفزدہ ہوکر اس سے دور ہوئی۔۔

"بھاگ جائو یہاں سے ، ورنہ تم بھی کسی کو نہیں ملو گی "

اس عورت نے اپنی خوفناک آنکھیں مزید پھیلا کر کہا۔۔

" ک۔۔کون ؟ کس کی بات کر رہی ہو تم ؟ "

اس کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے۔۔بیک وقت اس عورت سے خوف بھی محسوس ہورہا تھا اور اسکی باتوں پر تجسس بھی۔۔

وہ عورت کو بناپلکے جھپکے اسے گھورنے لگی۔۔عینا کو لگا شاید اس نے غلط سوال کرلیا تھا۔۔

وہ سہم گئی۔۔ایکدم فضا میں اس عورت کی ہنسی کی بھیانک آواز گونجنے لگے۔۔

عینا کا رنگ مارے وحشت کے فق ہونے لگا۔۔

" تمہاری ماں ، تمہاری ماں تھی وہ نا سمجھ لڑکی "

وہ عورت روانی میں کہتی اب زارو قطار رونے لگی تھی۔۔عینا پر موت کا سکوت چھا گیا۔۔

" میری ماں ؟ "

وہ پیچھے ہٹتی درخت کے تنے جا لگی۔۔وہ سن سی ہوگئی۔۔

سائرس اسے ڈھونڈتا ہوا وہاں آپہنچا۔۔

" عینا ؟ "

اس نے ہمت مجتمع کرکے پکارا تھا۔۔وہ چپ تھی بلکل خاموش۔۔

اسکی دل شکنی کی وجہ بنا تھا۔۔تلافی کو لفظ نہیں مل رہے تھے۔۔

" میں اپنی غلطی مانتا ہوں۔۔مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ میں اپنے مطلب کی خاطر تمہاری زندگی کو جہنم بنادوں اگر تم کہو تو تمہارے نقصان کی بھرپائی کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔جو بھی تم کہو میں کرنے کو تیار ہوں عینا۔۔!!"

وہ کہہ رہا تھا ..

" وہ عورت کہا گئی ؟ "

وہ جیسے کسی گہری نیند سے جاگی۔۔اٹھ کر آس پاس ڈھونڈنے لگی۔۔

" کون سی عورت ؟ "

وہ الجھا۔۔

عینا نے انتہائی تحیر بھری نگاہوں سے اسے دیکھا

" تم۔۔؟؟ تم کب آئے ؟ وہ عورت کہاں گئی ؟ "

" کونسی عورت ؟ یہاں تمہارے اور میرے علاوہ کوئی نہیں ہے "

وہ مڑ کر دیکھنے لگی۔۔جہاں دور دور تک کوئی نہیں تھا۔۔سائرس نے بغور اسکا چہرہ دیکھا۔۔وہ بے حد الجھی اور پریشان دکھائی دے رہی تھی۔۔۔مزید کچھ کہنے کا ارداہ ترک کرتے ہوئے اس سے کہنے لگا ۔۔

"حویلی واپس چلو ، بہت رات ہوگئی ہے "

" میں نہیں جائوں گی تمہیں جانا ہے تو جائو! "

اس نے خشک لہجے میں کہتے ہوئے اپنا شانہ جھٹکا۔۔

" ایک تو تم ضدی بہت ہو عینا۔۔رات کا وقت ہے اوپر سے تمہارا یہ بے ڈھنگا لباس ، تمہیں ہرگز یہاں نہیں ہونا چاہیئے اس حلیے میں "

وہ ضبط سے لب بھینچ کر کہنے لگا۔۔

عینا کی متلاشی نگاہیں سائرس پر آکر تھم گئیں۔۔

" کیا مسلہ ہے میرے لباس میں ؟ ہاں؟ بولو ؟ کیا مسلہ ہے میرے لباس سے تمہیں ؟ "

وہ ایکدم بھڑک کر بولی۔۔

" ہمارے یہاں کی عورتیں ایسا لباس نہیں پہنتیں ! "

وہ چبھتی ہوئی تیز نگاہ اسکے مختصر لباس پر ڈالتے ہوئے بولا۔۔

" میرا ان روایتوں اور عورتوں سے کوئی مقابلہ نہیں۔۔مجھے کوئی سروکار نہیں کون کیا پہنتا ہے۔۔اور تم میرے لباس کے متعلق اپنی سطحی سوچ اپنے تک رکھو مسٹر میرا جو دل چاہے گا میں پہنوگی ! "

ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔۔

" تمہیں یہاں پر یہ نمائشی لباس میں نہیں پہننے دوں گا۔۔تم وہی روایتی لباس پہنو گی جو سب عورتیں پہنتیں ہیں "

انگشت شہادت اٹھا کر تحکم بھرے لہجے میں کہا..اسکا انداز قطعی تھا۔۔

" واٹ ایور "

اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔۔

جسے بہت ضبط سے نظرانداز کرکے بولا۔۔

" چلو یہاں سے "

" میں نہیں جائو گی "

اسکا انداز اٹل تھا۔۔۔

" یہ کیا فضول کی ضد لگا رکھی ہے تم نے ؟ کیا کروگی یہاں تم؟ "

سائرس کو طائو آنے لگا۔۔یہ لڑکی جب سے اسکی زندگی میں آئی تھی اس کے ناک میں دم کر رکھا تھا ۔۔۔وہ بہت ٹھنڈے مزاج کا تحمل سے کام لینے والا شخص تھا۔۔

" مجھے اس حویلی سے وہشت ہوتی ہے مجھے نہیں جانا وہاں "

آنچ دیتا ہوا لہجہ سائرس کو متنبہ کرگیا۔۔

"تو کیا رات یہیں گزارنے کا ارادہ ہے ، اس آدھے ادھورے لباس میں۔۔رات کو یہاں سردی بڑھ جاتی ہے "

اس نے تنزیہ کہہ کر جیبوں میں ہاتھ ڈالے ، فرصت سے بے رحم آنکھوں والی لڑکی کو دیکھنے لگا۔۔

" جہاں تم جیسے پتھر دل لوگوں کے ساتھ گزار رہی ہوں وہاں سردی میں ایک رات کوئی مشکل نہیں میرے لئے "

جواب حاضر تھا۔۔

" ہونہہہ اچھا۔۔پتھر دل یعنی میں ؟ "

اسکے تپے ہوئے چہرے سے لطف انداز ہونے لگا۔۔

" اس حویلی کا ہر مکین انتہائی بے رحم اور ظالم ہے"

کہتے ہوئے اسکی آواز بھرا گئی۔۔اسے گزشتہ دنوں کی زیادتی یک بایک یاد آنے لگیں۔۔

" عینا دیکھو.. "

سائرس نے کہنا چاہا۔۔

"میرا نام مت لو تم "

سخت تنبیہی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

" آئندہ میرے پیچھے مت آنا ، اور نہ ہی میرے جھوٹے ہمدرد بننے کی کوشش کرنا "

وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتی دور کھڑی گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔آنکھیں بند کرکے سیٹ سے سر ٹکا لیا۔۔اسکے اعصاب جواب دینے لگے تھے۔۔وہ اب اور اس شخص سے بحث نہیں کر سکتی تھی۔۔ بیک وقت اسکے دماغ میں بوڑھی عورت کی باتیں بازگشت کررہی تھی۔۔وہ چاہ کر بھی سائرس سے کچھ پوچھ نہیں سکی

" آپ اس وقت کہاں جا رہی ہیں اماں سرکار ؟ "

نیناں ان کے کمرے میں کسی کام سے آئی تھی۔۔انہیں عجلت میں بھاگ دوڑ کرتے دیکھ کر اشتیاق سے پوچھا۔۔

" صفیہ کی نند ہے نا ثمینہ ، اسکا اکلوتا بیٹا ایمرجنسی میں داخل ہے ، اسی سے ملنے ہاسپٹل جا رہی ہوں ...بہت پریشان لگ رہی تھی میری بہن ، اپنا گھر چھوڑ کر نند کی تیمارداری میں کئی دنوں سے ہاسپٹل میں بیٹھی ہے "

" پراسیکیوٹر شہروز صاحب کا بیٹا ؟ "

نیناں حیرانگی سے پوچھنے لگی۔۔

" ہاں پراسیکیوٹر صاحب کا بیٹا ، اکلوتا بیٹا ہے۔۔خدا خیر کرے "

انکا دل پریشان ہونے لگا۔۔

" میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں ، آخر کو ہمارے قریبی رشتے دار ہیں آگے چل کر ان سے رشتہ جڑنے والا ہے ہمارا "

وہ معنی خیزی سے کہتی بغور انہیں دیکھنے لگی۔۔جو اس وقت کافی پریشان دکھائی دے رہی تھی اسلئے کوئی رد عمل نہیں دیا۔۔

" میں کپڑے بدل کر آتی ہوں پھر چلتے ہیں "

وہ کہہ کر جلدی سے کمرے سے نکل گئی۔۔

عینا تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی اوپر جا رہی تھی کہ اسکا پائوں مڑ گیا۔۔

" آآآآآئوچھ ! "

وہ درد سے کراہتے ہوئے وہیں بیٹھ گئی۔۔اسکی چیخ سن کر نیلوفر گھبرا کر کچن سے نکلی تھی۔۔

" کیا ہوا آپ کو ؟ آپ ٹھیک تو ہیں نا؟ "

" تمہیں اس سے کیا ، جائو اپنا کام کرو "

وہ رکھائی سے بولی۔۔چند دنوں پرانا زخم تھا جو ابھی ٹھیک سے بھرا نہیں تھا۔۔وہ ریلنگ کو تھام کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔اور درد سے بلبلاتی وہیں بیٹھ گئی۔۔

" میں مدد کردوں آپکی ، چلیں آپ کو کمرے تک چھوڑ دیتی ہوں "

نیلوفر نے اسے تھامنا چاہا۔۔

" چھوڑو مجھے ، تم جیسے ہمدردوں سے تو اللہ ہی پناہ دے..درد دے کر ہمدردی کے جھوٹے ڈرامے کرنا تم حویلی والوں کو خوب آتا ہے "

وہ کاٹدار لہجے میں کہتی نیلوفر کا دل دکھا گئی۔۔

" آپ کی مجھ کیا ناراضگی ہے ؟ میں نے تو کچھ نہیں کیا آپ کے ساتھ۔۔؟ "

آنکھوں میں ناراضگی کا تاثر لئے شکوہ کرتی ازحد معصوم لگ رہی تھی۔۔عینا چاہ کر بھی کچھ نہ کہہ سکی ۔۔اسکے نہ نہ کرنے کے باوجود نیلوفر اسے سہارا دے کر کمرے تک لے آئی۔۔۔

" سنو ؟ نوری سے کہو میرے لئے ایک کپ کافی بنادے ؟ "

نیلوفر رک کر مڑی۔۔اور مسکرا کر بولی

" میں بنا کر لاتی ہوں "

اسکے جانے کے بعد وہ ڈیرن کو کال کرنے لگی۔۔۔

" مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے ڈیرن "

دماغ میں جاری جنگ سے چھٹکارا پانا چاہتی تھی۔۔اسی کشمکش میں اس نے اپنا منصوبہ ڈیرن کو سنایا۔۔ اور اسکی طرف سے جواب کا انتظار کرنے لگی۔۔

" تمہیں واقعی لگتا ہے کہ وہ تم سے محبت کرنے لگا ہے ؟ "

ڈیرن کی پرجوش آواز نے اسے چونکا گئی۔۔

" لگتا تو ہے ، لیکن میں شیور نہیں ہوں ، اور میں ایک اور بات کو لے کر بھی شیور نہیں ہوں کہ میری مام کہاں ہیں ؟ زندہ ہیں بھی یاں نہیں ؟ "

" یہ اچانک تمہاری مام کا زکر کہاں سے بیچ میں آگیا.. اس معاملے میں تم کیوں اتنی دلچسپی لے رہی ہو؟ "

ڈیرن کو حیرانگی ہوئی۔۔

" کچھ تو ہے جو مجھے بار بار یہی سوال اٹھانے پر مجبور کر رہا ہے "

اسے کل رات والا واقعہ یاد آنے لگا۔۔

" تم بہت عجیب باتیں کر رہی ہو عینا۔۔زرا کھل کر بتائو "

ڈیرن الجھ کر پوچھنے لگی

" ایک عورت ہے جو بار بار پتا نہیں کہاں سے میرے سامنے آتی ہے اور غائب ہوجاتی ہے ، وہ مجھے کچھ بتانا چاہتی ہے لیکن میں اسے سمجھ نہیں پارہی ہوں "

عینا خود الجھن کا شکار تھی۔۔

" او مائی گاڈ.. تم نے پولیس کو کمپلین کی اس بارے میں کہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دے "

ڈیرن نے فکرمندی سے کہا۔۔

" یہاں کمپلین فائل کرنا اتنا آسان نہیں ہے ڈیرن "

"کیا مطلب ؟ "

"تم نہیں سمجھو گی ، پاکستان میکسیکو سے بہت الگ ہے۔۔یہاں کے لوگوں کا لائف اسٹائل بھی ہم سے بہت مختلف ہے ، عورتوں کو آزاد زندگی دینے کے قائل نہیں ہیں یہاں کے لوگ خود چاہے جو مرضی کرتے پھریں "

وہ تلخی سے بولی۔۔

" عینا میں تمہاری اداسی کی وجہ سمجھ سکتی ہوں۔۔تم جلد سے جلد واپس آجائو۔۔بس "

ڈیرن نے فورا کہا۔۔

"اب نہیں ڈیرن۔۔اب مجھے کوئی جلدی نہیں۔۔عینا کسی کا حساب نہیں رکھتی۔۔میں حویلی والوں کو انکے کیئے کی اس بھی بڑی سزا دوں گی "

اس لب بھینچتے ہوئے کہا ، دل میں مصمم ارادہ کرلیا تھا۔۔

" آر یو شیور تم ان لوگوں سے ڈیل کرنا چاہتی ہو ؟ یہ بہت رسکی ہے عینا۔۔وہ لوگ تمہیں نقصان نہ پہنچا دیں "

" تم فکر مت کرو ڈیرن۔۔میری پاس اسکا بھی حل موجود ہے اور اب تو مجھے اپنی مام کے بارے میں جاننا ہے ،کہ انکے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔مجھے کیوں چھوڑا انہوں نے آخر ! "

اسکے آخری جملے نیلوفر نے بالفظ سنے تھے۔۔

" I'll talk to your latter "

نیلوفر کو دیکھ کر اس نے فون بند کردیا۔۔اور کافی تھام لی

" تھینک یو ! بیٹھو باتیں کرتے ہیں "

"جی "

وہ حیران ہوتی ہوئے سوچنے لگی .. یکایک جوالہ مکھی ٹھنڈی کیسے پڑ گئی

" اتنا حیران کیوں ہو رہی ہو "

عینا دلچسپی سے اسے دیکھا۔۔نیلوفر اس حویلی کی واحد مکین تھی جو کسی بھی قسم کی مکاری اور جعل سازی کے برعکس معصومیت کا مجسمہ تھی۔۔

"آپ مجھ سے اکھڑی اکھڑی رہتی ہیں۔۔جب بھی آپ سے بات کرنے کی کوشش کی آپ نے اتنا سخت لہجے میں جواب دیا کہ میرا دل ہی ٹوٹ گیا۔۔

" نیلوفر کے معصومانہ شکوئوں پر اسکا منہ حیرانی سے کھل گیا۔۔کچھ سوچتے ہوئے بولی

" آئی ایم سوری ، میں سائرس کے جھوٹ کی وجہ سے بہت اپ سیٹ تھی اسلئے تمہیں بلاوجہ ڈانٹ دیا "

" کیا کیا ادا نے ؟ "

نیلوفر چونک کر سوال کیا۔۔

" کچھ نہیں ، ہمارے آپس کا معاملہ ہے ہم سلجھا لیں گے ! تم کیا کرتی ہو ؟ میرا مطلب ہے ؟ کالج یا یونیورسٹی وغیرہ؟ "

اس نے نیلوفر کو بتانا مناسب نہیں سمجھا۔۔

"میں کالج جاتی ہوں۔۔ابھی میٹرک کے امتحانات ہونے والے ہیں "

اس نے خوش ہوکر بتایا۔۔

" اور آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے ؟ "

" آگے کچھ نہیں "

نیلوفر کے چہرے پر مایوسی اور افسردگی چھا گئی۔۔

"کیا ہوا میں نے کچھ غلط پوچھ لیا ؟ "

آنکھوں کی پتلیاں سکیڑ کر اسے دیکھا

" مجھے تو پڑھنے کا بہت شوق ہے لیکن ادا اجازت نہیں دیں گے اور اماں بھی کہتی ہیں کہ وہ میری شادی کروانا چاہتی ہیں "

نیلوفر نے مایوس کن لہجے میں کہتے ہوئے ہتھیلوں کو گھورا۔۔

" وہاٹ ؟؟ مگر ابھی تو تم بہت چھوٹی ہو اور میٹرک میں ہو ابھی سے شادی ؟ "

عینا غش کھا کر گرنے کے قریب تھی۔۔

"آپ یہاں پر نئ ہیں اسلئے حیران ہورہی ہیں۔۔میں ہمارے خاندان کی دوسری لڑکی ہوں جسے کالج جا کر پڑھنے کی اجازت ملی ہے۔۔ورنہ ہمارے ہاں لڑکیوں کو اعلی تعلیم دلوانے کا رواج نہیں ہے۔۔۔ بس ٹیچر حویلی میں آتے ہیں اور پڑھا کر چلے جاتے ہیں۔۔اماں نے بھی شادی سے پہلے ایسے ہی آٹھ جماعتیں پڑھیں ہیں "

عینا کی زبان گنگ ہوکر گئی۔۔اسکی سمجھ سے بالاتر تھے یہاں کے لوگوں کے قانوں۔۔

" اور تمہارے بھائی ؟ وہ تو بزنس مین اور سیاست دان ہیں۔۔؟ کیا وہ بھی ان پڑھ ہیں؟ "

" آپ سمجھی نہیں۔۔ادا والوں کو کوئی روک ٹوک نہیں ، خاص عورتوں کے لئے کچھ دائرے مقرر کیئے ہیں "

عینا کا سر چکرانے لگا تھا۔۔

"نیلوفر بی بی جی آپ کا مہمان آیا ہے ؟ "

نوری نے دستک دے کر آگاہ کیا۔۔

" میرا مہمان؟ "

" جی بی بی "

نیلوفر کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے۔۔

عینا کو اسکی اڑی رنگت کا جواز سمجھ نہیں آیا۔۔سو وہ کافی کا مگ لے کر بالکونی میں آگئی۔۔

نوری نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اشارہ کیا۔۔جسے وہ نہ سمجھنے کی غلطی نہیں کر سکتی۔۔وہ دونوں کمرے سے نکل گئی۔۔

" وہ یہاں کیوں آیا ہے نوری؟ "

اسکے آنسو نکلنے کو بے تاب تھے۔۔اسے یاد آیا ہاسپٹل والی ملاقات کے بعد وہ فون اپنے ساتھ لے آئی تھی مگر اسے ان لاک کرنا بھول گئی تھی۔۔

" اففففف۔۔کس مصیبت میں پھنس گئی ہوں اللہ جی"

اس نے کوفت سے سوچا۔۔

" جائیں نا۔۔کھڑی کیوں ہیں ؟"

حویلی کے دوسرے حصے کی طرف اشارہ کیا

" نوری مجھے بہت ڈر لگ رہا اگر کسی نے دیکھ لیا تو "

" کوئی نہیں ہے حویلی میں ، نیناں بھابھی اور سرکار بیگم کسی کی عیادت کے لئے شہر گئے ہیں آپ بے فکر رہیں "

اس نے بند ہوتی دھڑکنوں سے دروازہ کی چوکھٹ پر قدم رکھا۔۔کئی عرصے سے یہ حصہ بند پڑا تھا ۔۔وہ یہاں کبھی نہیں آئی تھی۔۔

"آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔۔پلیز چلیں جائیں ورنہ کوئی دیکھ لے گا ! "

" دیکھتا ہے تو دیکھ لے ، اور ویسے بھی تم خود چل کر میرے پاس آئی ہو "

اس نے عجیب لہجے میں کہا۔۔

نیلوفر کے اعصاب چٹخے ، اس نے یہاں آکر غلطی تو نہیں کردی تھی

کمرے میں ہر جگہ جلے ہوئے سگریٹ پڑے تھے۔۔نیلوفر کو غیر محفوظ سا احساس ہوا۔۔

اسنے قدم واپس کے لئے اٹھانا چاہے مگر ورادن نے اسکا راستہ روکا لیا۔۔

" مزاق کر رہا تھا۔۔تم ڈر گئیں ؟ ہونہہ۔۔کیا یار تم کتنی حساس ہو بات بات پر ڈر جاتی ہو "

وہ مضاحکہ خیز انداز میں بولا تھا۔۔نیلوفر نے براہراست اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔اسکی مسحور کن نگاہوں میں ڈوبنے کی گستاخی کیئے بغیر نگاہیں جھکا لیں۔۔

" تم میرا فون نہیں اٹھا رہی تھی ؟ نہ میرے میسیج کا جواب دے رہی تھی ، حتی کہ تم نے فون سوئچڈ آف کردیا۔۔کیوں نیلوفر ؟ "

اس کے تاثرات سمیت اسکی گرفت سخت ترین ہوتی جارہی تھی۔۔

" میں بھول گئی تھی "

درد کے مارے اسکی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔۔

" میں کیسے مان لوں کہ تم میری باتیں بھول جاتی ہو یا بھلا دیتی ہو؟ "

وہ دبہ دبہ گرجا

" میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔۔مجھے درد ہورہا ہے "

اس نے کپکپاتی آواز میں کہتے ہوئے سہم کر اسے دیکھا۔۔وردان نے انتہائی غصے سے جھٹکا دے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔

" تم بار بار مجھے غصہ دلا دیتی ہو یار ، ورنہ میں تمہیں یہاں خوشخبری دینے آیا تھا "

وہ والہانہ انداز میں اسکا چہرے دونوں ہاتھوں میں لے کر بولا اسکی ہر ہر حرکت پر نیلوفر پہلے سے زیادہ سہمی اور پریشان نظر آتی۔۔

" میں انا سے ہمارے بارے میں بات کرنے والا ہوں۔۔میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں نیلوفر "

نیلوفر ڈبڈبائی آنکھوں سے اسکا متبسم چہرہ دیکھنے لگی۔۔اتنی چاہت بھری نگاہوں پر تو پتھر بھی پگھل کر موم ہوجاتے وہ تو پھر حساس سی لڑکی تھی۔۔اسے یہ احساسات یہ لمحے کسی خواب سے کم نہیں لگ رہے تھے۔۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ کوئی اسے بھی اتنی اہمیت دے سکتا ہے۔۔کوئی اس سے بھی محبت کر سکتا ہے۔۔

" کیا سوچ رہی ہو ؟ "

وردان کی آواز نے اسے نیند سے جگایا۔۔

" وہ۔۔میں "

"بولو۔۔؟ "

"وہ مجھے پسند نہیں کرتی " اس نے تمام خدشات اور وہموں کو ایک طرف کردیا۔۔اسکی محبت پر یقین کرلیا تھا اسے آزمائے اور پرکھے بغیر۔۔

" تمہارا تو پتا نہیں لیکن وہ مجھے بہت پسند کرتی ہیں مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں اور میری خاطر وہ ضرور مان جائیں گی "

یہ سن کر اسے کچھ حوصلہ ملا تھا۔۔

" اچھا .. میں جائوں اب ؟ "

اسے اب واپسی کی فکر لاحق ہوئی

" ابھی تو آئی ہو۔۔ابھی تو میں نے تم نے جی بھر کے دیکھا بھی نہیں ہے۔۔ایسے کیسے جانے دے سکتا ہو تمہیں "

گھمبھیر لہجے بولا۔۔امداز میں عجیب سی سختی تھی

اسکی شدت سے بھرپور نگاہیں نیلوفر کی سانسیں اتھل پتھل ہونے لگیں۔۔

" یہ میری مام کا کمرہ ہے۔۔میں اکثر یہاں آتا جاتا ہوں۔۔لیکن تم تو مجھے کہیں نظر نہیں آئیں .. خیر چھوڑو سب .. چلو میں تمہیں انکی چیزیں دکھاتا ہوں "

اسکا ٹینشن کے مارے برا حال تھا لیکن چاہ کر بھی اسے انکار نہیں کر سکی تھی۔۔

" مما فیملی ٹِری میں ایک پرسن کی جگہ خالی ہے ؟ وہاں ھادی انکل کا نام لکھ دوں ؟ "

وہ کسی کیس پر کام کر رہی تھی جب میکال کے سوال پر چونک کر سر اٹھایا۔۔

"کس پرسن کی جگہ بیٹا ؟ "

انگلیوں کے بیچ پین گھماتی ہوئی سرسری سا پوچھنے لگی۔۔

" بابا کی جگہ پر "

اس نے معصومیت سے کہا۔۔

" تم جانتے ہو اس سوال کا جواب پھر بار بار کیوں پوچھتے ہو "

اس کی بات سخت مگر لہجہ نرم تھا۔۔

" کیونکہ اسے امید ہے کہ شاید تمہارا جواب بدلے گا لیکن تم وہیں کی وہیں ہو۔۔ضدی ، اڑیل ..اپنی بات پر اڑی ہوئی ہو حالانک ھادی بھائی نے تو کئی بار آپ کو آفر کی ہے "

مائشہ روانی میں بولتی چلی گئی۔۔

سرینہ نے اسے گھور کر میکال کی موجودگی کا احساس دلایا۔۔لیکن وہ بھی اسی کی بہن تھی۔۔اگر وہ سیر تھی تو مائشہ سوا سیر تھی۔۔ہٹ دھرمی سے بات جاری رکھتی ہوئی بولی

" آپ کو بھی شاید لوگوں کے جذباتوں کو مجروع کرکے خوشی ملتی ہے۔۔بے چارے کب سے آپ کی چاہ میں کنوارے پھر رہے ہیں۔۔لیکن آپ ہیں کہ دماغ ساتویں آسمان پر ہے ... بھائو کھا رہی ہیں اب آپی آپ! "

" کیا اول فول بک رہی ہو ؟ "

سرینہ نے پین پٹخ پر باقاعدہ اسکی طرف رخ موڑا۔۔

" یہ بھائو کیا ہوتا ہے ماما ؟ "

" بھائو کا مطلب کسی کی محبت کا جواب بے رخی سے دینا ، کیوں آپی سہی یہا نا ؟ "

مائشہ اسے چھیڑنے لگی یہ سب وہ سرینہ کو تپانے کی خاطر بولی تھی۔۔اسکا تیر بلکل نشانے پر لگا تھا۔۔

" یہ آج تم ھادی کے گن کیوں گارہی ہو ؟ کیا پھر سے اس نے تمہیں شاپنگ کروا دی ، یا پھر تمہارے پسند کے رسٹورنٹ میں کھانا کلادیا ہو گا۔۔اور تم اتنے میں خوش ہوگئی؟ "

سرینہ کی چھبتی ہوئی نگاہیں مائشہ نے محسوس کیں ، بظاہر شرارت سے جواب دیا۔۔

" کچھ خاص نہیں اس بار صرف ایک آئس کریم پر کام چلا لیا۔۔میرے اتنے ہائی فائی نخرے کہاں ۔۔سیدھی سادی سی بندی ہو "

اس نے ہونک بھر کر کہا۔۔

" اتنی بھی سیدھی سادی مت بنو۔۔کچھ تو انا ، خودداری پیدا کرو اپنے اندر ، یہ جو مرد ہوتے ہیں نا ۔۔انکے پاس بہلانے کے ایک سو ایک طریقے ہوتے ہیں۔۔یہ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے کہ تم اتنی ارزاں یا ادنی ہو ، کہ ایک چائے کے کپ پر مان جاتی ہو یا اتنی خود دار ہو کہ چار گواہوں کے بیچ باعزت طریقے سے اسکے ساتھ رخصت ہونا پسند کرتی ہو "

وہ بے حد سنجیدہ تھی

" آ۔۔آپ کہنا چاہتی ہیں کہ میرے اور ھادی بھائی کے بیچ ! توبہ توبہ آپی "

مائشہ نے بات ادھوری چھوڑ کر بے یقینی سے دیکھا۔۔

" میرا مطلب ہے کہ تم ھادی کے اتنا فرینک مت ہوا کرو نا سمجھ۔۔بے شک وہ ہمارا ہمدرد ہے مگر پرائے مرد پر بھروسہ کرنا بیوقوفی ہے! "

" آپ نے بھی تو پرائے مرد پر بھروسہ کرکے بیوقوفی کی تھی "

مائشہ کا تنز اسے چوٹ پہنچا گیا۔۔

" اسی لئے تمہیں سمجھا رہی ہوں مائشہ "

سرینہ نے سخت لہجے میں کہا۔۔

" ھادی بھائی ایسے نہیں ہیں وہ آپ سے بہت محبت۔۔"

" مائشہ پلیز بس کردو "

اس نے یکدم غصے میں آکر فائل ٹیبل پر پٹخی۔۔

"تو کیا ساری عمر ایسے ہی رہیں گی ؟"

وہ بھی بھڑک گئی۔۔

" میں نے جذبات میں آکر اپنی زندگی میں ایک غلط قدم اٹھایا تھا جو دنیا کی ہر شے پر اپنی محبت کو ترجیع دی۔۔جس کی سزا میں آج تک بھگت رہی ہو۔۔اور کیا چاہتی ہو تم ؟ ایک اور بار اس بد بخت محبت پر بھروسہ کرکے اپنی اور اپنے بیٹے کی زندگی اپنے ہی ہاتھوں سے تباہ کرلوں ؟ "

تحمل کا دامن ہاتھ چھوٹنے لگا تو اس نے رخ موڑ لیا

" کم از کم اپنے دھوکے باز شوہر سے تو پیچھا چھڑا لیں یار "

مائشہ دوبدو بولی۔۔

"یہ اتنا آسان نہیں ہے مائشہ "

اسکا لہجہ بھیگنے لگا۔۔۔

" کچھ بھی مشکل نہیں ہے آپی ، آپ اپنی ان دلیلوں سے اپنے کلائنٹس کو کنوینس کر سکتی ہیں مائشہ کو نہیں ، کوٹ میں خلع کا کیس دائر کریں اگر وہ دو پیشیوں تک کوٹ میں حاضر نہیں ہوتا تو طلاق ممکنہ

طور پر ہوجائے گی۔۔آپ کی طرح ایک بڑی وکیل نہیں ہوں میں ، لیکن اتنا قانون ضرور جانتی ہوں ۔۔پر ساری بات نیت کی ہے آپی

اگر آپ چاہیں تو یہ انتہائی آسان ہے "

کہتے کہتے مائشہ کا سانس پھولنے لگا تھا۔۔

" تم نہیں سمجھو گی مائشہ ، تمہیں محبت ہو گی نا تو پھر تم جانو گی کہ چھوڑنا اتنا آسان نہیں ہوتا "

بے حد مضبوط نظر آنے والی بے حد کمزور اور بے بس سی ہو کر سسکتی چیئر پر ڈھے گئی۔۔

" محبت، محبت ، محبت ! تنگ آگئی ہوں میں یہ سن سن کر آپی "

مائشہ جلالی انداز میں جھنجھلائی ، ستے ہوئے چہرے کے ساتھ دھپ سے بیڈ پر نیم دراز ہوگئی

" مما آر یو اوکے ؟ "

میکال کب سے انکے بحث و مباحثے کے بیچ خاموش تماشائی بنا بیٹھا تھا۔۔اپنی ماں کو روتے دیکھ کر وہ فورا پانی کا گلاس لایا تھا۔۔

اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے گلاس تھام لیا۔۔

" آپ جائیں یہاں سے انا ، آپ ہمیشہ میری مما کو ہرٹ کردیتی ہیں "

میکال نے گویا گرج کر حکم صادر کیا۔۔

" او ہیلو ، بہن ہے میری ، سمجھا رہی تھی اسے۔۔اور ہر کوئی اتنا لکی نہیں ہوتا کہ اسے مائشہ سمجھائے "

وہ ڈھٹائی کے تمام ریکارڈ توڑ کر اکڑتی ہوئی بولی۔۔

" تھینک گاڈ میں لکی نہیں ہوں "

"کیا کہا تم نے ؟ "

مائشہ کا منہ حیرت سے کھلا۔۔

" میں ایک ہی بار کہتا ہوں "

" اچھاااا جی "

"جی محترمہ "

وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔۔

" ہاہاہا۔۔تمہیں کس نے سکھایا یہ؟ "

مائشہ نے حیران سے پوچھا۔۔

"آپ ہی تو کہتی رہتی ہیں "

میکال نے کندھے اچکائے۔۔

"بڑے ہوشیار ہوگئے ہو تم تو ، مجھے کاپی کرنے لگے ہو "

وہ اسے گدگداتی ہوئی ہنسی۔۔

" چلو چل کر کوئی مووی دیکھتے ہیں۔۔تمہاری ماما کو تو فرست ہی نہیں ہے تمہارے ویک اینڈ پر بھی بس کام کام "

وہ زرا کی زرا سرینہ پر نگاہ ڈالتی اسکے ساتھ کمرے سے نکل گئی۔۔

سرینہ نے سرد سی آہ بھری۔۔اور اداسی سے کھڑکی کے باہر ستاروں سے بھرے آسمان کو دیکھنے لگی

۔۔

,, ڈوب رہی شب ایک ستارہ ملنے آتا ہے

بھور بھئے تک

شب کنگورے روشن رہتے ہیں

صحرا میں

فانوس بدن اک شہزادہ

رات کے بھیگے سنّاٹے سے

ویرانے کی نظمیں چنتا ہے

اک طائر

اڑتا ہے دشت کی وسعت کو

جھانک آتا ہے

اک اجلے دپ دپ آنگن میں

مہندی کی ٹہنی سے اترے پتّوں میں

رنگ,

کوئی رنگریزن بھرتی ہے

بیلا پھول سے مالن اک

گجرا بنتی ہے

نین کٹورے

جمی ہوئی سب برف کی ڈلیوں کو

آگ کوئی سہلا جاتی ہے

روکھے سوکھے ہونٹوں پر

مسکان سجا کر

وحشی خود پر اتراتا ہے

جیسے,

کوئی اور بھی بھاگ, سہاگ نہیں

ہجر وصال کے جھوٹے سچّے قصّے

رنج ملال کے

جشن دھمال کے

ماضی حال کے

عصر محال کے

چھوٹی چھوٹی

کتنی چھوٹی باتیں مل کر

سات سمندر, سات زمیں آکاش محیط

سندر اک پینٹنگ بنتی ہے

اور کنوس چھوٹا پڑ جاتا ہے

رات کنارے آتے آتے

صبح آگاہی کو

چڑیوں کی بے چینی

جھنڈ میں کُن مُن , کُن مُن کرتی ہے

دور ....!

ستارہ لوٹ کے جاتا ہے

رات کی سانسیں ٹوٹ رہی ہیں

ڈوب رہی شب,

دیکھ رہی ہے ,,

سعیر اپنے آفس میں مصروف تھا۔۔فون پر بار بار نیناں کی کالیں آرہی تھی.. جسے وہ مسلسل نظرانداز کر رہا تھا۔۔

پتا نہیں اسے کیا ہوگیا تھا آج کل دانستہ نا دانستہ طور پر نیناں کو مکمل نظرانداز کیئے ہوئے تھا۔۔حالانکہ اسکی کوئی غلطی نہیں تھی ..وہ اسکی کیفیات سے یکسر بے خبر تھی۔۔

افسردہ سانس کھینچ کر فون اٹینڈ کرکے کان سے لگالیا۔۔

" میں تمہیں کب سے کالز کر رہی ہو ؟ کہاں ہو تم ؟ "

وہی پریشانی میں ڈوبا ہوا شائستہ لہجہ۔۔

جس پر کبھی نہال ہوجایا کرتا تھا۔۔مگر اب رتی برابر اثر نہیں ہوا۔۔

" آفس میں ہوں ، مصروف ہوں "

سرد لہجے میں جواب دیا

" ایسی بھی کیا مصروفیت کہ تم میری کال تک اٹینڈ نہیں کر رہے سعیر "

" کوئی کام تھا نیناں ؟ میں اس وقت مصروف ہوں "

اس نے بیزاری سے پیشانی سہلائی۔۔

" ہم کتنے دنوں سے باہر نہیں گئے ہیں ، تو میں سوچ رہی تھی کہ ہم کہیں اچھے سے ریسٹورنٹ کھانا کھانے جائیں ، کیا خیال ہے ؟ "

" نیناں میرے پاس گھومنے گھمانے کا وقت نہیں ہے "

اس یا لہجہ حد درجے کڑوا اور تلخ ہو گیا

" کیا کھانے پر بھی نہیں جا سکتے ؟ "

" اچھا ، تم دس بجے تک ریڈی رہنا میں تمہیں پک کرلوں گا!"

کسی سوچ کے تحت اسکا انکار اقرار میں بدل گیا۔۔

" ٹھیک ہے ، خیال رکھنا اپنا "

رابطہ منقطع ہوچکا تھا لیکن وہ ابھی تک سیاہ اسکرین کو گھورتا کسی گہری منصوبہ بندی میں غلطاں تھا۔۔

" اسلام و علیکم خالہ آپ لوگ یہاں ؟ "

آبش حسین کے کمرے سے نکل کر صالحہ خالہ اور ان کی بہو سے ملی .. انہیں اچانک دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔۔

" کیسی ہو تم ؟ بہت کمزور لگ رہی ہو بیٹا ، کچھ کھاتی پیتی نہیں ہو کیا ؟ "

اماں سرکار اسے گلے سے لگاتی ہوئی بولی.. آبش ہمیشہ اس خالہ سے زرا فاصلہ سے ملتی تھی۔۔۔اک عجیب سی جھجھک آڑے آجاتی تھی۔۔

" اماں سرکار آپ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔دیکھیں تو سہی کتنا بے رونق چہرہ لگ رہا ہے "

نیناں نے اسے گلے لگاتے ہوئے اپنائیت سے کہا۔۔

" ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔۔بس کچھ دنوں سے کافی ٹینشن والا ماحول ہے ، حسین اور پھپھو دونوں ہی بیمار ہیں اسلئے زرا خود سے دھیان ہٹ گیا ہے۔۔۔آپ لوگ آیئے نا "

وہ انکا دھیان جلد سے جلد خود پر سے ہٹانا چاہتی تھی۔۔۔سو انہیں پھپھو کے کمرے میں چھوڑ کر حسین کے کمرے میں چلی آئی۔۔

شام سے رات ہوگئی تھی اس نے بہت دعائیں مانگیں تھی لیکن حسین کی حالت میں کوئی سدھار دیکھنے کو نہیں ملا۔۔ماموں الگ پریشان تھے۔۔وہ کم کم اسکے کمرے میں آئے تھے۔۔شاید حسین کو اس حالت میں دیکھنا آسان نہیں تھا انکے لئے۔۔ڈاکٹرز پر امید تھے لیکن اسکا دل بے حد پریشان تھا ۔۔

" تمہیں میرا کوئی خیال نہیں ہے۔۔دیکھ لیا میں نے آج "

بھیگتے لہجے میں شکوہ کن نگاہیں اسکے چہرے پر مرکوز کیں۔۔چوٹوں زدہ بے رونق چہرہ جو کل تک کِھلا کِھلا رونق سے بھرپور تھا آج زردی کی مانند پیلا پڑا ہوا تھا۔۔

اسکے دل پر جیسے کوئی بار بار ضربیں لگا رہا تھا۔۔

" حسین اٹھ جائو نا یار۔۔بس بہت تنگ کر لیا تم نے ہمیں " اسکی آنکھیں جل تھل ہونے لگیں۔۔

" آبش ؟ بیٹا کیا ہوا ؟ "

کمرے میں داخل ہوتے شہروز صاحب نے پریشانی سے دریافت کیا۔۔

" ماموں دیکھیں نا ، حسین اٹھ نہیں رہا ہے۔۔اس نے ٹھان لیا ہے کہ ہم سب کو سولی پر لٹکا کر چھوڑے گا "

وہ سسکیوں اور ہچکیوں سے روتی ہوئی انکے گلے لگ گئی۔۔۔

" اللہ پر بھروسہ رکھو بیٹا۔۔سب ٹھیک ہوجائے گا ، ڈاکٹرز کہہ تو رہے ہیں چوبیس گھنٹے میں اسے ہوش آجائے گا ، ابھی چوبیس گھنٹے میں بہت وقت ہے۔۔تم پریشان کیوں ہورہی ہو "

شہروز صاحب نے حوصلہ دہی کرتے ہوئے اسے ساتھ لگا لیا۔۔

" میرے ساتھ کینٹیں چلو تم۔۔اور کچھ کھالو.. تم نے ٹھیک سے کچھ کھایا نہیں ہے ، آجائو۔۔ شاباش "

وہ اسے کینٹین لے آئے۔۔

" حسین اچھا بھلا تھا۔۔بلکل ٹھیک تھا۔۔اسے اچانک کیا ہوگیا "

صدمہ کم ہونے کو نہیں آرہا تھا۔۔

" جس نے بھی اسکی یہ حالت کی ہے۔۔وہ سود سمیت میرے بیٹے کو دی گئی ایک ایک تکلیف کا حساب دے گا۔۔بس ایک بار حسین کو ہوش میں آنے دو ، تم کھانا کھالو شاباش۔۔ایسے تو تم بیمار پڑ جائو گی پھر ہمارا دھیان کون رکھے گا "

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بے دلی سے کھانے لگی

" یہ شاہ صاحب ابھی تک آئے کیوں نہیں ، مجھے ضروری میٹنگ میں جانا ہے دیر ہورہی ہے "

اس نے بے چینی سے گھڑی دیکھتے ہوئے دادا سرکار کو دیکھا جو اس کے ساتھ اپنے دوست سے ملنے آئے تھے۔۔

" لو آگئے آپ کے دوست ، زیادہ دیر مت لگایئے گا دادا "

شاہ صاحب کو آتا دیکھ کر وہ ٹیبل سے اٹھنے لگا

"سامنے ٹیبل پر بیٹھ جائو "

"نہیں میں باہر گاڑی میں انتظار کرتا ہوں "

" کہا نا تم سے وہاں سامنے بیٹھ جائو "

اس بار زرا زور دے کر بولے۔۔سعیر ایک دو لمحے انہیں دیکھتا پھر سر جھٹک کر سامنے والی ٹیبل پر چلا گیا ..

کئی دیر سے شاہ صاحب اور دادا کے سنجیدہ چہروں کو بغور دیکھتے ہوئے وہ چائے کے تین کپ پی چکا تھا۔۔مگر گفتگو کا مرکز سمجھ نہیں سکا۔۔اتنا ضرور اندازہ کر چکا تھا کہ بات اسکی زات سے منسوب ہے

جب شاہ صاحب اٹھ کر چلے گئے تو دادا سرکار نے ریسٹورنٹ کے باہر کا رخ کیا۔۔

" کیا بات ہے دادا ؟ کیوں ملنے آئے تھے آپ شاہ صاحب سے ؟ کیا کہا انہوں نے ؟ "

دادا نے سلوٹ زدہ پیشانی مسلتے ہوئے کہا

" تم میٹنگ میں جانے والے تھے ، وہاں سے فارغ ہوکر دیوان خانے آجانا ، تم سے ضروری بات کرنی ہے "

" جیسے آپ کہیں "

دادا کو ڈراپ کرکے ڈاکٹر کے کلنک پہنچا۔۔

" کہیئے ڈاکٹر ، کیا رزلٹ آیا رپورٹس کا ؟ "

ڈاکٹر نے بغور اسکا چہرہ دیکھا۔۔آج وہ کچھ پراطمینان دکھائی دے رہا تھا

" آپ کی رپورٹس کلیئر ہیں مسٹر سعیر "

"اللہ مجھے صبر دے "

یکدم کرسی دھکیل کر اٹھا اور رپورٹس جھپٹ کر کلنک سے نکل گیا۔۔دروازے پر چند لمحے غصے دباتے ہوئے رکا رہا۔۔پھر باہر نکل گیا۔۔دل تو چاہ رہا تھا ہر چیز جلا کر راکھ کر ڈالے۔۔بہت مشکل سے صبر کا دامن تھامے رکھا۔۔

" کیوں بلایا ہمیں ادھر ؟ "

"بات کرنی ہے مجھے تم دونوں سے "

راحم راحیل نے غصہ دباتے ہوئے کہا

"اب بات کرنے کو بچا ہی کیا ہے ہمارے بیچ ، لگے رہو حسین کی تیمارداری میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے ، واپس کیوں آ گئے تم۔۔ہیں ؟

ارصم انصاری نے چوٹ کی

بکواس بند کر, ورنہ منہ توڑ دوں گا تیرا

" کیوں کچھ غلط کہا کیا میں نے ؟ یا یوں کہو کہ حسین تو بہانہ ہے ، اسکی محبوبہ کو دیکھ دیکھ کر نظروں کو تسکین پہنچاتے رہے ہو "

خباثت سے آنکھ دباتے ہوئے بولا۔سن کر راحم راحیل کے تن بدن میں آگ لگ گئی ، نفرت سے چلاتے ہوئے زوردار دھکا دیتے ہوئے کہا

" زبان سنبھال کر بات کر"

" راحم اپنی حد میں رہو تم ، بہت جھیل لیا ہم نے تمہیں ، کل تک وہی حسین تجھے برا لگتا تھا۔آج اچانک سے تو اسکا خیر خواہ بن گیا اور ہم ٹھہرے الو کے پٹھے جو تیرے لئے دشمنی مول لی "

ارصم چیخ چیخ کر بولا

" خبردار ! اگر اس گھٹیا حرکت میں مجھے شامل کرنے کی کوشش کی تو میں نے تم سے یہ سب کرنے کو نہیں کہا تھا "

وہ انگلی اٹھا کر وارن کیا۔۔.

" ارے واہ ، بڑی مکاری سے تو نے اپنا دامن بچا لیا حرامخور"

وہ آپے سے باہر ہوکر اس پر پل پڑا۔۔

" یار تم لوگ آپس میں کیوں لڑرہے ہو "

ارحم نے بیچ میں آکر اسے روکا تھا۔۔

" میرا ہی دماغ خراب تھا جو اس جیسے گھٹیا انسان کو اپنا دوست سمجھ بیٹھا ، یہ تو آستین کا سانپ نکلا "

" اپنی حد میں رہو ارصم۔۔اور میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم دونوں ، حسین اور اسکی ساری فیملی سے اس حرکت کی معافی مانگو گے تم لوگ ورنہ ! "

راحم راحیل کی بات سن کر وہ دونوں حیرانی سے اسکا منہ تکنے لگے۔۔

" ورنہ کیا ! ہیں ؟ کیا کرلوگے تم ؟ بات سنو میری ، ہم اس حسین سے ہرگز معافی نہیں مانگیں گے۔۔ کرلے جو کرنا ہے تجھے "

ارصم نے اشتعال انگیزی اور بدلے کی تمنا جلائے رکھنے کی خاطر کھلم کھلا چیلنج کیا تھا۔۔

" ٹھیک ہے پھر میں بھی پراسیکیوٹر شہروز احمد کو سب کچھ سچ سچ بتادوں گا میں واقع کا گواہ ہوں ، اور شکر کہ میں نے اپنے ضمیر کا خون ہونے سے بچا لیا اور تمہاری طرح دم دبا کر وہاں سے بھاگا نہیں ، اگر حسین مرجاتا تو آج تم لوگ جیل میں چکی پیس رہے ہوتے "

ارصم انصاری سن کر آگ بگولہ ہونے لگا۔۔

" سالے خبیس۔۔ہم نے یہ سب تیرے لئے کیا اور تو الٹا ہمیں پھنسائے گا "

وہ بری طرح سے ایک دوسری کو پیٹنے لگے۔۔ارحم نے بیچ بچاؤ کرواتے ہوئے راحم کو جانے کا کہا۔۔

" میں چھوڑوں گا نہیں تجھے راحم راحیل "

ارصم غصے سے دھمکی دیتا وہاں سے نکل گیا۔۔کل تک جو دوست تھے آج اپنے ہی بنائے گئے مکرو منصوبے میں پھنس گئے تھے۔۔

ارصم کو یہ فکر لاحق ہورہی تھی کہ حسین کا باپ بہت اثر و سوراخ والا شخص تھا۔۔اور اسکا باپ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کوٹ کچہریوں کے چکر نہیں لگاسکتا تھا۔۔جبکے راحم راحیل آزاد پرندے کی مانند تھا اسکی نفرت بھی ڈنکے کی چوٹ پر تھی۔۔وہ ہمدرد بننے سے بھی گھبرایا نہیں تھا ، اپنے ضمیر کی آواز کو سن کر اس نے صحیح فیصلہ لیا تھا۔۔لیکن کبھی کبھی زندگی کے صحیح فیصلے غلط وقت اور غلط لوگوں کے بعث ناقابل تلافی نقصان کا بعث بن جاتے ہیں۔۔

"سرکار آپ کو حکم نے یاد کیا ہے "

"میں اس وقت بلکل موڈ میں نہیں ہوں ان سے کہو کل بات کریں گے "

وہ گاڑی سے نکل کر رپورٹ اٹھانے لگا

"انہوں نے کہا ہے آپ سے ضروری بات کرنی ہے "

"کہہ دیا نا ایک بار ، میرا موڈ بہت خراب سمجھ نہیں آتی "

وہ غصے کنٹرول نہیں کر سکا ، ملازم پر برس پڑا۔۔جو گھبرا کر واپس چلا گیا۔۔

چند لمحے ٹھنڈی ہوا میں سانس لینے کے لئے رکا رہا پھر دیوان خانے چلا گیا۔۔

"منہ کیوں اترا ہوا ہے تمہارا ؟ کیا رزلٹ آیا رپورٹس کا ؟ "

سلوٹ زدہ پیشانی مسلتے ہوئے اس کے اعصاب چٹخے۔۔

"ایک منٹ؟ آپ کو کیسے پتا ان رپورٹس کے بارے میں ؟ "

وہ جواب دینے کے بجائے بغور اسکی صورت دیکھنے لگے

" آپ میری جاسوسی کر رہے ہیں دادا ؟ پوچھ سکتا ہوں کیوں ؟ "

اسے بات مطلق پسند نہیں آئی

"جتنی مرضی چاہے رپورٹس کروا لو ، نتیجہ صفر ہو گا کیونکہ تمہاری بیماری کا علاج ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے "

ان کے دماغ میں شاہ صاحب کی باتیں بازگشت کر رہی تھی

" سمجھا نہیں میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ؟ "

"مجھے شاہ صاحب نے جو کچھ بتایا ہے اس پر تم یقین نہیں کرو گے ، تم صرف اتنا یقین کرلو کہ تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے ، ڈاکٹروں کے پاس جانا بند کردو "

"تو اور کیا کروں دادا ؟ آپ ہی بتائیں ؟ بلکے شاہ صاحب نے کیا کہا وہ بتائیں ؟ "

دادا نے گہرا تنفس لیا۔۔جیسے وہ اسکی بات پر متفق نہیں تھے۔۔

"شاہ صاحب کا کہنا ہے کہ تم 'بندش' کا شکار ہو ؟ "

" بندش ؟ "

اس نے بھنویں سکیڑیں

" تم پر کسی نے جادو کے ذریعے بندش کروادی تاکے تم زہنی طور پر مفلوج ہوجائو ، کوئی تمہیں پاگل کرنا چاہتا ہے ، یہ جو تم ڈاکٹروں کے پاس چکر کاٹ رہے ہو وہ تمہارا علاج نہیں کر سکیں گے بلکے

انہیں تو یہ تک نہیں پتا کہ تمہیں آخر بیماری کیا ہے ، جتنی بار چاہے رپورٹ کروا کوئی فائدہ نہیں ہو گا "

وہ ایک دو پل دادا سرکار کی شکل دیکھتا رہا جہاں سنجیدگی کے کالے بادل چھائے ہوئے تھے۔۔مزاق جا شائبہ تک نہ تھا ..اسکی ہنسی چھوٹی ، وہ ہنستا چلا گیا

" ہاہاہاہا، آپ کی عمر ہوگئی ہے دادا ، اتنا کام مت کیا کریں ، بلکے آپ اپنے عہدے سے استعفی دے دیں۔۔اور باقی مجھ پر چھوڑ دیں آپ کی کرسی بخوبی سنبھال لوں گا "

" سعیر! "

ان کی سخت آواز بتا رہی تھی انہیں اسکا مزاق ناگوار گزرا تھا

" معذرت دادا ، لیکن آپ نے بات ہی ایسی کی ہے "

" میں مزاق نہیں کررہا سعیر ، ورنہ تم خود ہی بتائو شاہ صاحب کو کیسے پتا چلا اس سب کے بارے میں ؟ "

ایک دو لمحے سوچنے بعد وہ بولا

" ظاہر سی بات ہے آپ نے بتایا ہو گا ، میرے پیچھے اپنے جانباز جو لگا رکھے ہیں آپ نے "

" میرے جانباز تم ہو سعیر ، مجھے تمہاری جاسوسی کرنے کی کیا ضرورت ہے بتائو بھلا ؟ "

اس بار وہ کسی نہج پر نہیں پہنچ سکا۔۔

" آپ سچ کہہ رہے ہیں دادا ؟ "

بہت دیر بعد اسکی آواز خاموشی کو چیرتی ہوئی ان کی سماعتوں تک پہنچی۔۔

دادا اپنی کرسی چھوڑ کر اسکے مقابل آ گئے۔۔

" تم میرے بیٹے کے بیٹے ہو سعیر ، مجھے اُس نالائق سے بھی زیادہ عزیز ہو تم ، میرا یقین کرو میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں "

لہجے کی سچائی آنکھوں سے چھلک رہی تھی۔۔وہ انتہائی فکرمند اور پریشان نظر آرہے تھے۔۔۔سعیر نے پہلی بار انہیں بے بس دیکھا تھا۔۔

" کون ہے وہ دادا؟ "

" نہیں بتا سکتا ، تمہیں اک دن خود پتا چل جائے گا۔۔تب تم بہتر سمجھ سکو گے مجھے ، فلحال یہ بات ہمارے بیچ رہنی چاہیئے ، کسی کو اس بارے میں پتا نہ چلے "

اور۔۔میں۔۔کیا کروں ؟ "

اس کا لہجہ برف کی مانند سرد تھا۔۔

"صبر کرو بیٹا ، یقین کرو سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔میں تمہیں بچا لوں گا "

دادا نے اسکے گرد اپنا حصار باندھ لیا۔۔وہ ٹرانس سی کیفیت میں ان سے الگ ہوا۔۔سست روی سے چلتا ہوا دیوان خانے نکل گیا

شاپنگ سے واپس آتے آتے تقریباً ڈیڑھ بج چکا تھا۔۔نیناں کی خوشی قابل دید تھی۔۔

" یہ ٹرائی کرو ؟ یہ کلر تم پر بہت سوٹ کر رہا ہے "

سعیر نے مارے باندھے شرٹ تبدیل کی ، اسے دیکھتے ہوئے عجب بیزاریت سے پوچھا

" بس؟ "

" ہاں پہنے رکھو ، تم پر بہت سوٹ کر رہی ہے "

اس نے خوش ہو کر کہا ، ساری شاپنگ سمیٹ کر ایک طرف کی اور اسکے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔۔

" میں کام کر رہا ہوں نیناں "

سعیر نے اکتا کر سانس کھینچی اور لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔۔

" تو میں نے کچھ کہا کیا ؟ "

نیناں نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں ، سر اسکے کندھے سے ٹکا لیا۔۔

" دور رہو مجھ سے "

وہ جھنجھلایا۔۔

" کیوں ہٹوں بیوی ہوں تمہاری ، سارے حق حاصل ہیں مجھے "

وہ ڈھٹائی سے کہتی مزید نزدیک ہوئی۔۔

اس نے انتہائی ناگواری سے سر جھٹک کر اسکی حرکت نظر انداز کی۔۔۔

" تم آج کل مجھ سے اکھڑے اکھڑے کیوں رہتے ہو ؟ کیا بات ہے ؟ "

اسکی جانچتی نگاہیں سعیر کے سنجیدہ چہرے کا طواف کرنے لگیں۔۔

" مجھے خود نہیں معلوم ، جب الجھنیں سلجھ جائیں گی تو تمہیں بھی بتا دوں گا اب پلیز تنگ کرنا بند کرو "

وہ بیزاری سے بولا تھا۔۔

" اگر یہ رویہ کسی دوسری عورت کی بدولت ہے تو خدا کی قسم میں اسکی جان لے لوں گی ! "

اسکی آنکھوں میں الگ ہی جنون اور وحشت کا راج تھا۔۔سعیر نے نظریں ہٹا کر لیپ ٹاپ اٹھایا اور اسٹڈی میں آکر سگریٹ جلا لی۔۔

نیناں کسی گہری سوچ میں پڑ گئی۔۔

آپ نے ایک لفظ سنا ہو گا ,,رجعت" .. ماہرین کے مطابق ,,رجعت" کی مختلف تعریفات ہو سکتی ہیں ..لیکن یہاں اس کا مطلب ' زہنی طور پر مفلوج ہوجانا ، یا ماضی پرست ہونے کے معنوں میں لیا گیا ہے .. انسان کی زہنی نشوونما رک جانا ، کچھ یاد نہ رہنا ، ہر وقت بولائے بولائے پھرتے رہنا ، کچھ سوچنے کی کوشش کرنا مگر ناکام ٹھہرنا۔۔

یہ سب زہنی بیماریوں کی علامات ہوسکتی ہیں۔۔

اصولاً انسان زہنی بیماری سمجھ کر علاج کے ماہر ڈاکٹر کے پاس جا کر علاج کروانا چاہے گا۔۔لیکن "جادو اور آسیب وغیرہ کی بلائیں اتنی خطرناک ہیں کہ حکیموں کی طب اور ڈاکٹروں کی ڈاکٹری اس منزل میں بالکل لا چار ہے"۔(جنتی زیور)

مشاہدے کی بات ہے کہ جادو کا سب سے زیادہ اثر انسان کی عقل، فکر، سوچ اور دینی صلاحیات پر ہوتا ہے۔سحر میں مبتلا افراد کی سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہوتی ہے کہ وہ خود کو بیمار تسلیم نہیں کرتے اور علاج سے بھی یہ کہہ کر انکار کرتے ہیں کہ میں بالکل صحت مند ہوں۔یہ بھی ممکن ہے کہ بندش یا سحر کا شکار انسان پانچ وقت کا نمازی ہو، پوری پوری رات جائے نماز پر تسلی سے عبادت کرتا ہو لیکن اپنی زندگی کے متعدد معاملات میں ناکامی کا شکار ہو۔

لیکن وہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے اور جب وقت گزر جاتا ہے تو انہیں سمجھ آتی ہے کہ ہم سحر میں مبتلا تھا۔اچھے خاصے عقل مند اور صاف طبعیت کے ستھرے انسان بھی نہیں سمجھ پاتے کہ ان کے ساتھ کیا چل رہا ہے۔عربی میں کہا جاتا ہے

" اَلسِّحْرُ کُلُّ ما لَطُفَ وَدَقَّ: ہر وہ چیز جس کی گرفت لطیف اور باریک ہو یعنی جو چیز اپنی طرف پکڑ کرے اور متاثر کرے وہ سحر ہے "

اب یہ سحر اس قدر باریک اور غیر واضح ہوتا ہے کہ متعدد ایسے لوگ جنہیں اپنے حسن، تعلیم اور طرزِ زندگی پر اطمینان ہوتا ہے وہ بھی اس کے شکار ہو جاتے ہیں۔۔

کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی تھی۔۔لیکن نیند آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔تنہائی اور بوریت سے تنگ آکر وہ اٹھی اور کچن سے کافی کپ کا بنا کر اس نے اسٹڈی کا رخ کیا۔۔

کافی کے سپ لیتی بک ریک میں رکھی کتابوں کا جائزہ لینے لگی۔۔سندھی ادب و نگار اور کلام سے منسلک کتابیں دیکھ کر اس نے سر جھٹکا اور دوسری ریک کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔'riffsha 371' فائل پر ٹائٹل دیکھ کر ٹھٹکی۔۔یہ اس کی کمپنی کا نام تھا۔۔جو باپ اور ماں دونوں کے ناموں کو جوڑ کر رکھا گیا تھا۔۔جوں جوں رقعے پڑھتی جارہی تھی اسکا غصہ آسمان کی اونچائیوں کو چھونے لگا۔۔۔

" تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو سائرس "

صدمے بھری سرگوشی میں بڑبڑاتے ہوئے اس نے رقعہ فائل سے کھینچا اور غصے میں اسٹڈی سے نکلی۔۔۔

گہری سیاہ رات کی خاموشی

تنہائی اور میں

رتجگوں کے عذاب سہتے سہتے

نیند سے بھری یہ بوجھل سی آنکھیں

کوئی تو سویرے کو

کچھ دیر روکو

کہ میں نیند کا ذائقہ

کچھ دیر تو چکھ لوں

کہاں راستہ ہے

کہاں منزلیں ہیں

یہ کس خواب نے آنکھوں میں

ڈیرے ڈال رکھے ہیں

یہ کس دائرے میں ہماری کمی گومتی ہے

ڈھڑکنوں میں کس کی صدائیں گونجتی ہے

کچھ خبر ہی نہیں

کوئی زرا پتہ تو کرے

رات کے اس پہر

کون ہے جو مجھے

ہوا کے ہاتھ سندسے بھیجتا ہے

یہ کیسی سرگوشیاں کانوں میں گونجتی ہیں

یہ کیسی کشش مجھکو

اپنی طرف کھینچتی ہے

رات بھر جگائے رکھتی ہے

مجھے سونے نہیں دیتی

تنہا ہونے نہیں دیتی۔

(ہاجرہ بانو)

تکان سے آنکھیں رگڑتے ہوئے فائلیں سمیٹ کر ایک طرف کرکے ریسٹ واچ پر نظر ڈالی۔۔متواتر کام کرنے کی وجہ سے اسکی آنکھیں درد کرنے لگی۔۔بیڈ پر نیم دراز ہوکر پلکیں موند لیں۔۔

دشمن جاں کا بے رحم انکار ابھی تک اس کی سماعتوں میں بازگشت کررہا تھا۔۔وہ دھیرے دھیرے محبت کی آنچ میں پگھلنے لگا۔۔اس کے انکار کے باوجود اک موہوم سی امید ابھی بھی سانس لے رہی تھی۔۔۔ایسے دل و دماغ پر قابض ہوچکی تھی۔۔اسے احساس تک نہیں ہوا۔۔جس احساس کو زود پیشمان سمجھ بیٹھا تھا وہ دراصل محبت کا احساس تھا جس نے اسکے دل کو نرما دیا تھا اتنا کہ وہ اسکے ایک آنسو پر بھی تڑپ اٹھتا تھا۔۔یہ جانتے ہوئے کہ اسکے پرپوزل کا کیا حشر نشر کر چکی تھی۔۔وہ بے چینی سے کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔۔تھکاوٹ کی وجہ سے فوراً آنکھ لگ گئی۔۔

"میرے جگر کے ٹکرے ، میرے لعل ، تم نے ہم سب کی جان ایک پل کے لئے سولی پر لٹکا دی تھی اگر تمہیں کچھ ہوجاتا تو کیا کرتی میں بتائو بھلا "

وہ اشک بار آنکھوں سے ایک بار پھر سے اسکی پیشانی کو چوم کر بولیں۔۔

" ماما میں بلکل ٹھیک ہوں آپ کے سامنے ہوں ، دیکھیں کچھ نہیں ہوا مجھے "

اس نے لیٹے لیٹے ہاتھ بڑھا کر انکے آنسو پونچھے۔۔

" اللہ کا شکر ادا کرو ثمینہ بیگم اس نے بڑے نقصان سے بچالیا۔۔ساری رپروٹس کلیئر آئی ہیں مائنر انجریز چند ہفتوں میں ریکور کرلے گا "

شہروز صاحب نے بغور اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔حسین ان کی نظروں میں پوشیدہ سوالوں کو سمجھتا تھا ۔۔مگر نظرانداز کرگیا

" یہ سب کیسے ہوا بیٹا ؟ تم تو ٹھیک ٹھاک گھر سے نکلے تھے ؟ "

حسین کو یکبایک سارا واقعہ یاد آنے لگا۔۔اس نے لمحہ بھر آبش کو دیکھا۔۔جو منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔پھر بابا کو ، اور کہتے کہتے رک گیا

" کچھ نہیں ماما بس ایک ایکسیڈنٹ تھا اور کچھ نہیں ! " اس نے اعتماد سے کہا۔۔

شہروز صاحب کی ساری عمر سچ اور جھوٹ کی تلاش میں گزری تھی۔۔بھلا انہیں کیسے نہ علم ہوتا کہ انکا بیٹا صاف صاف جھوٹ بولا رہا ہے۔۔۔

" آبش تم اپنی پھپھو کو لے کر جائو مجھے زرا حسین سے کچھ بات کرنی ہے "

حسین نے کہنا چاہا

"بابا ! "

" آبش جائو شاباش "

شہروز احمد یکسر نظرانداز کرکے آبش سے مخاطب ہوئے جو اثبات میں سر ہلاتی پھپھو کو سہارا دے کر باہر لے گئی۔۔

"سچ سچ بتائو حسین کیا ہوا تھا ؟ میں جانتا ہوں یہ ایکسیڈنٹ نہیں ہے "

شہروز صاحب کے یقین پر حسین کا اعتماد ڈگمگا گیا۔۔

" بابا میں سچ کہہ رہا ہوں ، اٹ وز این ایکسیڈنٹ "

وہ ان کی ریپوٹیشن اور گزشتہ لڑائی جھگڑے کی وجہ اس بات طول نہیں دینا چاہتا تھا۔۔لیکن اب معاملہ سر سے گزر چکا تھا۔۔وہ سوچ چکے تھے انہیں کیا کرنا ہے۔۔

" ٹھیک ہے تم آرام کرو ! "

شہروز احمد نے بظاہر یقین کرلیا تھا۔۔وہ مسکرا کر اٹھے اور باہر نکل گئے۔۔

حسین کے دماغ میں کیا چل رہا تھا اس نے جھوٹ کیوں بولا! اسکا کسی کو علم نہیں تھا

کمرے کا دروازہ مسلسل زور زور سے بج رہا تھا۔۔سائرس بری طرح بوکھلا کر اٹھا۔۔

" تم اس وقت یہاں پر ، کیا ہوا ؟ "

وہ حیران ہوا

اس نے اندر آکر دروازہ بند کردیا۔۔جسے دیکھ کر وہ ذو معنی انداز میں کہتا ہوا مسکراتا۔۔

" ارادے کیا ہیں محترمہ ؟ "

" تمہارے کیا ارادے ہیں ؟ کیا چاہتے ہو ؟ ویسے میں تم سے پوچھنا چاہتی ہوں کیا کبھی زندگی میں سچ بھی بولا ہے تم نے یا جھوٹ پر مبنی ہے تمہاری زندگی۔۔؟ "

چبھتے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے رقعہ سائرس کے سینے پر دے مارا۔۔جسے دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا۔۔ دادا سرکار کے امرات کی سزا بھی اسی کے کھاتے میں آنی تھی۔۔

جب بھی وہ اسکے دل میں تھوڑی سی جگہ بنانے کرنے کی کوشش کرتا کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ رونما ہوجاتا جس سے عینا کے دل میں بدگمانی کی جڑیں مضبوط ہوجاتیں۔۔

" بولو۔۔؟ جواب دو ؟ یا سارے بہانے اور جھوٹ ختم ہوگئے تمہارے! "

" میں مانتا ہوں ، لیکن اسکے پیچھے میرے جذبات بلکل بھی یہ نہیں تھے کہ تمہیں ٹھیس پہنچے! میں مجبور تھا ، بلکے یوں کہو کہ لاعلم تھا اگر مجھے پورا سچ پتا ہوتا تو یقینا میں یہ نہ کرتا ، یقین کرو میرا "

" یقین کرو؟ ابھی بھی تم کہہ رہے ہو یقین کرو ؟ کس قسم کے انسان ہو تم ، تم نے کمپنی کی مارکیٹ ویلیو خراب کردی۔۔جب اسکا دیوالیہ ہوگیا تو تم نے بڑے وثوق سے آکر کمپنی خرید لی ، مجھے سچ سچ بتائو کب سے چل رہا ہے یہ سب ؟ کب سے پلیننگ کر رہے ہو تم مجھے برباد کرنے کی ؟ "

اسکا بس نہیں چل رہا تھا سامنے کھڑے شخص کو گولی مار دیتی۔۔

اس کے سوالوں نے سائرس کو بھی چونکا دیا تھا۔۔جب وہ پہلی بار میکسیکو گیا تھا اسے خود بھی علم نہیں تھا کہ وہ اپنی پھپھی زاد سے ملنے والا ہے۔۔وہ صرف شاہان احمد کے نام سے متعارف ہوا جو کمپنی کا مالک تھا۔۔عینا کی جگہ یہ سوال اُسے دادا سرکار سے پوچھنا چاہیئے تھا۔۔

جو اس پری-پلین منصوبے کے ماسٹر مائنڈ تھے۔۔وہ دونوں تو صرف مہرے تھے۔۔

سائرس سلطان کو اپنی حرکت فرمانبرداری سے زیادہ بے وقوفی لگی تھی۔۔

" میں تم سے پوچھ رہی ہوں ؟ بولتے کیوں نہیں ؟میری بربادی کے منصوبے تم نے بہت پہلے سے بنا ہوئے تھے نا؟ "

جواب نہ پاکر غصے سے پاگل ہونے لگی۔۔

" میں شرمندہ ہوں۔۔اگر تم مجھے معاف کر سکو تو "

وہ اس لڑکی سے شرمندگی سے آنکھیں نہیں ملا پارہا تھا

" کیوں ؟ ایک دم سے تم میری زندگی میں آئے اور طوفان کی طرح سب کچھ بہا کر لے گئے۔۔میں خود کو کوستی رہی کہ شاید میں ہی بد قسمت میری ہی خطا ہوگی ، لیکن تم زمہ دار ہو ، تمہیں پتا ہے میں نے کتنی محنت کی تھی اس کمپنی پر بابا کے جانے کے بعد اور تم نے ایک پل میں سب ختم کردیا "

اس پر کپکپی طاری ہونے لگی۔۔لب کا کونہ دباتے ہوئے سسکیاں دبانے کی کوشش کی۔۔

" میں دادا سرکار سے کہہ کر تمہیں کمپنی واپس دلوا دوں گا "

اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔۔

" ہونہہ۔۔مجھے تم لوگوں کی بھیک نہیں چاہیئے بلکے میں اسے اپنی قابلیت کا صدقہ سمجھوں گی۔۔عینا اکیلے اس جیسی دس کمپنیاں اور کھڑی کر سکتی ہے "

لفظ بہ لفظ باور کروایا۔۔خود اعتمادی اور کروفر سے سر بلند کرکے کہا

" اور ہاں ایک اور بات (جاتے جاتے رکی) تم شادی کرنا چاہتے تھے نا مجھ سے!۔۔میں تمہارے پرپوزل کو ٹھکراتی ہوں تم اس قابل ہی نہیں ہو ، اس وقت اگر کسی کے مجھے سب سے زیادہ نفرت ہے نا ، تو وہ تم ہو سائرس "

سینے پر انگلی پوائنٹ کرتی ہوئی چبا چبا کر کہتی واک آئوٹ کر گئی۔۔۔

" عینا ! "

اس نے کہنا چاہا لیکن وہ نظرانداز کرکے جا چکی تھی سائرس نے ضبط سے اپنی جلتی ہوئی آنکھیں زور سے میچ کر کھولیں۔۔وہ دادا سرکار کو کٹہرے میں ضرور لائے گا۔۔رقعہ کو مٹھی میں دبوچتے ہوئے اس نے مصمم ارادہ کرلیا تھا

وہ گہری نیند میں تھی..جب کسی احساس کے تحت اس کی آنکھ کھل گئی۔۔

" حسین ! "

اسکا چہرہ حیرانی اور خوشی اور ملے جلے تاثرات سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

" شکر ہے خدا کا ، تمہیں ہوش آگیا۔۔میں۔۔میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتی ہوں ! "

حواس باختہ سی ہوکر ڈاکٹر کو بلا لائی۔۔ڈاکٹر اس کا چیک اپ کرنے لگا۔۔

" یااللہ تیرا شکر ہے "

پھپھو آبدیدہ ہوگئیں۔۔

" مجھے حسین کے پاس لے چلو"

وہ ملنے کو بے تاب ہونے لگیں

" خدا کا شکر ہے اب تو ٹھیک ہے ، تمہاری ڈرپ ختم ہوجائے پھر مل لینا "

ماموں نے فورا ٹوکتے ہوئے کہا مگر وہ بضد ہوکر مدد طلب نگاہوں سے آبش سے دیکھنے لگی۔۔

"تم ہی لے چلو مجھے میرے حسین کے پاس مجھے ملنا ہے اپنے بیٹے سے "

" ماموں ٹھیک کہہ رہے پھپھو۔۔ڈاکٹر بہت ناراض ہوں گے اگر آپ ڈرپ ادھوری چھوڑ کر جائیں گی تو۔۔فکر نہ کریں حسین بلکل ٹھیک ہے۔۔میں ہوں اسکے پاس "

اس نے دلاسے دیتے ہوئے انکا ہاتھ دبایا۔۔

نرس روٹین کے مطابق دوائی دے کر چلی گئی تو آبش اسکے پاس آگئی۔۔

حسین کشمکش میں مبتلا اپنے ساتھ ہوئے حادثے کو یاد کرنے کی کوشش کررہا تھا۔۔مگر زہن پر بار بار غنودگی طاری ہورہی تھی۔۔اس نے دھندلائی آنکھوں سے آبش کا آنسوئوں سے دھلا چہرہ دیکھا۔۔

" تمہیں کیا ہوا۔۔ٹھیک تو ہو تم ؟ "

دل گہری کھائی میں ڈوبتا محسوس ہوا ، نقاہت کے بحث وہ ہولے سے پوچھنے لگا۔۔

" یہ سوال تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیئے ؟ بدتمیززززز۔۔کیسے لگی تمہیں اتنی چوٹیں ؟ تم نے تو ہماری جان ہی نکال دی تھی "

ناراضگی سے بھرپور لہجے میں شکوہ کرتے ہوئے اسکی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔

" مجھے تو۔۔۔کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک تھا "

اسکی آنکھیں حیرانگی سے مزید چھوٹی ہو گئیں۔۔

" تمہیں پتا ہے ، تم نے ہمیں کتنا رُلایا ہے پورے چوبیس گھنٹے سانس سینے میں اٹکی ہوئی تھی۔۔ایسا لگ رہا تھا کہ بس ابھی جان نکل جائے گی "

وہ ہولے سے کہتی سسکی۔۔

سر ، ہاتھ ،پیروں سمیت وہ سفید پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا..استفہامیہ نظروں اپنے وجود کو دیکھا شاید سکون آوار دوائوں کا اثر تھا اسے درد محسوس نہیں ہورہا تھا۔۔

" اب کیسا محسوس کر رہے ہو ؟ پتا ہے تمہارے ہوش میں آنے کے لئے کتنی دعائیں کی میں نے۔۔ پلیز اب آنکھیں بند نہ کرنا مجھے ڈر لگتا ہے "

اس نے عاجزانہ گزارش کی تھی۔۔

حسین اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔اسکے لئے فکرمند ہونا اچھا لگ رہا تھا۔۔

" نہیں کروگے نا ؟ "

کسی ننھے بچے کی طرح عدم اعتمادی سے پوچھنے لگی۔۔نقاہٹ زدہ مسکراہٹ اسکے لبوں پر رینگی۔۔سر اثبات میں ہلاتے ہوئے پوچھنے لگا

" مام کہاں ہیں ؟ "

" وہ بلکل ٹھیک ہیں ، تمہیں لیکر بہت پریشان تھیں آرام کر رہی ہیں اٹھیں گی تو میں تمہارے بارے بتادوں گی "

آبش کے ہچکچاتے ہوئے جھوٹ بولا۔۔وہ نہیں چاہتی تھی انکی طبیعت خرابی کا سن کر حسین کی کنڈیشن اور بگڑ جائے۔۔

" ہمم "

اس نے سر ہلاتے ہوئے بوجھل ہوتی پلکیں موند لیں۔۔وہ بھی اب پرسکون ہوکر صوفے پر نیم دراز ہوگئی

جادو ایک ایسا شیطانی عمل ہے جس کی سزا اللہ تعالٰی کے ہاں بہت شدید ترین ہے اور احکام الٰہی کے مطابق جادو کرنے اور کروانے والا دونوں جہنمی ہیں۔

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید (سورہ البقرہ کی آیت نمبر: 102) میں ارشاد فرمایا کہ؛

"اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے، جو شیاطین، سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا کرتے تھے، حالانکہ سلیمان علیہ السلام نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادو گری کی تعلیم دیتے تھے وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی، حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے، تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ

" دیکھ، ہم محض ایک آزمائش ہیں، تو کفر میں مبتلا نہ ہو "پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے، جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں ظاہر تھا کہ اللہ تعالٰی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی نقصان نہ پہنچا سکتے تھے، مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے نفع بخش نہیں، بلکہ نقصان دہ تھی اور انہیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، کاش انہیں معلوم ہوتا!"

پس ہمیں معلوم ہو گیا کہ جادو کرنے اور کروانے والا دونوں کافروں میں سے ہیں اور میاں، بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑا کروانے والا بھی اللہ تعالٰی کے عذاب سے بچ نہیں پائے گا..

جادو بہت بڑا گناہ کبیرہ ہے اور یہ شرک اکبر میں شمار ہوتا ہے۔شرک اکبر اللہ تعالٰی اس وقت معاف نہیں فرماتے جب تک بندہ سچے دل سے توبہ نہ کر لے اور آئندہ ایسے گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لے۔۔۔

(میری دعا ہے کہ اللہ تعالٰی ہم سب کو اور تمام مسلمانوں کو جادو ٹونے سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین)

" بی بی جی اک خوشی کی خبر ہے ، مٹھائی بٹوادیں حویلی میں ، آپ کا کام ہوگیا "

سکینہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے بتایا۔۔

" کیا کہہ رہی ہے ؟ کونسا کام ؟

وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔۔

" آپ نے حاملہ عورت ڈھونڈنے کا کہا تھا سمجھو مل گئی بی بی ، تھوڑے نخرے کرنے کے بعد وہ آپ سے ملنے کے لئے تیار ہوہی گئی آخرکار "

" کم بخت ماری آہستہ بول ، واویلا کیوں مچارہی ہے کوئی سن لے گا "

وہ ڈپٹ کر بولی۔۔

" یہ بتا کہا کیا تو نے اس کو ؟ "

"میں نے اسے ایسے سنہرے خواب دکھائے کہ وہ مانتی ہی بنی ، اور مانتی بھی کیوں نہ بی بی جی خود تو بیوہ ہے۔۔باپ معزور ہے اور ماں پاگل۔۔خود بیچاری چھوٹی موٹی نوکری کرتی ہے "

نیناں کے تاثرات لئے دیئے سے تھے۔۔وہ سیعر کے بدلتے رویے سے پریشان تھی۔۔اس لئے متوجہ نہیں ہو سکی

"اگر اس عورت نے صاف انکار کردیا یہاں آکر ؟؟ "

" انکار کیوں کرے گی ، وہ خود کیا کرے گی بھی کیا اس بچے کا۔۔خود اپنا اور معزور باپ کا پیٹ پال نہیں سکتی بچے کو کہاں سے پالے گی "

" ٹھیک ہے ، جب میں کہوں تب اسے لے آنا "

" جی بی بی "

ملازمہ سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی۔۔

اسکرین پر وردان کے پیغامات کی بھرمار دیکھ کر وہ زرا حیران ہوتی ہوئی اسے کال کرنے لگی۔۔

" کیسے ہو میری جان ؟ بڑے دنوں بعد خالہ کی یاد آئی تمہیں؟ "

اس نے واجبی سا شکوہ کیا

" ہاں ، میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔تمہاری مصروفیات کیسی چل رہی ہیں "

" ہاں تمہارے لئے وقت ہی وقت ہے وردان۔۔بولو کیا بات ہے؟"

اس نے بھنویں سکیڑیں۔۔

" اوہ ، مطلب کوئی خاص بات ہے۔۔ٹھیک ہے مگر کہیں باہر ملتے ہیں بھائی ناراض ہوں گے مجھے دیکھ کر تم تو جانتے ہونا ! "

مصنوعی اور کھوکھلے انداز میں کہنے لگی

" ٹھیک ہے اللہ حافظ "

" ایسی کونسی خاص بات ہے؟ "

فون کان سے ہٹاتے ہوئے حیرانگی سے سوچنے لگی۔۔

" سکینہ ؟ ڈرائیور سے کہو گاڑی نکالے مجھے شہر جانا ہے "

ملازمہ کو حکم دے کر وہ کبڈ میں سے کپڑوں کا جوڑا نکالنے لگی۔۔

گہری سیاہ رات کی خاموشی میں حویلی کے باغیچے میں تن تنہا بیٹھی عینا اپنی نارسائی کا غم منا رہی تھی ۔۔

آنکھیں نیند سے بوجھل ہوچکی تھی ، اپنے ساتھ ہوئے دھوکے کا عذاب سہتے سہتے تھک چکی تھی۔۔۔ اس نے گھٹنوں پر سر ٹکا کر سرخی مائل نگاہوں سے چاند کو گھورنا شروع کیا۔۔۔سیکھانے کے لئے لوگ بہت تلخ استاد تھے۔۔ہر لمحہ امتحان، کبھی اپنی ذات پر ، کبھی اپنی چیزوں ، کبھی خواہشات پر لیکن انسان سیکھ جاتا ہے۔۔دھیرے دھیرے عادی بھی ہوجاتا ہے۔۔لوگوں کے تلخ رویوں سے بھلی سیکھ کیا ہو سکتی تھی۔۔سعیر یہاں سے گزر رہا تھا۔۔۔مگر اسے رات کے اس پہر باغیچے میں دیکھ کر تشویش ہونے لگی۔۔

" تم یہاں کیا کر رہی ہو اس وقت ؟ "

" اپنے غم غلط کر رہی ہوں "

سر اٹھائے بغیر بولی۔۔

" یہ کام تم اپنے کمرے میں بھی کر سکتی ہو "

برجستہ جواب آیا

" کمرے میں دکھ کم ہو گا؟ "

اس نے عجیب سا سوال کیا۔۔

" تو یہاں کونسا تمہارا دکھ بانٹنے کے لئے بیسیوں ہمدرد بیٹھے ہیں ؟ "

اس نے میٹھا سا تنز کیا۔۔

" میرا اللہ تو ہے نا "

سعیر نے ایک سرد آہ ہوائوں کے سپرد کی۔۔۔جیسے کہنا چاہ رہا ہو 'سارے پاگل اسی حویلی میں جنے تھے '

" اچھا ، چلو اٹھو ، کمرے میں جائو یہاں بیٹھو گی تو بیمار پڑ جائو گی "

عادت کے برعکس نرم لہجے میں بولا تھا۔۔اسے عینا سے ہمدردی ہونے لگی تھی

" تم لوگوں کو کیا پرواہ تمہاری بلا سے جیئوں یا مروں ! "

وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔۔

" دیکھو لڑکی! تمہاری پرواہ ہے اسی لئے کہہ رہا ہوں ، چلو اٹھو اپنے کمرے میں جائو "

اس نے رسان سے سمجھانا چاہا۔۔

"مجھے نہیں جانا "

عینا کا جواب اٹل تھا۔۔

" کس پر گئی ہو تم؟ پھپھو تو اتنی ضدی کبھی نہیں تھی؟ " اسکے لہجے میں غصے سے زیادہ تشویش کا عنصر تھا۔۔

" ظاہر سی بات ہے۔۔اپنے بابا گئی ہوں تمہاری پھپھو سے میرا کیا تعلق ! "

بیگانگی سے کندھے اچکا کر کہا۔۔

"تعلق ہے بی بی۔۔بہت واضع تعلق ہے ، وہ تمہیں جنم دینے والی تمہاری ماں ہیں۔۔تمہارے لئے ہر حال میں انکی عزت و احترام لازم و ملزم ہے حالات چاہے جو بھی ہوں "

بے لچک انداز میں زور دے کر بولا۔۔

" اگر تم میری جگہ ہوتے تو پھر بھی تم اتنے بڑے بڑے دعوے کرتے ؟ "

عینا کو شبہ ہوا۔۔

"اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو ساری عمر ان کے احسانوں کی مالا جپتا "

" انہوں نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کئے "

وہ ایکدم بھڑک گئی۔۔

" آنہاں۔۔تم کس گماں میں جی رہی ہو عینا بی بی۔۔پھپھو تم پر ان گنت احسانات ہیں۔۔تمہاری گنتی کم پڑ جائے گی۔۔سوچو اگر وہ اتنی ہی بری ہوتی جتنا تم انہیں سمجھتی ہو تو تمہارا باپ ہر وقت ان کے

محبت کے گُن گاتا رہتا تمہارے سامنے ؟ اپنی آنکھوں سے یہ غلط فہمی کی عینک ہٹاؤ بی بی۔۔ساری حقیقت واضع ہوجائے گی۔۔آئندہ میں اپنی پھپھو کے خلاف تمہارے منہ ایک لفظ الٹا نہ سنوں " کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔۔حویلی کے اندر کہیں غائب ہوگیا۔۔عینا جہاں تھی وہیں رہ گئی۔۔

" آج تو محترم کی چبھ ہی نرالی ہے ، کیا کوئی خاص بات ہے ! "

اس کا بات بے بات مسکرانا ہضم نہیں ہورہا تھا۔۔

" آنا ، میں آپ سے ایک بہت اہم بات شیئر کرنا چاہتا ہوں "

اس نے گلا کھنگار کر کہتے ہوئے تمہید باندھی

"ہاں میں سن رہی ہوں ! "

" مجھے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی ہے اور میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں ، آپ میرا ساتھ دیں گی نا؟ "

ٹیبل پر پڑا اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔سن کر وہ خوشی سے کھل اٹھی۔۔

" کیا واقعی ؟ کون ہے وہ لڑکی؟ "

" پہلے آپ وعدہ کریں آپ میرا ساتھ دیں گی "

" آف کورس میری جان ، تمہاری خوشی سے بڑھ کر میرے لئے کچھ بھی نہیں ہے "

اس نے محبت سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا۔۔

" وہ لڑکی نیلوفر ہے ، میں نیلوفر سے شادی کرنا چاہتا ہوں "

نیناں پر کسی نے کھولتا پانی ڈال دیا تھا۔۔وہ سر تا پا جھلسنے لگی.. اس نے بے یقینی سے مسکراتے ہوئے وردان کو دیکھا۔اس کے ارمانوں پر اوس پڑگئی۔۔بولی تو لہجہ برف کے مانند سرد تھا۔۔

" کہہ دو کہ تم مزاق کررہے ہو وردان؟ "

" یہ کوئی مزاق کرنے والی بات ہے آنا۔۔میں نے پہلے کبھی آپ سے ایسا مزاق کیا ہے "

وہ ناراض ہونے لگا۔۔

" تم بھول گئے حویلی والوں نے تمہاری ماں اور نانا کے ساتھ کیا کیا تھا "

اسکا دل کیا سامنے بیٹھے لڑکے کو قتل کر ڈالے۔۔

" وہ سب پرانی باتیں ہیں آنا "

" ہاتھ چھوڑو میرا "

اس نے اشتعال میں آکر اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا

" آنا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا آپ وعدہ خلافی نہیں کرسکتی میرے ساتھ "

وہ بے یقینی اور صدمہ سے دہائی دینے لگا

" وعدہ تو تم نے بھی مجھ سے کیا تھا وردان ، لیکن خیر تم بھول چکے ہوں اور مجھے تمہیں یاد دلانا بھی نہیں "

وہ چبا چبا کر کہتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔

" آناااا ، آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا یار ، آناااا "

وہ جلالی انداز میں چیخ رہا تھا۔۔اسے پکار رہا تھا

لیکن نیناں سنی ان سنی کرکے گاڑی میں بیٹھ گئی

آسمان میں سب سے پہلا جو گناہ سرزد ہوا وہ حسد تھا، جو ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے محسوس کیا تھا۔جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سمیت ابلیس کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے کہا۔

{قَالَ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ ؕ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ} (ص:۷۶)

"کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے تخلیق کیا ہے۔"

...اس نے سوچا کہ جو مقام حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کیا گیا ہے وہ اصل میں تو میرا حق تھا۔ میں اعلیٰ عنصر یعنی آگ سے تخلیق کیا گیا ہوں اور آدمؑ کو ادنیٰ عنصر یعنی مٹی سے بنایا گیا ہے تو تخلیقی اعتبار سے اور عبادت و ریاضت کے لحاظ سے میں اس مرتبہ کا حقدار تھا جس پر آدمؑ کو فائز کیا گیا ہے۔مجھ سے کمتر مخلوق کو مجھ پر برتری دی گئی ہے۔اس نے تکبر بھی کیا اور احساس کمتری میں بھی مبتلا ہوا۔لہٰذا حسد میں مبتلا ہوکر اس نے خالق بشر کو چیلنج کردیا کہ میں تیری اس مخلوق کو راہ راست سے بھٹکا کر رہوں گا جس صفت کی بنیاد پر آدمؑ کو مجھ پربرتری دی گئی ہے اس کی اُسی صفت کو میں تیری نافرمانی میں استعمال کرواؤں گا۔

حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں اللہ نے ابلیس لعین کو جنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔چنانچہ دنیا کے سب سے پہلے حاسد نے آدمؑ و بنی آدم کو اُسی جنت سے نکالنے کا ہدف طے کیا تھا اور آج تک وہ یکسوئی کے ساتھ اپنے ہدف کو حاصل کرنے میں مصروف عمل ہے۔

آج جو بھی مبتلائے حسد ہے وہ اوّلین حاسد ابلیس کے نقش قدم پر چل رہا ہے اور ابلیس کی طرح وہ بھی اللہ سے شکوہ کناں ہوتا ہے کہ نوازے جانے کا حق دار تو میں تھا تونے دوسرے کو یہ فضیلت کیوں عطا کی؟

فضیلت اور برتری کے خواہش مند ابلیس کے حسد نے اُسے کس انجام بد سے دوچار کیا تھا؟

یقینا اس برے انجام سے انسان کو ڈرنا چاہیے۔۔

حسد جیسی بیماری ہر نفس سے چمٹنے کو تیار ہے ، جس سے انسان بغض ، نفرت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔۔

انسانیت اور حیوانیت کا فرق بھی بھلا دیتا ہے حتی کہ محسود کو نقصان پہنچانے یا قتل تک کرنے سے باز نہیں آتا۔۔

حاسد اللہ تعالی کے عادل ہونے سے انکار کر بیٹھتا ہے ، کیونکہ تمام عطائیں اللہ کی طرف ہے چاہے کسی کو کم عطا کرے ، کسی کو زیادہ ، کسی کو کچھ تو کسی کو کچھ ، کسی سے عطا کرنے کے بعد واپس لے لے

جو اسے پاس ہے وہ بھی مالک کی رضا سے ہے ، جو دوسرے کے پاس ہے وہ بھی ، سب اس اللہ ہی کی مرضی سے ہی ہوتا ہے۔۔

نبی پاکؐ کا فرمان ہے "حسد اور ایمان ایک دل میں نہیں رہ سکتے,, اس مرض کا مریض خود بھی اندر سے جل کر کھوکھلا ہوتا ہے۔۔تو کبھی دوسرے کا نقصان بھی کرتا ہے۔۔ کبھی حسد دشمنی تک کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔۔اور کئی گھر اجڑ جاتے ہیں۔۔

" بی جی ہوا کیا ہے آپ کو۔۔؟ کچھ بتائیں تو سہی "

سکینہ کی گھبراہٹ سے بھرپور آواز کمرے میں گونج رہی تھی، جگہ بدلتی اسکی پھینکی چیزوں اپنا بچاؤ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

" دفع ہوجا یہاں سے ورنہ میں تیرا گلہ دبادوں گی کمینی! "

وہ ہانپی ہوئی آواز میں بولی ، غصے سے چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔۔وہ لڑکا اس کا سکون غارت کرچکا تھا۔۔

" میں جان لے لوں گی نیلوفر کی ، چھوڑوں گی نہیں اس کو میں "

اس کا کھیل اسی پر الٹا پڑ رہا تھا یہ کیسے برداشت کرسکتی تھی۔۔

" بی بی جی ؟ پانی پی لیں ! "

سکینہ اسکی بڑبڑاہٹ سے یکسر بے خبر ڈرتے ڈرتے پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھانے لگی

" تُو ابھی تک گئی نہیں یہاں سے "

اس نے پھنکارتے ہوئے کہا۔۔سکینہ مارے ڈر کے سر پٹ دوڑتی ہوئی کمرے سے نکلی۔۔

" اس کمبخت کو بھی محبت کرنے کے لئے نیلوفر ہی ملی تھی "

وہ خود ساختہ بڑبڑاتے ہوئے گہری گہری سانسیں لینے لگی۔۔

" میری بچھائی بساط پلٹ نہیں سکتے تم ، میں اس حویلی میں کسی کو خوشیوں کا منہ نہیں دیکھنے دوں گی ۔۔جیسے ان لوگوں نے میرا سب کچھ چھین لیا ، میں بذات خود انکی تباہی کی وجہ بنوں گی ، اس لئے تمہیں بھی نیلوفر کو بھولنا پڑے گا وردان ، نیلوفر کو بھی اس سب تکلیفوں سے گزرنا پڑے گا جن سے ہم گزرے ہیں "

وہ سر سے لیکر پیر تک نفرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔کپکپاتی آواز میں مدھم سرگوشیاں کرتی خیالوں میں وردان حیدر سے مخاطب تھی

" ایک کام کرو تم پچھلے سال کے ساری بل اور رسیدیں یہاں لے آئو فورا ، میں خود چیک کروں گا ۔۔!!"

تھکے ہوئے انداز میں چیئر پر بیٹھ گیا۔۔اسکے آفس سے کبھی فائل کا رقعہ بھی غائب نہیں ہوا تھا۔۔کجا کہ پوری فائل ، ٹینشن سے پیشانی مسلنے لگا۔۔

زلفیں نے اسکے سامنے دستاویزات کا انبار لگادیا تھا۔۔جس پر وہ سطر در سطر نظریں دوڑاتا جارہا تھا۔۔

" تم بھی عقل سے پیدل لگتے ہو مجھے ، ضروری فائلیں غائب ہیں لیکن یہ کچرا تم نے سنبھال کر رکھا ہے .. ان غیر ضروری بلوں کا کیا کریں گے ہم ؟ کام کی ایک چیز بھی تم سے سنبھالی نہیں جاتی "

زلفی نے دبہ دبہ غراتے ہوئے مینجر کی کلاس لی۔۔جو سعیر کے کانوں تک بخوبی پہنچی تھی۔۔

" کس قسم کے بل ہیں یہ؟ "

اس نے تھکن زدہ پلکیں اٹھا کر باری باری دونوں کو دیکھا

" سر آپ کے بینک بیلنس کی کلیبیاں ہیں مجھے لگا ضروری ہو گی "

مینجر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔

" یہاں دن میں ہزاروں چیک سائن کرتا ہوں میں اب تم کس کس کی کاپی سنبھالوگے بیوقوف "

اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔۔۔

" سوری سر "

" ادھر دکھائو مجھے "

اس نے ڈپٹتے ہوئے اس کے ہاتھ سے چیک چھینا۔۔اس سے پہلے وہ پھاڑ کر پھینک دیتا.. چونک کر سیدھا ہوا

" دس کروڑ ؟ "

شاکی نظروں سے میجنر کو دیکھا۔۔

ج۔۔جی سر ، یہ دو سال پرانا چیک ہے ، یہ رقم بھی آپ ہی کے اکائونٹ سے ٹرانسفر کرائی گئی تھی سبرینہ محب کے نام پر "

میجنر اسکے تاثرات سے خوفزدہ ہوکر فٹافٹ بولا۔۔

" سرینہ محب؟ "

بے یقینی سے بڑبڑایا۔۔

" کس نے اتنی بڑی رقم ٹرانسفر کی اس لڑکی کے اکائونٹ میں ؟ "

اسے اپنی آواز اجنبی معلوم ہوئی۔۔

" سر آپ کے اکائونٹ سے کی گئی تھی آپ کے سگنیچر بھی ہیں یہاں پر ! "

" میں نے ؟ کب؟ "

وہ ہونکوں کی طرح اسکا منہ دیکھنے لگا

" جی جی سر آپ کی والدہ کے علم میں بھی ہے یہ بات ، آپ چاہیں تو ان سے پوچھ لیں "

مینجر نے اسکے سر پر دھماکا کیا ، اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا

" زلفی ؟ اس اکائونٹ کی ڈیٹیل چاہیئے مجھے جلد از جلد "

" مگر سرکار فائل ؟ "

واجبی سا اسرار ہوا۔۔

"بھاڑ میں گئی فائل سرینہ محب کا ایڈریس چاہیئے مجھے کسی بھی حال میں سنا تم نے ؟ "

وہ دیکھتے ہی دیکھتے آگ بگولہ ہوگیا۔۔زلفی نے گھبرا کر فورا اسکے ہاتھ سے بل لیا۔۔

اس نے کرسی پر جھولتے ہوئے سگریٹ سلگائی لی۔۔بے چینی حد سے سوا تھی۔۔پریشانیاں تو جیسے اسکی تاک میں رہتی تھی۔۔

" کون ہے یہ لڑکی ؟ "

زیر لب بڑبڑاتے سگریٹ کا دھواں ہوا کے سپرد کرتے ہوئے ماتھے پر اضطرابی شکنیں تھی۔۔

وہ دبے قدموں چوکیدار کی نظروں سے بچ بچا کر حویلی کے اندرونی حصے میں آ تو گیا تھا لیکن بد قسمتی اتنی بڑی حویلی میں اسے اسٹڈی روم کا پتا نہیں تھا۔۔اسی شش و پنج میں مبتلا تھا ..اگر زلفی اسے دیکھ لیتا تو قیامت برپا کردیتا ..راہداری کی لمبی قطار میں بنے کمروں میں جھانکتے ہوئے وہ ٹھٹھک کر ایک کمرے کی چوکھٹ پر رک گیا۔۔یہ نیلوفر کا کمرہ تھا..

اندر وہ دوپٹے سے بے نیاز کتابوں کے پھیلاوے پر جھکی ہوئی تھی۔۔لمبی گھنی ریشمی زلفیں کمر پر بکھری ہوئی تھی۔۔یہ منظر اپنے آپ میں بے حد دلکش تھا۔۔جس نے یسر کو مبہوت کردیا تھا۔۔وہ سنگ مر مر سے تراشا ہوا مجسمہ لگ رہی تھی۔۔جس کی خوبصورتی بے مثال تھی۔۔

سایہ فگن پلکیں اٹھا کر اسے دیکھ چکی تھی۔۔اس نے سرعت سے دوپٹے کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔۔

" یسر ؟؟ تم یہاں؟ "

یسر نے اپنی نظریں فورا ہٹالیں۔۔اس معیوب حرکت پر شرمندہ بھی ہوا تھا۔۔

" کیا ہوا سب خیریت ؟ کچھ چاہیئے تھا ؟ "

" آ۔۔ہاں۔۔میں۔۔معافی چاہتا ہوں بی بی۔۔میں کچھ ڈھونڈنے آیا تھا "

اس منظر کے فسوں کی شدید زد میں آکر اپنی بات بھول بیٹھا تھا۔۔نیلوفر نے الجھ کر پوچھا

"کیا ؟ "

" میرا مطلب ہے میں اسٹڈی سے فائل لینے آیا تھا۔۔دادا سرکار دیوان خانے میں ہیں "

وہ بری طرح الجھ گیا۔۔اسکی آواز گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو ؟ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ؟ "

" دادا سرکار نے مجھے فائل لینے بھیجا تھا اسٹڈی روم سے "

وہ کافی حد تک خود کو کمپوز کر چکا تھا

" تو پرابلم کیا ہے لے لو جا کر؟ "

نیلوفر کا سر پیٹنے کو دل چاہا

" اسٹڈی کس طرف ہے "

وہ اپنی بیوقوفی پر جی بھر کر شرمندہ ہو کر پوچھنے لگا۔۔

" دوسری طرف ہے "

اس نے انگلی کے اشارے سے راہداری کی نکڑ سے دائیں جانب اشارہ کیا۔۔

" افففف ! میں بھی ناں ! "

خود کو کوستا ہوا اثبات میں سر ہلا کر وہاں سے چلا گیا۔۔

مطلوبہ فائل ملنے پر وہ کھل کر مسکرایا تھا۔۔اور فاتحانہ انداز میں گردن اکڑائی۔۔اسے اب کوئی خوف باقی نہیں رہا تھا۔۔خود کو آزاد اور پُرسکون محسوس کررہا تھا۔۔ماں کو سنانے کے لئے اسکے پاس ایک خوشخبری جو تھی۔۔۔

وہ بہت غصے کی حالت میں ڈرائیونگ کرکے حویلی پہنچا تھا۔۔سیدھا اماں سرکار کے کمرے کا رخ کیا۔۔

" ثمینہ کی طبعیت کیسی ہے اب۔۔؟ "

وہ فون پر کسی سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

" مجھے آپ سے بات کرنی ہے اماں سرکار "

اسکے انداز میں بے تابی تھی۔۔مگر ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی

" ماشااللہ ماشااللہ۔۔اللہ صحت دے ان کے بیٹے کو بھی "

" اماااااں؟ "

وہ جھنجھلا گیا۔۔

" اچھا ، میں تمہیں فارغ ہوکر فون کرتی ہوں صفیہ۔۔اپنا خیال رکھنا "

اسے گھور کر کہتے ہوئے فون کان سے جدا کیا۔۔

" کیا مسلہ ہے ؟ ایسی کیا قیامت ٹوٹ پڑی کہ صاحبزادے سے برداشت نہیں ہورہا "

" قیامت ہی ہے اماں ، آپ بھی دیکھیں "

اس نے سرد لہجے میں کہتے ہوئے چیک انکی ہتھیلی پر دھرا۔۔

" کیا کروں میں اسکا ؟ "

وہ الجھی۔۔

" آپ یہ بتائیں کہ اتنی بڑی رقم آپ کی موجودگی میں میں نے کس لڑکی کو ٹرانسفر کی تھی "

" مجھے کیا پتا ، حد ہوگئی .. تمہارے معاملات کی تمہیں خبر نہیں مجھے کیسے یاد ہو گا "

وہ بیزار ہوئیں۔۔

" سرینہ کون ہے اماں ؟ "

اسکا سوال سنتے ہی انکی پلکوں میں ہلچل سی ہوئی

"میں پوچھ رہا ہوں کون ہے وہ لڑکی ؟ "

اس بار سخت لہجے میں پوچھنے لگا

" تمہاری پہلی بیوی تھی "

کچھ پس و پیش کے بعد بولیں۔۔اب فرار کی راہیں مسدود ہوچکی تھی بتانے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔۔یہ چند الفاظ سعیر سلطان کی ذات کے پرخچے اڑا چکے تھے۔۔انتہائی غیر یقینی کیفیت میں اس کے لب پھڑپھڑائے۔۔

" نیناں جانتی ہے یہ بات ؟ "

" ظاہر ہے وہ جانتی ہے ، اتنی سیدھی نہیں ہے جتنا تم اسے سمجھتے ہو "

اگر کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اماں کے اس جملے کا مطلب ضرور پوچھتا۔۔مگر اس وقت اسکے اعصاب کام نہیں کررہے تھے

" اور یہ کیا چکر ہے ؟ "

اس نے چیک لہرایا۔۔

" تم نے خود اس چیک کا لالچ دیا تھا اپنی بیوی کو "

وہ نظریں چرا کر کہنے لگی۔۔جیسے ابھی بھی کچھ چھپانے کی تگ و دو کر رہی ہوں

" کیوں ؟ "

"کیونکہ وہ تمہیں چھوڑنے کے لئے راضی نہیں تھی۔۔اسلئے تم پیسوں سے اسکا منہ بند کرنا چاہتے تھے "

اسکے گمان اور تصور سے بالاتر حقائق سامنے آرہے تھے۔۔وہ خود ہی اپنے بارے میں انجان کیسے تھا؟

" مگر میں ایسا کیوں کروں گا ؟ "

اسے اپنی حرکت پر یقین نہیں آرہا تھا...

"کیونکہ تم نیناں سے دوسری شادی کرنا چاہتے تھے ، پہلی شادی تم نے ہم سب سے چھپ کر کی تھی یونیورسٹی کی اس لڑکی سے ، جب تمہاری پڑھائی مکمل ہوگئی تو تم گاؤں واپس آگئے ، یہاں تمہیں نیناں پسند آگئی ، پہلی والی سے تم اکتا گئے تھے اسلئے تم نے نیناں سے شادی کرلی "

اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔

" پھر کیا ہوا اماں ؟ "

اس نے ہولے سے سوال کیا۔۔وہ اسکا زردی مائل چہرہ دیکھنے لگیں۔۔جیسے جواب اسکی صورت پر تحریر ہو۔۔۔

" اس نے وہ پیسے رکھ لئے اور تمہیں چھوڑ دیا "

وہ نظریں چرا کر کہنے لگیں۔۔سعیر کا دل ڈوب کر ابھرا۔۔۔آنکھیں میچ کر کھولنے لگا ، جیسے حقیقت کا تعین کرلینا چاہتا ہو۔۔۔اور مزید سوال کئے بغیر سبک روی سے چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔۔اماں سرکار نے تاسف سے اسکی پشت کو گھورا۔۔کاش وہ سب سچ بتا سکتی۔۔

حسین کی کنڈیشن اب پہلے سے بہتر تھی ..ثمینہ بیگم آرام کی غرض سے گھر چلی گئی تھی۔۔آبش حسین کے پاس ہی تھی اس پر تو جیسے سکون حرام ہی ہوگیا تھا۔۔شہروز احمد کے ساتھ چند گھنٹے کے لئے گھر گئی اور پھر واپس آگئی تھی۔۔

" آپ کون ؟ "

اجنبی کو کمرے کا نکلتے دیکھ کر وہ ٹھٹکی۔۔

" میں حسین کا دوست ہوں ! "

عادل نے اپنا تعارف کروایا۔۔اسے ایکسیڈنٹ کی خبر نہیں ہو سکی تھی جیسے ہی پتا چلا فورا حسین سے ملنے آیا تھا۔۔

" راحم نہیں آیا آپ کے ساتھ ؟ "

اس نے سرسری سا سوال کیا۔۔مگر بے خبری میں مقابل کے ہوش اڑا دیئے تھے۔۔عادل بھونچکا رہ گیا۔۔

" میں سمجھا نہیں ؟ "

اس نے کہتے ہوئے حسین کی طرف دیکھا جسکی حالت مختلف نہیں تھی۔۔

" راحم راحیل کی بات کر رہی ہوں ! مطلب آپ سبھی لوگ دوست ہوئے نا ؟ وہ کافی پریشان تھا حسین کے لئے ، آپریشن کے دوران تھیٹر کے باہر ہی کھڑا رہا۔۔جب حسین کو روم میں شفٹ کر رہے تھے تب وہ واپس گیا "

آبش نے بات مکمل کرکے باری باری ان دونوں کو دیکھا۔۔

" کیا ہوا ؟ آپ لوگ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ "

آبش کو حیرت ہوئی۔۔جبکے صدمہ تو حسین کو پہنچا تھا۔۔اسے راحم راحیل سے یہ امید بلکل نہیں تھی ۔۔

" کچھ نہیں ، اسکی طبیعت زرا خراب ہے اسلئے وہ نہیں آسکا۔۔میں بتادوں گا حسین کے متعلق اسے " عادل نے بات سنبھالی۔۔

" اچھا۔۔حسین میں چلتا ہوں "

وہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔۔

" اس نے تم سے کچھ کہا تو نہیں ؟ "

دل کو تسلی نہیں ہورہی تھی راحم راحیل کا زکر سن کر اسکا خون کھول رہا تھا

" نہیں تو ، مجھ سے بھلا کیا کہے گا ! "

آبش نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔۔

" خیر چھوڑو تم بتاؤ تم کیسے ہو ؟ "

اس کے قریب چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔

" ویسا ہی جیسا تم مجھے دیکھ رہی ہو "

اس نے مسکراتی آنکھوں سے دیکھا

" ہمممم.. اچھے لگ رہے ہو "

بغور اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا

" کتنا اچھا ؟ "

حسین نے اسے چھیڑا۔۔

" خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔اچھے سے میرا مطلب تھا کہ بہتر لگ رہے ہو "

حسین کے چہرے پر واضع مایوسی چھا گئی۔۔۔آبش ہنس پڑی

" ہاہاہاہا۔۔بہت شوق ہے تمہیں اپنی تعریفیں سننے کا ؟"

ٹھوڑی پر مٹھی جماتی آگے کو ہوئی۔۔

" تو کردو تمہارا کیا جاتا ہے ، خوبصورت لڑکی کے منہ سے سن کر بیمار آدمی کا ایک آدھ کے جی خون بڑھ جائے گا ! "

اس نے بھولی سی صورت بنائی۔۔

" تو خوبصورت لڑکی سے ہی سن لو پھر "

وہ اترائی

" میری نظر میں تو تم ہی سب سے خوبصورت ہو "

براہراست اسکی آنکھوں میں دیکھتا بے باکی سے بولا تھا۔۔آبش کی دھڑکنیں شور برپا کرنے لگیں۔۔ اس کی نظروں کی تپش برداشت نہیں کر سکی۔۔اس سے پہلے وہ اٹھ جاتی حسین نے ارادہ بھانپ کر اسکا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا۔۔

" ایک تو مجھ سے دور بھاگنے لگتی ہو پتا نہیں کیوں "

وہ بغور اسے دیکھتا برہمی سے بولا۔۔

" حسین۔۔۔!"

کچھ منت اور کچھ مزاحمت کرتے ہوئے کلائی چھڑانی چاہی۔۔

" کہہ دو کہ یہ میری غلط فہمی ہے ؟ "

" کونسی غلط فہمی ؟ "

اس نے انجان بنتے ہوئے پوچھا

" یہی کہ تم مجھ سے دور جانا چاہتی ہو "

" تم سے دور کون جانا چاہتا ہے حسین "

وہ چاہنے کے باوجود نہیں کہہ پائی۔۔

" میرا ہاتھ چوڑو ماموں دیکھیں گے تو کیا سوچیں گے۔۔"

اس نے نظروں کا زاویہ بدل کر کہا۔۔لیکن وہ بضد تھا

" چھوڑ دوں گا پہلے میری بات کا جواب دو! "

" میرا جواب تمہیں پسند نہیں آئے گا۔۔بہتر ہو گا تم اپنی ضد چھوڑ دو "

اس نے دانستہ سخت لہجے میں کہتے ہوئے اسے دیکھا۔۔حسین کے انداز میں بے یقینی تھی۔۔نہ صرف اسکا ہاتھ چھوڑا بلکے نظروں کا محور ہی بد لیا۔۔آبش نے تکلیف آنکھیں بند کرلیں۔۔وہ ناراض ہوگیا تھا اب اسے اسکی ناراضگی سہنی تھی۔۔۔دن بدن یہ سب دشواری کن ہوتا جا رہا تھا

اسٹڈی روم میں محسوس کی جانے والی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔اسکی باتیں سن کر دادا سرکار کا سر چکرانے لگا تھا۔۔نیناں کس بلا کا نام تھا دھیرے دھیرے واقف ہورہے تھے۔۔کاش وہ صلح کی صورت میں اس نکاح پر راضی نہ ہوئے ہوتے کم از کم ان کے پوتے کی زندگی تو غلط ہاتھوں میں نہ جاتی۔۔

"آپ تو مجھے اچھے سے جانتے ہیں دادا کیا میں ایسا انسان ہوں جو کسی وجود سے اکتا جائے ، کیا میں ایسا انسان ہو جو طاقت اور پیسوں کے دم پر کسی کو تباہ کردے "

"تم فکر مت کرو ، میں اس معاملے کی تہہ تک جائوں گا"

" یہ سب کیا ہورہا ہے میرے ساتھ؟ میں پاگل ہوں یا لوگ مجھے بنا رہے ہیں "

اس کا دل چاہ رہا تھا چیخ چیخ کر پورا آسمان سر پر اٹھا لے۔۔دادا سرکار سے اسکا اضطراب اور بے چینی دیکھی نہیں جارہی تھی۔۔ان کا فرمانبردار اور ہونہار پوتا ریت کے زروں کی مانند بکھرتا جارہا تھا۔۔وہ کچھ نہیں کر پارہے تھے۔۔

ان کا بس چلتا تو نیناں کو گولی سے اڑا دیتے۔۔کسی مصلحت کے تحت خاموش تھے ورنہ اُس کے کالے کرتوتوں کا پول سب کے سامنے کھول کر رکھ دیتے۔۔

فون پر میسیج بپ بجی۔۔جسے دیکھ کر سعیر باہر نکل گیا۔۔اس پر وہشت و جنونی کیفیت طاری ہونے لگی تھی۔۔یوں معلوم پڑ رہا تھا مر جائے گا یا کسی کو مار دے گا۔۔

دن پر لگا کر اڑ رہے تھے اسے حویلی میں آئے کتنے دن گزر چکے تھے۔۔اب تو اس نے حساب رکھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔۔

ڈیرن سے ساری بات شیئر کرکے اسے کچھ حوصلہ ملا تھا۔۔کل رات سے سوچ سوچ کر دماغ پھٹا جا رہا تھا۔۔کئی وسوسے اور سوچیں اسکے وجود کو آسیب کی طرح جکڑ رہی تھی۔۔وہ کسی فیصلے پر نہیں پہنچ پارہی تھی۔۔دل دماغ کے فیصلہ پر راضی نہیں تھا اور دماغ دل کی نہیں سن رہا تھا۔۔اس بیچ اسکا منصوبہ اٹل تھا اب بس فیصلے پر مہر لگانے کی دیر تھی۔۔

باغیچے میں چہل قدمی کرتے ہوئے اسکی نگاہ گیٹ کے اندر داخل ہوتی لڑکی پر پڑی۔۔

" سلام بی بی جی "

وہ بھی اسے دیکھ چکی تھی۔۔

" وعلیکم السلام ، تم کون ہو پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تمہیں حویلی میں؟ "

عینا بغور سر تا پا جائزہ لینے لگی۔۔عام سے حلیے میں بھی خوبصورت نظر آنے والی وہ لڑکی اسے ملازمہ نہیں لگی۔۔

" مجھے سرکار بیگم نے بلایا ہے بی بی جی "

" کونسی سرکار بیگم ؟ "

وہ تلخ ہنسی ہنسی۔۔

" بڑے سرکار کی بیگم نے "

وہ کنفیوژ سی ہوکر بولی۔۔

" جائو مل لو "

وہ سرسری سا کہہ کر انہی قدموں واپس مڑ گئی۔۔

" تم ؟ تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی ؟ کب سے انتظار کر رہی ہیں بی بی تمہارا ! کسی نے دیکھا تو نہیں تمہیں ؟ "

سکینہ اسے دیکھتے ہی دبوچ کر ایک کونے میں لے گئی اور دبہ دبہ غراتے ہوئے سوالوں کی بھوچھاڑ کر دی۔۔مونا بوکھلا کر رہ گئی۔۔

" جی !! "

" چلو جلدی اس سے پہلے کوئی تمہیں دیکھ لے"

سکینہ ایک نظر اطراف میں دوڑا کر اسے تقریباً کھینچتی ہوئی نیناں کے کمرے میں لے گئی۔۔مونا اسکے ساتھ گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔۔

"تم باہر جائو سکینہ مجھے اس سے اکیلے میں بات کرنی ہے"

" بی بی جی آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے ؟ "

مونا انگلیاں چٹخاتی کنفیوز ہوکر باری باری دونوں عورتوں کی صورتیں دیکھنے لگی۔۔جسے سکینہ نظرانداز کرکے باہر چلی گئی۔۔

"سکینہ نے نہیں بتایا تمہیں؟ "

آواز با رعب تھی۔۔

"جی بتایا تھا "

اسکی مری مری سی آواز نکلی۔۔۔

" کیا بتایا تھا ؟ "

وہ بغور اس کا جائزہ لینے لگی۔۔

" یہی کہ آپ مجھے کام دینے والی ہیں جس سے مجھے منافع ہوگا۔۔میں اپنے بیمار ماں باپ کا علاج کروا سکوں گی "

وہ ڈرتے ڈرتے بولی

" اب دیکھو نا، تمہارا باپ بیمار ہے اور ماں پاگل ، ان کے علاج کے لئے تمہیں بہت سے پیسے چاہیئے ہوں گے ، تم بھی حاملہ ہو۔۔ظاہر ہے تمہیں بھی آگے چل کر اپنے آپریشن کے لئے پیسے چاہیئے ہوں گے۔۔تمہاری دوائوں کا خرچہ اور وغیرہ وغیرہ۔۔ان سب مسلوں کا حل ہے میرے پاس لیکن اسکے بدلے میں مجھے کچھ چاہیئے "

مونا تھوک نگل کر خشک گلا تر کرنے لگی۔۔دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا۔۔اسے بی بی کے ارادے کچھ نیک لگ رہے تھے۔۔۔

"پوچھو گی نہیں مجھے کیا چاہیئے ؟ "

نیناں اٹھ کر اسکے قریب آگئی۔۔اس نے انگلیاں مضبوطی سے آپس میں پیوست کرتے ہوئے پوچھا

" ک۔۔کیا؟ "

" مجھے تمہارا بچہ چاہیئے ، اگر تم مجھے دے دو گی تو میں اس بچے کی قسمت بدل دوں گی اسکی خوش قسمتی ہے کہ یہ حویلی کی چار دیواری پرورش پائے گا ، زندگی کی ہر آسائشیں ہوں گی اسکے پاس ۔۔جبکہ تم اسے کچھ بھی نہیں دے سکتی ! "

اسکی آنکھوں میں چمک اور لہجے نفرت و حقارت تھی۔۔

"آپ کی ساری باتیں سچ ہیں بی بی۔۔لیکن میں اپنی مجبوریوں کے عوض اتنی بڑی قیمت نہیں چکا سکتی ۔۔میں اپنا بچہ آپ کو نہیں دوں گی ، آپ نے ٹھیک کہا میں اسے آسائشیں نہ دے سکوں شاید لیکن میں اسکی ماں ہوں اسے اچھی تربیت اور محبت دوں گی "

نہ چاہتے ہوئے بھی اسکا لہجہ بھیگ گیا۔۔خود اعتمادی سے کہہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"مجھے انکار کرکے تم بہت پچھتاؤ گی۔۔سوچ لو اچھے سے پھر جواب دو۔۔اپنے بارے میں سوچو ابھی کم عمر ہو اس بچے کے ساتھ تمہیں کوئی نہیں اپنائے گا"

" جو بھی ہو بی بی میں اپنا بچہ کسی بھی حال میں آپ کو نہیں دوں گی "

اسکی بات پوری ہونے پہلے ہی نیناں اسکے بال مٹھیوں میں جکڑ چکی تھی۔۔

" تم جانتی نہیں ہو تم کسے انکار کررہی ہو ، تمہارا بچہ تمہارے پیٹ میں مرجائے گا اور تمہیں خبر نہیں ہوگی بس وجہ ڈھونڈتی رہ جائو گی تم "

سن کر مونا کی روح فنا ہونے لگی۔۔اس لمحے اسکی خوبصورت آنکھوں سے بے تحاشا خوف آیا۔۔ تکلیف کا احساس پس و پیش ڈال کر وہ دہل کر اسکی سفاکی پر رو پڑی تھی۔۔

" رحم کریں بی بی مجھ پر۔۔میں غریب ضرور ہوں لیکن اپنی اولاد کا سودا نہیں کر سکتی ہوں خدا کے لئے ایسا نہ کریں "

" تم جانتی نہیں ہو میں کتنی خطرناک عورت ہوں ، چپ چاپ میری بات مان لو ورنہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوجائو گی اور کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا "

اس نے انگشت شہادت اٹھا کر دھمکی دی۔۔اس لمحے وہ اک بلکل مختلف انسان تھی۔۔وحشت اور دیوانگی سے اسکی آنکھیں خوفناک حد تک پھیلیں ہوئی تھی۔۔

مونا کی زبان گنگ ہوگئی وہ گھٹی گھٹی سسکیاں لیتی اسکے قدموں میں بیٹھ گئی۔۔

" رحم کریں مجھ پر بی بی "

اب کی بار نیناں نے انتہائی بے زاری سے پہلو بدلتے ہوئے کہا

" سکینہ او سکینہ ؟؟؟ کہاں مر گئی کمبخت ماری "

" جی بی بی جی "

وہ بھاگتی ہوئی آئی

مجھے لگتا ہے اسے بات سمجھ آگئی ہوگی ، اسے لے کر جائو واپس۔۔اب سے اسکا اور گھر والوں کا خاص خیال رکھنا "

" بی بی جی۔۔"

مونا نے بے بسی سے کہنا چاہا مگر اسکے خطرناک تاثرات دیکھ کر وہ سہمی سہمی سی پلٹ گئی۔۔سکینہ اسے حویلی کے گیٹ تک چھوڑ گئی تھی۔۔۔اس نے سسکتے ہوئے فلک بوس حویلی کو دیکھا۔۔جس کے مکین سینے میں دل کی جگہ پتھر لئے ہوئے تھے۔۔ظلم کی انتہا تھی۔۔اس لڑکی کے سرخ و سپید چہرہ دیکھ کر عینا کو تشویش ہونے لگی تھی۔۔۔۔مگر اس نے سر جھٹک کمرے کا رخ کیا۔۔۔

حسین نے پوری طرح ریکور نہیں کیا تھا مگر اب طبیعت پہلے سے کافی بہتر تھی۔۔اس کے بے حد اسرار پر ڈاکٹر نے اسے ڈسچارج کردیا تھا۔۔کئی دنوں کے حرج کے بعد شہروز صاحب آج معمول کے مطابق عدالت گئے تھے۔۔

پھپھو اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔۔

آبش نے حسین کو لُک آفٹر کرنے کی زمہ داری لے لی تھی۔۔وہ پابندی سے اسکا خیال رکھ رہی تھی ۔۔

ان چند دنوں میں اسکے بے حد قریب آگئی تھی۔۔اسے اور جاننے لگی تھی۔۔اب وہ پہلے سے زیادہ اچھا لگنے لگا تھا۔۔بچپن میں جس کے ماتھے پر بال بکھرے بکھرے سے رہتے تھے۔۔وہ آج بڑا بڑا سا لگنے لگا تھا یا اس کے دیکھنے کا نظریہ بدل گیا تھا۔۔حسین کی اس خوبی سے وہ اندر ہی اندر بہت حسد کرتی تھی۔۔آج جب بچپن کی باتیں یاد آتیں تو اسے بہت ہنسی آتی۔۔حسین ٹھیک کہتا تھا ۔۔وہ صرف دوست نہیں تھے بچپن سے لے کر آج تک جب بھی حسین کو چوٹ لگتی وہ تڑپ جایا کرتی تھی۔۔بنا بات اسکا ہوم ورک کردیا کرتی۔۔رات دیر تک اسکے لئے جاگتی۔۔اسے کھانا گرم

کرکے دے دیتی۔۔محبت تو وہ بھی اس سے کرتی تھی دوست یا کزن کا لبادا اوڑھنے سے محبت پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔اسکی مسلسل گھورتی نگاہوں سے تنگ کر وہ اٹھ بیٹھا۔۔

" کیا مسلہ ہے تمہارا ؟ کب سے ایسے ہی گھور رہی ہو اگر میں نے گھورنا شروع کر دیا تو برداشت نہیں ہوگا تم سے ، بھاگ جائو گی تم ! "

وہ تلملا کر بولا تھا۔۔آبش نے خجل سی ہوکر رخ پھیر لیا

حسین نے اچٹتی نگاہ ڈال کر فون اٹھالیا۔۔وہ اسے نظرانداز کرنا چاہتا تھا۔۔تاکے اُسے بھی اہمیت کا احساس دلا سکے۔۔مگر اسکا بیوقوف دل آبش کی دل آزاری پر راضی نہیں ہورہا تھا۔۔

" حسین ؟ "

" ہمم؟ "

وہ فورا متوجہ ہوا۔۔اپنی اس بیوقوفی پر اسے جی بھر کر غصے آیا۔۔اسے تو ٹھیک سے ناراضگی جتانا بھی نہیں آتا تھا۔۔۔

"تم نے اپنے ایکسیڈنٹ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا !! کیسے ہوا یہ سب ؟ "

حسین اسکی کھوجتی نگاہوں سے نظریں بچانے لگا۔۔

"کچھ خاص نہیں بتانے کے لئے۔۔بس ایک حادثہ تھا ہونا تھا سو ہوگیا "

نارمل انداز میں جواب دیا۔۔

" حسین تم جھوٹ بول رہے میں جانتی ہوں یہ ایکسیڈنٹ نہیں تھا ، میں کیا کوئی بھی دیکھ کر کہہ دے گا کہ تمہیں کسی نے بری طرح سے مارا ہے "

وہ اٹھ کر اسکے نزدیک آگئی۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے تم زیادہ سوچ رہی ہو آبش "

تسلی بھرے انداز میں کہا۔۔مگر ناکام رہا۔۔

" میری قسم کھا کر کہو ؟ "

حسین کے چہرے پر زرا مایوسی سمٹ آئی۔۔نہ جھوٹ بول سکتا تھا نہ ہی سچ۔۔

" تم ماموں کو بتاتے کیوں نہیں ہو حسین۔۔ تمہیں کس بات کا خوف ہے ؟ "

آبش اسکا ہاتھ اپنی گرفت میں لیکر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔۔

" تمہارے چھن جانے کا خوف ہے ، تمہاری عزت آبرو کی پرواہ ہے آبش۔۔اور مجھے کسی کا خوف نہیں "

اس نے دل میں سوچتے ہوئے تکلیف دہ طور پر رخ بدل لیا۔۔

" پلیز کچھ تو بولو ، عجیب سے خیالات دل میں آرہے ہیں۔۔اگر تمہیں کچھ ہوجاتا تو۔۔اور اگر ان لوگوں نے دوبارہ تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو کیا ہوگا حسین ، قسمت ہر بار تو انسان کا ساتھ نہیں دیتی ناں "

اسکی آواز میں نمی گھلنے لگی۔۔یہاں آکر وہ کمزور پڑ جاتا تھا۔۔

" ایک طرف تم مجھ سے دور بھاگ جانا چاہتی ہو۔۔۔؟ دوسری طرف میرے دور جانے سے تمہیں ڈر لگتا ہے ؟ میں کس بات پر یقین کروں اور کسے جھوٹ سمجھوں ؟ "

اب اس نے آبش کی ہتھیلی مضبوطی سے تھام لی۔۔جو اس نے محسوس کرکے ہاتھ چھڑانا چاہا۔۔مگر اب ناممکن تھا

" دونوں مان لو یا دونوں رد کردو یہ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے " آبش نے خفگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی جسارت کی۔۔

" تمہارے آنسو جھوٹ نہیں ہو سکتے آبش "

وہ والہانہ نظروں سے چہرے کے نقش ازبر کرنے لگا۔۔ہاتھ بڑھا کر آنسو پونچھنے چاہے تو آبش نے بوکھلا کر رخ موڑ لیا۔۔۔

" چھوڑو مجھے "

" کیوں چھوڑوں۔۔جب میں پکڑوں تو تم بوکھلا جاتی ہو "

وہ بھی حسین تھا۔۔ہٹ دھرمی سے بولا۔۔

" غلطی ہوگئی مجھ سے "

اب کی بار آبش برہمی سے بولی۔۔

"غلطی ہوئی ہے تو سزا بھی ملے گی "

وہ ذو معنی انداز میں بولا۔۔سن کر آبش کے حواس گم ہونے لگے۔۔

" میں تمہارے منہ سے دوبارہ سننا چاہتا ہوں ؟ وہ سب جو تم نے بے ہوشی کے دوران میرے سراہنے بیٹھ کر کہا تھا ، تب میں ہوش میں نہیں تھا "

اسکی بوجھل آواز آبش کے چھکے چڑا دیئے۔۔

"بتائو ؟ "

وہ گرفت چھڑانے کو مچل رہی تھی۔۔

"تمہاری بولتی یہیں آکر بند کیوں ہوجاتی ہے ؟ "

اس نے غصے میں آکر جبڑے بھینچے۔۔اگلے ہی لمحے ناراضگی سے کہتے ہوئے گرفت ڈھیلی کردی

" میں تم سے اگلوا کر ہی دم لوں گا "

وہ ہولے سے بڑبڑایا۔۔آبش موقع غنیمت جان کمرے سے نکل کر رکا ہوا سانس بحال کرنے لگی

وہ اپنی فتح پر مسرور اور جشن کنا تھی۔۔اسکی ہر چال کامیاب ہورہی تھی۔۔ہر منصوبہ اسکے مطابق چل رہا تھا حویلی کے مکینوں کا درد ناک انجام اپنے ہاتھوں سے لکھنا چاہتی تھی۔۔۔کسی سوچ کے تحت اس نے خود ساختہ مسکراتے ہوئے وردان کو کال ملائی۔۔اک چال اور سہی!

" کیسے ہو وردان ؟ تمہیں تو میرا خیال نہیں آیا مگر میں نے ماں بن کر پالا ہے نا تمہیں ، اسلئے خود کو روک نہیں پائی " اس نے ازحد رنجیدہ لہجے میں کہا۔۔

"میں نے بہت سوچا اس بارے میں۔۔اور اپنے دل کو سمجھا ہی لیا صرف تمہاری خاطر وردان میں نیلوفر سے تمہاری شادی کروانے کے لئے تیار ہوں۔۔مگر سعیر راضی نہیں ہے۔۔وہ تو سنتے ہی آگ بگولہ ہوگئے۔۔اب تمہیں کرنا ہوگا سب کچھ۔۔!"

وہ طویل سانس لیکر مسکرائی۔۔

" جو بھی کرو ، مگر اپنا خیال رکھنا کیونکہ مجھے تم سے زیادہ عزیز کچھ نہیں ہے۔۔اور ہاں میں سعیر کو منانے کی پوری کوشش کروں گی "

اس نے الوادع کہہ کر فون بند کر دیا۔۔

نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔۔

وہ خود ساختہ بڑبڑاتے ہوئے ہنسی۔۔۔

" سرکار سب خیریت تو ہے ؟ "

زلفی کو لگا شاید وہ فائل کی وجہ سے پریشان ہے۔۔مگر کئی دنوں سے کھویا کھویا سا تھا

" تم میرے لئے اسے ڈھونڈ سکتے ہو ؟ "

اسکی خود ساختہ بڑبڑاہٹ سن کر وہ فورا بولا۔۔

" حکم کریں سرکار ، کس کی بات کر رہے ہیں آپ! "

سارے سوال اسی پر آکر ٹھہر جاتے تھے۔۔

اک بوسیدہ سا نکاح نامہ سامنے رکھے وہ بس اسے گھورے جا رہا تھا۔۔جب سے اُس ہمسائی عورت نے ایک بچے کا ذکر کیا تھا تب سے اسکی نیندیں حرام ہوچکی تھیں۔۔

ہو سکتا ہے اسے بھی اپنی بیوی کی پاکدامنی پر شک ہو۔۔!اسی لئے ان دونوں کی راہیں جدا ہو گئیں ہو ؟؟

ان سارے سوالوں کے جواب اب صرف سرینہ محب ہی دے سکتی تھی۔۔۔

اس نے افسردہ سی آہ بھری اور حتمی انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔اسے ڈھونڈنا ہی واحد حل تھا۔۔۔

" وہ پرانا چیک لیکر بینک جائو اور سرینہ محب کے نام جتنے بھی اکائونٹس ہیں ان سب کی ڈیٹیل جمع کرو ۔۔جلد از جلد ! "

" جو حکم سرکار "

وہ اثبات میں سر ہلا کر واک آئوٹ کر گیا۔۔سعیر کل رات سے آفس میں تھا۔۔تکان اور سر درد سے شریانیں پٹھنے کو تھی۔۔اس نے حویلی جانے کا فیصلہ کیا۔۔یہ جانے بغیر کہ حویلی میں اک قیامت اس کا انتظار کر رہی ہے..

اماں سرکار نہ جانے کن سوچوں میں غلاطاں تھیں۔۔

نیناں کشمکش میں مبتلا تھی۔۔آخر کار اس نے تمہید باندھ ہی لی۔۔

" اماں سرکار آپ سے ایک بات پوچھوں ؟؟ "

" ہمم ، پوچھو ؟ "

وہ ہنوز اسی پوزیشن میں تھی۔۔

"آپ کو بچے کیسے لگتے ہیں۔۔؟ "

شرمیلی سی مسکان نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا ہوا تھا۔۔

"بچے کس کو اچھے نہیں لگتے نیناں۔۔یہ تم۔۔کیسی۔۔باتیں "

وہ بات کرتے کرتے رکی۔۔اور بغور اسکے چہرے کو جانچا۔۔

" کیا مطلب ؟ تم۔۔!یعنی میں دادی بننے والی ہوں ؟ "

وہ خوشگوار حیرت سے کہتی اٹھ کر اسکے قریب بیٹھ گئی۔۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

" اوہ۔۔مولا سائیں تیرا شکر کیسے ادا کروں ہے۔۔یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے تم نے مجھے پہلے کیوں بتایا "

ان کی خوشی دیدنی تھی۔۔اسے گلے سے لگا کر ماتھا چومنے لگی۔۔

" مجھے خود کل ہی پتا چلا ہے ، ابھی سعیر کو بھی نہیں بتایا "

وہ مکرو سی ہنسی ہسننے لگی۔۔اماں سرکار اسکے صدقے واری جارہی تھی۔۔

" اچھا ، اچھا! تم نے وہ کیا کہتے ہیں اسے 'سرپرائز' دینا ہو گا ہے نا ؟ خیر! میں تمہارا صدقہ دیتی ہوں اللہ تمہیں بری نظر سے بچائے میری بچی "

" تم لوگوں کو مجھ سے کون بچائے گا "

ان کے کمرے سے جاتے ہی زہر خندی سے بڑبڑائی تھی

****

سعیر اُس ایڈریس پر پہنچا تو دروازے پر لگا بڑا سا تالہ منہ چڑا رہا تھا۔یہ دیکھ کر اس کے اندر غصے کا ابال اٹھنے لگے تھے۔۔

وہ ضبط کرتے ہوئے وہاں سے ہٹا مگر دو قدم دور جانے کے بعد وہ پلٹا۔۔اور برابر والے مکان پر دستک دی۔۔

" جی بھیا ؟ "

ایک پندرہ بیس سالہ لڑکی نے جھانک کر پوچھا۔۔

" آپ کے برابر والے پڑوسی کہاں گئے ؟ کچھ جانتی ہیں اس بارے میں ؟ "

اس نے رک رک کر پوچھا۔۔

" سرینہ باجی والوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ؟ "

" جی "

" وہ تو کافی سال پہلے ہی یہاں سے چلے گئے تھے "

" کہاں گئے ؟ "

اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ پاتال سے ڈھونڈ نکالتا اس لڑکی کو۔۔

" کون ہے بیٹا ؟ "

درمیانی عمر کی عورت کچن سے جھانکتی ہوئی لڑکی سے پوچھنے لگی۔۔

"امی کوئی سرینہ باجی والوں کے بارے میں پوچھ رہا ہے "

اگلے ہی لمحے وہ عورت اسکے سامنے تھی مگر چہرے پر اسے دیکھ کر مایوسی چھا گئی۔۔

" مجھے لگا شاید سرینہ کے بھائی وغیرہ آئے ہوں گے۔۔بڑے اچھے پڑوسی تھے ہمارے ، بڑا آنا جانا تھا ہمارا ان کے گھر "

" آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ وہ کہاں گئے ؟ "

"اسکی ماں ، چھوٹی بہن اور ایک شادی شدہ بھائی تھا۔۔جو لندن شفٹ ہوگئے تھے انکے ابا بیچارے سرینہ کی شادی کا سن کر ہی ہارٹ اٹیک سے مر گئے تھے "

سعیر کو حیرت کے شدید جھٹکے لگ رہے تھے۔۔

" میں سمجھا نہیں آپکی بات ! شادی کا سن کر ہارٹ اٹیک کیسے ہوا انہیں ؟ "

" سنا تھا کہ انکی بیٹی کا اپنی یونیورسٹی کے کسی لڑکے عشق معشوقی کا چکر چل رہا تھا۔۔اور وہ پریگننٹ بھی تھی بیچاری کہتی رہی کہ اس نے شادی کی ہے مگر کسی نے اسکا یقین نہیں کیا۔۔اور کرتا بھی کیوں ! اسکے پاس کوئی ثبوت جو نہیں تھا اگر لڑکا اسکے پیچھے آتا کوئی یقین بھی کرلیتا۔۔اب خالی خولی باتوں پر بھلا کون یقین کرتا تم ہی بتائو "

وہ باتونی عورت کہتے چلے جارہی تھی۔۔مگر سعیر کے حواس تو کب کے اڑ چکے تھے۔۔اسکا دماغ نئے انکشافات کو قبول نہیں کر پارہا تھا۔۔

" وہ لڑکی کہاں گئی پھر ؟ "

اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔۔

" کہاں جانا تھا بیچاری نے باپ کی موت کے بعد گھر والوں نے گھر سے نکال دیا۔۔اور خود فورا لندن چلے گئے۔۔ابھی کا کس کو معلوم زندہ ہے بھی کہ نہیں۔۔لڑکی بڑی اچھی تھی احساس کرنے والی پڑھی لکھی تھی خدا بہتر جانتا ہے سچ کیا تھا "

اس نے کرب سے آنکھیں بند کرلیں اور الٹے قدم اٹھاتا ہوا کچھ کہے سنے بغیر جیپ کی طرف بڑھا ۔۔وہ اس سب سے دور کہیں تنہائی چاہتا تھا۔۔جہاں اسے سکون میسر ہوسکے۔۔جہاں وہ پریشانیوں کو بھلا اپنی زات کے بارے میں غور و فکر کر سکے۔۔کہ وہ کیا تھا ! اور کیا بن چکا تھا۔۔جس کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا۔۔

راحم راحیل بے چینی کے عالم میں اپنے شاہانہ ڈرائنگ روم کے چکر کاٹ رہا تھا۔۔اسکے دوست جو کل تک اسکے خیر خواہ تھے۔۔آج اچانک اسکے خلاف بغاوت میں اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔حالانکہ اسکی غلطی صرف اتنی تھی کہ اس نے اپنے ضمیر کی سنی۔۔

" کمینو ! میری کال کیوں نہیں اٹھا رہے تھے تم لوگ "

وہ پھٹ پڑا۔۔

" شہروز احمد نہ صرف ہم پر بلکے ہمارے باپوں پر کیس کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے ، وہ بہت اثر و سروغ والا آدمی ہے۔۔اسکا پہلا شک مجھ پر جائے گا ، میں نہیں چاہتا کہ میرے باپ کا بزنس خطرے میں پڑے اور اگر تمہیں بھی اپنے باپ کی کرسی کی پرواہ ہے تو پہلی فرست میں حسین سے اپنی غلطی کا اعتراف کرلو اور

معافی مانگ لو ، ورنہ میں شہروز احمد کو سب بتا دوں گا ، اور یہ ثابت کرنے کے لئے مجھے محنت کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔کیونکہ اکیڈمی میں ہر طرف کیمرے لگے ہوئے ہیں"

" حرام زادے "

ارصم غصے سے چیخا تھا۔۔

" بکواس بند کر ، ورنہ تیرا وہ حشر کروں گا کہ یاد رکھے گا"

راحم راحیل نے غصے سے فون بند کردیا۔۔

ڈائننگ ٹیبل کی خاموشی کو دادا سرکار کی آواز نے توڑا۔۔

" نا ٹیو ب۔۔۔۔اب۔۔۔۔ا؟ "

" (کیا ہوا؟) "

دادا سرکار اکثر و بیشتر کھانا دیوان خانے میں کھاتے تھے۔۔آج خاص طور پر بہو بیگم کا بلاوا انکے لئے تشویش کا باعث بنا تھا۔۔سلطان صاحب بھی آج ہی حویلی پہنچے تھے ..خلاف معمول خاصے خوش نظر آرہے تھے

" بابا س۔۔۔۔ائیں؟ ایک خوشخبری ہے ؟ "

کہتے ہوئے سعیر کی جانب دیکھا جو بے دلی سے کھانے میں چمچ گھما رہا تھا

" ..ایو؟ "

(بولو)

" سعیر باپ بننے والا ہے۔۔آپ پڑ دادا بننے والے ہیں بابا سائیں"

سن کر دادا سرکار کے ہوش اڑ گئے۔۔سعیر کے ہاتھ سے چمچ چھوٹ کر پلیٹ میں جا گرا۔۔وہ پھٹی پھٹی نظروں سے باری باری دونوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

" کیسے مطلب ؟ "

دادا سرکار کے لبوں سے بے ساختہ پھسلا , ان کے لئے یقین کرنا نا ممکن سی بات تھی۔۔وہ شاکی کیفیت میں بڑبڑائے۔۔نیناں کو اب سہی معنوں میں پریشانی کا مطلب سمجھ آیا۔۔

" اگر اس بوڑھے نے سب کے سامنے میرا راز فاش کردیا تو میرا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔۔!!"

" آپ مجھے دعائیں نہیں دیں گے دادا سرکار ! "

اس نے دانت پیستے ہوئے بظاہر مسکرا کر کہا۔۔

" خوش رہو "

انکی دبی دبی سی آواز سنائی دی۔۔

"!! .. Congratulations ... What a pleasant surprise"

عینا کی چہکتی نے سب کو چونکا دیا تھا۔۔

اس کی خوشی کا سبب کم از کم سائرس کی سمجھ میں تو نہیں آیا۔۔

" ارے نیلُو تم بیٹھی منہ کیا دیکھ رہی ہو۔۔منہ میٹھا کروائو سب کا۔۔لائو مجھے دو۔۔"

اس نے پلیٹ اٹھا کر سعیر کے سامنے کی۔۔.

جو شاک کے عالم میں کچھ بول نہیں پارہا تھا۔۔انتہائی غصے سے اسکا ہاتھ جھٹک کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر چلا گیا۔۔اماں سرکار نیناں کو اشارہ کرنے لگی۔۔جو سمجھ کر وہ بھی اسکے پیچھے کمرے میں گئی۔۔۔

دادا سرکار تو جیسے صدمے سے گنگ ہوکر رہ گئے تھے۔۔

" دادا آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے ؟ "

سائرس مان ہی نہیں سکتا تھا سعیر کی خوشی میں دادا خوش نہ ہوں۔۔اس نے فکرمندی سے پوچھا۔۔

سعیر انکا لاڈلا پوتا تھا۔۔۔سعیر کی اتنی بڑی خوشخبری پر انہوں خوشی کا اظہار نہیں کیا تھا۔۔یہ بات قابل غور تھی۔۔

" مجھے میرے کمرے چھوڑ آئو "

انکی سرگوشی سے بھی دھیمی آواز سنائی دی۔۔سائرس حکم کی تعمیل کرتا انہیں سہارا دے کمرے تک لے گیا۔۔نیلوفر ان کے اٹھتے ہی خوشی کے مارے اماں سرکار سے گویا ہوئی

" اماں آپ نے مجھے تو بتا دیا ہوتا۔۔کتنی خوشی کی بات ہے نا ، سعیر ادا باپ بننے والے ہیں۔۔آپ دادی اور میں پھپھو بنوں گی "

نیلوفر بے طرح سے خوش ہونے لگی۔۔

" سو تو ہے۔۔میں نے گائوں کے غریبوں میں تقسیم کروانے کے لئے سامان منگوایا ہے۔۔تم بھی چلنا ساتھ "

" ضرور اماں "

اس نے مسکرا کر کہتے ہوئے فورا حامی بھری۔۔اور مڑ کر عینا سے کہا

' آپ بھی چلیئے نا "

اماں کا سرد چہرہ دیکھ کر اسکے تاثرات تھم گئی۔۔

" نو تھینک۔۔تم جائو باہر کا ماحول دیکھو گی تو اچھا فیل کرو گی "

اس نے اماں سرکار پر چوٹ کی۔۔نیلوفر برا ماننے کے بجائے کھسیانی سی ہنسی ہنس دی جبکے اماں دانت پیس کر رہ گئی۔۔۔

" یہ باقی رہ گئی تھی ہمارے سینے پر مونگ دلنے کے لئے۔۔پتا نہیں ایسا کیا اچھوتا نظر آتا ہے سائرس کو اس میں کہ اپنی بچپن کی بات کو بھلا بیٹھا ہے بد بخت "

" ایک منٹ کیا مطلب ہے آپکا ؟ "

اس نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا۔۔

" تمہارا بھائی لٹو ہوچکا اس لڑکی پر۔۔پتا نہیں کیا جادو کر دیا ہے کم بخت ماری نے میرے سیدھے سادے سائرس پر "

اماں عینا کو کوستی ہوئی وہاں سے اٹھ گئیں۔۔۔نیلوفر کا منہ خوشگوار حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

" ادا کی شادی عینا سے۔۔او مائی گاڈ "

اس لبوں پر انگلیاں جماتے ہوئے خوشی دبائی۔۔۔

" اف اللہ سائیں۔۔اتنی خوشیاں ایک ساتھ۔۔تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے "

وہ کچن سے کافی بنا کر نکل رہی تھی کہ سامنے آتے وجود سے تصادم ہوتے ہوتے بچا۔۔

" آئی ایم سو سوری۔۔تمہارا ہاتھ تو نہیں جلا۔۔۔؟ "

سائرس کو دیکھ کر اسکی رگیں تن گئیں۔۔وہ کپ اٹھا کر وسیع و عریض صحن کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر منڈیر پر بیٹھے پنچھیوں کو بہت غور سے دیکھنے لگی۔۔سائرس بھی وہیں چلا آیا۔۔

" میرا بھی ہاتھ جل سکتا تھا یا شاید تم مجھے انسان نہیں سمجھتی ؟ "

اس کے لبوں سے شکوہ پھسلا

" بلکل ویسے ہی جیسے تم حویلی والے کسی دوسرے کو انسان نہیں سمجھتے۔۔!"

" تمہاری بے رخی میری سمجھ سے باہر ہے عینا۔۔ایسا بھی کیا کر دیا میں نے۔۔اپنی غلطی مان رہا ہوں اور معافی بھی تو مانگ رہا ہو "

وہ تھک چکا تھا اسکے بارے سوچتے سوچتے وہ تھی کہ اسے سوچنے پر پابندی لگا چکی تھی۔۔

" یہی مسلہ ہے تمہارا تمہیں صرف اپنی ذات دکھائی دیتی ہے میرے ساتھ جو ہوا میں جو محسوس کرتی ہوں۔۔میں جو چاہتی ہوں اسکی تمہیں پرواہ نہیں ہے "

وہ تلخی سے کہہ جانے لگی۔۔مزید اس لاحاصل بحث میں نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔

" بیٹھو ، مجھے جواب چاہیئے "

سائرس نے دھونس جماتے ہوئے اسکی کلائی کھینچ کر اسے واپس بٹھایا۔۔عینا اسکی ہمت پر تلملا اٹھی

" تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی۔۔ہاتھ چھوڑو میرا؟ "

" ہے ہمت تو چھڑالو؟؟ میں بھی دیکھتا ہوں تم کس حد تک جا سکتی ہو مجھ سے دور جانے کے لئے " اسکی تپی صورت مزہ دینے لگی

" یہ رعب کسی اور پر جمانا۔۔۔عینا تمہارے رعب تلے دبنے والوں میں سے نہیں سائرس سلطان " وہ بے خوفی اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔سائرس اسکے انداز پر فدا ہوجانے نظروں دیکھنے لگا

" چھوڑو مجھے "

" ہمت ہے تو چھڑا لو "

کہتے ہوئے اس نے گردن میں ڈال کر اسکا چہرہ قریب تر کرلیا۔۔اور محبت پاش لہجے میں بولا

" میں چاہوں تو ایک پل میں تمہارا یہ گھمنڈ مسمار کرسکتا ہوں۔۔لیکن میں زبردستی نہیں کرنا چاہتا۔۔ میں چاہتا ہوں تم خود مجھے اپنانے کا فیصلہ کرو اور میری بات یاد رکھنا مجھ سے زیادہ محفوظ پناہ گاہ تمہیں اس دنیا میں کہیں نہیں ملے گی ، نہ مجھ سے بڑھ کر چاہنے والا ملے گا تمہیں"

کہہ کر ہولے سے اسے چھوڑدیا۔۔اسکے لہجے نے جادوئی سا اثر کیا تھا۔۔۔وہ یک ٹک بس اسے دیکھتی رہی۔۔سائرس نے لب دباتے ہوئے زرا اونچی آواز میں کہا

" چھوڑ دیا محترمہ "

" ہوں ؟ "

اس نے بمشکل پلکیں جھپکائیں۔۔

" تمہارا ہاتھ "

وہ کرنٹ کھا کر اس سے دور ہٹی۔۔اور خفت زدہ چہرہ لئے

بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی

" نان سینس "

" ویسے کافی پینا کم کردینی چاہیئے۔۔اب اسکا تاثر تمہاری کڑوی کسیلی باتون سے بھی چھلکنے لگا ہے۔۔۔ بیڈ افیکٹ یو نو "

اسکے تاثرات سے لطف انداز ہوتے ہوئے سائرس نے اسکا کپ اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔۔

عینا غصے سے پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی

" تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔؟ "

اسکا سرد لہجہ سہی معنوں میں نیناں کے چھکے چھڑانے لگا۔۔وہ الٹے قدم اٹھاتی اس سے فاصلے پہ گئی

" م۔۔مجھے لگا تمہیں... "

" کیا لگا تمہیں۔۔۔؟ "

وہ پھاڑ کھانے کو دوڑا۔۔اور اسے دبوچ کر جھنجھوڑا

" مجھے لگا تمہیں سرپرائز دوں گی "

اسکے چہرے پر تکلیف کے تاثرات نمایاں ہونے لگے..

سعیر کی آہنی گرفت سفاک ہوتی چلی گئ

" تمہیں جو لگتا ہے تم ہر بار وہی کرو گی میری کوئی حیثیت ہے یا نہیں تمہاری نظروں میں ؟ "

اسے بری طرح جھنجھوڑتے ہوئے غرایا تھا۔۔

نیناں کو لگا کے وہ اسکی جان لیکر ہی چھوڑے گا۔۔وہ سہم سی گئ

" تم اتنا ٹچی کیوں ہورہے ہو مجھے بھی کل ہی پتا چلا ہے میں نے پوری رات جاگ کر تمہارا انتظار کیا لیکن تم حویلی نہیں آئے۔۔اب آ کر پوچھ رہے تو ایسے !! کیا یہ طریقہ ہے تمہارا ! "

وہ کہتے کہتے رو پڑی۔۔کسی کو اپنے سامنے زیر کیسے کیا جاتا ہے کوئی نیناں امان سے پوچھتا۔۔اس میں چالاکی اور مکاری کے سارے گُن موجود تھے۔۔اُس پر قیامت خیز حسن سامنے والے کو چاروں خانے چت کر دیتا تھا۔۔

سعیر اپنی کیفیات سے خود ہی لڑا پڑا۔۔اسے تو خوش ہونا چاہیئے تھا .. نہیں معلوم اسے اتنا غصہ کس بات پر آرہا تھا۔۔

نیناں اس کے سامنے ہاتھوں میں منہ چھپا کر بلند آواز رونے لگی۔۔جو اسے شرمندہ کے لئے کافی تھا

۔۔

" مجھے تو لگا تھا تم خوش ہوجائو گے لیکن تم نے میرا دل ہی توڑ دیا۔۔کہیں تمہیں مجھ پر کوئی شک تو نہیں۔۔یا پھر تم سوچتے ہو کہ۔۔"

وہ اسے ٹوکتے ہوئے فورا کہنے لگا

" نیناں پلیز۔۔میں اتنا گھٹیا نہیں ہو سکتا کہ اپنی بیوی پر شک کروں۔۔مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے "

وہ موم کی مانند پگھلا تھا۔۔اسکے آنسو پونچھتے ہوئے پیشانی پر بوسہ دینے لگا۔۔

" تم واقعی خوش ہو سعیر ؟ "

وہ اسکے سینے سے لگ کر پوچھنے لگی۔۔

" ظاہر سی بات ہے میں خوش ہوں ..تم اتنا مت سوچو۔۔میں بس بزنس سے ریلٹڈ کچھ پریشانی میں الجھا ہوا تھا۔اس لئے تم پر غصہ کر بیٹھا۔۔آئی ایم سوری تم اپنا خیال رکھو اور اس بچے کا بھی "

وہ اسکے سینے سر اٹھا کر مسکراتے اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔وہ اس بے قصور کو اپنی پریشانی کا نشانہ نہیں بننے دے سکتا تھا۔۔

" سوری کس بات کا آپ کو میرا خون معاف ! "

اس نے ہولے سے کہہ سعیر کا ہاتھ لبوں سے لگالیا۔۔

وہ پل بھر کے لئے دنگ رہ گیا۔۔

" ایسے کیا دیکھ رہے ہو ؟ "

وہ مسکراتی آنکھوں میں شرارت لئے پوچھتی اسکے سینے میں سمٹی۔۔

" کچھ نہیں "

وہ خود کو کمپوز کرتا زبردستی مسکرایا۔۔

" میں ہمارے لئے بہت خوش ہوں سعیر۔۔یہ بچہ ہمارے رشتے کو مکمل کردے گا "

سعیر جواباً مسکرا ہی سکا۔۔

" اچھا، شاپنگ پر کب لے جارہے ہو مجھے ہونے والے بے بی کے لئے بہت کچھ خریدنا ہے ؟ "

اس کی فرمائش پر سعیر نے رضا مندی سے کندھے اچکائے۔۔

" جب تم کہو "

" ابھی چلیں ؟ "

"ابھی تو بہت رات ہوگئی ہے۔۔کل چلیں گے "

نیناں بغور اسکا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔کچھ تو ہوا تھا سعیر کا یہ بدلتا ہوا رویہ بے وجہ نہیں تھا۔۔!!

افففف اک نئی مصیبت، "

وہ اندر تک جھنجھلا گئی۔۔۔

" تم آرام کرو میں اسٹڈی میں ہوں مجھے کچھ کام نپٹانے ہیں "

وہ کہہ کر اٹھا۔۔

" اور ہاں تم سو جانا۔۔ہو سکتا ہے میں لیٹ ہوجائوں "

نیناں جوابا مسکراتے ہوئے سوچنے لگی۔۔

"اپنی نیند مجھے تم سے کئی زیادہ عزیز ہے سعیر صاحب ! "

دانت پیستے ہوئے کمفرٹر کھینچ کر لیٹ گئی۔۔اپنا کارنامہ سوچ کر ایک بار پھر مسرور کن مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا تھا

فون کی تھرتھراہٹ سن کر ایک بار تو اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔یہ شخص کسی دن اسکی جان لے لے گا۔۔

وہ جھنجھلا گئی۔۔

" اب کیا مصیبت ہے !"

وہ جھنجھلا گئی۔۔اسکی مسلسل کال موصول ہورہی تھی۔۔نیلوفر کی ہمت نہیں بن پارہی تھی۔۔ابھی اس نے کتاب دوبارہ کھولی ہی تھی کہ پھر فون تھرتھرایا

'کال اٹھائو ورنہ حویلی آجائو گا نیلوفر'

دھمکی بھرا پیغام دیکھ کر بھیجنے والے کی کیفیات کا اندازہ کیا جا سکتا تھا۔

نیلوفر اسکے غصے سے بہت خائف تھی۔۔فورا اسکی کال اٹھائی۔۔

" تم کیوں بار بار میری برداشت کو آزماتی ہو نیلوفر۔۔"

وہ پھٹ پڑا

" م۔میرے پاس وقت نہیں ہے "

کہنا کچھ چاہتی تھی ، منہ سے کچھ اور ادا ہورہا تھا۔۔

اس نے لب بھینچتے ہوئے ماتھا پیٹا

" میرا مطلب ہے میں مصروف تھی "

" یہ جو تم مجھے ستا رہی ہو نا ، دیکھنا گن گن کر بدلے لوں گا تم سے "

اسکا دل کسی اور ہی لے میں دھڑکنے لگا۔۔اس نے سٹپٹا کر سوال بدلا۔۔۔

" آ۔۔آپ نے کیوں فون کیا مجھے ؟ "

" تمہیں خوشخبری سنانے کے لئے "

" کیسی خوشخبری ؟ "

آواز سرگوشیوں سے بھی دھیمی تھی۔۔

"آنہہ ؟ پہلے ملو مجھ سے پھر بتائوں گا۔۔"

اس نے شرط رکھی۔۔

"یہ ممکن نہیں ! "

اس کی لرزاں پلکوں میں جنبش ہوئی۔۔

" کیوں ممکن نہیں؟ "

واجبی سا اعتراض کیا۔۔

" میں نہیں مل سکتی آپ سمجھے کیوں نہیں۔۔"

"یہ دل نہیں سمجھتا ناں۔۔میں نے تو بہت کوشش کی اب تم کرکے دیکھ لو۔۔"

برجستہ جواب آیا

" آپ بتاتے ہیں یاں فون بند کردوں ؟ "

اس نے شرارتی انداز میں دھمکی دی

" اچھا ٹھیک ہے۔۔لیکن وعدہ کرو پہلے اسکے بعد ملنے آئو گی "

" سوچوں گی "

اس نے آنکھیں پٹپٹائیں

" میں نے آنا سے ہمارے رشتے کے بارے میں بات کی تھی اور پتا ہے انہوں نے کیا کہا۔۔"

نیلوفر کے ہوش اڑ گئے۔۔وہ پوری بات سنے بغیر اسے کاٹتی ہوئی بولی

" یہ کیا کیا آپ نے ؟ "

" ارے سنو تو سہی۔۔آنا مان گئی ہے بس تمہارے بھائی راہ میں ظالم سماج کی طرح دیوار بنے کھڑے ہیں "

اسے ایک اور بڑا جھٹکا لگا

" کیا ؟؟؟ ادا کو کس نے بتایا ؟ "

" آنا نے بتایا ہو گا یار ، اور یقین بھی دلایا ہے کہ انہیں منا لیں گی۔۔مجھے بھی اپنی آنا پر پورا یقین ہے "

" کس سے بات کر رہی ہو تم ؟ "

نیناں کی آواز پر وہ دہل کر پلٹی ، فون ہاتھ سے گر کر دو ٹکڑوں میں بٹ گیا۔۔

" آ۔۔پ؟ "

اسکی آواز بمشکل نکلی۔۔نیناں بھابھی کے تاثراتوں سے لگ رہا تھا وہ سب کچھ سن چکی ہیں

" میں نے پوچھا کس سے بات کر رہی تھی تم؟ "

انکی دھاڑ پر وہ سہم کر پیچھے ہوئی۔۔

" فون کہاں سے آیا تمہارے پاس ؟ اور یہ کس سے باتیں کر رہی تھی تم رات کے اس پہر ؟ ہیں بتائو ؟ "

وہ شکی انداز میں گھورتی جھک کر فون اٹھانے لگی۔۔شرمندگی اور خوف کے بعث نیلوفر کی زبان تالو سے چپک گئی۔۔

" چلو زرا باہر تمہارے ادا بھی تو دیکھیں انکی لاڈلی بہن کیا گل کھلا رہی ہے "

اسکی کہنی دبوچ کر گھسیٹتی ہوئی لائونج میں سب کے سامنے لے آئی۔۔

" بھابھی پلیز ایسا مت کریں آپ غلط سمجھ رہی ہیں میری بات سنیں ایک بار ، میں آپ کو سب کچھ بتادوں گی ، ادا کو کچھ مت بتائیں "

" بسسسسس۔۔بند کرو اپنی یہ بکواس "

اسکی بلند آواز پر اماں سرکار اور سعیر بری طرح سے چونک کر متوجہ ہوئے۔۔۔

" کیا مسلہ ہے نیناں ؟ "

" یہ آپکی لاڈلی بہن فون پر کسی سے عشق لڑا رہی تھی میں نے پوچھا تو اکڑنے لگی ، تم ہی پوچھو اسکے پاس کہاں سے آیا فون!! "

اسکا لہجہ ہی ایسا تھا سعیر کے کانوں سے دھواں اٹھنے لگا۔۔سعیر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر مارے خوف کے نیلوفر کو ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہونے لگی

" کیا کہہ رہی ہے نیناں ؟؟ یہ فون تمہارا ہے ؟ "

فون تقریباً نیناں کے ہاتھ سے جھپٹتے ہوئے اسکے سامنے کیا۔۔۔

" ا۔۔۔ادا میں آپ کو سب بتاتی ہوں "

اس نے تھوک نگلا

" کچھ نہیں سننا ہے مجھے نیلوفر ؟ صرف اتنا بتائو کہ یہ فون تمہارا ہے یا نہیں ؟ "

وہ حلق پھاڑ کر چلایا۔۔

نیلوفر نے سسکتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔ جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تھا۔۔اسکی آوازوں سے عینا سمیت سبھی ملازم بھی اکھٹا ہوگئے۔۔اور سائرس جو ابھی وہاں پہنچا تھا معاملہ کو الجھ کر دیکھنے لگا۔۔

سعیر کے اندر غصے کا طوفان برپا ہونے لگا۔۔اس نے جبراً اپنے ہاتھ کو اٹھنے سے روکا تھا

" تم کسی سے باتیں کر رہی تھی فون پر ؟ "

" ادا آپ کو معلوم ہے وہ لڑکا۔۔"

اس نے صفائی دینی چاہی مگر سعیر کا بھرم اور مان بری طرح سے ٹوٹ کر بکھر چکا تھا۔۔وہ صفائیاں سننے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔۔

" ہاں یا ناں ؟ "

وہ دھاڑا۔۔اسکا سر اثبات میں ہلنے کی دیر تھی۔۔ایک زناٹے دار تھپڑ اسکی نرم و ملائم گالوں پر پڑا وہ الٹ کر سیڑھیوں کی ریلنگ سے ٹکرائی۔۔

" واٹ دا ہیل از گوئنگ آن ؟؟؟ آر یو کریزی ؟ "

عینا کو جاہلانہ رویہ غصہ دلا گیا۔۔وہ روکنے کے لئے بڑھنے لگی مگر اماں سرکار نے اسکا بازو پکڑ کر روک لیا۔۔۔

وہ صدمہ بھری نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔جیسے ان کے 'ماں' ہونے پر شک کر رہی ہو۔۔۔

تھپڑ اتنا شدید تھا کہ نیلوفر کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے۔۔

" کون ہے وہ لڑکا ؟ "

سعیر نے اسکی گردن سے دبوچ لی۔۔

" ادا ، چھوڑیں اسے۔۔ماریں گے کیا آپ ! "

سائرس کو جیسے اب ہوش آیا تھا

" تم بیچ میں مت پڑو۔۔یہ سب تمہاری ڈھیل کا نتیجہ ہے میں نے منع بھی کیا تھا اسے کالج کے چکروں مت ڈالو لیکن تم نہیں مانے اب اپنا منہ بند رکھو ورنہ میں تمہارا بھی لہاظ نہیں کروں گا "

اس نے انتہائی غصے کے عالم میں سائرس کو دور دھکیلا تھا۔۔نیناں کی شکل دیکھنے کے لائق تھی۔۔اسکی چال اسی پر الٹی پڑنے والی تھی۔۔اس نے ماہر کھلاڑی کی طرح کھیل کا رخ بدل دیا..

" میں پوچھتا ہوں کون ہے وہ لڑکا ؟ "

وہ پھر سے چیخا تھا۔۔نیلوفر نے کہنے کو لب وا کیئے تھے کہ نیناں بول پڑی

" یسر کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے ! اسی نے دیا ہوگا اسے یہ فون بھی۔۔بڑا اس سے ہنس ہنس سے باتیں کی جاتی تھی میں نے تو روکا بھی تھا اسے ایک دن باغیچے میں ، بیشک اماں سرکار سے پوچھ لیں ۔۔۔اماں بتائیں ؟ اگر ایک لفظ بھی جھوٹ کہا ہو تو ...! "

نیلوفر نے بے یقین نگاہوں بھابھی کو دیکھا۔۔انکی زبان کے نشتر اسکے نازک دل کو بری طرح سے گھائل کر گئے۔۔

وہ اتنا کیسے گر سکتی تھی ؟

" اماں کیا یہ سچ کہہ رہی ہے ؟ "

" ہاں "

اماں سرکار شرمندگی کے بعث اتنا ہی کہہ سکی۔۔انکی آواز نے جیسے تابوت میں آخری کیل ٹونک دی تھی۔۔

سعیر کی نظروں میں ملازم ڈرائیور پہلے ہی کھٹکتا تھا اس واقعے کے بعد شک کی تصدیق ہوچکی تھی۔۔۔

" زلفی ؟ اس لڑکے کو پکڑ کر لائو "

اس کی دھاڑ نے حویلی کے در و دیوار ہلا کر رکھ دیئے تھے۔۔۔نیلوفر انجام سوچ کر تڑپ اٹھی۔۔

" نہیں۔۔ادا پلیززز ایسے نہ کریں اس نے کچھ نہیں کیا ہے۔۔اسکا کوئی قصور نہیں یسر کو اس معاملے میں نہ گھسیٹیں"

اس نے بولنے کی ہمت جٹائی۔۔۔مگر اسکی آنسوئوں بھری فریاد سننے والوں نے ان سنی کردی۔۔

" دیکھا اپنے عاشق کے لئے کیسے تڑپ رہی ہے "

نیناں کے زبانی نشتر جلتی پر تیل کا کام کررہے تھے۔۔

سعیر کا بس نہیں چل رہا تھا نیلوفر کا گلا دبا دیتا۔۔اسکی غیرت کو تار تار کیا جارہا تھا۔۔یہ دھوکہ ناقابل برداشت تھا۔۔

اسی لمحے یسر کو لایا گیا۔۔

یسر کو معاملہ سمجھ نہیں آیا مگر نیلوفر کے آنسو بہت کچھ کہہ رہے تھے۔۔

" یہ فون تم نے نیلوفر کو دیا تھا ؟ "

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔جسکے جواب سے پہلے نیلوفر بول اٹھی

" ادا اسکی کوئی غلطی نہیں ہے پلیز اسے جانے دیں ، یہ فون اس نے نہیں دیا مجھے "

" نیلوفررررر۔۔۔اپنا منہ رکھو ورنہ میں تمہاری جان لے لونگا "

سعیر کی گرج دار آواز پر یسر نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔کتنے ظالم لوگ تھے اپنی بہن کے کردار کی گواہی ایک پرائے مرد سے مانگ رہے تھے۔۔۔

"کیا پوچھ رہا ہوں میں تم سے ، یہ فون تم نے دیا ہے اس کو؟ "

یسر نے ایک پل کے لئے اسکی سرخ نگاہوں میں دیکھا۔۔

بس فیصلہ ہوچکا تھا۔۔

" ہاں میں نے دیا ہے "

وہ بے باک انداز میں سعیر سلطان کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔نیلوفر سمیت نیناں کو بھی حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔۔جو اس لڑکے کی بہادری کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکی۔۔

" ن۔۔نہیں نہیں ، ادا یہ سچ نہیں ہے ..یہ جھوٹ بول رہا۔۔۔تم جھوٹ کیوں بول رہے پلیز سچ بولو میرے لئے اپنی جان کو عذاب میں مت ڈالو "

سعیر نے طیش میں اسے دور دھکیلا اور یسر کو بری طرح سے پیٹنے لگا۔۔ریلنگ سے ٹکرانے کے بعث نیلوفر کی پیشانی سے بھل بھل خون بہنے لگا۔۔وہ تیورا کر گئی۔۔۔

" نیلوفررر "

بس ایک اپنے نام کی چیخ اس نے سنی تھی۔۔جس میں اسکے لئے ہمدردی تھی۔۔پھر سب تاریک ہو گیا

۔۔

" نیلوفر آنکھیں کھولو ، تم دونوں میری شکل کیا دیکھ رہی ہو ایمبولینس کو کال کرو ؟ "

عینا نوری پر چلائی۔۔

" ب۔بی بی جی ایمبولنس آنے میں تو بہت وقت لگے گا "

" تم دونوں اسے اٹھا کر لائو میں گاڑی اسٹارٹ کرتی ہوں۔۔کوئک "

" تمہیں اتنا بڑا تماشا کرنے کی کیا ضرورت تھی! "

نیناں کے اطمینان بھری صورت دیکھ کر اسے ہول اٹھنے لگے۔۔

" میں نے کیا کیا ہے؟ "

اس قدر معصومانہ انداز میں کہا کہ ایک پل کو عینا بھی ششدر رہ گئی۔۔۔یہ سب بے وجہ نہیں ہوا تھا اسکے پیچھے کوئی بہت بڑا مقصد تھا۔۔سمجھنے میں اسے وقت لگا

" تماشائی خود ایک دن تماشا بن جاتے ہیں مس نیناں۔۔کسی کی دل آزاری میں اتنا آگے مت بڑھو کہ حد سے گزر جائو "

کہہ کر گزرتے ہوئے ایک افسوس بھری نگاہ خاموش کھڑے سائرس پر ڈالی اور باہر نکل گئی۔۔

" بی بی جی میں بھی آپ کے ساتھ چلوں ؟ "

نوری نے منت کی۔۔

" چلو "

وہ کہہ کر تیزی سے گاڑی ڈرائیو کرنے لگی۔۔۔

وہ یہ بات کئی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ آبش کے متعلق ماما سے بات کرے گا۔۔اب مزید کسی جھمیلے میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔۔نہ ہی آبش کے وجود پر کسی اور کی ایک نگاہ بھی برداشت کرنے کا قائل تھا۔۔اسے اپنے نام سے منسوب کرنا چاہتا تھا۔۔

" کیا بات ہے بڑا مسکرایا جا رہا ہے ؟ "

اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ مسکرا رہا تھا۔۔ماما کی بات پر جھینپ سا گیا

" کچھ نہیں مام "

"دیکھو پھر مسکرائے ؟ "

انہوں نے شرارتی انداز میں بھنویں سکیڑیں۔۔تو وہ ہنس پڑا

" ہاہاہاہا "

" ہمیشہ ایسے ہی ہنستے اور مسکراتے رہا کرو میری جان۔۔ تمہیں ہنستا دیکھ کر سیروں خون تو یونہی بڑھ جاتا ہے میرا "

اسکی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے دل ہی دل میں بلائیں لی۔۔۔

" ویسے خوشی کی اصل وجہ کیا ہے ؟ "

اس نے بغور ان کے تاثرات دیکھتے ہوئے دلچسپی سے سوال کیا

" آپ کو آبش کیسی لگتی ہے مام۔۔"

" بہت پیاری اور سمجھدار بچی ہے ماشااللہ سے۔۔اللہ اسے ڈھیروں خوشیاں نصیب کرے ، تم کیوں پوچھ رہے ہو ! "

" مام میں آبش سے شادی کرنا چاہتا ہوں "

اس نے ثمینہ بیگم کے سر پر بم گرایا۔انہوں نے سوال دہرایا ..جیسے یقین کرلینا چاہتی ہوں

" کیا کہا تم نے ؟ "

حسین کی مسکراہٹ سمٹی

" مام میں نے کہا کہ میں آبش سے شادی کرنا چاہتا ہوں "

" لیکن کل تک تو تمہارا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔مطلب تم لوگ آپس میں بہت اچھے دوست ہو مان لیا مگر شادی بہت بڑا فیصلہ ہے بیٹا "

ثمینہ بیگم کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔۔آبش کسی کے نکاح میں تھی یہ بات اب زیادہ دیر تک حسین سے چھپ نہیں سکتی تھی۔۔

انہوں نے کسی طرح اسے ٹالنا چاہا۔۔

حسین نے انکا ہاتھ اپنی قید میں لے لیا۔۔۔

" مام میں جانتا ہوں ہم اچھے دوست ہیں لیکن ہمسفر اگر دوست ہو تو زندگی آسان ہوجاتی ہے آپ ہی کہتی ہیں نا۔۔۔اور "

وہ ٹھہرا

" میں آبش سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔اگر وہ مجھے نہیں ملی تو پتا نہیں میں کیا کروں "

وہ کہتے کہتے خود سا خنگی سے ہنس پڑا۔۔

" آبش جانتی ہے یہ بات ؟ "

ثمینہ بیگم ہنس بھی نہیں سکی

"نہیں اس بارے میں وہ نہیں جانتی ، ہاں مگر اتنا ضرور جانتی ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں ، میں اسے بتاچکا ہوں "

" میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں بیٹا۔۔آبش۔۔"

حسین کا فون بجنے لگا۔۔۔انکی بات بیچ میں ادھوری رہ گئی۔۔

" ایک منٹ مام "

وہ ایکسکیوز کرتا دور ہوا۔۔ثمینہ بیگم نے افسردہ سا سانس کھینچتے ہوئے دکھ سے سوچا

" پتا نہیں تم اس سچائی کو کیسے فیس کروگے میرے بچے" وہ کال سن کر مڑا تو اسکے تاثرات یکسر بدل چکے تھے۔۔ثمینہ بیگم حیران ہوتے ہوئے پوچھنے لگیں

" کیا ہوا بیٹا ؟ "

" کچھ نہیں مام ! "

اسکی رگیں تنی ہوئی تھی۔۔کہہ کر تیزی سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔اسکی چال میں واضع لڑکھڑاہٹ تھی۔۔زخم ابھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئے تھے۔۔۔

" کیا بات ہو سکتی ہے ؟ "

سوچتے ہوئے آبش کو فون کرنے لگیں۔۔وہ حسین کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے بہت دنوں سے گائوں نہیں گئی تھی اور آج اکیڈمی کی الوداعی پارٹی پر گئی تھی۔۔وہ اب یونیورسٹی میں داخلے کی تیاریاں کررہی تھی۔۔

" بی بی جی یسر کا کیا ہوگا اب؟ آپ بڑے سرکار کو روکیں گی نہیں ، بڑے غصے میں تھے.. وہ کہیں بے چارے کو جان سے ہی نہ مار دیں "

سکینہ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔اور بغور اسکے تاثرات دیکھنے لگی۔۔۔

" مرتا ہے تو مر جائے میری بلا سے۔۔اسے کس بیوقوف نے کہا تھا مصیبت اپنے گلے ڈالے۔۔صاف مکر جاتا۔۔مگر نہیں موصوف تو ایسے اچھائی پر اتر آئے جیسے کوئی مقابلہ چل رہا ہو "

وہ تیوری چڑھا کر بولی۔۔

" ایکبار تو مجھے لگا کہ نیلوفر سب اگل دے گی۔۔وہ تو شکر ہے میں نے معاملہ سنبھال لیا۔۔ورنہ وردان کو سعیر کے قہر سے کون بچاتا "

سکینہ کی بولتی بند ہوگئی۔۔۔

" کیا شاطر دماغ پایا ہے بی بی "

" کیا کہا تم نے؟ "

وہ پھاڑ کھانے کو دوڑی۔۔

" ک۔۔کچھ نہیں بی بی جی۔۔"

وہ پلٹ کر پھر سے وردان کو کال ملانے لگی۔۔

" ایک تو اس لڑکے نے میرے ناک میں دم رکھا ہے۔۔شہر کی لڑکیاں کم پڑ گئیں تھی جو کمبخت اس نیلوفر سے عشق لڑا بیٹھا۔۔اسکے لئے مجھے کیا کیا کرنا پڑ رہا ہے "

وہ اندر تک جھنجھلا گئی۔۔

" تو کھڑی کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہے۔۔جا چائے بنا کے لا سر میں درد ہورہا ہے میرے "

حکم صادر کرکے اس نے فون بیڈ پر پھینکا اور آرام دہ انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

اسے عینا کا رویہ سمجھ نہیں آیا تھا۔۔اسے تو حویلی والوں سے نفرت کرنی چاہیئے تھی۔۔مگر وہ نیلوفر کے لئے کیسے پریشان ہورہی تھی۔۔الٹا اس سے بھی الجھ پڑی۔۔نیناں فراموش نہیں کرسکتی تھی۔۔

اگر وہ اس کے مقصد کی راہ میں حائل ہوئی تو اسے سنگین نتائج بھگتنے ہوں گے۔۔

" چہ ،اب یہ سعیر کہاں رہ گیا ہے۔۔میری شاپنگ ادھوری رہ گئی "

اس نے بیزار کن لہجے میں سوچا

پھپھو اکثر اس وقت سوجایا کرتی تھی مگر انہیں جاگتا دیکھ وہ حیران ہوئی۔۔

" پھپھو آپ ٹھیک تو ہیں ؟ آپ نے اپنی دوائی لی ؟ "

اس نے غٹاغٹ پانی کا گلاس چڑھا کر واپس رکھا۔۔

" ہاں بیٹا لی ہے دوائی "

" تو آپکا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے "

اس نے ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ بلند کیا۔۔

" حسین کی وجہ سے پریشان ہوں "

" کیا ہوا حسین کو ؟ "

اس نے تفکر بھرے لہجے میں پوچھا۔۔

"وہ کچھ چھپا رہا ہے ہم سے آبش۔۔میرا بچہ جب سے ہاسپٹل سے لوٹا ہے گم سم سا ہوگیا ہے "

" ہاں نوٹ تو میں نے بھی کیا ہے پھپھو۔۔لیکن آپ فکر مت کریں میں کلاس لیتی ہوں اسکی اسے کوئی حق نہیں ہے ہمیں پریشان کرنے کا۔۔وہ آلریڈی بہت کر چکا "

اسکے انداز پر وہ مسکرائی۔۔

" پتا نہیں آبش ، آج دل بہت گھبرا رہا ہے حسین بھی ٹھیک ہے میری آنکھوں کے سامنے ہے مگر مجھے پتا کیوں چین نہیں پڑ رہا "

" پھپھو آپ زیادہ اسٹریس مت لیں۔۔حسین ہمارے پاس ہے اور بلکل ٹھیک ہے۔۔اسے کچھ نہیں ہوا وہ بس ایک حادثہ تھا جو گزر چکا ہے "

ان کے ہاتھ دباتے ہوئے دلاسہ دیا۔۔

" اگر میری کوئی بیٹی ہوتی نا تو وہ بلکل تمہارے جیسی ہوتی "

انہوں نے بہت اپنائیت اسکا گال چھو کر کہا۔۔

" کیا مطلب ؟ میں تو خود آپ کی بیٹی سمجھتی آپ نہیں سمجھتی۔۔!!"

وہ نروٹھے پن سے بولی۔۔

" نہیں بیٹا میرا مقصد وہ نہیں "

" ہاہاہا۔۔مزاق کر رہی تھی چلیں آپ اپنے کمرے میں جا کر آرام کریں اور حسین کی ٹینشن بلکل مت لیں۔۔اسکے لئے میں ہوں نا۔۔ابھی اسکی کلاس لیتی ہوں "

انہوں نے مسکرا کر سر جھٹکا۔۔

اس نے سوئچڈ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹ آن کی تو پورا کمرہ روشن ہوگیا۔۔وہ کشن سینے سے چپکائے نہ جانے کن خیالوں میں گم تھا۔۔۔

" ہیلو محترم ؟ "

" ہائے حسین محترمہ۔۔۔!"

حسین نے سر تا پا بغور جائزہ لیا۔۔سیاہ پیروں کو چھوتی لمبی میکسی اسکے دبلے پتلے وجود پر بہت سوٹ کر رہی تھی۔۔ہلکے سے میک اپ میں اسکے پرکشش خدوخال چاندنی رات میں روشنیاں بکھیر رہے تھے۔۔

" تم نے مجھے حسین کہا ؟؟ "

اس نے سینے پر انگلی جما کر حیرانگی سے پوچھا۔۔اسکے انداز پر وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔۔

" آفکورس۔۔تمہارے علاوہ کوئی اور ہے یہاں "

آبش کئی دیر تک اسے گھورتی رہی۔۔۔پھپھو کا ڈر شاید سہی تھا۔۔وہ کِھلا کِھلا سا رہنے والا حسین اب کہیں کھو سا گیا تھا۔۔

" تم اداس ہو ؟ "

" تمہیں کیسے پتا۔۔!"

حسین نے بمشکل پلکیں جھپکائیں

" تمہاری آنکھوں سے لگ رلا ہے "

وہ اب اس سے نظریں ہٹا کر کہیں اور دیکھنے لگا۔۔چہرے پر بیزار کن تاثرات تھے

" حسین دیکھو اگر کوئی بات تمہیں پریشان کر رہی ہے تو تم کہہ سکتے ہو !"

وہ بیڈ کی پائنتی پر بیٹھ گئی

" یو نو واٹ ؟ "

" ہاں ؟ "

وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔۔لگا اب تو وہ سب بتا دے گا

" تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔اور مجھے یہ بات پریشان کر رہی ہے کہ اگر تم اسکی طرح پیاری لگتی رہی تو میرا کیا ہو گا۔۔!!"

اسکا لہجہ سنجیدہ تھا۔۔۔مگر شوخ نگاہوں میں شرارتی پن تھا۔۔۔

" بد تمیز !! "

آبش تلملائی اور کشن اٹھا کر زور سے اسے دے مارا۔۔وہ ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔۔۔

" اب جائو میرے کمرے سے ورنہ نتائج کی زمہ دار تم خود ہو گی۔۔"

" کیا مطلب؟؟ "

اس نے الجھ کر پوچھا

" بتائوں "

وہ زرا نزدیک کیا آیا آبش کرنٹ کھا کر بیڈ سے اٹھی۔۔

" ہاہاہا "

اسکی حرکت پر فلق شگاف قہقہ لگا کر ہنس پڑا

آبش نے دانت کچکچاتے ہوئے کشن زور سے اسے مار کر کمرے سے نکل گئی۔۔

" اعتبار ئی نہ ۔و ا ی "

(یقین نہیں آتا)

اماں سرکار صدمے بھری نگاہوں سے خلائوں کو گھورتی بھیگے لہجے میں بولی۔۔۔آواز سرگوشی سے بھی دھیمی تھی۔۔سائرس کا دل پسیج گیا۔۔۔اس نے اٹھ کر انکے گرد بازئوں کا دائرہ بنا لیا۔۔

"یقین تو مجھے بھی نہیں آرہا اماں سرکار۔۔ہمیں نیلی سے بات کرنی چاہیئے اس بارے میں "

" جب رفعت کے بارے میں پتا چلا تھا کہ وہ شاہان سے محبت کرتی ہے۔۔تم جانتے ہو تمہارا باپ بندوق لے کر گھر سے نکلا تھا۔۔آخر کار اس بیچاری کی جان لے کر ہی دم لیا حویلی کے مردوں نے ، ۔۔۔ت۔۔۔تم اپنی بہن کو بچا لو سائرس۔۔سعیر اسے مار دے گا۔۔اسے بچا لو۔۔میری بچی کو بچالو "

وہ روتے روتے اس کے گلے سے لگ گئیں۔۔

" ادا ایسا کچھ نہیں کریں گے میں خود نیلوفر سے بات کرکے معاملے کی طے تک جائوں گا ، وہ میری بہن ہے اماں۔۔سلطان صاحب کی بہن نہیں جسکے لئے کھڑا ہونے والا کوئی نہیں ہو گا "

اس نے دلاسا دیا۔۔

" سائرس اس سے پہلے تمہارے بابا سائیں اور دادا کو علم ہو۔۔تم اسے کہیں چھوڑ آئو یا اسے کہو خود کہیں چلے جائے۔۔"

" اماں۔۔صبر رکھیں۔۔میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔میں ہاسپٹل جارہا ہوں پہلے میں اس سے بات کروں گا، مجھے یقین ہے کچھ تو غلط ہورہا ہے کوئی الزام لگا رہا ہے اس پر ، میری بہن بہت معصوم ہے وہ ایسی حرکت کر ہی نہیں سکتی "

" کوئی کیوں اس کرم جلی کے ساتھ غلط کرے وہ کمبخت خود اپنی جان کی دشمن بن گئی ہے نیناں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے وہ کسی سے فون پر بات کررہی تھی"

اماں نے اسے جی بھر کر اسے کوسا۔۔

" آپ ایک بات بتائیں اماں ؟ آپ کو اپنی بیٹی سے زیادہ نیناں بھابھی پر بھروسہ ہے ؟ "

لہجے میں دکھ اور بے یقینی سمیٹ کر پوچھا

" تم ہی بتائو۔۔نیناں کو کیا ملے گا جھوٹ بول کر۔۔فون بھی تو برآمد ہوا ہے اور وہ ملازم لڑکا کیوں جھوٹ بول کر اپنی جان سولی پر لٹکائے گا ، تم بھی مان لو اب تو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو ، کیسے اس دوٹکے کے ملازم کی طرفدار کررہی تھی نیلوفر ، بے شرم نے ہماری عزت کا بھی لحاظ نہیں کیا "

سائرس کو چپ لگ گئی۔۔

" جائو دیکھو اسے۔۔وہ لڑکی بھی اکیلی لے کر گئی ہے کہیں کوئی اور مسلہ نہ کھڑا ہوجائے "

وہ نڈھال سی ہوکر صوفے پر نیم دراز ہونے لگی۔۔جتنا بھی خود کو پتھر ظاہر کرتی۔۔ایک ماں کا دل کبھی اپنی اولاد کو اس حال میں چھوڑنے پر راضی ہوسکتا۔۔

" آپ اپنا خیال رکھیں اماں سرکار۔۔اور جب تک میں نہ آئوں نہ بابا سائیں نہ دادا سائیں کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں "

اس نے سختی سے تاکید کی۔۔وہ سر ہلا کر رہ گئیں۔۔

انہی دنوں میں سے ایک پرسکون دن کی رات کا دوسرا پہر تھا۔۔پراسیکیوٹر شہروز احمد کا لگژری اپارٹمنٹ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔بظاہر سب سورہے تھے۔۔رات کے سناٹے میں مخصوص سائرن کی آوازوں نے پورے ٹائون کو ڈسٹرب کردیا تھا۔۔کوئی دھڑا دھڑ اپارٹمنٹ کا دروازہ پیٹنے لگا۔۔جیسے توڑنے کی نیت بجا رہا ہو۔۔

ثمینہ بیگم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔اور شہروز صاحب کا کندھا ہلایا۔۔۔

" اٹھیں۔۔دیکھیں باہر کوئی زور زور سے دروازہ بجا رہا ہے "

" خدا خیر کرے اس وقت کون ہو سکتا ہے "

" آپ دھیان سے جایئے۔۔یا پھر ایک کام کریں پولیس کو فون کرلیں "

وہ حواس باختہ ہونے لگیں

" کیسی باتیں کر رہی ہو ثمینہ بیگم زرا سی بات پر پولیس کو کیا بلائیں ، تم فکر نہ کرو میں دیکھتا ہوں "

تسلی دیتے انکا ہاتھ تھپک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

دروازے پر پولیس کی بھاری نفری کو دیکھ کر بھونچکا سے گئے۔۔

" السلام و علیکم پراسیکیوٹر صاحب ! "

" وعلیکم اسلام انسپکٹر صاحب۔۔کیا بات ہے ؟ "

انہیں اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا

" آپ کو واقعی نہیں معلوم پراسیکیوٹر صاحب ؟ بزنس مین راحیل ملک کے بیٹے کو کسی نے بے دردی سے قتل کردیا ہے۔۔اور انہوں نے آپ کے بیٹے حسین کے خلاف قتل کی ایف آئی آر کٹوائی ہے ، ہم حسین کو گرفتار کرنے آئے ہیں "

سن کر ان کے ہوش اڑ گئے

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ؟ میرا حسین کسی کا قتل نہیں کر سکتا وہ تو خود گزشتہ روز ایکسیڈنٹ کی زد میں آگیا تھا ابھی تک اسکے زخم بھرے نہیں ہیں وہ کسی کا قتل نہیں کر سکتا۔۔شہروز صاحب انہیں بتاتے کیوں نہیں "

ثمینہ بیگم بے یقینی کی سی کیفیت میں کہتی صمم بکم کھڑے شہروز صاحب کا کندھا ہلانے لگیں۔۔ان لب دھیرے دھیرے ہل رہے تھے

" اِنّا للّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون "

" ہمارے پاس آپ کے بیٹے خلاف ثبوت ہیں مسز شہروز۔۔سرچ وارنٹ اور اریسٹ وارنٹ بھی ہے ۔۔پلیز کو۔پریٹ کیجئے "

انسپکٹر صاحب نے وارنٹ نامہ انہیں تھمایا۔۔

سیڑھیوں پر کھڑا حسین یک ٹک منظر دیکھ رہا تھا۔۔سرد ، بے تاثر چہرہ لئے وہ قدم قدم چلتا نیچے آگیا ۔۔ثمینہ بیگم سرعت سے اسکی طرف لپکی

" حسین۔۔حسین۔۔تمہیں ..کچھ نہیں ہو گا۔۔یہ لوگ تمہیں نہیں لے جا سکتے "

وہ بوکھلا سی گئیں۔۔اسے مضبوطی سے اپنے حصار میں لے کر بڑبڑانے لگیں۔۔حسین ڈبڈبائی آنکھوں سے انکا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔نگاہیں پھسلتی ہوئی دیوار سے لگے باپ پر جا کر رکی۔۔ان کے کندھے جھکے ہوئے تھے۔۔ان کی خودداری اور ایمانداری کے چرچے بہت دور دور تک تھے۔۔اس نے آج انکی سالوں سے کمائی گئی عزت سوالیہ نشان کھڑا کر دیا تھا۔۔

" تلاشی لو پورے گھر کی "

انسپکٹر صاحب نے گرج کر کہا۔۔

" پھپھو۔۔۔ماموں ؟ یہ سب کیا ہورہا ہے حسین ؟ "

پولیس اہلکار اسے تقریبا گھسیٹتے ہوئے ایک طرف کھڑا کیا۔۔۔حسین نے خون آشام نظروں سے اہلکار کو گھورا تھا۔۔

اس نے گھبرا کر حسین کا بازو دبوچ لیا اور خوفزدہ نظروں سے پولیس اہلکاروں کو دندناتے ہوئے دیکھا۔۔

" اچھے سے جانچ کرو۔۔خاص طور پر حسین صاحب کے کمرے کی "

انسپکٹر صاحب اہلکار سے ہتھ کڑی لے کر اسکی طرف بڑھا۔۔

" نہیں.. مت لے جائو میرے حسین کو اس نے کچھ نہیں کیا !! "

مسز شہروز نے بیچ میں آکر انسپکٹر صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔

" مام۔۔۔پلیز۔۔!!یہ کیا کر رہی ہیں آپ ؟ "

وہ تڑپ اٹھا۔۔

" انسپکٹر صاحب پھپھپو ٹھیک کہہ رہی ہے حسین اسے کیسے قتل کر سکتا ہے راحم راحیل اسکا بہت اچھا دوست تھا "

آبش آنسوئوں کے بیچ روتے گریہ زاری سے گویا ہوئی۔۔

" ارے بی بی ، آج کل دوستوں کو دشمن بنتے دیر نہیں لگتی، آپ ہمیں مت بتائیں ہمیں اپنا کام اچھے سے آتا ہے "

تیز چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

" پراسکیوٹر صاحب آپ تو قانون ہم سے زیادہ جانتے ہیں سنبھالیے اپنی مسز کو "

شہروز احمد نے انکے گرد بازو دراز کرکے ایک طرف کیا

" میرے حسین نے کچھ نہیں کیا ہے آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ، خدا کے لئے اسے مت لے جائیں "

انسپکٹر انکی فرہادیں سنی ان سنی کرتے ہوئے ہتھ کڑی لگا چکے تھے۔۔۔

" سنبھالو خود کو ثمینہ بیگم "

حسین کی خاموشی شہروز صاحب کے دل میں شک کی جڑوں کو مضبوط کر رہی تھی۔۔ان کی رہی سہی ہمت بھی ختم ہورہی تھی۔۔

" انسپکٹر صاحب ایک منٹ۔۔تم کچھ بولو نا۔۔پلیززز

کچھ تو کہو۔۔کہہ دو کہ یہ تم نے نہیں کیا۔۔"

آبش احتجاجاً اسے جھنجھوڑنے لگی۔۔۔

" تم مام کا خیال رکھنا آبش "

آنکھ سے ایک آنسو لڑھک کر گالوں بہہ گیا۔۔آبش کا دل ٹھہر سا گیا۔۔آس پاس کے تمام منظر دھندلا گئے۔۔کچھ دکھائی دے رہا تھا تو صرف اتنا کہ حسین اس سے دور جا رہا تھا۔۔۔دھاڑ کی آوز پر وہ بوکھلا کر متوجہ ہوئی۔۔ماموں کچھ کہہ رہے تھے۔۔شاید وہ کہہ رہے تھے کہ ایمبولینس کو فون کرو۔۔پھپھو بے ہوش ہو چکی تھی۔۔وہ حواس باختہ ہوکر کریڈل کی طرف دوڑی۔۔۔

****

" تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو اس قسم کے تحائف دینے کی، کب سے چل رہا ہے یہ سب ؟ بتائو مجھے کب سے تم میری آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہو۔۔"

اس نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان چلا کر پوچھا۔۔

" جب سے میں نے اسے دیکھا ہے تب سے "

یسر نے بے باکی سے کہا سن کر سعیر کا خون کھولنے لگا۔۔

" تم میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچو گے آج "

اس نے گن نکال لی۔۔

یسر اک پل کے لئے ٹھہر سا گیا۔۔اسے اندازہ نہیں تھا بغیر سوچے سمجھے اٹھایا گیا قدم اسکے لئے وبال جان بن جائے گا۔۔وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ سعیر سلطان نے اس پر نشان تاک کر گولی چلا دی۔۔ ٹھاء کی آواز کے ساتھ لمحے بھر کے لئے سکوت سا چھا گیا ... سرخ سیال اسکے کندھے سے بہتا ہوا شرٹ کو بگھونے لگا۔۔وہ ہوش خرد سے بیگانہ ہوکر لڑکھڑا کر زمین بوس ہو گیا ...

ڈاکٹر کے کمرے سے نکلتے ہی اس نے بے تابی سے سوال کیا۔۔

" نیلی کیسی ہے ڈاکٹر ؟ "

"شی از ایپسلیو ٹلی آل رائٹ۔۔مائنر سی چوٹیں آئیں ہیں ، میں بینڈج کردی ہے..آپ انکی غذا کا دھیان رکھیں۔۔پیشنٹ فیزکلی بہت ویک ہیں "

" ڈاکٹر صاب بی بی جی کو زیادہ چوٹ تو نہیں لگی نا ؟ ہم ان کو گھر لے جا سکتے ہیں ؟ "

نوری سے رہا نہیں جا رہا تھا۔۔بے تابی سے پوچھنے لگی

" جی ! انکے ہوش میں آنے کے بعد آپ انہیں یہاں سے لے جا سکتی ہیں "

" تھینک یو ڈاکٹر "

عینا نے سکون کا سانس لیا

" مولا سائیں کا لاکھ لاکھ شکر ہے بی بی جی ٹھیک ہیں۔۔۔میں تو شکرانے کے نفل ادا کروں گی عینا بی بی "

" اللہ کرے تمہارے نفل اس بے چاری کو اپنے جلاد بھائیوں سے بچا لیں "

عینا تلخی سے زیر لب بڑبڑائی۔۔نوری نے کن اکھیوں سے اسکا طمانیت بھرا چہرہ دیکھا۔۔جس ہمت سے وہ سعیر سلطان کے سامنے ڈٹ گئی تھی۔۔کوئی آنکھ اٹھانے کی بھی جرات نہیں کر سکتا تھا..اسکا اطمینان قابل داد تھا۔۔

قدموں کی چاپ پر دونوں نادانستہ متوجہ ہوئیں۔۔نوری نے جھک کر سلام کیا۔۔

" سلام سرکار "

"نیلی کیسی ہے "

عینا دیکھا ان دیکھا کر گئی۔۔جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو۔۔نوری عینا کی جانب دیکھنے لگی۔۔جو جان بوجھ کر اسے نظرانداز کر رہی تھی۔۔

"عینا میں تم سے پوچھ رہا ہوں نیلوفر کیسی ہے ؟ "

اس بار زرا زور دے کر سوال دہرایا۔۔

" میں تمہیں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی سائرس سلطان "

وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا کر بولی

" تمہیں ایک بات سمجھ نہیں آتی کیا ؟ "

اشتعال میں اسے کندھوں سے دبوچ کر اپنے سامنے کیا۔۔

وہ عینا ہی کیا جو کسی اکڑ سہے۔۔اس نے اب کی بار بے باکی سے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔

"ہاں نہیں آتی ، سمجھانا پسند کروگے "

سائرس پہلے ہی بھرا بیٹھا تھا اسکی کلائی کھینچتا ہوا ایک خالی کمرے میں لے آیا۔۔اور زور سے دروازہ بند کرکے اسکی طرف مڑا۔۔

"تمہارا مسلہ کیا ہے آخر ؟ ہیں ؟ کیوں بار بار مجھے غصہ دلا دیتی ہو۔۔ایک سیدھی سی بات سمجھ میں نہیں آتی تمہارے!! "

سائرس غصے سے بے قابو ہونے لگا۔۔تو وہ بھی غصے کی تیز تھی

" شرم آنی چاہیئے تمہیں۔۔کس قسم کے مرد ہو تم۔۔تمہاری بہن پر کوئی عورت الزام لگا رہی تھی ۔۔۔اسے مارا پیٹا جارہا تھا لیکن تم چپ کھڑے تھے۔۔اب جب وہ زخمی حالت میں پڑی ہے تو تمہاری محبت جاگ گئی بہن کے لئے "

" اپنا منہ بند رکھو تم۔۔یہ ہمارا آپسی مسلہ ہے ، بہتر ہو گا تم اس معاملے سے دور رہو "

وہ انگلی اٹھا کر بولا۔۔عینا کو بے جا طائو آنے لگا

" اچھا ہوا تمہارا اصل چہرہ وقت پر میرے سامنے آگیا۔۔جو شخص اپنی بہن کو زلیل ہوتا دیکھ کر خاموش رہ سکتا ہے۔۔وہ اپنی بیوی کے لئے کیا ہی آواز اٹھائے گا "

وہ اسکی دکھتی رگ دبا گئی۔۔سائرس نے انتہائی غصے سے اسکی کلائی دبوچ کر پیچھے کمر سے لگا دی۔۔

" شادی تو تمہاری مجھ سے ہی ہو گی .. اپنی بیوی کے لئے میں کیا کر سکتا ہوں کیا نہیں! یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا "

اسکی سانسوں کی تپش سے عینا کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا۔۔آہنی گرفت میں مچلتے ہوئے بڑبڑائی

" چھوڑو مجھے جلاد کہیں کے "

ضبط کے مارے اسکی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔۔

" آئندہ مجھے اس قسم کا طعنہ مت دینا ورنہ نتائج کی زمہ دار تم خود ہو گی "

اسے وارن کرکے اسٹریچر پر دھکیل کر جا چکا تھا۔۔عینا غصے اور بے بسی ہانپنے لگی۔۔سائرس کا یہ بے رحم انداز پہلی بار دیکھا تھا۔۔!!پتا نہیں زندگی ایسے کتنے رنگ دکھانے والی تھی۔۔

اس نے لب بھینچ کر اپنی کلائی پر چھپے انگلیوں کے سرخ نشانات دیکھے...

نیلوفر کی آنکھ اسٹریچر پر کھلی۔۔اس نے نظر دوڑا کر خالی کمرہ دیکھا اور پس ماندگی سے آنکھیں میچ لیں۔۔چند لمحے گزرنے کے بعد کمرے میں آہٹ ہوئی۔۔اس نے کوئی حرکت نہیں کی۔۔

" نیلی ؟ "

آواز جانی پہچانی تھی۔۔

" ادا۔۔؟ "

وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی..سائرس کے جھکے کندھے دیکھ کر اشک ندامت سے اسکی آنکھیں بھرا گئیں ۔۔

"کتنا مان اور بھروسہ تھا مجھے تم پر !! جس کا تم نے خون کردیا..کیوں کیا تم نے ایسا نیلی؟ "

اسکی آواز بہت مدھم تھی۔۔وہ بہت ٹوٹے ہوئے لگ رہے تھے پاشکستہ !!

الزام سن کر نیلوفر نفی میں سر ہلاتی اٹھ کر ان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔۔

" ادا میں نے کچھ نہیں کیا۔۔یقین کریں میں نے کچھ نہیں کیا "

وہ سسکیوں کے بیچ دہائیاں دے رہی تھی۔۔سائرس نے نظریں ہٹا کر دیوار پر مرکوز کرلیں۔۔وہ خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کررہا تھا۔۔

"میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ میں تمہیں فون لے کر دوں گا۔۔تم سے اتنا سا انتظار نہیں ہوا "

اسکا لہجہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔۔نیلوفر زندگی بھر اس نقصان کی بھرپائی نہیں کرسکتی تھی۔۔۔

اس نے روتے ہوئے سائرس کے سینے میں منہ چھپا لیا۔۔۔

" مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ میری لاڈلی بہن ایک ملازم کے ساتھ۔!!

شرمندگی خفت سے بات ادھوری چھوڑدی۔۔۔نیلوفر کے آنسوئوں میں شدت آگئی۔۔۔

" میں مانتی ہوں مجھ سے بہت بڑی بھول ہوگئی ہے ادا۔۔۔مجھے فون نہیں لینا چاہیئے تھا۔۔لیکن یسر کا اس میں کوئی قصور نہیں وہ بے گناہ ہے ،میں کسی اور !!!

" بسسسسسس "

وہ چیختا ہوا اٹھا۔۔برداشت کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا.. اسکے قدموں میں بیٹھی نیلوفر لڑکھڑا گئی۔۔

" تم ابھی بھی اس دو ٹکے کے ملازم کو ڈیفینڈ کر رہی ہو میرے سامنے ، میں یہاں تمہیں سننے آیا تھا ۔۔تاکے تم پر لگے الزاموں کو جھٹلا سکوں۔۔لیکن بس بہت ہوگیا۔۔میں اب سعیر ادا کو نہیں روکوں گا وہ جو چاہے اس ملازم کو سزا دیں اب میں انکے ساتھ ہوں "

انکی بے حسی پر نیلوفر ششدر رہ گئی۔۔۔

" ن۔۔نہیں۔۔۔اداااا رکیں س ، ادا ایسا مت کریں ..اداا..اداا!!

وہ رکا نہیں تھا... دروازہ بند کرکے جا چکا تھا۔۔

" بی بی جی اٹھیں ، چھوٹے سرکار جا چکے ہیں ! "

نوری کو رہ رہ کر اس سے ہمدری ہورہی تھی۔۔

" نوری ادا کو سجھائو میری جان لے لیں۔۔کسی معصوم کی جان نہ لیں میری وجہ سے ، وہ بے قصور ہے اسکا کوئی قصور نہیں بے گناہ ہے وہ۔۔نوری جائوو نااا کہو ان سے۔۔۔!!"

وہ نڈھال سی ہوکر اسکی بازوئوں میں لڑھک گئی۔۔

" بی بی جی سنبھالیں خود کو !! اس وقت کوئی ہماری بات پر یقین نہیں کرے گا "

نوری خود بھی رو پڑی تھی۔۔

" آپ یہیں رکیں ، میں عینا بی بی کو بلا کر لاتی ہوں "

اسے اسٹریچر کے حوالے کرکے عینا کو بلانے دوڑی تھی۔۔۔

ٹی وی ، میڈیا ، نیوز چینل میں راحم راحیل کی اچانک موت سے کہرام سا مچ گیا تھا۔۔پراسیکیوٹر شہروز احمد کے بیٹے حسین شہروز کا نام قاتل کے طور پر لیا جا رہا تھا۔۔شہروز احمد کی سرکل میں سالوں سے بنائی گئی عزت پر سوالیہ نشان لگ چکا تھا۔۔انہوں نے تنگ آکر اپنا فون سوئچڈ آف کر دیا تھا۔۔

ثمینہ بیگم کی طبیعت انہیں الگ ازیت دو چار کر رہی تھی۔۔ایک خدشہ بار بار انہیں کچوکے لگا رہا تھا ۔۔

حسین خاموش کیوں تھا ؟ اس نے اپنی صفائی میں کچھ کہا کیوں نہیں۔۔؟؟؟

راحم راحیل اور حسین کے جھگڑے کوئی ڈھکے چھپے نہیں تھے۔۔۔گزشتہ ایکسیڈنٹ میں وہ موت کے منہ سے واپس آیا تھا۔۔کہیں حسین نے اس وار کے جواب میں تو راحم راحیل کو۔۔۔!!

نہیں۔۔نہیں حسین غصیلا اور جذباتی ضرورت ہے مگر اس حد تک نہیں جاسکتا۔۔!!

انہوں اس خیال کو جھٹکا۔۔وہ خدشات کے الٹ پلٹ میں اتنی بری طرح الجھے ہوئے تھے ڈاکٹر کی آواز ہی نہ سن سکے۔۔

" ڈاکٹر صاحب میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں "

آبش نے افسردہ سی نگاہ ان پر ڈالی۔۔وہ کتنے کمزور اور شکست خوردہ لگ رہے تھے۔۔۔

نیلوفر بہت خوفزدہ ہوچکی تھی اسے بار بار پینک اٹیک ہونے لگے تھے۔۔۔عینا اکیلے اسے ہینڈل نہیں کر پارہی تھی۔۔اسے لئے وہ اسے حویلی لے آئی۔۔

اس نے اتنے بے حس لوگ نہیں دیکھے تھے جو ایک فون اور چند جھوٹی سچی باتوں پر یقین کرکے اپنے خونی رشتوں کو پل میں پرایا کر چکے تھے۔۔

سعیر مضطرب انداز میں باغیچے میں ٹہل رہا تھا ان پر نظر پڑتے ہی بھوکے شیر کی طرح دھاڑا تھا۔۔

" یہ یہاں کیوں آئی ہے "

نیلوفر انکے غصے سے پہلے ہی بہت ڈری ہوئی تھی۔۔وہ عینا کی اوٹ میں ہوگئی۔۔

" بی ہیو یور سیلف۔۔اگر تم نے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں پولیس کو کال کرلوں گی " عینا نے دھمکی دی

" تم اپنا لیکچر بند کرو اور ہٹو یہاں سے "

وہ کھا جانے والی نظروں سے نیلوفر کو گھورنے لگا۔۔اسے یسر پر گولی چلانے کا رتی برابر ملال نہیں تھا۔۔اسے دیکھ کر تو اور غصہ آرہا تھا۔۔۔

عینا نڈر ہوکر اسکے ساکنے ڈٹ گئی تھی

" ہمت ہے تو ہٹا کر دکھائو ،،نوری تم نیلوفر کو اسکے کمرے میں لیکر جائو۔۔"

"یہ کہیں نہیں جائے گی "

وہ جنونی انداز میں نیلوفر کی طرف لپکا۔۔مگر عینا نے اسکا راستہ روکا۔۔

" میں نے کہا نوری جائو یہاں سے "

اب کی بار وہ اتنا زور سے چیخی کہ سعیر بھی ٹھہر گیا۔۔نوری فٹافٹ اسے اندر لے گئی۔۔

" تم میری چھوٹی بہنوں کی طرح ہو میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں لیکن اب بس بہت ہو گیا۔۔"

" چھوٹی بہن کا تو لحاظ کیا نہیں تم نے!!۔۔بولنے سے رشتے نہ ہی بنتے ہیں اور نہ ہی ٹوٹتے ہیں سعیر سلطان۔۔اگر بھائی تمہارے جیسے ہوتے ہیں تو میں بہت خوش ہوں کہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے "

" زبان سنبھال کر بات کرو عینا "

غصے کے سبب اسکی آواز کپکپانے لگی۔۔

" تم اپنا گھمنڈ سنبھالو۔۔یہ جو بہن کے نام پر تمہاری غیرت ابل ابل کر باہر آرہی ہے۔۔بیوی کی باری میں کیوں ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔۔۔وہ بھی تو راتوں کو باہر رہتی ہے۔۔اسکی خبر لی تم نے۔۔۔!!!"

وہ غصے میں بہت غلط انکشاف کر چکی تھی۔۔سعیر بلبلا اٹھا

" کیا بکواس کر رہی ہو تم ؟ "

سعیر نے جبڑے بھینچ کر کہتے ہوئی اسکا بازو جھنجھوڑا

" سچ کہہ رہی ہوں سعیر سلطان "

وہ دوبدو اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔چونکہ بات کھل چکی تھی۔۔وہ اب مکر نہیں سکتی تھی۔۔

سعیر کو چپ لگ گئی۔۔عینا نے بری طرح اسکا ہاتھ جھٹک کر خود کو آزاد کرتے ہوئے کہا۔۔

" اپنی بیوی پر بھی نظر کرم کرلینا۔۔کہیں تمہاری لو میرج ریوینج میرج میں نہ تبدیل ہو جائے "

چبا چبا کر کہتی وہاں سے جا چکی تھی۔سعیر ساکت رہ گیا۔۔

اس نے عینا کی باتوں کو اتنا زہن پر سوار کرلیا تھا کہ بے چینی بعث اسکا دم گھٹنے لگا۔۔

" کہیں تمہاری لوو میرج ریونج میرج میں نہ تبدیل ہوجائے"

عینا کی آواز بار بار اسکے زہن میں بازگشت کر رہی تھی۔۔

" کیا مطلب ہوسکتا ہے اس بات کا ؟ "

اس نے بے چینی سے کروٹ بدلی۔۔۔اسکے پہلو میں سکون سے لیٹی نیناں خواب و خروش کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔دل چاہ رہا تھا اسے جھنجھوڑ کر رکھ دے۔۔

نیلوفر کی طرف سے وہ الگ پریشان تھا۔۔

نیناں کسمسا کر اٹھ بیٹھی۔۔

اس لمحے سعیر نے سرعت سے آنکھیں بند کرکے خود سویا ہوا ظاہر کیا۔۔وہ چپکے سے اٹھی۔۔اور اسکے قریب آئی۔۔شاید دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ سویا ہے یا نہیں ؟؟

سعیر سب محسوس کرسکتا تھا۔۔

پھر دبے دبے قدم اٹھاتی کمرے کے دوسرے دروازے سے نکل گئی۔۔سعیر اٹھ بیٹھا۔۔

وہ عینا کی باتوں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اپنے بڑھتے قدموں کو روک نہیں پایا۔۔!!

نیناں کو رات کے اس پہر حویلی کے دوسرے حصے میں جاتے دیکھ کر وہ از حد حیران ہوا۔۔!!

قدم خود بخود اٹھ رہے تھے۔۔وہ روکنا نہیں چاہتا تھا۔۔اسکے پیچھے پیچھے گھپ اندھیرے اور سنسان کمرے میں چلا آیا۔۔ایکدم اسکے قدم رک گئے۔۔آنکھیں زور سے میچ کھولیں۔۔

اس نے اتنا بھیانک منظر دیکھا کہ آنکھوں پر یقین کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔وہ کئی لمحے اندھیرے میں بے حس و حرکت کھڑا رہا۔۔انکشاف ہی اتنا دہلا دینے والا تھا۔۔۔

یہاں تک کہ اندھیرے کمرے میں آگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔۔نیناں جھوم جھوم کر ہونٹوں ہی ہونٹوں کچھ بڑبڑاتی ہوئی لوازم آگ میں جھونک رہی تھی۔۔جس سے آگ کے شعلے بھڑک کر آسمان سے باتیں کرنے لگتے۔۔ایسی ہی آگ اسکی آنکھوں میں جل رہی تھی۔۔۔جو اب سعیر سلطان کے دل تک پہنچ چکی تھی۔۔۔وہ دبے قدموں جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس لوٹ گیا۔۔

دیوان خانے میں اس قدر خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ سوئی بھی گرتی تو شور واضع سنائی دیتا۔۔۔

سلطان صاحب غصے سے بھرے بیٹھے تھے۔۔۔

دادا سرکار تو انہیں بیٹی کی حرکت کا زمہ دار بھی نہ ٹھہرا سکے۔۔چونکہ وہ بھی اس فیض سے گزر چکے تھے۔۔۔اس لئے ان کے لب مہر بند تھے۔۔شاید لعل حویلی کی قسمت ایسی تھی۔۔یاں پھر کسی کی بد دعائیں حویلی کے زوال پذیر ہونے کا موجب تھیں۔۔

حالات ایسے تھے کہ وہ کئی مصیبتوں کا سامنا ایک ساتھ کررہے تھے اسلئے نیلوفر کے مسئلے کو اتنی اہمیت نہیں دی۔۔انہیں سب سے زیادہ سعیر کی پرواہ تھی۔۔وہ کسی بھی حال میں نیناں نامی سے بلا سے چھٹکارا چاہتے تھے۔۔

اب یہ بچے والا نیا ڈرامہ ان کی سمجھ میں اب تک نہیں آیا تھا..!!!

دادا سرکار نے ایک نظر خاموش بیٹھے دونوں بھائیوں پر ڈالی۔۔انکی نسبت سلطان کی رگیں تنیں ہوئی تھی۔۔۔

وہ گلا کنگھار کر مخاطب ہوئے..

" جو ہونا تھا ہو چکا۔۔اس ملازم کو جہاں مار کر پھینکا تھا وہاں سے ڈھونڈ کر لائو اور نیلوفر کو اس کے ساتھ خاموشی سے رخصت کردو۔۔اس سے پہلے خاندان میں ہماری عزت کا تاشہ بنے "

" لیکن بابا آپ اسے ایسے کیسے معاف کر سکتے ہیں ، اور اس دو کوڑی کے ملازم سے نکاح!! ہرگز نہیں ، میں یہ نہیں ہونے دوں گا "

سلطان صاحب کی انا اور غیرت دونوں کو گوارا نہیں تھا۔۔سائرس کو باپ کی بے حسی پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔

" تو کیا چاہتے ہو تم ؟؟؟ اسکے خون سے اپنے ہاتھ رنگ لیں ہم ، بھولو مت تمہارے اسی غصے نے تمہارے ہاتھوں سے تمہاری بہن کو قتل کروایا ہے "

دادا سرکار نے گرج کر برسوں پرانا راز ان کے سامنے فاش کر ڈالا

" آپ بھی اس قتل میں اتنے ہی شامل ہیں بابا سائیں۔۔

میں نے اسے مارنا نہیں چاہا تھا۔۔لیکن آپ نے اسے زندہ بھی نہیں چھوڑا تھا "

" بسسسس "

کب سے خاموش سائرس چلا کر بولا۔۔یہ سب سن کر اسکا دل لہولہاں ہوچکا تھا۔۔

" بس کردیں آپ دونوں ، کس قسم کے مرد ہیں آپ لوگ !! دادا نے اپنی بیٹی کا خیال نہیں کیا ۔۔کم ازکم آپ تو اپنی بیٹی کا خیال کرلیں بابا۔۔وہ بھی انسان ہے۔۔سب سے بڑھ کر آپکا خون ہے ، آپکی بیٹی ہے! آپ کیسے اسکے بارے میں یہ باتیں کہہ سکتے ہیں "

اسکی آنکھیں ضبط کے مارے لال پڑ گئیں۔۔

" بس فیصلہ ہوچکا۔۔ہم مزید اس گناہ کی پوٹلی کو حویلی میں نہیں رکھیں گے۔۔۔فورا اس ملازم کے خاندان کو ڈھونڈو اور لڑکی کو رخصت کردو "

دادا سرکار نے فیصلے پر حتمی مہر لگادی ، ہمیشہ کی طرح !! بغیر ان کی رائے جانے ..

سلطان صاحب تلملا کر کمرے سے نکل گئے۔۔

سائرس ہارے ہوئے جواری کی طرح صوفے پر گر سا گیا۔۔۔سعیر ہنوز گم سم سا بیٹھا تھا۔۔وہ جیسے یہاں ہوکر بھی یہاں نہیں تھا۔۔۔

" یہ تم نے کیا کیا نیلوفر۔۔اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی برباد کرلی۔۔!!"

سائرس نے جلتی ہوئی آنکھیں بے دردی سے رگڑیں۔۔

" ادا ؟ "

سائرس نے اسے پکارا۔۔جس پر کوئی اثر نہیں پڑا۔۔اس نے دوسری بار کندھا جھنجھوڑ کر پوچھا

" اداا؟ آپ ٹھیک ہیں ؟ "

ہوں ، ہاں۔۔ٹھیک ہوں ! دادا سرکار ؟ بابا ؟ کہاں گئے ؟ "

وہ ہونکوں کی طرح پوچھنے لگا۔۔سائرس نے دل گیری سے جواب دیا

" فیصلہ سنا دیا ہے انہوں نے ، وہ چاہتے ہیں ہم نیلوفر کی شادی حویلی کے ملازم سے کردیں "

" نیلوفر نے یہ انتخاب اپنے لئے خود کیا ہے "

سعیر سرد مہری سے کہہ کر باہر نکل گیا۔۔

سائرس نے سر صوفے کی پشت پر گرا کر آنکھیں بند کرلیں۔۔۔دادا سرکار کے فیصلے پر اسکا دل رضا مند نہیں تھا۔۔!!لیکن مجبور تھا ، ان کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتا تھا۔۔۔

"کہاں مصروف ہو برخوردار؟ نظر نہیں آرہے !! "

وہ شام بھر سے حویلی سے غائب تھا۔۔اس وقت ساحل پر تھا جب دادا سرکار اسے کال کرکے پوچھنے لگے

وہ خاموش رہا۔۔کوئی جواب نہیں دیا!!

"تم بھی میرے فیصلے سے ناخوش ہو؟؟ "

دادا سرکار نے اسکی خاموشی کو دوسرے معنوں میں لیا۔۔

" آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا دادا ، وہ انسان نہیں ڈائن ہے "

اسکی آواز سن کر دادا سرکار کے پسینے چھوٹنے لگے۔۔

اسے کیسے پتا چلا!! وہ اس وقت یہی سوچنے لگے

"میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں دادا !! وہ ڈائن میری زندگی میں زہر گھولتی رہی ، میرے جذباتوں کا میرے دل خون کردیا اس عورت نے ، وہ میری بیوی کہلانے کے لائق نہیں ہے۔۔بتائیں مجھے کب سے جانتے ہیں آپ !! "

" اول تو جادو ٹونے والی باتیں سن کر تم میرا یقین نہیں کرتے ، میں چاہتا تھا تم یہ حقیقت اپنی سے دیکھو ، تاکہ تمہیں یقین آ جائے۔۔۔مجھے بھی یہ سب شاہ صاحب نے اپنے علم کے ذریعے بتایا تھا ، یقین مانو میرے لخت جگر ، میں تمہارے غصے سے ڈرتا تھا کہ تم غصے میں کوئی انتہائی قدم نہ اٹھا لو ،

ہمیں اس شاطر عورت کا مقابلہ سوچ سمجھ کر کرنا ہے، تاکہ وہ ہمیں مزید نقصان نہ پہنچا سکے۔۔اور یہ سب شاہ صاحب کی مدد سے ہی ممکن ہو گا ، تم سب میرا ساتھ دو سعیر ،اسکے بغیر یہ ممکن نہیں ہو گا"

" مجھ سے یہ نہیں ہو گا دادا، میں اک پل بھی اس عورت کا وجود برداشت نہیں کر سکتا اپنی زندگی میں "

"اپنی ہونے والے بچے کے بارے میں سوچو میرے شیر ، جب تک ہمارا پورا اس دنیا میں نہیں آجاتا ہے تمہیں یہ کھیل جاری رکھنا پڑے گا ، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اس کے بعد میں خود اس عورت کو تمہاری زندگی سے باہر نکال پھینکوں گا "

وہ جانتے تھے بچے والا ڈرامہ سراسر جھوٹ تھا۔۔لیکن سعیر کو روکنے یہی واحد حل تھا۔۔ورنہ وہ ان کا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیتا۔۔

اس نے بے بسی اور لاچارگی سے سرد آہ ہوائوں کے سپرد کی۔۔دو عورتیں آئیں تھیں اسکی زندگی میں ، سرینہ اور نیناں ..دونوں ہی نے اسے برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔۔

اس نے سلگتی ہوئی آنکھیں زور سے مسل ڈالیں

آج پھر ان آنکھوں نے رت جگے کا عزاب سہا تھا۔۔۔۔

صبح ہونے میں کچھ ہی لمحوں فاصلہ رہ گیا تھا۔۔حویلی واپس جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔

ایسا لگ رہا تھا دنیا بھر کی بے چینی نے ایکا کرکے اسکے قلب میں گھر بسا لیا تھا۔۔سانس در سانس، لمحہ بہ لمحہ ،دن بہ دن ، وہ اس دلدل میں دھنستا ہی جارہا تھا۔۔

اب تو تھکنے لگا تھا۔۔ان سوچوں سے، زندگی سے ،خیالوں سے، خود سے۔۔۔اس نے تاروں کو گھورتی آنکھیں ہٹالیں۔۔۔بونٹ سے چھلانگ لگا کر اترا۔۔اور جیپ کی سیٹ پر آرام دہ انداز میں لیٹ کر آنکھیں موند لیں۔۔۔

پریشاں رات ساری ہے، ستارو تم تو سو جاؤ
سکوتِ مرگ طاری ہے، ستارو تم تو سو جاؤ
ہنسو اور ہنستے ہنستے ڈوبتے جاؤ خلاؤں میں
ہمیں پر رات بھاری ہے، ستارو تم تو سو جاؤ
ہمیں تو آج کی شب پو پھٹے تک جاگنا ہو گا
یہی قسمت ہماری ہے، ستارو تم تو سو جاؤ
تمہیں کیا! آج بھی کوئی اگر ملنے نہیں آیا
یہ بازی ہم نے ہاری ہے، ستارو تم تو سو جاؤ
کہے جاتے ہو رو رو کر ہمارا حال دنیا سے
یہ کیسی رازداری ہے، ستارو تم تو سو جاؤ
ہمیں بھی نیند آجائے گی ہم بھی سو ہی جائیں گے
ابھی کچھ بے قراری ہے، ستارو تم تو سو جاؤ

.

| قتیل شفائی |

" بی بی جی ؟ بی بی جی ؟ "

" ک۔۔کیا ہوا نوری ؟ "

اس نے یکبارگی سے نوری کو دیکھا۔۔جسے تاثرات کسی انہونی کی پیش گوئی کر رہے تھے۔۔

"بی بی جی میں نے خود دیوان خانے میں دادا سرکار کو بات کرتے سنا۔۔وہ کہہ رہے تھے کہ۔۔!!"

نوری نے رک کر اسے دیکھا۔۔

" کیا ؟ کیا کہہ رہے تھے ؟ "

اس نے بے تابی سے پوچھتے ہوئے نوری کو جھنجھوڑ ڈالا

" انہوں نے یسر کو مار کر کہیں پھینک دیا ہے "

اسکے دل کی دھڑکن تھم سی گئی۔۔

" ہاہہہ ، یہ کیا ہوگیا ! "

لبوں پر سختی سے ہاتھ جماتے ہوئے چیخوں کا گلا گھونٹا تھا۔۔صدمہ اتنا شدید تھا کہ اسے ہوش ہی نہیں رہا۔۔اسکی وجہ سے کسی بے گناہ کی جان جا چکی تھی۔۔

" نیناں بی بی آپ !! "

نوری راستہ چھوڑ ایک طرف ہوگئی

" تم کمرے سے باہر جائو ، مجھے نیلوفر سے کچھ بات کرنی ہے۔۔!!"

نیناں کی رعبدار آواز پر نوری اثبات سر ہلاتی وہاں سے ہٹ گئی۔۔

" دیکھ لیا تم نے مجھ الجھنے کا انجام نیلوفر سلطان! "

اس کی بے بسی پر مسکراتے ہوئے فاتحانہ انداز میں گردن اکڑا کر بولی

نیلوفر چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔یکسوئی سے دیکھنے لگی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔۔نیلوفر کے اعصاب چٹخے

" آپ نے میرے ساتھ جان بوجھ کر کیا ہے نا یہ سب؟ تاکہ میں وردان کی نظروں میں گر جائوں !! "

وہ ابھی بھی پورے سچ تک رسائی حاصل نہیں کر سکی تھی

اسکے منہ سے یہ بات سن کر نیناں بوکھلائی ضرور تھی۔۔لیکن ظاہر نہیں کیا۔۔ابھی تو کھیل شروع ہوا تھا۔۔ابھی سے سارے پتے نہیں کھول سکتی تھی۔۔

" تمہیں ایک فیملی دیکھنے آرہی ہے شام کو ، ڈھنگ سے تیار ہوجانا۔۔"

لہجہ پرسکون اور چاشنی سے لبریز تھا۔۔اسکی زندگی میں زہر گھول کر وہ کتنی مطمئن تھی۔۔

" میں کسی سے نہیں ملوں گی سنا آپ نے "

وہ اشتعال میں آچکی تھی۔۔جانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی۔۔۔اگلے ہی پل اسکی چٹیا نیناں کی ظالم پکڑ میں تھی۔۔

" کمینی بدزات۔۔وردان کے خواب دیکھنا چھوڑ دے۔۔میں کسی صورت وردان کو تمہارا نہیں ہونے دوں گی۔۔نفرت ہے مجھے تم سب حویلی والوں سے "

نفرت سے پھنکارتے ہوئے اسے دور دھکیلا۔۔

" میں سب کو آپ کی اصلیت بتادوں گی۔۔حویلی میں بھی اور وردان کو بھی۔۔۔دیکھنا آپ کو۔۔!!"

آآآئوچھ۔۔۔!!

نیناں اسکی گردن جکڑ چکی تھی۔۔

نیلوفر کے الفاظ لبوں پر ہی دم توڑ گئے۔۔آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھیں۔۔

"اگر تم نے کسی کے سامنے وردان کا نام بھی لیا تو میں تمہارے پورے خاندان کا نام و نشان مٹا دوں گی۔۔میں کیا چیز ہوں اسکا تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے۔۔"

وہ لفظ بہ لفظ چبا چبا کر اسے جتاتی گئی۔۔

نیلوفر ساکت و جامد رہ گئی۔۔۔وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگی۔۔یہ کونسا روپ تھا ان کا ؟؟

یہ کیسی نفرت تھی جو محبت میں لپیٹ کر سب کی موت فرمان جاری کرنے والی تھی۔۔اسکا دماغ ان باتوں کو قبول نہیں کر پارہا تھا۔۔دو ہی دنوں میں اتنا سب ہوگیا تھا کہ اسکا کرچی کرچی وجود مزید زخم سہنے کی سکت نہیں رکھتا تھا۔۔۔وہ کھڑے کھڑے تیورا کر اسکے قدموں میں ہی زمین بوس ہوگئی۔۔

" بی بی جی "

نوری کی چیخ پر نیناں نے رخ موڑا۔۔اور سفاکی سے کہنے لگی۔۔

" اسے چھوڑو اور جا کر شام کے لئے تیاریاں کرو خاص مہمان آرہے ہیں نیلوفر کو دیکھنے "

نوری لاچاری سے سر ہلا کر رہ گئی

" یہ کیسی لڑکی پسند کی ہے تم نے وردان ؟ "

لہجے میں بے تحاشا تاسف تھا

"کیوں؟ کیا ہوا انا ؟ "

پر تجسس انداز میں سوال کیا گیا۔۔

" ایسی بدکردار لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔۔حویلی کے ملازم کے ساتھ چکر چل رہا تھا اسکا ۔۔ساری ساری رات فون پر باتیں ہوتی تھی۔۔وہ تو اس رات میں کسی کام سے بی بی کے کمرے میں گئی ، دیکھا تو محترمہ حویلی کے ملازم ڈرائیور سے عشق لڑا رہی تھی "

" پھر انا؟؟؟ "

" پھر کیا!! حویلی میں سب کو پتا چل گیا۔۔سعیر نے اس لڑکے کی خوب دلائی کی۔۔اس نے منٹوں میں سب اگل دیا۔۔کیسے وہ اسے کالج کے بہانے سیر سپاٹوں پر لے جایا کرتا تھا"

وردان ششدر رہ گیا۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا

" کیا نیلوفر واقعی ایسی ہے انا؟ "

نیناں نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔

" میری جان تم اس قسم کی لڑکیوں کو نہیں جانتے۔۔

خیر چھوڑو۔۔اب تو اسکا بھانڈا پھوٹ چکا ہے سب کے سامنے۔۔میں اب ہرگز تمہارے منہ سے اسکا نام نہ سنوں۔۔ایسی بدچلن لڑکی کی تمہاری زندگی میں کوئی جگہ نہیں, بھول جاؤ نیلوفر کو !! "

دوسری طرف مستقل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔

" وردان تمہیں لگتا ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں ؟ "

اس نے اموشنل بلیک میلنگ کا سہارا لیا۔۔وہ بس کسی طرح وردان کو نیلوفر کی زندگی میں شامل نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔۔

" مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے انا "

سن کر اسکا اطمینان لوٹ آیا۔۔

" تو پھر کچھ بول کیوں نہیں رہے ؟ "

" آپ میرے لئے ماں کا درجہ رکھتی ہیں انا۔۔بس آپ نے کہہ دیا۔۔اور سمجھیں میں بھول گیا نیلوفر بھی کوئی ہوا کرتی تھی میری زندگی میں "

اس نے سفاکی سے کہا

" شاباش۔۔میرے شیر ، مجھے تم سے یہی امید تھی "

وہ سن کر یک دم خوش ہوگئی۔۔اور کہنے لگی

" دیکھنا میں نیلوفر سے بھی زیادہ خوبصورت۔۔۔"

ٹون ٹوں کی آواز پر اسکی چلتی زبان کو بریک لگی۔۔

فون کان سے ہٹا کر دیکھا تو وردان کال کاٹ چکا تھا۔۔

" عجیب لڑکا ہے "

اس نے بڑبڑاتے ہوئے فون ٹیبل پر رکھا۔۔اور آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔مسرور سے انداز میں برش اٹھا کر اپنے لمبے سیاہ بالوں میں گھمانے لگی۔۔۔

اسے فخر تھا اپنی قابلیت پر اور ناز تھا حسن پر۔۔سب اسکی مٹھی میں تھا۔۔وہ چاہتی تو حویلی والوں کو اپنے قدموں میں لے آتی۔۔لیکن وہ انہیں پل پل تڑپانا چاہتی تھی۔۔جب تک اسے دی گئی ازیتوں کا بدلہ نہ مل جاتا۔۔۔

شازم ماموں بتاتے تھے کہ جب اسکی مما کا انتقال ہوا تو انکی ناگہانی موت کا بہت صدمہ اور دکھ پہنچا تھا۔۔کیونکہ نانا (امان) بھی اس ایکسیڈنٹ میں موقع پر جان بحق ہوگئے تھے۔۔

لیکن لعل حویلی والوں کو کوئی افسوس نہیں تھا۔۔

وہ بڑے موثوق انداز سے اپنی بیٹی (رفعت) کے شادیانے بجا رہے تھے۔۔ایکسیڈنٹ کے پورے ایک دن بعد وہ

سماج کی خاطر ہی جنازے میں بھی شریک ہوئے تھے۔۔۔لیکن وہ تب بہت چھوٹا تھا۔۔

اس ایکسیڈنٹ نے اسکے دماغ پر بہت گہرا اثر کیا تھا۔۔

وہ بہت چپ چپ رہنے لگا تھا۔۔

اسکا باپ اسے چند عرصے کے لئے یہاں چھوڑ گیا۔۔

تب نیناں نے اسکی زمہ داری سنبھال لی۔۔بلاشبہ اس نے وردان کی تربیت بہت اعلی طریقے سے کی تھی۔۔

لیکن اس کی اک بات سے شازم کو سخت اختلاف تھا

اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ، ہنستے کھیلتے وہ

اسے یہی بات یاد دلاتی کہ اسے حویلی والوں سے نفرت ہے۔۔شدید نفرت !!

کیونکہ وہ میرے باپ اور تمہاری ماں کے قاتل ہیں۔۔

اسکے ننھے دماغ میں کہیں یہ بات فکس ہوکر رہ گئی تھی۔۔جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا جا رہا تھا اسکے دل میں نفرت پروان چڑھتی جارہی تھی۔۔

وہ بھی حویلی والوں کو اپنی ماں اور نانا کا قاتل سمجھنے لگا تھا۔۔انہیں ہنستا کھیلتا اپنی زندگی میں خوش دیکھتا تو اسے آنا کے آنسو ، ان کی آہیں ان کی کراہیں

یاد آنے لگتے۔۔۔وہ آنا سے بہت محبت کرتا تھا

جبکے شازم ماموں اسے سخت ناپسند تھے جو ہر وقت آنا کی مخالفت کرتے رہتے تھے۔۔وقت یونہی گزرتا گیا

ایک دن اس نے نیلوفر کو دیکھا۔۔وردان اس کالج میں سیکنڈ میں پڑھتا تھا۔۔۔

نیلوفر پہلی نظر میں ہی اسے بہت معصوم اور بھولی بھالی سی لگی تھی۔۔لیکن اسکی نفرت نیلوفر کی معصومیت سے کہیں زیادہ تھی۔۔۔

اپنے سینے میں پروان چڑھتی نفرت اور بدلے کی آگ اسے بار بار مجبور کر رہی تھی۔۔وہ جب جب اس لڑکی کو دیکھتا اسکے دل میں لگی آگ شعلوں کے مانند بھڑکنے لگتی۔۔

انہی دنوں کی بات تھی۔۔اچانک آنا نے گھر میں سب کو بتایا کہ وہ سعیر سلطان سے شادی کرنا چاہتی ہے۔۔

انہی دنوں سعیر سلطان کے شادی شدہ ہونے کی خبریں بھی خاندان میں گردش کر رہی تھیں۔۔جسکے باوجود نیناں شادی کے فیصلے پر اٹل تھی۔۔

اسے بہت تائو آیا انکے فیصلے پر۔۔۔وہ ایسا کیسے کرسکتی تھی۔۔!!

اسے نفرت کے راستے پر چلا کر خود سعیر سلطان سے محبت کر بیٹھیں تھی۔۔۔!!

یہ معاملہ کئی دن تک چلتا رہا۔۔شازم ماموں جنہیں اس شادی سے اختلاف تھا وہ بھی اچانک ہی مان گئے۔۔

پتا نہیں کیوں ؟ کیسے ؟

اور چند دنوں بعد آنا بیاہ کر حویلی چلی گئی۔۔

وہ بہت رویا تھا انکی رخصتی پر۔۔انکے فیصلے پر ناراض بھی تھا۔۔لیکن انکی خوشی کی خاطر مان گیا۔۔

آنا کی شادی کے بعد وہ کبھی ان سے ملنے حویلی نہیں گئے تھے۔۔۔وہ خود کبھی چکر لگا لیا کرتی۔۔اور فون پر روابط تو رہتے ہیں تھے۔۔

زندگی پھر سے اپنی ڈگر پر چلنے لگی۔۔انا شاید حویلی والوں کو اپنا چکی تھی۔۔مگر وہ اپنی ماں کا خون معاف نہیں کر سکتا تھا۔۔عرصہ گزر جانے کے بعد ایک دن وہ بھولی بھالی صورت والی لڑکی اسے پھر سے نظر آئی تھی۔۔

وہ یکسوئی سے بس اسے گھورے جارہا تھا۔۔

دل چاہ رہا تھا اٹھ کر اسکا گلا دبا دے۔۔

اُس نے بھی مڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔اور شاید وہ گھبرا گئی تھی۔۔اس لئے وہاں سے چلی گئی۔۔

اگلے دن وہ پرنسپل کے آفس کے باہر انتظار کر رہا تھا۔۔اتفاق سے پھر وہ وہیں کھڑی تھی۔۔اور وردان نے اس اتفاق کو موقع میں بدلنا دیا۔۔۔بدلے کی آگ بجھانے کا قدرت اس سے زیادہ حسین موقع نہیں فراہم کر سکتی تھی

اس دن اسکی نظروں کا زاویہ بدل گیا تھا۔۔اس نے خالص نفرت پر محبت کی پرت چڑھا کر نیلوفر سلطان کو بدلے کا نشانہ بنانے کے لئے محبت کا ڈھونگ رچایا۔۔وہ حد سے زیادہ بیوقوف تھی۔۔اسے لوگوں سے ڈیل تک نہیں کرنا آتا تھا۔۔وہ اسے محبت کے نام پر اتنی ازیت دینا چاہتا تھا کہ نیلوفر سلطان خود اپنے گھٹنوں پر بیٹھ کر اس سے موت کی بھیگ کی مانگے۔۔

****

اور پھر تو اس لڑکی نے اسے بری طری چونکا دیا۔۔

اگلے دن وہ اپنی دوست کو لے آئی۔۔

اس سے زیادہ بیوقوفی کی بات اور کیا ہوسکتی تھی۔۔

اسے معلوم تھا زلفی آنے ہی والا ہوگا۔۔اس نے انہیں چند زو معنی جملوں میں اتنا الجھا دیا کہ وہ اصل بات کر ہی نہ سکیں۔۔ایک بار نیلوفر کو حویلی کا کوئی دوسرا ڈرائیور لینے آیا۔۔اس ڈرائیور کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا اس کے انداز میں نیلوفر کے لئے احترام سے زیادہ کچھ اور بھی ہے۔۔شاید وہ اسے پسند کرتا تھا۔۔۔

مگر اسے کیا فرق پڑتا تھا بات آئی گئی ہوگئی۔۔

نیلوفر لگاتار تین دن تک کالج نہیں آئی تھی اس واقعے کے بعد شاید وہ بہت خوفزدہ ہوگئی تھی۔۔

لیکن اتنا کافی نہیں تھا وہ اسے ازیت سے تڑپتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔۔اسکے بعد وہ کچھ دن مصروف سا ہوگیا تھا۔۔نیلوفر کی طرف دھیان ہی نہیں جا پایا۔۔

لیکن جیسے ہی اسے موقع ملا۔۔اسنے نیلوفر سے اس انداز میں اظہار محبت کا ڈرامہ کیا کہ ایک پل کو تو وہ شاکڈ رہ گئی۔۔مگر وہ جانتا تھا۔۔نیلوفر اسے بارے میں سوچے گی ضرور۔۔کیونکہ حساس لوگوں پر محبت اور نفرت بہت جلد قابض ہوتی ہے۔۔

پھر ایک دن اس نے حویلی کی خاص ملازمہ کو موبائل شاپ پر فون خریدتے دیکھا۔۔وہ کسی لڑکے کے ساتھ تھی۔۔ان کے جانے بعد اس نے شاپکیپر سے کسی طرح سم کا نمبر نکلوا لیا۔۔نیلوفر کی زندگی جہنم بنانے کے لئے اسے کیا کیا کرنا پڑ رہا تھا۔۔۔ایک رات یونہی بیٹھے بیٹھے اس نے فون پر کال ملائی اور خوش قسمتی سے نیلوفر نے اٹھائی۔۔اسکی کپکپاتی اور شاکی آواز سن کر اسے بہت سکون ملا۔۔اتنا کافی نہیں تھا وہ اسے مزید ستانا چاہتا تھا۔۔لیکن پڑھائی کے جھملیوں اتنا الجھ گیا کہ ہفتہ بھر وقت نہیں مل سکا۔۔نیلوفر اس سے چھٹکارا پانے پر خوش ہورہی ہوگی۔۔اور اسے یہ قبول نہیں تھا۔۔اسی لئے وہ پہنچ گیا۔۔لیکن اسکی زبان سے لفظ 'ہراسمنٹ' سن کر تو جیسے اسے پتنگے لگ گئے۔۔وہ غصے سے بے قابو ہونے لگا۔۔دل چاہ رہا اسکا دماغ ٹھکانے لگا دے۔۔۔لیکن اس دن وہ اسے چکما دے کر بھاگ گئی تھی۔۔۔اسے اور غصہ آنے لگا۔۔کئی دنوں سے انا اس سے ملنے نہیں آئی تھی۔۔اس لئے اس نے حویلی جانے کا فیصلہ کیا۔۔اس دن وہ پہلی بار حویلی گیا تھا۔۔۔

سرخ پتھروں والی حویلی کے مکینوں کے دل بھی پتھر کے تھے۔۔ہر احساس سے عاری

کسی کی نظر اس پر نہیں پڑی۔۔وہ بچتا بچاتا آخر کار نیلوفر کے کمرے تک پہنچ گیا۔۔۔اسے دیکھ کر غصے کا ابال سا سینے میں اٹھنے لگا۔۔وہ گھبرا کر بھاگنے لگی مگر اس نے بے رحم گرفت میں اسے دبوچ لیا تھا۔۔

وہ روتی دھوتی اس سے فریاد کر رہی تھی۔۔

اسکی روح کو تسکین محسوس ہوئی۔۔وہ اس سے فون والے ٹاپک پر بات کرنا چاہتا تھا جو گزشتہ روز ادھوری رہ گئی مگر اس دن بھی نوری آگئی۔۔

وردان کو اسے چھوڑنا پڑا۔۔

انا اسے دیکھ کر حیران اور خوش ہوئیں تھی۔۔مگر انہیں شک نہیں ہوا۔۔

دن یونہی گزر رہے تھے نیلوفر اپنے اسی ڈرائیور کے ساتھ آنے لگی تھی۔۔جو اسے شروع سے ہی مشکوک لگتا تھا۔۔اس دن نیلوفر کی دوست نہیں آئی تھی۔۔اسکے پاس موقع تھا۔۔وہ اسے خالی کلاس روم میں لے گیا۔۔وہ اس کے سامنے رو رہی تھی۔۔۔منتیں کر رہی تھی۔۔اسے سکون مل رہا تھا۔۔ مگر پوری قوت سے لگنے والے دھکے نے اسکے اوسان خطا کر دئے۔۔اس دھان پان سی لڑکی نے اسے چوٹ پہنچا کر اپنا دفاع کیا اور وہاں سے بھاگ گئی۔۔

اسکا ہاتھ بری طرح سے زخمی ہو گیا تھا۔۔اسکے اندر تکلیف اور ازیت کا احساس بڑھ گیا۔۔شاید وہ غلط کر رہا تھا ایک معصوم لڑکی کو اپنی نفرت کا نشانہ بنا کر۔۔!!

پارک میں بیٹھے بیٹھے اسنے کئی گھنٹے گزار دیئے۔۔لیکن سوچ کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آیا۔۔اچانک ایک باتونی سی لڑکی آکر اس سے ہمدردی جتانے لگی۔۔لیکن اسکے پاس گن دیکھ کر وہ اس قدر گھبرائی کہ وردان کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی گئی۔۔بحرحال!!

اس دن کے بعد وہ احساس ندامت کے خیال کو بھی اپنے دل میں داخل ہونے نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ اس نے یہ کھیل جاری رکھنے کی خاطر نیلوفر کو پھول بھیجے اور موبائل فون گفٹ کے طور پر دیا۔۔اور

اس سے معافی بھی مانگ لی۔۔جانتا تھا حویلی میں اسے فون رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔۔اسے امتحان میں ڈال کر وہ بہت خوش تھا۔۔۔

اسے اگلی بار کال کرکے سیدھا ملنے کی شرط رکھی۔۔

نیلوفر بوکھلا گئی۔۔اس نے اسے گرج کر پوچھا مگر اس نے منع کردیا۔۔اسکا یہ گھمنڈ اسے بے ساختہ غصہ دلا گیا۔۔

وہ اسے کئی دن کال کرتا رہا تھا مگر اس نے نہیں اٹھائی۔۔پھر اس نے اسے کالج میں دیکھ لیا تھا۔۔اس جھوٹی اور نقلی تصاویر اسے بھیج کر یہ تاثر دینا چاہا کہ وہ خود خوشی کرنے والا ہے اسکے لئے۔۔اور اسکی سمجھ کے مطابق وہ بیوقوف چلی آئی اس سے ملنے۔۔اس نے اسے اپنے محبت کے جال میں پھانس لیا تھا۔۔وہ اندر ہی ہنسا تھا اس بیوقوف لڑکی پر۔۔!!

پھر تو جیسے وردان کا رویہ اس پر اثر کرنے لگا۔۔چاہے محبت ہو یا غصے۔۔!!

وہ اسکے لئے محبت بھرے جذبات رکھتی تھی۔۔وردان جان چکا تھا۔۔اس نے فیصلہ کرلیا تھا وہ اس بیوقوف سے شادی کرکے ساری زندگی ایک قید خانے میں بند رکھے گا۔۔اتنی ازیت دے گا کہ حویلی والوں کی روح کانپ جائے گی۔۔

اس نے انا کو نیلوفر سے شادی کے متعلق بتا دیا تھا۔۔وہ اسے سے ناراض ہوکر چلی گئی تھی ایک پل کو اسے فیصلے سے بڑھ کر خود پر افسوس ہوا۔۔وہ کیسے اپنی ماں اور نانا کے قاتلوں سے رشتہ جوڑ سکتا تھا۔۔

چاہے نفرت کی بنیاد پر ہی کیوں نہ ہو۔۔

اگلے دن انا کی کال آئی تھی۔۔

وہ کہہ رہی تھی کہ وہ مان چکی ہیں نیلوفر کی شادی اس سے کروانے کے لئے!! لیکن سعیر سلطان نہیں مان رہا۔۔وہ اسے منا ہی لیں گی وردان کی خاطر۔۔اس نے پھر ایک بار محبت بھرا لہجہ اپنا کر نیلوفر کو شادی کی خبر سنائی تھی۔۔لیکن اب !!!

اچانک انا کے منہ سے نیلوفر کے لئے بد چلن ، اور آوارہ جیسی باتیں سن کر وہ شاکڈ رہ گیا تھا۔۔اسکا انتقام کیسے پورا ہو گا اگر نیلوفر کی شادی کسی اور سے ہوگئی تو؟؟؟

" ماموں! انسپکٹر صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں "

آبش نے آکر پیغام دیا۔۔وہ سوچوں کی جمع تفریق میں گم سم تھے۔۔

" پراسیکیوٹر صاحب آپ کی فیملی کو بیان ریکارڈ کرانے ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن چلنا ہو گا "

"میری مسز کی طبیعت فلحال سٹیبل نہیں ہے۔۔اسلئے ابھی صرف میں چلوں گا۔۔آبش تم اپنی پھپھو کا خیال رکھنا "

" جی ماموں "

اس نے سر ہلایا۔۔

" حسین کو کچھ ہو گا تو نہیں نا ماموں ؟ پلیززز اسے چھڑا کر لے آئیں ماموں "

اسکی آواز بھیگ گئی۔۔ماموں اپنے تاثرات چھپائے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔ہاسپٹل کے باہر میڈیا رپوٹرز کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔۔۔شہروز احمد کے قدم تھم گئے۔۔

انسپکٹر سیف نے کن اکھیوں سے انکے تاثرات دیکھے۔۔

" چلیں ، پیچھے کے دروازے سے چلتے ہیں "

شہروز احمد اثبات میں سر ہلا کر انکی تاکید میں الٹے قدم اٹھانے لگے۔۔

" تم سے میں نے سرینہ محب کے بارے میں معلومات اکھٹی کرنے کو کہا تھا۔۔؟ کیا کیا تم نے اس بارے میں؟ "

" سرکار بس میں جا ہی رہا تھا اس ایڈریس پر پھر بی بی والا معاملہ ہو گیا اور۔۔۔"

زلفی کہتے کہتے رک کر اسکے سرد تاثرات دیکھنے لگا۔۔

" مل گیا ایڈریس ؟ "

" جی جی سرکار "

فورا سے فون نکال کر اسے کچھ دکھایا۔۔

" مجھے سینڈ کرو۔۔میں دیکھ لوں گا "

کہہ کر جیپ اسٹارٹ کرنے لگا۔۔۔

نیناں کے کانوں نے "سرینہ 'کا نام بخوبی سنا تھا۔۔وہ تیزی سے جذبات سمیٹ کر اسکی طرف لپکی

" سعیر ؟ "

نیناں کی آواز سنتے ہی اس نے یکسوئی سے ناگوار تاثرات چھپائے تھے۔۔

" کہاں غائب ہیں آپ کل سے ؟ کوئی خیال ہے میرا ؟ آپ مجھے شاپنگ پر لیجانے والے تھے ؟ "

وہ شکوہ کرنے لگی۔۔سعیر کا دل چاہا اس پر چاقو سے اتنے وار کرے کہ وہ تڑپ تڑپ کر مرجائے۔۔۔حالات کی ستم ظریفی تو یہ تھی کہ وہ باپ بننے والا تھا۔۔اگر اس بچے کا احساس نہ ہوتا تو نہ جانے نیناں کے ساتھ کیا کر چکا ہوتا۔۔بس سہی موقع کے انتظار میں تھا۔۔۔

"کیا سوچنے لگے اب ! "

وہ جھنجھلا کر پوچھنے لگی۔۔۔اس نے طویل سانس لے کر خود کو پرسکون کیا۔۔اور اسٹرینگ چھوڑ کر جیپ سے اترا۔۔۔

"کوئی کام تھا؟ "

لہجے میں خودبخود تلخی در آئی۔۔۔اب تو اسے نیناں سے نفرت محسوس ہونے لگی تھی۔۔کیسے خوبصورت چہرے پر معصومیت کا مخوٹہ پہن کر وہ اسے محبت سے لوٹ رہی تھی۔۔

" وہ سب میں بعد میں بتائوں گی !! ابھی چلو ، اماں سرکار تمہیں یاد کررہی ہیں "

کہتے ہوئے اسکا مضبوط شانا تھاما۔۔وہ سردمہری سے نامحسوس طریقے سے اپنا ہاتھ چھڑا کر اندر چلا گیا ۔۔

نیناں کو یہ بات محسوس ہوئی تھی مگر وہ نظر انداز کر گئی۔۔

" اماں سرکار آپ نے یاد کیا ؟؟ "

انتہائی فارمل انداز تھا۔۔آج کل وہ ہر ایک سے کٹا کٹا سا تھا۔۔اسے سب ہی برے لگ رہے تھے

" تمہاری بہن کا نکاح ہے ، فرمان تو جاری کر ہی چکے ہو تم لوگ ، آج اسے لڑکے والے دیکھنے آرہے ہیں !! تمہیں کچھ احساس ہے یا نہیں کتنے کام پڑے ہیں اندر باہر کے۔۔اور تم ہو کہ کوئی پرواہ نہیں۔۔کہاں غائب تھے تم ؟ "

انہوں نے رعبدار لہجہ اپنایا۔۔نیلوفر نے جو کیا سو کیا۔۔لیکن وہ اپنے بیٹوں پر اعتبار و بھرم کم پڑتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

" سائرس کی لاڈلی ہے وہ۔۔وہ خود دیکھ لے گا اسے "

وہ بے گانگی سے بولا۔۔اماں سرکار اسکے کٹھور پن پر شاکڈ رہ گئیں۔۔وہ بلکل اپنے باپ جیسا تھا۔۔۔ کسی کو چاہتا تھا تو اس قدر شدت سے کہ سر پر بٹھا لیتا۔۔۔اور بے اعتنائی پر آتا تو پتھر دل بن جاتا ۔۔اپنے باپ ہی کی طرح انا پرست تھا۔۔

" نیناں کو تمہارے ساتھ بھیج رہی ہوں نیلوفر کے لئے کچھ شاپنگ کرنی ہے۔۔اسے ساتھ لیکر جائو اور اسکے ساتھ ہی تم بھی واپس آنا شام کو مہمان آرہے ہیں نیلوفر کو دیکھنے"

" اماں سرکار میں۔۔۔!!!"

اس نے احتجاجاً منہ کھولا ہی تھا وہ گرج کر بولیں

" بسسس سعیر۔۔۔یہ میرا حکم ہے "

وہ ضبط سے لب بھینچ کر سر ہلاتا ہوا کمرے میں آیا۔۔۔

" تم تیار ہوجائو میرے ساتھ ہی چلو ، جو چیز لینی ہو لے لینا "

سرسری سا کہہ کر فریش ہونے کے لئے واشروم میں چلا گیا۔۔نیناں بھنویں اچکا کر نخوت سے سر جھٹکنے لگی۔۔

اسکا دماغ سرینہ محب میں کہیں اٹک کر رہ گیا تھا۔۔اور سعیر کے لبوں اس کا نام سن کر وہ شاکڈ تھی اسے یہ سب یاد کیسے تھا۔۔۔

" ڈھیٹ کی اولاد ، سلو پوائزن سے بھی نہیں مرتا !! کوئی اور ہوتا تو اب تک قبر میں گل سڑ رہا ہوتا "

پندرہ منٹ کے عرصے کے بعد وہ شاور لے کر واپس آیا تو نیناں جوں کی توں نشست پر براجمان تھی۔۔وہ ٹاول سے بال رگڑتا ہوا آئینے کے سامنے آکر رکا۔۔

وہ بغور اسکی ہر ہر حرکت نوٹ کر رہی تھی۔۔

کمبخت !! اگر وہ اسکا دشمنِ اول نہ ہوتا تو اس سے عشق واجب تھا۔۔۔وہ تھا ہی اتنا پرکشش مرد ۔۔جس پر نظر ڈالتا اسے خاص بنا دیتا۔۔

اسے ٹکٹکی باندھے اپنی دیکھتا پاکر وہ چڑ گیا۔۔

" کیا مسلہ ہے ؟ "

وہ بے ساختہ مسکرائی تھی۔۔دل سے۔۔!!اٹھ کر اس قریب چلی گئی۔۔

" بات کیا ہے ؟؟؟ "

سعیر نے ضبط کا مظاہرہ کیا۔۔وہ ایک پل بھی اس عورت کی موجودگی اپنے آس پاس برداشت نہیں کرسکتا تھا۔۔اسکے وجود سے نفرت ہونے لگی تھی۔۔۔مگر وہ کمال اداکارہ تھی۔۔ہر کردار نبھانا خوب جانتی تھی۔۔۔اگر اسکی حقیقت سے واقف نہ ہوتا تو یقناً دھوکہ کھا جاتا۔۔۔

" تم مجھ سے اکھڑے اکھڑے کیوں رہتے ہو آج کل؟ باہر میں نے سنا کہ تم کسی 'سرینہ' کا نام لے رہے تھے؟کون ہے وہ؟ " اسکا شک زبان پر آہی گیا۔۔

" کوئی بھی ہو ، تمہیں اس سے کیا ؟ "

نرمی سے اسکے گرد بازو حمائل کرکے اپنے بے حد قریب کرلیا۔۔اگر وہ اداکارہ تھی تو سعیر بھی کم نہیں تھا۔۔

نیناں اندر سے گھبرائی مگر ظاہر نہیں کیا۔۔

" کیوں کہ میں دیکھ رہی ہوں ! تمہارا دھیان آجکل مجھ پر بلکل ہٹ گیا ہے۔۔اب ہم دو نہیں رہے سعیر ، جلد تین ہونے والے ہیں۔۔لیکن تمہارا رویہ مجھے بہت پریشان کررہا ہے " معصومیت بھرے لہجے میں شکوہ کرتے ہوئے اسکے سینے پر سر رکھ لیا۔۔

ایسی قاتل ادائوں پر کوئی اور ہوتا تو دل ہار چکا ہوتا مگر سعیر سلطان نے سختی میں پتھروں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔۔

" میں بس پارٹی کے جھمیلوں میں الجھا ہوا تھا میری جان۔۔اسلئے تمہیں وقت نہیں دے سکا "

اسکی صراحی دار گردن پر انگلیاں جماتے ہوئے یقین دلانے لگا۔۔۔

" ویسے۔۔کیا نام سوچا آپ نے ہمارے ہونے والے بچے کا ؟ "

اس نے مسکراتی آنکھیں سعیر پر مرکوز کیں۔۔۔

" ہمم... پہلے تم بتائو، تم نے کیا سوچا ؟ "

سعیر نے بھرپور انداز میں کہتے ہوئے اسکے گرد گرفت تنگ کردی۔۔۔۔

" آنہاں۔۔لیکن میں چاہتی ہوں کہ آپ کے جیسا ہی کوئی خوبصورت اور پیارا سا نام ہو اس لئے نام بھی آپ ہی رکھیں گے "

وہ نامحسوس طریقے سے جتن کرتی ہوئی خود کو اسکی گرفت سے چھڑانے لگی۔۔لیکن سعیر سلطان سے بچنا اب ناممکن سی بات تھی۔۔

" یعنی تم کہنا چاہتی ہو کہ میں خوبصورت ہوں؟ "

وہ آج اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔نیناں بغور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سہم سی گئی۔۔ جس سے لوگ خوف کھاتے تھے آج وہ اسکی آنکھوں سے خوف کھاگئی تھی۔۔۔

" کیا ہوا ؟ "

سعیر کا انداز اور سوال بے حد زو معنی تھا۔۔۔

وہ بدک کر اسکی گرفت سے نکلی۔۔ سعیر کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔فاتحانہ مسکراہٹ۔۔!!جیسے وہ جان بوجھ کر اسے ازیت دینا چاہتا تھا

" آ۔۔۔ہ۔۔وہ ہم۔۔ہمیں جانا تھا ناں شاپنگ پر۔۔میں تیار ہوکر آتی ہوں۔۔"

وہ بدحواس سی ہو کر کہتی وہاں سے غائب ہوگئی۔۔

" میں تمہیں اپنی سو کالڈ محبت سے اتنا ٹارچر کروں گا کہ تمہارا دم گھٹنے لگا گے نیناں ! "

اس نے زہر خندی سے سوچا

" نیناں اور کتنا وقت لگے گا ؟ "

آئینے کے سامنے تحیر کھڑی نیناں کی سماعتوں تک اسکی آواز بخوبی پہنچی تھی۔۔وہ بغور اپنی زرد رنگت دیکھ رہی تھی۔۔۔

سعیر کو مجھ پر شک نہیں ہو سکتا۔۔۔ کبھی نہیں!!!!

خود ساختہ بڑبڑاتی ہوئی نل کھول کر دھڑا دھڑ پانی کے چھینٹے منہ پر مارنے لگی۔۔۔

" چودہ دسمبر کی رات آپ کا بیٹا کہاں تھا ؟ "

انسپکٹر صاحب کے اگلے سوال پر انکا زہن انہیں ماضی میں لے گیا۔۔ حسین کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے بہت سارے کیسسز پینڈنگ پر تھے۔۔۔شہروز احمد نے working hour بڑھا دیئے تھے۔۔اس دن رات گئے وہ کسی کیس پر کام کر رہے تھے۔۔

ونڈو گلاس پر پڑنے والی ہیڈ لائٹس کی روشنی نے انہیں چونکا دیا۔۔جھانک کر دیکھا تو حسین گاڑی سے نکل رہا تھا۔۔انہوں نے چونک کر گھڑی دیکھی رات کے دو بج رہے تھے۔۔ حسین کی چال میں واضع لڑکھڑاہٹ تھی۔۔

وہ کنفیوز سے ہوگئے حسین اس وقت کہاں سے آرہا ہے۔۔!!وہ بھی اس حالت میں۔۔تب بات آئی گئی ہوگئی۔۔

لیکن راحم راحیل موت بھی اسی رات کو ہوئی تھی یہ انکشاف بہت دہلا دینے والا تھا۔۔۔

" پراسیکیوٹر صاحب ؟ "

انسپکٹر سیف کی بھنویں تن گئیں۔۔۔زور سے ٹیبل بجا کر انہیں متوجہ کیا۔۔

" اور کتنا سوچیں گے ؟ کہیں تو دو تین سال دے دیتا ہوں آپ کو .. تسلی سے سوچ بچار کرکے جواب دے دینا "

ایک تھانے کے معمولی انسپکٹر کے سامنے آج شہروز صاحب شرم سے سر نہیں اٹھا پارہے تھے۔۔ وقت اور حالات نے انہیں اتنا مجبور اور لاچار کردیا تھا۔۔لیکن ان حالاتوں میں بھی انہوں نے ثابت قدمی اور ایمانداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سچ کہا تھا۔۔

" حسین رات کو باہر گیا تھا۔۔۔رات کے تقریبا دو بجنے کے قریب تھے "

انہوں نے خود کو کہتے سنا تھا۔۔اکلوتی اولاد انہیں کتنی ہی عزیز سہی اسی خاطر ایمان کا سودا نہیں کرسکتے تھے۔۔۔

" آپ اس وقت کیا کر رہے تھے ؟ آپ نے پوچھا نہیں اس سے وہ کہاں سے واپس آرہا ہے؟ "

انسپکٹر صاحب نے مشکوک انداز میں پوچھا۔۔

" میں اس وقت کیس پر work کر رہا تھا۔۔اس لئے نہیں پوچھا کیونکہ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے کئی دنوں سے گھر میں بند تھا۔۔مجھے لگا وہ دوستوں ہینگ آئوٹ کرنے گیا ہو گا "

" بھئی واہ۔۔بڑے لوگوں کی بڑی باتیں "

انسپکٹر کا لہجہ انتہائی کاٹدار اور چبھتا ہوا تھا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔فلحال کے لئے آپ کا جایئے۔۔آپ کو پھر طلب کیا جائے گا "

" حسین سے مل سکتا ہوں۔۔؟ "

انسپکٹر صاحب نے ایک اچٹتی نگاہ ڈالی اور سر اثبات میں ہلایا۔۔

" حسین ؟ "

دونوں ہاتھوں میں سر گرائے وہ رات والے حلیے میں پریشان بیٹھا تھا۔۔ان کی پکار ہی کا منتظر تھا جیسے ۔۔بے تابی سے دوڑتے ہوئے سلاخوں پر انکے ہاتھ تھام لئے۔۔

" بابا۔۔؟ "

ملگجے حلیے میں بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔وہ بہت کمزور اور شکست خوردہ معلوم ہو رہا تھا ۔۔۔

" ماما کیسی ہیں ؟ "

شہروز احمد نے اسکی آواز میں لڑکھڑاہٹ صاف محسوس کی تھی۔۔انہوں نے آہستگی سر ہلایا۔۔نہ کوئی گلہ ، نہ شکوہ ، نہ سوال! وہ بس خاموش رہے۔۔شاید اسے احساس دلانا چاہتے تھے کہ وہ اسکے ساتھ ہیں۔۔یونہی کئی دیر سامنے کھڑے شکستہ حال جگر کے ٹکڑے کو دیکھتے رہے اور واپسی کے لئے قدم اٹھائے۔۔۔

" کچھ بتایا نہیں آپ نے ؟؟ انسپکٹر صاحب نے کیا کہا ؟؟ آپ نے میرے لئے لائر تو ہائر کرلیا ہو گا نا ؟؟ "

شہروز صاحب کے قدم تھمے۔۔

" آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے نا بابا ؟ "

اسکی آواز میں نمی گھلنے لگی۔۔وہ یقیناً رو رہا تھا۔۔

شہروز صاحب کے دل پر گھونسا سا پڑا۔۔۔

" بابا ؟ "

پلٹ کر جواب دینے کی ہمت نہیں جٹا پائے اور خاموشی سے باہر نکل گئے۔۔یہ جانے بغیر کہ حسین کے دل و دماغ پر ان کے رویے کا کیا اثر پڑا ہو گا۔۔

" میں نے کہہ دیا نا میں کسی سے نہیں ملوں گی۔۔تمہیں سنائی نہیں دیتا "

نیلوفر ہزیانی انداز میں ملازمہ پر چلائی تھی۔۔اس نے سارے کپڑے اٹھا کر زمین پر پھینک دیئے۔۔

" بکواس بند کرو اور آواز نیچی رکھو۔۔تم نے جو کالک ہمارے منہ پر تھوپی ہے نا اسکے بعد تو چاہیئے تھا کہ تمہارا گلہ دبا دیا جاتا۔۔دعائیں دو اپنے ادا کو اس نے تمہیں بچا لیا "

اماں سرکار چبا چبا کر نفرت خیز لہجے میں کہنے لگیں۔۔

" تو گلہ دبا کیوں نہیں دیا اماں۔۔بچایا کیوں مجھے۔۔اس ذلت بھری زندگی سے تو اچھا ہوتا وہ میری جان لے لیتے " اسکے اندر غم و غصے کی آگ سی جل رہی تھی۔۔ایک زور دار طمانچے نے اسکی بولتی بند کردی۔۔۔اماں سرکار اسکی جرات پر دنگ رہ گئیں۔۔

کئی بے یقین آنسو نیلوفر کی آنکھوں سے بہہ کر انکے قدموں میں گرنے لگے۔۔لب مہر بند تھے ۔۔سسکیاں عروج پر تھیں۔۔

" اگر تم نے ایک لفظ بھی اور کہا تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گی نیلوفر "

انگشت شہادت اٹھا کر اسے وارن کیا۔۔۔

" نیناں بھابھی کی باتوں میں آکر آپ لوگ یہ اچھا نہیں کر رہے میرے ساتھ، وہ ایک نمبر کی مکار اور چالباز عورت ہیں جیسے ادا کو اپنے اشاروں پر نچا رہی ہیں۔۔ویسے سراسر الزام لگا رہی ہیں مجھ پر " اسکا لہجہ دھیما مگر نفرت خیز تھا۔۔

" بکومت نیلوفر۔۔تمہاری بھابھی ہے وہ۔۔مجھے تویقین نہیں آرہا کہ کل تک تو تم اسکے سامنے آنکھ اٹھا کر بات نہیں کرتی تھی آج اسکے خلاف اتنا زہر اگل رہو ہو ، اتنا کیسے بدل گئی تم نیلی"۔

وہ بے یقین تھیں۔۔

"یہی میری سب سے بڑی غلطی تھی کہ میں چپ رہی ! اور آپ لوگ بھی وہی غلطی دہرانے جا رہے ہیں اماں۔۔پلیز ایسا مت کریں میرے ساتھ میں نے کچھ نہیں کیا۔آپ ایک ملازم سے میری شادی کیسے کروا سکتی ہیں "

وہ کمزور پڑ گئی۔۔ہاتھ جوڑ کر منتیں اور گزارشیں کرتی قدموں میں بیٹھ گئی۔۔

اماں سرکار کے اعصاب چٹخے۔۔اگر نیلوفر کا اس ملازم کے ساتھ واقعی کوئی رشتہ نہیں تو اسکے ساتھ زیادتی ہو گی ؟؟؟

" جب سائرس تمہیں پوچھنے گیا تھا تب بھی تم اس ملازم گن گا رہی تھی اور اب فورا سے رنگ بدل لیا۔نیلوفر خدا کا واسطہ ہے تمہیں میری ناک تو تم کٹوا ہی چکی حکم کے سامنے! اب خانداں میں میری عزت کا پاس رکھ لینا "

انہوں نے بجائے حکم یا رعب جمانے کے۔۔عاجزانہ منت کی تھی۔۔۔نیلوفر کی آنکھوں میں بے بسی اور ویرانی بسیرا کر چکی تھی۔۔وہ زمین پر مکے رسید کرتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔ادا کو بھی اس پر

یقین نہیں تھا۔۔بابا سائیں تو اسکی شکل دیکھے بغیر اسلام آباد چلے گئے تھے۔۔اسکے جینے کا کیا فائدہ ؟ اسے تو مر جانا چاہیئے تھا۔۔

" نوری۔۔؟ نوری۔۔"

اس نے بد حواسی سے نوری کو پکارا۔۔

" میں ...وردان سے محبت کرتی ہوں نوری۔۔میں اس کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کر سکتی اس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ منا لے سب کو۔۔؟ وہ اب تک کیوں نہیں آیا ؟ اس نے میرا حال تک نہیں پوچھا ؟ نہ ہی مجھے کوئی میسج کیا ؟ "

وہ بے خودی کے عالم میں بولتی چلی جا رہی تھی۔۔

" بی بی جی کیسے فون کریں گے آپ کو۔۔آپکا فون تو نیناں بی بی کے پاس ہے۔۔وہ ضرور کوئی راستہ نکال لیں گے " نوری نے دلاسہ دیا۔۔

" جھوٹ مت بولو نوری۔۔پلیز مجھ سے جھوٹ مت بولو۔۔۔ت۔۔تمہیں بھی ایسا لگتا ہے نا کہ اس نے مجھے دھوکہ دیا ؟ یا ہو سکتا ہے نیناں بابھی کے کہنے پر وہ اپنے وعدے سے مکر جائے۔۔اگر ایسا ہوا نا۔۔ت۔۔تو میں اپنی جان دے دوں گی نوری ، میں اب اور نہیں سہہ سکتی "

" اللہ نہ کرے آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں بی بی "

نوری نے اسکے گرد بازو حمائل کر کے اپنے ساتھ لگالیا۔۔صدمے اور بے یقینی سے اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں ؟ آنکھیں نم چہرہ سرخ و سپید ہو چکا تھا۔۔وہ اپنی رسوائی پر ماتم کناں تھی۔۔

سرخ کارپٹ پر جابجا سگریٹ کی راکھ گری نظر آرہی تھی۔۔ڈریسنگ کا کانچ آدھا ٹوٹا ہوا تھا۔۔

بے نیاز سا وردان حیدر راکنگ چیئر پر جھولتا ہوا خلائوں کو گھور رہا تھا۔۔چہرے پر عجب ویرانی کا بسیرا تھا۔۔آنکھوں سے وہشت ٹپک رہی تھی۔۔

فون مسلسل چنگھاڑ رہا تھا مگر اس نے توجہ نہ دینے کی قسم کھا رکھی تھی۔۔

اس نے ایک سرسری سی نگاہ فون پر ڈالی اور اٹھا کر سوئچڈ آف کرنے لگا۔۔حرکت کرتے وقت اسکے ہاتھ تھم سے گئے۔۔کچھ سوچ کر اس نے کال لاگ سے آنا کا نمبر پش کیا۔۔

" السلام و علیکم۔۔؟ کیسی ہیں آپ ؟ "

" میں بلکل ٹھیک ہوں بیٹا تم کیسے ہو ؟ "

حتی کہ نیناں کی چہکتی آواز سن بھی اسکے تاثرات پر کوئی فرق نہیں پڑا ..

"آنا مجھے نیلوفر سے ایک بار ملنا ہے اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا "

دوسری طرف چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا ..

" وردان اسکی شادی ہورہی ہے۔۔آج شام لڑکے والے اسے دیکھنے آرہے ہیں۔۔اور تم ہو کہ نیلوفر کے نام کی رٹ لگا رکھی ہے !!! تم بھول گئے تم نے مجھ سے کیا کہا تھا ، تم اسے بھول جائو گے وردان "

" آنا بس ایک بار .."

وہ ریکویسٹ بھی کر رہا تھا تو اکڑ کر۔۔جس پر وہ غصے سے بل کھا کر رہ گئی۔۔

" ٹھیک ہے !! میں اسے لے آئوں گی جو جی میں آئے کرنا اسکے ساتھ ...اور نتیجے کے زمے دار بھی تم خود ہی ہوں گے "

غصے سے ایک ہی سانس میں کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔۔

وردان کچھ سوچتے ہوئے اٹھا اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر واشروم چلا گیا

" اماں سرکار آپ نے خوامخواہ نیلوفر کو ڈانٹ دیا "

" وہ اسی لائق ہے نیناں ، اب تم بھی بس کرو اسکی سائیڈ لینا بند کرو "

وہ تپ کر کہنے لگی

" ٹھیک ہے اماں میں نہیں لیتی اسکی سائیڈ!! لیکن میری اکلوتی نند ہے اسکی شادی پر تو دل کھول کے خوش ہونے دیں، نیلوفر کو میرے ساتھ جانے دیں نا شاپنگ پر "

" کیسی باتیں کر رہی ہو نیناں سعیر کو پتا چل گیا تو تمہارے ساتھ میری بھی شامت آجائے گی "

انہوں نے فورا انکار کر دیا۔۔

" اماں مان جائیں نا۔۔بیچاری کے ساتھ پہلے ہی اتنی زیادتی ہو رہی ہے ایک معمولی نوکر کے ساتھ اسکی شادی ہو رہی ہے۔۔اب کیا ہمارا اتنا بھی حق نہیں بنتا کہ اسکی مرضی سے اسے چند جوڑے ہی دلا دیں کم از کم شادی کا جوڑا ہی اسکی پسند کا ہو "

"ہونہہ !! جب جوڑی دار ہی پسند کا نہ ہو تو کسی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔"

اماں سرکار نے ہنکارا بھرتے ہوئے تلخی سے کہا اسکی بات کا

جیسے مزاق اڑایا ہو۔۔دکھ انہیں بھی بہت تھا۔۔ان کی نازوں پلی بیٹی حویلی کے نوکر سے بیاہی جارہی تھی۔۔انکا سینہ دکھ سے چھلنی ہورہا تھا۔۔مگر 'حکم' کے حکم کے آگے بے بسی تھی۔۔

" کسی کو علم نہیں ہوگا۔۔یقین کریں جیسے لے جارہی ہوں ویسے ہی واپس لے آئوں گی اپنی زمہ داری پر "

" ٹھیک ہے ، شام سے پہلے آجانا، اسے دیکھنے مہمان آرہے ہیں "

اماں نے جیسے ہار مانتے ہوئے کہا

" جی جی "

وہ بناوٹی مسکراہٹ سے انہیں مطمئن کرکے کمرے سے نکلی۔۔

" سکینہ ؟؟؟ "

" جی بی بی جی"

" سعیر سے کہہ دو کہ مجھے کچھ وقت لگے گا۔۔اگر اسے کوئی ضروری کام ہے تو چلا جائے !! میں زلفی کے ساتھ چلی جائوں گی "

کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے ہٹ گئی۔۔

کیا تم نے دیکھا ہے کبھی

رات کی سیاہ چادر میں

خود کو چھپانے

روح کی عمیق تاریکی

کیا تم نے سنی ہے کبھی ؟

دل پہ گرتے آشکوں کی آواز

روح کی تاریکی آنکھوں

کی پتلیوں میں پیوست ہو کر

ذہین کو اپنے سائے میں جکڑ لیتی ہے

مگر دل ؟

دل کے راستے محدود ہوتے ہیں

آنکھیں امکانات کی حدود سے دور

امیدیں باندھ لیتی ہیں

آواز ہمیشہ اپنی کشش کی راہ پہچان لیتی ہے

مانوس سماعتوں کی راہ دیکھتی ہے

اور سن لیتی ہے تنہائی میں

سرگوشیوں کی آہٹیں

جزب کرلیتی ہے نظر نہ آنے والا ہر دکھ

اور سہا جانے والا ہر کرب

اور ایک موہوم سی اجلی روشنی

پھیلا دیتی ہے ہر طرف

روح جب تلک جسم کے خانقاہ میں رہتی ہے

ایک میلا سا لگا رہتا ہے

ہر گزرتا دن وعدہ لیتا ہے

ایک اور نئے دن کی بقا کا

اور رات کے سینے پہ پاوں رکھ کے

ہر روز طلوع ہوتا ہے نیا سورج

اک نئ تاریخ کو بدلنے کے لیے۔

| ہاجرہ بانو |

" آپی۔۔؟؟؟ دیکھ کر بتائیں کیسی لگ رہی ہوں ؟ "

اس نے جلدی سے اشکبار آنکھوں کے کونے رگڑے۔۔۔اور بغور اسے دیکھا۔۔مغربی طرز کے سرخ گائوں میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔

" بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔ریٹ کلر سوٹ کرتا ہے تم پر" اس نے کھلے دل سے تعریف کی تھی۔۔

" لیکن آپ پر یہ ماتمی چہرہ سوٹ نہیں کرتا آپی ، چاہیں جتنا بھی چھپا لیں مجھے نظر آہی جاتا ہے " سرینہ نے رخ موڑ کر غمگین صورت چھپائی۔۔

" کیا وہ اتنا خوبصورت ہے آپی کہ آپ اسے بھلا نہیں پارہی ہیں؟ یا وہ بہت امیر ہے؟ کم از کم کوئی ایک کوائلٹی تو بتائیں اسکی ، جس نے ابھی تک آپ کو اسکا اسیر کیئے رکھا ہے ؟ پلیز میں جاننے کے لئے بے چین ہوں "

مائشہ کا لہجہ چبھتا ہوا تھا۔۔وہ اپنے مشرق گائوں کو عجیب طریقے سے رول کرکے اسکے سامنے بیٹھ گئی ۔۔جیسے واقعی جواب جاننے کے لئے بے چین ہو۔۔

" محبت کا خوبصورت یا امیر ہونے سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا مائشہ۔۔جب ہم نے نکاح کا فیصلہ کیا تھا ناں۔۔۔وہ اس وقت اپنی ڈگری کے تکمیلی مراحل میں تھا۔۔۔فائیننشلی وہ اتنا اسٹرونگ نہیں تھا۔۔ ہاں مگر اسکا بیک گرائونڈ بہت اسٹرونگ تھا۔۔وہ لوگ بہت امیر تھے۔۔۔لیکن مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ان سب چیزوں سے کیونکہ میں اس سے محبت کرتی تھی اسکی دولت سے یا اسکی خوبصورتی سے نہیں "

اسکی سسکتی سرگوشیاں مائشہ نے بہت ضبط سے سنیں تھی۔۔

" کاش میں اسکا منہ توڑ سکتی آپی "

مائشہ کے چہرے کے زاویے بگڑنے لگے۔۔

" ویسے کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے کوئی اور پھنسا لی ہو اور آپ کو پتا بھی نہیں چلا ہو!! "

سرینہ کی دھڑکنیں ساکت رہ گئیں۔۔اس نے یکشمت ناگہاں نگاہوں سے مائشہ کو دیکھا۔۔۔اس نے یہ بات تمام گھر والوں سے چھپائی تھی۔۔مائشہ نے لاعلمی میں اسکی دکھتی دبا دی تھی۔۔۔!!

" ایسے مت دیکھیں۔۔اس قسم کے دھوکے باز لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں"

اب وہ اسکے سامنے سے اٹھی اور آئینے میں اپنے سراپے کا جائزہ لینے لگی۔۔

" ویسے دھوکہ دہی کے لئے کونسی دفعات عائد ہوتی ہیں؟ "

" یہ کیسا سوال ہے۔۔؟ "

سرینہ نے رخ موڑ کر آنکھوں کے کونے دباتے ہوئے خود کو نارمل کیا۔۔

" آپ کے شوہر پر دھوکہ دہی کا کیس کرنا ہے وکیل صاحبہ " وہ جھک کر اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔۔

" بہت بولنے لگی ہو تم "

سرینہ اسکی شرارت سمجھ کر مسکرائی۔۔

" آپکی بہن ہوں کچھ تو اثر ہوگا نا مجھ پر بھی "

وہ نخوت سے گردن جھٹکتی ہوئی بولی۔۔

اسی لمحے دروازے پر دستک نے انکا دھیان بٹایا۔۔۔

" اس وقت کون ہو سکتا ہے ؟ "

سرینہ بڑبڑائی۔۔

" ہو سکتا ہے ہادی بھائی ہوں۔۔!!"

مسخ سی مسکراہٹ مائشہ کے لبوں پر ابھری۔۔وہ اپنا گاؤں سنبھالتی ہوئی کمرے سے نکلی۔۔

" تم جاؤ چینج کرو۔۔میں دیکھتی ہوں "

سرینہ نے اسے ٹوکا۔۔اور دروازے کی طرف گئی۔۔

" سر آپ ؟؟ "

" اسلام علیکم "

شہروز احمد نے کہا۔۔

" وعلیکم السلام "

وہ سابقہ حیرانگی کو جاری رکھتے ہوئے بولی۔۔انکے سرکل کی جانی مانی شخصیت آج اتنی اچانک رات کے اس وقت دروازے پر آئی تھی۔۔وہ بے حد حیران تھی۔۔۔مگر خوش بھی تھی۔۔

" میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا مس سرینہ ؟ "

وہ فارمل ہوئے

" بلکل نہیں سر۔۔پلیزز اندر آیئے "

اس نے کھلے دل سے استقبال کیا اور راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہوئی۔۔۔

" پلیز بیٹھے سر "

مئودبانہ کہا۔۔شہروز احمد کچھ جھجک کر بیٹھ گئے۔۔۔

" آپ اکیلی رہتی ہیں ؟ "

سرسری سا پوچھا۔۔

" آ۔۔۔ہاں۔۔مطلب نہیں۔۔!!میرا ایک بیٹا ہے جو بورڈنگ اسکول میں پڑھتا ہے اور میں اپنی چھوٹی بہن کے رہتی ہوں " وہ کنفیوژن اور حیرانی چھپا کر بولی۔۔۔

" اور آپ کے ہزبنڈ؟ "

" ہم۔۔۔اب ساتھ نہیں ہیں ! "

اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے خود کمپوز کیا۔۔

سن کر وہ خاموش ہوگئے۔۔رات کے اس پہر یوں کسی کے گھر آنا۔۔ان پر گھڑوں پانی بھر گیا۔۔

مجبوری انسان سے کیا کچھ کرواتی ہے۔۔۔

" میں آپ کے لئے کچھ کھانے کے لئے لاتی ہو "

" نہیں۔۔۔کوئی تکلف کرنے کی ضرورت نہیں"

انہوں نے ٹوکا۔۔اسے وہ بے حد الجھے ہوئے لگ رہے تھے۔۔۔مگر وہ انکی طرف سے گفتگو میں پہل کی منتظر تھی۔۔۔

" میں نے بہت سے وکیلوں کی فائلیں کھنگالیں۔۔بہتوں کے ریکارڈ چیک کیئے ہیں جن میں سے آپ کی قابلیت اور خودداری نے مجھے سب سے زیادہ امپریس کیا ہے۔۔اسی لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں ! "

شہروز احمد نے تمہید باندھی

" شکریہ سر! "

جواباً زرا الجھ کر بولی۔۔

" میں آپ کے پاس اپنے بیٹے کا کیس لیکر آیا ہوں مس سرینہ۔۔!!"

بلی تھیلے سے باہر آگئی آخرکار۔۔

"کیسا کیس سر ؟ "

وہ استفہامیہ گویا ہوئی

" میرے بیٹے پر راحم راحیل کے قتل کا کیس ہوگیا ہے "

" او مائی گاڈ۔۔!"

ایک پل کے لئے وہ شاکڈ رہ گئی۔۔

" دیکھیں مس سرینہ میں نے آپ کی تعریف اس لئے نہیں کی کہ آپ میرے بیٹے کا کیس لیں۔۔ راحیل ملک کوئی عام آدمی نہیں ہے وہ ملک کی جانی مانی بزنس شخصیت ہے۔۔وہ لوگ ہر طرح سے اس کیس کو دبانے ، مٹانے ، دھمکانے کی کوششیں کریں گے۔۔اس لحاظ سے مجھے آپ بہت بہادر اور نڈر لگیں۔۔میں چاہتا ہوں میرے بیٹے کا کیس ایسا ہی کوئی وکیل ہینڈل کرے۔۔میں یہ اسلئے بھی کہہ رہا ہوں کہ چاہے وہ میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔۔فیصلہ برحق ہونا چاہیئے"

انکی باتیں سن کر وہ سوچ میں پڑگئی تھی۔۔

" آپ کا جو بھی فیصلہ ہوگا۔۔مجھے قبول ہوگا "

وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

" ارے سر بیٹھئے تو سہی۔۔کافی ، چائے کچھ تو لیجئے!! "

" نہیں بہت شکریہ آپ کا۔۔مجھے اس وقت ہاسپٹل پہنچنا ہے میری بیوی کی کنڈیشن سیریس ہے "

انکا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کتنے پسماندہ حالتوں سے گزر رہے ہیں۔۔

" اللہ آپ کی بیوی کو شفا یابی عطا کرے۔۔میں آپ کو سوچ کر کل بتائوں گی سر "

اس وقت اسے یہی سہی لگا

" جیسے آپ کی مرضی۔۔اللہ حافظ ! "

وہ کہہ کر خارجی دروازہ عبور کر گئے۔۔

" کیسی رہی پراسیکیوٹر صاحب سے میٹنگ ؟ "

مائشہ کتاب ڈائننگ ٹیبل پر رکھ کر چائے کا پانی چڑھانے لگی۔۔

" میٹنگ تو ابھی ہونی ہے "

وہ سوچوں کو جھٹک کر دروازہ مقفل کرنے لگی۔۔اور چلتی ہوئی صوفے پر آرام دہ میں لیٹ گئی۔۔

"بڑی ہی بے مروت ہو آپی! اپنے استاد کو چائے تک نہیں پوچھی "

مائشہ نے اسے چھیڑا

" اب ایسی بھی بات نہیں وہ جلدی میں تھے انہیں ہاسپٹل جانا تھا اسلئے انکار کر گئے "

سرینہ نے گھوری سے نوازا

" کیوں کیا ہوا سب خیریت ؟ "

" انکے اکلوتے بیٹے پر قتل کا مقدمہ ہو گیا ہے اور بیوی ہاسپٹلائز ہیں۔۔بہت پریشان تھے بیچارے "

وہ تکیہ درست کر کے لیٹ گئی اور چھت پر نظریں مرکوز کیں۔۔

" ڈونٹ ٹیل می آپی کہ وہ آپ کو یہ کیس دینے آئے تھے؟ "

وہ ہاتھ روک کر شکی نظروں سے دیکھنے لگی

سرینہ کے چہرے پر کسی سوچ کا تاثر تھا۔۔مائشہ سمجھ کر تاسف میں سر ہلاتی مڑی۔۔چائے کپوں میں ڈال کے اسکے قریب بیٹھ گئی۔۔

" آپی آپکو یاد ہے آپ نے ھادی بھائی سے وعدہ کیا تھا کہ آپ مڈر کے کیسز نہیں لیں گی۔۔"

اس نے یاد دلانا ضروری سمجھا۔۔

" میں خطرہ دیکھ کر کیسز ہینڈل نہیں کرتی ، یہ دیکھتی ہوں کہ وکٹم کو میری کتنی ضرورت ہے۔۔اگر وکیل ہی ڈر جائے گا تو وکٹم کا کیا ہو گا مائشہ !! "

وہ اٹھ بیٹھی۔۔بالوں کو بل دے کر جوڑے کی شکل دی اور چائے کا کپ اٹھالیا۔۔

" لیکن اس کیس میں بہت رسک ہے آپی۔۔آپ بھی سوچیں! وہ خود اس قابل ہونے کے باوجود اپنے بیٹے کا کیس آپ کو کیوں دے رہے ہیں ! "

واجبی سا احتجاج کیا

" کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ باپ ہونے کی حیثیت سے اپنے بیٹے کے ساتھ قوانین میں کسی قسم کی نرمی برتیں ، لوگ سوچیں مقتول کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی ہوئی ہے "

" آپ یہ بات اتنے دعوے کے ساتھ کیسے کہہ سکتی ہیں۔۔؟ "

"یہ صرف دعوی نہیں ہے مائشہ میں نے ان کے ساتھ کام کیا ہے۔۔انکی بہت تعریف سنی ہے اور ٹرسٹ می انکا یہ فیصلہ بہت قابل داد ہے ! ورنہ بڑے سے بڑے ایماندار لوگ بھی اولاد کے سامنے کمزور پڑجاتے ہیں ، اور ایمان کا سودا کرجاتے ہیں۔۔انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کا کیس مجھے سونپا ہے ۔۔اور میں انکا یقین نہیں توڑنا چاہتی "

اس نے خود اعتمادی سے قطعی انداز میں کہا۔۔صوفے سے اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھی۔۔

" تو مطلب آپ نے فیصلہ کرلیا ہے آپی! "

مائشہ نے رخ پھیر کر پوچھا۔۔

" میری جگہ اگر تم ہوتی تو شاید یہی فیصلہ کرتی کیونکہ خطرہ دیکھ کر کیس چھوڑ دینا کمزور وکیلوں کی دلیل ہے بہادر تو وہ ہے جو حریف کی اینٹ سے اینٹ بجا دے۔۔"

وہ بنا ڈرے بے خوفی سے بولی۔۔

"بشرطیکہ کہ حریف اصول پسند ہو۔۔قانون کے تقاضوں کے مطابق لڑے مگر یہ بزنس اوچھے ہتھکنڈے سے باز نہیں آتے آپی۔۔آپ اپنے فیصلے پر غور ضرور کریئے "

وہ کہہ کر چائے کی چسکی لینے لگی۔۔سرینہ خوشگوار انداز میں چوکھٹ سے پلٹ آئی۔۔

" سمجھدار ہوگئی ہو۔۔!لیکن فکر مت کرو۔۔اللہ ہمارے ساتھ ہے۔۔ہمیں کسی کا ڈر نہیں "

اسکی پیشانی پر بوسہ دے کر پلٹ گئی۔۔

"گڈ نائٹ "

مائشہ مسکرائی۔۔

" بڑے سرکار , بیگم صاحبہ نے پیغام بھیجا ہے کہ انہیں کچھ وقت لگے گا آپ چلے جائیں وہ زلفی کے ساتھ چلی جائیں گی "

وہ اندر ہی اندر محفوظ ہوا۔۔

" تم تو بڑی بزدل نکلی نیناں۔۔!"

وہ من و من ہنس دیا

عینا کو باغیچے میں ٹہلتے دیکھ کر اسکے دماغ میں گزشتہ روز والا واقعہ گردش کرنے لگا۔۔وہ راستہ بدل کر اسکی طرف آگیا۔۔

" ادھر آئو! مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے ! "

اسکا انداز ہی ایسا تھا یاں وہ سب پر رعب جمانے کا عادی تھا۔۔بحر حال عینا کو بہت برا لگا تھا۔۔

" I'll call you letter daren ! "

فون کان سے ہٹا کر استفہامیہ نظروں سے متوجہ ہوئی

" اس دن تم نے ایک بات کہی تھی کہ اپنی بیوی کی بھی خبر لو وہ گھر سے باہر رہتی ہے وغیرہ وغیرہ ۔۔کیا جانتی ہو تم اسکے بارے میں ؟ "

مشکوک نگاہیں عینا پر مرکوز کیں

" وہ سب میں نے ایسے ہی غصے میں کہہ دیا تھا "

وہ بری پھنس گئی تھی اسکا ہرگز ارادہ کسی کا رشتہ توڑنے یا شک کا بیج بونے کا نہیں تھا۔۔اس بات سے بے خبر کہ وہ نیناں کے سچ بارے میں جان چکا ہے۔۔جس سے عینا خود بھی لاعلم تھی۔۔

" میں جانتا ہوں تم کچھ چھپا رہی ہو۔۔پلیز آئی ریکویسٹ یو! "

یہ پہلی بار ہوا تھا۔۔سعیر سلطان کسی سے گزارش کر رہا تھا۔۔وہ بس دیکھنا چاہتا عینا کس حد تک نیناں کے سچ سے واقف ہے۔۔۔

" میں نے اکثر اسے رات کے وقت حویلی سے باہر جاتے اور صبح واپس آتے دیکھا ہے۔۔میں بس اتنا ہی جانتی ہوں۔۔ریونج میرج والی بات بھی میں نے غصے میں کہہ دی تھی آئی ایم سوری فار دیٹ "

"یقیناً وہ اپنے کالے عمل کرنے حویلی سے باہر جاتی ہو گی"

اس نے نفرت سے سوچا۔۔

" تم یہ بات کسی کو مت بتانا فلحال۔۔!!"

وہ نہیں چاہتا تھا اسے کسی قسم کا نقصان پہنچے

عینا بے نیازی سے کندھے اچکا کر چلی گئی۔۔

یہ کوئی پوش علاقے تھا۔۔ایک ہی طرز کے کئی گھر بنے ہوئے۔۔

وہ الجھ کر یہ سوچنے لگا ان میں سے سرینہ محب کا گھر کونسا ہے۔۔

فیملی پارک میں بچہ فٹبال کھیلتا ہوا نظر آیا۔۔

" کیا ہوا انکل؟ "

ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کا ایک فائدہ تو ہوا۔۔بچہ خود اسکے پاس آکر پوچھنے لگا

" میں یہاں کسی سے ملنے آیا ہوں مگر مجھے اس کا گھر نہیں معلوم ؟ تم کوئی ہیلپ کر سکتے ہو؟ "

بچے نے سر تا پر اسے دیکھا۔۔فٹبال کو پیروں کی مدد سے حرکت دیتے ہوئے کہنے لگا

" آئی ہیو نو آئیڈیا۔۔میری مام ہمیں نیبرز میں جانے نہیں دیتی "

" اوہو۔۔پھر تو تمہیں آس پاس کسی کے بارے میں علم نہیں ہو گا، "

اس نے خود کو مایوس ظاہر کیا۔۔

"آپ نام بتائیں شاید مجھے پتا ہو "

بچے نے آنکھیں پٹپٹائیں

" سرینہ۔۔سرینہ محب نام ہے "

سن کر بچے کے بال کو حرکت دیتے پائوں دھیمے پڑ گئے

" ارے آپ تو مائشہ آپی کی لائر سسٹر کی بات کر رہے ہیں۔۔ہیں نا؟ وہ رہا کارنر والا فلیٹ انکا ہے "

وہ خود ہی بات کے جواب میں کہہ کر اپنی فٹبال اٹھانے جھکا۔۔سعیر اور بہت کچھ دریافت کرنا چاہ رہا تھا مگر ایک فون کال نے سب ملیامیٹ کر دیا۔۔

بھابھی اسے زبردستی اپنے ساتھ لئے مال کے مہنگے ترین جوڑوں تک سے روشناس کروا چکی تھی۔۔

وہ بس شل زہن بے دلی سے ان کی ہاں میں ہاں ملاتی جارہی تھی۔۔اسکی زندگی میں اتنا زہر بھرنے والی اچانک مسیحا کیسے بن گئی۔۔

یا شاید وہ یہ سوچ رہی ہوں گی کہ اب تو نیلوفر چند ہی دنوں کی مہمان ہے۔۔

"نظر نہ لگے تمہیں کسی کی۔۔یہ کلر ٹھیک ہے نا؟ تم پر خوب جچ رہا ہے۔۔دیکھو زرا۔۔!!"

بھابھی نے اسکی بلائیں لے ڈالیں۔۔آنسوئوں کے ہیجان سے اسکی پلکیں بھاری ہونے لگی۔۔

سرخ رنگ کے چمکتے دمکتے عروسی لباس کو دیکھ کر اس نے نفرت سے رخ پھیر لیا۔۔

شاید وہ پہلی لڑکی ہوگی !! جس سے شادی کرنے کے لئے لڑکے کو خوب ڈرایا دھمکایا گیا ہوگا .. یاں پیسے دے دلا کر کہا گیا ہوگا 'خدارا نیلوفر سے شادی کرلو '

نہیں تو جھوٹی شان و شوکت اور ظاہری چمک دمک برقرار رکھنے کے لئے خوب جیبیں بھروائی گئیں ہوگی۔۔تاکے لعل حویلی اور اسکے مکینوں کی ساکھ پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔۔۔

" تم نے اور کچھ لینا ہے نیلوفر ؟ پتا ہے میں سوچ رہی تھی ہماری ہونے والے بے بی کے لئے ڈھیروں ساری شاپنگ کروں۔۔لیکن تمہاری شادی خیر خیریت سے ہوجائے باقی کام بعد میں ہوتے رہیں گے "

وہ بلا تکلف بولیں۔۔نیلوفر کا دل کیا اس مکرو چہرے والی عورت کا منہ نوچ لے۔۔اس نے قسم کھالی تھی۔۔ساری عمر اس عورت سے زبانی کلامی نہیں کرے گی۔۔

لیکن اگلے ہی پل اس نے قسم توڑ دی۔۔

" یہ۔۔یہ آپ کہاں لے جا رہی ہیں مجھے بھابھی ؟ "

اس نے حواس باختہ ہوکر ارد گرد دیکھا۔۔وہ دونوں مال کے باہر کھڑی تھی۔۔لیکن اب کی بار راستہ مختلف تھا۔۔کسی نے بہت زور سے اسکے سر پر وار کیا تھا۔۔

وہ منہ کے بل گرنے لگی مگر دو مضبوط بازوئوں نے اسے تھام لیا۔۔حواس دھیرے دھیرے سلب ہورہے تھے۔۔زہن ابھی بیدار تھا۔۔وہ محسوس کر سکتی تھی۔۔۔اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا جارہا تھا۔۔

دو نفوس آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔۔ایک نسوانی آواز تھی۔۔ایک مردانہ !!

دونوں آوازیں جانی پہچانی تھی۔۔پھر زہن تاریک ہوگیا

وہ زندگی میں کبھی کسی پر بوجھ نہیں بنی تھی۔۔حتی کہ کالج لائف میں جوتوں کا خرچہ بھی اس نے سسٹر صوفیہ کے بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اٹھایا تھا۔۔

یہ بات قطعی قابل قبول نہیں تھی کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے اس لعل حویلی کی چاردیواری میں قید و بند ہوجائے۔۔

وہ ورکنگ وومن تھی اسے فراغت پسند نہیں تھی۔۔

کل رات بھی وہ انٹرنیٹ پر جاب سے متعلق مختلف ویب سائٹس کھنگلاتی رہی تھی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔

اب واپس میکسیکو جانے کا کوئی چانس نہیں تھا۔۔

اگر زندگی نے اسے موقع دیا تو ضرور جائے گی۔۔

میکسیکو سے دل کا رشتہ تھا۔۔

وہ حقیقت کو دھیرے دھیرے قبول کرنے کی کوشش کررہی تھی۔۔سب سے پہلے اس نے سائرس کے پرپوزل پر غور کرنا شروع کیا تھا۔۔

وہ ٹال ، ڈیشنگ ، سوبر تو تھا ہی ، اسکا مزاج بھی حویلی کے باقی مردوں سے مختلف تھا۔۔بات کرتے ہوئے نرمی ، مزاج اور لہجے کا دھیما پن اسے منفرد بناتا تھا۔۔

لیکن اتنا کافی نہیں تھا۔۔وہ کوئی پندرہ بیس سال کی لاابالی لڑکی نہیں تھی۔۔جو پرسنالٹی سے متاثر ہوکر فورا ہاں کردیتی۔۔اسے مضبوط بیک اسپورٹ چاہیئے تھی۔۔

وہ ویسے بھی سب کو نا پسند تھی۔۔کل کلاں کو سائرس اپنی فیملی کی باتوں میں آکر اسے حویلی سے نکال دے تو کہاں جائے گی۔۔!!

اس نے بہت غور و فکر کرنے کے بعد چند شرائط رکھنے کا فیصلہ کیا۔۔سائرس کی منظوری ہوئی تو ٹھیک ورنہ وہ کوئی نوکری کرلے گی۔۔!!

وہ سوچوں اتنی گم ہوچکی تھی کہ کافی یخ ٹھنڈی پڑ گئی۔۔۔ایک بیزار سا سانس لبوں سے برآمد ہوا۔۔

لیپ ٹاپ جھولی سے اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور کافی کا کپ اٹھا کر نیچے آگئی۔۔

حویلی کو دلہن کی طرح سجایا جارہا تھا۔۔مگر دلہن کی کسی کو پرواہ ہی نہیں تھی !! ہونہہ۔۔

اس نے تلخی سے سوچا

" کہاں ہیں سب نظر نہیں آرہا کوئی ؟ "

کافی سے بھرا کپ سنک میں بہاتے ہوئے سرسری سا نوری سے پوچھا۔۔۔جو آج کل خاموش اور اداس رہتی تھی۔۔شاید نیلوفر کی وجہ سے

" بیگم سرکار اور چھوٹی بی بی جی شاپنگ پر گئے ہیں ، اماں بیگم اپنے کمرے میں ہیں۔۔"

" رئیلی ؟ ابھی تو لڑکے والے دیکھنے بھی نہیں آئے اور محترمہ شاپنگ پر چلی گئی۔۔حیرت ہے مجھے تم لوگوں پر۔۔!!تم لوگوں نے جانے کیسے دیا اس بے چاری لڑکی کو اس چالاک عورت کے ساتھ۔۔آئی ایم ٹیلنگ یو وہ عورت پھر سے نیا تماشہ کھڑا کرنے والی ہے دیکھنا لینا تم "

اسے غصہ آنے لگا۔۔اسی طرح بڑبڑاتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔۔نوری گم صم رہ گئی۔۔۔

سویا ہوا زہن دھیرے دھیرے بیدار ہورہا تھا...

اجنبی چھت، کھڑکیوں پر لہراتے ہلکے گلابی رنگ کے پردے ، ہوا سے ہل رہے تھے۔۔۔

وہ ہمت کرکے قالین سے اٹھی۔۔کمرے سے سگریٹ اور مردانہ کلون کی ملی جلی سی مہک آرہی تھی

۔۔

شاید کوئی ابھی ابھی اٹھ کر گیا تھا۔۔

ایش ٹرے میں گرا ہوا سگریٹ ابھی بھی سلگ رہا تھا۔۔نیلوفر کی آنکھوں کی مانند۔۔

ہاتھ پر زور ڈال کر اٹھی اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔۔زہن بار بار غنودگی میں جارہا تھا...
پلکیں بھاری ہونے لگی.. تبھی کوئی دروازے سے اندر آیا اور اسکی طرف بڑھنے لگا..

****

سویا ہوا زہن دھیرے دھیرے بیدار ہورہا تھا ...
اجنبی چھت، کھڑکیوں پر لہراتے ہلکے گلابی رنگ کے پردے ، ہوا سے ہل رہے تھے۔۔۔
وہ ہمت کرکے قالین سے اٹھی۔۔کمرے سے سگریٹ اور مردانہ کلون کی ملی جلی سی مہک آرہی تھی
۔۔
شاید کوئی ابھی ابھی اٹھ کر گیا تھا۔۔
ایش ٹرے میں گرا ہوا سگریٹ ابھی بھی سلگ رہا تھا۔۔نیلوفر کی آنکھوں کی مانند۔۔
ہاتھ پر زور ڈال کر اٹھی اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔۔زہن بار بار غنودگی میں جارہا تھا...
پلکیں بھاری ہونے لگی.. تبھی کوئی دروازے سے اندر آیا اور اسکی طرف بڑھنے لگا....
پانی کے چھینٹے اپنے چہرے پر محسوس کرکے اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولی ...
ایک لمحہ لگا تھا گزرا واقعہ یاد کرکے جھٹ سے سیدھی ہوئی .. سر سے شدید ٹھیسیں اٹھنے لگیں
" میں .. یہاں کیسے آئی ؟ "
وہ خود ساختہ بڑبڑائی۔۔وردان کی آواز سن کر ششدر رہ گئی ..
" میں لایا ہوں تمہیں یہاں"
" وردان...؟ تم..کیوں لائے ہو مجھے یہاں ؟ "

اس نے پتھرائی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا..

جس کے تاثرات برف کی مانند سرد تھے ..لہجے میں بیگانگیت، اجنبی نگاہیں ..وہ بہت عجیب معلوم ہورہا تھا ..

" تاکے تمہیں تمہاری اوقات بتا سکوں ! "

وہ سگریٹ پیروں تلے مسل کر جوتوں سمیت اسکے سامنے نیم دراز گیا ..

" تمیز سے بات کرو "

" شادی ہو رہی ہے تمہاری؟"

آنچ دیتی نگاہیں، ہنسی اڑاتا لہجہ..

" تمہیں اس سے کیا، تم تو جیسے مجھے اپنے ساتھ باندھ کر بھول ہی گئے تھے .. پتا نہیں مجھے کبھی کبھی کیوں لگتا ہے کہ تمہیں مجھ سے محبت تھی ہیں نہیں وہ سب ڈراما کر رہے تھے تم..!! "

آنسو پھر سے بغاوت کرنے لگے۔۔وہ اسے بتانا چاہتی تھی حویلی میں اسکے ساتھ کیا کچھ ہو چکا ہے ۔۔مگر اس سے پہلے ہی وہ زہر خندی سے بول پڑا

" تمہیں ایک بات بتائوں !! بلکل ٹھیک لگتا ہے تمہیں.. نہیں ہے مجھے تم سے محبت ,نہ تھی ، نا کبھی ہو سکتی ہے

نفرت کرتا ہوں میں تمہارے پورے خاندان سے نیلوفر سلطان"

اسکے لہجے میں کوئی لچک نہیں تھی۔۔نیلوفر کا دل کانپ اٹھا

"ک۔۔۔کیا مطلب؟ "

" مطلب کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں ..اتنی شدید نفرت کہ دل چاہتا ہے ابھی تمہارا گلہ گھونٹ دوں..."

نیلوفر کے گلے سے ہونک نکلی۔۔وہ جہاں تھی وہیں تھم گئی..اتنا سب ہونے کے بعد یہ ہونا بھی ضروری تھا کیا؟

" جانتی ہو کیوں ؟ کیونکہ تم ، تمہارے بھائی ، تمہارا باپ ، تمہارے دادا سب میری ماما اور نانا کے قاتل ہیں "

اس نے نفرت سے اسکو جھنجھوڑا...

نیلوفر کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے .. قوت گویائی سلب ہوچکی تھی .. اسکا دماغ اتنا بڑا دھوکہ برداشت نہیں کر پارہا تھا .. وردان حیدر ابھی بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا.. اسے جھنجھوڑ رہا تھا..اس پر چیخ رہا تھا ..

نیلوفر بے جان سی ہوکر ایک طرف لڑھک گئی۔۔

" راحم راحیل قتل کیس کا انوسٹیگیٹر کون ہے؟"

" کون پوچھ رہا ہے ؟ "

انسپکٹر صاحب نے بند دروازے سے ہانک لگا کر پوچھا

" سر جی۔۔پراسیکیوٹر فاروق صاحب آئے ہیں ملزم سے ملنے "

حوالدار نے جواب دیا

" ٹھیک ہے "

انسپکٹر نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔۔

حسین کو سلاخوں سے نکال کر ہتھ کڑی لگائی جارہی تھی۔۔اس نے کچھ بھی پوچھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔کون ؟ کیوں ؟ اس سے ملنے آیا تھا۔۔

کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔حوالدار اسے دو کرسیوں اور میز والے خالی کمرے میں چھوڑ کر نکل گیا۔۔

جہاں ایک سوٹڈ بوٹڈ درمیانی عمر کا شخص پہلے سے براجمان تھا۔۔

" پھانسی ہوگی تمہیں ! "

وہ سر تا پا بغور اسکا جائزہ لینے لگا۔۔

"اچھا "

اس کے اطمینان پر حسین نا چاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔۔

" میں اس کیس کا پراسیکیوٹر ہوں۔۔اگر تم اعتراف جرم کر لیتے ہو تو ہو سکتا ہے تمہاری سزا میں نرمی ہوجائے وگرنہ تمہیں سیدھا پھانسی ہوگی۔۔!!"

اس بار چبا چبا کر بولا۔۔

حسین نے لب سختی سے بھینچ لئے۔۔

" بتائو مجھے ؟ کیوں مارا تم نے راحم راحیل کو ؟ تمہارا جھگڑا تو بہت پہلے سے چل رہا تھا۔۔پھر جان سے مارنے کی کیا ضرورت تھی !! "

پراسیکیوٹر صاحب دلچسپی سے اسے دیکھنے لگے۔۔مگر وہ کچھ نہ بولا

" کیا پوچھ رہا ہوں میں ؟ "

" میں کچھ نہیں جانتا '

اس کا چہرہ سپاٹ اور تاثرات سرد تھے۔۔پراسیکیوٹر صاحب طیش میں آکر گھونسے لاتیں اور مکے اس پر برسانے لگے۔۔وہ چپ چاپ سہتا رہا۔۔حوالدار دوڑا دوڑا انسپکٹر کے پاس گیا۔۔۔

" سر جی۔۔سر جی! وہ پراسیکیوٹر صاحب تو ملزم تو گدھوں کی طرح پیٹ رہے ہیں۔۔جلدی چلئیے "

" تم نے انہیں بتایا نہیں تفتیش کے دوران مارنا الائو نہیں ہے "

وہ حواس باختہ سا ہوکر اسکے پیچھے دوڑا

" میں کیا بتاتا سر جی ان کو پتا ہی ہو گا "

" یہ پراسیکیوٹر صاحب مجھے نوکری سے نکلوا کے ہی دم لیں گے "

" پراسیکیوٹر صاحب یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔ہٹیے۔۔جان ماریں گے کیا۔۔لڑکا ملزم ہے ابھی! اس پر جرم ثابت نہیں ہو ا۔۔کیا اب یہ بھی مجھے آپ کو سکھانا پڑے گا ؟ "

انسپکٹر نے گرج کر کہتے ہوئے پراسیکیوٹر صاحب کو دور دھکیلا۔۔جو بری طرح ہانپ رہے تھے۔۔

حسین کا غنودگی میں جاتا زہن تاریک ہونے لگا۔۔

" اس پر کڑی نگاہ رکھو۔۔یہی مرکزی مجرم ہے"

کہہ کر پراسیکیوٹر ہانپتے ہوئے کیس اٹھا کر باہر نکل گئے۔۔انسپکٹر سیف کا بس نہیں چل رہا تھا اس بیچ حرکت پر پراسیکیوٹر صاحب کو شوٹ کردے۔۔

" لڑکے کو چیک کرو۔۔کہیں مر ور تو نہیں گیا ؟ "

سرسری سی نگاہ زمین پر پڑے وجود پر ڈال کر انسپکٹر سیف بڑبڑاتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔۔

" میں نے ملزم سے بہت اگلوانے کی کوشش کی مگر وہ کچھ بولنے کو تیار نہیں ہے۔۔تم انسپکٹر پر تھوڑی سختی کرو تاکہ وہ ملزم سے جلد سے جلد اعتراف جرم کروائیں " پراسیکیوٹر صاحب اسٹیشن سے نکلتے ہوئے فون پر کسی سے کہ رہے تھے۔۔۔

" اماں ..؟ اماں ؟ "

" کیا ہوا ؟ کیا قیامت آگئی ہے ؟ کیوں چلا رہی ہو۔۔"

اماں سرکار نے بھنویں سمیٹ کر کہا

"غضب ہوگیا ، نیلی بھاگ گئی اماں سرکار "

وہ ایک جملہ انکی جان نکال گیا۔۔بے دم سی ہوکر صوفے پر ڈھے گئی۔۔

" یہ تُو نے کیا کیا نیلوفر ! ا"

نہوں نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔۔نوری جہاں تھی وہیں دیوار سے لگ گئی۔۔

"عینا بی بی کی بات سچ ہوگئی تھی۔۔نیناں بی بی نے اسکی رسوائی کا تماشہ بنانے کے لئے پہلے اہتمام کیا تھا!!جس پر ایک کے بعد ایک عمل کررہی تھی "

" مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگئی اماں۔۔اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کم بخت ماری یہ کرتوت کرنے والی ہے تو میں کبھی اسے ساتھ لے کے نہ جاتی۔۔ہائے اللہ سعیر تو میری جان لے لے گا "

اس نے بھرپور ناٹک کیا۔۔کن اکھیوں سے حویلی کی باوقار خاتون کو دیکھا جسکا گھمنڈ چکنا چور ہوگیا تھا

۔۔

یہ تو سب ابھی شروعات تھی۔۔!!دل میں زہر خندی سے مسکراتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔

" اماں کچھ تو کہیں ؟ کیا کروں میں ؟ مہمان آنے والے ہوں گے ؟ "

جان بوجھ کر انکا کندھا ہلایا

" اس پر کلمہ پڑھ لو ..اب وہ جہاں کہیں بھی ہے چند پل کی مہمان ہے "

ٹرانس سی کیفیت میں بولی۔۔اور مرے مرے قدموں سے چلتی اپنے کمرے میں بند ہوگئی۔۔نیناں کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔۔جسے صرف نوری نے دیکھا تھا۔۔۔

مسز شہروز ہاسپٹل سے ڈسچارج ہوکر گھر واپس آگئی تھیں۔۔۔جب سے آئی تھی ان کی بس ایک ہی رٹ تھی۔۔حسین کو کسی طرح جیل سے چھڑا لیا جائے۔۔

شہروز احمد اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے تھے۔۔چاہتے تھے حسین کی بیل کرالی جائے مگر مقدمہ قتل کا تھا۔۔بیل کروانا آسان نہیں تھا۔۔

آج آبش کو بھی بیان ریکارڈ کروانے اسٹیشن جانا تھا۔۔

وہ بے حد پریشان اور گھبرائی ہوئی تھی۔۔

" ماموں کیا پوچھیں مجھ سے حسین کے متعلق ؟ میرا مطلب ہے آپ نے ابھی تک کوئی وکیل ہائیر نہیں کیا ہمیں وکیل کے مطابق چلنا چاہیئے۔۔!!"

اس نے انگلیاں چٹخائیں۔۔

" ایک بہت قابل وکیل ہیں میری نظر میں لیکن ابھی تک اس نے کوئی جواب نہیں دیا مجھے۔۔"

وہ خود بھی اس بات سے کافی پریشان تھے۔۔شاید وکیل کی طرف سے خاموشی ہی انکار تھا۔۔اب انہیں دوسرے ناموں پر غور کرنا چاہیئے تھا۔۔

" آپ اندر نہیں چلیں گے میرے ساتھ؟ "

سیٹ بیلٹ نکالتے ہوئے ان کے پر سوچ چہرے کو استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔۔

" ہاں میں تمہارے ساتھ چلوں گا ،انسپکٹر صاحب جو بھی پوچھیں سچ سچ جواب دینا گھبرانا مت میں یہیں ہوں "

وہ دروازے کے پاس رکے

" لیکن ماموں۔۔"

" صرف سچ کہنا آبش جو بھی تم جانتی ہو "

قطعی بے لچک لہجے میں کہہ کر کر راستہ چھوڑ دیا۔۔وہ خاموشی سے اندر چلی گئی۔۔

انسپکٹر صاحب کا لہجہ انتہائی زہریلا اور بے ادب تھا۔۔وہ بات بے بات حسین کو 'قاتل' کہہ رہے تھے۔۔دل کیا انکا منہ نوچ لے۔۔بمشکل ضبط کیئے بیٹھی رہی

جیسے ہی سوالات ختم ہوئے وہ فورا باہر نکل آئی۔۔حسین سے ملنے کی شدید چاہ دل میں دبائے واپس آگئی۔۔ماموں وکیل سے ملنے اسکے آفس جا رہے تھے اس لئے اسے گھر ڈراپ کر گئے۔۔۔

آج سنڈے کا دن تھا۔۔سرینہ اپنے آفیشل کاموں میں اتنا مصروف تھی کہ کل رات آفس ہی رک گئی تھی۔۔

مائشہ کو ہی زحمت کرنی پڑی۔۔

سرینہ کو میسیج کرکے وہ خود ہی میکال کو لینے نکل گئی۔۔ویسے بھی فراغت کے بعث بور ہورہی تھی۔۔کل بھی آدھی رات تک وہ مالی بابا اور اسکی بیوی سے انکی جوانی کے قصے سنتی رہی تھی۔۔

آج وہ بھی صفائی ستھرائی کے بعد آرام کر رہے تھے۔۔

" ہائے آنٹی ؟؟ "

اس نے بیزاریت سے پیر جھلاتے ہوئے برابر والی عورت کو مخاطب کیا۔۔

" ہیلو بیٹا۔۔کیسی ہو تم ؟ کیا نام ہے تمہارا ؟ "

ملائکہ نے بغور اسے دیکھتے ہوئے خوشکلامی کی

" اللہ کا شکر ہے ، مزے میں ہوں۔۔ویسے مائشہ نام ہے میرا "

اس نے دانت دکھائے۔۔بوریت بھگانے کی خاطر وہ بھوتوں کو بھی اپنے خوشگپیوں میں لگا سکتی تھی انسان کس چیز کا نام تھا۔۔

" ویسے بیٹا آپ یہاں کیا کر رہی ہیں ؟ ...مطلب یہ تو بچوں کا اسکول ہے نا؟ آپ ناں تو بچی لگ رہی ہیں ؟ اور نہ ہی ممی ؟ "

ملائکہ حیران ہوئی۔۔وہ بھرپور اندر سے ہنستے ہوئے کہنے لگی۔۔

" ہاہاہاہا۔۔میرا بھانجا پڑھتا ہے اس بورڈنگ اسکول میں۔۔بڑی بہن وکیل ہے اسلئے اسکی مصروفیات بہت ہیں۔۔زیادہ تر میں ہی سنبھالتی ہوئی انکے بیٹے کو "

اس نے اترا کر بتایا۔۔حالانکہ یہ جھوٹ تھا۔۔

" اچھا اچھا "

ملائکہ بغور اسے دیکھنے لگی۔۔خوبصورت ، شوخ اور چنچل سی لڑکی انہیں اچھی لگی تھی۔۔آنٹی کی نگاہوں سے اب کوفت ہونے لگی تھی۔۔میکال کو آتے دیکھ کر وہ فورا اٹھی گئی۔۔۔

"یہ کیا آنا ؟ ماما پھر نہیں آئی ؟ "

میکال نے منہ بسور کر کہا

" تمہاری ماں مصروف ہیں اتنی مصروف کہ کل رات سے آفس ہی ہیں۔۔اسی لئے میں آئی ہوں چلو ہم چلتے ہیں۔۔وہ بھی آتی ہی ہوں گی "

اسے لئے پارکنگ تک آئی۔۔

" ہم جائیں گے کیسے ؟ "

" وبر سے جائیں گے۔۔میں بک کروا لی ہے بس تھوڑا صبر کرلو "

ملائکہ نے اسکی ساری بات سن لی تھی۔۔

" میں آپ لوگوں کو ڈراپ کردوں بیٹا"

" نہیں آنٹی اوبر بس آنے والی ہے "

اس نے فورا انکار کیا۔۔بات چیت کی حد تک ٹھیک تھا۔۔لیکن وہ لفٹ نہیں لے سکتی تھی کسی قسم کی جان پہچان کے بغیر۔۔

"فکر مت کرو۔۔مجھے ایڈریس بتائو میں تمہیں ڈراپ کردیتی ہوں۔۔"

مائشہ چاہ کر بھی منع نہیں کر پائی۔۔اور وہ دونوں بیک سیٹ پر بیٹھ گئے۔۔

" آنٹی یہاں رائٹ جانا ہے "

" دو اسٹریٹ چھوڑ کر اسی ایریا میں میرا بھی گھر ہے " ملائکہ نے حیرانی سے بتایا

"اوہ۔۔"

وہ مسکرائی۔۔

" آپ اندر آئیں۔۔آپ کو اچھی سی چائے پلاتی ہوں "

اس نے ممنوعیت سے آفر کی

" نہیں بیٹا بہت شکریہ پھر کبھی سہی "

ملائکہ نے معذرت کرلی۔۔

" اللہ حافظ۔۔بہت شکریہ آپکا آپ نے ہمیں لفٹ دی " الوداعی مسکراہٹ کے ساتھ وہ اندر چلی گئی ۔۔

" کون تھی یہ عورت ؟ "

سرینہ نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

" پتا نہیں لیکن مزاجاً بہت اچھی تھیں ہمیں یہاں تک لفٹ دی۔۔اور میری بک بک بھی برداشت کی "

مائشہ عادتاً ضرورت سے زیادہ بولی۔۔

" تمہارا بیٹا ناراض ہے تم سے ..نہ تم نے اسے فون کیا..پیرنٹس میٹنگ بھی مس کردی اور نہ ہی تم اسے پک کرنے گئی اب سوچ لو اسے کیسے منانا ہے۔۔آہمم چائے پیو گی ؟"

کچن میں جاتے جاتے رکی

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔اور میکال کے کمرے میں آئی۔۔

" میکال؟؟ "

" ڈونٹ کال مائے نیم ، آئی ڈونٹ وانٹ ٹو ٹاک ٹو یو مام "

وہ منہ پھلا کر بولا تو سرینہ کو اس پر ڈھیروں پیار آیا۔۔اس نے اسے گود میں بٹھا لیا۔۔

"بیٹا آپ جانتے ہو نا مما کی جاب کتنی ٹف ہے۔۔مجھے وقت کا پتا نہیں چلا ورنہ میں پیرنٹس میٹنگ میں ضرور آتی۔۔"

" اب تو ھادی انکل بھی نہیں آتے مجھ سے ملنے "

ایک طویل سانس ہوائوں سپرد کیں۔۔اسے گود سے نیچے اتار دیا۔۔ھادی نے اسے اپنا عادی بنا دیا تھا اسے اس بات احساس تک نہیں تھا۔۔

" ھادی انکل بھی مصروف تھے بیٹا "

" آپ سب ہمیشہ ایسے کرتے ہیں میرے ساتھ "

وہ اس بار بہلنے والا نہیں تھا۔۔

" بیٹا آئی ایم سوری میں ..."

اس نے رخ موڑا تو میکال فٹبال اٹھا کر خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔۔وہ حقیقتا سخت خفا تھا اور سرینہ پریشان۔۔"آپی چائے پی لیں۔۔"

اس نے بالوں کو بل دے کر جوڑے کی شکل دی اور لائونج میں آ گئی۔۔

" ہوگئی جناب کی ناراضگی دور؟ "

اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کپ تھام لیا۔۔

ب"اپ پر گیا ہے۔۔وہ بھی بہت ضدی تھا۔۔"

اس نے تلخی سے کہا۔۔سن کر مائشہ نے خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔۔

" ویسے آپ تھی کہاں آپی ؟ اب یہ مت کہنا آفس میں بہت کام تھا ..میں بہت پک چکی ہوں سن سن کر "

سرینہ ہنس دی

" اچھا ہوا تم نے یاد دلا دیا مجھے مسٹر پراسیکیوٹر کو کال کرنی تھی۔۔ان کے بیٹے کے کیس کے متعلق بات کرنے کے لئے "

وہ کپ ٹیبل پر رکھ کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔۔ایک دوبار کوشش کرنے کے بعد فون واپس رکھ دیا۔۔

"کیا ہوا؟"

"نمبر آف جا رہا ہے انکا۔۔ابھی تو میں خود بہت تھک گئی ہوں ویسے بھی سنڈے کا دن ہے۔۔آج آرام کروں گی۔۔کل میں خود ان کے پاس جائوں گی۔۔"

اس نے تفصیل سے بتایا۔۔

دوسری بار اس ایریا میں آیا تھا۔۔

آج بھی اس فلیٹ میں سے کوئی نکلتا ہوا اسے نظر نہیں آیا البتہ ایک بچہ پارک میں فٹبال کھیلتا نظر آرہا تھا۔۔ایک انجانی سی کشش اسے بچے کے قریب کھینچنے لگی۔۔

وہ سیمنٹ کی بنچ پر بیٹھ گیا۔۔اور بے مقصد بچے کو دیکھنے لگا

میکال نے اجنبی شخص کی نگاہیں نوٹ کرلی تھی ... ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے ،اسکی مانند

" آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو ؟ "

"کیوں کہ آپ ہو ہی اتنے پیارے.."

"مائشہ آنی کہتی ہیں ایسے صرف وہی لوگ دیکھتے ہیں جو بچہ چور ہوتے ہیں۔۔۔"

وہ بے خوفی سے بتانے لگا۔۔سعیر کے اندر کچھ کلک ہوا۔۔اس دن بھی پارک والے بچے نے 'مائشہ' کی بڑی بہن کا نام سرینہ بتایا تھا۔۔اسکا مطلب!! بے ساختہ کھڑا ہو گیا

" آپ ابھی بھی مجھے ویسے ہی دیکھ رہے ہو۔۔؟ لیکن شکل سے آپ بچہ چرانے والے نہیں لگتے ؟ کون ہو آپ؟ "

سعیر بے ساختہ ہنس دیا

"میں یہاں پر کسی کا گیسٹ ہوں "

"کس کے ؟ "

"اب یہ تو میں نہیں بتائوں گا۔۔یہ سرپرائز ہے دوبارہ ملیں گے تو بتائوں گا "

وہ پیار سے اسکے بال بگاڑتے ہوئے بولا۔۔۔کافی دیر وہ اس کے پاس بیٹھا رہا۔۔پھر پارک سے نکل گیا۔۔

بالوں کے سیمپل وہ لیب میں ڈی این اے ٹیسٹ کے لئے بھیجنے والا تھا۔۔اگر یہ اس کا بیٹا تھا۔۔تو سعیر اس عورت سے ایک ایک پل کا حساب لینے والا تھا۔۔

" وردان ؟؟؟ وردان؟؟؟ رکو میری بات سنو "

ملائکہ ممانی نے اسے دوسری بار پکارا تھا۔۔لیکن وہ سنی ان سنی کرکے چلا گیا .. اسکی دن بدن مشکوک حرکتیں بڑھتی جارہی تھی۔۔دن بھر غائب رہتا، رات گئے تک گھر لوٹتا .. نہ کھانے کی فکر ، نہ ہی سونے پرواہ تھی۔۔

ملائکہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پارہی تھی ..نہ وہ اسکی بات مانتا تھا۔۔

اسے نیناں کی طرح گناہوں کی کالی دلدل میں اترنے سے بچانا چاہتی تھی ..نیناں نفرت اور انتقام میں ہر حد سے گزر گئی تھی وہی نفرت کی آگ وہ وردان کے سینے میں بھی جلانا چاہتی تھی .. اسے وردان اپنے بیٹوں کی طرح عزیز تھا۔۔

اس نے گھبرا کر فورا شازم کو کال کرکے آفس سے بلوا لیا ..

"اتنی ایمرجنسی میں کیوں بلایا ملائکہ ؟ سب خیریت تو ہے ؟ پریسہ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ؟ "

" سب بلکل ٹھیک ہے لیکن وردان بہت مشکوک حرکتیں کررہا ہے۔۔اور یہ دیکھیں کیا ملا مجھے ، اسکی گاڑی سے .."

اس نے دوپٹہ شازم کو دکھایا جو اسے وردان کی گاڑی سے ملا تھا ..

" یہ کیا ہے؟؟ "

وہ حیران ہوا

" یہ کسی کا دوپٹہ ہے۔۔خدارا اس لڑکے کی ایکٹیوٹیز پر نظر رکھیں مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا ... کہیں کوئی مصیبت نہ گلے ڈال لی ہو اس لڑکے نے "

" وہ کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہے ملائکہ "

شازم نے دوپٹہ پھینکا۔۔اور خود بھی صوفہ پر ڈھے گیا ..سر پریشانی سے ہاتھوں میں گرا لیا تھا..

" آپ تو جانتے ہیں نیناں نے کبھی اسے اچھے برے کی تمیز نہیں سکھائی ..اسے رشتوں کی اہمیت کے بارے میں بتایا ہی نہیں تبھی وہ میری بات نہیں سنتا ..لیکن آپ کی تو سنتا ہے آپ ہی کچھ پوچھ گچھ کرلیا کریں اس سے کہاں رہتا ہے سارا دن ؟ کس سے ملتا ہے ؟ "

ملائکہ نے نرمی سے سمجھایا ...

" ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں ..."

پورچ سے گاڑی اسٹارٹ کرنے کی آواز تھی ..

" مجھے لگتا ہے وردان واپس آگیا ہے جائیں اسکے پیچھے جائیں۔۔اس سے پوچھیں وہ سب کیا کر رہا ہے "

ملائکہ نے دوپٹہ شازم کو تھمایا۔۔وہ عجلت میں اسے پیچھے گیا۔۔۔تب تک وہ گاڑی لے جا چکا تھا۔۔

شازم بھی اپنی گاڑی جانب بڑھا۔۔

وردان حویلی آیا تھا .. وہ اکثر ہی غم غلط کرنے آیا کرتا تھا ..شک و شہبات میں پڑنے والی بات نہیں تھی ..

ان سب کی بہت سی یادیں جڑیں تھی حویلی تھی ..

پتا نہیں وہ ملائکہ کی جذباتی باتوں میں آکر وردان کے پیچھے یہاں تک آیا ہی کیوں تھا ..!!

بے شک اسکی پرورش نیناں کے ہاتھوں ہوئی تھی مگر خون تو انہی کا تھا ..

گرد آلود راہداریوں میں سوکھے پتے اسکے قدموں تلے چرچرانے لگے .. ایک حصہ آباد اور دوسرا سنسان دیکھ کر دل میں ہونک سی اٹھی .. کاش بابا زندہ ہوتے ،

" ماموں آپ یہاں ؟ "

شازم آنکھوں کی نمی صاف کرتے ہوئے فورا پلٹا ...

" دروازہ کھولو ؟ کیا ہے اندر مجھے دیکھنا ہے ؟؟ "

شازم کا انداز حتمی تھا ..وردان ان کے ہاتھ میں نیلوفر کا دوپٹہ دیکھ چکا تھا..

اسلئے خاموشی سے دروازہ کھول دیا ..کارپٹ پر کسی لڑکی کے بے سدہ پڑے وجود کو دیکھ کر شازم کے قدموں تلے زمین سرکنے لگی ..

"کون ہے یہ؟ "

" حویلی والوں کی صاحبزادی .."

پرسکون لہجے میں بتایا

" او میرے خدا ,, نیلوفر؟؟ کیا کیا ہے تم نے اس معصوم کے ساتھ؟ "

شازم کا دماغ مائوف ہونے لگا۔۔اس نے بد اندیشی کے تحت ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔

" کاش میں کچھ کر سکتا ماموں "

وردان نے نفرت سے اسکے وجود کو دیکھا... وہ نیناں کی دی ہوئی نفرت کی زبان بول رہا تھا اسی دن سے شازم ڈرتا تھا ...

" یہ کیا حرکت کی تم نے بیوقوف ، تمہارا جو بھی مقصد تھا مجھے کچھ نہیں سننا ، تم اتنا گر سکتے ہو مجھے یقین نہیں آرہا تھا وردان ...اسے ابھی اور اسی وقت واپس چھوڑ کر آئو گے جہاں سے تم اسے لائے ہو ، اگر سعیر سلطان کو علم ہوگیا تو تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا .."

آواز دھیمی مگر تنبیہ سخت تھی۔۔۔وردان نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔۔

" یہ کہیں نہیں جائے گی .. یہ میری ماں اور آپ کے باپ کے قتل کا خمیازہ بھگتے گی ، ساری عمر اسی حویلی میں قید رہے گی ... جس میں اس نے عیش عشرت کی زندگی جی ہے ..."

اسکے ارادے سن کر چند لمحے وہ سکتے میں آگیا ، پھر کسی ٹرانس سی کیفیت میں چلتا ہوا آگے آیا اور زور دار چماٹ اسکے گال پر رسید کیا۔۔

" اچھا ہوا تمہاری ماں مرگئی ..ورنہ اسے تمہاری حرکت کا علم ہوتا تو شرم سے مر جاتی۔۔کسی کی معصوم بہن یا بیٹی کو اسکے پُرکھوں کی غلطیوں کی سزا دینا انصاف نہیں بے غیرتی ہے وردان ..! مجھے شرم آتی ہے تمہیں اپنا خون کہتے ہوئے "

شازم کی آنکھیں لہو ٹپکانے لگیں۔۔جبکے وردان ابھی تک بے یقین سے اپنا رخسار جکڑے ہوئے تھا ...پھر بے خوفی سے کہنے لگا

" جب تک اسکا باپ کیس کی فائل میرے سامنے نہیں لاتا...میں اپنی آنکھوں سے یقین نہیں کرلیتا کہ سلطان اور اسکی اولاد بے گناہ ہے میں اسکی بیٹی کو رہا نہیں کروں گا ماموں "

وہ اپنے اردوں میں اٹل تھا ..

" وردان۔۔۔!!"

"بس ماموں۔۔"

"سعیر تمہیں چھوڑے گا نہیں "

" مجھے کوئی پرواہ نہیں , چاہے وہ میری جان ہی کیوں نہ لے لیں "

" تم کیوں جنگ چھیڑنا چاہتے ہو وردان۔۔میں سب بھلا چکا ہوں سب پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔۔۔تم پرانے زخموں کو مت ادھیڑوو بیٹا ، اس سے تمہیں بھی تکلیف ہوگی اور مجھے بھی "

شازم نے نرمی سے سمجھانا چاہا

"تکلیف کا مطلب آپ کیا جانیں ماموں ؟ آپ اپنی زندگی میں خوش ہیں انا اپنی زندگی میں۔۔ میں کون ہوں ؟ کیا لگتا ہوں آپ لوگوں کا ؟ بچپن سے انا میرے دل میں نفرت بھرتی آئی ہیں حویلی والوں کے خلاف۔۔۔اب یہ تو ہونا ہی تھا۔۔یہ نفرت ، یہ بدلے کی آگ ایک صورت تو میرے دل سے نکلے گی جب میں انتقام لوں گا ، ورنہ اس درد اور تکلیف سے میرا دل پھٹ جائے گا "

شازم نے پہلی بار اسے روتے دیکھا تھا

" جنگ چھڑ چکی ہے ماموں۔۔اب آپ سوچ لیں آپ کس کے ساتھ ہیں۔۔میرے اور انا کے!! یا پھر حویلی والوں کے "

کہہ کر۔۔ٹھاہ کی آواز کے ساتھ دروازہ مقفل کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

" یہ نیناں نے کیا کر دیا اس بچے کے ساتھ ...!! "

شازم صدمے اور بے یقینی وہیں بیٹھ گیا۔۔

نہ ہی نیلوفر کو کوئی چوٹ پہنچنے دے سکتا تھا۔۔وہ معصوم تھی ،نہ ہی وردان کو۔۔!!

اسے ڈر تھا اگر حویلی والوں کو خبر لگ جاتی تو وردان کی گردن تن سے الگ دیتے۔۔

پھر جیسے نیند سے جاگا اور سلطان کا نمبر پریس کرتے ہوئے اٹھا۔۔

دوپٹہ لاوارثوں کی طرح راہداری میں گرا رہ گیا بلکل اسکی اوڑھنے والی کی مانند۔۔

" سلطان صاحب میں شازم بات کر رہا ہوں۔۔"

آج انکی ساری اکڑ ، رعب و دبدبا وردان کی ایک حرکت تلے دب گیا تھا۔۔

دوسری طرف پہچان کر کہا گیا تھا

"ہاں بولو شازم۔۔کیا بات ہے ؟ "

"سلطان صاحب مجھے آپ کی بیٹی کے بارے میں بات کرنی ہے "

شازم نے ہمت مجتمع کرکے کہا

" بیٹی ؟ کونسی بیٹی ؟ میری کوئی بیٹی نہیں ہے آج کے بعد مجھ سے بیٹی کے متعلق کوئی فون نہ کرے ۔۔"

کہی کر سلطان نے غصے سے فون بند کردیا۔شازم کی بات اور ہمت وہیں پر دم توڑ گئی۔۔

" یا اللہ۔۔اب میں کیا کروں تو ہی کوئی راہ دکھا مالک " بارگاہ الہی میں ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا۔۔

کمرے کی گھٹی گھٹی فضا میں اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔۔

اس نے بوجھل آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔۔مگر بے سدھ

کمرے کا دروازہ آدھا کھلا تھا۔۔باہر دو مردانہ آوازیں آپس میں بحث کررہی تھی۔۔۔وہ خود کو گھسیٹتے ہوئے دروازے تک آئی۔۔

" میں اس سے نفرت کرتا ہوں ماموں۔۔اور آپ کہہ رہے ہیں میں اس سے شادی کرلوں ! کبھی کبھی بھی نہیں وہ ایک آوارہ اور بدچلن لڑکی ہے ، جسکا چکر اپنی ہی حویلی کے ڈرائیور کے ساتھ چل رہا ہے۔۔ایسی دو کوڑی کی لڑکی کم از کم میری بیوی نہیں بن سکتی۔۔"

نیلوفر برف کی سلب بن کر رہ گئی۔۔یخ ٹھنڈی۔۔بے تاثر

وہ دونوں بھی اسے دیکھ کر خاموش ہوگئے۔۔

وہ مرے مرے قدم اٹھاتی آگے بڑھی اور ایک زور دار طمانچہ وردان کی گال پر جڑ دیا۔۔

" میں آوارہ اور بد چلن ہوں ؟؟ وہ فون مجھے کس نے دیا تھا ؟ ہاسپٹل میں جھوٹ موٹ کی موت کا ڈرامہ کرکے کس نے مجھے بلایا ؟ کلاس روم میں میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کس نے کی ؟ تم نے وردان حیدر۔۔تم نے !

تم سے بہادر تو وہ ڈرائیور ہے جس نے سر عام مجھے زلیل ہوتے دیکھ کر حامی بھر لی چاہے جھوٹی ہی سہی۔۔۔تم تو قائر نکلے وردان حیدر۔۔

مجھے شرم آرہی ہے کہ میں نے تم جیسے دوغلے شخص سے محبت تھی "

وہ گیلی آواز میں بولتے بولتے رکی۔۔

" ادا نے مجھے بہت مارا۔۔بہت بار پوچھا میں چاہتی تو تمہارا نام لے سکتی تھی لیکن میں نے نہیں لیا۔۔ میں نے تمہیں ان سے بچایا وردان،، اور تم نے۔۔۔!!تم نے یہ کیا کیا میرے ساتھ؟ اتنا بڑا دھوکہ۔۔"

صدمے اور بے یقین سے دماغ پھٹا جارہا تھا

"تم بہت پچھتاؤگے میرے ساتھ یہ سب کرکے۔۔تم نے میری محبت کو خاندانی دشمنی کی بھینٹ چڑھادیا۔۔اپنی نام نہاد نفرت تلے کچل دیا۔۔مجھ سے کس بات کا بدلہ لیا تم نے۔۔؟؟ میں بھی اتنی ہی بے قصور تھی جتنے تم۔۔!!"

آنسوئوں کے بیچ اسکا چہرہ دھندلا گیا۔۔

" کیا کروں گی اب میں حویلی واپس جاکر!! ہاں؟ وہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے۔۔مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ایک اور بار اسی زلت اور رسوائی کا سامنا کروں۔۔تم ایک کام کرو اپنے ہاتھوں سے میرا گلا دبا دو ، تمہارا بدلا پورا ہوجائے گا اور میری جان چھوٹ جائے گی۔۔"

اسکے سرد اور پتھریلے ہاتھ اٹھا کر اپنے گردن پر رکھے۔۔

"دبادو گلا! ایسی زلت کی زندگی سے تو موت اچھی ہے" وردان اسکے ہاتھ جھٹک کر وہاں سے نکل گیا۔۔

" اب کہاں بھاگ رہے ہو۔۔واپس آئو اپنا کام پورا کرکے جائو۔۔بزدل انسان"

وہ چیخی تھی۔۔۔دل چاہ رہا تھا چلا چلا کر پورا آسمان سر پر اٹھا لے۔۔۔

" میں بیگم سرکار سے بات کرتا ہوں۔۔وہ تمہیں آکر لے جائیں گی۔۔"

شازم نے بمشکل لفظ ادا کیئے اور وہاں سے ہٹ گیا۔۔نیلوفر دیوار سے ٹیک لگا زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔

سائرس کو جب نیلوفر کی گمشدگی کے متعلق حویلی سے کال آئی وہ ریش ڈرائیونگ کرتا آفس سے نکلا

۔۔

زندگی میں اتنا غصہ اور نفرت کسی وجود سے محسوس نہیں ہوئی تھی جتنی آج نیلوفر سے ہورہی تھی

۔۔

"کر تو رہے تھے اسکی پسند سے شادی کیا ضرورت تھی ہمارے منہ پر کالک تھوپ کر اپنے عاشق کے ساتھ بھاگنے کی۔۔"

نیناں کہہ رہی تھی۔۔اسے دیکھ کر خاموش ہوگئی

"کہاں ہے نیلوفر ؟ "

اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔نیلوفر کو شوٹ کردیتا۔۔

" سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر جاچکی ہے تمہاری بہن "

" جتنا آپ سے پوچھا جائے اتنا جواب دیں۔۔کہاں لیکر گئی تھی آپ اسے ؟ "

اس بار گرج کر پوچھنے لگا تھا

" میرے ساتھ شاپنگ کرنے گئی تھی اماں سرکار کی اجازت سے !! "

کہتے ہوئے نگاہیں چرائیں

"آپ کیوں لیکر گئی تھی اسے وہاں۔۔ضرورت کیا تھی شاپنگ پر جانے کی۔۔"

اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں

" مجھ پر چلانے سے کچھ نہیں ہو گا۔۔جانے والی جا چکی ہے ، اسے ڈھونڈو آئی بات سمجھ میں۔۔"

وہ کہہ کر آنا فانا وہاں سے نکل گئی۔۔سائرس شکست خوردہ قدم گھسیٹتا ہوا کمرے میں آگیا۔۔اعصاب شل ہو چکے تھے۔۔اس وقت کوئی بات دماغ میں سما رہی تھی

حویلی کو سجانے کی تیاریاں بیچ میں روک دی گئی تھی۔۔سعیر انتہائی غصے میں کہہ کر نکلا تھا کہ 'جہاں ملے گی اسے دیکھتے ہی گولی ماردے گا'۔۔

سائرس الگ پریشان تھا .. حویلی پر سوگواریت کا ماحول چھایا ہوا تھا۔۔ہر ذی روح نے چپ سادھ لی تھی۔۔

اماں سرکار نے نڈھال سی ہوکر بستر پکڑ لیا تھا۔۔

کبھی انکا بہت رعب دبدبہ ہوتا تھا حویلی میں۔۔

نیلوفر کی حرکت نے ایسا طمانچہ مارا کہ پوری حویلی والوں کے کروفر اور گھمنڈ کو مٹی میں ملادیا تھا۔۔

پہلے ملازم سے افیئر اب گھر سے بھاگ جانا وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے تھے۔۔

لڑکے والے اسے دیکھے بغیر واپس چلے گئے تھے۔۔

" اماں سرکار آپ کے لئے فون آیا ہے۔۔"

" مجھے کسی سے بات نہیں کرنی نوری "

آزردگی سے بولی

" اماں سرکار شازم سائیں کا فون کہہ رہے ہیں ضروری بات ہے "

وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔۔فورا اسکے ہاتھ سے فون لے کر کان سے لگایا۔۔دوسری طرف نہ جانے کیا کہا گیا۔۔ان کا رنگ سرخ پڑنے لگا

"ہاں۔۔میں آتی ہوں "

کہہ کر نوری کیطرف مڑی۔۔

" نوری چل جلدی میرے ساتھ۔۔کسی کو پتا نہ چلے "

اماں سرکار نے گرد چادر لپیٹی۔۔نوری کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔وہ بس خاموشی سے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انکے پیچھے چل پڑی۔۔دونوں خواتین چپکے سے حویلی سے نکل کر شازم کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچیں۔۔رات کا گھپ اندھیرا تھا۔۔ہر طرف سرد ہوائوں کا راج تھا۔اندھیرے میں گاڑی ہیڈ لائٹیں چمکنے لگیں۔۔

انکی دھڑکنوں میں بھی اضافہ ہونے لگا۔۔

" کیوں بلایا مجھے یہاں شازم ؟ اور (رک کر اسکا چہرہ دیکھا) نیلوفر کہاں ہے ؟ "

" وردان سے بہت بڑی غلطی ہوگئی بیگم سرکار۔۔میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں ، بچہ ہے وہ اسے معاف کردیں۔۔۔اسکی جان بخش دیں شازم نے ہاتھ جوڑ دیئے "

سر ندامت کے مارے جھکا ہوا تھا۔۔۔

"بچہ ہے ؟ معاف کردوں! "

وہ بے یقینی سے چلائی۔۔

" اسکی شادی ہونے والی تھی شازم۔۔۔میری بیٹی کی شادی ہونے والی تھی !! تمہارے بھانجے نے اسے سب کی نظروں میں مجرم بنا دیا ہے۔۔اب بتائو بھلا کون کرے گا ؟ اس سے شادی ؟ تمہارا بھانجا کرے گا نیلوفر سے شادی ؟ "

وہ چلا چلا کر پوچھنے لگیں۔۔

"میں نے اسکی بہت منتیں کی بیگم سرکار۔۔وہ نہیں مانا اس نامراد نے تو مجھے سر اٹھا کر آپ سے بات کرنے کے قابل نہیں چھوڑا۔۔میں آپ سے ہاتھ جوڑ کر منت کرتا ہوں۔۔اپنی بیٹی لے جائیں اور وردان کی جان بخش دیں "

" اللہ تمہیں برباد کرے شازم۔۔تم نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا "

اماں سرکار نے بے بسی سے ماتھا پیٹا۔۔شازم کا دل کیا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔۔۔

ٹھیک ہے ،مگر یاد رکھنا! تمہارے بھانجے کی یہ زندگی میرا احسان ہے تم پر۔۔۔اور اگر سعیر کو پتا چل گیا کہ اسکی بہن کے ساتھ یہ حرکت تم لوگوں نے کی ہے۔۔وہ خون کی ندیاں بہا دے گا۔۔"

شازم گڑگڑاتے ہوئے ان کے قدموں میں بیٹھ گیا

"ایسا ظلم نہ کریں بیگم سرکار۔۔ تبھی تو میں آپ کے پاس آیا ہوں۔۔میری مدد کریں "

" تو وہ نامراد خود کیوں نہیں آیا۔۔اسے میرے سامنے لاتے تو میں اسکے منہ پر زور کا تھپڑ مارتی تاکہ اسے بھی پتا چلتا حویلی کی بیٹی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کا انجام کیا ہوتا ہے "

" اس نے کچھ نہیں کیا نیلوفر کے ساتھ۔۔بخدا آپ کسی کی بھی قسم لے لیں۔۔آپ کی بیٹی کے ساتھ کچھ نہیں کیا اس نے۔۔"

" جس کے دل میں میل ہو اسکی گواہی پر مجھے رتی برابر بھروسہ نہیں۔۔تف ہے تم پر اور تمہارے بھانجے پر۔۔!!"

وہ نفرت اور حقارت سے گویا ہوئیں۔۔

"نوری جائو نیلوفر کو لے کر آئو"

"جی بی بی۔۔"

نوری بیک سیٹ سے نیم بے ہوش نیلوفر کو سہارا دے کر باہر لے آئی۔۔اس لیکر وہ دونوں رات کے اندھیرے میں کہیں غائب ہوگئیں۔۔۔شازم جہاں کا تہاں کھڑا رہ گیا۔۔

اس نے آس پاس کا سرسری سا جائزہ لیتے ہوئے ڈور بیل پر انگلی رکھی۔۔ایک کم عمر لڑکی نمودار ہوئی۔۔

"جی ؟؟ "

آبش نے سر تا بغور اس ینگ لیڈی کو دیکھا۔۔

"مسٹر پراسیکیوٹر سے ملنا ہے ؟ یہ اُنہی کا گھر ہے ؟ "

"جی جی آپ اندر آیئے۔۔"

وہ راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہوگئی۔۔

آبش ماموں کو لائونج بھیج کر پھپھو کے پاس چلی گئی۔۔

" السلام علیکم سر۔۔کیسے ہیں آپ؟ "

وہ اسے دیکھ کر خوش بھی ہوئے اور حیران بھی

"وعلیکم السلام۔۔میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔تشریف رکھیئے۔۔آپ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا مجھے لگا آپ کی طرف سے انکار ہی ہو گا۔۔"

وہ مقابل بیٹھ گئے۔۔

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔۔میں بس دوسرے کیسز کو لے کر تھوڑا مصروف تھی۔۔آپ فکر مت کریں میں آپ کے بیٹے کا کیس ہینڈل کرنے کے لئے تیار ہوں۔۔"

اس نے بھرپور یقین دلایا۔۔

" بہت شکریہ آپ کا۔۔"

" شکریہ کس بات کا سر!! یہ تو میری جاب ہے۔۔اور آپ کے مجھ پر بہت سے احسان ہیں میں چاہ کر بھی انکا حق ادا نہیں کر سکتی۔۔آپ کے کام آسکی اسکی مجھے خوشی "

شہروز احمد نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔۔

" آپ مجھے حسین کا کمرہ دکھا دیجیئے مجھے کچھ چیزیں دیکھنی ہیں۔۔"

"شیور۔۔"

وہ اسے حسین کے کمرے تک لے آئے۔۔

"مجھ سے پہلے بھی کوئی اس کمرے میں آیا تھا ؟ میرا مطلب ہے کہ آپ کے بیٹے کے جانے کے بعد سے یہ بند ہے نا ؟"

"ہاں جی۔۔صرف پولیس آئی تھی چھان بین کے لئے لیکن انہیں کچھ نہیں ملا۔۔"

"ٹھیک ہے "

اس نے سر ہلایا۔۔اور بیگ سے گلفز نکال لیئے

کمرے کی تمام چیزیں اپنی جگہ پر تھیں۔۔اس نے تقریبا مطلب کی ساری چیزیں چھان ماریں ..کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ملی۔۔

"گھر میں ایک ہی گاڑی ہے ؟"

اس نے اسی لڑکی سے سوال کیا۔۔

" جی نہیں۔۔حسین کے استعمال میں ایک دوسری گاڑی ہے پورچ میں بلیک کلر رنگ کی جو گاڑی ہے وہ اسی کی ہے۔۔"

آبش نے بتایا

وہ سر ہلاتی ہوئی پورچ کی جانب بڑھی۔۔تلاشی کے دوران گاڑی سے ایک ٹوٹی ہوئی کی چین برآمد ہوئی تھی۔۔اور پچھلی سیٹ سے ایک خون آلود ٹی شرٹ ملی تھی۔۔۔

"مسٹر پراسیکیوٹر ؟؟؟ یہاں آیئے ؟ "

اسکی آواز سن کر آبش بھی دوڑی چلی آئی۔۔

"یہ۔۔۔۔یہ حسین کی شرٹ ہے "

وہ ٹکٹکی باندھے خون سے لتھڑی شرٹ کو دیکھتے بولی۔۔شہروز احمد کی پیشانی پر پریشانی کی لکیریں اور نمایاں ہونے لگیں۔۔

"دیکھئے مسٹر پراسیکیوٹر۔۔ہم نہیں جانتے اس شرٹ پر کس کا بلڈ ہے؟ اگر آپ چاہیں تو میں اس شرٹ کو پولیس کے حوالے نہیں۔۔"

"مس سبرینہ ثبوتوں کو چھپانا قانوناً جرم ہے "

بات کاٹتے ہوئے سختی سے تنبیہ کی

"ہم ثبوت چھپا نہیں رہے ہیں مسٹر پراسیکیوٹر۔۔بس اپنے تئیں تسلی کریں گے پہلے اور پھر پولیس کے حوالے کردیں گے۔۔"

اس نے فورا کہا

"ہرگز نہیں۔۔آپ اسے ابھی اور اسی وقت پولیس کے حوالے کریں گی مس سرینہ "

سن وہ حیرانگی سے سوچنے لگی۔۔کس قسم کے شخص تھے۔۔اپنی سگی اولاد کے لئے بھی قانون و ضوابط پر کسی قسم کا کمپرومائز کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔۔

" آپ اس کیس کو میرے لئے اور کومپلیکیٹڈ بنا رہے ہیں۔۔

مسٹر پراسیکیوٹر لیکن خیر جیسے آپ کہیں۔۔"

اس نے شرٹ پلاسٹک بیگ میں ڈال دی۔۔شہروز احمد ایک طائرانہ نگاہ اسے دیکھ کر وہاں سے چلے گئے۔۔

" میم پلیز حسین کو بچا لیں اس نے یہ قتل نہیں کیا ہے۔۔وہ کسی کا قتل کر ہی نہیں سکتا مجھے پورا یقین ہے۔۔پلیز اسے بچا لیں۔۔۔"

ماموں کی سفاکی دیکھ کر وہ روتے ہوئے فریاد کرنے لگی۔۔"ڈونٹ وری۔۔آئو تم سے ایک دو باتیں پوچھنی ہیں حسین کے متعلق۔۔"

وہ اسکے گرد بازو دراز کرکے دلاسہ دیتی اندر لے گئی۔۔

****

وہ رات کے اندھیرے میں واپس لائی گئی تھی۔۔اماں سرکار نے اس بات کا شکر منایا کہ سعیر کو کسی بات کی خبر نہیں ہوئی۔۔سائرس کے لاکھ پوچھنے کے باوجود انہوں سے اسے سمجھا بجھا کر خاموش کروادیا تھا۔۔اگر اسکی جگہ سعیر ہوتا تو حویلی والے نیلوفر کی موت کا سوگ منارہے ہوتے۔۔آج پھر سے یسر کی فیملی آئی تھی نیلوفر کو دیکھنے اسے رسمی طور پر تیار کروا کر انکے سامنے پیش ہونا پڑا تھا۔۔ چند دنوں بعد نکاح کی تاریخ رکھی جا چکی تھی۔۔

نیناں بھابھی کی کھکھلاتی ہنسی۔۔اسکے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف تھی۔۔اسے برباد کرکے وہ تو ایسے مطمئن تھی گویا کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔گھٹن کا احساس شدید ہوا تو وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی ۔۔

دوپٹہ کھینچ کر بستر پر پھینک دیا۔۔آویزے نوچ نوچ کر اتارنے لگی۔۔اسے وحشت ہونے لگی تھی ۔۔نوری نے ہمدردانہ نگاہوں سے دیکھا۔۔

"بی بی جی آرام سے۔۔"

نوری گھبرا کر مدد کو آئی۔۔آہستگی سے اسکے ہاتھوں سے چوڑیاں اتارنے لگی۔۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔کہ ایک ملازم سے میری شادی ہوگی"

" آپ کو سب کو سب کچھ سچ سچ بتادینا چاہیئے بی بی جی "

نوری نے چوڑیاں اتار کر ایک طرف رکھ دیں۔۔

" کیا بتائوں۔۔!!کس کے بارے میں بتائوں۔۔جو مجھ سے محبت کے دعوے کرتا تھا وہ مکر گیا ہے۔۔!! اسے میں آوارہ اور بد چلن لگتی ہوں ، اس نے مجھے بری طرح سے ٹھکرا دیا ہے نوری !! "

آنسوئوں کے بیچ اسکی آواز غیر متوازن ہونے لگی

" یہ آپ کیا کیا کہہ رہی ہیں ؟ "

وہ بے یقین سے گویا ہوئی

" ٹھیک کہہ رہی ہوں نوری۔۔وردان مکر گیا ہے اپنی محبت سے۔۔وہ کہتا ہے اسے مجھ سے صرف نفرت ہے۔۔۔اپنی ماں اور نانا کی موت کا بدلا لیا اس نے مجھ سے۔۔!!

سن کر نوری کی آنکھیں دھواں دھواں ہونے لگی۔۔

" روشنی بجھا دو نوری۔۔میں سونا چاہتی ہوں "

وہ آزردگی سے کہتی بیڈ پر گر سی گئی۔۔اور تکان سے تکیے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔۔نوری چاہ کر بھی اسے دلاسا نہیں دے سکی ، خاموشی سے بلب بجھا کر کمرے سے نکل گئی۔۔

حسین کے گزشتہ ماہ ہونے والے پراسرار ایکسیڈنٹ جس کے بارے میں وہ کسی کو نہیں بتا رہا تھا اسے آبش سے پتا چلا تھا ...اور راحم راحیل کا پوری رات ہاسپٹل میں موجود ہونا۔۔دو بہت الگ باتیں تھی ۔۔یا شاید ابھی بھی کوئی سچ پوشیدہ تھا جو سامنے آنا ابھی باقی تھا۔۔

" مجھے حسین شہروز سے ملنا ہے ، اسکی لائر ہوں میں ! "

انسپکٹر اور حوالدار نے زرا پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔پھر سر جھٹک کر بولا

" جائو میڈم کو ملاوا دو "

وہ جاتے جاتے رک کر مڑی اور بولی۔۔

"مجھے اس کیس کے متعلق ساری ڈیٹیل چاہیئے ، آپ لوگوں نے اب تک جو بھی چھان بین کی ہے "

" اگر آپ کو کیس کے متعلق کوئی انفارمیشن چاہیئے تو پراسیکیوٹر صاحب کو دراخواست دینی پڑے گی "

" پراسیکیوٹر صاحب کو کیوں ؟ "

اس نے حیران ہوکر پوچھا

" اسلئے کیوں کہ یہ کیس اب پراسیکیوشن میں چلا گیا ہے وکیل صاحبہ ، چیف پراسیکیوٹر فیروز درانی اور پراسیکیوٹر فاروق زمان کیس سے ڈیل کریں گے "

" او گاڈ۔۔ناٹ اگین۔۔!!"

بےساختہ منہ سے پھسلا۔۔

پچھلے کیس میں بھی پراسیکیوٹر فاروق زمان کی ناک (انا) کی وجہ سے اس نے بہت ڈفکلٹیز فیس کی تھی ۔۔اسے سخت کوفت ہوئی تھی سن کر۔۔بیگ ٹیبل پر رکھ کر حسین کا انتظار کرنے لگی۔۔اہلکار حسین کو اسکے ساتھ اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔۔

" ہائے۔۔!!میں سرینہ ہوں ، تمہاری وکیل!! "

اس نے چند پلوں کے انتظار کے بعد بڑھا ہوا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔۔

وہ سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا

" میں تمہارے منہ سے سننا چاہتی ہوں اس رات کیا ہوا تھا "

" مجھے نہیں پتا !! "

سرد سپاٹ لہجے میں بولا۔۔

" اچھا۔۔!یہ بتائو تم نے پولیس کو کیا بتایا ؟ "

" کچھ نہیں !! "

وہی رٹا رٹایا جواب اور جھکا سر۔۔

اس نے بیگ سے پلاسٹک بیگ میں پیکڈ شرٹ اٹھا کر اسکے سامنے رکھی۔۔اور کہنے لگی

" تمہارے ڈیڈ چاہتے ہیں کہ یہ ثبوت بھی پولیس کے حوالے کردیا جائے ، حالانکہ یہ تمہیں قاتل ثابت کرنے کے لئے کافی ہے اس پر راحم راحیل کا خون لگا ہوا ہے !! "

" تو کیا کیوں نہیں ابھی تک پولیس کے حوالے ؟ "

زرا کی زرا نگاہ اٹھا کر سامنے بیٹھی لیڈی کو دیکھا اور تلخی سے جواب دیا

" کیونکہ اس سے تمہارا کیس اور کمپلیکیٹڈ ہوجائے گا۔۔اسی لئے میں تم سے پوچھ رہی ہو۔۔مجھے سب کچھ سچ سچ بتادو۔۔مجھ سے چھپا کر تم اپنا ہی نقصان کروگے "

سنجیدگی سے تنبیہ کی

" میں کچھ نہیں جانتا "

اس نے وہی جواب دہرایا

سرینہ نے زرا بیزاری سے پلاسٹک بیگ کو ایک طرف کیا۔اور آگے کو ہو کر ہاتھ باہم پھنساتے ہوئے بولی۔۔

" اگر تمہیں کسی کا ڈر یا خوف ہے تو بھی بتائو۔۔کیونکہ میں نے ہر ڈر اور خوف سے آزاد ہوکر تمہارا کیس لیا ہے وہ بھی تب جب جیتنے کے چانسز بہت کم ہیں۔۔سارے ثبوت تمہارے طرف اشارہ کر رہے ہیں !! پلیز مجھ سے مت چھپائو"

حسین نے نگاہ اٹھائی اور پھر جھکا لی۔۔بولا کچھ نہیں

سرینہ ضبط کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

" ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی ، میں کیس خود سے اسٹڈی کروں گی اور پتا لگوائوں گی۔۔اگر مجھے دوبارہ کوئی ثبوت ملا تو میں سیدھا تمہارے پاس آئوں گی۔۔اور تمہیں جواب دینا پڑے گا حسین شہروز !! "

ٹیبل بجا کر حتمی انداز میں تنبیہ کی اور کمرے سے نکل گئی۔۔

"میڈم ؟؟؟ میڈم؟ بات سنیں ؟ "

اسٹیشن سے نکلتے ہوئے وردی میں ملبوس اہلکار بھاگتا ہوا اسکے پاس آیا۔۔

اس نے الجھ کر دیکھا۔۔

" پراسیکیوٹر فارق زمان اسٹیشن آئے تھے کل!! آپ کے لڑکے کو خوب مارا پیٹا کمرے میں۔۔کیوں مارا یہ تو میں نہیں جانتا لیکن وہ جاتے ہوئے کسی سے فون پر بات کررہے تھے کہ لڑکا ایسے سچ نہیں اگلے گا،اس سے اعتراف کروانا پڑے گا !! اور وہ انسپکٹر صاحب کو بھی رشوت دینے کی بات کررہے تھے۔۔میڈم میں نے صرف آپ کو بتایا ہے آپ میرا خیال کرنا ورنہ میری نوکری چلی جائے گی۔۔"

وہ خفیہ انداز سے کہہ کر مسکین سی صورت بناتا وہاں سے چلا گیا۔۔

یہ سن کر سرینہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ چکے تھے پراسیکیوٹر فاروق زمان بکائو شخص تھا۔۔اسے بہت پہلے اندازہ ہوگیا تھا۔۔لیکن کیس چاہے کسی کا بھی ہو معصوم ملزم پر تشدد کسی طور قابل قبول نہیں تھا۔۔

وہ الٹے قدموں اسٹیشن واپس آئی تھی۔۔

" ہائو ڈیر یو ؟؟ آپ لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی میرے کلائنٹ پر ہاتھ اٹھانے کی؟ "

وہ تقریباً چلائی تھی۔۔

انسپکٹر اچھل کر اپنی کرسی سے اٹھا۔۔

" وکیل میڈم پراسیکیوٹر صاحب کو کیا کہہ سکتے تھے ہم۔۔!!"

بیچاری سی صورت بنا کر صفائی دی

" کہو گے بھی کیسے !! پراسیکیوٹر سمیت تم سب نے راحیل ملک کا پیسہ کھایا ہے اسکی چمچہ گری کرنا اب تمہارا فرض بنتا ہے۔۔لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو تم سب لوگ! میں منسٹری میں تم سب کے خلاف کے الگ سے کیس دائر کروں گی۔۔سب کے سب سزا بھگتو گے دیکھ لینا تم "

وہ کہہ جانے لگی۔۔مگر یاد آنے پر پلٹی اور انسپکٹر کی ڈیکس تک آئی۔۔پلاسٹک بیگ ٹیبل پر رکھا۔۔

" راحیل ملک سے کہنا حسین شہروز اسکے بیٹے کا قاتل نہیں ہے اور آپ انسپکٹر صاحب!! راحیل ملک کا پیسہ کھا کر کسی معصوم کو مجرم ثابت کرنے سے بہتر ہے آپ لوگ اپنا کام ٹھیک سے کریں ملزم خوبخود سامنے آجائے گا "

ایک زہریلی نگاہ سر تا پا ان تماموں پر ڈال کر باہر نکل گئی۔۔ہیل کی ٹک ٹک دور ہوتی سنائی دی تو انسپکٹر صاحب قدرے اطمینان سی سانس لے کر چیئر پر دراز ہوئے۔۔

'یہ میڈم کچھ کرکے دیکھائیں گی "

کسی نے بلند آواز کہا تھا۔۔

" تم بھی کچھ کرلیا کرو ہڈ حرامو۔۔کہا بھی تھا سارے گھر کی چھان بین کرو "

انسپکٹر اب اپنے آفیسرز پر برس پڑا۔۔جو کھسیانے سے ہوکر یہاں وہاں نکل گئے

" تم فری ہو ؟ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے ؟ "

عینا کو اپنے آفس میں دیکھ کر وہ بری طرح سے چونکا۔۔سر جھٹک کر لیپ ٹاپ بند کیا اور اسکی طرف متوجہ ہوا

" مجھے تمہارا پرپوزل منظور ہے "

پہلے پہل بے یقینی سے اسکی صورت دیکھے گیا پھر کھل کر مسکرایا۔۔اس ٹینشن زدہ ماحول میں صرف اسکی بات سن کر چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

اسکی مسکراہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی

" لیکن میری کچھ شرطیں ہیں "

" کیسی شرطیں ؟ "

مسکراہٹ زرا سی سمٹی۔۔آنکھوں میں الجھن در آئی

" تمہیں اپنا سارا بینک بلینس میرے نام کرنا ہوگا "

عینا کا لہجہ بے لچک تھا۔۔

سائرس سنجیدگی سے اسکے چہرے کو پل دو پل دیکھتا رہا۔۔پھر اٹھ کر اسکے نزدیک آیا۔۔

" اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے تو مجھے تمہاری ساری شرطیں منظور ہیں! "

وہ پُراطمینان لہجے میں بولا۔۔اب چونکنے کی باری اسکی تھی

" آر یو شیور ؟ ایک بار اور سوچ لو ! "

عینا کو یقین نہیں آرہا تھا وہ اتنی جلدی مان جائے گا

"سوچنے سمجھنے کے لئے کچھ باقی نہیں ہے۔۔!!سوائے تمہارے۔۔جسے میں چاہتا ہوں۔۔بہت دل سے تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں عینا "

محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتی تو سائرس سلطان کی محبت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی۔۔لیکن عینا کے ساتھ اس نے جو جھوٹ بولے تھے۔۔وہ چاہ کر بھی اسکا یقین نہیں کر سکتی تھی اسے وقت درکار تھا۔۔

"ٹھیک ہے ، میں کسی بھی وقت ویڈنگ پیپرز سائن کرنے کے لئے تیار ہوں "

اسکی معنی خیز مسکراہٹ سے خار کھاتے ہوئے اطلاع دی۔۔

"اتنی جلدی کیا ہے؟ "

وہ شریر ہوا

"مجھے کوئی جلدی نہیں میں تو بس یونہی۔!!"

وہ گڑبڑا گئی۔۔

" شادی ایسی ہی تھوڑی ہوگی ، بس ایک بار نیلوفر کی شادی ہوجائے پھر ہم دھوم دھام سے شادی کریں گے۔۔بہت ارمان ہیں میرے تمہیں لیکر۔۔اس شادی کو لیکر۔۔وہ سب پورے کرنا چاہتا ہوں "

اسکا پور پور محبت میں ڈوبا ہوا تھا۔۔والہانہ نظروں سے عینا دیکھتا نظریں چرانے پر مجبور کرگیا۔۔

" اسکیوزمی ، میں اب چلتی ہوں ! "

وہ کہتی ہوئی تیزی سے آفس سے نکل گئی۔۔سائرس اسکی حرکت پر ہنس دیا۔۔

شازم سست روی سے چلتے ہوئے لائونج میں آئے اور چابی ٹیبل پر پھینک کر لائونج کے صوفے پر ڈھے گئے۔۔

" کہاں تھے آپ ؟ میں اتنا پریشان ہورہی تھی آپ کے لئے ؟ کیا ہوا ؟ کیا کیا ہے وردان نے ؟ وہ دوپٹہ کس کا تھا ؟ "

ملائکہ بے تابی نے انکا بے تاثر دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔

" غضب ہوگیا ملائکہ !! وہ نفرت میں اتنا اندھا ہوگیا تھا کہ اس نے نیلوفر کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا۔۔ اس بیچاری کی شادی ہونے جارہی تھی لیکن شاید اب نہ ہو سکے !! "

آہستگی سے کہتے ہوئے ملائکہ کو دیکھا۔۔جس کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جارہا تھا۔۔شاک سے بے اشتبا لبوں پر انگلیاں رکھیں۔۔

" ہمارا وردان ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔!!"

صدمے سے گھٹی گھٹی آواز نکلی

" جس کی تربیت نیناں جیسی ڈائن کے ہاتھوں ہو ناں ، اس سے اور کیا توقع کی جا سکتی ہے "

ناپسندیدگی اور حقارت کا وہ مقام تھا۔۔جس پر ایک بھائی اپنی بہن کو 'ڈائن' کہہ رہا تھا۔۔

ملائکہ نے گھومتا ہوا سر تھام لیا

" میری تو کچھ میں نہیں آرہا۔۔!!پھر۔۔؟ کیا کیا آپ نے ؟ نیلوفر کہاں گئی ؟ "

ملائکہ نے ایکدم سر اٹھا کر پوچھا۔۔

" مت پوچھو۔۔بیگم سرکار کے سامنے ہاتھ جوڑ کر فریاد کی تھی۔۔وردان کی زندگی مانگی تھی۔۔جانتی ہو کتنا چھوٹا محسوس کر رہا تھا میں خود کو ان کے سامنے۔۔ایک کل کے لڑکے نے میرا سر اُن لوگوں کے سامنے جھکا دیا جن کی میں شکل دیکھنے تک کا روادار نہیں تھا "

شازم کی انا پر بہت بری چوٹ پڑی تھی۔۔

ملائکہ نے کچھ کہنے کے منہ کھولا ہی تھا کہ شازم غصے میں کہتا ہوا اٹھا۔۔۔

"میں اسے چھوڑوں گا نہیں "

"شازم!!۔۔شازم۔۔نہیں رکو۔۔!!رکو میری بات سنو۔۔وہ ابھی بچہ ہے"

وہ اسکے راستے میں حائل ہوتے ہوئے کہنے لگی۔۔

" بہتر ہو گا آپ اسے سچ بتا دیں۔۔سب کچھ۔۔!!میں جانتی ہوں نیناں کی باتوں میں آکر اس نے اپنی نفرت کو بہت طول دے دی ہے لیکن تم خود سوچو شازم بچوں کے کچے زہن میں بچپن کی اچھی بری باتیں چھپ جاتی ہیں۔۔نیناں نے بچپن سے جو اسکے دماغ میں ڈالا ہے وہ اسی راستے پر چل پڑا ہے۔۔خدا کے لئے اسکی آنکھیں کھولیں۔۔اس سچ بتائیں۔۔یہی سہی وقت ہے "

شازم نے شکست مان لی۔۔اور دیوار سے لگ کر مغموم نگاہ ملائکہ پر ڈالی۔۔وہ بہت بے بس معلوم ہورہا تھا۔۔

" وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔۔بلکے وہ تو صبح سے گھر نہیں آیا ، پتا نہیں کہاں ہو گا ، اللہ اسے اپنی امان میں رکھے"

شازم جواب دیئے بغیر اسٹڈی کی طرف بڑھا۔۔عجلت اور بے تابی سے اس نے ریک میں رکھی کئی فائلیں گرا دیں اور مطلوبہ فائل لیکر پورچ میں کھڑی گاڑی کیطرف بڑھا۔۔وہ جانتا تھا وردان اس وقت کہاں ہو گا۔۔

بے باکی سے آفس کے دروازے پر کھڑے پیون کو نظرانداز کرکے دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھول اندر چلی گئی۔۔پراسیکیوٹر فاروق زمان اس افتاد پر پہلے بوکھلایا۔۔پھر آگ بگولہ ہونے لگا۔۔

"وکیل صاحبہ آپ میں مینرز نام کی چیز ہے یا نہیں؟ "

" آپ کو پتا ہے کسی کو بیان تبدیل کرنے کے لئے فزیکلی ٹارچر کرنا قانوناً جرم ہے۔۔؟ "

ہتھیلیاں ٹیبل پر جما کر پراسیکیوٹر فاروق زمان کی آنکھوں میں آنکھوں ڈال کر بے خوفی سے پوچھنے لگی ۔۔

" یہ کیا فضول باتیں کررہی ہیں آپ ؟ "

" اگر نہیں معلوم تو پتا کرلیں کیونکہ میں آپ کے خلاف پراسیکیوشن میں درخواست دینے والی ہوں ۔۔آپ نے پوچھ گچھ کے دوران میرے کلائنٹ کو بری طرح سے زخمی کیا ، میں یہ زیادتی ہرگز بھی برداشت نہیں کروں گی "

پراسیکیوٹر صاحب ایک پل کو گڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔۔پھر اپنے جذبات چھپاتے ہوئے بولے

" میں اس کیس کا پراسیکیوٹر ہوں۔۔"

انہوں نے کہنا چاہا

" اس کیس کے چیف پراسیکیوٹر فیروز درانی صاحب ہیں ، میں ان کے سامنے باقاعدہ میڈیکل رپورٹ پیش کروں گی اپنے کلائنٹ کی۔۔۔آپ کی بہتری اسی میں ہے حسین سے دور رہیں "

وہ جیسے آئی تھی ویسے ہی 'ٹھاہ' کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کرکے پراسیکیوٹر کے آفس سے نکل گئی ۔۔

ابھی وہ اپنے آفس پہنچی ہی تھی کہ ھادی بھی اسکے پیچھے چلا آیا۔۔

" کیا ہوا وکیل صاحبہ ، آج صبح صبح اپ سیٹ لگ رہی ہو؟"

بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

" کچھ خاص نہیں۔۔وہی روز مرہ کی روٹین ! تم سناؤ؟"

وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی

" میں نے سنا ہے تم پراسیکیوٹر شہروز احمد کے بیٹے کا کیس ہینڈل کررہی ہو ؟ "

اس نے ہاتھ روک کر ھادی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

" سرینہ تم نے پھر سے 'مرڈر' کیسز لینا شروع کردیئے "

نرم لہجے میں تنبیہ کی۔۔

سرینہ فائل بند کرکے اب اسے دیکھنے لگی

" کوئی اور ہوتا تو میں شاید منع کر دیتی لیکن مسٹر پراسیکیوٹر کے مجھ پر بہت سے احسانات ہیں۔۔وہ خود چل کر میرے گھر آئے تھے میں منع نہیں کر سکتی تھی "

" وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن اس کیس میں بہت رسک ہے کیس ہارنے کا بھی اور جان کا بھی"

ھادی نے اسے کنوینس کرنے کی ایک آخری کوشش کرنی چاہی۔۔مگر وہ کیس سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھی۔۔

" تم خود کو میرا دوست کہتے ہونا۔۔!!پلیز میرا حوصلہ بڑھا نہیں سکتے تو توڑو بھی مت "

وہ خوشمگین نگاہوں سے گھورنے لگی

"نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہے۔۔میں تمہارے ساتھ ہوں ، بس تمہیں کیئر فل رہنے کا کہو گا۔۔کیونکہ یہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔۔"

سرینہ نے سرہلانے پر اکتفا کیا۔۔

کسی سوچ کے تحت بھنویں سمیٹ کر پوچھا۔۔

" فارنسک ڈپارٹمنٹ میں تمہارا کوئی جاننے والا ہے ؟ "

" ہاں کیوں ؟ ایک منٹ ؟ نو ناٹ اگین تم خود سے کچھ نہیں کروگی سرینہ۔۔پولیس کو کرنے دو "

وہ خود ہی اپنا دماغ چلانے لگا۔۔سرینہ کی رگ رگ سے واقف تھا۔۔۔

" پلیز ھادی۔۔یہ کچھ بلڈ سمپلز ہیں۔۔بس یہ دیکھنا ہے کہ ملزم اور مجرم کا خون ہے یا کوئی اور بھی اس میں انوالو ہے " ھادی نے لمبی سانس لی اور نفی میں سرہلاتے ہوئے پلاسٹک بیگ اسکے ڈیکس سے اٹھا لیا۔۔

" یہ آخری بار ہے "

ساتھ ہی وارننگ بھی دی۔۔۔

" بہت شکریہ وکیل صاحب "

اسکی اکتائی صورت دیکھ کر سرینہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی۔۔۔

آج نیلوفر کی مایوں تھی۔۔ساری حویلی کو سفید اور پیلے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔مہمان گاہے بگاہے آرہے تھے۔۔ردا سمیت چند سہیلیاں بھی آئیں تھی۔۔سفید جوڑے میں ملبوس لڑکیوں کے جھرمٹ میں بیٹھی ہلدی لگوا رہی تھی۔۔ردا کی خوشی دیدنی تھی۔۔وہ بار بار اسکے گال سے گال مس کرتی۔۔ اسے مسکرانے پر مجبور کرتی۔۔لیکن نیلوفر پتھر کا مجسمہ بنے بیٹھی تھی۔۔سرد اور سپاٹ چہرے کے ساتھ ہلدی لگوا رہی تھی۔۔اماں سرکار بس تھوڑی دیر ہی مہمانوں کے بیچ بیٹھی تھی۔۔۔

وہ بھی نہ جانے کیسے

پھر وہاں سے اٹھ گئیں۔۔

نیلوفر نے نوٹ کیا تھا جب سے وہ وردان کی قید سے واپس آئی تھی۔۔اماں سرکار اس سے نظریں چرا رہی تھیں۔۔

لڑکیاں خوشی کے گیت گارہی تھی۔۔ڈھولکی بج رہی تھی ہر طرف خوشی کا ماحول تھا۔۔نیناں مہمانوں کو سنبھالنے میں مصروف تھی۔۔

عینا لب مہر بند کیئے چپ چاپ ایک کونے میں بیٹھی تھی۔۔۔اسکے لئے یہ رسومات نئی تھی۔۔وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔آخر کار اکتا کر وہ کافی بنانے کی غرض سے حویلی کے اندر آگئی۔۔مایوں کا سیٹ

اپ باغیچے میں لگایا گیا تھا۔۔وہ کافی بنا کر کچن سے نکل رہی تھی کہ اس نے اماں سرکار کو حویلی سے باہر جاتے دیکھا۔۔وہ عجلت میں کپ رکھ کر انکے پیچھے گئی۔۔

حیرانی کی انتہا نہ رہی جب اماں سرکار کو اسی پاگل بڑھیا سے ملتے دیکھا جو حویلی کے آس پاس اسے بھی کئی بار نظر آئی تھی۔۔وہ درخت کی اوٹ میں چھپ کر انکی باتیں سننے لگی۔۔

" تُو تو میرے حالات سے واقف ہے.. تجھے سب باتوں کا علم ہے بتا نا میری نیلوفر کی زندگی میں کبھی خوشیاں نہیں آئیں گی ، کیا قصور تھا اسکا !! "

ممانی سرکار مغموم لہجے میں اس عورت سے پوچھ رہی تھی۔۔رات کے اندھیرے میں اس عورت کی پھیلی ہوئی آنکھیں کسی خوفناک منظر سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔

" وہ خوش رہے گی ، بہت خوش رہے گی لیکن تیرا برا وقت شروع ہوچکا ہے تُو اپنے آپ کو بچا۔۔"

بڑھیا پراسرار انداز میں اسکے قریب جھک کر بولی۔۔

عینا کو عجیب سا محسوس ہوا۔۔اسے عورت کی باتیں سمجھ نہیں آئیں۔۔ممانی سرکار جوں کی توں کھڑی تھی جیسے کسی نے انکے کان میں صور پھونک دی ہو ..

عینا سر جھٹک کر حویلی کے اندر چلی گئی۔۔

اگر ممانی سرکار اس عورت کو جانتی ہیں تو اپنا رشتہ حویلی والوں سے کیوں چھپایا ہوا ہے ؟ اس عورت کا کیا رشتہ ہے حویلی سے ؟ اسکے دماغ میں کئی ایسے سوال اٹھنے لگے۔۔

" اپنی نارسائی کا غم منا رہے ہو یہاں ، ہونہہ ! غم منانا بھی چاہیئے ، پوری طرح سے برباد جو نہیں کر سکے تم نیلوفر کو !! "

شازم نہ چاہتے ہوئے بھی تلخ ہوا۔۔اور گھپ اندھیر کمرے کا بلب روشن کیا۔۔جا بجا سگریٹ کی راکھ بکھری ہوئی تھی۔۔ملگجے سے حلیے میں راکنگ چیئر پر جھول رہا تھا۔۔آنکھوں میں وحشتوں کا راج اور بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔شازم کو اس سے ہمدردی محسوس ہونے لگی۔۔

" آپ یہاں کیوں آئے ہیں ؟ "

اسکا تنز نظرانداز کرتے ہوئے آنے کی وجہ پوچھی۔۔

" نیلوفر کی شادی ہورہی ہے۔۔علم تو ہوگا ہی تمہیں۔۔!!ویسے تم نے تو اسے برباد میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی وردان۔۔میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا تم اپنی نفرت میں اس حد تک گر جائوں گے۔۔تلافی کا ایک موقع تھا تمہارے پاس!!۔۔تم نے وہ بھی گنوا دیا "

سن کر وردان کی بھنویں تن گئیں۔۔سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے اٹھا۔۔

" کس تلافی کی بات کررہے ہیں آپ ماموں ؟ ہیں ؟ جو ناقابل تلافی نقصان میرا ہوا ہے کسی کو احساس ہے اس بات کا۔۔نہیں۔۔؟؟ کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا سب اپنی اپنی زندگی میں مصروف ہیں۔۔مجھ سے پوچھیں میں کس کرب اور ازیت سے گزر رہا ہو "

شدت جذبات سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔وہ بہت ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا۔۔شازمنے اسے کندھوں سے تھاما۔۔

" تم دھوکے میں ہو وردان۔۔بہت بڑے دھوکے میں۔۔نقصان صرف تمہارا نہیں ہمارا بھی ہوا ہے ۔۔میں نے بھی اپنے باپ کو کھویا ہے۔۔اپنی بڑی بہن کو کھویا ہے مجھے بھی دکھ ہے اسکا بات کا۔۔ لیکن اللہ نے میری کھوپڑی میں 'مغز' اسی لئے رکھا ہے کہ میں نفرت اندھا ہوکر بجائے کسی معصوم کو

الزام دینے کے انکی موت کے اصل زمہ داروں کو تلاش کروں ، تمہاری طرح پاگل نہیں ہوں، جو معصوموں کو سزائیں دیتا پھروں "

" تو کیا ملا آپ کو ؟ کون اس سب کا زمہ دار ، کیا حویلی والے نہیں ہیں!! "

وہ دوبدوہ آکر بولا۔۔

" یہ فائل اس بات کا ثبوت ہے کہ حویلی والوں کا اُن دونوں قتل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔دیر سے ہی سہی مگر مجھے یہ علم ہوچکا تھا "

وہ شاکڈ ہوا۔۔اس نے بے چینی سے فائل تھامی اور ورق گردانی کرنے لگا۔۔جیسے جیسے اسکی سامنے حقیقت واضع ہورہی تھی اسکی آنکھیں صدمے سے پھیلتی جارہی تھی۔۔دماغ اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکاری تھا۔۔۔

" آ۔۔آپنے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا ؟ یہ فائل دو سال پرانی ہے آپ کو سب معلوم تھا تو مجھے کیوں نہیں بتایا آپ نے ؟ "

صدمے سے پھٹی پھٹی نگاہیں شازم کیطرف اٹھائیں

" اول تو میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا ، دوسرا یہ کہ مجھے قطعی علم نہیں تھا کہ تمہارے دماغ بدلے کے منصوبات چل رہے ہیں ، میں نے نیناں سے ذکر کیا تھا اس بات کا لیکن اس نے ان سارے ثبوتوں کو رد کردیا۔۔نفرت میں اتنا آگے بڑھ چکی ہے کہ دیکھ کر بھی ان دیکھا کر رہی ہے "

" آنا کو بتادیا آپ نے !! لیکن مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا ماموں۔۔میں کون ہوں آپ کی نظر میں ؟ کیا میری کوئی اوقات نہیں ؟ "

وہ چلا اٹھا۔۔شازم نے اسکی سرخ نگاہوں سے نظریں چرالیں۔۔

" آپ کے اور آنا کے لئے کیا میں ایک کھلونا ہوں جو آپ مجھے اپنے مطابق چلانا چاہتے ہیں۔۔؟ "

وہ بے دم سا ہوکر صوفے پر گر گیا۔۔

" میں نے ہمیشہ تمہارا بھلا ہی سوچا وردان ہے "

" صرف سوچا آپ نے۔۔!!بھلا کیا کیوں نہیں میرے ساتھ۔۔"

وہ چیخا۔۔غصہ سے اسکی رگیں تن گئیں

" کیونکہ اس عورت کے ہوتے ہوئے یہ ممکن ہی نہیں تھا۔۔اس نے اسطرح سے تمہاری آنکھوں پر اپنی محبت کی پٹی باندھی کہ تمہیں ہر کوئی اس کے خلاف بولتا ہوا نظر آیا۔تم نے اپنے لئے ہمارے دل میں ساری ہمدردی کھو دی وردان "

" کیا مطلب ہے اس بات کا ؟ "

اسکی آنکھوں سے وحشت ٹپکنے لگی۔.دل معمولی رفتار سے زیادہ تیز دھڑکنے لگا۔۔ایسا لگا جیسے اسکے ساتھ کوئی انہونی ہونے والی ہے۔۔

" میرے ساتھ چلو اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔۔تاکہ تمہیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔۔کیوں میں تمہیں اس عورت سے دور رکھنا چاہتا تھا۔۔؟ کیوں اسکی محبت تمہارے لئے خطرناک ہے ؟ اور تم اکثر پوچھتے تھے نا کہ میں اپنی ہی بہن اتنی نفرت کیسے کر سکتا ہوں۔۔چلو میرے ساتھ۔۔"

شازم اسے اپنے ساتھ کھینچنے لگا۔۔وہ اس وقت شاکڈ میں تھا۔۔اتنا کہ بس اسکے ساتھ گھسٹتا چلا جارہا تھا۔۔شازم اسے حویلی کے طے خانے میں لے آیا۔۔ایکدم اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔طے خانے کی بھیانک

طاریکی آنکھوں کو چھونک رہی تھی۔۔ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔۔شازم نے جیسے ہی موبائل کی ٹارچ روشن کی اسکی آنکھیں چندھیا گئیں۔۔طے خانے کا منظر دیکھ کر وردان کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے۔۔آنکھیں ابل کر باہر آنے لگی۔۔گوشت کے لوتھڑے ، ہڈیاں ، غیر معمولی پُتلے اور نہ جانے کیا کیا۔۔

" ما۔۔۔ماموں۔۔؟ یہ سب کیا ہے ؟ "

گھٹی گھٹی سی آواز اسکے گلے سے نکلی۔۔

دماغ دنگ ، اور سوچیں معدود رہ گئیں۔۔حقیقت اور جھوٹ کے درمیان فرق نہیں کر پارہا تھا۔۔

" ماموں۔۔!!"

مارے خوف کے اسکا سارا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔اس نے صدمے بھری نگاہ سے شازم کو دیکھا ۔۔

جس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا مگر اسکی زبان اور دماغ مفلوج ہوکر رہ گئے۔۔

"نیناں بہت سالوں سے ان کالے عملیات میں ملوث ہے۔۔بدلے کی آگ میں اس نے اندھا دھند سعیر پر ایسے ایسے عمل کیئے کہ سعیر نے اپنی شادی شدہ زندگی اپنے ہاتھوں سے برباد کرکے نیناں سے شادی کی رٹ لگانا شروع کردی۔۔!!"

وردان کو قدموں پر کھڑے رہنا محال لگنے لگا۔۔وہ سرکتا ہوا زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔

" مجھے اس بات کا علم بہت پہلے سے تھا۔۔میں اسی لئے تمہیں سمجھاتا تھا۔۔وہ بابا سے بہت محبت کرتی تھی۔۔اسی لئے اسکی نفرت بھی حویلی والوں کے لئے دوگنی ہے۔۔مجھے جب سچائی کا علم ہوا تو میں نے

اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی۔۔راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔۔ایسے عمل کا انجام بہت بھیانک ہوتا ہے۔۔لیکن وہ نہیں مانی۔۔میں نے تمہیں بھی اسکی حقیقت سے آگاہ کرنے کی کوشش کی لیکن تم نے ہمیشہ ہمیں غلط سمجھا وردان۔۔تم نے میری اور اپنی ممانی کی محبت پر شک کیا "

آخر میں شازم کا لہجہ نرم پڑ گیا۔۔اسے اندھیرے میں وردان کی آنکھوں میں آنسو میں جھلملاتے آنسو نظر آرہے تھے۔۔

" آنا۔۔۔آنا!! ایسا نہیں کر سکتیں !! وہ بہت اچھی تھیں"

آنسوئوں کے ہیجان سے وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پارہا تھا۔۔اسکی نظریں بار بار ان بھیانک چیزوں پر ٹھہر جاتی۔۔اسکا دم گھٹنے لگا۔۔سانس لینا دشوار ہوگیا۔۔فوراً اٹھا اور بھاگتا ہوا طے خانے سے نکلتا چلا گیا۔۔وہ یہاں سے دور بھاگ جانا چاہتا تھا۔۔کہیں بہت دور!! جہاں وہ خود کو بھی نہ پہچانتا ہو۔۔

****

جس بات کا اسے ڈر تھا وہی سچ ثابت ہوئی۔۔فارنسک رپورٹ کے مطابق شرٹ پر راحم راحیل کے علاوہ حسین شہروز کا خون تھا۔۔

حسین کے خلاف یہ ایک اور پختہ ثبوت تھا۔۔اب وہ پچھتانے لگی تھی اسکا کیس اور کمزور ہوگیا تھا۔۔اسے شرٹ پولیس کے حوالے نہیں کرنی چاہیئے تھی۔۔

"میڈم سائن کردیجئے "

رسپشنسٹ نے رجسٹر اسکی جانب بڑھایا۔۔اس نے مختلف سوچوں کو دماغ سے جھٹکتے ہوئے سگنیچر کھینچے اور فائل لیکر ہاسپٹل سے باہر آگئی۔۔

موسم کے تیور صبح سے ہی بگڑے ہوئے لگ رہے تھے۔۔

بجلی اتنی زور سے چمکی کہ اسنے دہل کر آسمان کی طرف دیکھا۔۔دیکھا دیکھی زور و شور سے بارش برسنے لگی۔۔فائل کا سایہ سر پر کیئے وہ تیزی سے پارکنگ کے قریب پہنچی۔۔جیسے ہی اس نے گاڑی کے دروازے کی طرف ہاتھ بڑھایا کسی نے ہاکی کی مدد سے بہت زور سے کار کے فرنٹ شیشے پر وار کرکے شیشہ توڑ دیا۔۔

" آہ۔۔!!"

اسکے لبوں سے بے ساختہ چیخ نکلی۔۔دوسرا نقاب پوش شخص اسکے ہاتھ سے فائل کھینچنے لگا۔۔

" کون ہو تم لوگ ؟؟ کیا چاہیئے تمہیں ؟ "

وہ پل بھر کے لئے خوفزدہ ہوگئی۔۔اس نے فائل پر گرفت مضبوط کرلی۔۔مقابل شخص یہ دیکھ ہاکی سے اس پر وار کرنے والا ہی تھا کہ ایک مضبوط ہاتھ اسکے دفاع میں آگیا۔۔وہ آنکھیں پھاڑے شور مچاتی دھڑکنوں سے یہ منظر دیکھنے لگی۔۔اگر وہ شخص اسے نہ بچاتا تو اسکی کھوپڑی کھل چکی تھی۔۔حملہ آور شخص موقع پاکر بھاگ چکے تھے۔۔

" آر یو اوکے ؟ "

وہ شخص لہجے میں فکر کا تاثر لئے اس سے پوچھنے لگا۔۔

" ت۔۔تھینک یو۔۔!"

وہ بری طرح سے ہانپتے ہوئے بولی۔۔

تیز بارش میں وہ دونوں پورے بھیگ چکے تھے۔۔

" میرے ہاتھ میں جو فائل تھی وہ کہاں گئی۔۔۔؟؟ "

"سرینہ۔۔!!"

مقابل نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔۔جس کی آواز سن کر وہ ششدر رہ گئی۔۔ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔

' یہ آواز ؟؟ یہ آواز وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی '

اسکے حواس مختل ہوگئے۔۔آس پاس کے تمام منظر تھم گئے۔۔وہ بنا پلکیں جھپکائے بس اس شخص کو دیکھنے لگی۔۔جو اتنے عرصے بعد سرِ راہ اس سے ٹکرایا تھا ؟

یہ حقیقت تھی یا اس کی نظروں کا دھوکا؟

برکھا اپنے جوبن پر برس رہی تھی۔۔بارش بھی اس کے دل میں تپتے انگاروں کو ٹھنڈا کرنے میں ناکام ٹھہری تھی۔۔

اس نے زور پلکیں جھپک کر کھولیں تو احساس ہوا وہ سچ میں وہاں موجود ہے۔۔۔

سرینہ شاکڈ سے لڑکھڑائی۔۔مقابل کے تھامنے سے پہلے اس نے گاڑی کا دروازہ تھام لیا۔۔

وہ نفی میں سر ہلاتی تیزی سے گاڑی میں بیٹھ گئی .. کچھ کہنے سننے کا موقع دیئے بغیر ریش ڈرائیونگ کرکے جب گھر پہنچی تو وہ بری طرح سے کانپ رہی تھی۔۔

" آپی ؟ آپ ٹھیک تو ہیں ؟ گاڑی کی یہ حالت کس نے کی ؟ "

مائشہ دروازہ بند کرکے اسکے پیچھے آئی۔۔اسکے بدن پر کپکپی طاری تھی۔۔جو چھپانے کی خاطر کی اس نے گلاس لبوں سے لگالیا۔۔

"خدانخواستہ کہیں کوئی ایکسیڈنٹ وغیرہ تو نہیں ہوگیا؟"

مائشہ اسکے تیور نوٹ کرتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔

"سب ٹھیک ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں بس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا گاڑی کا۔۔باہر بہت تیز بارش ہورہی ہے نا اسلئے۔۔!!

وہ رک رک کر بولی۔۔

"آپی مجھ سے کچھ چھپارہی ہیں نا آپ ؟"

مائشہ نے بغور اسے دیکھا۔۔وہ بہت عجیب بی ہیو کررہی تھی۔۔

" نہیں۔۔بس بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے میں چینج کرکے آتی ہوں تم کھانا لگاؤ بہت بھوک لگ رہی ہے یار "

وہ جواب گول کر گئی۔۔کمرے میں دروازہ لاک کرکے پشت ٹکالی۔۔وہ ابھی جو دیکھ کر آرہی تھی اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔اتنے سالوں کا کرب سمٹ کر پھر سے آنکھوں آنے آلگا۔۔

اس سے یوں ٹکرانے کا مقصد کیا ہے؟ یا شاید اتفاق ہو۔۔

سفاکی سے اپنے ہی خیال کر مسترد کرکے اس نے آنسو بے دردی سے پونچھے اور الماری سے ڈریس نکال کر واشروم میں چلی گئی۔۔

ڈی این اے رپورٹ آچکی تھی۔۔اس کے دل میں اک انوکھا سا احساس پیدا ہونے لگا تھا۔۔

وہ ایک بیٹے باپ بن گیا تھا۔۔

سوچ کر وہ دل ہی دل میں مسکرایا۔۔۔

سرینہ محب کو اپنے بیٹے سے دور رکھنے کے لئے وہ معاف نہیں کرے گا۔۔!!اس سے سوال ضرور کرے گا۔۔

ڈی این اے رپورٹ لے کر اس سوچ کے ساتھ وہ ہاسپٹل سے نکلا تھا۔۔

کالی گھٹائوں سے آسمان چھپ چکا تھا۔۔بارش کسی بھی وقت شروع ہوسکتی تھی۔۔اسے حویلی پہنچنا تھا ۔۔

آج نیلوفر کی مہندی تھی۔۔وہ سوچ ہی رہا تھا کہ تیز بارش شروع ہوگئی۔۔ایگزٹ کی طرف بڑھتے بڑھتے اسکے قدم خودبخود ڈھیلے پڑ گئے۔۔جسے ان چند دنوں میں اتنا سوچا تھا کہ اسی کے خواب آنے لگے تھے۔۔!جس سے بہت سے حساب بے باک کرنے تھے وہ اسکے سامنے تھی۔۔

ایکدم تیز بجلی چمکی اور سرینہ محب کا حسین چہرہ ایکدم سے روشن ہوکر پھر سے تاریک ہوگیا۔۔وہ اب تیزی سے گزرتی کار پارکنگ کی جانب جارہی تھی۔۔

اسکے اندر غصے کا ابال طول پکڑنے لگا۔۔وہ بھی اسکے پیچھے لپکا۔۔اتنے میں دو نقاب پوش اسکے ساتھ ہاتھا پائی کرنے لگے اگر وہ بروقت نہ پہنچتا تو اسکا سر پھاڑ چکے ہوتے۔۔وہ اپنی کسی فائل کے متعلق اس سے دریافت کرنے لگی۔۔مگر تب تک وہ اسے پہچان چکی تھی۔۔

اسکی آنکھوں میں بے چینی ،اضطراب اور صدمہ دکھائی دے رہا تھا۔۔اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ وہاں سے چلی گئی۔۔وہ بھی جلدی میں تھا اس لئے سر جھٹک گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔بارش تیز ہورہی تھی۔۔

روایتی لباس اسکے سامنے بیڈ پر پھیلا ہوا پڑا تھا۔۔جو اسے ابھی ابھی مہندی کے فنکشن پر پہننے کے لئے نوری دے کر گئی تھی۔۔وہ بہت سا گھور لینے کے بعد بے دلی سے اٹھی اور چینج کرکے ڈریسنگ کر سامنے آ کھڑی ہوئی۔۔اسکے باب کٹ بال بڑھ چکے تھے۔۔جو کندھوں تک باآسانی پہنچ رہے تھے۔۔ بال اسٹریٹ کرکے کندھوں پر کھلے چھوڑ دیئے۔۔اور مہندی کی نسبت سے ہلکا پھلکا میک اپ کرلیا۔۔ نوری اسے کانوں میں پہننے کے لئے گجرے بھی دے کر گئی تھی۔۔جن کی خوشبو اس مسحور کن لگی ۔۔سو اس نے بجائے ہاتھوں کے کانوں میں گجرے کی بالیاں پہننا مناسب سمجھا۔۔حتمی نگاہ آئینے میں خود پر ڈال رہی تھی۔۔

جب نوری کمرے میں داخل ہوئی

" ارے۔۔آپ تو بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔۔ماشاللہ نظر نہ لگے کسی کی۔۔آپ نے گجرے نہیں پہنے ؟ "

" نہیں۔۔ان کی خوشبو بہت تیز ہے مجھے الرجی ہے !! "

وہ بھنویں چڑھا کر بولی۔۔"ہیں۔۔؟؟ اچھا تو آپ ایک کام کریں۔۔میرے پاس لال رنگ کی چوڑیاں رکھی ہیں۔۔آپ وہ پہن لیں آپ کی گوری کلائیوں پر بہت جچیں گی۔۔رکیں میں ابھی لیکر آتی ہوں ۔۔"

" نہیں رکو۔۔!!اسکی ضرورت نہیں "

مگر نوری جا چکی تھی۔۔اس نے سر جھٹک بھاری بھرکم دوپٹے کو سرسری سا دیکھا۔۔جسے اوڑھنے کا بلکل بھی ارادہ نہیں تھا۔۔نوری واپس لوٹی تو اسکے ہاتھ میں سرخ رنگ چوڑیاں تھی۔۔۔

" اپنا ہاتھ لائیں میں آپ کو پہنا دیتی ہوں۔۔"

وہ خوش ہوکر بولی۔۔انکے درمیان خاصی بے تکلفی ہوچکی تھی۔۔

" مجھے نہیں پہننی۔۔اگر ٹوٹ کر میرے ہاتھ میں لگ گئیں تو میرے ہاتھ زخمی ہوجائیں گے"

عینا نے روانی سے اپنا ہاتھ واپس کھینچا۔۔۔

نوری ہکا بکا رہ گئی۔۔پھر رسان سے بولی۔۔

"آپ خوامخواہ ڈر رہی ہیں۔۔کچھ نہیں ہوگا۔۔آپ نے پہلے کبھی نہیں پہنی اسلئے ایسا کہہ رہی ہیں "

اسکے نہ نہ کرنے کے باوجود دونوں کلائیاں سرخ چوڑیوں سے بھر دیں۔۔

" او مائی گاڈ۔۔اب میں یہ چوڑیاں اتاروں گی کیسے ؟ "

اسکی پریشانی سن کر نوری ماتھا پیٹ کر رہ گئی۔.

" میں اتاردوں گی بی بی جی۔۔فکر نہ کریں "

وہ اسے مبہم سا دلاسہ دے کر چلی گئی۔۔

عینا نے ایک نگاہ آئینے میں اپنے سراپے پر ڈالی اور دوپٹے کو نظرانداز کرکے باہر آگئی۔۔اسے ویسے بھی رسومات ادا کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔اس لئے وہ خاموشی سے ایک کونے رک کر میں سب دیکھنے لگی۔۔

" تم نے دوپٹہ کیوں نہیں لیا ؟ کیوں سب مہمانوں کے سامنے ہماری عزت کا جنازہ نکال رہی ہو ؟ "

ممانی سرکار اسے دیکھتے ہیں آگ بگولہ ہونے لگیں۔۔

" آپ نے تو مجھے کسی سے متعارف بھی نہیں کروایا۔۔پھر کسی کو کیا معلوم کہ کون ہوں میں۔۔کوئی پوچھے تو جھوٹ بول دینا۔۔!!ویسے بھی یہاں سب اسی کام میں ماہر ہیں "

ممانی سرکار اسکا جواب سن کر سر تا پا سلگ گئیں۔۔

مزید بحث کیئے بغیر دانت کچکچاتی وہاں سے ہٹ گئیں۔۔

اس نے سرد آہ بھر کر نظریں نیلوفر پر مرکوز کیں۔۔

وہ آج بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔پیلے اور ہرے رنگ کے کامبینیشن لہنگے میں سلیقے سے سر پر دوپٹہ سیٹ کیئے۔۔اپنی تمام تر معصومیت سمیت دل میں اتر رہی تھی۔۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو "

اسکی گھمبھیر آواز سن کر وہ دہل کر پلٹی۔۔گرتے گرتے بچی۔۔

" یہ کیا طریقہ ہے ؟ "

تند و تیز لہجے میں پوچھا۔۔

جواباً سائرس کے لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ ابھری۔۔

روایتی لباس اور ہار سنگھار نے اسکے حسن کو چار چاند لگا دیئے تھے۔۔دل چاہا اسے سب نظروں سے چھپا کر دل میں قید کرلے

" کوئی پرابلم ہے ؟ "

اسکی نظروں سے زچ ہونے لگی۔۔

" ہے تو سہی اور اسکا تعلق بھی تم ہی سے ہے۔۔"

نرم و ملائم لہجے میں بولا

عینا اسے گھور کر رہ گئی

" پوچھو گی نہیں کیا ؟ "

وہ زرا سا اسکی جانب جھک کر بولا

" نہیں۔۔مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے اور مجھ سے دور رہو۔۔زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔انڈرسٹینڈ ؟ "

سپاٹ لہجے میں کہتی پیر پٹخ کر وہاں سے ہٹ گئی۔۔سائرس کی مسکراتی نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔

اس نے ہلکے گلابی رنگ کا کرتہ زیب تن کر رکھا تھا۔۔چہرے پر ہمیشہ کی طرح سنجیدگی کے ڈیرے تھے۔۔وہ مارے باندھے اس شادی میں شریک ہورہا تھا ورنہ نیلوفر کی شکل دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔۔ دادا سرکار نے طبیعت خرابی کا بہانہ بنالیا تھا۔۔بابا سائیں نے بھی اس شادی سے بلکے نیلوفر سے قطعی تعلق کا اعلان کردیا تھا۔۔خاندان میں اپنی عزت بچانے کی خاطر دونوں بھائیوں کو یہ قربانی دینے پڑی ۔۔ورنہ یہاں خون کی ندیاں بہہ رہی ہوتی۔۔اماں سرکار نے اسے تن تنہا بیٹھے دیکھا تو ان سے رہا نہیں گیا۔۔۔لوگوں کے سر جھکا دینے والے ہونہار بیٹے کا سر آج جھکا ہوا تھا۔۔ان سے رہا نہیں گیا ۔۔۔

"یہاں کیوں بیٹھے ہو سعیر۔۔!!سب درمیان آکر بیٹھو "

اسکے شانے سہلاتی ہوئی بولی۔۔

" اماں سرکار یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔۔خدارا مجھے مجبور نہ کریں۔۔میں خود پر جبر کرکے اس شادی میں شریک ہورہا ہوں۔۔ورنہ اس باغی لڑکی اور اس ملازم دونوں کا سر کاٹ چکا ہوتا "

اسکا چہرہ سرخ پڑگیا۔۔

"کاش تمہیں بتا سکتی کہ باغی لڑکی خود سے باغی نہیں ہوئی تھی۔۔ایسے حالات پیدا کیئے گئے تھے " وہ دل میں سوچ کر دکھی ہوئیں۔۔آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔۔

" معافی چاہتا ہوں اماں سرکار۔۔میرا آپ کو تکلیف پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا "

سعیر کو فورا اپنے سخت الفاظوں کا ادارک ہوا۔۔

اماں سرکار نے مسکراتے ہوئے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔وہ اسکا سب سے بہادر اور فرمانبردار بیٹا تھا۔۔اسے اور اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتی تھی۔۔اسکی زندگی کے تمام پہلوئوں کی حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتی تھی۔۔ایک بار نیلوفر کی خیر خیریت سے شادی ہوجائے اسکے بعد۔۔!!

دل میں مصمم ارادہ کرتی ہوئی پلٹ گئیں۔۔۔سعیر کچھ دیر وہاں ٹھہرنے کے بعد بے دلی سے جیپ لے کر باہر نکل گیا۔۔

"عین ممکن ہے"

عین ممکن ہے کچھ بھی حقیقت نہ ہو

موت کے روبرو

وقت کے چار سو

دھندلکا محض ضعف بصارت نہ ہو

غم کی ان مٹ سیاہی سے لکھی ہوئی

یاد خط شکستہ کی تحریر ہے

حافظہ بد دعا ہے جو ٹلتی نہیں

درد کی کم نگاہی کی تقویم میں

آس کی ٹکٹکی سے بندھی عمر کا

کوئی تار نظر کھینچ کر توڑ دے

بردگی کا عمل پھر بھی رکتا نہیں

زخم بھرنے سے پہلے کی ترتیب میں

کار وحشت فنا کا تماشا نہیں

اپنی ہی آگ میں بھسم ہوتا ہوا

دل یہ بارش میں گھلتا بتاشہ نہیں

عین ممکن ہے رسم پذیرائی سے

تو بھی واقف نہ ہو

ہم بھی انجان ہوں

پربتوں سے اتر کر گلی میں تیری

ہم فقط ایک ساعت کے مہمان ہوں

دل سے حد فلک تک اداسی کی دیوار کے سائے میں

شام تاروں کی ابرق سے گوندھی ہوئی

واہمہ ہی نہ ہو

اجنبیت کے کہرے میں قدموں تلے راستہ ہی نہ ہو

عین ممکن ہے کچھ بھی حقیقت نہ ہو

موت کے روبرو

وقت کے چار سو

دھندلکا محض ضعف بصارت نہ ہو

[ناہید قمر]

آج عدالت میں راحم راحیل قتل کیس پہلی سماعت تھی۔۔اسے ہتھ کڑی لگا کر مجرم کی طرح عدالت میں پیش کیا جا رہا تھا۔۔اسکے تاثرات سرد سپاٹ تھے۔۔پولیس اہلکاروں کے ہمراہ لابی سے گزرتے ہوئے اسکے قدم چند پل کے لئے دھیمے پڑ گئے۔۔ماں کی جانب دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ایک نظر وکیل صاحبہ کے چہرے کو دیکھا جو مضطرب لگ رہی تھی۔۔اور قدم کمرہ عدالت کی طرف بڑھا دیئے ۔۔

کاروائی شروع ہوچکی تھی۔۔مقابل سچے جھوٹے شواہد پیش کررہے تھے۔۔جو سب کے سب حسین کے خلاف تھے۔۔

دو دن پہلے ہی کیس سرینہ کے ہاتھ میں آیا تھا۔۔اس نے ٹرائل کی ڈیمانڈ کی تھی تاکہ مزید اس کیس کے پہلوئوں پر کام کر سکے۔۔آخر میں مدعی وکیل نے جج صاحب سے حسین کے دس دن کی جسمانی ریمانڈ کی درخواست کی تھی۔۔

جس اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔۔

جج صاحب نے اگلی پیشی میں دو دن توسیع کے ساتھ اسے ثبوت پیش کرنے کی تنبیہ کرکے عدالت برخاست کردی۔۔اس نے فلحال کے لئے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

دو دن کا وقت کافی تھا۔۔حسین کے سپاٹ تاثرات ہنوز برقرار تھے۔۔

البتہ شہروز صاحب کی گلے میں اٹکی سانسیں بحال ہونے لگیں۔۔وہ اپنے تمام تر کیسز چھوڑ کر بس حسین پر توجہ مرکوز کیئے ہوئے تھے۔۔انہوں نے پروفیشنل کریئر سے فلحال بریک لیا تھا۔۔

وہ روز بروز لوگوں کے مختلف سوالوں کا سامنہ نہیں کر سکتے تھے۔۔

کمرہ عدالت سے باہر نکلتے ہی ایک زور دار تھپڑ اسکی گال پر پڑا۔۔حسین کے چودہ طبق روشن ہوگئے ۔۔۔

اس نے صدمے اور بے یقینی سے کم عمر لڑکی کو دیکھا۔۔جس کے چہرے پر کرب تھا۔۔آنکھوں میں آنسوئوں کی دھاری تھی۔۔وہ لڑکی کسی متعارف کی محتاج نہیں تھی۔۔

" تمہیں معلوم ہے جب تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو میرا بھائی پوری رات آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑا رہا تمہاری خاطر۔۔تم سے اختلاف ہونے کے باوجود اس کے دل میں تمہارے لئے کتنی ہمدردی تھی۔۔!!

اور تم کتنے ظالم ہو۔۔تم نے اسی شخص کو قتل کر دیا۔۔وہ دو گھنٹے تک تڑپتا رہا وہاں پر۔۔ تمہیں رحم نہیں آیا اس پر۔۔

وہ میرا اکلوتا بھائی تھا۔۔!!"

وہ کسی مجرم کی طرح سر جھکا گیا۔۔اس کے الزام جھٹلانا چاہتا تھا لیکن زبان گنگ ہوچکی تھی۔۔

لڑکی پھر سے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی

"تم زیادہ دن بچ نہیں پائوگے۔۔دیکھنا پھانسی ہوگی تمہیں"

وہ جذبات میں بے قابو ہوکر اس پر چلانے لگی۔۔اہلکار حسین شہروز کو لئے لابی میں آگے بڑھ گئے ۔۔

اسکے دماغ میں لڑکی کے جملے بازگشت کرنے لگے۔۔اسکی آنکھوں سے آنسو لڑھک گئے۔۔راحم کی بھیانک موت اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔۔ہر رات اسکا چہرہ ، اسکی آہیں اسکی کراہیں ، جیل کی چاردیواری میں اسے سنائی دیتی تھی۔۔وہ کرب کے عذاب میں مبتلا تھا۔۔

" مجھے اپنی وکیل سے بات کرنی ہے!! "

وہ تھوڑی دور جا کر رک گیا۔۔

اس نے خاموشی کی زنجیریں توڑ دیں۔۔اہلکاروں نے اسے پانچ منٹ کے لئے سرینہ محب کے حوالے کر دیا۔۔

" پین اور نوٹ بک ملے گی۔۔!!"

اس کی آواز پر لرزش طاری تھی۔۔سرینہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے نوٹ بک اور پین تھمایا۔۔اس نے ہتھ کڑی لگے ہاتھوں سے چند سطریں کھینچیں اور نوٹ بک اسکے حوالے کرتا ہوا بولا ۔۔

" میں ناکردہ جرموں کا بوجھ سہتے سہتے تھک گیا ہوں۔۔اس ازیت سے میری جان چھڑوادیں۔۔ پلیززززز !! "

ایک آنسو اسکی آنکھ سے جدا ہوکر رقعے پر گر گیا۔۔

" مجھ پر بھروسہ رکھو۔۔!"

اس مضبوط لہجے میں اسے دلاسہ دیا۔۔پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔۔

شہروز صاحب حسین سے بات کرنے کی ہمت نہیں جٹا پارہے تھے۔۔

جب اہلکار اسے لے کر چلے گئے تو سرینہ کے پاس آئے۔۔

"کیا کہہ رہا تھا حسین؟ "

" یہ میں ابھی آپ کو نہیں بتا سکتی۔۔!"

وہ ناراض نظر آتی تھی ان سے۔۔

" اگر آپ اپنی ایماندرای سائیڈ پر رکھ کر مجھے پہلے یہ کیس سونپ دیتے تو آج حالات ہمارے ہاتھ میں ہوتے ، آپ کی ایمانداری آپ کے بیٹے کے لئے پھانسی کا پھندا ثابت ہوسکتی تھی۔۔اگر آپ وہ ایک ثبوت پولیس کے حوالے نہ کرتے تو شاید کیس مزید نہ بگڑتا۔۔اب آپ دعا کریں کہ اگلی پیشی

پر ہماری جگہ مضبوط ہو ورنہ حسین کی جسمانی ریمانڈ منظور کرلی جائے گی۔۔اور ہم کچھ نہیں پائیں گے "

وہ بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی۔۔مسز شہروز کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اسے اپنے لہجے کا احساس ہوا۔۔

" ایکسکیوز می!! "

وہ بیگ سنبھالتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔۔

" جسمانی ریمانڈ کیا ہوتی ہے ؟"

انہوں نے کپکپاتے لہجے میں شہروز احمد سے پوچھا۔۔

" حسین کو تحویل میں لے کر پولیس کے حوالے کردیا جائے گا فکر مت کرو جسمانی ریمانڈ میں تشدد کی اجازت نہیں ہوتی۔۔!!"

"جو لوگ جیل میں تشدد کر سکتے ہیں ، وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے ! وکیل صاحبہ ٹھیک کہہ رہی سب آپ کی غلطی ہے "

وہ کہتے کہتے رو پڑی۔۔

" میں ان سے بات کرتا ہوں ،تم فکر نہ کرو کچھ نہیں ہوگا ہمارے بیٹے کو ! "

" اللہ یہ کیسی آزمائش ہے ، میرا حسین بہت حساس ہے وہ اتنا کچھ کیسے سہہ رہا ہوگا۔۔شہروز جلدی کچھ کریں نکالیں میرے بیٹے کو جیل سے۔۔"

وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو پڑیں۔۔شہروز احمد کرب سے لب بھینچ کر رہ گئے۔۔

" چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں "

انکے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے عدالت کی سیڑھیاں اترنے لگے۔۔

مہندی کی رسم ختم ہوچکی تھی۔۔مہمان اپنے اپنے گھروں کو جاچکے تھے۔۔نیلوفر بے تاثر نگاہوں سے مہندی سے بھرے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

اس کا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔جو زخم اسے وردان نے دیئے تھے۔۔وہ بھرنے کا وقت بھی نہیں ملا اسے۔۔

وہ تو ابھی تک اپنی ناکام محبت کا دکھ بھی نہیں منا پائی تھی ٹھیک سے۔۔پہلی بار کسی پر بھروسہ کیا، اسی نے زمانے بھر میں رسوا کرکے چھوڑ دیا تھا۔۔۔

شاید اسکی نیکیاں کسی کام آگئیں جو حویلی کی چھت ابھی تک سر ڈھانپے ہوئے تھی۔۔سعیر ادا کے ہاتھ اسکی گردن پر نہیں تھے۔۔ابا کی بندوق کی نوک کا نشانہ وہ نہیں تھی۔۔دادا سرکار کا ازیت ناک فیصلے سے اسکے کان محفوظ تھے۔۔ہاں یہ اسکے اچھے کرم ہی ہو سکتے ہیں۔۔ورنہ جو ظلم رفعت پھپھو کے ساتھ ہوا اسکے ساتھ بھی ہو سکتا تھا۔۔

"تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا وردان۔۔آخر کیا بگاڑا تھا میں نے تمہارا!! "

ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھپھک پھپھک کر رو پڑی۔۔

بہت سا رو لینے کے بعد زخمی وجود گھسیٹتے ہوئے وضو کیا اور دو رکعت نفل ادا کیئے۔۔اس سے غلطی ہوئی تھی۔۔وہ نامحرم کی محبت میں پڑ گئی تھی۔۔اللہ نے اسے گرنے نہیں دیا تھا۔۔اسے بڑے نقصان

سے بچا لیا۔۔اسے رسوا نہیں ہونے دیا تھا۔۔وہ مالک کے احسانوں کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔۔بے شک پروردگار اپنے بندوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔۔

وحشت زدہ نگاہوں سے کھڑکی کے شیشے پر گرتی بارش کی بوندوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

دل و دماغ میں طوفان برپا تھا۔۔

وہ کبھی خود کو کوستا ، کبھی نیناں کو۔۔

کتنا بیوقوف تھا وہ نیناں کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر رہ گیا تھا۔۔وہ اسے جیسے چاہتی گھما دیتی اور وہ گھوم جاتا۔۔اسکے زہن پر وہ اس قدر قابض ہوچکی تھی کہ اسکے حصار سے نکلنا ناممکن تھا۔۔

نیناں کے اس پر ان گنت احسانات تھے۔۔

اس نے اسے ماں بن کر پالا تھا۔۔

وہ نیناں پر شک کرتا بھی تو کیسے۔۔اب آنکھوں سے پردہ ہٹ گیا تھا۔۔اسے سب کچھ صاف اور واضع دکھائی دے رہا تھا۔۔

کیوں ماموں اپنی ہی بہن کو ناپسند کرتے تھے۔۔!

کیوں ممانی ان سے سہمی سی رہتی تھی۔۔!

ساری حقیقت کھل کر سامنے آچکی تھی۔۔

نیناں نے اسے بہت گہری چوٹ دی تھی۔۔جذباتوں پر، احساسات پر ، بھروسہ ، بھرم سب چکنا چور ہوگیا تھا۔۔اسکی زات صرف نفرت کا کھیل جاری رکھنے کے لِے استعمال کی گئی۔۔دماغ اس بات کو تسلیم کرنے سے انکاری تھا۔۔

وہ کمرے سے نکلا اور تیز برستی میں گارڈن کی بنچ پر بیٹھ گیا۔۔اسکا دل دہکتے ہوئے انگاروں کی مانند جل رہا تھا۔۔برکھا بھی ان انگاروں کو ٹھنڈا کرنے میں ناکام رہی تھی۔۔ملائکہ نے ہمدرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔سرد موسم کی بارش میں بھیگنا اسے بیمار کر سکتا تھا۔۔لیکن وہ چاہ کر بھی اسے روک نہیں سکی۔۔پچھلے دو دنوں سے اسکی یہی حالت تھی۔۔وہ بہت بے چین تھا۔۔نیناں کی حقیقت کھلنے کے بعد وہ بہت چپ ہوگیا تھا۔۔

اسے تیار کرنے کے لئے بیوٹیشن حویلی میں ہی بلا لی گئی تھی۔۔وہ جبراً اپنے وجود کو گھسیٹتے ہوئے عروسی لباس تبدیل کرکے ان کے سامنے بیٹھ گئی۔۔بیوٹیشن نے جھٹ پٹ اسے کسی ماہر جادوگر کی طرح سجا اور سنوار دیا تھا۔۔اسے اپنے آپ سے اور اس سارے اہتمام سے وحشت ہونے لگی تھی ۔۔بمشکل ضبط کیئے بیٹھی تھی۔۔

اماں سرکار کچھ دیر پہلے اسکے پاس آئی تھی۔۔بہت دیر تک اسے دیکھتی رہی۔۔شاید کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔لیکن کہہ نہیں پارہی تھی۔۔

نیلوفر بھی ان سے اتنی ہی بدگمان تھی۔۔اس نے بھی مخاطب کرنے میں پہل نہیں کی تھی۔۔کچھ ہی دیر میں اسے حویلی کے لائونج میں بٹھا دیا گیا۔۔

نکاح خواہ کے چند جملے دہرانے کے بعد اس نے حامی بھری۔۔اور نکاح نامے پر سگنیچر کھینچ دیئے۔۔ وہ حویلی کی بیٹی سے حویلی کے ملازم کی بیوی بن گئی تھی۔۔نیناں بھابھی کی مبارکباد اسے تیر کی طرح چبھی تھی۔۔دل چاہ رہا تھا اس عورت کا گلا دبا دے۔۔

اسکی تباہی کی سراسر زمہ دار وہی تھی۔۔

وہ لہنگا سنبھالتی ہوئی اٹھی اور اپنے کمرے میں واپس چلی گئی۔۔کوئی بھی اسکے پیچھے نہیں آیا تھا۔۔ اسکے سسرالی بھی وہاں موجود تھے۔۔

دلہے کو دیوان خانے میں بٹھایا گیا تھا۔۔جانے کتنی دیر گزری اسے علم نہیں ہوا۔۔

پھر نوری اسے لینے آئی تھی۔۔اسکی رخصتی تھی۔۔

اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہورہا تھا۔۔نہ خوشی نہ غم۔۔نہ صدمہ نہ درد۔۔بس اک ملال تھا جو شاید تمام عمر اسکے ساتھ رہنے والا تھا۔۔

سائرس ادا نے ایک بار تو اس سے بات کی ہوتی۔۔

سعیر ادا کم از کم اس پر ہاتھ نہ اٹھاتے۔۔

اور اماں تو اصولوں کی غلام تھی۔۔ان سے کیسا گلہ۔۔!

وہ تو خود اس حویلی کی قیدی تھی۔۔

پھر قرآن پاک کے سائے تلے اسے حویلی سے وداع کردیا گیا۔۔وہ بلکل نہیں روئی تھی نہ اس نے کسی سے ہمدردی ، دلاسے یا دعا کی امید کی تھی۔۔

اک الوداعی نگاہ حویلی پر ڈالتے ہوئے اسکی آنکھیں چھلکیں۔۔حویلی مستقل ٹھکانے سے عارضی اور پھر پرائی ہوگئی تھی اسکے لئے۔۔

نہ صرف حویلی بلکے اس حویلی کے مکین بھی۔۔

سب اس کے مجرم تھے وہ کسی کو معاف نہیں کرے گی۔۔اس نے جلتی ہوئی آنکھیں بند کرکے سیٹ سے سر ٹکالیا۔۔۔

ہلکے گلابی کامدار سوٹ میں خوش شکل سی صورت والی خاتون با اعتماد اور مستقل مزاج معلوم ہوتی تھی ۔۔شاید یسر کی ماں تھی۔۔

دوسرے رشتے سے اب اسکی ساس بن گئی تھی۔۔دو چلبلی سی لڑکیاں جو کب سے اسکے دائیں بائیں بیٹھی پُرستائش نگاہوں سے اسے دیکھنے میں محو تھی۔۔انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر وہاں سے چلتا کیا۔۔وہ دونوں منہ بسورتی ہوئی اٹھ گئی۔۔یسر کے گھر والے اس نکاح پر خوش اور مطمئن تھے اتنا تو اسے اندازہ ہو چکا تھا۔۔البتہ جب سے حویلی والا واقعہ ہوا تھا۔۔اس نے یسر کو نہیں دیکھا تھا۔۔حتی کے نکاح کے وقت بھی نہیں۔۔

" بچیوں کی کسی بات کو دل پر مت لینا۔۔کیا ہے نا بھائی کی شادی کو لے کر ان کے بہت سے ارمان تھے۔۔جو پورے نہ ہونے پر تھوڑی سی ناراض ہو گئیں ہیں۔۔خیر چلو میں تمہیں تمہارے کمرے تک چھوڑ دوں " انکی بات اسکے دل کو چبھی تھی۔۔پتا نہیں انہیں کیا کیا معلوم ہو۔۔۔شاید انکی نظر میں وہ کوئی گری پڑی لڑکی یا نا پسندیدہ بہو تھی۔۔جسے زبردستی گلے ڈال دیا گیا تھا۔۔اسکے زخم پھر سے ہرے ہوگئے۔۔مسز عبداللہ اسے کمرے میں چھوڑ کر جا چکی تھی۔۔

کمرے میں للی اور گلاب کے پھولوں کی خوبصورت سجاوٹ کی گئی تھی۔۔اسے وحشت ہونے لگی۔۔ اپنی ہتھیلوں کو دیکھتی ہوئی سسکیوں ہچکیوں سے روپڑی۔۔

چند ثانیے گزرنے کے بعد یسر کمرے میں داخل ہوا۔۔اس نے کمرے میں آکر دروازہ بند کر دیا تھا ۔۔

نیلوفر کو اسکی موجودگی کا احساس ہی نہیں ہو سکا۔۔وہ ازیت سے لب بھینچے اسے روتا ہوا دیکھ رہا تھا ۔۔

" کیوں اپنے ہاتھوں کی مہندی آنسوئوں سے دھونا چاہتی ہیں آپ۔۔اب بس کریں "

اسکے لئے یہ منظر ناقابل برداشت ہو چلا تھا۔۔لپک کر اسکے ہاتھ مضبوطی سے تھام لئے۔۔

نیلوفر نے سرخ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

یہ منظر دیکھنے کے لئے وہ اپنی پوری زندگی قربان کر سکتا تھا۔۔افسوس۔۔!!اسکی شادی ان حالاتوں میں ہوئی۔۔ایک دوسرے سے یکسر مختلف۔۔جیسے کوئی غلام شہزادی کی خواہش کر بیٹھے۔۔

اسکے چہرے پر ابھی بھی چوٹوں کے نشانات تھے۔۔یقینا اسے بہت ازیت ملی ہو گی نیلوفر کی وجہ سے ۔۔

" تم نے یہ سب کیوں کیا یسر ؟" لہجے میں شکوہ تھا۔۔آنکھوں میں بھرپور غصہ اور ناراضگی تھی۔۔

"آپ میری زندگی کے لئے ان سے فریاد کر رہی تھی کہ مجھے کوئی چوٹ نہ پہنچائیں۔۔میں آپ کے لئے اتنا تو کر سکتا تھا " اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔

"تمہیں مجھ پر یہ احسان کرنے کی ضرورت نہیں تھی "

اس نے درشتی سے کہتے ہوئے اپنے ہاتھ چھڑانے چاہے۔۔وہ گرفت مضبوط کرتے ہوئے بولا

" میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔۔بلکے خود پر کیا ہے اگر میں وہ سب نہ کرتا تو شاید عمر بھر پچھتاوا رہ جاتا "

اسکے ہونٹ کپکپائے۔۔

" تم اب بھی پچھتاؤ گے۔۔مجھ سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔۔تم جانتے ہو مجھ پر کس قسم کے الزامات لگائے گئے۔۔میں اندر سے ٹوٹ چکی ہوں میری زات بکھر کر ریزہ ریزہ ہوچکی ہے۔۔ایک ایک دن کیسے کاٹ رہی ہو میں ہی جانتی ہوں۔۔میں اور نہیں سہہ سکتی۔۔میں مر جائوں گی "

وہ سسک سسک کر رودی۔۔اسکے آنسو یسر کی ہتھیلیوں پر گرنے لگے۔۔تھوڑی دیر اور رکتا تو شاید ضبط کھو دیتا۔۔اسلئے نم دیدہ لہجے میں کہتے ہوئے۔۔اسکے ہاتھ چھوڑ دیئے۔۔

" میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی "

کمرے سے نکل دروازہ بند کر دیا۔۔نیلوفر پسماندگی سے ڈریسنگ سے ٹیک لگا زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔ اسکی ہر رات کانٹوں پر گزرنے والی تھی۔۔زلت و رسوائی اسکا مقدر بنی تھی۔۔اپنوں کی دی گئی چوٹ کا درد بہت شدید تھا۔۔

وہ حسین کے بتائے گئے ایڈریس پر موجود تھی ..

یہ راحیل ملک کا فارم ہائوس تھا۔۔واچ مین سے اپنی موجودگی چھپانا بہت ضروری تھا .. وہ ابھی سوچ رہی تھی کہ اندر کیسے داخل ہوا جائے ..اک کم عمر لڑکی مین گیٹ سے باہر نکلتی دکھائی دی۔۔یہ وہی لڑکی تھی جو عدالت میں راحیل ملک کے ساتھ موجود تھی یقیناً اسکی بیٹی تھی۔۔اسے دیکھ کر اس لڑکی کے قدم دھیمے پڑے...

" آپ کون ہیں ؟ اور یہاں کیا کر رہی ہیں ؟ "

تعجب سے سر تا پا اسے دیکھ کر سوال کیا

" میں حسین شہروز کی وکیل ہوں۔۔سرینہ محب !! "

" تو آپ یہاں کیا لینے آئی ہیں ؟ "

لڑکی کی رگیں تن گئیں

" حسین نے مجھے اس فارم ہائوس کا ایڈریس دیا تھا۔۔اسے یقین ہے مجھے یہاں سے ایسا کچھ ضرور ملے گا ..جو اسے بے گناہ ثابت کر سکتا ہے "

اس نے بلا جھجک ساری بات سامنے رکھ دی۔۔

" اس قاتل نے کہا اور آپ چلی آئیں۔۔!!وہ میرے بھائی کا قاتل ہے اور آپ ایک قاتل کو زیادہ دیر ڈیفینڈ نہیں کر سکیں گی۔۔اسے پھانسی ہو گی یاد رکھئے گا اور آپ کچھ نہیں کر سکیں گی "

وہ شدت جذباتیت سے پاگل ہونے لگی

" دیکھو میں جانتی ہوں۔۔تمہاری بھائی کا بہت بے دردی سے قتل ہوا ہے۔۔میں یہ نہیں کہہ رہی کہ حسین قاتل نہیں ہے۔۔وہ بھی قاتلوں میں شمار ہو سکتا ہے۔۔کم از کم میری چھوٹی سی مدد کردو تاکے میں سچ تک پہنچ سکوں۔۔اس سے تمہارا بھی فائدہ ہو گا اور میرے لئے آسانی ہو جائے گی ۔۔کیونکہ میں ایک قاتل کو ہر گز بچانا نہیں چاہوں گی "

اس نے مناسب الفاظ کا چنائو کیا۔۔لڑکی کو اسکی باتوں میں سچائی کی جھلک نظر آئی۔۔وہ نیم رضا مندی سے اثبات میں سر ہلا کر پوچھنے لگی۔۔

" میں کیا کر سکتی ہوں آپ کے لئے ؟ "

" میرے کچھ سوال ہیں ان کے سچ سچ جواب دینا اور مجھے مرڈر سین کے آس پاس کا جائزہ لینا ہے ۔۔مجھے فارم کے اندر جانے کی پرمیشن چاہیئے۔۔اور یہ بات ہمارے درمیان ہی رہنی چاہیئے۔۔؟ "

" ٹھیک ہے۔۔چلیں میں آپ کو لے چلتی ہوں "

وہ نیم رضامندی سے سر ہلاتی آگے بڑھی۔۔سرینہ اسکے پیچھے چل دی

" آپ جانتی ہیں حسین شہروز اور آپ کے بھائی کے درمیان کیا جھگڑا تھا۔۔؟ "

" نہیں ، مجھے زیادہ نہیں معلوم مگر ارصم انصاری نے بتایا تھا کہ راحم بھائی حسین شہروز کی گرلفرینڈ میں انٹرسٹڈ تھے اس لئے حسین شہروز نے غصے میں آکر بھائی کو قتل کردیا "

وہ بتاتے ہوئے آبدیدہ ہوگئی۔۔جبکے سرینہ شاک سے چند لمحے کچھ بول ہی نہ سکی

" یہ ارصم انصاری کون ہے ؟ اور آپ کو پورا یقین ہے وہ سچ بول رہا ہے ؟ "

" وہ سچ بولے یا نہ بولے ! لیکن راحم بھائی کے کمرے سے حسین شہروز کی گرل فرینڈ کی بہت ساری تصویریں ملی ہیں۔۔شاید بھائی اسے پسند کرنے لگے تھے "

اب کی بار وہ رو پڑی

" کیا تم مجھے راحم راحیل کا کمرہ دکھا سکتی ہو ؟ "

سرینہ کو اس سے ہمدردی اور تشویش بیک وقت ہونے لگی۔۔وہ اسے کمرے میں لے آئی اور خود ایک طرف ہوگئی۔۔

اس نے تقریباً راحم راحیل کا پورا کمرہ چھان مارا تھا۔۔سوائے آبش کی تصاویر کے ، ڈرار سے ایک فون برآمد ہوا تھا۔۔

" یہ تمہارے بھائی کا ہے ؟ "

" نہیں بھائی کا فون تو پولیس کے قبضے میں ہے۔۔میں نے جب دیکھا تو میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔۔ لیکن کچھ سمجھ نہیں آیا "

" مرڈر کے بعد اس کمرے میں کوئی آیا تھا ؟ "

" نہیں۔۔ارصم انصاری کے علاوہ کوئی نہیں آیا "

" تھینک یو سو مچ ، میں یہ تصاویر اور فون اپنے ساتھ لے جارہی ہوں۔۔تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ؟ "

" نہیں۔۔مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔۔"

اس نے کندھے اچکائے۔۔۔

" اب مجھے وہ جگہ دیکھنی ہے جہاں مرڈر ہوا تھا "

اس نے تصاویر پرس میں رکھتے ہوئے کہا۔۔لڑکی اسے لائونج نما ہال میں لے آئی۔۔

مختلف زوایوں سے لائونج دیکھتے ہوئے دماغ پر زور ڈالنے لگی۔۔راحم راحیل کو گولی مار کر قتل کیا گیا تھا ۔۔

ایک بلٹ سے پولیس کچھ بھی ثابت نہیں کر پائی تھی۔۔

اسے صوفے کے نیچے ایک چین گری ہوئی ملے۔۔

" یہ تمہارے بھائی کی ہے ؟ "

اس نے گردن موڑ کر لاتعلق سی کھڑی لڑکی سے پوچھا۔۔۔

" نہیں بھائی چین وغیرہ نہیں پہنتے تھے "

" کوئی اندازہ کس کی ہوسکتی ہے ؟ "

" ارصم انصاری اس قسم کی چین پہنتا ہے۔۔!!"

لڑکی بتاتے ہوئے خود بھی شاکڈ لگ رہی تھی۔۔وہ کچھ کچھ سمجھتے ہوئے سر ہلا کر اٹھی اور واشروم کا جائزہ لینے لگی۔۔

فلور پر راکھ کے زرے محسوس ہورہے تھے۔۔کسی نے کپڑا جلانے کی کوشش کی تھی۔۔ایک کپڑے کا آدھا جلا ہوا ٹکڑا بھی ملا تھا۔۔اس نے سارے ثبوت اکٹھے کر لئے تھے۔۔کچن سے استعمال شدہ شراب کی بوتل بھی اٹھا لی تھی۔۔

حیرت کی بات تو یہ تھی کہ سارے ثبوت کسی تیسرے شخص کی طرف اشارہ کررہے تھے۔۔لیکن پولیس کو انوسٹی گیشن کے دوران کیوں کچھ نہیں ملا۔۔!!

" جسٹ میک شیور۔۔اس کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو یہ بات ہمارے درمیان رہنی چاہیئے۔۔آئی ایم شیور اب مجھے قاتل بہت جلد ملنے والا ہے "

اس نے دلاسا دیتے ہوئے یقین دہانی کروائی۔۔

" کیا ارصم انصاری بھی انولو ہے ؟ "

لڑکی ابھی تک بے یقین تھی۔۔

" ہو سکتا ہے۔۔!!مجھے اس بارے میں اور ثبوت چاہیئے۔۔تمہیں اگر کچھ بھی پتا چلے تو مجھے بتانا۔۔یہ سوچ کر نہیں کہ میں حسین شہروز کی وکیل ہوں بلکے یہ سوچ کر کہ تمہارے بھائی کا اصلی قاتل سلاخوں کے پیچھے ہو۔۔اسے سخت سے سخت سزا ہو۔۔"

جانے لڑکی نے یقین کیا تھا یا نہیں اس نے پوری کوشش کی تھی۔۔وہ فارم ہائوس سے پولیس اسٹیشن جانا چاہتی تھی۔۔لیکن رات بہت ہوچکی تھی۔۔اس لئے گاڑی گھر کے راستے پر ڈال دی۔۔پھر کچھ سوچ کر شہروز صاحب کے بنگلے کا رخ کیا۔۔آبش کے لئے اسکے پاس بہت سارے سوال تھے۔۔جن کا بروقت جواب ملنا بہت ضروری تھا

اسکی آنکھ کھٹکے کے شور سے کھلی۔۔

منظر دھندلایا سا تھا۔۔

مسلسل رونے کے بعث آنکھیں سوج چکی تھی۔۔

اس نے مسل کر کچھ اور سرخ کرلیں۔۔دیکھا تو یسر مضطرب سا ڈریسنگ سے کچھ تلاش کر رہا تھا۔۔

وہ اٹھ بیٹھی۔۔

"آئی ایم سوری میں نے آپ کی نیند خراب کردی "

وہ شرمندہ سا ہوکر بولا

"اب کیا فائدہ اب تو بھابھی اٹھ گئیں "

صلہ نے گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا۔۔وہ ناشتے کا کہنے آئی تھی۔۔

" فرسٹ ایڈ باکس کہاں ہے مجھے اپنی ڈریسنگ چینج کرنی ہے۔۔!!"

اس نے آہستگی سے کہا۔۔

" فرسٹ ایڈ باکس تو ممی کے کمرے میں ہے لاسٹ ٹائم آپ کی ڈریسنگ انہوں نے ہی کی تھی۔۔

وہیں چلیں میں آپ کی ہیلپ کردیتی ہوں۔۔۔'

نیلوفر اسکی آواز سن چکی تھی۔۔بے چینی سے پہلو بدل کر پوچھنے لگی

" کیا ہوا ؟ سب خیریت تو ہے نا ؟ "

" نہیں کچھ نہیں۔۔بس مائنر سی چوٹ ہے۔۔!"

یسر نے جھوٹ بولا۔۔

" جی نہیں بلکل بھی مائنر سی چوٹ نہیں ہے۔۔اب تو آپ بھی اس گھر کی فرد ہیں بھابھی۔۔آپ سے کیا چھپانا!! جہاں بھائی جاب کرتے ہیں وہاں جھگڑے کے دوران کسی نے بھائی کو گولی ماردی تھی ۔۔بہت دعائوں سے بچے ہیں " یسر کی گھوریوں کا صلہ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔اس نے ساری کتھا سنا کر ہی دم لیا۔۔

"صلہ تم جائو یہاں سے۔۔"

یسر نے تحمل سے کہا۔۔نیلوفر کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔۔وہ تڑپ کر بیڈ سے اتری۔۔

" کیا ہوا ؟ نہیں بتانا تھا بھابھی کو۔۔؟؟ "

اس نے الجھ کر باری باری دونوں کو دیکھا۔۔

" صلہ۔۔!!"

اس بار گرج کر تنبیہ کی

"اچھا۔۔میں فرسٹ ایڈ باکس لیکر آتی ہوں۔۔"

وہ کھسیانی سی ہوکر کمرے سے نکل گئی۔۔

"سعیر ادا نے کیا ہے نا تمہارے ساتھ یہ سب ؟ "

اسکے ہونٹ کپکپانے لگے۔۔اپنی متورم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھے گئی۔۔

"یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے ، میں مجرم ہوں تمہاری۔۔"

وہ ایک معصوم انسان کی زندگی میں عذاب کی طرح نازل ہوئی تھی۔۔دل کیا خود کو ختم کر ڈالے۔۔

یسر نے آنکھیں بند کرکے افسردہ سی آہ بھری۔۔اور آہستگی سے کہنے لگا

" میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔آپ میری فکر مت کریں "

اسے مزید پشیمان ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔وہ نیلوفر سے سب پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا۔۔لیکن صلہ کی جلدبازی نے سارا معاملہ الٹا دیا۔۔

وہ پھر سے رونے کی تیاریوں میں تھی۔۔اسے یکدم غصہ آگیا۔۔

" اب آپ رونا بند کریں گی ؟؟؟ کم از کم میرے لئے اپنے قیمتی آنسو مت بہائیں۔۔میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتا۔۔سو پلیز اسٹاپ اٹ "

سخت لہجے میں تنبیہ کرتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔۔

اس نے دونوں ہاتھوں میں سر گرا لیا۔۔وہ بے بس تھی۔۔اتنی کہ رونے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔سب بگاڑ اس ایک نظر نے پیدا کیا تھا۔۔جو نا محرم کی طرف نہ اٹھائی ہوتی تو آج حالات مختلف ہوتے۔۔مگر نادانی میں غلطی کر بیٹھی۔۔اب جو بھی واقعات رونما ہورہے تھے۔۔وہ سب اپنے کھاتے میں ڈال کر خود کو ہلکان کررہی تھی۔۔

****

نیلوفر کی رخصتی کے بعد سے نکلا ہوا وہ رات کے دوسرے پہر حویلی لوٹا تھا.. حیرت کی بات تھی کہ اسکے انتظار میں نیناں ابھی تک جاگ رہی تھی۔۔

یا پھر اپنے پوشیدہ کام سر انجام دینے کی خاطر .. !!

وہ اسے مکمل نظرانداز کیئے چینج کرکے لیٹ گیا ...

" سعیر یہ کیا طریقہ ہے ؟ یہ کوئی وقت ہے واپس آنے کا۔۔میں کب سے آپ کا انتظار کررہی تھی ۔۔اور آپ ہیں کہ اجنبیوں کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔۔مسلہ کیا ہے آخر!!! آپ کے ساتھ بتائیں مجھے ؟ "

اس کا رخ زبردستی اپنی طرف موڑنے لگی۔۔

سعیر کا بس چلتا تو اس عورت کا گلا دبا دیتا۔۔

اس عورت کے وجود سے شدید نفرت محسوس ہورہی تھی۔۔

" سو جائو نیناں۔۔میں پہلے ہی بہت ڈسٹرب ہوں مجھے پریشان مت کرو "

خود پر جبراً کرتے ہوئے کہا۔۔

" ایسا کب تک چلے گا سعیر۔۔؟؟ "

ہمارا بےبی آنے والا ہے ، جب سے تمہیں پتا چلا ہے تم نے خوشی کا اظہار تک نہیں کیا تم بدلے بدلے سے لگ رہے ہو ؟ "

اس نے زور دے کر کہا۔۔

" نیناں پلیزز۔۔بے وقت کی بعث میں مت پڑو "

وہ چڑ کر کہتے ہوئے خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔۔انتہائی نفرت کے باجود وہ اسکے ساتھ سلیقے سے پیش آرہا تھا۔۔جو کسی پل سراط سے کم نہیں تھا۔۔

" ٹھیک ہے۔۔مت کرو مجھ سے بات ، میں بھی پتا کرکے رہوں گی کہ تمہارے ساتھ مسلہ کیا ہے "

وہ دل ہی دل میں اس پر لعنت بھیجتی کمفرٹر کھینچ کر لیٹ گئی۔۔

نیلوفر سے تو چھٹکارا مل چکا تھا۔۔لیکن اب سعیر اسکے لئے امتحان بنتا جارہا تھا۔۔دل تو چاہ رہا تھا اسے بھی ٹھکانے لگا دے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔۔اس حویلی میں اسکا واحد مضبوط سہارا تھا جس کی آڑ میں اپنا انتقام پورا کرسکتی تھی۔۔

" مجھے حسین شہروز سے ملنا ہے میں اس کی وکیل ہوں "

اس نے جیلر سے کہا اور ملاقاتی کمرے میں انتظار کرنے لگی .. کچھ ہی دیر میں اہلکار اسے ہتھ کڑی لگا کر وہاں چھوڑ گئے .. آبش کی تصویروں سے لے کر راحم راحیل کی گاڑی کا ٹوٹا ہوا کی چین ، اس نے تمام تر ثبوت حسین شہروز کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔۔

" تم نے کہا تھا اگر میں کوئی ایک ثبوت بھی ایسا ڈھونڈ لوں جو تمہیں بے گناہ ثابت کرتا ہے تو تم ساری سچائی مجھے بتائوں گے یاد تو ہو گا تمہیں۔۔!!"

ہاتھوں کو باہم ملا کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے آگے کو ہوتی ہوئی اطمینان سے کہنے لگی۔۔۔

" یاد ہے مجھے "

"ٹھیک ہے پھر ، میں سن رہی ہوں تمہیں ، بتانا پسند کروگے !! "

اسکی نظریں آبش کی تصویر پر جمی ہوئی تھی۔۔اور نظروں کے سامنے اس رات کا بھیانک منظر چلنے لگا۔۔

- چودہ دسمبر کی رات۔

راحم راحیل کی مسلسل کالیں موصول ہورہی تھی۔۔۔وہ جان بوجھ کر نظرانداز کر رہا تھا۔۔مزید کسی جھمیلے میں پڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔

آبش کی زبانی اسے راحم راحیل کی ایکسیڈنٹ کی رات ہاسپٹل میں موجودگی بہت حیران کن لگی تھی۔۔ اسکی یہ حرکت حسین کی سمجھ سے بالاتر تھی۔۔

اسے آبش اور اسکی عزت بے حد عزیز تھی۔۔وہ اس جھگڑے کو طول دینے کے بجائے یہیں ختم کرنا چاہتا تھا۔۔

اس وقت رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔۔وہ گہری نیند میں تھا کہ اسکا فون بجنے لگا۔۔اور مسلسل بجتا ہی جا رہا تھا۔۔اس نے بہت طیش میں آکر کمفرٹر ہٹایا اور کال رسیو کی۔۔

" کیا تکلیف ہے تمہیں راحم راحیل ؟ اب کیا چاہتے ہو تم ؟ "

" حسین میری بات سنو یار۔۔پلیز کال میں کاٹنا۔۔میری ریکویسٹ ہے تم سے "

راحم راحیل کی گھبرائی سی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی

" کیا بات ہے ؟ "

اس کے کان کھڑے ہوگئے

" تم ابھی اور اسی وقت میرے فارم ہائوس پر آجائو۔۔مجھے تمہیں ایک بہت ضروری بات بتانی ہے۔۔ تم اور تمہاری فیملی کسی بڑی پرابلم میں پھنسنے والے ہو اور ہو سکتا ہے تمہاری جان کو بھی خطرہ ہو۔۔ پلیز میری بات کو سیرئس لو۔۔میرے فارم ہائوس پر پہنچو "

لہجے سے اسکے لئے فکرمند نظر آرہا تھا۔۔مگر اس نے اثر نہ لیتے ہوئے کہا

" یہ پینترے کسی اور پر آزمانا راحم راحیل ! میں تمہارے کمینے پن سے اچھی طرح سے واقف ہوں ۔۔تمہاری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں "

اس نے کہہ فون پر بند کردیا۔۔

راحم راحیل گلے کا طوق بنتا جارہا تھا۔۔وہ بستر پر لیٹا ہی تھا کہ دوبارہ کال موصول ہونے لگی۔۔اب اسکی برداشت ختم ہوتی جارہی تھی۔۔

" یار حسین میں ریکویسٹ کرتا ہوں تجھ سے پلیز آجا۔۔میں کوئی چال نہیں چل رہا۔۔سچ کہہ رہا ہوں میرا یقین کرو "

"آرہا ہوں میں۔۔!!"

اسے یقین تو نہیں آرہا تھا مگر آج اس معاملے کو جڑ سے ختم کرنا چاہتا تھا۔۔

اس نے عجلت میں چینج کیا اور گاڑی کی چابی اٹھا کر بھیجے گئے ایڈریس پر پہنچا۔۔اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا۔۔

پورا فارم ہائوس تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔وہ اپنے من میں اسکے لئے بہت سا غصہ لیکر یہاں آیا تھا۔۔

" راحم؟؟؟ کہاں ہو تم باہر نکلو "

وہ بے باکی سے اسے پکارتا ہوا بہت زور سے چیخا تھا۔۔لائونج میں قدم رکھتے ہی گویا برف کا مجسمہ بن گیا۔۔ماربل کے سفید فرش پر خون کی ندیاں بہہ رہی تھی۔۔ایک وجود اوندھے منہ فرش پر پڑا تھا

۔۔

یہ دیکھ کر اسکے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے۔۔دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔

" ر۔۔ر راحم ؟؟؟ "

سرگوشیوں سے بھی دھیمی آواز میں اس نے پکارا۔۔

راحم کے بدن میں جنبش پیدا ہوئی۔۔وہ سانس لے رہا تھا۔۔

"راحم۔۔!!راحم۔۔.!!میں آگیا تم نے مجھے بلایا تھا نا ؟ آنکھیں کھول کر دیکھو۔۔"

اس نے ہانپتی کانپتی ہوئی آواز میں تیزی سے اسکے خون سے لتھڑے وجود کو سیدھا کیا۔۔

راحم راحیل نے پلکیں اٹھا اسے پہچاننے کی کوشش کی۔۔اسکی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔بہت سے آنسو

۔۔

ملال ، یاس ، غم ، دھوکہ دیئے جانے کا دکھ تھا۔۔

دوستوں کی بیوفائی کا دکھ تھا

" راحم؟؟؟ کس نے کی تمہاری یہ حالت ؟؟ "

وہ تمام تر غصہ ، نفرت ، اور انتقام کی آگ جو اپنے دل میں لیکر یہاں آیا تھا سب ہوا میں راکھ کی تحلیل ہوگیا۔۔

راحم راحیل کا سر اپنی جھولی میں رکھے وہ بھیگی ہوئی آواز میں اسے جگانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

" میری بات سنو میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے "

وہ بہت تکلیف میں تھا

" ن۔نہیں۔۔ہم پہلے ہاسپٹل جائیں گے ، میں تمہیں ہاسپٹل لیکر جائوں گا۔۔میں ایمبولینس کو کال کرتا ہوں "

وہ بوکھلا کر راحم راحیل کا فون اٹھا کر ایمبولینس کو کال کی۔۔

" حسین میری بات سن لو یار "

اس نے کراہتے ہوئے عامیانہ گزارش کی تھی۔۔

" ہاں میں سن رہا ہوں "

وہ دل و جان سے متوجہ ہوا

" تمہارے پاپا ولید انصاری کے اور میرے بابا کے خلاف کرپشن کا کیس بنا رہے ہیں۔۔ولید انصاری کو اس معاملے کے بارے میں پتا چل گیا ہے وہ تمہاری فیملی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔۔تم اپنے پاپا کو بتائو اس بارے میں۔۔

اپنی فیملی کو بچائو "

" وہ سب ہم بعد میں دیکھیں گے۔۔اس وقت تم سے ضروری کچھ بھی نہیں ہے پہلے میں تمہیں بچائوں گا "

حسین کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔۔جو کل تک دشمن تھا آج اسکی زندگی کے لئے دل و جان سے دعاگو تھا۔۔راحم راحیل کی آنکھوں سے آنسو گرتے ہوئے اسکی ہتھلیوں میں جذب ہورہے تھے ۔۔

وہ بہت ہمت سے کچھ کہنے کی کوشش کررہا تھا۔۔

" حسین میں۔۔تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔میں نے اب تک جو بھی کیا نادانی میں کیا۔۔!!مجھے معاف کردینا یار !! اب تم یہاں سے جائو ورنہ سارا الزام تم پر آجائے گا "

"نہیں میں تمہیں ایسے چھوڑ کر ہرگز نہیں جائوں گا۔۔چلو میں تمہیں اپنی گاڑی میں لے چلتا ہوں "

حسین تڑپ کر بولا۔۔وہ اتنا کٹھور نہیں ہو سکتا تھا

" حسین۔۔!!تم نے دیر کردی یار !! تم نے آنے میں دیر کردی !"

اس نے کراہتے ہوئے سسکی لی۔۔

" جائو یہاں سے "

اور ہولے سے آنکھیں بند کرلیں۔۔

حسین کی دھڑکنیں تھم گئیں۔۔

" ر۔۔راحم ؟؟؟ "

" راحم۔۔؟ اٹھو یار۔۔ایسا مزاق مت کرو مجھے بتائو کس نے کی تمہاری یہ حالت۔۔!!میں چھوڑوں گا نہیں اس کو۔۔"

وہ دیوانوں میں طرح اسے جھنجھوڑنے لگا۔۔

لیکن راحم راحیل کے وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔۔اسکا آنسوئوں سے بھیگا چہرہ ایک طرف لڑھک گیا۔۔

حسین کی آنکھیں پتھرا گئیں۔۔

وہ چند پل یونہی گھورتا رہا۔۔پھر جیسے کسی گہری سوچ سے جاگا۔۔لڑکھڑاتے قدموں سے چلتا ہوا باہر نکل گیا۔۔

کاش وہ تھوڑی دیر پہلے آجاتا۔۔اسکے سب دعوے ، شکایتیں ، نفرت، انتقام دھرا کا دھرا رہ گیا۔۔

راحم راحیل جیت گیا تھا۔۔وہ بازی پلٹنے میں ماہر تھا۔۔ہمیشہ اپنی حرکتوں سے اسکے حواسوں پر چھایا رہتا تھا۔۔آج بھی اس پر سبکت لے گیا۔۔اسکی ناگہاں موت نے اسکے دل و دماغ کو مائوف کرکے رکھ دیا تھا۔۔

" کاش اس رات میں اپنی انا ، اپنا غصہ ایک طرف کرکے جلدی چلا گیا ہوتا۔۔تو میں اسے بچا لیتا ، اس نے میری خاطر اپنی جان نذرانے کی طرح پیش کردی۔۔کاش میں اسے بچا لیتا۔۔کاش !! "

اشک ندامت سے آنکھیں تر تھیں۔۔وہ سر جھکائے ملال سے ہاتھوں کو مضبوطی سے باہم پیوست کیئے ۔۔اپنے آنسو اندر دھکیلا رہا تھا۔۔

" تمہیں پتا ہے راحم راحیل تمہاری فیملی کے بارے میں اتنا کنسرن کیوں تھا ، کیونکہ وہ آبش سے محبت کرنے لگا تھا "

سرینہ بغور اسے دیکھنے لگی۔۔

" میں جانتا ہوں ، اس دن وہ آبش کے کمرے میں بھی آیا تھا۔۔اپنی اس حرکت کو چوری کا نام دینے کے لئے اس نے آبش کا موبائل اٹھا لیا تھا "

حسین نے اپنی آنکھیں رگڑ کر صاف کیں۔۔

" تم جانتے ہو راحم راحیل کا قاتل کون ہے۔۔ہے نا؟ "

اسکے یکدم پوچھنے پر حسین نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا اور پھر جھکالیں

"جب میں نے راحم راحیل سے یہ سوال پوچھا تو اسکی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔بہت سارے آنسو ، اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ قاتل اسکا کوئی بہت قریبی تھا ، جسے وہ بچانا چاہتا تھا "

اس نے اپنی سلگتی ہوئی ناک رگڑی

"تم ارصم انصاری کی طرف اشارہ کررہے ہو "

سرینہ بھنویں سکیڑ کر بولی

" مجھے سو فیصد یقین ہے "

خود اعتمادی سے جواب دیا۔۔

" تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے ؟ "

"وہ مجھے بلیک میل کر رہا ہے۔۔بار بار مجھے مارنے کی دھمکی دے رہا ہے اسکی گھبراہٹ اور بے چینی اس بات کا ثبوت ہے کہ میرا شک بلکل صحیح ہے "

وہ اب اسکی جانب متوجہ ہوکر بولا

" مجھے فارم ہائوں کے لائونج کے فلور سے یہ چین ملی ہے۔۔پہچان سکتے ہو کس کی ؟ "

سرینہ نے اسے چین دکھائی

" ارصم انصاری کی ہے "

وہ دیکھتے ہی فوراً بولا تھا۔۔

" وہ تمہیں کس چیز سے بلیک میل کر رہے ہیں ! ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اس لئے پوری بات سچ سچ بتانا حسین !! "

اس نے زور دے کر کہا

" پہلے آپ وعدہ کریں کہ یہ بات ہمارے درمیان میں ہی رہے گی۔۔آپ کسی کو نہیں بتائیں گی ؟"

حسین نے عہد لینا چاہا تھا۔۔

"میں وعدہ کرتی ہوں "

سرینہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے یقین دہانی کروائی

" میں نے بورڈ آف ڈاریکٹر کو بلیک میل کیا تھا کہ آبش کو فرسٹ گریڈ سے پاس کیا جائے۔۔اور اس تھریٹ کی وڈیو ارصم انصاری نے حاصل کرلی ہے۔۔اس نے ڈاریکٹر کو بھی رشوت دی ہے کہ وہ میرے اور بابا کے خلاف کوٹ میں بیان دیگا"

نظریں چرا کر بے مقصد دیوار کو دیکھنے لگا

سرینہ ششدر ہوکر کرسی کی پشت سے لگ گئی۔۔بہت دیر بعد بولنے کے قابل ہوئی تو کینہ ور نظروں سے گھور کر پوچھا

" آبش کو یہ ضرورت کیوں پیش آئی ؟ "

جواباً اس نے ایک رات کا قصہ سرینہ کے سامنے بیان کردیا۔۔

سرینہ کا دل چاہا سامنے بیٹھے نوجوان کو دو تھپڑ مار کر ہوش دلائے۔۔

" یہ کیا کیا تم نے ؟ تم جانتے ہو اس حماقت کی کتنی بڑی قیمت چکانی پڑ سکتی ہے تمہیں۔۔!!"

وہ تنک کر بولی

" آبش کے لئے میں ہر حد سے گزرنے کو تیار ہوں۔۔"

اسکے لہجے سے محبت کی شدت کا اندازہ ہونے لگا

" یہ پاگل پن ہے "

وہ تپ کر بولی

" وہ محبت ہی کیا جو پاگل پن کی حدوں سے نہ گزرے "

اس نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔۔

سرینہ نفی میں سر جھٹکنے لگی۔۔اپنی حماقت پر شرمندہ ہونے کے بجائے شیر ہورہا تھا۔۔حالانکہ بھاری نقصان اٹھا چکا تھا۔۔پھر بھی سینہ ٹھونک کر کہہ رہا تھا محبت کی خاطر ہر حد سے گزر جائیگا۔۔یہ محبت بھی کتنی ظالم شے ہے انسان سے کیا کچھ نہیں کرواتی۔۔

" ایسے کیا دیکھ رہی ہیں مجھے۔۔!!آپ نے بھی تو محبت کی ہوگی۔۔یہ محبت بھی سرکش ہوتی ہے ۔۔آپ کو بغاوت کرنے پر مجبور کردیتی ہے۔۔پھر آپ دماغ نہیں چلاتے آنکھیں بند کرکے صرف دل کی سنتے ہو "

اسکے سامنے بیٹھا نوجوان لڑکا شدت سے کسی کی یاد دلا گیا۔۔

حسین نے جواب نہ پاکر لطیف سا تنز کیا۔۔

" ہونہہ۔۔!!میں تو بھول ہی گیا تھا۔۔آپ وکیل ہیں نا ؟ آپ صرف وکالت کریں محبت آپ کے بس کہ بات نہیں ہے "

سرینہ کے حلق میں آنسوئوں کا پھندا سا لگ گیا۔۔

" سہی کہہ رہے ہو تم۔۔جب دماغ ساتھ چھوڑ دیتا ہے تو ہم دل کے بہکاوے میں کبھی کبھی احمقانہ فیصلہ لے لیتے ہیں۔۔میں بھی اس فیض سے گزر چکی ہوں۔۔اور تمہیں پتا ہے۔۔اپنے اس فیصلے پر میں آج تک پچھتا رہی ہو۔۔اور اب تمہاری باری ہے پچھتانے کی "

وہ حیرت زدہ ہوکر پوچھنے لگا۔۔

"کیا مطلب ؟ "

"جس آبش کے لئے تم نے اپنا اور اپنے والد کا فیوچر خطرے میں ڈالا تھا ، اس رات اس نے تم سے محض ایک جھوٹ بولا تھا ، پتا ہے تمہیں! "

اس نے ہولے سے کہا۔۔

"میں سمجھا نہیں ؟ "

اسکا دل ڈوبنے لگا

" آبش کسی اور وجہ سے اپ سیٹ تھی۔۔تم وجہ جاننے کی ضد نہ کرو اسلئے اس نے تم سے جھوٹ بولا کہ وہ ایک پیپر میں فیل ہوگئی ہے "

سرینہ نے اسکے سر پر دھماکہ کیا تھا۔۔اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی۔۔

" اور تمہیں پتا ہے وجہ کیا تھی۔۔!!اسے تازہ تازہ اپنے خالہ زاد سے اپنے نکاح کی سچائی کا علم ہوا تھا "

حسین کا چہرہ یکدم تاریک ہو گیا۔۔

" یہ کیا مزاق ہے ؟ "

اسکے لب کپکپائے۔۔اشتعال میں کرسی دھکیل کر اٹھا۔۔

" یہ سچ ہے حسین ، آبش بچپن سے اپنے خالہ زاد سائرس سلطان کے نکاح میں ہے ، اسکی بیوی ہے وہ "

سرینہ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔۔

سن کر وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔۔سانسوں کی آمدورفت غیر معمولی تیز ہوئی۔۔اس نے دونوں مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

" یہ نہیں ہو سکتا۔۔!وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتی۔۔وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی "

اسکی طرف جھک کر منفی انداز میں بولا۔۔

"سب کو معلوم ہے سوائے تمہارے "

اسے بتاتے ہوئے نہایت افسوس ہورہا تھا۔۔

حسین کی آنکھوں میں رنج و الم دیکھ کر اسے اپنا درد بھرا ماضی یاد آگیا۔۔وہ بھی اتنی ہی بے یقین تھی جب اسے معلوم پڑا تھا سعیر سلطان نے دوسری شادی کرلی ہے۔۔

" سکون سے بیٹھ جائو اور میری بات سنو۔۔!!"

اس نے جذبات پر قابو پالیا۔۔اور تحمل سے گویا ہوئی۔۔ حسین ہاتھوں میں گرا سر اٹھا کر اچھنبے سے اسے دیکھنے لگا۔۔

" نہیں ہے مجھے سکون ، سنا آپ نے ! وہ مجھے دھوکہ دے کر کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔۔ہم بچپن سے ساتھ ہیں آبش پر صرف میرا حق ہے "

وہ اتنی زور سے چلایا کہ سرینہ سہم سی گئی۔۔

"کام ڈائون حسین "

اس نے پیار سے کہا۔۔

"وہ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی!! "

وہ ابھی تک بے یقین تھا۔۔اہلکار اسکی دھاڑیں سن دوڑتے ہوئے کمرے میں آئے تھے۔۔

ملاقات کا وقت ختم ہوگیا تھا۔۔جیلر نے کرخت لہجے میں حکم صادر کرکے حسین کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔

"مجھے بات کرنی ہے ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی ! "

حسین کا محکم لہجہ جیلر کو پسند نہیں آیا۔۔وہ اگلے لمحے گرج کر بولا

" لیکر جائو اسکو یہاں سے "

" چھوڑو مجھے ، مجھے بات کرنی ہے !! وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے "

وہ چیخنے لگا۔۔لیکن اسکی ایک نہ سنی گئی۔۔

" آبش سے کہنا۔۔دھوکہ دیا ہے اس نے مجھے ، میں اس کو معاف نہیں کروں گا "

وہ چلا چلا باور کروانے لگا۔۔

" آپ حسین شہروز کا خاص خیال رکھیں۔۔اسکی جان کو خطرہ ہے۔۔اس دوران اگر کچھ بھی ہوا تو مجھے آپ کے خلاف بھی الگ سے ایک کیس بنانا پڑے گا۔۔اسی لئے خبردار کررہی ہو۔۔ حسین شہروز کا خاص خیال رکھیئے "

اس نے جیلر کو صاف لفظوں میں کہا۔۔اور دستاویزات بیگ میں ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔۔جیلر سوچ میں پڑ گیا تھا۔۔۔

نوری اسکے کمرے میں صفائی کی غرض سے آئی تھی۔۔جب اس نے اسے پکارا

" سنو۔۔؟ آج نیلوفر کا ولیمہ ہے نا ؟ "

وہ تازہ تازہ شاور لیکر نکلی تھی۔۔اچانک یاد آنے پر پوچھا

نوری اداسی سے اثبات میں سر ہلا کر کام میں مصروف ہوگئی۔۔اس حویلی میں نیلوفر کے سگے رشتوں سے زیادہ نوری اسکے قریب تھی۔۔سب سے زیادہ دکھ بھی اسے ہی ہوا تھا۔۔

حویلی میں کسی نے بھی نیلوفر کو رخصت کرنے کے بعد اسکا احوال جاننے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔

البتہ عینا حویلی والوں کے ساتھ چلنے کی روادار نہیں تھی۔۔اسے نیلوفر سے ہمدردی تھی۔۔

" میرے ساتھ چلو گی نیلوفر کے ولیمے پر ؟ "

ٹاول اسٹینڈ پر ڈال آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی

"کیا ایسا ہو سکتا ہے بی بی جی ؟ "

وہ اشتیاق سے پوچھنے لگی۔۔

"بلکل! کیوں نہیں ، تم اپنے کام بعد میں آکر نپٹا لینا جلدی سے تیار ہوکر آجائو ، ہم نیلوفر کے ولیمے پر جارہے ہیں "

کہتے ہوئے بالوں میں برش گھمانے لگی۔۔

" جی بی بی جی ، میں بس ابھی آئی "

وہ بے طرح سے خوش ہوکر تیز تیز ہاتھ چلانے لگی۔۔

عینا سر جھٹک کر واڈروب کا جائزہ لینے لگی۔۔اسے شاپنگ کی شدید ضرورت تھی۔۔ویسٹرن لباس کے علاوہ اسکے پاس ممانی سرکار کے دیئے گئے چند جوڑے تھے۔۔جو بھاری بھر کم تھے۔۔فلحال ان جوڑوں سے کام چلانا اسکی مجبوری تھی۔۔مرون رنگ کا فراق نکال کر ایک نظر ڈالی اور فیصلہ کن انداز میں ہینگر ہٹا کر چینج کرنے چلی گئی۔۔

" آپ وردان سے بات کیوں نہیں کرتے ، نہ کمرے سے باہر آرہا ہے۔۔نہ وہ اکیڈمی جارہا ہے اسکی پڑھائی کا نقصان ہورہا ہے "

ملائکہ کو دکھ و یاس نے گھیرا ہوا تھا۔۔

شازم نے کھانے سے ہاتھ روک کر طویل سانس لی اور ملائکہ کے چہرے پر طاری پریشانی کو دیکھا۔۔

" کیا بات کروں میں اس سے تم ہی بتائو۔۔!!ایک نہ ایک دن تو اسے سچائی کا علم ہونا ہی تھا۔۔اسکا بھرم ٹوٹا ہے۔۔بھروسہ توڑا ہے نیناں نے اسکا۔۔اس حقیقت کو تسلیم کرنا آسان نہیں ہے۔۔اسے تھوڑا وقت دو "

" چہ بیچارا بچہ۔۔!!اللہ نیناں کو سخت سزا دے گا۔۔اس نے بچے کی زندگی برباد کردی "

شازم نے شکوہ کن نگاہ بیوی پر ڈالی۔۔بھائی ہونے کے ناطے اسے دکھ ہوا تھا۔۔لیکن نیناں کی خصلتیں نیک نہیں تھی۔۔اس نے اتنے لوگوں کی زندگی میں زہر گھولا تھا کہ شازم کو اس کی قسمت سے خوف آنے والا لگا تھا۔۔

" کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ نیلوفر محبت کرتا ہو اور اسکی شادی کا سن کر دکھی ہو ؟؟ "

ملائکہ کے زہن میں خیال آیا

" اگر ایسا ہوتا تو وہ نیلوفر سے تبھی شادی کرلیتا جب میں نے اسکی منت کی تھی۔۔لیکن اس نے میری ایک نہیں سنی"

شازم کے لہجے میں وردان کے بیحد غصہ اور ناراضگی تھی۔۔

" پھر بھی آپ اسے سمجھائیں۔۔خود کو یوں کمرے بند کرکے ازیت نہ دے۔۔اس میں اسکا کوئی قصور نہیں۔۔قصور تو ہمارا ہے ہمیں اسکی پراپر کسٹڈی لے لینی چاہیئے تھی "

" اچھا چھوڑو ، یہ سب باتیں تم کھانا کھائو۔۔میری بیٹی کہاں ہے ؟ نظر نہیں آرہی ؟ "

" وہ سورہی ہے۔۔"

ملائکہ بے دلی سے پلیٹ میں کھانا نکالتے ہوئے بولی۔۔

مرون رنگ کا ٹخنوں تک فراق زیب تن کیئے۔۔دوپٹے سے بے نیاز وہ اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت غضب ڈھا رہی تھی۔۔

سائرس کا سانس حلق میں اٹکنے لگا۔۔وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا

" تم کہاں جا رہی ہو اس وقت ؟ "

لہجہ سرسری بنانے کی پوری کوشش کی

" تم سے مطلب ! "

وہی ضدی اور اڑیل جواب۔۔جسکی اسے امید تھی

" عینا رات بہت ہوگئی ہے اسلئے پوچھ رہا ہوں ، کہاں جا رہی ہو اتنا تیار ہوکر ! "

اس نے تحمل اور رسان سے پوچھا

" نیلوفر کے ریسپشن پر جارہے ہیں! کوئی اعتراض ؟ "

اس نے بتا کر جیسے احسان کیا تھا

سائرس کو اندازہ تھا۔۔توقع کے مطابق جواب ملنے پر وہ بے مقصد اسکے دلکش خدوخال میں بھٹکنے لگا ۔۔اسے روکنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔وہ رکنے والی نہیں تھی۔۔

" راستے سے ہٹو گے تم ؟ ہم لیٹ ہورہے ہیں "

فون کی اسکرین آن کرتے ہوئے وقت دیکھا۔۔

"رکو۔۔میں بھی چلتا ہوں "

سن کر عینا ہموار سی لیکر اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔

" ٹھیک ہے "

" ٹھہرو ! میں فریش ہوکر آتا ہوں "

وہ کہہ کر سائیڈ سے نکل گیا

" جلدی آنا "

عینا ہانک لگا کر بولی۔۔کسی اپنے کو دیکھ کر کم از کم نیلوفر کو ڈھارس ملے۔۔ورنہ تو سبھی ایسے قطع تعلق کر چکے ہیں جیسے اس نے قتل کر دیا ہو۔۔

وہ تلخی سے سوچتے ہوئے راہداری میں ٹہلنے لگی۔۔

نکاح سے ایک دن کے وقفے کے بعد آج اسکا ولیمہ تھا۔۔

یسر کی فیملی نے اب تک اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔یا شاید وہ لاعلم تھے۔۔

مسز عبداللہ کا رویہ اسکے ساتھ سرد سا تھا۔۔البتہ یسر کی بہنیں 'بھابھی' بھابھی' کرتی اسکے آگے پیچھے گھوم رہی تھیں۔۔وہ دونوں بیحد خوش تھی اور نیلوفر کو بھابھی قبول کر چکی تھی۔۔

" ارے بھابھی آپ ابھی تک یونہی بیٹھی ہیں۔۔ناشتے کو گھورنے سے پیٹ نہیں بھرتا اسے کھانا بھی پڑتا ہے "

صلہ ہلکا سا ہنسی۔۔

"مجھے بھوک نہیں ہے "

وہ سپاٹ لہجے میں بولی

" تھوڑا سا کھا لیں بھابھی "

" اگر وہ نہیں کھانا چاہتی تو تم زبردستی مت کرو صلہ ، بھابھی آپ جوس پی لیں ہماری پارلر میں اپائنمنٹ ہے ہم چلتے ہیں ہمیں وقت پر پہنچنا ہے "

ماہین صلہ کو گھور کر الماری سے اسکا لہنگا اور جیولری نکالنے لگی۔۔

" بھابھی میں آپ کو کچھ اور بنا دوں "

صلہ تلملا کر رہ گئی۔۔

نیلوفر کی طبیعت پر سوگواریت اور بیزاری چھائی ہوئی تھی۔۔اسے کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔دل چاہ رہا تھا یہاں سے دور بھاگ جائے۔۔اس وقت انکا بولنا بھی اسے ناگوار گزر رہا تھا۔۔

"پلیز تم دونوں باہر چلی جائو ، میں تھوڑی دیر میں فریش ہوکر آتی ہوں "

لہجے میں نرمی پیدا کرتے ہوئے تحمل سے بولی۔۔

صلہ اور ماہی نے یک بیک ایک دوسرے کو دیکھا۔۔اور سر ہلا کر کمرے سے نکل گئیں۔۔

اس نے ایک دو پل ولیمے کے آتشی گلابی جوڑے کو گھورا۔۔دل میں ابال سا اٹھنے لگا اس نے لہنگے کو سخت گرفت میں دبوچا۔۔لیکن وہ اسے پھینک نہیں پائی۔۔ضبط سے لب بھینچ کر بے کار چیز کی طرح دوبارہ پھینک دیا۔۔

فریش ہونے کے بعد ماہیں اور صلہ کے ہمراہ پارلر چلی گئی۔۔

بیوٹیشن نے بڑی مہارت سے اسے سجایا سنوارا تھا۔۔

وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

صلہ کے کہنے پر اس نے ایک بار بے دلی سے آئینہ دیکھا تھا۔۔اسے وحشت ہونے لگی تھی۔۔بمشکل خود پر کنٹرول کیئے ہوئے تھی۔۔پارلر میں انہیں تقریبا دو گھنٹے لگے تھے۔۔گاڑی انہیں پک کرکے ہال میں چھوڑ گئی تھی۔۔

یہ دیکھ کر اسکا ٹوٹا ہوا دل ایک بار پھر سے ٹوٹ گیا تھا۔۔اسکی طرف سے کوئی بھی نہیں آیا تھا۔۔کم از کم سائرس ادا کی جانب سے اجنبیت اور خاموشی نے اسے بری طرح توڑ دیا تھا۔۔مسز عبداللہ اسے مختلف رشتہ داروں اور مہمانوں سے ملوا رہی تھی۔۔

وہ سپاٹ چہرہ لئے خاموش تماشائی کا کردار نبھا رہی تھی۔۔

تھوڑی دیر میں اسے یسر بھی نظر آگیا تھا۔۔بادامی رنگ کا کرتا باچامہ اور ویسٹ کوٹ میں ملبوس وہ بہت پرکشش لگ رہا تھا۔۔اس نے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔۔

قسمت سے کوئی گلِہ نہیں تھا کہ اسے یسر جیسا شوہر ملا۔۔وہ اتنی کند زہن نہیں تھی کہ مالک اور ملازم کے فرق میں اٹکی رہتی۔۔گلہ اپنوں سے تھا۔۔جو گرگٹ سے بھی جلدی رنگ بدل گئے تھے۔۔

اسے مجمعے میں عینا اور نوری آتی دکھائی۔۔وہ یکدم اٹھ کھڑی ہوئی۔۔اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگی۔۔اسے یقین نہیں آرہا ہے۔۔

" کیسی ہو دلہن۔۔۔؟ "

عینا نے مسکرا کر پوچھا

" میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔آپ کیسی ہیں۔۔؟ آپ آ گئیں، مجھے یقین نہیں آرہا ! "

وہ روہانسی ہوکر اسکے گلے لگ گئی۔۔

" میں اچھی ہوں اور تمہیں دیکھ کر اور اچھی ہوگئی ہوں "

عینا اسکے گرد بازو حمائل کرکے پیار سے بولی۔۔

" تھینک یو سو مچ ، پتا ہے مجھے لگا تھا آپ لوگ نہیں آئو گے "

آنسو کے بیچ اسکی آواز کپکپائی۔۔

" لوگوں کا تو پتا نہیں ، لیکن میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں اچھے یا برے حالات میں ! "

اس نے دلاسہ دیا تھا۔۔

" تھینک یو عینا۔۔آپ بہت اچھی ہیں ! "

وہ حد سے زیادہ جذباتی ہورہی تھی۔۔

" کم آن ، روئو مت ! جو لوگ تمہیں چھوڑ کر غم نہ کریں تو تم بھی ملال میں مت پڑو۔۔تمہاری شادی ہے انجوائے کرو۔۔۔شادی روز روز نہیں ہوتی "

وہ آنکھ دبا کر بولی۔۔نیلوفر آنکھ کونا دباتی ہوئی ہنس دی۔۔وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگی۔۔۔

سائرس نے گلا کنگھار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔۔خود نیلوفر کو مخاطب کرنا گوارا نہیں کیا۔۔

" ادا۔۔؟؟ آپ ؟ آپ بھی آئے ہیں ! "

وہ حیرت زدہ ہوئی اور خوش بھی۔۔

" کیسی ہو تم ؟ "

سرد سی سرگوشی میں پوچھا۔۔

سائرس اجنبیت کا لبادہ اوڑھے اس سے ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔۔اسکے حساس دل کو چھلنی کر گیا۔۔

وہ سسکتی ہوئی اسکے کشادہ سینے سے لگ گئی۔۔

" اک آپ ہی تو میرے ہمدرد ہیں ادا ، آپ تو میرے ساتھ ایسا مت کریں "

سائرس نے بمشکل خود پر قابو پایا۔۔اور شکوے کے جواب میں بولا

" یہ راستہ تم نے خود چنا ہے اپنے لئے نیلوفر۔۔تم نے ہم سب کی محبت پر کسی غیر کی محبت کو فوقیت دی "

" ایسا نہیں ہے ادا۔۔یہ سب سچ نہیں ہے "

اسکے سینے سے سر اونچا کرکے الزام کی تردید کی

" بحرحال ہم ہمیشہ تمہارے خوشیوں کے لئے دعاگو ہیں "

وہ زبردستی اسے خود سے الگ کرکے اسٹیج سے اتر گیا۔۔

نیلوفر کا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر روئے مہمانوں کا خیال کرتے ہوئے اس نے دل پر قابو پالیا۔۔

" تم اتنے سخت دل تو نہیں ہو۔۔تو پھر بنتے کیوں ہو ؟ "

اس نے ہمدردانہ نگاہ نیلوفر پر ڈالی۔۔سائرس کی حرکت دیکھ چکی تھی۔۔

" جہاں بھروسا اور محبت ہو وہاں امیدیں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔۔نیلوفر یہ حرکت کرے گی مجھے اسکی امید نہیں تھی۔۔!دل ٹوٹا ہے میرا۔۔دکھ تو ہوگا "

اسکے نقوش تنے ہوئے تھے۔۔مارے باندھے خود پر جبر کرکے اس تقریب میں شریک ہوا تھا

" کیا پسند کی شادی کرنا اتنا بڑا گناہ ہے ؟ اور پھر تم کرو تو سہی ہے ؟ اگر بہن کرے تو انا کا مسلہ کیوں بن جاتا ہے ؟ "

وہ اس ساحرہ کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔پھر نظریں ہٹا کر بولا

" ہماری بات الگ ہے "

" کیسے الگ ہے سائرس سلطان ؟ "

وہ ہاتھ باہم سینے لپیٹ کر دلچسپی سے پوچھنے لگی۔۔

" فرصت میں بتائوں گا تمہیں "

اس نے جواب گول کر دیا۔۔

عینا زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا

"میں نے ابھی پوچھا ہے ! "

" یہاں سب کے سامنے بتائوں "

وہ شریر ہوا

"کیوں تمہیں شرم آتی ہے ؟ "

اس نے ابرو اچکایا

" شاید تمہیں سنتے ہوئے شرم آجائے "

وہ دلفریب مسکان لبوں پر سجائے ہوئے تھا۔۔

" واٹ ایور ، میں نیلوفر کے پاس جا رہی ہوں! "

"کہاں بھاگ رہی ہو اب ، سن تو لو "

اس نے جان بوجھ کر اسے چھیڑا۔۔وہ اسے گھورتے ہوئے وہاں سے ہٹی۔۔تھوڑی دیر اور وہاں ٹھہرنے کے بعد تقریب ختم ہونے پہلے ہی وہ تینوں حویلی واپس آگئے۔۔

آج عدالت میں دوسری پیشی تھی ... ہاتھوں کو پیوست کیئے بے مقصد جیل کی بوسیدہ دیواروں کو گھور رہا تھا۔۔اسے سزا پانے کا خوف نہیں تھا وہ مما کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔وہ اسکی دوری کیسے برداشت کریں گی۔۔!

بابا اپنے سرکل میں سر اٹھا کر نہیں چل پائیں گے۔۔!

سب اسکی نادانیوں کا نتیجہ تھا۔۔کسی نے بلکل سچ ہی کہا تھا انسان ٹھوکر کھا کر ہی سنبھلتا ہے

" عدالت جانے کا وقت ہوگیا ہے "

جیلر نے سلاخوں کا لاک کھولا۔۔اسے ہتھ کڑی پہنانے لگا

عدالت میں اسے دور ہی سے مام کی بغل میں کھڑی دشمنِ جاں نظر آئی تھی۔۔

اسے کرب ناک راتوں کے اذیت بھرے لمحات یاد آنے لگے۔۔

جو جیل کی سلاخوں میں گزارے تھے۔۔صرف اپنی محبت خاطر !!

آبش کے اک جھوٹ نے اسکا بھرم اور مان چکنا چور کرکے زمین بوس کردیا تھا۔۔

راہداری سے گزرتے ہوئے اس نے اک سلگتی نگاہ آبش پر ڈالی تھی۔۔آبش نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا۔۔

اس نے نظرانداز کرکے قدم بڑھادیئے اور سرینہ قریب رکا۔۔جیسے اسکی طرف سے کچھ کہنے کا انتظار کررہا تھا۔۔

" بی اسٹرونگ۔۔آج یا تو تمہاری ضمانت ہوجائے گی یا پھر تم پر جرم مسلط کرنے کی کوشش کریں گے ۔۔کچھ بھی ہو سکتا ہے "

اس نے صاف گوئی سے کام لیا۔۔

حسین نے گردن کو زرا سی جنبش دی۔۔

وہ اس معاملے سے بے خوف تھا۔۔وہ بے گناہ تھا۔۔اسکی ماں کی دعائیں ساتھ تھیں۔۔اپنا معاملہ اس نے اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔۔

عدالت کی کاروائی شروع کی گئی۔۔مدعی وکیل نے بھرپور کوشش کی تھی اب انکی باری تھی۔۔

ارصم انصاری کے نام پر عدالت میں کھلبلی سی مچ گئی۔۔پراسیکیوٹر فاروق کے چہرے پر بھی تاریک سا سایہ لہرایا۔۔

مدعی وکیل تلملا کر کرسی سے اٹھا

" آبجیکشن مائی لارڈ"

" آبجیکشن اوور رولڈ ، بیٹھ جایئے آپ "

چیف پراسیکیوٹر نے برہمی سے وکیل کو ٹوک دیا۔۔

اس نے ارصم انصاری کو کٹہرے میں بلا کر چند سوالات کیئے۔۔جس کے جوابات ثبوتوں کے برعکس تھے۔۔

مگر مدعی وکیل کی مکاری کو وہ سراہے بغیر نہیں رہ سکی۔۔اس نے چند جھوٹے ثبوت عدالت میں پیش کیئے اور بازی اپنی حق میں کرلی۔۔

چیف پراسیکیوٹر نے کاروائی کو مد نظر رکھتے ہوئے حسین کی تین روزہ جسمانی ریمانڈ منظور کرکے پولیس کی تحویل میں دینے کا حکم دیا تھا۔۔

ارصم انصاری کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر حسین نا چاہتے ہوئے مسکرایا۔۔

" اتنا ریلکیس مجرم میں نے آج تک نہیں دیکھا! "

سرینہ جل بھن کر منمنائی۔۔اسے عدالت کے فیصلے پر سخت اختلاف تھا۔۔

" اس مسکراہٹ کی وجہ جان سکتی ہوں ؟ "

اس کے تنزیہ جملے اور تپا ہوا چہرہ دیکھ کر حسین کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔۔

" پراسیکیوٹر فاروق پر اور مدعی وکیل کے کردار پر غور کریں ، ان کے درمیان کوئی کھچڑی پک رہی ہے جس سے راحیل ملک انجان ہے "

وہ بغور ان کے مضطرب چہروں پر نظر ڈالتا ہوا سنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر بولا۔۔

سرینہ نے پلٹ کر مدعی وکیل کو دیکھا۔۔اور گہری سوچ میں پڑ گئی

پولیس اہلکار اسے لیجانے لگے تو وہ ارصم انصاری کے قریب زرا رکا۔۔

" جیل کی زندگی بہت بھیانک ہے ، پہلے ہی بتا رہا ہوں ! پھر مت کہنا وارن نہیں کیا ! "

وہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ سرگوشی کرکے آگے بڑھ گیا۔۔

ارصم انصاری دانت کچکچا کر رہ گیا۔۔

راہداری مسز شہروز پریشان سے ٹہل رہی تھی۔۔اسے دیکھتے ہی اس سے لپٹ کر رونے لگی۔۔۔

" مام، آپ رو کیوں رہی ہیں ! میں بلکل ٹھیک ہوں ، دیکھیں کچھ نہیں ہوا مجھے ! "

ان کے گرد بازو دراز کرتے ہوئے دلاسا دیا۔۔آج وہ غیر معمولی مطمئن تھا۔۔کجا کہ فیصلہ اسکے خلاف ہوا تھا۔۔

"دیکھو تم کمزور ہوگئے ہو ، ابھی تمہارے زخم بھی نہیں بھرے تھے ! اور یہ سب ہوگیا "

" زخم بھر جائیں گے دھیرے دھیرے ، مجھے اب زخموں کی پرواہ نہیں ہے مام "

اس نے اک زخمی نگاہ آبش پر ڈالی۔۔جس نے بروقت نظریں چرائیں تھیں۔۔

"آپ بس اپنی صحت کا خیال رکھیں ، میری فکر نہ کریں "

وہ ان کے آزردہ چہرے پر بوسہ دے کر آبش کو نظر انداز کیئے وہاں سے چلا گیا۔۔

جو کب سے اسکے لبوں سے اپنے لئے چند الفاظ سننے کے لئے بے تاب تھی۔۔بے بسی سے اسکی پشت کو گھورتی رہ گئی

" تم سے میں نے کہا تھا کہ لڑکے کے ساتھ اتنی سختیاں برتو کہ وہ مر مرا جائے ، تمہاری عقل میں یہ بات کیوں نہیں آئی ؟؟ "

پراسیکیوٹر فاروق احمد انسپکٹر سیف پر برس پڑے

"سر جی آپ سمجھ نہیں رہے۔۔ہم پر بڑا پریشر ہے ہم دھیرے دھیرے اپنا کام سر انجام دیں گے ، آپ کسی عام آدمی کی بات نہیں کررہے پراسیکیوٹر شہروز احمد کے بیٹے کی بات کررہے ہیں ! "

انسپکٹر سیف نے زور دے کر کہا

" تمہارے دھیرے دھیرے کے چکر میں وہ شاطر وکیل حسین کا کیس جیت جائے گی "

" تو مجھے دھمکیاں دینے کے بجائے، آپ خود کچھ کیوں نہیں کرتے! آپ تو مجھ سے بھی بڑی پوسٹ پر ہیں "

انسپکٹر سیف کو ان کا رویہ پسند نہیں آیا

" تم نے ہمارا پیسہ کھایا ہے اس لئے جیسا کہا جائے ویسا کرو۔۔زیادہ دماغ مت چلائو۔۔ورنہ نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھو گے "

پراسیکیوٹر فاروق احمد نے انگلی اٹھا کر دھمکی دے ڈالی۔۔

" یہ دھمکی کسی اور کو دینا فاروق صاحب۔۔پیسہ تو آپ نے بھی کھایا ہے یہ نہ ہو بازی الٹی پڑ جائے "

انسپکٹر سیف سے کرارہ جواب سن کر پراسیکیوٹر فاروق احمد نے بے قابو ہوکر آفیسر کو اہلکاروں کے سامنے طمانچہ جڑ دیا اور کالر بلند کرکے بولے۔۔

" اگر تم نے کسی کے بھی سامنے اپنی زبان کھولی تو تم تھانے سے اس طرح غائب ہوجائو گے ، کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا "

اسے دھکیل کر دستی بیگ اٹھایا اور تھانے سے نکل گئے۔۔

یہ طمانچہ انسپکٹر سیف کے مردانہ وقار پر پڑا تھا۔۔وہ غصے سے مٹھیاں بینچ کر فیصلہ کن انداز میں کریڈل اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔۔وہ مزید اس کھیل کا حصہ نہیں بننا چاہتا تھا۔۔۔

حسین کی باتوں میں اتنا الجھی ہوئی تھی کہ سوچتے سوچتے وقت کیسے گزرا پتا ہی نہیں چلا۔۔تیزی سے ہاتھوں کر حرکت دیتے ہوئے اس نے کیس کی فائل سمیٹی اور بیگ کندھے پر ڈال کر دروازے تک آئی کہ کریڈل کی ٹون نے اسکے قدم واپس موڑدیئے۔۔

" سبرینہ محب بات کر رہی ہیں ؟ "

مردانہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

"جی۔۔!!"

" حسین شہروز کی وکیل ہیں نا آپ؟ "

" جی جی میں ہی ہوں ! کہیئے؟ کیا بات ہے ؟ "

اس بار وہ توجہ سے سننے لگی

" میں آپ کو ایک سچ بتانا چاہتا ہوں۔۔جو آپ کو راحیل ملک تک پہنچانا ہے۔۔اسکا دوست ولید انصاری اسے دھوکہ دے رہا ہے۔۔اسکا بیٹا ارصم انصاری ہی راحم راحیل کا قاتل ہے ، انصاری نے اپنے بیٹے کو بچانے کی خاطر نہ صرف کیس کے پراسیکیوٹر بلکے راحم راحیل کیس کے وکیل کو بھی بھاری رشوت دی ہے اور راحیل ملک کو جلد ہی بزنس میں سرپرائز بھی دینے والا ہے "

" آپ ہیں کون ؟ ہیلو۔۔۔؟ کون بات کر رہا ہے ؟ "

رابطہ منقطع ہوچکا تھا۔۔وہ ایک دو پل کریڈل کو گھورتی رہی۔۔پھر واپس رکھ کر آفس سے نکل گئی۔۔

حسین کا شک درست نکلا۔۔اسکا راحیل ملک سے ملنا بہت ضروری ہوگیا تھا۔۔

" مس سرینہ ؟؟ "

وہ اپنے دھیان چلتی جارہی تھی۔۔اک آشنا سی پکار پر اسکے قدم دھیمے پڑ گئے۔۔وہ اس شخص کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔۔وہ پلٹی نہیں تھی حتی کے قدموں کی آواز اسکی پشت پر سنائی دی۔۔

" مجھے پہچانا نہیں آپ نے ؟ یاں پہچان کر انجان بننے کی اداکاری کر رہی ہیں "

" نہیں۔۔میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔۔کون ہیں آپ ؟ "

وہ بہت ہمت مجتمع کرکے پلٹی ، لہجے میں اجنبیت سمیٹ کر پوچھنے لگی

سعیر نے اک پل کو ہوا میں اڑتے بالوں کو دیکھا۔۔

" تم میری سوداگر ہو بھول گئیں تم ؟ تم نے پیسوں کے عوض میرا سودا کیا تھا "

وہ وہی کہہ رہا تھا جو اسے بتایا گیا تھا۔۔

" ایکسکیوزمی ؟؟؟ "

سرینہ اس الزام پر تلملا اٹھی۔۔سعیر بے قابو ہوکر دو چار قدم آگے بڑھا اور گاڑی کے بونٹ پر ہتھیلیاں جمائیں

" میرا بیٹا ہے نا وہ ؟ جو تمہارے پاس ہے ؟؟ "

سرینہ کے لئے دھچکا شدید تھا۔۔

" ک۔۔کونسا بیٹا ؟ "

اسکے حصار کو توڑ کر نکلی۔۔

" میں میکال کی بات کر رہا ہوں۔۔وہ میرا بیٹا ہے نا ؟ "

وہ سننے کے لئے بے تاب ہورہا تھا۔۔حالانکہ ڈی این اے رپورٹ نے واضع کردیا تھا۔۔لیکن وہ اسکے منہ سے سننا چاہتا تھا

" میکال کا نام بھی اپنی زبان پر مت لانا۔۔وہ صرف میرا بیٹا ہے۔۔!!"

انگلی اٹھا کر بولی۔۔گلے میں آنسوئوں کا پھندا سا لگ گیا

" میں ڈی این اے کروا چکا ہوں وہ میرا بیٹا ہے۔۔تمہارے انکار سے کوئی فرق نہیں پڑتا مجھے "

وہ چلایا

" کیا؟ "

اس پر کسی نے کھولتا ہوا پانی ڈال دیا ہو جیسے پورا وجود جلن کی تکلیف سے سلگنے لگا۔۔

" تم نے ڈی این اے رپورٹ کروائی تھی ؟ "

وہ صدمے سے گنگ رہ گئی۔۔

' کروانی پڑی مجھے! کیونکہ مجھے کنفرمیشن چاہئیے تھی "

سعیر زور دے کر کہا۔۔تو اسکا سر نفی میں ہلنے لگا۔۔

" تم بہت ہی گھٹیا انسان ہو !"

وہ تاسف سے بولی۔۔ سعیر نے طیش میں آکر زور سے گاڑی کی بونٹ پر ہاتھ مارا

" اگر میں گھٹیا ہوں تو تم کیا ہو ؟ پیسوں کی خاطر تم نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔۔مجھے میرا بیٹا چاہیئے ، بتائو اور کتنے پیسے چاہیئے تمہیں ؟ ہیں ؟ "

" یہ سب بکواس ہے ایسا کچھ نہیں ہے میں نے کوئی پیسے نہیں لیئے ہیں "

ضبط کے مارے اسکی آنکھیں سرخ پڑنے لگیں۔۔

" جھوٹ مت بولو میرے پاس ثبوت ہے "

وہ چیخا تھا۔۔

" To hell with your money "

وہ دکھ اور صدمے سے ملے جلے جذبات سے کہہ کر پلٹنے لگی۔۔

سعیر نے اسکی کلائی دبوچ کر کمر سے لگادی۔۔وہ غصے سے ہانپ رہا تھا۔۔آنکھیں لال پڑ چکی تھی۔۔

" میں تمہیں طلاق دینا چاہتا ہوں! مگر اس سے پہلے میرا بیٹا میرے حوالے کردو۔۔"

سرینہ کا دل بند ہونے لگا۔۔دل کے ساتھ اسکی آنکھیں بھی سلگنے لگیں۔۔

" سنا تم نے ؟ "

اس نے سفاکیت سے بازو کو زور سے جھٹکا دیا۔۔

سرینہ کے لبوں سے ہونک نکلی۔۔آنسوئوں کو بہنے سے روک نہیں پارہی تھی

" ڈائوورس پیپرز تمہیں مل جائیں گے اس سے پہلے یہ بتادو کہ میرا بیٹا کہاں ہے۔۔!"

اس نے بے دردی سے دور دھکیلا دیا۔۔وہ بے جان شے کی مانند گاڑی سے ٹکرائی۔۔اسکا پورا بدن کپکپی کی زد میں تھا۔۔

کیا اس دن کے لئے وہ خاموش رہی تھی ؟

اتنی راتیں تنہائی میں کاٹیں تھی !

اپنی محبت کو اسکے حال پہ چھوڑ دیا ؟ شاید کبھی تو لوٹ کر اسکے پاس آئے گا۔!!محبت لوٹی بھی تو بد گمانیوں اور غلط فہمیوں میں لپٹی ہوئی۔۔

اسکا انتظار لا حاصل رہا۔۔!!

لاحاصل سراب کے پیچھے بھاگتے ہوئے اس نے زندگی کے اتنے سال ضایع کردیئے۔۔

اس کا فون بجتا ہی جارہا تھا۔۔

اسکے وجود کو زلزلوں کی زد میں چھوڑ کر سعیر نہ جانے کب کا جا چکا تھا۔۔

طلاق کا صدمہ اسکے دل و دماغ پر حاوی ہوچکا تھا۔۔خود کو سنبھالتے ہوئے گاڑی میں دھکیلا اور گھر جانے لگی۔۔

سائرس اور عینا کو دیکھ کر اسکے سلگتے دل کو کچھ راحت محسوس ہوئی۔۔وہ عینا کی ممنوع تھی۔۔ جسکی بدولت سائرس ادا بھی اسکے رسپشن پر آئے۔۔

صلہ ماہین اور نیلوفر ڈرائیور کے ساتھ ہال سے واپس آچکی تھی۔۔رسپشن ختم ہوچکا تھا۔۔

یسر اسکے بعد اسے نظر نہیں آیا تھا نہ ہی اس نے جاننے کی کوشش کی تھی۔۔

کمرے میں غیر معمولی شور سنائی دیا۔۔وہ پیشانی کا جھومر اتار کر چوکھٹ تک گئی۔۔

" آپ سے کس نے کہا تھا کام کرنے کو۔۔ڈاکٹر نے منع بھی کیا تھا۔۔اگر ممی کو پتا چل گیا تو ہم سب کی شامت آجائے گی "

یہ صلہ کی آواز تھی۔۔

" دور ہٹو مجھے دیکھنے دو "

ماہین تحمکانہ انداز میں بولی

" بس کرو تم دونوں! خوامخواہ ٹینشن لے رہی ہو۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔بس زرا سا درد بڑھ گیا ہے میں ٹیبلیٹ لوں گا تو ٹھیک ہوجائوں گا "

وہ قدرے آہ و زاری سے بولا۔۔اور سیدھا ہو بیٹھا۔۔نظر پھسلتی ہوئی کمرے کی چوکھٹ پر جا رکی۔۔ نیلوفر متورم نگاہ اس پر ڈال کر وہاں سے ہٹ گئی۔۔

" نیلوفر نے کھانا کھایا ؟ "

اس کے سوال پر صلہ اور ماہین نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔

" صبح ناشتے پر زور دیا تھا۔۔اب بھی کہا تھا لیکن بھابھی نے منع کر دیا "

" آپ ہی کھلا دیں ہوسکتا ہے آپ کی بات مان لیں "

صلہ زو معنی انداز میں بولتی۔۔

وہ اسکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔مگر شریر نگاہوں کا مفہوم سمجھ چکا تھا۔۔نیلوفر کے ساتھ اپنے نام کا حوالہ مسرت خیز تھا۔۔

" بھائی ؟ کیا سوچ رہے ہیں ؟ آپ نے بھی کچھ نہیں کھایا میں کچھ بنا دوں آپ کے اور بھابھی کے لئے ؟ "

ماہین نے اسکا کندھا ہلا کر پوچھا۔۔

وہ اثبات میں سر ہلا کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔۔

قدموں کی آہٹ پر ہاتھوں کی رفتار دھیمی پڑی۔۔

وہ اشک ندامت چھپانے کی خاطر تیزی سے چوڑیاں اتارنے لگی۔۔اسکے ہاتھ تیزی سے کپکپا رہے تھے

" آرام سے "

وہ فاصلہ سمیٹ کر اسکے پاس آرکا۔۔

نیلوفر پر اسکی تنبیہ کا کوئی اثر نہیں پڑا۔۔

"کیا کر رہی ہیں آپ۔۔!!ایسے زخمی کرلیں گی خود کو "

اب کی بار ہاتھ پکڑ کر ٹوکا۔۔اسکی بے داغ کلائیوں میں چوڑیاں بہت دلکش لگ رہی تھی۔۔

نیلوفر نے ایک ترچھی نگاہ ڈال کر اپنا ہاتھ واپس کھینچا۔۔

" یہ تو سراسر زیادتی ہے میرے ساتھ، آپ کے لئے میں مرتے مرتے بچا ہوں۔۔آپ ابھی بھی خفا ہیں مجھ سے ؟ "

دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر ڈریسنگ سے ٹیک لگا لی۔۔نظریں اسے دل موہ لینے والے سراپے پر مرکوز تھیں

" خفا نہیں ہوں ، شرمندہ ہوں "

آنسو اندر دھکیلتی ہوئی دوبارہ چوڑیوں سے الجھنے لگی۔۔

یسر سے رہا نہیں گیا وہ نرمی سے اسکی کلائی تھام کر دو دو چوڑیاں اتارنے لگا۔۔

" آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا میں نہیں مانتا اس میں آپ کا کوئی قصور تھا۔۔اس لئے آپ بھی اپنے دماغ سے نکال دیں یہ ساری باتیں "

" لیکن تمہاری یہ حالت بار بار مجھے شرمندہ کر دیتی ہے "

وہ روہانسی ہونے لگی۔۔آنسو لڑھک کر اسکی ہتھیلیوں کو بھگونے لگے۔۔

یسر نے ضبط سے لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

" اب میں آپ کو کیسے سمجھائوں۔۔آپ خود ہلکان کرکے مجھے اور ازیت پہنچا رہی ہیں "

نیلوفر نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔اسکی باتوں سے صداقت کی خوشبو آرہی تھی۔۔اسکے دل کو کچھ ڈھارس ملی۔۔کندھوں سے بوجھ سا سرکنے لگا۔۔

" اب میں آپ کو آنسو بہاتے ہوئے نہ دیکھوں۔۔ٹھیک ہے ؟ "

نرمی سے تنبیہ کی۔۔اور کچھ یاد آنے پر جیب ٹٹولنے لگا۔۔اسکے ہاتھ میں مخمل کا ایک لمبا سا باکس تھا ۔۔

" یہ آپ کے لئے۔۔!"

" میرے لئے ؟ "

انتہائی غیر متوقع تھا۔۔اتنا کچھ ہونے کے بعد اس تحفے کی امید نہیں تھی۔۔

" ہاں آپ کے لئے۔۔رونمائی کا تحفہ۔۔"

وہ مبہم سا مسکرایا

"تھینک یو'

اک فطری شرم اور جھجھک آڑے آگئی۔۔اس نے ہولے سے تھام لیا۔۔

" آپ فریش ہوجائیں میں صلہ سے کہتا ہوں وہ آپ کے لئے کھانا لگا دے گی۔۔"

وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔۔کچھ کھانے کو اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔چاہنے کے باوجود منع نہیں کر پائی ۔۔تحفہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر کپڑوں کا جوڑا نکالا اور فریش ہونے چلی گئی۔۔

****

ایک بار ، دو بار ، تین بار ، مسلسل کالز کرنے کے باوجود اسکی کال نہیں اٹھائی گئی تھی۔۔نیناں نے بیزاری سے فون واپس پٹخ دیا

سعیر اسکی دسترس سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اسے کنٹرول کرنا اسکے بس سے باہر ہورہا تھا۔۔

اس نے مصمم ارادہ کیا کہ حضرت بی بی سے اسکے لئے عمل کروائے گی۔۔دن کے وقت جانا ناممکن تھا اسکی غیر موجودگی پر کئی سوال اٹھ سکتے تھے

یہی سوچتے ہوئے اس نے سلو پوائزن کی شیشی دیکھی جو وقتاً فوقتاً سعیر کے کھانے میں ڈالتی رہتی تھی۔۔

آج شدت سے اسکا دل چاہا ساری دوائی کھانے میں ملا کر اسے تڑپ تڑپ کر مرتا دیکھے۔۔اسکے خوبصورت چہرے پر سفاکیت پھیلی ہوئی تھی۔۔قصداً بیڈ سے اتر کر کچن میں گئی۔۔

" کیا کر رہی ہو اس وقت کچن میں ؟؟ "

تحکمانہ انداز میں رعب ڈال کر پوچھا

" بی بی جی بڑے حکم کے لئے چائے بنا رہی تھی۔۔"

سکینہ مئوب ہوکر بولی

" تم یہ چائے وائے چھوڑو ، میرا ایک کام کرو۔۔حضرت بی بی کے پاس جاؤ میرا پیغام لیکر ، ان سے کہنا مجھے انکی مدد کی اشد کی ضرورت ہے "

محتاط نظروں سے ارد گرد دیکھ کر دبی دبی سرگوشیوں میں کہا۔۔

" جی بی بی جی "

وہ اثبات میں سر ہلا کر وہاں سے ہٹ گئی۔۔۔

اس نے چائے کی ٹرے اٹھائی اور اسٹڈی کی طرف بڑھی جونہی دروازے پر دستک کے لئے ہاتھ اٹھایا اندر سے گونجتی آوازیں اسکی سماعتوں کو منجمند کر گئیں۔۔

" شازم نے مجھے پہلے ہی بتادیا تھا ، وہ لڑکی اتنی شاطر نکلے گی مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔

تم زرا سلطان کو فون کرو ، آج میں فیصلہ کرکے رہوں گا "

ملازم حکم کی تحمیل کرنے لگا۔۔وہ بھاگ کر وہاں سے کچن میں آ گئی۔۔

" یہ تم نے اچھا نہیں کیا شازم ، اب کیا بتا دیا تم نے میرے بارے میں !! تم سے تو میں بعد میں نپٹ لوں گی ، پہلے زرا اس بڈھے کی خبر تو لے لوں "

اس نے نفرت اور غصے میں آکر ساری کی ساری زہریلی شیشی چائے میں گھول دی۔۔

" نوری او نوری ؟؟ "

چلا چلا کر اسے بلایا

" جی بی بی جی ! "

" کہاں مر جاتی ہو تم ؟ جاؤ یہ چائے دادا سرکار کے کمرے میں دے کر آؤ "

اس نے ضرورت سے زیادہ اونچی آواز اور رعبدار لہجہ اپنایا۔۔اندر سے وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔۔ کہیں اسکا بھانڈا نہ پھوٹ جائے۔۔

نوری سوچتی ہوئی چائے لے نکل گئی۔۔نیناں بھی اپنے کمرے میں آ چکی تھی۔۔وہ بے صبری سے اس بڈھے کی سانسیں بند ہونے کی نوید سننا چاہتی تھی تاکہ اسکا انتقام کا ایک مرحلہ مکمل ہو۔۔اس کی محنت کا پھل موصول ہو۔۔مگر کبھی کبھی ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارا اللہ سب دیکھا رہا ہے ، وہ بھی جو ہم جان بوجھ کر رہے ہیں اور وہ بھی ہم نے در پردہ کیا تھا۔۔وہ ہر شے پر قادر ہے۔۔زندگی اور موت اسی کی دین ہے۔۔

آج ویک اینڈ تھا۔۔وہ منہ سر لپیٹ کر دن چڑھے تک سوتی رہی تھی۔۔فون کی چنگھاڑنے کی آواز نے اسے جگا دیا تھا۔۔جب تک اسکی آنکھ کھلی فون بند ہوچکا تھا۔۔

اس نے دو چار بل دے کر بالوں کا جوڑا بنایا اور ہاتھ منہ دھو کر کمرے سے نکلی۔۔

طبعیت پر بے کلی سی چھائی ہوئی تھی۔۔

" آج اتنے وقتوں بعد دیکھ رہی ہوں کہ آپ لیٹ اٹھی ہیں کیا ہوا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے ؟ "

" کام کا برڈن بہت ہوتا ہے مائشہ تھک گئی تھی۔۔شاید اسی لئے اتنی دیر سوتی رہی "

نقاہت اسکی آواز سے چھلک رہی تھی۔۔بیزاری سی کنسپٹی سہلانے لگی۔۔

مائشہ بغور اسے دیکھتی کائونٹر کے پیچھے سے نکل کر اسکا ماتھا چھو کر چیک کرنے لگی۔۔

" آپ کو تو لگتا ہے بخار ہورہا ہے آپی۔۔!!"

وہ فکرمندی سے بولی

" ہاں شاید !! میرے سر میں بہت درد ہورہا ہے "

اس نے ہولے سے کہا۔۔

" آپ بھی تو چوبیس گھنٹے کام میں لگی رہتی ہیں ، ایسا تو ہونا ہی تھا ، اب یہی بیٹھیں جب تک میں آپ کے لئے کھانے کو کچھ بنا نہیں لیتی۔۔اسکے بعد دوائی کھا کر آپ نے آرام کرنا ہے۔۔آج کوئی کام نہیں کریں گی آپ "

مائشہ نے اسے ڈپٹے ہوئے تحکم بھرے انداز میں کہا۔۔

"اچھا اماں بی "

وہ خفیف سا مسکرا کر سر ہلانے لگی۔۔اسی لمحے اس کا فون پھر سے بجنے لگا۔۔وہ اسے وہیں چھوڑ کر کمرے میں آ گئی۔۔علی بھائی کی کال دیکھ کر وہ چند لمحے ساکن رہ گئی۔۔ان دو چار سالوں میں علی بھائی اسے پہلی بار کال کر رہے تھے۔۔خود کو سنبھالتے ہوئے لمبی سانس کھینچی اور فون کان سے لگایا۔۔

" اسلام و علیکم علی بھائی ؟ کیسے ہیں آپ ؟ "

" مائشہ کہاں ہے ، اس سے بات کروائو ، مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے "

سرد و سپاٹ آواز سن کر اسکی آنکھیں جھلملا گئیں۔۔

" مائشہ گھر پر نہیں ہے "

اس نے جھوٹ بولا ،

" اچھا ! "

توقف کے بعد جواب آیا۔۔اسے لگا فون بند ہوچکا ہے مگر

علی بھائی کی آواز پھر آئی تھی

" کیا مائشہ کسی کو پسند کرتی ہے وہاں ؟ "

" نہیں ، اگر ایسا ہوتا تو وہ مجھے ضرور بتاتی وہ ! "

اس نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا

" تم مائشہ سے پوچھو اگر اسے کوئی پسند ہے تو بتا دے ، میں اسکا رشتہ اپنے دوست کے بھتیجے سے طے کرنا چاہتا ہوں ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی آج کل وہ چاہتی ہیں جلد سے جلد مائشہ کی شادی کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہوجائیں "

اس کے ہوش اڑ گئے

" کیا ہوا ماما کو ؟ علی بھائی آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں ؟ "

وہ روہانسی ہوکر پوچھنے لگی

" تمہیں ان کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ، میں ہوں ان کے پاس تم سے جتنا کہا ہے بس اتنا ہی کرو ! "

بیگانگی سے سخت لہجے میں کہتے ہوئے اسکا دل خون خون کر گئے تھے۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ علی بھائی میری ماما سے بات۔۔!!"

ٹوں ٹوں کی آواز پر اسکا منہ کھلا ہی رہ گیا۔۔کال کٹ چکی تھی۔۔۔اس نے صدمے بھری بھیگی نگاہوں سے فون کو دیکھا۔۔

ایسی بھی بیگانگی کہ اسے بتانا تک ضروری نہیں سمجھایا۔۔ماں پر صرف ان کا تو حق نہیں تھا۔۔!!

" ناشتہ کرلیں آپی۔۔میں آپ کے لئے ٹیبلیٹ لاتی ہوں۔۔پھر مجھے میکال کو اسکول سے پک کرنے کے لئے بھی جانا ہے۔۔"

اس نے جلدی سے آنکھوں کے کونے دبائے اور مائشہ کی سمت پلٹی

" کیا ہوا آپی ؟ "

مائشہ نے خاموشی نوٹ کرلی تھی۔۔

" علی بھائی کا فون تھا وہ تم سے بات کرنا چاہتے تھے "

اس نے بھیگی آنکھیں جھکا کر کہا جسے سن کو وہ پرجوش سی ہوکر اس کے قریب ٹک گئی۔۔

" اچھا کیا کہہ رہے تھے ؟ "

" کہہ رہے تھے ماما چاہتی ہیں کہ تمہارے فرض سے سبکدوش ہوجائیں جلد سے جلد ، اسلئے علی بھائی نے اپنے ایک دوست کے بھتیجے کو تمہارے لئے پسند کیا ہے ، ساتھ وہ یہ بھی پوچھ رہے تھے کہ تمہیں کوئی پسند ہے تو بتادو "

اس نے ملا جلا سچ بتایا اماں کی طبیعت خرابی والی چھپا گئی تھی۔۔

مائشہ نے چند پل یوں اسے گھورا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کردی ہو۔۔پھر سلگتے لہجے میں بولی۔۔

" صرف ماما کی خواہش ہے یا علی بھائی بھی اس خواہش میں برابر کے شریک ہیں "

" اگر ایسا ہے تو غلط کیا ہے مائشہ! تم اب سمجھدار ہوگئی ہو ماشاللہ سے۔۔گھر کے کام کاج بھی اچھے خاصے کرنے لگی ہو "

" تو کیا میرے سسرال والوں کو ایک عدد ماسی کی ضرورت ہے؟ "

وہ تیز لہجے میں بولی

" میرا مطلب وہ نہیں جو تم سمجھی ہو مائشہ!!۔۔گھر کے کام کاج کرنے والی لڑکیوں کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔۔اگر دنیا کی ساری عورتیں ورکنگ وومن بن جائیگی تو گھر کون سنبھالے گا ؟ "

" افف اوہ!! آپی آپ سمجھی نہیں میرا مطلب تھا کہ ٹھیک ہے میں کھانا وغیرہ بنا لیتی ہوں لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں نا کہ اب فورا سے میری شادی کردی جائے ، ابھی میری گریجویشن بھی کمپلیٹ نہیں ہوئی "

اس نے ہاتھ نچا کر کہا

" تمہاری پڑھائی جاری رکھنے کے بارے میں بھائی سے اور تمہارے سسرال والوں سے باقاعدہ بات کرونگی میں تم اسکی فکر مت کرو "

" اوہ میری پیاری آپی۔۔!!"

وہ پیار سے اسکے گلے میں بانہیں ڈال کر جھولی۔۔

سبرینہ کی بات سن کر اسکی ایک ٹینشن تو دور ہوچکی تھی۔۔

" ایک امپورٹنٹ بات تو میں بھول ہی گئی۔۔کوئی پسند ہے تمہیں تو بتادو ؟ "

سبرینہ بغور اسکے تاثرات دیکھنے لگی۔۔

ایک پل کو نگاہوں کے ارتکاز میں پارک میں بیٹھے بدمزاج ، غصیل شخص کا سراپہ لہرایا تھا اگلے ہی پل وہ سنبھل کر بولی

" پسند تو نہیں ہے ، لیکن آپ کی پسند پر بھروسہ کر سکتی ہوں میں ، بشرطیکہ آپ میرے جتنا اخیر قسم کا حسین بندہ ڈھونڈیں گی۔۔ہے نا؟ "

اس نے نخوت سے گردن اکڑا کر کندھے جھٹکائے۔۔

" حسین سے سمجھدار کو ریپلیس کردو ، کیونکہ حسین لوگ عقل سے پیدل ہوتے ہیں ، میں نہیں چاہتی تمہیں تمہارے جیسا شخص ملے۔۔بھئی کسی ایک کو سمجھدار ہونا چاہیئے "

" آآہیی۔۔!!"

مائشہ کی بھنویں سکڑ گئی۔۔کمر پر مٹھیاں جماکر اسے گھورنے لگی۔۔

سبرینہ ہولے سے ہنسی۔۔

" اب جائو ، میکال انتظار کررہا ہو گا۔۔"

مائشہ نے یاد آتے ہی سر پر ہاتھ مارا۔۔

" اوہ ہاں ! آپ نے مجھے باتوں میں لگالیا ورنہ میں تو جا رہی تھی۔۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی کمرے سے نکلی۔۔ڈور بیل نے اسکے کمرے کی جانب بڑھتے قدموں کی سمت بدل دی

۔۔

" آنٹی آپ ؟ "

ملائکہ پر پہلی نظر پڑتے ہی وہ حیران ہوئی۔۔اور میکال کو دیکھ کر حیرانی ، پریشانی میں بدل گئی

" آپ کا بھانجا لابی میں ٹہل رہا تھا میں پریسہ کو لینے گئی تو اسے بھی لے آئی "

ملائکہ نے آنکھوں سے چشمہ ہٹاتے ہوئے مسکرا کر بتایا۔۔

" اور پرنسپل نے اسے آپ کے ساتھ آنے دیا ؟ "

مائشہ آنکھیں ماتھے پر رکھ کر پوچھنے لگی۔۔جیسی کوئی انہونی بات کردی گئی ہو

" نہیں ایسی بات نہیں! وہ تو انکار کر چکی تھی کہ ایسے کسی کے بچے کو لے جانا الائوڈ نہیں ہے ، لیکن میں نے انسسٹ کیا تو وہ راضی ہو گئیں۔۔میری کالج فرینڈ تھی پرنسپل صاحبہ "

ملائکہ نے اسکا اشارہ سمجھ کر لمبی چوڑی وضاحت دی۔۔

مائشہ خجل سی ہوکر مسکرائی اور فورا بولی۔۔

" اوہ۔۔آپ اندر آیئے نا پلیز ،

اس بار آپ میرے ہاتھ چائے پیئے بغیر نہیں جا سکتی "

" شیور شیور "

ملائکہ مسکرا کر بولی۔۔اس لڑکی سے مل کر انوکھا سا اپنائیت کا احساس ہوتا تھا۔۔دل چاہتا تھا بس باتیں سنتی رہے۔۔یہ احساس شاید اسلئے بھی تھا کہ وہ گھر میں اکیلی رہتی تھی۔۔تنہائی بانٹنے کے لئے اس سے بہترین ساتھی اور کوئی نہیں ہوسکتی تھی۔۔

" آپ کیا سوچنے لگی بیٹھیے ناں ، ویسے آپی بھی آج گھر پر ہیں آپ سے ملواتی ہوں "

وہ پرجوش انداز میں بولی۔۔

" آپی زرا باہر آئیں ، آپ کو اپنی دوست سے ملواتی ہوں "

" یہ اچانک تمہاری کونسی دوست آگئی؟ "

سبرینہ گلاس واپس رکھ کر تشویش نے پوچھنے لگی

" یہ خاتون تمہاری عمر کی تو نہیں ہیں ؟"

اس نے دروازے سے جھانک کر دیکھا۔۔

" سلام ہے آپ کی یاداشت کو ، وہ مجھے کب اور کیسے ملی یہ آپ کو پہلے بھی ایک بار بتا چکی ہوں آپی! بار بار نہیں بتا سکتی یار۔۔اسلئے سب چھوڑو فورا سے باہر آئو "

وہ جاتے جاتے رک کر مڑی

" اچھا سنو ! اپنا حلیہ تو ٹھیک کرلو یار تاکہ تھوڑا اچھا امپریشن پڑے۔۔پتا ہے بڑی امیر لگتی ہیں "

مائشہ نے لب پھیلاتے ہوئے بھنویں اچکائی

" حد ہے۔۔!!"

سبرینہ نفی میں سر جھٹکتی فریش ہونے چلی گئی۔۔

بیڈ پر بے تکلف ہوکر اس قدر گہری نیند سورہی تھی کہ یہ بھی محسوس نہ کر سکی کہ کمرے میں آیا یسر اپنی موجودگی کا مقصد فراموش کیئے مخمور ہوکر بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔

" آپ ہی کی بیوی ہیں ، کہیں بھاگی نہیں جارہی ! بعد میں دیکھ لینا۔۔پہلے جو کرنے آئے وہ تو کرلیں "

صلہ کی آواز اسکے آس پاس ابھری

"کیا کرنے آیا ہوں ؟ "

اس کے سحر سے رہائی قریب قریب ناممکن لگ رہی تھی

" بھائی آپ فریش ہونے آئے ہیں ، جسکے بعد آپ نے مجھے کالج چھوڑنے جانا ہے ، جلدی کریں! "

آخری جملہ اسکے کان میں زرا زور سے بولی۔۔جس پر وہ پہلے چونکا اور اسے گھورتے ہوئے بولا

" آہستہ بولو نیلی جاگ جائے گی "

" اللہ ، اللہ کل تک تو بی بی جی تھی اور آج اچانک 'نیلی' ! ترقی ہوگئی بھئی ؟ "

صلہ نے تضحیک آمیز لہجے میں ہاتھ اکڑا کر بولی

یسر نے زبردست گھوری سے نوازا

" بہت بولتی ہو تم ، جاؤ ناشتہ لگاؤ میں فریش ہوکر آتا ہوں "

"جلدی آیئے گا "

وہ شرارت سے کہہ کر کمرے سے نکل گئ

اک نگاہ معصومیت کے پیکر پر ڈال کر فریش ہونے چلا گیا۔۔انکی شادی کو تقریباً مہینہ ہونے کو آیا تھا ۔۔یسر نے اس سے دوری بنائی ہوئی تھی۔۔وہ نیلوفر اور اس رشتے کو وقت دینا چاہتا تھا۔۔جن حالات میں ان کی شادی ہوئی تھی۔۔ان حالاتوں کے دیئے گئے زخموں کو بھرنے میں وقت درکار تھا۔۔اسلئے وہ رشتے کہ شروعات انڈرسٹنڈنگ ، بھروسے ، اور اعتماد کی بنیاد پر کرنا چاہتے تھے۔۔

نیلوفر نے زبان سے کچھ نہیں کہا تھا البتہ اسکے فیصلے پر سکون محسوس ہوا تھا۔۔

دونوں بہنوں کو کالج چھوڑ کر آچکا تھا لیکن نیلوفر جوں کی توں لحاف میں سکون کی نیند سو رہی تھی ۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے قریب بیٹھا گیا۔۔

وہ سوتے ہوئے اور بھی معصوم لگ رہی تھی۔۔

سبک اندام بکھرا بکھرا سا سراپا ، رخساروں پر بکھرے ہوئے بال حسن کو طوالت بخش رہے تھے ۔۔اس پر ٹوٹ کر پیار آنے لگا۔۔

اس نے پہلو میں رکھی ہتھیلی گلابی ہتھیلی کی لکیروں کو انگلیوں کی پوروں سے بہت نرمی ، چاہت سے چھوا۔۔

دل اسکی خواہش میں سلگنے لگا۔۔

نیلوفر نے کسمسا کر کروٹ بدلی۔۔ریشمی پھسل کر چہرے پر گرنے لگی۔۔

جسے بہت سہولت سے کان سے پیچھے کیا۔۔

کسی احساس کے تحت نیلوفر نے آنکھیں کھول دیں۔۔

بے قراری کے عالم میں اسے دیکھنے کے انداز سے

وہ سہم کر خود میں سمٹی۔۔

" آ۔۔آئی ایم سوری ، تم اتنا لیٹ کبھی سوئی نہیں تو میں پریشان ہوگیا تھا کہ تم ٹھیک ہو یا نہیں"

اس نے بات بنائی۔۔اور تھوڑا فاصلہ پر ہوکر بیٹھ گیا۔۔

وہ خود پر بنا بنایا اعتماد کسی کمزور لمحے کی نظر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

نیلوفر نے گھبرا کر دوپٹے کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔۔

وہ من ہی من مسکرایا قلب میں سبکباری کا احساس ہوا تھا۔۔نیلوفر نے وقت دیکھا تو واقعی حیران رہ گئی بیک وقت شرمندہ بھی ہوئی۔۔اتنی دیر تک کیسے سوتی رہی ؟

" آنٹی چلی گئیں ؟ "

خود پر سے دھیان ہٹانے کی خاطر پوچھا۔۔

"ہمممم"

یسر نے ہمم پر اکتفا کیا۔۔۔

وہ اسکی نظروں سے دور بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔اسے دوپٹے کی تلاش میں ہلکان ہوتے دیکھ کر اسے رحم آہی گیا۔۔خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔۔

"عجیب انسان ہے ، کبھی اتنا اجنبی بن جاتا ہے کہ نظر بھر کر دیکھتا بھی نہیں اور کبھی اتنی والہانہ نگاہوں سے دیکھتا ہے کہ حد نہیں۔۔!!"

وہ بڑبڑاتی ہوئی۔۔الماری سے کپڑوں کا جوڑا نکال کر فریش ہونے چلی گئی۔۔

واپس آئی تو یسر بیڈ پر ناشتہ لگا چکا تھا۔۔وہ شرمسار سی ہوگئی۔۔

" تم نے زحمت کیوں کی ، میں خود کرلیتی ناشتہ "

" میرے ساتھ کرلیں گی تو کوئی برائی نہیں ہے "

وہ بلا تکلف بولا۔۔وہ آج یونیورسٹی کیوں نہیں گیا ؟ نیلوفر یہ سوچ کر تجسس میں پڑنے لگی۔۔بالوں کو برش کرنے کے بعد کندھوں پر کھلا چھوڑا اور دوپٹہ گرد لپیٹ لیا۔

" اب کیا ایسے ہی کھڑی رہی گی ؟ "

یسر نے ٹوکا تو وہ جھینپ کر مسکرائی۔۔

اسے حقیقتاً بہت شرم آرہی تھی یسر کو خاطر مدارت کرتے دیکھ کر۔۔

" تم یونیورسٹی نہیں گئے ؟ "

اس نے جھجک کر پوچھا۔۔

یسر نے کھانے سے ہاتھ کر اسے دیکھا اور پھر مسکرا کر اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔

"کب سے آپ صرف یہی پوچھنا چاہ رہی ہیں ؟ "

" نہیں میں تو بس۔۔"

" میں تو بس کیا ؟ آپ کو اچھا نہیں لگا میرا اس کمرے میں رکنا ! "

اس نے جان بوجھ کر اسے چھیڑا

" ایسی بات نہیں میں نے تو یونہی پوچھ لیا۔۔"

وہ گھبرا گئی

جبکے اگلی بات سن کر اسکے پسینے چھوٹنے لگے۔۔

" میں نے سوچا کیوں نہ آج کا پورا دن میں آپ کے ساتھ گزاروں "

بغور دیکھتا اسکے گھبرائے سراپے کا لطف اٹھانے لگا۔۔

" آپ تو ایسے گھبرا رہی ہیں جیسے میں کوئی جن یا بھوت ہوں۔۔آپ کا شوہر ہوں۔۔ہوں نا ؟ "

اس کی آنکھوں میں جھانک کر مان سے پوچھا تھا۔۔

حقیقت تلخ تھی۔۔وہ انکاری نہیں ہو سکتی تھی چاہے وہ اسکی جگہ کسی اور کے خواب سجانے کی غلطی کر بیٹھی تھی۔۔جس پر اسے ندامت بھی تھی۔۔

یسر جواب نہ ملنے پر مصنوعی برہمی سے بولا۔۔

" اتنا کیا سوچ رہی ہیں۔۔آپ ہی کا شوہر ہوں۔۔خیر آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن میں تو اپنی بیوی کے وقت گزارنا چاہتا ہوں۔۔!!"

" مانیں یا نہ مانیں سے کیا مطلب ہے تمہارا ؟ "

اسے لگا یسر نے طعنہ دیا ہو۔۔

" جن حالاتوں میں ہماری شادی ہوئی ہے۔۔آپ کے لئے مجھے قبول کرنا مشکل ہے جانتا ہوں میں ۔۔بس اسی لئے کہا "

اس نے لمبی سانس کھینچ کر کہا

" تم نے مجھ سے شادی کیوں کی یسر ؟ کیوں جھوٹ بولا اس دن کہ وہ موبائل فون تم نے مجھے دیا تھا ؟ "

جانے کیا سمائی من میں۔۔وہ پوچھ بیٹھی۔۔جسے سن کر یسر مضطرب سا نظر آیا پھر نرم لہجے میں بولا

" کیونکہ آپ بھی تو مجھے بچانے کے لئے جھوٹ بول رہی تھی۔۔ایک جھوٹ میں نے بول دیا "

" میں نے کیا جھوٹ کہا ؟ "

" یہی تو آپ کو سوجھا نہیں ، ورنہ آپ آج بھی حویلی والوں رعب تلے دب کر جی رہی ہوتی "

" وہ میرے گھر والے ہیں۔۔جیسے چاہیں مجھے رکھتے میں خوش تھی وہاں "

" مگر میں خوش نہیں تھا ، وہ لوگ آپ کو آپ کا وہ مقام نہیں دے رہے تھے جو اک بیٹی کا ماں باپ کے گھر میں ہوتا ہے ، ان لوگوں نے سب کچھ نیناں کے ہاتھ میں دیا تھا جس پر انہیں پچھتاوا ہو گا اک دن دیکھنا آپ "

یسر ہتھے اکھڑا۔۔جس نے اسے ششدر کر دیا

" تم اتنے یقین سے کیسے کہہ رہے ہو یہ بات ؟ "

وہ کچھ کہنے والا تھا۔۔مگر خود کو روک لیا۔۔

" کیوں آپ نہیں جانتی وہ کتنی مغرور اور چالباز عورت ہیں"

یسر کے اعصاب تن گئے۔۔

نیلوفر یہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یسر کیوں نیناں بھابھی سے اتنا بد گماں تھا۔۔؟

پھر وہ اسکے قریب سے اٹھا اور ناشتہ چھوڑ کر باہر نکل گیا۔۔نیلوفر جو جاننا چاہ رہی تھی۔۔وہ بات ادھوری رہ گئی۔۔

عدالت میں تیسری پیشی تھی.. ثمینہ بیگم نے دن رات دعائیں مانگیں تھیں کہ حسین پر لگے الزام منسوخ ہوجائیں اور آج اسکی بیل منظور کرلی جائے۔۔

سبرینہ بھرپور اعتماد کے ساتھ جوابی کاروائی کے لئے اٹھی تھی۔۔اس نے بہت سے ایسے ثبوت پیش کیئے جو پولیس اب تک نہیں ڈھونڈ سکی تھی۔۔

فارم ہائوس سے ملنے والے ثبوت اور راحم راحیل کی بہن کی گواہی نے سب کچھ بدل دیا تھا۔۔

مدعی وکیل بھی بری طرح بوکھلا گیا تھا۔۔

سب بے چینی سے چیف پراسیکوٹر کے فیصلے کا انتظار کرنے لگے۔۔

عدالت نے ثبوتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ارصم انصاری کے ناقابل ضمانت گرفتاری وارنٹ جاری کرتے ہوئے پولیس کی تحویل میں دینے کا حکم دیا تھا۔۔ساتھ ہی تفتیشی افسر سیف ملک کی باز پرس کرتے ہوئے کیس سے برخاست کرکے کیس کا چارج دوسرے افسر کو دینے کا حکم دیا۔۔

اور حسین شہروز کو بری کردیا گیا تھا۔۔

جسے سن کر سیف ملک شرمندہ ہوا تھا مگر پیشماں نہیں تھا اس نے جو بھی بروقت کیا تھا۔۔وقت رہتے اس نے ضمیر کی آواز سن کر صحیح فیصلہ کیا تھا جسکا اسے افسوس نہیں تھا، وہ تھپڑ اسے ہوش دلا چکا تھا۔۔

پراسکیوٹر فاروق چاروں خانے چت ہوچکے تھے۔۔سچائی کی تہہ کھل چکی تھی۔۔اب کی بار وہ انصاری کے حق میں فیصلہ دے کر خود پر سوال اٹھنے نہیں دے سکتے اس لئے عدالت برخاست ہوتے ہیں نکل گئے۔۔

ارصم انصاری گھبرا کر کبھی باپ کی منتیں کر رہا تھا تو کبھی حسین کو خالی خولی دھمکیاں دینے لگا۔۔

" تف ہے! تم جیسے دوستوں پر ،

اپنے ہی دوست کو مار ڈالا اتنا کیا غصہ تھا تمہیں اس پر کہ تم جانور بن گئے اک لمحہ بھی نہیں سوچا کہ وہ بھی انسان ہے ، سب سے بڑھ کر تمہارے سکھ دکھ کا ساتھی ہے۔۔

شرم آنی چاہیئے تمہیں۔۔راحم راحیل میرا دوست نہیں تھا تو دشمن بھی نہیں تھا۔۔لیکن پتا ہے آج اسکی موت کا سب سے زیادہ دکھ حسین شہروز کو ہے۔۔اور سب زیادہ ملال تمہیں ہو گا "

اسکے لہجے میں نمی اتر آئی۔۔

ارصم انصاری یک لخت ٹھنڈا پڑ گیا۔۔بلکل برف کی مانند۔۔پولیس اسے ہتھ کڑی لگا منظر سے غائب ہوگئی۔۔

اس نے اک نگاہ راحم راحیل کی فیملی پر ڈالی۔۔ان کے لئے یہ انکشاف کسی صدمے سے کم نہیں تھا۔۔

دوست ہی دوست کا قاتل نکلا

راحیل ملک آج پہلے کی طرح کروفر اور شان و شوکت سے ٹانگ پر چڑھائے نہیں بیٹھا تھا۔۔

وہ بہت ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا ، اکلوتے جوان بیٹے کی موت نے انہیں احساس دلایا کہ وہ بوڑھے ہوچکے تھے۔۔

حالانکہ چند دنوں پہلے وہ اس یقین کے ساتھ بے فکر ہوکر جی رہے تھے کہ وہ اپنی دولت سے کچھ بھی خرید سکتے ہیں۔۔آج احساس ہورہا تھا ان کے جتنا غریب کوئی نہیں تھا۔۔سارا وقت پیسے کمانے میں لگا دیا، اسی وجہ سے بیوی چھوڑ کر چلی گئی۔۔

بچوں کی پرورش آیا کے ہاتھوں ہوئی۔۔انہوں نے کبھی اپنے بچوں کو چند منٹوں سے زیادہ وقت نہیں دیا۔۔

صرف آسائشیں دی تھی آج وہی آسائشیں انکے لئے آزمائشیں ثابت ہوئی تھی۔۔

بچے کی پہلی استاد اسکی ماں ہوتی ہے۔۔چاہے غصے سے یا پیار سے بچہ ماں کی بات ضرور مانتا ہے۔۔

ماں باپ کا حق ہے کہ بچے کی اچھی تربیت کے ساتھ اسکے اچھے برے کی تمیز بھی دیں۔۔وہی آگے چل کر اسکا زندگی بھر کا سرمایہ ہوتی ہے۔۔

پھر آپ کو ضرورت نہیں کہ آپ کروڑوں روپے کی جائیداد وراثت میں چھوڑ کر جائیں۔۔اسکے لئے تربیت ہی کافی ہے۔۔جو وراثتی جائیداد سے کئی گنا قیمتی ثابت ہوتی ہے۔۔اگر بنیاد ہی کمزور ہوں تو اچھی اچھی عمارتیں زمین کو آجاتی ہیں۔۔

آج راحیل ملک آنکھوں پر ہاتھ رکھے کمرہ عدالت میں روپڑے تھے۔۔سامنے ان کی بیٹی تھی۔۔

سابقہ بیوی کی آنکھیں جوان بیٹے کی موت پر رو رو کر خشک ہو چکی تھی۔۔

اب کوئی احساس باقی نہ رہا تھا۔۔اگر کچھ تھا تو

ندامت ، بے بسی ، پیشمانی

دھیرے دھیرے ایک ایک کرکے سب لوگ کمرہ عدالت سے باہر چلے گئے۔۔سوائے ان دو خاندانوں کے۔۔

ثمینہ شہروز اپنے لخت جگر کو سینے سے لگانے کے لئے تڑپ رہی تھی۔۔لیکن شہروز احمد نے چند پل کے لئے حسین کو راحیل ملک کے ساتھ اکیلا چھوڑ دیا تھا۔۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بھی رونا چاہتا ہو۔۔وہ خاموشی سے بیوی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں باہر لے گئے۔۔

وہ سبک روی سے چلتا ہوا راحیل ملک کے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔آنکھوں سے اشک بہتے ہیں جارہے تھے اس نے روکنے کی کوشش نہیں کی۔۔

راحم راحیل کا مسکراتا چہرہ بار بار اسکی آنکھوں کے سامنے آرہا تھا۔۔وہ بے قابو ہوکر انکے قدموں میں بیٹھ گیا

" سچ بات تو یہ ہے کہ اگر راحم مجھے اچھا نہیں لگتا تھا ، تو برا بھی نہیں لگتا تھا وہ میرا دوست نہیں تھا ۔۔لیکن میں اسے دوست بنانا چاہتا تھا انکل ، کیونکہ میں اسکی شرارتوں بد تمیزیوں سے تنگ آگیا تھا ۔۔لیکن میں نے کبھی اس سے نفرت نہیں کی ، وہ برا انسان نہیں تھا۔۔بس زرا سا بگڑا ہوا تھا۔۔اور غصے کا تیز تھا۔۔شاید کسی نے اسے اپنی کمزوریوں پر قابو پانے کا ہنر سکھایا ہی نہیں تھا ،

اور اس دن میں یہ سوچ کہ گھر سے نکلا تھا کہ میں راحم کو ایسا سبق سکھائوں گا کہ وہ عمر بھریاد رکھے گا۔۔لیکن وہ تو مجھے سبق دے گیا عمر بھر یاد رکھنے کے لئے۔۔وہ مجھے بہت یاد آیا جیل میں " سسک سسک کر بتاتے ہوئے روتے ہوئے ان کے گلے لگ گیا۔۔راحیل ملک بہت رویا تھا۔۔اسکا دکھ بہت بڑا تھا۔۔شاید اسکی خطا نا قابل معافی تھی۔۔جس کی وجہ سے اسے ناقابل تلافی سزا ملی تھی۔۔

" آئی ایم سوری میں نے اس دن پہنچنے میں بہت دیر کر دی"

وہ دھیمی سرگوشی میں بولا۔۔اور اٹھ کر وہاں سے نکل گیا۔۔عادل اس کی رہائی پر بہت خوش تھا۔۔وہ ایک بار پہلے بھی اس سے ملنے آچکا تھا۔۔مگر حسین کی ضد پر وہ دوبارہ نہیں آیا تھا۔۔

" کتنا کمزور ہو گیا ہے تو ؟ اور شکل تو دیکھو زرا ! موالی لگ رہا ہے "

حسین کے لبوں سے زخمی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی

" یار بس کر دے ناں ، تیرا کوئی قصور نہیں یہ ہم سب جانتے ہیں تو بھی جانتا ہے ، اب تو تو جیل سے بھی باہر آگیا ہے "

" راحم راحیل مجھ سے باہر نہیں آیا یار ، وہ میرے اندر ہی رہ گیا ہے کہیں ، شاید اب کبھی نہ جائے "

اسکی سرخ آنکھوں میں آنسوئو کا سمندر امڈ آیا۔۔

عادل دلی طور پر خوش تھا ایک بار پھر سے اسے گلے لگاتے ہوئے بولا۔۔

" مجھے بہت افسوس ہے !! لیکن تو جس ٹرامہ سے گزر رہا ہے آئیڈیا ہے مجھے۔۔تجھے آرام کی ضرورت ہے۔۔خود کو الزام مت دے ، وقت دے تھوڑا! تاکہ تیرا غم خود ہی کم ہو جائے "

عادل نے اسکی ڈھارس بندھائی۔۔

" میری جان۔۔میری آنکھوں کا سکون۔۔!!"

ثمینہ شہروز اسے گلے لگا کر رو پڑی۔۔ممتا کی گرمی پاکر وہ چند پل کے لئے بھول گیا تھا کہ وہ کہاں کھڑا تھا۔۔

راحیل ملک کا زارو قطار رونا اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ راحم راحیل سے کتنی محبت کرتا تھا۔۔اس بات سے وہ اپنا مقام پہچان گیا تھا۔۔اس نے اپنی ماں کو دکھ دیا تھا !!

اپنی نادانیوں سے باپ کا سر جھکا دیا تھا۔۔!!

" آپ کیوں رو رہی ہیں ، آپ کی طبیعت خراب ہوجائے گی۔۔میں آگیا ہوں ناں آپ کی دعائوں سے ، سہی سلامت آپ کے سامنے کھڑا ہوں !! "

ان کے ہاتھ چوم کر بولا

" تمہیں پتا ہے میں اللہ سے رو رو کر دعائیں مانگی کہ مجھے میرا حسین لوٹا دیں۔۔اسکا لاکھ لاکھ شکر ہے اس نے میری سن لیں "

وہ اپنے رب کی بے حد شکر گزار تھی۔۔شہروز احمد خاموشی سے ایک کونے میں لبوں پر قفل لگائے کھڑے تھے جبکے آبش تو ساکت و جامد رہ گئی تھی۔۔

وہ بغیر پلکیں جھپائے اپنی سرخی مائل نگاہوں سے اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔۔ اسکی شیو ہلکی بڑھ چکی تھی۔۔بے رونق چہرہ ، شکست یاب آنکھیں ، وہ شرارتی بچہ جو ہر وقت شرارت کرنے کے لئے مچلتا رہتا تھا۔۔وہ تو کہیں ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آرہا تھا۔۔یہ حادثہ اسکی زندگی پر یوں اثر انداز ہوا تھا کہ حسین کو سر تا پا بدل دیا۔۔

وہ اب پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔۔اسکی نگاہیں بدل گئی تھی۔۔اور شاید دل بھی !!!

شہروز احمد سے ملنے کے بعد اسے ایسے نظر انداز کیا جیسے وہ کمرے میں موجود ہی نہ ہو۔۔

آبش کا دل کسی نے بند مٹھی میں جکڑ لیا۔۔

"گھر چلیں "

شہروز احمد نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔۔وہ ثمینہ بیگم کے گرد گھیرا بنا کر باپ پر ایک نظر ڈال کر باہر نکل گیا۔۔آبش کو بہت سبکی اور توہین محسوس ہوئی تھی۔۔اسکے دل میں درد اور بڑھ گیا۔۔

"کیا ہوا بیٹا ؟ کیا سوچ رہی ہو ؟ تمہاری سب سے بڑی پریشانی دور ہوگئی اب تو حسین بھی واپس آگیا ہے اب تو مسکرا دو "

وہ مزاقاً بولے۔۔

آبش زبردستی مسکرائی۔۔

ملائکہ نے مائشہ اور سبرینہ کو بہت انسسٹ کرکے رات کے کھانے پر بلایا تھا۔۔

مہمانوں کے لئے اس نے بہت دل سے کھانے کا اہتمام کیا تھا۔۔جلدی سے اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دے کر وردان کے کمرے کا رخ کیا جسکے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔

وردان صوفے پر بے خبر سو رہا تھا۔۔اس نے تاسف سے سگرٹوں کا انبار دیکھا۔۔

دنبدن اسکی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جارہی تھی۔۔

نہ وہ ٹھیک سے کھاتا پیتا تھا ، نہ ہی اکیڈمی جارہا تھا

رات گئے تک سگریٹ نوشی کرنا اور دن کو آوارہ گردی کے لئے نکل جانا۔۔اسکا معمول بڑھتا ہی جارہا تھا۔۔

ملائکہ یہی سوچ کر اک فیصلے پر پہنچی تھی کہ اسکی شادی کردی جائے۔۔

شازم بہت مشکل سے مانا تھا۔۔وردان کے لئے اچھی سے اچھی لڑکی منتخب کرنا چاہتے تھے اسی سلسلے میں وہ چند دنوں پہلے لندن اپنے دوست علی سے مل کر آرہے تھے۔۔علی نے اسکے مقصد پر حامی بھرنے کا فیصلہ بھی کرلیا تھا۔۔اب انہیں وردان کو منانا تھا۔۔

اپنے دوست کے سامنے شرمندگی اٹھانا نہیں چاہتے تھے مگر اندر ہی اندر وردان کی بے مروت اور لاغرض طبیعت کا بھی ڈر تھا۔۔

"وردان ؟ بیٹا اٹھ جائو۔۔اب تو دوپہر ہونے والی ہے۔۔!!"

وہ اسے جگانے لگی تو پریشانی میں اضافی ہوگیا۔۔

وردان کو بہت تیز بخار تھا۔۔اسکا جسم آگ دہکا رہا تھا

" ممانی آپ ؟ "

اسکی آنکھ کھل چکی تھی۔۔وہ احتراماً جلدی سے اٹھ بیٹھا۔۔اندھی محبت اور فرمانبرداری نے ایسا طمانچہ پڑا تھا کہ اسے مخلص رشتوں کی عزت کرنا آگیا تھا۔۔

" بیٹا تمہیں تو بہت تیز بخار ہے نہ جانے کب سے !! "

ملائکہ کو اپنی بے خبری پر افسوس ہونے لگا

" ٹائم کیا ہورہا ہے ؟ "

نقاہت اور لغزش کے بعث اسکی آواز بہت دھیمی تھی۔۔

" بیٹا دوپہر کے بارہ بجنے والے ہیں ، میں تو تمہیں جگانے آئی تھی آج بہت خاص مہمان آرہے ہیں ۔۔بہت اہتمام کیا ہے میں نے اور تمہارے ماموں نے ، لیکن تم آرام کرو میں تمہارے لئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں "

وہ بہت پیار اور اپنے پن اسکی پیشانی سہلانے لگی۔۔

وردان کو اپنی سابقہ غلطیوں اور رویوں پر شرمندگی محسوس ہونے لگی۔۔جسکے بعث وہ سر جھکا گیا

" میں ٹھیک ہوں ممانی ، آپ فکر مت کریں آپ مہمانوں کے آنے کی تیاریاں کریں۔۔"

" تیاریاں تو ہو گئی ہے۔۔مگر تمہارا ہونا بہت ضروری ہے اسلئے دوا کھا کر کچھ دیر آرام کرلو تاکہ مہمانوں کے ساتھ کچھ دیر وقت گزار سکو۔۔تمہارے ماموں خوش ہوجائیں گے اور تمہارا بھی دل بہل جائے گا "

وہ کہتی ہوئی اٹھ گئی۔۔

وہ بہت دیر خالی الذہنی میں کمرے کے کارپٹ کو گھورتا رہا تھا۔۔پھر اٹھ کر ٹھنڈے ٹھار پانی سے خود بھگونے لگا۔۔۔

دل جیسے کوئلوں کی مانند دہک رہا تھا۔۔

ممانی نے اسے ناشتے کے ساتھ ٹیبلٹ دے دی تھی جسے کھانے کے بعد وہ آرام کرنے کے بجائے گھر سے نکل گیا۔۔

" چلیں ناں آپی ، کتنے پیار سے انوائٹ کرکے گئیں ہیں ملائکہ ، کتنا انسسٹ کررہی تھی تھوڑی تو مروت دکھائیں! دور کے ہی سہی ہمارے پڑوسی ہیں کیا سوچیں گے یار "

مائشہ اسے منانے کی بھرپور کوشش کررہی تھی۔۔

سرینہ حسین کیس پر کام کر رہی تھی جو تکمیل کے مراحل میں تھا اب کوئی گڑبڑ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔پین پٹخ کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"تمہارا مسلہ کیا ہے مائشہ ؟ "

" پلیز آپی مہینے بھر سے ہم نے آئوٹنگ نہیں کی ہے اور اب تو ھادی بھائی بھی نہیں آتے پتا نہیں کہاں غائب رہتے ہیں "

مائشہ نے مسکین سی صورت بنائی۔۔

" اچھا ٹھیک ہے ، لیکن ہم زیادہ دیر نہیں ٹھہریں گے وہاں "

وہ نیم رضا مند ہوئی۔۔مائشہ خوش ہوگئ

"میکال کو بھی لے چلتے ہیں۔۔میں اسے ریڈی کردوں گی ہوں۔۔آپ بھی اپنا ہوم۔ورک کرکے ریڈی ہوجائیں "

وہ تیز تیز بولتی کمرے سے نکل گئ۔۔

سرینہ منفی انداز میں سر ہلاکر پیپرز پر جھک گئ۔۔

اس نے رائل بلو کلر کا ہلکا کامدار جوڑا زیب تن کیا اور ہلکا پھلکا سا میک اپ کرکے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔۔

" مانو یا نہ مانو لڑکی ، خوبصورت تو تم واقعی بہت ہو "

مغرور سی گردن اکڑا کر وہ خود ساختہ بڑبڑائی۔۔

اور اک ادا سے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے آنکھوں میں کاجل کی دھاری لگائی۔۔سینڈل پہن کر میکال کر تیار کیا۔۔

سرینہ بھی تب تک لباس تبدیل کر چکی تھی۔۔۔

سر تا پا بغور اسکا تفصیلی جائزہ لیا۔۔ڈنر کے حساب سے اسکی تیاری کچھ زیادہ تھی مگر وہ ٹوک کر اسکا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی سو مسکرا کر سراہتی نگاہوں سے دیکھا۔۔

چند منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ ان کے گھر پہنچے۔۔

ملائکہ اور شازم دروازے پر ہی موجود تھے

ان کا پرتپاک استقبال کیا جس پر وہ دونوں ہی خاصی حیران ہوئی تھی۔۔

سبرینہ کو معاملہ کچھ اور ہی لگ رہا تھا۔۔

ملائکہ نے ڈرنکس کے ساتھ کئی لوازمات ان کے سامنے چن دیئے تھے۔۔

"ایکچئلی شازم آپ لوگوں کو ایک خاص بات بتانا چاہتے ہیں"

ملائکہ نے شازم کی جانب دیکھ کر کہتے ہوئے تمہید باندھی۔۔

سرینہ نے باری باری دونوں کو دیکھا۔۔جبکہ مائشہ چونک کر متوجہ ہوئی۔۔

" آپ لوگوں کو یہاں بلانے کے پیچھے ایک خاص مقصد ہے۔۔علی میرا بہت اچھا دوست ہے ہم کالج فرینڈ ہیں اور اب تو بزنس پارٹنر بھی ہیں۔۔آئی ہوپ علی نے آپ کو میرے بارے میں بتا دیا ہو گا "

مائشہ کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔سرینہ کی حالت بھی مختلف نہیں تھی۔۔۔

" دیکھئے آپ لوگ یہ مت سوچئے گا کہ ہم نے آپ کو گھر بلا کر آپ سے رشتہ مانگا ، ان فیکٹ ہم خود آپ کے گھر رشتہ لیکر آنا چاہتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو۔۔!!یہ ڈنر ہم نے فیملی میٹنگ کے طور پر کیا تھا تاکہ ہم لوگ ایک دوسرے کو جان سکیں "

بہت بڑی بات تھی مگر شازم کے شائستگی اور اخلاقی انداز نے ان کا اضطراب اور بے کیفی کم کردی تھی۔۔

" علی بھائی کے فیصلے پر ہم سوال نہیں اٹھا سکتے ، اسلئے آپ لوگ جب بھی آنا چاہیں موسٹ ویلکم۔۔ ہمیں خوشی ہوگی "

سرینہ اپنی کیفیات کو چھپاتے ہوئے مسکرائی

" جی جی ضرور ، ہم تو آنے کے لئے گھڑیاں گن رہے تھے "

ملائکہ بے طرح سے خوش ہوئی

تو علی بھائی نے جس دوست کا زکر کیا وہ ملائکہ کے شوہر تھے۔۔یعنی۔۔!!!

مائشہ کے چہرے پر سوچوں کا جال سا بنا ہوا تھا

" آگیا مزا یہاں آنے کا ؟ '

سرینہ نے اسے چھیڑا

" کیا خاک "

اس نے بدمزگی سے ناک چڑھائی۔۔ملائکہ اور شازم کی باتوں نے تو سارا معاملہ کھٹائی میں ڈال دیا تھا ۔۔اب اسکی روح اس ' ہستی' کو دیکھنے اور اس پر تبصرہ کرنے کو بری طرح سے تڑپ رہی تھی۔۔جس کے لئے اسے بذات خود یہاں آنا پڑا تھا۔۔

سرینہ ان کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوگئی۔۔

جبکہ وہ اٹھ کر گھر کا جائزہ لینے لگی۔۔اسی لمحے دروازہ بجنے لگا۔۔جسکی آواز پر سب خاموش ہوگئے۔۔

" میں دیکھتی ہوں "

وہ کہتی ہوئی دروازہ کی طرف بڑھی۔۔

اور آنے والی ہستی پر اسکی نظریں جم کر رہ گئیں۔۔

یہ وہی پارک والا لڑکا تھا اگر وہ غلط نہیں تھی تو۔۔!!!

وردان نے سرد نگاہوں سے تا پا راستے میں حائل لڑکی کو دیکھا۔۔حال سے باتوں کی آوازیں یہاں تک آرہی تھی۔۔مطلب مہمان آچکے تھے۔۔وہ سپاٹ لہجے میں بولا

" اسلام و علیکم '

" واعلیکم السلام "

وہ فورا حواس سنبھالتی ہوئی راستے سے ہٹی۔۔

اس نے ہال میں مشترکہ سلام کیا۔۔

شازم نے فخریہ اسے سبرینہ سے متعارف کروایا تھا۔۔جبراً دو چار باتیں کرکے وہ وہاں سے چلا گیا۔۔

بے حد پر تاثر شخصیت تھی۔۔پہلی بار کوئی چہرہ نظروں کو بھایا تھا۔۔اسے من ہی من اقرار کرنا پڑا کہ وہ شخص اس سے زیادہ خوبصورت تھا۔۔

ڈائننگ ٹیبل سیٹ کرنے میں اس نے ملائکہ کی مدد کی تھی جس ادا پر ملائکہ نہال ہونے لگی۔۔

کھانا کھاتے وقت اس نے کن اکھیوں سے اس شخص کو دیکھا جو آس پاس سے بے خبر کھانے میں چمچ ہلا رہا تھا۔۔

" کھانا کھانے سے پیٹ بھرتا ہے گھورنے سے نہیں۔۔!!"

اسکی زبان کو کون روک سکتا تھا۔۔سبھی رک کر اسے دیکھنے لگے۔۔

ملائکہ ، شازم کے لبوں پر معنی خیز سی مسکراہٹ تھی جبکہ وردان لاجواب ہوکر رہ گیا۔۔

مائشہ ایک دو پل اسے دیکھتی رہی جب وہ کچھ نہیں بولا تو وہ سر جھٹک کر کھانے لگی۔۔

کھانے کے بعد ملازمہ نے انہیں چائے سرو کی۔۔باتوں میں وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔۔انہیں واپس آتے ہوئے رات کے گیارہ بج چکے تھے۔۔

اس نے گاڑی میں بیٹھتے وقت پلٹ کر کھڑکی میں کھڑے وجود کو دیکھا۔۔جسکے لبوں سے سگریٹ کا دھواں نکل رہا تھا۔۔ایک پل کے لئے دونوں کی نگاہیں ملیں۔۔پھر مائشہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔

" مسز شازم کے رویے سے مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیئے تھا۔۔کہ انکا میری طرف جھکاؤ کا مقصد کیا ہو سکتا ہے "

مائشہ کی پر سوچ آواز پر سرینہ نے سرسری سی نگاہ ڈالی۔۔

" شازم صاحب کی بات سن کر اصل میں تو پریشان ہی ہوگئی تھی لمحے بھر کے لئے ، لیکن علی بھائی کے حوالے نے سارے خدشے دور کردیئے۔۔اور سچ پوچھو تو مجھے لوگ واقعی بہت پسند آئے۔۔لڑکا بھی خاصا ہینڈسم ہے ، تمہاری ڈیمانڈ کے مطابق ، ابھی بیچلر ہے خود کفیل نہیں ہے لیکن مجھے لگتا ہے ہمیں ان باتوں کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیئے۔۔علی بھائی نے اپنے دوست سے بات کی ہوگی اس بارے میں "

"ہمم۔۔!!"

مائشہ نے سر ہلایا

" کیا ہوا تم اتنی خاموش کیوں ہو ؟ جاتے ہوئے تو بڑا چہک رہی تھی۔۔وردان کے بارے میں سن کر بھی کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا۔۔اب اچانک کیا ہوگیا ؟ "

" خاص ری ایکشن سے مراد ؟ "

اس نے اپنی کیفیات چھپاتے ہوئے پر تکلف انداز میں پوچھا

" مطلب کہ مشرقی لڑکیوں کی طرح شرمانا وغیرہ "

سرینہ نے مزاقاً کیا۔۔

" یہ تو انکا گھر تھا ، جب ہمارے آئیں گے تو انکا یہ شوق بھی پورا کردوں گی "

" ان کا "

اس نے معنی خیزی سے کھینچ کر ادا کیا۔۔

"کم آن آپی۔۔!!"

اک فطری سی شرم کے رنگ اسکے چہرے پر چمکے۔۔جسے دیکھ کر سبرینہ قہقہہ لگاتے ہوئے ہنسی

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔۔۔اس نے گردن گھما کر کہا

" آجائو ! "

آنے والے کو دیکھ کر اسکے حرکت کرتے ہاتھ تھم گئے۔۔

اس نے بالوں کو بل دے جوڑے میں مقید کردیا۔۔اور استفہامیہ گویا ہوئی۔۔

" کوئی کام تھا ؟ "

سائرس اسکے سراپے سے نظریں ہٹا کر آہستگی سے بولا

" ہمممم۔۔یہ پیپرز سائن کردو "

" کس چیز کے پیپرز ہیں یہ؟ "

اس نے سرسری سا پوچھا۔۔سائرس نے افسردہ سی آہ بھری۔۔

" تم چاہتی تھی نا کہ میں سب کچھ تمہارے نام کردوں۔۔!"

عینا نے رک کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔وہ بے تحاشا حیران ہوئی تھی۔۔اسے اندازہ نہیں تھا وہ اتنی جلدی مان جائے گا

" اب تو کوئی وجہ باقی نہیں رہی تمہارے انکار کی۔۔انہیں سائن کردو ! "

سائرس نے فائل اسکی جانب بڑھائی۔۔جو اس نے سبک روی سے تھامی

" تم اپنے انکل اور جسے بھی تم بلانا چاہتی ہو بلا لو۔۔کچھ دنوں تک ہماری شادی ہے "

وہ کہہ کر جانے لگا

" ایکبار پھر سوچ لو سائرس "

عینا کے لفظوں نے اسکے قدم منجمند کردیئے۔۔وہ گردن موڑ اسے دیکھنے لگا۔۔جو شاید اسکے فیصلے پر ابھی تک حیران تھی۔۔

" محبت سوچ کر نہیں کی جاتی عینا۔۔یہ بس ہو جاتی ہے۔۔کس سے ہوتی ہے یہ معنی نہیں رکھتی ۔۔اس شخص کے لئے آپ کی محبت معنی رکھتی ہے "

اس نے عینا کو حیران کردیا تھا۔۔وہ اس سے اظہار محبت کر رہا تھا ؟؟ اس کی دھڑکنیں تیز تیز چلنے لگیں۔۔

" مجھے افسوس ہے۔۔تم نے میری محبت کو دولت ترازو میں تولنے کی کوشش کی۔۔لیکن تمہارا بھی قصور نہیں ہے۔۔تم بس ایک واقعے کو پکڑ کر بیٹھ گئی ہو۔۔اب میں جو بھی کرلوں تمہیں یہی لگے گا کہ مجھے دولت کی حرص و ہوس ہے۔۔تو لو میں نے تمہارے سارے خدشات دور کردیئے۔۔اس فائل کو سائن کردو۔۔تاکہ میرے ضمیر کا کچھ بوجھ تو کم ہوسکے۔۔بدلے میں صرف مجھے تمہارا اعتماد اور بھروسہ چاہیئے اور کچھ نہیں۔۔"

وہ کہہ کر چلا گیا تھا۔۔

عینا جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی۔۔اس نے تو صرف اپنا فیوچر سیکیور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔حویلی میں ہر جگہ اسکے لئے کانٹے ہی کانٹے بچھے ہوئے تھے۔۔ایسے میں ہاتھ تھام کر چلنے والا اک مہربان چاہیئے تھا۔۔جو اب بدلتا ہوا نظر آرہا تھا۔۔گلے میں آنسوئوں کا پھندا سا لگ گیا۔۔

وہ لمبے لمبے سانس لیتی ہوئی سینہ مسلنے لگی۔۔ہاتھ میں پکڑی فائل اس نے غیر معمولی شے کی طرح بیڈ پر پھینک دی تھی۔۔

سرینہ نے اسکی رضامندی علی بھائی تک پہنچا دی تھی۔۔جسے سن کر وہ بہت خوش ہوئے تھے اور اسی مہینے آنے کی خوشخبری سنائی تھی۔۔

سرینہ بے حد خوش ہوئی تھی البتہ مائشہ اس دن کے بعد کچھ الجھی الجھی سی تھی۔۔

پہلی ملاقات میں اس نے وردان کے ہاتھ میں گن دیکھی تھی۔۔دوسری ملاقات میں اسے سگریٹ پھونکتے دیکھ کر بہت عجیب لگا تھا۔۔وہ بہت سادہ لڑکی تھی۔۔

اسکا معیار صرف اتنا تھا کہ اسے مجازاً اچھے کردار اور اخلاق کا شخص چاہیئے تھا۔۔لیکن وردان کو دیکھ کر وہ وسوسوں میں گھِر گئی تھی۔۔اسی ماہ ماما اور علی بھائی آرہے تھے۔۔۔وہ منگنی کے جھمیلوں میں پڑنا نہیں چاہتے تھے۔۔وہ شادی کرنا چاہتے تھے۔۔

ان دونوں کو بھی بتا چکے تھے۔۔ایگزام کے بعد وہ فارغ تھی۔۔اسی لئے بوریت ، اور شبہات اسکے خالی زہن میں بسیرا کر چکے تھے۔۔اس نے تنگ آکر لندن بھابھی کو وڈیو کال کرلی۔۔

آج عدالت کا حتمی فیصلہ ہونا تھا۔۔حسین اور شہروز احمد سمیت راحم راحیل کی فیملی بھی عدالت میں پیش ہوئی تھی۔۔ارصم انصاری کے اعصاب پر چھائی شکست صاف نظر آرہی تھی۔۔اس نے پولیس کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرلیا تھا۔۔

سرینہ کی زبانی سن کر حسین کا دل چاہا اس شخص کو گولیوں چھلنی کردے۔۔کوئی اپنے جگری دوست کو بے دردی سے کیسے مار سکتا تھا ؟

عدالت کی کاروائی شروع کی گئی۔۔سرینہ کی جانب سے سوالوں کا سلسلہ شروع ہوا۔۔

" میں نے سنا ہے کہ آپ نے پولیس کے سامنے اعتراف جرم کرلیا ہے کہ راحم راحیل کا قتل آپ نے کیا ہے۔۔"

ارصم انصاری نے آنسو بھری نگاہوں سے اسے دیکھ کر سر ہلایا۔۔

" آپ عدالت کے سامنے دہرائیں گے کہ آپ نے راحم راحیل کو کیوں اور کیسے مارا ؟ "

راحیل ملک نے ازیت سے کرسی تھام لی۔۔

ایک باپ اپنے بیٹے کے بارے میں یہ سب نہیں سن سکتا تھا۔۔حسین نے نگاہیں چرالیں۔۔

" راحم میرا دوست تھا ، میں اسے نہیں مارنا چاہتا تھا۔۔وہ سب غصے میں مجھ سے ہوگیا '

ارصم انصاری بھری عدالت میں رو پڑا۔۔

" بکواس مت کر۔۔کس قسم کا انسان ہے تُو۔۔اپنے دوست کو قبر میں پہنچا دیا اور ابھی بھی دوست ہونے کا دعوہ کر رہا ہے "

حسین بے قابو ہو کر چلایا۔۔

" اپنے جذباتوں پر قابو رکھئیے حسین شہروز "

سرینہ کی نگاہوں اسکے لئے تنبیہہ تھی۔۔وہ خون آشام نظروں سے نگلتا ہوا بیٹھ گیا۔۔

" Please continue "

اس نے اشارتاً کہا۔۔

وہ ندامت سے سر سینے چپکائے بولتا چلا گیا

اس رات ارصم انصاری ، عاصم کے ہمراہ اسکے فارم ہائوس گیا تھا۔۔راحم بہت پریشان تھا۔۔

اس سے بھی زیادہ حیرانی کی بات یہ تھی کہ راحم حسین شہروز کے لئے پریشان تھا۔۔وہ دن رات حسین کی صحت یابی کے لئے دعائیں مانگ رہا تھا۔۔

یہ سن کر ارصم انصاری کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔۔

انکا دوست انہیں دلدل میں دھکیل کر خود باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ انکا نقصان ہو اور راحم راحیل بچ جائے۔۔اب بات مفاد پر آچکی تھی۔۔

" تو حسین کے سامنے اس بات کا اعتراف کرلے کہ ہم نے اسے صرف تیرے کہنے پر پیٹا ، ورنہ ہم پھنس جائیں گے یار ، اسکا باپ کسی بھی وقت وڈیو حاصل کر سکتا ہے۔۔ہم پھنسنا نہیں چاہتے یار "

ارصم انصاری نے عاجزانہ منت کی

" کتنے خود غرض ہو تم لوگ ، میں کیوں اعتراف کروں جبکے وہ حرکت میں نے کی ہی نہیں۔۔تم دونوں کو اپنی پرواہ ہے ، میرا سوچا ہے تم لوگوں نے ؟ "

راحم راحیل صدمے اور بے یقین سے باری باری ان دونوں کو دیکھنے لگا

" کیا سوچیں تیرے بارے میں ؟ ہاں ؟ ہم ہمیشہ تیرا بھلا چاہتے تھے۔۔لیکن بس اب بہت ہوگیا۔۔یہ سب پھیلاوا تمہارا پھیلا ہوا ہے اب تم ہی سمیٹو گے۔۔اگر تم حسین کو نہیں بتا سکتے تو میں اپنے بابا کو بتا دوں گا وہ اپنے طریقے سے اسکی فیملی کو ہینڈل کرلیں گے "

" کیا مطلب ؟ "

راحم ٹھٹکا

" مطلب تم جانتے ہو وہ کتنے جنونی ہیں اپنی سیٹ کو لے کر"

" بھاڑ میں گئی سیٹ ، حرام خورو۔۔اپنی حرکتیں نظر نہیں آتی تمہیں ،ابھی بھی معصوموں کی زندگی سے کھیلنے کی باتیں کررہے ہو ، حسین کو کال کر دی ہے میں نے۔۔وہ آتا ہی ہو گا۔۔اگر تم لوگوں نے اپنی غلطی کی معافی نہیں مانگی تو تم لوگوں کو پولیس میں پکڑوا دے گا۔۔"

راحم نے طیش میں آکر ایک زور دار مکہ اسے جڑ دیا۔۔

اب کوئی لحاظ باقی نہیں رہا تھا۔۔

نہ ہی کوئی دوستی رہی تھی ، وہ دشمن بن چکے تھے۔۔دشمنوں کی طرح ایک دوسرے کو مارنے لگے۔۔

ارصم انصاری نے ہمیشہ اسکی وجہ سے منہ کی کھائی آج وہ بدلے کی آگ میں پاگل ہوچکا تھا۔۔اس نے گن نکال لی۔۔

" تو مجھے مارے گا؟ "

راحم راحیل کو گماں تھا۔۔اسکا دوست اسے نہیں مارے گا۔۔

" ہاں بس ، بہت ہوگیا ! "

اگلے ہی لمحے 'ٹھاء' کی آواز کے ساتھ اسکی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔۔اک مان تھا جو چکنا چور ہوگیا۔۔'دوست ' ہونے کا بھرم بکھر کر ریزہ ریزہ ہوگیا۔۔

راحم راحیل اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔۔!!

اک اور گولی اسکے سینے کے آر پار ہوگئی۔۔اس بار وہ لڑکھڑا کر گرا اسکے دوست خاموش تماشائی بنے کھڑے تھے۔۔

" یہ۔۔کیا کیا تُو نے ؟ اسے مار دیا "

عاصم نے پھٹی پھٹی آواز میں اسے جھنجھوڑا۔۔

ارصم انصاری خود بھی فرش پر پھیلا خون دیکھ کر دنگ رہ گیا۔۔اس نے اپنے دوست کو مار ڈالا تھا۔۔

وہ ہوش آتے ہوئے بڑبڑایا

" بھاگو ، اس سے پہلے کوئی آجائے۔۔"

" کیا بکواس کر رہا ہے تو ہمیں اسے ہاسپٹل لے کر جانا چاہیئے "

عاصم بلبلا کر دور بدکا

" یہ مر چکا ہے اگر کسی نے ہمیں دیکھ لیا تو پولیس بلا لے گا "

"نہیں یار نہیں ، راحم ہمارا دوست ہے ہم اسے چھوڑ کر نہیں جائیں گے '

وہ رو پڑا

" چلو یہاں سے!! پولیس آگئی تو ہمیں پھانسی کے پھندے سے کوئی بچا نہیں سکے گا عاصم "

وہ جیسے تیسے مانتا ہی بنا۔۔جانے سے پہلے اپنے خون آمیز کپڑے وہیں جلا کر راکھ کر دیئے تھے۔۔اور اسے تڑپتا ہوا چھوڑ کر وہاں سے بھاگ گئے۔۔

اسکے اقبال جرم کے بعد عدالت نے ارصم انصاری کو عمر قید با مشقت کی سزا سنائی تھی۔۔اور اسکا ساتھ دینے کے جرم میں عاصم کو بھی چند سال قید اور جرمانہ عائد کرکے حراست میں لینے کا فیصلہ سنایا۔۔

راحیل ملک نے عدالت کے فیصلے پر ناخوش ہوکر غم و غصے میں بہت ہنگامہ کیا تھا۔۔وہ پھانسی کی سزا چاہتا تھا۔۔۔حسین نے بمشکل انہیں سنبھالا تھا۔۔

اکلوتے بیٹے کا باپ ہونے کا غرور ان کے منہ پر طمانچے کی طرح پڑا تھا۔۔

وہ پچھتاوے میں سر پیٹ پیٹ کر رو رہے تھے۔۔

اگر انہیں معلوم ہوتا انکا بیٹے کا برے دوستوں کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا ہے تو وہ اسکی باز پرس کرتے ۔۔

لیکن ان کے پاس وقت ہی کہاں تھا۔۔وہ دولت کمانے میں اتنے مصروف ہوگئے کہ کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔۔

" آج مجھے افسوس ہے ہماری دوستی پر ، اس سے بھی پہلے افسوس ہے اپنے 'باپ ' ہونے پر!! افسوس ہے مجھے "

راحم راحیل اپنے دوست انصاری کے بگل میں بیٹھ کر غم غلط کرنے لگا۔۔کمرہ عدالت خالی ہوچکا تھا۔۔ بلکل ان کے دل و دماغ کی مانند۔۔جہاں اب بچھتائوں اور غموں کے سوا کچھ باقی نہیں رہا تھا۔۔

" حسین ؟ "

وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا آبش کی آواز سن کر قدم سست پڑ گئے ۔۔

" مر گیا وہ حسین ،جس کو تم جانتی تھی "

مڑے بغیر بولا۔۔اسکے لہجے میں پستی اور بے حوصلہ شکنی کے آثار نظر آرہے تھے۔۔۔وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔۔جیسے میلوں کی مسافتیں طے کرکے آیا ہو

" ایسے کیوں کہہ رہے ہو تم ! میں نے بہت دعائیں کی تھیں تمہارے لئے "

وہ افسردگی سے کہنے لگی۔۔اسکے رویے سے اندازہ ہورہا تھا اسے حقیقت پتا چل چکی ہے۔۔

" کاش تم میرے مرنے کی دعا کرلیتی تو زیادہ بہتر ہوتا "

پر شکوہ لہجہ میں کہہ کر اک جذبات سے عاری نگاہ ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

سرینہ کی زبانی اسے سب کچھ پتا چل چکا تھا۔۔اس کے معنی بدل چکے تھے اس گھر میں۔۔!!نہ وہ حسین کی نگاہوں میں اپنی محبت دیکھ پارہی تھی۔۔

پھپھو بہت خوش تھی۔۔اسکا صدقہ دے چکی تھی۔۔

طرح طرح کے کھانے بنوائے تھے اسکے لئے۔۔

لیکن حسین چپ چپ سا تھا۔۔

پرانے شوخ ، شرارتی حسین کا تو سایہ تک نہیں تھا۔۔رات جب مسز شہروز اس کے کمرے میں گئیں تو وہ بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔۔

وہ ان کی گود میں سر رکھ کر ان کے سامنے اپنی برسوں کی محبت بیان کر رہا تھا ، رو رہا تھا ، سسک رہا تھا۔۔

جیل میں وہ دن ، راتیں اس انکشاف کے ساتھ کیسے کاٹی تھی۔۔کوئی اسکے درد اور تنہائی کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔۔

" سو گیا ؟؟ "

شہروز احمد نے کمرے میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔۔

مسز شہروز نے تکیہ درست کرتے ہوئے کمفرٹر اوڑھایا اور لائٹ بند کرکے باہر آگئی۔۔

" ہم نے آبش کے نکاح والی بات چھپا کر اچھا نہیں کیا شہروز صاحب ، میرا بچہ کتنا ٹوٹا ہوا ،شکست یاب لگ رہا ہے وہ آبش سے محبت کرتا ہے ، کاش ہم اسے پہلے بتا دیتے تو وہ شاید خود کو روک لیتا ، اتنا آگے نہ بڑھتا "

وہ اپنے لخت جگر کے غم میں نڈھال ہوئے جارہی تھی۔۔

شہروز احمد نے ان کے گرد بازو دراز کرتے ہوئے کمرے میں لے گئے۔۔

" ابھی تو اتنے بڑے حادثے سے گزرا ہے میرا بیٹا ، ابھی اسکی عمر ہی کیا ہے ، اسے وقت دو وہ سنبھل جائے گا "

" اور آبش کا کیا ؟ کیا میرا بیٹا یونہی اسکے لئے تڑپتا رہے گا!!"

" ہم کر بھی کیا سکتے ہیں ثمینہ بیگم ، اگر منگنی یا رشتہ ہوا ہوتا تو بات اور تھی ، آبش سائرس کے نکاح میں اور ہم نکاح نہیں تڑوا سکتے اپنے بیٹے کی خوشیوں کی خاطر آبش کی خوشیوں کا خون نہیں کر سکتے "

" کن خوشیوں کی بات کر رہے ہیں ، آپ کو ابھی بھی کسی ثبوت یا دلیل کی ضرورت ہے ، دیکھا نہیں کیسے ہلکان ہوئے جا رہی تھی آبش حسین کی فکر میں ، آپ مانیں یا نہ مانیں دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں"

" صبر رکھو بیگم ، ابھی ہم ایک مشکل سے نکلے ہیں۔۔ حسین کو تھوڑا وقت دو پھر جیسے وہ چاہے گا ویسا ہی ہو گا "

ثمینہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے۔۔ مزاجی خدا کا ہاتھ تھپتھپا کر تسلی دی۔۔

" سر آپ سے کوئی ملنے آیا ہے "

اسکی پی اے نے اطلاع پیغام دیا۔۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا۔۔

"مجھ سے ؟ "

" جی سر کوئی لیڈی ہیں "

"ٹھیک ہے بھیج دو "

اس نے سوچتے ہوئے فون کریڈل پر رکھا۔۔۔

" عینا تم ؟ "

اسے آتا دیکھ کر حیرانی سے کرسی سے اٹھا۔۔

" میں نے سائن کر دیئے ہیں "

سرد مہری سے کہتے ہوئے فائل اسکی طرف سرکادی۔۔

سائرس نے سر تا پا اسے دیکھا۔۔چہرے کا اضطراب صاف نظر آرہا تھا۔۔

" تم خوش ہو ؟ "

وہ پوچھنے سے روک نہیں پایا

" تم خوش ہو ؟ میرا مطلب ہے اپنا بینک بیلنس میرے نام کرکے تمہیں پچھتاوا تو نہیں ہو رہا نا ؟ "

چبھتے ہوئے لہجے میں کہتی بغور اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔۔

سائرس کے لب مبہم سا مسکراتے چلے گئے۔۔

ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے وہ چلتا ہوا اسے قریب آکر رکا۔۔

" تم اتنی بے چین کیوں ہو ؟ مجھے چھوڑو! کم از کم تم تو خوش ہوجاؤ تمہاری شرط پوری کر دی میں نے ۔۔اب تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں بچی میرے پاس۔۔!!دل و جان پر بھی تم ہی قابض ہو۔۔سب کچھ لے لیا مجھ سے ، پھر بھی خوش نہیں ہو ، اور کتنا بے بس کرو گی ؟ "

جیبوں میں ہاتھ ڈالے نگاہیں اس پر مرکوز کیئے سنجیدگی سے بولا

" اگر میں انکار کردوں تو ؟ "

جانے وہ کیا جاننا چاہتی تھی۔۔

سائرس نے پہلے حیران ہوکر اسے دیکھا پھر تلخی سے ہنس دیا۔۔

" تو تم دھوکے کا جواب دھوکے سے دینا چاہتی ہو ؟ "

" نہیں !میں تمہاری طرح ہرگز نہیں ہوں سائرس سلطان "

اسے پھر سے وہ تمام زیادتیاں یاد آنے لگی

" تو بن جائو نا ! میں اتنا بھی برا نہیں ہوں جتنا تم مجھے سمجھتی ہو "

" میں نے انکل سے کہہ دیا ہے وہ لوگ کچھ دنوں تک آجائیں گے۔۔بہتر ہو گا تم بھی اپنے فیصلے کے بارے سب کو بتادو "

اس نے بات بدلی۔۔شاید وہ اسکی محبت آزما چاہتی تھی۔۔دیکھنا چاہتی تھی وہ اسکے لئے کس کس کے خلاف جا سکتا ہے

" سہی کہہ رہی ہو۔۔مجھے اب سب کو بتادینا چاہیئے۔۔ظاہر ہے مجھ سے زیادہ خوش اور کوئی نہیں ہو گا "

اسے پیار بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا

" اسکیوزمی ؟ "

اس نے جانا چاہا۔۔

" ارے چائے تو پی کر جایئے میڈم ، اب تو آپ مالکن بن گئیں اس امپائر کی "

عام سے انداز میں اسے چھیڑا جو عینا کو بہت برا لگا تھا۔۔وہ الجھن بھری نگاہوں سے اس شخص کو دیکھ کر رہ گئی۔۔جو اپنا سب کچھ اسے نام کرکے بھی کتنا خوش تھا۔۔لیکن وہ مطمئن نہیں تھی۔۔

سائرس نے تو صرف اسکا ساتھ مانگا تھا بدلے میں اس نے اسکا سب کچھ ہتھیا لیا تھا۔۔کیا یہ سہی تھا!

" ایسے کیا دیکھ رہی ہو ؟ "

وہ خوش فہم ہوا۔۔

سوچوں کے بھنور سے نکل کر نفی میں سر ہلایا اور آفس سے نکل گئی۔۔سائرس کی مسکراتی نگاہوں نے اسکا بہت دور تک پیچھا کیا تھا۔۔۔

" اماں میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں "

انکی گود سے سر اٹھا کر بولا

" بولو اماں کی جان "

وہ ہمہ تن گوش ہوئی

" میں عینا سے شادی کرنے والا ہوں دادا سرکار سے بات کرلی ہے میں نے !! "

" ہونہہ ! دادا سے بات کرلی لیکن اپنی ماں کو بتانا بھی گوارا نہیں سمجھا "

اماں نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔

" اماں عینا راضی نہیں تھی اسلئے میں نے سوچا پہلے اسے منالوں پھر ہی آپ کو بتائوں گا "

اس نے سیدھا ہوکر ان کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے تھاما

" اور کیسے راضی کیا تم نے اس صاحبزادی کو ؟ "

چبھتی ہوئی آواز سائرس کو اک لمحے کے لئے سوچنے پر مجبور کر گئی۔۔وہ جواب کی منتظر تھی۔۔ویسے بھی اب چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔

' میں نے اپنی ساری پراپرٹی عینا کے نام کردی ہے اماں "

انکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

" کیا ؟؟ غضب خدا کا ! یہ کیا کیا تو نے سائرس ؟ ایک اور لڑکی تیرے نام پر سالوں سے بیٹھی ہے اس کے بارے میں خیال نہیں تجھے ، بے شرم۔۔وہ بھی تیری بیوی ہے "

انکا صدمے کے مارے برا حال ہونے لگا۔۔

سائرس نے بے چینی پہلو بدلا۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا عینا کو اس نکاح کا علم ہو۔۔

" اماں وہ نکاح آپ لوگوں نے کیا تھا۔۔مجھے تو اس وقت نکاح کا مطلب بھی نہیں پتا تھا۔۔ہم دونوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے یہ۔۔!!میں اسے طلاق دے دوں گا "

اس کی خود اعتمادی نے اماں کا دل ڈبو دیا

" یہ کیا اول فول بک رہا ہے تیری عقل کیا گھاس چرنے چلی گئی ہے۔۔میں اپنی بہن کو کیا منہ دکھائوں گی جس نے آنکھیں بند کرکے اپنی بیٹی کے لئے ہاں کر دی تھی "

اماں سرکار نے طیش میں آکر اپنا ہاتھ اسکی قید سے کھینچا

" تو میں کیا کروں اماں ؟ ساری عمر اس لڑکی کے ساتھ بِتا دوں جس سے میں محبت نہیں کرتا۔۔آپ اچھے سے سمجھتی ہیں اس درد کو اماں۔۔ابا بھی آپ کو پسند نہیں کرتے۔۔ورنہ یہ پارٹی تو ایک بہانہ ہے وہ گھر سے دور رہنا چاہتے ہیں۔۔تو آپ کیوں اپنی بھتیجی کو اس دلدل میں دھکیلنا چاہتی ہیں۔۔وہ بھی ایک بہتر جیون ساتھی کی حقدار ہے۔۔اسکا بھی محبت پر پورا حق ہے۔۔جو میں اسے نہیں دے سکتا اماں میں عینا سے محبت کرتا ہوں "

" بکواس بند کر ! اور نکل جا میرے کمرے سے "

اماں کے لہجے میں کرب تھا۔۔اس نے انکے پرانے زخم تازہ کردیئے تھے۔۔اس پر بیٹے کی نافرمانی نے انہیں بہت دکھ پہنچایا تھا۔۔

" اماں پلیز۔۔میری خوشی کی خاطر عینا کو اپنا لیں۔۔وہ بری لڑکی نہیں ہے "

وہ ملتجی ہوا

" کیسے اپنا لوں ؟ میں نے تمہاری دلہن کے روپ میں ہمیشہ آبش کو دیکھا ہے۔۔میرے بہن تو جیتے جی مرجائے گی۔۔جسکی بیٹی کو تم اپنانے سے پہلے ہی طلاق دینے کی باتیں کررہے ہو "

ان کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔۔سائرس کے دل پر گھونسا سا پڑا۔۔اس نے کہنا چاہا

" اماں۔۔!!"

" چلا جا یہاں سے "

وہ چیخ کر بولی تھی۔۔اس نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔۔اور زخمی دل سے کمرے سے نکل گیا

****

کئی دیر سے بے چینی سے اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔۔

لیکن کوئی خبر اس تک نہیں پہنچی تو وہ خود ہی کچن تک گئی۔۔

" دادا سرکار کہاں ہیں ؟ میرا مطلب ہے کہ سعیر ابھی تک واپس نہیں آیا۔۔ہو سکتا ہے ان کے کمرے میں ہو ،

جائو! دیکھ کر آئو "

اسکی بوکھلاہٹ اور بار بار عرق آلود پیشانی پونچھنا۔۔نوری کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکا

وہ اثبات میں سر ہلا کر چلی گئی۔۔واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔۔چائے کے کپ جوں کے توں پڑے تھے۔۔

جسے دیکھ کر اسکا پارہ ہائی ہونے لگا

" بی بی جی حکم تو آرام کر رہے ہیں ان کے کمرے میں تو کوئی نہیں ہے ، بڑے سرکار ابھی تک شہر سے واپس نہیں آئے "

" اللہ غارت کرے۔۔!!"

غصے سے پیر پٹختی اپنے کمرے میں جانے لگی۔۔نوری نے عجیب نگاہوں سے دیکھا پھر نظرانداز کرکے کام میں مصروف ہوگئی۔۔

دن رات سوچنے کے بعد بھی وہ اپنی بہن سے بات کرنے کی ہمت نہیں جٹا سکی تھی۔۔

آج اچانک صفیہ کی کال آنے لگی۔۔

جسے انہوں نے جان بوجھ کر نظرانداز کردیا۔۔

کال اٹھانے کی ہمت نہیں ہورہی تھی۔۔۔فون مسلسل بجتا ہی جارہا تھا۔۔ان سے رہا نہیں گیا۔۔اور فون اٹھا لیا۔۔

" مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی صالحہ ، میری بیٹی کو کنارے لگا کر اسکے شوہر کی دوسری شادی کروانے چلی ہو تم ! "

صفیہ بیگم بہت غصے میں تھی۔۔ان کی اکلوتی لاڈلی بیٹی کی پوری زندگی کا سوال تھا۔۔

" سب کچھ میرے بس سے باہر ہوچکا ہے صفیہ !! "

وہ شکست مان کر بے بس ہو گئیں

" نہ تم شوہر کو بس میں کر سکیں نہ بیٹوں کو ، مجھے ہی بتائو اب میں کیا کروں ؟ میری بیٹی کی زندگی برباد کر دی تم لوگوں نے "

ان کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔بہن کو اس دھوکے کی منہ توڑ سزا دیتی۔۔مگر بیٹی والی تھی۔۔صبر کا کڑوا گھونٹ پی کر ضبط کیئے ہوئے تھیں

" میں سائرس سے بات کروں گی صفیہ۔۔!!تم فکر مت کرو ، آبش میری بیٹی جیسی ہے "

انہوں نے دلاسا دیا

" مہربانی ہو گی تمہاری ، اپنے بیٹے کو سمجھائو۔۔اگر آبش کے بابا کو پتا چل گیا تو ہنگامہ کھڑا کر دیں گے "

وہ ملتجی ہو کر بولی

" میں کچھ کرتی ہوں "

صالحہ نے کہہ کر فون بند کر دیا۔۔اور بے بسی سے فون کو گھورنے لگی۔۔۔وہ کیا ہی کر سکتی تھی۔۔!!!

" مجھے آپ کی مدد چاہیئے حضرت بی بی ، میرا کوئی عمل کام نہیں کر رہا۔۔حالات میری مٹھی سے ریت کی طرح پھسلتے جا رہے ہیں "

وہ جلے پیر کی بلی طرح کمرے میں ٹہلتی فون پر کسی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

" ٹھیک ہے ، میں رات کو آئوں گی ..رات کو حویلی میں کچھ مہمان آ رہے ہیں ، کسی کو میری غیر موجودگی کا اندازہ نہیں ہو گا "

رضامندی سے سر ہلا کر فون بند کر دیا۔۔

" یاد ہے ، میں نے ایک بار تم سے کہا تھا کہ ہم جھگڑا ختم کر کے دوست بن جاتے ہیں ، اور جواب میں تم نے کیا کہا ، کہ ایسا تو میری موت کے بعد ہی ممکن ہے ، انسان کے منہ سے نکلے الفاظ کبھی کبھی کیسے سچ ہو جاتے ہیں ناں؟ "

اسکا ہاتھ قبر کی مٹی پر بکھرے تازہ پھولوں پر سرائیت کرتا جا رہا تھا۔۔جو اس نے ابھی ابھی ڈالے تھے

" ہم دوست بن گئے ہیں راحم راحیل ، کاش تم یہاں ہوتے تو میں تمہیں بتاتا ، دوست ارصم انصاری جیسے نہیں ہوتے ، دوست تو راحم راحیل جیسے ہوتے ، جو بلا تردد دشمن کے لئے بھی جان بازی لگا دیتے ہیں اور اسے خبر تک نہیں لگنے دیتے "

اسکی آواز میں نمی گھلنے لگی۔۔پر شکوہ نگاہ مٹی پر ڈالی جیسے وہ راحم راحیل سے ربرود مخاطب ہو۔۔

" تمہارے بابا تمہیں بہت یاد کرتے ہیں یار ، وہ پیشمان ہیں اپنے عدوات پر ، تمہاری بہن بہت اکیلی ہو گئی ہے۔۔

لیکن تم سے وعدہ ہے میرا ، اب سے وہ میری فیملی ہیں تمہاری کمی تو کوئی پوری نہیں کر سکتا لیکن میں انکا پورا دھیان رکھوں گا "

اس نے فاتحہ پڑھی اور واپس گھر آ گیا۔۔

وہ چند دنوں سے مسلسل اسکی قبر پر جا رہا تھا۔۔جیل سے لوٹنے کے بعد زندگی اپنی ڈگر پر چلنے لگی تھی مگر اس نے ابھی اکیڈمی جانا شروع نہیں کیا تھا۔۔وہاں جانے سے وہ کترا رہا تھا

" کہاں گئے تھے تم ؟ "

شہروز احمد نے اسے دیکھ کر سرسری سا پوچھا۔۔

" واک کے لئے گیا تھا "

اس نے سرد مہری سے جواب دیا۔۔وہ جب سے واپس آیا تھا ان سے اکھڑا اکھڑا سا تھا۔۔

شہروز احمد نے بلآخر آج پوچھ ہی لیا

" ناراض ہو مجھ سے ؟ "

" ہاں ، ناراض تو ہوں۔۔کیوں!! نہیں ہونا چاہیئے ؟ "

اس نے بیگانگی سے کہا تو شہروز احمد ہولے سے ہنستے ہوئے پوچھنے لگے

" کیوں ناراض ہو بھئی ؟ "

" اس لئے کیونکہ آپ کو مجھ پر یقین نہیں تھا ، بھلے ہی میں نے لمبی چوڑی وضاحت دینا ضروری نہیں سمجھا لیکن آپ کو اعتماد تو قائم رکھنا چاہیئے تھا ، آپ کا خون ہوں میں ، کبھی بدمعاشی اور غنڈہ گردی نہیں کی ، ہمیشہ ایمانداری سے کام لیا ہے۔۔پھر بھی آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں تھا ڈیڈ؟ ایک بار بھی مجھ سے جیل میں ملنے نہیں آئے۔۔دلاسہ نہیں دیا ، کہا نہیں کہ فکر مت کرو میں ہوں نا ، سب سنبھال لوں گا "

وہ برہمی سے سب کہتا چلا گیا۔۔

اسے بہت دکھ پہنچا تھا

" سچ تو یہ ہے کہ میری ہمت نہیں بن پارہی تھی ، تم نے کبھی ان حالاتوں کا سامنا نہیں کیا تھا۔۔میں بس سوچ سوچ کر پاگل ہورہا تھا کہ میرا بیٹا پتا نہیں کیسے رہ رہا ہوگا۔۔اسے غصہ آرہا ہوگا ، شاید بھوک نہ لگی ہو اسے۔۔پھر تمہارے لئے صبر کی دعائیں کی۔۔اور خود بھی کڑوا گھونٹ پی کر خاموش رہا کیونکہ میں جانتا تھا میرا بیٹا کبھی میرا سر جھکنے نہیں دے گا "

شہروز احمد نے دلگیری سے کہتے ہوئے گلے لگا لیا۔۔

حسین کی ساری شکایتیں اور بدگمانیاں بھاپ بن کر اڑ گئیں۔۔

" جائو اب تم آرام کرو ، شام کو تمہاری ڈاکٹر کے ساتھ اپائنمنٹ ہے۔۔تمہارے ٹیسٹس وغیرہ کروانے ہیں "

اس سے الگ ہوتے ہوئے تائید کی

" اسکی کیا ضرورت ہے ڈیڈ۔۔!"

وہ زچ ہوکر بولا تھا

" اپنی ماں کی تسلی کے لئے کروالو ، ویسے بھی جب تم جیل گئے تھے ان دنوں تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا تھا بھول گئے تم ، ڈاکٹر کو تمہارے زخموں کا معائنہ کرنے دو ایک بار۔۔ہمیں بھی تسلی رہے گی "

جن زخموں سے اسکا دل لہولہان ہورہا تھا۔۔اسکی مرہم شاید ہی کسی کے پاس ہو۔۔!!

اس نے لب کچلتے ہوئے ازیت سے سوچا۔۔اور نیم رضا مندی سے سر ہلاکر اندر چلا گیا۔۔

آبش اسے آتا دیکھ کر کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔۔لیکن وہ اسے نظر انداز کر گیا جیسے دیکھا ہی نہ ہو۔۔

آبش کی آنکھیں بھر آئیں

بھلا اسے کس بات کی سزا دی جارہی تھی۔۔!!

وہ تو خود آگہی کا عذاب سہہ رہی تھی۔۔لاعلم ہوتی تو شاید سکون سے رہتی۔۔

انکل اپنی پوری فیملی کے ہمراہ آ چکے تھے۔۔حیران کن طور پر دادا سرکار نے ان کا شاہانہ استقبال کیا تھا۔۔

عینا کو یقین نہیں آرہا تھا۔۔

ان کی شخصیت کے دو ہی پہلو تھے ، خود پرست اور مطلب پرست۔۔اسی لئے وہ مہمانوں کی اتنی آئو بھگت کررہے تھے

اس نے تلخی سے سوچا

ممانی سرکار نے نہ خوشی کا اظہار کیا نہ غم کا۔۔!!

وہ گم سم سی تھیں

نیناں بھی آج کل اسے کم کم ہی نظر آتی تھی۔۔جانے کن چکروں میں تھی۔۔

عفان انکل نے اسکے شادی کے فیصلے کو سراہا تھا۔۔

وہ بہت خوش ہوئے تھے۔۔البتہ پراپراٹی والی بات کو لیکر ماریانہ اس سے بے حد متاثر ہوئی تھی۔۔

ہر انسان کو اپنے متعلق سوچنے کا حق حاصل تھا۔۔ویسے بھی اس نے یہ فیصلہ گن پوائنٹ پر نہیں کروایا تھا۔۔سائرس نے بخوشی اسکی شرط قبول کی تھی۔۔

اسکے فارنر کزن کی نظروں سے سائرس اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہا تھا۔۔

اس سے برداشت نہیں ہورہا تھا عینا کو کوئی دوسری نگاہ سے دیکھے۔۔

" کھانا کھا کر زرا سائیڈ پر آنا عینا! مجھے تم سے بات کرنی ہے "

اندر کی جلن کو چھپا کر مہذب لہجے میں تائید کرتے ہوئے ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ گیا۔۔

کھانے کے بعد مہمانوں کو آرام گاہ پہنچا کر اسے سائرس کی بات آئی تو وہ اسکے کمرے میں آئی۔۔

" کیا بات ہے ؟ "

" وہی تو میں پوچھنا چاہ رہا تھا کیا بات ہے ، کیا پرابلم کیا ہے تمہارے اس کزن کے ساتھ ؟ "

اسکے اعصاب بری طرح سے جھنجھلاہٹ کا شکار تھے

" کون مونس ؟ اس نے تم سے کچھ کہا ؟ "

وہ استفہامیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی

"کچھ کہہ کر تو دکھائے ، خبیس! "

"بی ہیو یور سیلف مسٹر"

اسکی بڑبڑاہٹ سن کر عینا نے اسے آنکھیں دکھائیں

" اپنے کزن سے بھی کہہ دو کہ اپنا بی ہیوور بدل لے ! ورنہ میں اس کی آنکھیں نکال دوں گا "

اس نے تلملا کر کہا

" یہ کس قسم کی باتیں کر رہے ہو تم ؟ "

وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔۔

سائرس اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔اسے نہیں سمجھا سکتا تھا وہ کس دشواری سے گزر رہا ہے۔۔اس نے بات بدل کر کہا

" کل میں آفس سے جلدی آجائوں گا تم تیار رہنا ہم شادی کی شاپنگ کرنے جائیں گے "

" اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے "

اس نے نخوت سے سر جھٹک کر کہا

" ضرورت ہے عینا، اس شادی کو لے کر میرے بھی ارمان ہیں انکا گلا مت گھونٹو۔۔میں نے تمہاری بات مانی اب تمہاری باری ہے "

مستحکم لہجے میں زور دے کر کہا۔۔عینا نیم رضا مند نگاہ ڈال کر کمرے سے چلی گئی۔۔

بوریت اور مسلسل فراغت سے تنگ آکر اس نے کمرے سے باہر جھانکا۔۔

صلہ اور اسکی اچھی خاصی دوستی ہوگئی تھی۔۔

یسر بھی کبھی کبھی بے تکلفی سے پیش آتا۔۔

وہ مزاجاً بہت سلجھا ہوا اور سمجھدار تھا۔۔

زمہ داری سے اپنی بہنوں کو کالج چھوڑنے جاتا تھا یونیورسٹی جاتا ، فراغت کے وقت وہ اسے اپنی ماں کا ہاتھ بٹاتے دیکھتی تھی۔۔

البتہ اسکی ماں نیلوفر سے کچھ اکھڑی اکھڑی سی رہتی تھی۔۔غیر ضروری مخاطب نہیں کرتی تھی۔۔

شاید وہ اس سے ناراض تھی۔۔

" بھائی مجھے دیر ہورہی ہے ناشتہ کروں یا آپ کی شرٹ پریس کروں "

صلہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔

آج ماما ناشتہ بنا کر جلدی کالج چلی گئی تھیں۔۔جس کی وجہ وہ دیر سے جاگے تھے۔۔گھر میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔۔وہ دونوں چڑیوں کی طرح چہکتی ہوئی ادھر ادھر بھاگ کر تیار ہورہی تھی۔۔

" رہنے دو میں خود کرلوں گا تم تیار ہوجائو "

اس نے تیزی سے منہ چلاتے ہوئے رخ پھیر کر صلہ سے کہا۔۔وہ فورا کمرے کی طرف لپکی مبادا وہ اپنا ارادہ ہی نہ بدل لے۔۔

یسر انہیں کالج ڈراپ کرنے گیا تھا۔۔

نیلوفر ڈائننگ ٹیبل سے برتن سمیٹ کر کچن میں رکھ آئی۔۔

کچھ سوچ کر استری اسٹینڈ کے قریب آئی۔۔اس نے کبھی حویلی میں کام نہیں کیا تھا آج شدت سے یہ بات محسوس ہورہی تھی۔۔

سوئچ آن کرکے اس نے شرٹ ٹیبل پر بچھائی۔۔جونہی استری شرٹ پر رکھی دروازہ زوروں سے بجنے لگا۔۔

وہ ہڑبڑی میں اپنا ہاتھ جلا بیٹھی۔۔

شدید جلن کے احساس سے ہاتھ جھٹکتے ہوئے استری وہیں چھوڑ کر اس نے دروازہ کھولا۔۔

یسر نے اندر داخل ہوکر دروازہ بند کردیا۔۔

جلنے کی بو پورے گھر میں پھیل چکی تھی۔۔

" اوہ نووو۔۔!!"

وہ حواس باختہ ہوکر اسٹینڈ کے قریب پہنچا۔۔دیکھا تو اسکی شرٹ جل چکی تھی۔۔

وہ منہ کھولے حیرت سے نیلوفر کو دیکھنے لگا۔۔

جس کے رکے ہوئے آنسو گالوں پر بہنے لگے۔۔کسی معصوم بچے کی مانند سہم کر اپنی غلطی تسلیم کی

"سوری! "

یسر کندھے جھٹک کر رہ گیا

" آپ کو کیا ضرورت تھی یہ کام کرنے کی۔۔"

" میں بس تمہاری ہیلپ کرنا چاہ رہی تھی ، تاکہ تم لیٹ نہ ہوجائو "

اس نے سلگتی ناک رگڑتے ہوئے کہا۔۔۔

اس لمحے ازحد دلکش لگی تھی۔۔یسر کا دل کسی اور ہی لے میں دھڑکنے لگا

" تو اب رو کیوں رہی ہیں میں نے کچھ کہا کیا آپ سے؟ "

نرمی سے سوال کرتے ہوئے۔۔دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اسٹینڈ سے ٹیک لگا کر بغور اسے دیکھنے لگا۔۔

"صرف تمہاری کی شرٹ نہیں میرا بھی ہاتھ جلا ہے "

اس نے بے بسی ہاتھ آگے کیا۔۔یسر کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔۔وہ بے قراری سے اسکی طرف بڑھا

۔۔

" یہ کیا کیا آپ نے ؟؟؟ میں جانتا ہوں آپ نے کبھی گھریلو کام کاج نہیں کیئے ہیں۔۔تو پھر کیا ضرورت تھی "

وہ اسے ڈپٹتے ہوئے آئمنٹ ڈھونڈ کرلایا۔۔اور اسکے ہاتھ پر لگا دی

نیلوفر جواب دینے کے بجائے سوں سوں کرتی رہی۔۔

" اب رونا تو بند کریں "

نرمی سے کہتے ہوئے۔۔ہاتھ کی پشت اسکے رخساروں پر رگڑی۔۔

نیلوفر کے وجود میں برقی رو سی سرائیت کر گئی۔۔اسکی قربت میں سرد موسم میں بھی پیشانی عرق آلود ہونے لگی۔۔

پلکوں لخزش دھڑکنوں کا فسانہ بتارہی تھی۔۔

" نیلوفر ؟ "

اتنی شدت جذباتیت سے اسے پکارا۔۔

نیلوفر کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا جیسے پسلیاں توڑ باہر آجائے گا۔۔اس نے بھاری ہوتی پلکیں اٹھا کر گہری آنکھوں میں دیکھا۔۔جہاں صرف اسکا عکس دکھائی دیتا تھا۔۔

اس لڑکی پر نگاہ ڈالتے ہی وہ خود کو بے بس اور بے خود محسوس کرنے لگتا

لیکن ضبط کی طنابیں تھامے ہوئے اس سے دوری بنائے رکھی۔۔وہ اپنے وعدے پر قائم رہنا چاہتا تھا

۔۔

" میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں ؟ "

وہ التاف کی گہری نگاہیں اس پر قریب سرکا۔۔اور اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لے لیا

" جی۔۔؟؟ "

وہ بمشکل بولی

" کون تھا وہ ؟ "

" وہ کون ؟ "

نیلوفر کی سانسیں حلق میں اٹکیں۔۔

" وہی جس نے محبت کا جھانسا دے کر آپ کی کردار کشی کی۔۔آپ کے آنسوئوں کا سبب بنا۔۔کون تھا وہ میں جاننا چاہتا ہوں ؟ "

نیلوفر کی آنکھوں میں گرم سیال چمکنے لگا۔۔بڑی مشکل سے اس نے بھولنے کی کوشش کی تھی۔۔

اس کے سوالوں نے پرانے زخم نوچ ڈالے تھے۔۔وہ شدید ازیت سے دوچار ہونے لگی۔۔

اسکے آنسوئوں پر بے تاب سا ہوکر پوچھنے لگا

" کیا میں نے کچھ غلط پوچھ لیا !! "

" چھوڑو مجھے ! "

اس کی آہنی گرفت سے خود کو چھڑانے کی سعی کی۔۔

" کب تک بھاگیں گی آپ ، جواب کیوں نہیں دے دیتی آخر کس کو بچانے کی کوشش کررہی ہیں؟ "

نادانستہ اسکا لہجہ اور گرفت سخت ہوتی چلی گئ

" تم مجھے مجبور کررہے ہو ، پلیز ایسا مت کرو"

نیلوفر سسک کر بولی۔۔اسے فورا اپنے رویے کا احساس ہوا۔۔اگلے لمحے اس سے دور ہوا۔۔

" آپ چاہے اسے چھوڑ دیں لیکن میں اسے معاف نہیں کروں گا ، اسے اس زیادتی کی قیمت چکانی پڑے گی ، آپ کے ایک ایک آنسو کا حساب لوں گا میں "

مضبوط اور مستحکم لہجے میں بولا تھا وہ تقریبا بھاگتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔۔اور دروازہ بند کرلیا

پریسہ کی ہنسی کی قلقاریاں پورے حال میں گونج رہی تھی۔۔وہ کئی دنوں بعد اپنے کمرے سے نکل کر اس کے ساتھ وقت گزار رہا تھا۔۔

ملائکہ یہ بدلائو دیکھ کر خوش بھی ہوئی اور دکھی بھی۔۔!!

وہ یہ سب دکھاوے کے لئے کر رہا تھا۔۔تاکہ ان دونوں کا دھیان اسکی جانب سے ہٹ جائے۔۔

" اسلام و علیکم ، بھئی کیا بات ہے آج تو بہار اتر آئی ہے ہمارے آنگن میں۔۔!!"

شازم نے مشترکہ سلام کرکے تحیر بھری مسکراہٹ سے باری باری دونوں کو دیکھا۔۔اور جھک کر پریسہ کو گود میں اٹھا لیا جو وردان کی گود سے نکل کر اسکی طرف دوڑی تھی۔۔

" اللہ ہمیں ایسی کئی بہاریں دیکھنا نصیب کریں "

اسکے دل سے دعا نکلی تھی۔۔

وردان جھینپ کر ہلکا سا مسکرایا۔۔اور اٹھ کر کمرے میں جانے لگا۔۔

" برخوراد ، کھانا ہمارے ساتھ کھائو گے آج تم ، مجھے تمہارے ساتھ ایک خوشی کی خبر شیئر کرنی ہے ، ملائکہ تم جلدی سے کھانا لگائو ، میں فریش ہوکر آتا ہوں "

دونوں کو ایک ہی جواب میں نپٹا کر کمرے کی جانب بڑھے۔۔خوشی ان کے انگ انگ سے عیاں ہورہی تھی۔۔وردان پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔۔

" کیا بات ہے ماموں ؟ "

شازم کھانے سے ہاتھ روک کر اسکی طرف متوجہ ہوکر بولا۔۔

" میں نے اپنے دوست کی چھوٹی بہن کو تمہارے لئے پسند کیا ہے ، وہی جو اس دن ہمارے گھر آئی تھی ، بہت پیاری اور سمجھدار بچی ہے ، مجھے بہت پسند آئی ، تم بتاؤ تم کیا کہتے ہو ؟ "

"تمہاری رضامندی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو گا ، چاہے ان کے جتنے بھی عزیز دوست کیوں نہ ہو "

ملائکہ نے اسکی سائیڈ لی اک مخصوص سی چمک تھی ان کی آنکھوں میں۔۔عرصے بعد انکے پررونق چہرے دیکھ رہا تھا

وردان نے بمشکل نوالہ نگلا۔۔پانی کا گلاس حلق میں انڈیلتے ہوئے خشک گلا تر کیا۔۔

شازم اور ملائکہ کا رنگ مدھم پڑنے لگا۔۔

" ماموں ، میں۔۔۔!"

بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے انکا ماند پڑتا چہرہ دیکھا۔۔جو تھوڑی دیر پہلے خوشی سے تمتما رہا تھا۔۔

" میں رضا مند ہوں ، جیسا آپ کہیں ! "

ہمیشہ اپنی لاابالی طبیعت کے بعث انکا دل ہی دکھایا تھا۔۔اب ان کی محبتوں کا حق ادا کرنا چاہتا تھا

" دیٹس گریٹ ، تو پھر ہم کل ہی ان کے گھر چلتے ہیں "

وہ خوشی سے جھوم اٹھے

" جی "

وہ اتنا ہی کہہ سکا۔۔کرسی دھکیل کر اٹھا اور کمرے میں چلا گیا۔۔ملائکہ کی افسردہ نگاہوں نے بہت دور تک اسکا پیچھا کیا

" آپ کو نہیں لگتا ہم اسے مجبور کررہے ہیں شازم؟"

"ہم اسے اکیلا بھی نہیں چھوڑ سکتے ملائکہ ، تم دیکھ نہیں رہی اسکی حالت کیا ہوگئی ہے ، وہ دھیرے دھیرے ختم کررہا ہے خود کو ، انشااللہ ہمارا فیصلہ اسکے حق میں بہتری لائے گا "

"انشااللہ "

بداندیشوں کو سوچوں سے جھٹکتے ہوئے صدق دل سے اسکے لئے دعائیں مانگیں

"کم از کم شادی تک نیناں کو کسی بات کی خبر نہیں ہونی چاہیئے "

شازم نے سختی سے تائید کی

"فکر نہ کریں اب تو وردان خود ہی نیناں سے دور رہتا ہے "

اسکے لئے یہی بہتر ہے "

وہ کہہ کر کھانے کی طرف متوجہ ہوئے

حسین شہروز کا کیس وہ جیت چکے تھے۔۔شہروز احمد نے خاص طور پر پھولوں کا بکے بھجوا کر شکریہ ادا کیا تھا۔۔وہ اس کے بے حد ممنوع تھے۔۔

مسز شہروز نے اسے ڈھیروں دعائیں دی تھی۔۔

" مس سرینہ ؟ "

عدالت سے باہر نکلتے وقت کسی نے اسے آواز دی

اسکے بڑھتے قدم اور دھڑکنیں تک رک گئیں۔۔کبھی اس آواز پر وہ ہمہ تن گوش رہتی تھی۔۔وہ چلتا ہوا اسکے پیچھے رک گیا۔۔وہ چاہ کر بھی نظر انداز نہ کر سکی فرار کی راہیں مسدود ہوچکیں۔۔

" جی ؟ "

انتہائی فارمل انداز میں کہتے ہوئے مڑی۔۔

سعیر بغور اسے سر تا پا دیکھا۔۔سیاہ سفید مخصوص حلیے میں آنکھوں پر گاگلز سجائے وہ بہت اچھی لگ رہی تھی

" کوئی کام ہے آپ کو ؟ ویسے پیشے سے میں ایک وکیل ہوں ، آجکل حسین شہروز کے کیس پر کام کررہی ہوں ، کہیئے کیا مدد کر سکتی ہوں آپ کی؟ "

اسکے چہرے پر آشنائی کا شائبہ تک نہ تھا۔

کیس تو مجھے بھی کرنا ہے آپ پر ؟ دھوکہ دہی کا کونسی دفعات لگیں گی مس سرینہ؟ "

اس نے دانت پیس کر کہتے ہوئے فاصلہ سمیٹا

"310,آپ کو مجھ پر کیس کرنا ہے تو شوق سے کیجئے "

اسکی دیدہ دلیری پر وہ عش عش کر اٹھا

" کیس تو میں ضرور کروں گا ، اور اپنا بیٹا بھی واپس لوں گا "

اسکی آنکھیں غصے سے سرخ پڑنے لگیں۔۔

" میکال کا نام تو مت ہی لو تم اپنی زبان سے ، وہ تمہارا بیٹا نہیں ہے "

" وہ میرا بیٹا ہے ، اور میرے پاس اس بات کا ثبوت کا ہے۔۔چاہو تو تم بھی دیکھ لو "

اس نے ڈی این اے رپورٹ آنکھوں کے سامنے لہرائی۔۔

سرینہ کی آنکھوں میں مرچیاں سی بھرنے لگیں۔۔

اسے افسوس ہونے لگا اس شخص سے اس نے کبھی محبت کی تھی۔۔

" تمہیں شرم نہیں آتی ؟ جس چیز کا تصور بھی میرے لئے سوہان روح ہے تم کتنی بے حسی سے کہہ رہے ہو۔۔کیا ثابت کرنا چاہتے ہو ڈی این اے رپورٹ سے تم ؟ کیا لگتا تمہیں کہ میں بہت ہی ہلکے کردار کی لڑکی ہوں !!! "

وہ جو عدالت میں پرزور اور نڈر ہوکر کسی کا دفاع کررہی تھی خود پر بات آئی تو روہانسی ہوگئی۔۔

" تمہیں پتا ہے میں نے اکیلے کتنی تکلیفیں کاٹی ہیں۔۔کتنا کرب جھیل کر اسے پال پوس کر بڑا کیا ہے ، اس لئے نہیں کہ کوئی تم جیسا گھٹیا شخص آکر مجھ سے میرا بیٹا چھین لے ، میرے جسم کا حصہ ہے وہ ، میرا بیٹا ہے وہ ، تمہیں ہرگز نہیں دوں گی میں "

وہ لاجواب رہ گیا

اب کچھ باقی نہیں رہ گیا تھا ، اس شخص کی بے وفائی سہہ سکتی تھی۔۔کوئی اسکی کردار کشی کرے اسے برداشت نہیں تھا۔۔

" تم نے طلاق کا مطالبہ کیا تھا نا مجھ سے ؟ "

آنسوئوں کے ہیجان سے آواز غیر متوازن ہونے لگی۔۔شدت سے دل چاہا اک بار تو وہ شخص ' ناں ' کہہ دے ، لیکن ایسا نہیں ہوا۔۔بھیگی آنسو سے اسکے چہرے پر رقم سفاکیت کو دیکھتی گئی۔۔

"آج میں تم سے طلاق مانگتی ہوں سعیر سلطان ،

مجھے تم سے طلاق چاہیئے "

اس نے سسکتے ہوئے کہہ دیا بالاخر جسے سوچ کر اسکی جان جاتی تھی۔۔مزید بوسیدہ رشتہ گھسیٹتے گھسیٹتے تھک گئی تھی۔۔قدم لڑکھڑانے لگے ، سانسیں سینے میں اٹکنے لگیں۔۔وہ ضبط کر گئی

" لیکن میں تمہیں اپنا بیٹا نہیں دوں ، کسی قیمت پر بھی نہیں "

اس نے لمبی سانس لے کر اس صدمے اور بے کیفی کے عالم کو کم کرنے کی کوشش کی۔۔اس اجنبی پر غلط نگاہ ڈالے بغیر الٹے قدموں وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔اسکے جانے بعد سعیر کو محسوس ہوا۔۔جیسے بہت قیمتی چیز اس سے چھننے جارہی ہو ، مگر کیا!!! وہ سمجھ نہیں پارہا تھا

ماما اور علی بھائی آچکے تھے۔۔انہوں نے ایئرپورٹ پر آنے سے منع کیا تھا۔۔

کچھ اسکی طبیعت مضمحل سی تھی۔۔اس کے باوجود فریش ہوکر کچن میں مائشہ کا ہاتھ بٹانے لگی۔۔

" بھائی بتا رہے تھے کہ ملائکہ اور ان کی فیملی کو بھی ڈنر پر انوائٹ کیا ہے انہوں نے "

مائشہ نے سلاد کاٹتے ہوئے بتایا

"اچھا ہے نا یہ نیک کام جتنی جلدی ہوجائے اتنا ہی اچھا ہے ، علی بھائی کا بزنس ہے وہاں اتنے دن ملازموں کے سہارے نہیں چھوڑ سکتے "

کیبن سے کپ نکالتے ہوئے چائے ڈالنے لگی۔۔

"بات تو ٹھیک ہے "

" تم بتائو تمہیں کیسا لگا وردان ؟ "

باپ اڑاتا کپ اسکے سامنے رکھ کر چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی

" اچھا ہے ، لیکن بہت کم گو ہے تمہیں تو پتا ہے ایسے سوپر بورنگ بندے مجھے کچھ خاص پسند نہیں آتے لیکن۔۔!!"

" لیکن؟ "

سرینہ نے زور دیتے ہوئے پوچھا

" یہ بندہ کچھ الگ ہے ، سب سے بڑھ کر ہینڈسم ہے میرے جتنا نہیں ہے لیکن ٹھیک ہے !! اوکے ہے "

اس نے منہ بسورتے ہوئے بات بنائی۔۔سرینہ نے اسے نظروں سے گھورا

" علی بھائی کے سامنے یہ سب مت کہہ دینا۔۔جانتی ہو نا انکے مزاج کو۔۔!!"

" ٹھیک ہے تم کہتی ہو تو اچھی بچی بن جاتی ہوں "

اس نے سلاد پر حتمی نگاہ ڈال کر اسے ایک سائیڈ پر کیا۔۔اور ہاتھ دھو کر چائے کا کپ اٹھالیا۔۔

وہ جتنا بھی نظرانداز کرتی لیکن وردان کی سگریٹ نوشی والی حرکت بار بار اسے کلک ہورہی تھی۔۔

تذبزب کا شکار تھی۔۔کسی کو بتائے یا نہ بتائے۔۔!!

کچھ ہی دیر میں علی بھائی ، ماما اور انکی فیملی سمیت آچکے تھے۔۔گھر میں خوب رونق لگی ہوئی تھی۔۔.

" گھر تو بڑا خوبصورت ہے تمہارا"

ماما نے کھلے دل سے تعریف کی تھی۔۔سرینہ اس ادا پر نثار ہی ہوگئی تھی۔۔کتنے عرصے بعد ان کے لہجے میں اسکے لئے پہلے کی سی شفقت اور محبت تھی۔۔بھابھی بہت خوش ہوکر ملی تھی۔۔

جبکے علی بھائی ہنوز برف کا مجسمہ بنے ہوئے تھے۔۔انہوں نے اسکے سلام کا جواب دینا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔

نہ ہی میکال کو نظر بھر کر دیکھا تھا۔۔۔

اگر مائشہ کی خوشی کا خیال نہ ہوتا تو وہ اسکے گھر کبھی نہ ٹھہرتے۔۔

ان کے رویے نے اسکا دل ہولا دیا تھا۔۔لیکن اس نے لب مہر بند کرلئے تھے۔۔جہاں اتنا عرصہ گزر گیا تھا وہاں کچھ وقت اور سہی۔۔وہ سہنے کی عادی ہوگئی تھی۔۔

رات کے کھانے کی تیاری وہ لوگ کر چکے تھے۔۔ملائکہ اور شازم باقاعدہ رشتہ لے کر آئے تھے۔۔ وردان بھی ان کے ہمراہ تھا۔۔اپنے مخصوص چہرے کے ساتھ الگ تھلگ سا بیٹھا تھا۔۔

مائشہ کو ہول اٹھ رہے تھے۔۔کوئی شخص کیسے اتنا چپ رہ سکتا تھا اتنی خوبصورت لڑکی کو پاکر۔۔!!!

دل چاہا اسے جھنجھوڑ کر ہوش دلائے۔۔کھانے کے بعد باہمی رضامندی سے اک چھوٹی سی انگوٹھی کی رسم کردی گئی۔۔

رات گئے تک باتوں کے ساتھ چائے کا دور چلا۔۔

مائشہ کو موقع ہی نہیں ملا وگرنہ وہ روبرو وردان سے اس حرکت کے بارے میں پوچھتی جو اسے پریشان کررہی تھی۔۔

علی بھائی نے موقع دیکھ کر اگلے ہفتے کے آخر میں نکاح کی تجویز پیش کی تھی جس پر ملائکہ اور شازم بھی رضا مند تھے اسی کے ساتھ وہ لوگ واپس چلے گئے۔۔

" وردان تم خوش تو ہونا ؟ دیکھو علی میرا بہت اچھا دوست ہے ، مائشہ اسکی ہی نہیں میری لئے بھی بہنوں جیسی ہے ، مجھے اسکی خوشی بھی بہت عزیز ہے مجھے مایوس مت کرنا میرے دوست کے سامنے ۔۔!!"

شازم ماموں نے لوٹتے وقت اس سے کہا تھا۔۔

" جی ماموں "

اس نے سعادت مندی سے سر ہلایا۔۔اصل خوشی کیا ہوتی ہے یہ تو اسے آج تک پتا نہیں چل سکا ، نہ ہی کبھی محسوس کروایا گیا۔۔ہاں وہ ان کی خوشی میں خوش تھا۔۔!!

سرینہ ، بھابھی اور ماما تینوں نے مل کر اسکی شادی کی شاپنگ مکمل کی تھی۔۔

ویسے تو وہ شاپنگ کی شوقین تھی۔۔لیکن شادی کا سن کر اسکا جی اٹھ گیا تھا۔۔

اسی لئے ملائکہ نے صبح فون کرکے پیغام دیا تھا کہ نکاح اور ولیمے کا جوڑا وہ اور وردان دونوں جا کر پسند سے خرید لائیں۔۔

سرینہ کو یہ آئیڈیا اچھا لگا تھا اسلئے اس نے فورا حامی بھرلی۔۔

البتہ مائشہ سن کر کب سے منہ ہی منہ میں بڑبڑا رہی تھی۔۔بلاخر اسکی بے چینی زبان پر آ ہی گئی۔۔

" آپی آپ کو پتا بھی ہے وہ سوپر بورنگ انسان ہے پتا نہیں اسکی چوائس کیسی ہو گی۔۔اسکے باوجود آپ نے ہاں کیوں کی ؟؟ "

" ارے بھئی۔۔اور کیا کرتی وہ تمہارا ہونے والا شوہر ہے۔۔وہ تمہارے ساتھ نہیں جائے گا جوڑا پسند کرنے تو کون جائے گا۔۔!!"

سرینہ کی جگہ جواب بھابھی کی طرف سے آیا

" جوڑے کی جگہ کوڑا پسند نہ آجائے اسے بس۔۔!!

ورنہ سب دوستوں میں میری ناک کٹ جائے گی "

" کب سے بک بک کیئے رہی ہو۔۔ایک بار جائو تو سہی ، اور مجھے تو لگتا ہے وہ تمہاری پسند کو ترجیع دے گا ، سلجھا ہوا اور سمجھدار لگتا ہے "

ماما نے ان کی گفتگو میں حصہ ڈالا۔۔

" دیکھتے ہیں! "

اسکا انداز چیلنجنگ تھا۔۔جست لگا کر سلب سے اتری اور فریش ہونے چلی گئی۔۔

مال جانے کے بعد اسے اندازہ ہوا یہ بندہ اسکی سوچ سے زیادہ بورنگ تھا۔۔بولنا تو جیسے جانتا ہی نہیں تھا۔۔اگر وہ ہاں کہتی تو 'ہاں ' میں سر ہلادیتا

نہ کہتی تو 'ناں ' میں.۔۔

باقی سارا وقت اس نے بیزاریت اور اکتاہٹ بھرے چہرے بناتے ہوئے گزارا۔۔

اسکے لئے لباس بھی مائشہ نے ہی پسند کیئے تھے۔۔

" مجھے بہت بھوک لگی ہے چلو کسی ریسٹورنٹ میں کچھ اچھا سا کھاتے ہیں "

اسکی بات سن کر وردان پر سکتہ طاری ہوگیا۔۔اس سے زیادہ اب اور برداشت نہیں کرسکتا تھا۔۔

وہ خود ساختہ بڑبڑاتی آگے بڑھتی جارہی تھی۔۔رک کر پلٹی تو وہ وہیں کھڑا تھا۔۔

" یہ اول فول چہرے مت بنائو اوکے ؟ اگر پیسے لگ رہے ہیں تو پہلے ہی بتادو میں گھر جاکر کھالوں گی ! "

انگلی اسکی چہرے پر پوائنٹ کرتی ہوئی ناک چڑھا کر بولی۔۔وردان نے حتی الامکان تاثرات بدلتے ہوئے جلدی سے کہا۔۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے"

" تو پھر چلو۔۔بہت بھوک لگی ہے۔۔!!"

اس نے ازحد بے چارگی سے کہا وردان کی جگہ اگر کوئی ہوتا تو بھی مسمار ہوجاتا۔۔لیکن اس پتھر کے دیوتا پر زرا برابر اثر نہ ہوا۔۔

بمشکل اسکی جھک جھک کھانے کے دوران برداشت کی تھی۔۔اور اسے گھر ڈراپ کرکے گھر آگیا۔۔

عمومی طور پر اسے سگریٹ کی طلب ہورہی تھی۔۔الماری کا پٹ جیسے ہی کھولا۔۔گلابی رنگ کا دوپٹہ پھسلتا ہوا اسکے قدموں میں گر گیا۔۔۔

اس نے سبک روی سے دوپٹہ اٹھا لیا۔۔بہت دیر تک اسے دیکھتا رہا، وہ تمام زیادتیاں جو اس نے نیلوفر کے ساتھ کیں تھی۔۔اور کیا کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔۔اس نے گھبرا کر دوپٹہ واپس پھینک دیا۔۔

وہ اسکا گنہگار تھا، اس پر حویلی والوں نے اسے اک معمولی ملازم کے ساتھ بیاہ کر بہت ظلم کیا تھا۔۔!!

جب اسے پتا چلا تو وہ بہت پچھتایا اپنی حرکت پر،

بہت بار اس سے معافی مانگنے کی ہمت جٹانے کی کوشش مگر بے سدھ۔۔!!تب تک پانی سر کے اوپر آ چکا تھا

وہ اپنی ہی نظروں میں گر گیا تھا۔۔

سر جھٹک کر دوپٹہ الماری میں رکھ کر اس نے سگریٹ کا پیکٹ اٹھا لیا۔۔

غفلت میں اک لڑکی کی زندگی برباد کر چکا تھا، اور دوسری کو لاعلم رکھ کر برباد کرنے جا رہا تھا۔۔

گناہ پر گناہ کررہا تھا، ازیت سے آنکھیں موند کر بیڈ پر صوفے پر نیم دراز ہوگیا۔۔

چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔

" تم مجھے نظر انداز کیوں کررہے ہو ؟ آخر میرا قصور کیا ہے ؟ "

اسکی بے رخی اور نہیں سہہ سکتی تھی۔۔بلآخر آج پوچھ ہی لیا

وہ کافی کا کپ اٹھا کر پلٹا

" ہٹو میرے راستے سے "

" نہیں ہٹوں گی ، پہلے مجھے میرے سوال کا جواب چاہیئے؟"

اسکے اجنبی لہجے کو نظرانداز کرتی ہوئی ڈٹ کر بولی۔۔حسین نے اسے ایک طرف کرکے راستہ بنایا

"بس یہیں تک تھی تمہاری محبت۔۔؟ تو مجھے اپنے پیچھے آنے پر مجبور کیوں کیا تھا تم نے ؟؟ "

" وہ سب چھوڑو, ج جھوٹ اور فریب میں تم نے مجھے پھنسایا ہے اسکا زمہ دار کون ہے مس آبش ؟ "

جو کئی دنوں سے دہکتے انگارے کی مانند سلگ رہا تھا آتش فشاں بن کر پھٹ پڑا

" میں نے تم سے کوئی جھوٹ نہیں بولا حسین ، میں تو خود اب تک لاعلم تھی "

وہ روہانسی ہوگئی۔۔

حسین بے یقین نگاہوں سے دیکھتا کپ دوبارہ رکھ کر پلٹا۔۔

" واقعی آبش ؟ اپنے جھوٹے آنسو دکھا کر تم نے مجھے اتنا پاگل کردیا کہ میں بورڈ آف ڈاریکٹر تک چلا گیا ، تمہارے ایک جھوٹ کی وجہ سے جانے کیا کیا کیا میں نے؟ اور تم ابھی بھی مجھسے کتنے اطمینان سے پوچھ رہی ہو ، کیا جھوٹ بولا ہے تم نے ؟؟؟ ایک نمبر کی جھوٹی ہو تم "

وہ انگلی اٹھا کر چبا چبا کر کہتا اسکے بے حد نزدیک آگیا۔۔

" میری محبت کا اور ناجائز فائدہ نہیں اٹھا سکتی تم ، بس بہت ہو گیا۔۔بہتر ہو گا تم میری نظروں سے بلکے اس گھر سے چلی جائو ، مجھے نفرت ہے تم سے "

اسکی آنکھوں میں اپنے لئے بے پناہ غصہ اور بدگمانی دیکھ کر دل دھک سے رہ گیا۔۔اسکی زبان گنگ رہ گئی

" کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو ؟ کیوں پاگلوں کی طرح لڑ رہے ہو ایک دوسرے سے !! "

" ماما اس سے کہیں یہاں سے چلی جائے ! ورنہ میں کچھ کر بیٹھوں گا "

"حسین!!! "

مسز شہروز نے سختی سے تنبیہہ کی

وہ خون آشام نظروں سے آبش کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔۔اسکے آنسوئوں کا حسین پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔۔

" کیا ہوا بیٹا ؟ کس بات بھڑک ہے یہ لڑکا ؟ "

مسز شہروز نے اسے دیکھا۔۔

" کچھ نہیں پھپھو "

وہ کہہ کر تیزی سے اپنے کمرے میں چلی گئی

" اماں سرکار ؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ؟ آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں ؟ "

سبک روی سے اٹھتے قدم تیز ترین ہو گئے۔۔

جب اماں سرکار کو بے چینی سے باغیچے میں ٹہلتے دیکھا

" میں ٹھیک ہوں میرے بچے ! بس دل گھبرا رہا تھا میرا اسلئے باہر آگئی "

" آیئے یہاں بیٹھئے۔۔!!بیٹھ کر بات کرتے ہیں "

انکا ہاتھ پکڑ لان میں رکھی چیئر کے قریب لے گیا

" بتائیں ؟ کیا ہوا آپ کی طبیعت کو ؟ کیوں دل گھبرا رہا ہے آپ کا ؟ "

" جب سے اپنی معصوم بیٹی کو رخصت کیا ہے وہ بھی اسکے ناپسند اور اسکی حیثیت سے آدھی حیثیت والے لڑکے کے ساتھ۔۔تب سے عجیب وسوسے دماغ میں آرہے ہیں۔۔بے چین نہ ہوئوں تو اور کیا کروں۔۔"

سعیر نے برہمی نے پہلو بدلا

" آپ فکر نہ کریں۔۔اس نے یہ راستہ خود چنا ہے اپنے لئے ، اب اس راستے کی کٹھائیوں سے بھی اسے خود ہی لڑنا ہے "

اب تمہیں کیا بتائوں ، اس راستے کا انتخاب اک سازش تھی میری معصوم بیٹی کے خلاف۔۔!!وہ بھلا کہاں واقف تھی اس فریب ساز دنیا سے تبھی تو مار کھا گئی۔۔

سوچتے ہی دل میں درد سا اٹھنے لگا

" میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہو سعیر ، اب ان باتوں کا بوجھ میں اور نہیں سہہ سکتی بیٹا "

" کیا بات ہے اماں ؟ "

وہ چونکا

"تمہیں جو اپنی پہلی بیوی کے متعلق چیک ملا تھا وہ سچ ہے "

"میں جانتا ہوں یہ بات! "

" وہ چیک میں نے اسے دیا تھا "

انہوں نے سعیر کی سماعتوں پر بم گرایا

" کیا؟؟ "

" ہاں، میں مجبور ہوگئی تھی۔۔نیناں ہر دن ہر رات مجھ سے کہتی تھی کہ وہ تم سے محبت کر بیٹھی ہے ، شازم نہیں مان رہا اور یہاں حویلی میں بھی اسے بہو تسلیم نہیں کیا جارہا تھا۔۔وہ یہ اچھے سے جانتی تھی کہ تم اپنی پسند سے یونیورسٹی میں ہی کسی لڑکی سے نکاح کر چکے ہو۔۔یہ بات اسی نے مجھے بتائی تھی۔!!۔پتا نہیں کیسے میں اس کی باتوں میں آکر وعدہ کر بیٹھی کہ تم سے اسکی شادی ضرور کروائوں گی۔۔

نیناں نے اس لڑکی کو ڈھونڈا تھا۔۔میں نے اسے خطیر رقم دی کہ وہ تمہاری زندگی سے چلی جائے۔۔ لیکن اس لڑکی نے صاف انکار کردیا۔۔اس کے بعد تو میں نے ہار مان لی کیونکہ تم بھی اس سے محبت کرتے تھے۔۔!!

لیکن نیناں نے مجھ سے ایک ہفتے کا وقت مانگا تھا۔۔کہ وہ تمہیں منا کر ہی دم لے گی۔۔۔اس نے اس لڑکی کے گھر والوں کے سامنے تمہارے نکاح والا راز کھول دیا اور نہ جانے کیا سچ جھوٹ باتیں بتا کر اسے گھر سے نکلوا دیا۔۔نیناں کو لگا کہ تم اب اسکے لئے حامی بھرلو گے لیکن تم نے ہاں نہیں کی اور پھر۔۔"

" پھر؟ "

پھٹی پھٹی سی آواز نکلی۔۔اماں نے جھکا سر اٹھا کر اسکی صدمے بھری نگاہوں میں دیکھا۔۔

" پھر ہمارے پاس ایک ہی راستہ بچا تھا۔۔خدا گواہ ہے میں اس پر بلکل راضی نہیں تھی۔۔مگر نیناں حضرت بی بی سے تمہارے لئے تعویز بنوا کر لائی تھی تاکہ تم اس لڑکی کے سحر سے نکل آئو اور نیناں کے لئے حامی بھر دو۔۔مجھے مجبوراً اسکا ساتھ دینا پڑا"

" اماں۔۔!!"

بے ساختگی اور بے یقینی سے اسکے لبوں سے پھسلا تھا۔۔اماں سرکار ندامت سے گردن جھکائے اعتراف جرم کررہی تھی۔۔

"آ۔۔۔آپ نیناں کی حقیقت سے بہت پہلے سے واقف تھی ، اسکے باوجود آپ نے اسکا ساتھ دیا ؟ "

وہ صدمے سے بے ہوش ہونے کو تھا۔۔

" خدارا میری بات کا یقین کرو بیٹا ، مجھے نیناں کی اصلیت بعد میں پتا چلی ، قسم سے اگر مجھے پتا ہوتا یہ ڈائن ہماری زندگیوں پر یوں قابض ہوجائے گی ، کہ سانس لینا دوبھر کردے گی میں کبھی تمہاری زندگی میں اسے شامل نہ کرتی۔۔۔،،، میں ڈر گئی تھی بیٹا !!! میں بہت ڈر گئی تھی مجھے لگا ، وہ شہری لڑکی تمہیں مجھ سے چھین لے گی "

انہیں سن کر تو سعیر کا دماغ مائوف ہونے لگا۔۔پچھلے ہفتے تو وہ سرینہ کے خلاف الگ کہانی سنا رہی تھی، اور اب!

" میں نے اس شہری لڑکی کے بارے میں سمجھے ، پرکھے بغیر رائے قائم کرلی تھی ، مجھے لگا وہ مجھ سے میرا بیٹا چھین لے گی جبکے نیناں تو گھر کی بچی ہے ہمارا خون ہے۔۔مگر مجھے کیا پتا تھا ہمارا خون ہی ہماری جڑیں کاٹ دے گا۔۔یہ تو ڈائن سے بھی خطرناک نکلی "

وہ دونوں ہاتھوں میں سر گرا کر بے بسی اور کرب سے آنسو بہانے لگیں۔۔۔

سعیر کے الفاظ دم توڑ گئے تھے۔۔سب کچھ شیشے کی طرح واضع دکھائی دینے لگا۔۔ایسے جیسے وہ کسی نیند سے جاگا ہو۔۔

" اللہ نے مجھے میرے کرموں بہت بڑی سزا دی۔۔جس نیناں کو اپنا مان کر اس پر بھروسہ کرکے میں نے اسکا ساتھ دیا ، اپنے بیٹے کا بسا بسایا گھر اپنے ہاتھوں سے اجاڑ دیا ، اس لڑکی پر میری وجہ سے جانے کیسے کیسے الزام لگے ہوں گے۔۔میرے انہی گناہوں کی سزا میری نیلوفر نے بھگتی ہے۔۔اسکے کردار کو بھی تارتار کی گیا۔۔۔یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔میں نے سب کچھ برباد کردیا ، ہائے میری بچی۔۔میری نیلوفر "

اماں کی آہیں اور کراہیں بلند سے بلند تر ہونے لگیں۔۔وہ روتے ہوئے خود کو کوس رہی تھی ، اپنا سر پیٹ رہی تھی۔۔حالات کی ستم ظریفی تو یہ تھی کہ سعیر نے اپنی ماں کو کندھا تک میسر نہیں کیا۔۔ اس خود کا ہوش نہیں تھا۔۔لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھا اور ان سے دور ہوگیا۔۔

****

یہ دن اسکی زندگی کے صبر آزما اور طویل دن تھے۔۔ازیت سے کتنی ہی بار بالوں کو مٹھیوں میں جکڑا ، کتنی بار بونٹ پر لیٹ کر دوبارہ اٹھا ، سونے کی ناکام کوششیں بھی کیں۔۔اسی کشمکش میں رات کا

اندھیرا چھٹ گیا تھا۔۔روشن صبح کی اجلی کرنیں چار سو پھیل چکی تھی۔۔وہ جوں کا توں ساحل کنارے گاڑی کے پاس بیٹھا تھا۔۔

اک بھیگی پلکوں والی صورت ، اور سرخ آنکھیں بار بار اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی۔۔اماں نے بروقت اپنی غلطیوں کا اعتراف کرکے اسکی زندگی مزید تباہ ہونے سے بچالی تھی۔۔

وہ اک گناہ کرنے جا رہا تھا۔۔!!

ابھی اس نے اپنے بیٹے کو دیکھا تک نہیں تھا ، باپ ہونے کا احساس کیا ہوتا ہے ابھی تو محسوس کرنا باقی تھا ،

اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے جا رہا تھا۔۔یہ اس سے کیا ہوگیا تھا ؟؟

اگر اس نے یہ قدم اٹھالیا ہوتا ،، تو انجام کیا ہوتا !!

بار بار یہ خیال دل پہ آرے سے چلانے لگا۔۔

اگر اس کے جذبے سچے ہوئے تو وہ اس کے احساسات کو بھی ضرور سمجھے گی۔۔۔

ایک بار تو اپنے بیٹے سے ضرور ملے گا۔۔

اس نے وکیل کے لئے ایک پیغامی میسیج بھیجا اور جست لگا کر گاڑی سے اترا۔۔اسی لمحے اسکے منہ سے خون بہنے لگا۔۔کسی احساس کے تحت اس نے چھوا تو اک لمحے ششدر رہ گیا۔۔

پھر سر جھٹک کر نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔۔۔

آج اسکی مہندی تھی۔۔صرف خاص رشتے داروں کو مدعو کیا تھا۔۔۔

جن میں اسکی دوستیں بھی شامل تھی۔۔

مہندی اسے صبح ہی لگ چکی تھی۔۔سہیلیوں کی بدولت مایوں دو دن پہلے ہی ہوچکا تھا۔۔رسمیں وغیرہ ہوچکیں تھی۔۔وہ دوستوں کی چھیڑ خانیوں کا بھرپور جواب دے رہی تھی۔۔

حالانکہ ماما کی گھوریوں کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔۔وہ انجوائے کررہی تھی۔۔

" اچھی لگ رہی ہو ؟ "

اس نے گردن آواز کی جانب موڑی۔۔کریم کلر کے سادہ کرتے باچامے میں ھادی بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔۔

" تھینک یو ، نظر نہیں آتے آج کل تم ؟ تمہاری بیسٹ فرینڈ کی شادی ہے۔۔وہ تمہیں مس کررہی تھی ؟"

سرینہ کا اشارہ مائشہ کی جانب تھا۔۔

" جی بلکل، اسی کے شکوے سن کر آرہا ہوں ، تم بتائو حسین شہروز کے کیس کا کیا بنا ؟ "

ھادی نے سرسری سا پوچھا

" حسین با عزت بری ہوچکا ہے ، لیکن میں پراسیکیوٹر فاروق پر کیس کرنے کی تیاری کررہی ہوں"

بڑے ہی اطمینان سے کہتی اسکے ہوش اڑا گئی

" پراسیکیوٹر فاروق پر کیس ؟ کس وجہ سے ؟ "

" انہوں میرے کلائنٹ حسین شہروز پر پوچھ گچھ کے دوران تشدد کیا تھا ، جس کے میرے پاس واضع ثبوت ، گواہ ، میڈیکل رپورٹ سب موجود ہے "

اسکی طرف متوجہ ہوکر خاصی تفصیل سے بتانے لگی۔۔

ھادی لب بھینچ کر رہ گیا۔۔وہ چاہ کر بھی اسکے فیصلے پر احتجاج نہیں کر سکا۔۔

" تم کیس جیت تو چکی ہو سرینہ ؟ پھر کیوں ان بے ضمیر لوگوں کے منہ لگنا چاہتی ہو ، دفع کرو ! "

عامیانہ لہجے میں کہا ، وہ اسکے لئے پریشان تھا

" میں اپنے کام ادھورے نہیں چھوڑتی ھادی تم جانتے ہو "

اس نے بااعتماد لہجے میں جواب دیا

" اور اس کام کا کیا جو تم نے پچھلے کئی سالوں سے ادھورا چھوڑا ہوا ہے ؟ وہ کب مکمل کرو گی سرینہ ، یا مجھے انتظار کی سولی پر لٹکائے رکھنے کا ارادہ ہے "

جذب سے کہا۔۔سرینہ سٹپٹا گئی

" ھادی پلیز ، ہماری دوستی کا ہی خیال کرلو "

" تم میرے دل کا خیال کرو ، دوستی ہمیشہ قائم رہے گی یہ میرا وعدہ ہے تم سے !! "

وہ جذبے لٹاتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا

" فکر مت کرو بڈی ، اب آپ کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا ، آپی میری شادی کے فورا بعد خلع کا کیس دائر کرنے والی ہیں"

مائشہ کی پر جوش آواز پر وہ دونوں چونکے۔۔

" او گاڈ ، ریئلی ؟ "

خلع کے نام پر سرینہ کی دھڑکنیں مدھم پڑنے لگیں۔۔اس نے فورا ھادی کی رنگ بکھیرتی صورت سے نظریں چرا لیں۔۔

" اور نہیں تو کیا ، ان کے نامدار شوہر تو میکال پر اپنے بیٹے کا دعوی بھی کر چکے ہیں ، لیکن اس بار آپی کمزور نہیں پڑیں گی۔۔ہے نا آپی ؟ "

مائشہ نے بغور اسکی لال پڑتی آنکھیں دیکھی۔۔

" اسکیوزمی ! "

وہ معذرت کرکے وہاں سے ہٹ گئی۔۔

"تم نے مجھے یہ خوشخبری پہلے کیوں نہیں دی "

"کیا کرتی دو دو خوشخبریاں ایک ساتھ ہینڈل نہیں کر پارہی تھی میں ، بوکھلا گئی تھی "

" دوسری کونسی ؟ "

ھادی چونکا

" میری شادی کی یارر "

" ہاہاہاہا "

سن کر وہ بے ساختگی سے قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔اور بلا تکلف اسکے گرد بازو دراز کرتے ہوئے کہا۔۔

" سو تو ہے "

خوشی دونوں کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔

اتوار کا دن تھا۔۔صلہ اور ماہین مسز عبداللہ کے ساتھ مارکیٹ گئی ہوئیں تھی۔۔

مسز عبداللہ نے خود تو اسے نہیں کہا مگر صلہ سے کہلوایا تھا اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتادے !

لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔۔

ان کا رویہ شروع دن سے اسکے ساتھ اکھڑا اکھڑا سا تھا۔۔شاید وہ اس کے بارے میں سب کچھ جانتی تھی۔۔اسی لئے !

گارڈن میں ٹہلتے ہوئے وہ اسی بارے میں سوچ رہی تھی کہ نادانستہ نگاہیں یسر پر ٹھہر گئیں۔۔

جو مگن انداز میں کدال سے زمین کھود رہا تھا۔۔پاس ہی ارغونی رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھولوں والا پودا پڑا تھا۔۔ہرے بھرے گارڈن کو دیکھ کر دل میں خوبخود خوشگوار سا احساس جاگنے لگا۔۔

جو اسکے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھا۔۔یسر اسے ٹہلتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔۔

" تمہیں گارڈننگ بہت پسند ہے ؟"

وہ اسکے قریب چلی آئی

" بابا کے جانے کے بعد شوق یہ پیدا ہوا، شروع شروع میں بابا یہ سب کیا کرتے تھے۔۔مجھے کوئی شوق نہیں تھا میں بس دور سے انہیں دیکھتا تھا۔۔لیکن اچانک ان کی موت کے بعد یہ گارڈن مرجھا سا گیا، یہ گھر بھی ہم سے لے لیا گیا تھا اس کے بعد بھی میں روز یہاں آتا تھا پودوں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔۔بس تب سے انسیت سی ہوگئی ہے "

کہتے ہوئے بہت لگن اور پیار سے پودا مٹی میں دفن کرنے لگا۔۔

" اس گارڈن میں صلہ ، ماہین ، ماما سب کے نام کا ایک ایک پودا ہے ، جسکی وہ دیکھ بھال کرتی ہیں۔۔ یہ چھوئی موئی کا پودا ہے جو میں نے آپ کے لئے لگایا ہے ، اس کے پتے آدمی کے ہاتھ لگانے سے

بلکے سائے تک سے مرجھا جاتے ہیں ، بلکل آپ کی طرح۔۔اس لئے اسکی زمہ داری میں خود لیتا ہوں "

وہ اب ہاتھ جھاڑتا ہوا اسکے بلمقابل ہوا۔۔

اسکی باتیں سن کر نیلوفر کے رخسار دہکنے لگے۔۔اس نے بوکھلا کر یہاں وہاں دیکھا۔۔

" کوئی نہیں ہے ، صرف میں اور آپ ہیں ! "

اسکی حالت سے حظ اٹھاتا ہوا چھیڑنے لگا۔۔

" مجھے پتا ہے "

نیلوفر نے راہِ فرار اختیار کرنا چاہی۔۔

" تو آپ گھبرا کیوں جاتی ہیں مجھ سے ؟ "

اس نے گرد آلود ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اسکی بے داغ کلائی تھام لی۔۔

" ایسا تو کچھ نہیں "

" لگ تو ایسا ہی رہا ہے ، بلکے اب تو مجھے یقین ہونے لگا ہے ، آپ تو ایسے قابظ ہو چکی ہیں۔۔میرے ہی کمرے سے مجھے ہی بے دخل کر دیا ہے، اوپر سے لاک کر کے سوتی ہیں سارے راستے مجھ پر بند کر دیئے ہیں ، میں بیچارا مام کو کیا صفائی دوں روز روز ؟ آخر اس دوری کا سبب کیا ہے ؟"

شدت تشنگی سے کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔۔اب کے وہ سنجیدگی سے استفسار کر رہا تھا۔۔

" میں نے کب منع کیا آپ کو کمرے میں آنے سے ؟ آپ کا کمرہ ہے جب چاہے آئیں "

اس نے بیگانگی سے کہا

" مطلب تم اجازت دے رہی ہو ؟"

بھاری آواز میں دریافت کرنے لگا۔۔نیلوفر کے لئے پلکیں اٹھانا محال ہوگیا۔۔

شرماتی لجاتی بے حد پیاری لگ رہی۔۔یسر خود کو روک نہیں سکا۔۔اور ہاتھ بڑھا کر اسکی چھوٹی سی ناک کھینچی۔۔

اس سے پہلے وہ کوئی قدم اٹھاتی ، پل دروازہ بجنے پر اس نے شکر ادا کیا۔۔

" کیا بات ہے بھابھی ، آپ نے بھی یہ کام شروع کردیا۔۔میری مانیں تو رہنے دیں آپ کے شوہر کو ہی کرنے دیں یہ کام ، دیکھیں ہاتھ منہ مٹی مٹی کر لئے آپ نے ،اور پودا ایک بھی نہیں لگایا "

اس نے ہڑبڑا کر یسر کو دیکھتے ہوئے اپنی ناک رگڑی۔۔

جو اسکی حرکت پر بے ساختہ ہنس دیا۔۔

نکاح کا انتظام گھر کے لان میں ہی کیا گیا تھا۔۔

مائشہ اپنی دوست کے ہمراہ پارلر گئی ہوئی تھی۔۔سرینہ اور بھابھی نے سارا انتظام سنبھالا ہوا تھا۔۔

بارات کی آئو بھگت کے لئے پیش پیش تھیں۔۔ھادی مائشہ کو پارلر سے پک کرکے گھر لے آیا تھا۔۔

سرخ عروسی جوڑے میں ، مناسب سا میک اپ کیئے پرکشش لگ رہی تھی۔۔اس پر دلہناپے کا خوب نکھار آیا تھا۔۔

قاضی صاحب نے اجازت سے نکاح پڑھوانا شروع کیا تو مائشہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔اس نے گھبراہٹ کے مارے دونوں ہاتھ باہم پیوست کرلئے۔۔

ماما ، بھائی ، سرینہ آپی سب اسکے پاس موجود تھے پھر بھی لگ رہا تھا جیسے وہ ان سے دور جارہی ہے ۔۔

اس موقع پر بابا بہت یاد آرہے تھے۔۔

'قبول ہے '

کی آواز کے ساتھ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے سگنیچر کر دیئے۔۔دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے ۔۔وہ دل سے دعاگو تھی کہ وردان کو لے کر اسکی ساری الجھنیں اور خدشات دور ہوجائیں۔۔

ماما ، علی بھائی ، ھادی سبھی نے اسے پیار کرتے ہوئے باری باری مبارکباد اور ڈھیروں دعائیں دی۔۔۔

میکال اس سے علیحدگی کا سن کر اداس ہوگیا تھا۔۔اسے اپنے ساتھ لگا کر کب سے دلاسے دے رہی تھی۔۔

کن اکھیوں سے اس نے کئی دیر سے اک ہی پوزیشن میں بیٹھے وردان کو دیکھا۔۔اب برداشت کرنا مشکل ہوگیا تھا۔۔

" تم اس قدر اکتائے ہوئے کیوں لگ رہے ہو ؟ دلہن لینے آئے ہوں خیر سے ، مردہ دفنانے نہیں آئے !

انسان مسکرا ہی دیتا ہے یار، شکل پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں "

وردان سٹپٹا گیا۔۔فوراً بتیسی دکھاتے ہوئے سیدھا ہوا

" ایسے بھی نہیں کہا اب "

وہ برا مانتے ہوئے بولی

" تو کیسے کہا ہے ؟ "

اس نے الجھ کر پوچھا۔۔۔

" کیا میں اچھی نہیں لگ رہی تمہیں ؟ "

اسے نیا خدشہ لاحق ہوا

" نہیں۔۔اچھی لگ رہی ہو "

وہ سرسری سی نگاہ ڈال کر بولا

" نہیں لگ رہی ، یا لگ رہی ہوں ؟ ایک بات بتائو؟ "

اس نے ہاتھ اٹھا کر پوچھا

" بہت اچھی لگ رہی ہو "

وہ زچ ہوا تھا

" وہی نا ، تبھی میں سوچوں ، اتنا مہنگا میک اپ یونہی کروایا میں نے ، ویسے تم بھی کچھ کم نہیں لگ رہے ، ہینڈسم شوہر ہو ناں تو رشتے داروں کو جلانے میں اور بھی مزا آتا ہے "

کندھے پر پڑے بالوں کو سہلاتی ہوئی آنکھ دبا کر پرتکلف انداز میں بولی۔۔

وہ لاشعوری طور پر مسکراتے ہوئے اسکی طرف متوجہ ہوا

اس کے چہرے پر عجیب سی مقناطیسیت تھی۔۔اگ نگاہ ڈالتے ہی دیکھتا رہ گیا۔۔عروسی جوڑے میں اس وقت دنیا کی حسین ترین لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔۔بہت نازک ، بہت پیاری

من و عن اعتراف کرنا پڑا۔۔۔

" ہیلو ؟؟ تم سے کہہ رہی ہوں"

"میں ؟ ج۔۔جی ! "

اس نے ہڑبڑا کر نگاہیں ہٹالیں

" میری دوستیں اگر دودھ پلائی کے زیادہ پیسے مانگیں تو مت دینا ، کوئی ڈرامہ کردینا ، سب جانتی ہوں میں ان کو میسنیاں ہیں ایک نمبر کی "

اس کے کان میں بھرپور دوستوں کو کوستی ہوئی سرگوشیوں میں بولی۔۔

وردان ناگہانی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

کیا تھی وہ لڑکی۔۔!!!

دودھ پلائی کی رسم سرینہ کی اجازت سے مائشہ کی دوستوں نے ہی کی تھی۔۔

جس پر شازم نے انہیں منہ مانگی قیمت کر خوش کردیا تھا۔۔مائشہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی تھی۔۔اسکی صورت دیکھ کر جانے کیوں وردان کو ہنسی آرہی تھی۔۔

رسومات ادا کرتے کرتے شام ہوگئی تھی۔۔رخصتی کا وقت آن پہنچا تھا۔۔اس نے بہت دل کو سمجھایا مگر قدرتی طور پر آنسو آہی گئے۔۔سب سے وداع لینے کے بعد قرآن پاک کے سائے تلے رخصت ہوکر اپنے مزاجی خدا کے گھر سدھار گئی۔۔

شاپنگ تقریبا مکمل ہوچکی تھی۔۔بس شادی کا جوڑا لینا باقی تھا۔۔آئوٹ-لیٹ پر بھاری بھرکم جوڑے دیکھ دیکھ کر اسے ہول اٹھ رہے تھے۔۔

اسکی نظروں کا مفہوم سمجھ کر سائرس دل ہی دل میں محفوظ ہوا تھا۔۔

" کیا سوچ رہی ہو ؟ "

" مجھے لگتا ہے یہ میرے ٹائپ کے کپڑے نہیں ہیں ، ہم کہیں اور چلتے ہیں "

" ہم یہیں سے خریدیں گے"

سائرس نے لب دباتے ہوئے زور دے کر کہا اور متلاشی نگاہوں سے سرخ رنگ تلاشنے لگا۔۔

عینا اندر ہی اندر تلملا کر غیر دلچسپی سے یہاں وہاں نظریں دوڑانے لگی۔۔

" یہ کیسا ہے ؟ "

اس نے نفیس سی فراق کا رخ عینا کی طرف کیا۔۔۔

جسے دیکھ کر وہ غش کھانے والی تھی۔۔

" تم یہ سب جان بوجھ کر رہے ہو نا؟ مجھے ٹارچر کرنے کے لئے ؟ "

وہ خود کو روک نہیں سکی۔۔

اسکا تپا ہوا چہرہ دیکھ کر وہ ہنسی کنٹرول نہیں کر سکا۔۔

" ہاہاہا ، تمہاری سوچ ہے ، میں کیا کہہ سکتا ہوں , ویسے یہ اچھا لگ رہا ہے نا؟ یہ کلر تم پر بہت سوٹ کرے گا"

"ہونہہ! "

وہ غصے پیچ وتاب کھا کر رہ گئی..سائرس اس سے مزید بحث کیئے بغیر فراق اٹھا کر کائونٹر کی جانب بڑھا

بد تمیز۔۔"

اسے کائونٹر کی طرف بڑھتا دیکھ کر بڑبڑائی

وہ بے حد خوش تھا۔۔اس لئے اسکے نخرے خوشی خوشی اٹھا رہا تھا۔۔نال سے نکلتے ہی شاپنگ بیگ ملازم کے حوالے کرکے وہ لوگ قریبی ریسٹورنٹ میں آ گئے۔۔

جب سے شادی کی بات چلی تھی وہ بہت خوش تھا۔۔مسکراہٹ اسکے لبوں سے اک پل کے لئے بھی جدا نہیں ہوئی تھی۔۔یہ دیکھ دیکھ کر عینا دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی۔۔ایک بار تو اسے اپنے فیصلے پر سخت پیشمانی ہوئی تھی۔۔۔

" کیا سوچ رہے ہو ؟ "

اس نے کھوجتی ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔

" یہی کہ اماں کو اس شادی پر اختلاف تھا شروع دن سے ہی ، لیکن انہوں کوئی رد عمل نہیں دیا۔۔ سوچ رہا ہوں اس خاموشی کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے "

" ہونہہ ، اب کر بھی کیا سکتی ہیں وہ مجھ سے نفرت کے سوا !"

سائرس نے منفی انداز میں سر جھٹکا۔۔اور کہنے لگا

" یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے تمہیں قبول کر لیا ہو ، کبھی مثبت بھی سوچ لیا کرو "

" جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے انکا بس نہیں چلتا ورنہ مار کر کہیں پھینک آتیں مجھے " وہ تلخی سے بولی

" میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا ، چاہے میرا اپنا ہی کیوں نہ ہو میں کسی کو یہ اجازت نہیں دوں گا"

عینا بے ساختہ اسکی سنجیدہ آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔وہ یقیننا سچ کہہ رہا تھا۔۔پھر نگاہیں ہٹا کر وال کے پار مرکوز کیں۔۔

دن متواتر گزرتے جارہے تھے۔۔اس دن کے بعد وہ اپنے گائوں واپس آچکی تھی۔۔اسے یہاں آئے دو ہفتے ہو چکے تھے۔۔حسین اتنا بدگمان ہوچکا تھا کہ اس نے مڑ کر اس کا حال تک نہیں پوچھا تھا۔۔ پھپھو کا فون آتا رہتا تھا۔۔اماں نے انہیں منع کردیا تھا۔۔آبش واپس شہر نہیں جارہی تھی وہ اسے آگے نہیں پڑھانا چاہتے تھے۔۔

دن بہت نبردآزما اور اداسی سے گزر رہے تھے۔۔

خوش قسمتی سے پھپھو آج ان سے ملنے اور اماں کی عیادت کے لئے آئی تھی۔۔جب سے اماں کو سائرس کی شادی کی خبر ملی تھی۔۔وہ ٹینشن سے بیمار پڑ چکی تھی

ہر وقت صالحہ خالہ کو کوستے نہیں تھکتی۔۔

" حسین کو کیا ہوا ہے ؟ اتنا چپ چپ کیوں ہے ؟ "

اماں کے سوال پر پھپھو جھینپ کر مسکرائی۔۔

اب انہیں کیا بتاتیں! وہ کن حالات سے گزر رہے تھے

آبش نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو ہنوز سر جھکائے اپنے جوتوں کو گھور رہا تھا۔۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ انہیں باتیں کرتا چھوڑ کر اپنے کمرے میں آگئی۔۔

حسین اپنے جلتے ہوئے دل کو روک نہیں سکا۔۔اور اسے مخاطب ک بیٹھا۔۔

" جیسی کرنی ویسی بھرنی"

اس نے چونک کر دروازے پر دیکھا۔۔جہاں وہ چہرے پر اجنبیت لئے کھڑا تھا۔۔

" تم نے میرا دل دکھایا مجھے چیٹ کیا ، اور کسی نے وہی سب تمہارے ساتھ دہرایا۔۔کیسا لگ رہا ہے ؟؟ اپنے شوہر کی دوسری شادی کا سن کر؟ "

لفظوں کی سی سفاکیت اسکی آنکھوں سے بھی چھلکنے لگی۔۔آبش سر تا پا سلگ گئی

" اول تو تم مجھے اس غلطی کا زمہ دار ٹھہرانا بند کردو ، جو میں نے کی ہی نہیں۔۔اور دوسری بات مجھے خود بھی اس نکاح کا علم نہیں تھا "

"جھوٹ بول رہی ہو تم !! "

وہ پھٹ پڑا اور چبا چبا کر کہنے لگا

" تمہیں نہیں ماننا تو مت مانو ، لیکن پلیز یہاں سے چلے جائو میرا دل اور مت جلائو "

اسکی آنکھیں نم ہونے لگیں

" ہونہہ۔۔"

وہ اسکی بے بسی پر تلخی سے ہنسا تھا۔۔

" بہت بے رحم ہوگئے ہو تم "

آبش نے بے یقینی سے دیکھتے ہوئے شکوہ کیا

"تم سے ہی سیکھا ہے ، کیسے پہلے مجھے پاگل بنایا اپنی محبت میں , اور اب حویلی کی بہو بننے پر جشن منارہی ہو۔۔فکر مت کرو تمہارے شوہر پر بھی ان جھوٹے آنسوئوں کا جادو چل ہی جائے گا "

تذلیل آمیز لفظوں پر اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے

"حسین بس بہت ہو گیا ، اپنی کیفیت کا الزام تم مجھے مت دو میں نے تمہیں محبت پر مجبور نہیں کیا تھا "

" تو کون ہے میری اس حالت کا زمہ دار ، ہاں ؟ تم سوچ بھی نہیں سکتی آبش مجھ پر کیا بیت رہی ہے اس وقت ، جب تمہیں کسی دوسرے شخص کے ساتھ تصور کرتا ہوں تو دم نکلنے لگتا ہے میرا، دل تو چاہتا ہے تمہیں اور تمہارے شوہر کو گولی سے اڑا دوں۔۔دھوکے باز "

اسے آہنی گرفت میں جکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے غصے اور انتقام کی ملی جلی کیفیت میں بولا

" اگر ایسے تمہیں سکون ملتا ہے تو مار ڈالو مجھے ، تم سب مل کر مار ڈالو مجھے ، اماں روز یہ بتا بتا کر دل کا خون کرتی ہیں کہ سائرس میرا شوہر ہے ، کیا ہوا اس نے دوسری شادی کرلی تو تمہارے لئے بھی کہیں نہ کہیں جگہ بنا ہی لے گا وہ۔۔دل میں نہ سہی تو حویلی میں سہی۔۔اس ازیت سے بہتر ہو گا تم مجھے مار ہی دو "

بھیگی پلکیں اٹھا کر شکوہ کن نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔

اسکے دل کچھ ہوا تھا۔۔اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔۔مصنوعی نفرت، انتقام ، غصہ ، اڑن چھو ہو گیا۔۔

" حسین ؟؟ "

ماما اسے بلا رہی تھی۔۔وہ خاموشی سے اسے گرفت سے آزاد کرکے کمرے سے نکل گیا۔۔

" آپ مجھ سے ناراض ہیں آنٹی؟ "

مسز عبداللہ نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور بیگانگی سے کہنے لگیں

" نہیں بھلا میں کیوں کسی سے ناراض ہونے لگی"

" تو آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتیں ؟ "

اس نے تھوڑی ہمت کرکے پوچھ ہی لیا۔۔

وہ ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگیں

" تو کیا کروں ؟ ہنسوں ، کھیلوں تمہارے ساتھ ؟ بی بی ہم محنت کرکے کمانے والے لوگ ہیں اتنا وقت نہیں ہے کہ صاحبزادی کا دل بہلاتے پھریں "

اس قدر تیز اور سخت الفاظ سن کر اسکا رنگ پھیکا پڑ گیا

وہ دلبرداشتہ ہوکر چوکھٹ سے واپس پلٹنے لگی تھی کہ وہ بول پڑیں۔۔

" میرے بیٹے کے ساتھ تم لوگوں نے جو کچھ کیا ہے ؟ کیا لگتا ہے میں معاف کردوں گی تمہیں ؟ نہیں بی بی , یسر میرا اکلوتا بیٹا ہے ہم تینوں ماں بیٹیوں کا سرپرست اور محافظ ہے اگر اسے کچھ ہوجاتا تو ؟ "

ان کا لہجہ بھیگنے لگا۔۔

مارے اہانت اور شرمندگی کے نیلوفر کا سر سینے سے لگ گیا

" میں نے آج تک اپنے بیٹے کو کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی، ہر آسائش دی حتی کہ اسکے والد کے جانے کے بعد بھی ، جانتی ہو مجھے کیسا لگا ہوگا جب وہ میرے علم میں لائے بغیر تمہاری حویلی میں نوکری کرتا رہا ہے"

وہ اٹھ کر اسکے پاس آگئیں۔۔

" ادھر میری طرف دیکھو ؟ ہے کوئی جواب تمہارے پاس ؟ "

اسکا چہرہ بلند کرتے ہوئے غصے سے پوچھا۔۔

نیلوفر کے لبوں پر قفل لگ چکا تھا۔۔اسے تو جواب دینا بھی نہیں آتا تھا۔۔

" پتا نہیں کس کی باتوں میں آکر تم سے شادی کر بیٹھا یسر"

انتہائی ناپسندیدگی اور حقارت سے چوکھٹ سے پرے دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔۔

ٹھاء کی آواز کے ساتھ اسکے جسم میں اک جنبش ہوئی۔۔وہ کپکپاتے لب بھینچ کر آنسو رگڑتی ہوئی کمرے میں آگئی۔۔

یسر نوکری کی درخواست دینے کے لئے ڈاکمنٹس جمع کر رہا تھا۔۔اسے دیکھ کر سرسری سا پوچھا۔۔

" ماما کے کمرے سے آوازیں آرہی تھی ؟ تم تھی کیا ان کے ساتھ ؟ "

" ہاں۔۔انہوں نے مجھے کمرے سے نکال دیا ! "

وہ خود پر قابو نہیں کر سکی اور ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو پڑی۔۔

یسر نے اک طویل سانس کھینچی۔۔اور دلاسہ دیتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا

" آپ فلحال ان سے بات نہ ہی کریں ، انکا غصہ ٹھنڈا ہوجائے گا تو وہ خود آکر اپنے رویے کے لئے معذرت کرلیں گی ، میں جانتا ہوں انہیں اچھے سے "

" وہ مجھے ناپسند کرتی ہیں یسر "

" آپ کو ناپسند کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ، اچانک میرے شادی کے فیصلے سے وہ ناراض ہیں مجھ سے ،، جب انہیں پتا چلا کہ آپ کا تعلق حویلی سے ہے تو وہ مجھ سے ناراض ہوگئیں۔۔اور کوئی بات نہیں"

" کیا مطلب ؟ "

وہ ٹھٹھکی

" بس اک پرانی رنجش کو سینے سے لگائے بیٹھی ہیں اور کوئی بات نہیں۔۔"

" تم کچھ چھپا رہے ہو مجھ سے ؟ "

اس نے بغور اسکے تاثرات جانچے

" وقت آنے پر سب بتا دوں گا آپ کو۔۔"

اس نے نرمی سے کہا

" ابھی کیوں نہیں ؟ "

وہ استفسار کرنے لگی

" ابھی مجھے جاب کے انٹرویو کے لئے جانا ہے ، دعا کریئے گا میرے لئے ! "

بات ٹالتے ہوئے ڈاکومنٹس اٹھا کر کمرے سے نکل گیا۔۔

کشادہ اور پرسکون کمرہ سرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا۔۔

اس نے بے ساختہ لمبی سی سانس لی۔۔پھولوں کی مسحور کن خوشبو اسکے پورے وجود سے لپٹ گئی۔۔ ملائکہ نے اسے دیکھ کر دل ہی دل میں ڈھیروں دعائیں دی تھی۔۔اور کہتے ہوئی اندر آئی

" میں نے تمہارا ڈریس ریڈی کر دیا ہے تم فریش ہو جائو "

" جی۔۔"

وہ انہیں دیکھ کر جھینپ کر مسکرائی۔۔

آنا کی مسلسل کالیں آرہی تھی۔۔شاید انہیں اسکی شادی کی خبر لگ چکی تھی۔۔۔وہ نظر انداز کیئے سگریٹ پر سگریٹ پھونکے جارہا تھا۔۔پارک کی تمام بتیاں بجھ چکی تھی۔۔چوکیدار کئی بار اسے جانے کا کہہ چکا تھا۔۔

اب کی بار وہ اثبات میں سرہلا کر اٹھنے لگا تو فون پھر سے چھنگھاڑنے لگا۔۔

اس نے کال پک کرکے کان سے لگالیا۔۔

" یہ میں کیا سن رہی ہوں ؟ تم نے شادی کرلی وردان ! یہ کیا حرکت کی تم نے , کون ہے وہ لڑکی ؟ کس خاندان سے تعلق ہے اسکا۔۔؟ مجھے بتانا یا بلانا گوارا نہیں کیا نا تم نے وردان ، مجھے یقین نہیں آرہا ! "

نیناں کی صدمے اور غصے سے بھرپور ڈانٹ سن کر اسکے سلوٹ زدہ پیشانی بے تاثر ہوگئی۔۔

" یقین تو مجھے بھی نہیں آرہا آنا۔۔لیکن یہی حقیقت ہے ! جسے تسلیم کرنے کی کوشش کررہا ہوں "

اس نے عجیب انداز میں کہا

" شازم نے دبائو ڈالا ہے نا تم پر ، وہ ہمیشہ سے یہی کرتا آیا ہے اپنی بات منوانے کے لئے۔۔۔میں اسے معاف نہیں کروں گی۔۔تمہاری زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ وہ اکیلا کیسے کر سکتا ہے۔۔میں خالہ ہوں تمہاری , میرا زیادہ حق ہے تم پر !"

وہ اب مزید برداشت نہیں کر سکا۔۔اسکی زبان سے بے ساختہ ادا ہوا

" مجھے سب پتا چل چکا ہے آنا !"

دوسری طرف نیناں کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔۔وہ لڑکھڑا کر سنبھلی۔۔کپکپاتے لہجے میں پوچھا

" ک۔۔کیا پتا چل گیا ہے؟ "

" سب کچھ ! "

اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔آنکھیں خطرناک حد تک سرخ پڑ گئیں تھی۔۔دل چاہ رہا تھا اپنی قسمت پر دھاڑیں مار مار کر روئے۔۔پھر کافی دیر تک منتظر رہا لیکن نیناں کی طرف سے کوئی جواب ، کوئی دلیل ، کوئی صفائی نہیں آئی۔۔

"کیوں آنا"

اس نے سیاہ سکرین کو گھورتے ہوئے کپکپاتے لبوں سے کہا۔۔آنسو اسکی آنکھوں سے پھسلتے ہوئے اسکرین بھگونے لگے۔۔

اگر اسکے سامنے ہوتی تو جھنجھوڑ کر اس سے سارے سوالوں کے جواب مانگتا !

لیکن اب تو اسکی حالت درگوں تھی۔۔وہ قدم کہیں رکھ رہا تھا پڑتا کہیں تھا۔۔

پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ گھر پہنچا تو واشروم سے پانی گرنے کی آوازیں آرہی تھی۔۔

مائشہ ٹاول بالوں کو لپیٹے فریش ہوکر آئی۔۔

پہلے اسے دیکھ کر چونکی۔۔پھر نارمل انداز میں کہا

" اچھا ہوا تم آگئے، جائو لائونج میں میرا دوپٹہ پڑا ہے وہ اٹھا لائو "

" میں ؟ "

اس نے بے یقینی سے سینے پر انگلی جما کر پوچھا،

" ہاں تم ، دوپٹہ بہت بھاری تھا اسلئے میں نے وہیں اتار دیا تھا جائو اٹھالائو ، اتنا حیران کیوں ہورہے ہو ! "

اسے دیکھتے ہوئے بات مکمل کرکے آئینے کے سامنے رک گئی۔۔وردان عجب نگاہوں سے اسکی پشت کو گھورتا دوپٹہ اٹھا لایا۔۔جو واقعی کافی بھاری تھا۔۔

اب اسکی پلکیں بھاری ہو رہی تھی۔۔وہ مزید کچھ کہے بغیر صوفے پر ہی نیم دراز ہو گیا۔۔

" ویسے تم تھے کہاں ؟ اتنی دیر سے ! "

مائشہ نے سرسری سا پوچھا۔۔چند لمحے جواب کی منتظر رہی پھر سر جھٹک کر بیڈ پر لیٹ گئی۔۔

" لائٹ آف کردوں ؟ مجھے اندھیرے سونے کی عادت ہے !" اس نے زرا اونچی آواز میں پوچھا۔۔مگر کوئی جواب نہیں ملا۔۔اسے اب تشویش ہونے لگی

" وردان ؟ "

آہستگی سے پکارتے ہوئے اسکا کندھا ہلایا۔۔پیشانی کو چھوا جو بخار کی تپش سے دہک رہی تھی۔۔وہ بیحد پریشان ہونے لگی۔۔رات کے دو بجنے کے قریب تھے۔۔اس نے کچھ جھجک کر ملائکہ کے کمرے پر دستک دی۔۔

" کیا ہوا ؟ اس وقت کوئی مسلہ ہے ؟ "

وہ اسے دیکھ کر فکرمندی سے پوچھنے لگی۔۔وہ شرمندہ سی ہوکر بولی

" آئی ایم سو سوری ، آپ کو جگانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔وردان کو بہت تیز بخار ہے آپ کوئی ٹیبلٹ دے دیں ! "

ملائکہ نے سن کر پریشانی کا اظہار کیا پھر میڈیکل باکس ڈھونڈ کر اسے تھماتی دودھ گرم کرنے چلی گئی ۔۔

وہ مسلسل پندرہ منٹ ٹھنڈے پانی پٹیاں اس کے سر پر رکھتی رہی تب کہیں بخار کچھ کم ہوا۔۔اسے گرم دودھ کے ساتھ ٹیبلٹ دے کر وہ وہیں صوفے پر نیم دراز ہوگئی۔۔

" معذرت کے ساتھ آج اس گھر میں تمہارا پہلا دن تھا اور آج ہی یہ سب ہوگیا "

ملائکہ شرمندہ سی ہوکر کہنے لگی۔۔

" کوئی بات نہیں ، اس میں آپ لوگوں کی کیا غلطی ہے۔۔خیر آپ آرام کریں پریشانی کی کوئی بات نہیں ، میں ہوں وردان کے پاس ! "

اس نے سلیقہ ، سعادت مندی سے جواب دیا۔۔ملائکہ تشکرانہ نگاہ اس پر ڈال کر کمرے سے چلی گئی ۔۔وہ بھی شادی کے جھمیلوں کی وجہ سے تھکی ہوئی تھی اسکی فورا آنکھ لگ گئی۔۔

" آپ کو جاب مل گئی ہے

بھائی ہمیں فائیو اسٹار ریسٹورنٹ میں ٹریٹ چاہیئے "

صلہ اور ماہین ٹریٹ مانگتی ہوئی مکھیوں کی طرح اسکے گرد بھنبھنا رہی تھی۔۔وہ مانتا ہی بنا

" ٹھیک ہے بابا ، دے دوں گا فلحال تو بخش دو۔۔تھکا ہوا ہوں آرام کرنا چاہتا ہوں "

اس نے جان چھڑانا چاہی۔۔سچ تو یہ تھا کہ وہ یہ خوشخبری نیلوفر کو سنانے کے بے تاب تھا۔۔

" تھکے ہوئے ہیں یا کوئی اور بات ہے ! "

صلہ نے معنی خیزی سے کہا۔۔

" بس کرو لڑکیوں پیچھے ہی پڑ گئی ہو میرے بچے کے ، کہہ تو رہا ہے دے دیگا ٹریٹ "

مسز عبداللہ نے اسکی سائیڈ لیتے ہوئے کہا۔۔

" آپ کہہ رہی ہیں تو ، ٹھیک ہے یہ نہ ہو صرف بھابھی کو لے جائیں اور ہمیں بھول جائیں"

"بس کرو , بہت بولنے لگی ہو تم ! "

مسز عبداللہ نے اسے ڈپٹ کر کہا۔۔تو وہ پیر پٹختی ہوئی وہاں سے ہٹی

" آپ نے کیوں ڈانٹا اسے ماما، مزاق کررہی تھی "

" بہت فضول بولنے لگی ہے۔۔کان کھینچتی ہوں میں اس کے"

وہ نیلوفر کے زکر پر اکثر چڑ جاتی تھی۔۔

یسر محسوس کر چکا تھا۔۔وہ شوز اتار کر ایک طرف کرکے ان کے قریب بیٹھ گیا۔۔

" میں جانتا ہوں آپ نیلوفر سے خفا ہیں ، لیکن وہ میری بیوی بن چکی ہے اب ، اور آپ ہی تو کہتی ہیں مرد پر جتنا حق اسکی ماں کا ہوتا ہے اتنا ہی بیوی کا بھی ہوتا ہے ، میں آخری سانس تک آپ کا فرمانبردار رہوں گا ماما۔۔کوئی دوسری عورت نہ مجھے آپ لوگوں سے الگ کرسکتی ہے نہ ہی میں اسے یہ اجازت دوں گا "

وہ ان کے خوف کو جانتا تھا۔۔آج بیٹے کی زبانی باتیں سن کر انکی آنکھیں بھرا گئیں۔۔بے ساختہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا

" میں نے ایسا کب کہا "

"یہ خوف آپ کے دل میں تو ہے ناں۔۔اپنے دل سے سارے خدشات اور وسوسے نکال دیں۔۔آپ میرا سب کچھ ہیں ، میں آپ کو صلہ اور ماہین کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائوں گا"

انکا ہاتھ دباتے ہوئے تحفظ اور یقین کا احساس دلایا۔۔

انہیں آج یسر اپنے شوہر کی یاد دلا گیا۔۔

" میں جانتی ہوں "

اسکی پیشانی پر بوسہ دینے لگی۔۔

" ماما میں جانتا ہوں آپ میرے شادی کے فیصلے سے خوش نہیں ہیں مجھ سے ناراض ہیں۔۔آپ کا حق ہے ، لیکن کوئی بھی بات اپنے دل میں مت رکھا کریں،بلکے رعب سے کہہ دیا کریں میں بس آپ کو پرسکون اور خوش دیکھنا چاہتا ہوں آپ نے کتنا کچھ کیا ہے بابا کے جانے کے بعد ہم تینوں کے لئے اب میری باری ہے "

"خوش رہو ہمیشہ "

دل و جان سے دعاگو تھی۔۔اس نے دانستہ نیلوفر کا زکر نہیں کیا تھا۔۔وسوسے اور غبار کی گرد چھٹ گئی تھی۔۔ان کے دل سے خوف اور تنام بدگمانیاں جاتیں رہیں۔۔

وہ ریک میں رکھی کتابیں دیکھ رہی تھی آہٹ محسوس کرکے اس نے کتاب بند کردی۔۔وہ قدم قدم چلتا ہوا اسکے پیچھے آکر رک گیا۔۔

" مجھے جاب مل گئی ہے"

بھاری اور گھمبھیر آواز میں سرگوشی کی۔۔

" مبارک ہو "

اس نے پلٹنے کی کوشش کی۔۔۔وہ بے حد نزدیک کھڑا تھا۔۔اس کی شرماتی لجاتی صورت اس قدر دلکش منظر پیش کر رہی تھی کہ اسکا دل بے قابو ہوگیا۔۔اسکی پیشانی پر اک شدت بھرا بوسہ دیا۔۔ اس افتاد پر بوکھلا کر لڑکھڑائی۔۔اس کے گال سرخی گلنار ہونے لگے۔۔یسر نے دلچسپی سے یہ منظر دیکھا

" ہاں! میں آپ کو بتانا بھول گیا، آپ کے بھائی ملے تھے انہوں ہمیں اپنی شادی پر انوائٹ کیا ہے "

" سائرس ادا کی شادی؟؟ کیا واقعی ؟ "

وہ سب بھول بھال کر خوشگوار حیرت سے دریافت کرنے لگی۔۔یسر سپاٹ تاثراتوں سے گردن ہلا کر پلٹ گیا

" ہم جارہے ہیں نا ادا کی شادی میں ؟ "

وہ اسکے ہمراہ ہوئی

" ہم نہیں جارہے نیلوفر "

وہ لفظ بہ لفظ جتا کر بولا۔۔نیلوفر کا رنگ اتر گیا

" مگر کیوں ؟ "

" جب تک وہ لوگ اپنے رویے کی معافی نہیں مانگ لیتے ،

آپ کو کھویا ہوا مقام واپس نہیں دے دیتے آپ وہاں نہیں جائیں گی "

" پلیز یسر "

وہ روہانسی ہوگئی

" اس پر کوئی بحث نہیں نیلوفر ! میں نے کہہ دیا آپ وہاں نہیں جائیں گی "

وہ کٹھور پن سے بولا۔۔اسکے آنسوئوں کو نظرانداز کرنا انتہائی مشکل تھا۔۔اس لئے وہ کمرے سے نکل گیا۔۔

صالحہ بیگم خود پر ضبط کیئے ہوئے تھیں۔۔انہیں اندازہ تھا صفیہ پر کیا گزر رہی ہوگی۔۔

وہ دونوں طرف سے مجبور تھی

ایک طرف ان کی بہن تھی دوسری طرف بیٹے کی خوشیاں دونوں کو ہی ناراض نہیں کر سکتی تھی۔۔

انہوں نے ہمت مجتمع کرکے کال کی تو آبش نے اٹھائی۔۔

بھتیجی کی آواز سن کر شرمندگی سے چند لمحے بول ہی نہیں پائی۔۔

پھر ہمت کرکے پوچھ ہی لیا۔۔شرمندہ بھی تھی اور پیشماں بھی

" کیسی ہو بیٹا ؟ تمہاری اماں کیسی ہیں ؟ "

" میں ٹھیک ہوں خالہ لیکن اماں ٹھیک نہیں ہیں ، انکا بی پی ہائی رہتا ہے ٹینشن سے۔۔"

سن کر صالحہ بیگم آبدیدہ ہوگئیں۔۔

" میری بات کروائو صفیہ سے "

اماں چھوٹتے سے کہنے لگیں

" تم نے اچھا نہیں کیا صالحہ ، میں خاندان والوں کا سامنا کیسے کروں ؟ کیا جواب دوں میری بہن اپنی بھانجی کو رخصت کروا کر لے جانے کے بجائے اس پر سوتن لے آئی ہے "

وہ بے حد ناراض اور غصہ تھی

"یہ تو قسمت کے فیصلے ہیں صفیہ ء میں بھی بیٹے کی خوشیوں کے آگے مجبور ہوں "

ان کے عامیانہ لہجے سے بے بسی چھلک رہی تھی

" اور میری بیٹی کے بارے میں اک بار بھی نہیں سوچا تم نے ، کہ اس کے دل پر کیا گزرتی ہوگی میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں صالحہ ، تم نے میری بیٹی کا حق کسی اور کو دیا ہے"

انہوں نے سخت دلبرداشتہ ہو کر فون بند کر دیا۔۔صالحہ بیگم کے لبوں سے اک لفظ نہ ادا ہو سکا۔۔

ان کے کندھے ہارے ہوئے کھلاڑی کی طرح ڈھے چکے تھے۔۔

ان کی مہندی کی مشترکہ رسم حویلی میں ہی رکھی گئی تھی۔۔عینا کامدار پیلے جوڑے کے ساتھ ستر نگی دوپٹہ اوڑھے سادگی میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔اس نے پھولوں کا زیور زیب تن کیا ہوا تھا۔۔

بھینی بھینی سی مہندی اور پھولوں کی خوشبو اسکے پہلو میں بیٹھے سائرس کو مدہوش کیئے دے رہی تھی ۔۔مگر وہ خود سنبھالے بیٹھا تھا۔۔مگر نظریں بھٹک بھٹک کر اسکے طواف کو مچل رہی تھیں۔۔

اماں سرکار نے اسکا ماتھا چوم کر اسے ڈھیروں دعائیں دی تھی۔۔وہ آخر کو مانتی ہی بنیں۔۔سعیر کے بعد سائرس کی خوشیاں چھین نہیں سکتی تھی۔۔سو اولاد کی خاطر سارے درد دل میں دبا لئے۔۔نیلوفر کے جانے کے بعد سے وہ گم سم سی ہو گئیں تھی۔۔زیادہ تر کمرے میں ہی رہتی تھی

" ادا کہاں ہیں ؟ "

سائرس کی متلاشی نگاہیں مایوس لوٹ آئیں

" پتا نہیں کہاں ہو گا میرا بچہ "

وہ آبدیدہ سی ہونی لگیں

" اماں سب ٹھیک تو ہے ؟ آپ کیا چھپا رہی ہیں مجھ سے ، ادا بھی غائب ہیں بھابھی بھی نظر نہیں آرہی ہیں کیا ہورہا ہے یہ سب ؟ "

" کچھ نہیں ہوا ، میں تمہیں بتا کر تمہاری خوشی خراب نہیں کرنا چاہتی۔۔ چھوڑو بس "

وہ بات ٹال گئیں۔۔اور اسکا شانہ تھپتھپا کر اٹھ گئیں۔۔اس نے سر جھٹک کر دادا سرکار کو دیکھا جو کافی مطمئن نظر آرہے تھے اس شادی سے۔۔اماں کو کل تک عینا سے لاکھوں اختلاف تھے۔۔جن کی ایک وجہ آبش بھی تھی۔۔

لیکن اچانک وہ خاموشی سی ہو گئیں تھی۔۔کیوں!!

ہر کوئی ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ چھپاتا پھر رہا تھا۔۔اسی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔وہ تنگ آکر سعیر کو کال کرنے لگا۔۔

" ادا آپ کہاں ہیں ؟ حویلی کب آئیں گے آج میری مہندی ہے کم از کم بھائی کی خوشی کا تو احساس کرلیں "

" کچھ مصروفیات تھی اسلئے مجھے یاد نہیں رہا ، میں آرہا ہوں "

پسماندہ سی گھٹی گھٹی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی

" کہاں ہیں آپ؟ ٹھیک تو ہیں ادا ؟ "

سائرس کے اعصاب چٹخے

" ٹھیک ہوں تم فکر مت کرو میں آرہا ہوں "

اس نے کہہ کر فون بند کردیا۔۔اب تو اسے یقین ہوچلا تھا اس سے کوئی نہ کوئی بات چھپائی جارہی ہے۔۔

" کیا ہوا ؟ "

عینا نے چونک کر اسکا سپاٹ چہرہ دیکھا

" سعیر ادا کچھ پریشان لگ رہے ہیں ، بھابھی بھی نظر نہیں آرہی ، اماں سرکار بھی گم سم سی ہیں مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا ! "

وہ بری طرح سے الجھ گیا تھا۔۔

وہ بھی محسوس کرکے خاموش ہی تھی۔۔البتہ نیناں کی مشکوک حرکتیں کافی حد تک اماں سرکار اور وہ جانتے ہوئے بھی انجان بن چکی تھی۔۔شاید انکا چپ رہنا ہی بہتر تھا۔۔

مہندی کی رسم رات دیر گئے تک چلتی رہی۔۔سائرس کے تاثرات بھی کھنچے کھنچے سے تھے کیونکہ سعیر ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔۔وہ کافی دیر تک وہاں بیٹھی رہی مہندی مکمل ہونے کے بعد اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی۔۔

اسے حویلی والوں سے کوئی غرض نہیں تھا۔۔

وہ تمام زیادتیاں اور بدگمانیاں بھلا کر سائرس کے ساتھ اک نئ زندگی کی شروعات کرنا چاہتی تھی۔۔
اس لئے سب کچھ دماغ سے نکال کر ریلکس ہوکر سونے کے لئے لیٹ گئی۔۔

" ماما آپ جانتی ہیں نا کہ آبش خوش نہیں ہے ، تو پھر کچھ کرتی کیوں نہیں ؟ "
" میں کیا کرسکتی ہوں بیٹا ، صفیہ بھی جانتی ہے کہ اسکی بیٹی بہن کی طرف خوش نہیں ہے وہ جان بوجھ کر انجان بنی ہوئی ہے ، ایسے حالات میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں ! "
ثمینہ بیگم کو آبش سے ہمدردی ہونے لگی
" میں آبش کو طلاق کو دلوانا چاہتا ہوں ماما! "
ثمینہ بیگم ہکی بکی رہ گئ
" کیا کہا تم نے ؟ "
شہروز احمد ابھی ابھی گھر میں داخل ہوئے تھے۔۔اپنے لاڈلے بیٹے کے منہ سے بھانجی کے متعلق ایسی باتیں سن کر آگ بگولہ ہونے لگے۔۔ حسین نڈر انداز میں بولا
" میں نے کہا کہ میں آبش کو طلاق دلوانا چاہتا ہوں وہ خوش نہیں ہے اس رشتے سے "
" اپنی زبان سنبھال کر بات کرو, تم میرے سامنے کھڑے ہوکر میری بھتیجی کو طلاق دلوانے کی باتیں کررہے ہو ابھی تو وہ اس گھر میں رخصت ہوکر گئ بھی نہیں ہے "
" جائے گی بھی نہیں بابا ، میں اسے نہیں جانے دوں گا ! "
وہ بے باکی سے سارے لحاظ بلائے طاق رکھ کر کہنے لگا
" تم اپنے ہوش میں تو ہو حسین"

اس نے شہروز احمد کو طائو دلوانے میں کو کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔

" بلکل ہوش میں ہوں بابا وہ اس گھر میں نہیں جائے بس میں نے کہہ دیا"

" وہ تمہاری جاگیر نہیں ہے نہ ہی تمہارے حکم کی غلام ہے ، سمجھے تم "

"اگر اسے مجھ سے محبت ہوئی تو وہ اس حویلی میں نہیں جائے گی ورنہ میں ان دونوں کو جان سے ماردوں گا ! "

اسے خود بھی علم نہیں ہو سکا وہ غصے میں کیا کچھ کہہ گیا تھا۔۔

شہروز احمد کے کانوں سائیں سائیں کرنے لگے۔۔صاحبزادے کے لبوں سے اس قسم کی باتیں سن کر ۔۔اک زوردار چماٹ اسکے گال پر مار کر اسے ہوش دلایا۔۔اور پھر بولے

" تم پہلے ہی میری عزت پر چار چاند لگا چکے ہو ، کم از کم عفان بھائی کے سامنے تو مجھے رسوا مت کرو اگر تمہارے دل میں باپ کے لئے رتی برابر بھی عزت ہے تو یہیں تھم جائو ، کیا سوچیں گے وہ ہمارے بارے میں ، آبش ہماری بیٹیوں جیسی ہے اور تم چلے ہو اسکا گھر توڑنے "

" لیکن بابا وہ اس رشتے سے خوش نہیں ہے وہ مجھ سے محبت کرتی ہے "

تھپڑ کے جواب میں شدید غصے سے چلا چلا کر بتانے لگا۔۔

" بس کرو بے شرم ! بھول ہوگئی اس سے جو تم سے محبت کر بیٹھی۔۔وہ اپنے ماں باپ کی فرمانبردار بچی ہے جو کہیں گے وہی کرے گی ، تم اپنے مکرو ارادوں میں اسے شامل مت کرو"

" ہونہہ ، مکرو ارادے ؟؟ "

حسین تلخی سے ہنسا

" جو بھ کہہ لیں ، وہ اپنی خوشیوں کی قربانی نہیں دے گی، میں ایسا نہیں ہونے دوں گا میں چھین لوں گا اپنی محبت سب سے۔۔دیکھئے گا آپ "

اس نے مستحکم لہجے میں دھمکی دی۔۔

شہروز احمد غصے سے "حسین حسین" چیختے رہ گئے وہ نظرانداز کرکے باہر نکل گیا۔۔

" سمجھائو اپنے بیٹے کو ، ورنہ یہ ہماری رہی سہی عزت بھی خاک میں ملا دے گا "

ثمینہ بیگم کا جھکا سر مزید جھک گیا۔۔وہ لاڈلے بیٹے کی درینہ خواہش کے آگے بے حد مجبور اور بے بس تھی۔۔

اچانک اسکی آنکھ کھلی تو خود کو صوفے پر پایا۔۔

شعور میں رات کا کوئی منظر واضع نہیں تھا۔۔اس سے کچھ دور صوفے پر مائشہ نیم دراز تھی۔۔آہٹ پر اسکی بھی آنکھ کھل چکی تھی۔۔

" اٹھ گئے تم ؟ اب کیسا محسوس کررہے ہو ؟ "

اس نے جمائی روکتے ہوئے دریافت کیا۔۔

" کیا ہوا تھا مجھے ؟ "

اس نے تحیر سے سوال کیا

" تمہیں رات بہت تیز بخار تھا۔۔میں تو ڈر گئی تھی اچانک بخار کیسے ہوگیا ، اب کیسا محسوس کر رہے ہو ؟ "

اسنے بلاتکلف پوچھا

" ٹھیک ہوں "

تذبزب سے پیشانی سہلاتا ہوا کمفرٹر ہٹا کر اٹھ بیٹھا۔۔اسے واقعی کوئی اندازہ نہیں ہو سکا اپنی حالت کا۔۔آج کل وہ اپنے آپ میں رہتا ہی کہاں تھا۔۔

" گڈ ، تم فریش ہوکر ناشتہ کرلو پھر مجھے پارلر چھوڑ دینا" بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے ہوئے سرسری سا بولی

" پارلر کیوں ؟ "

بے ساختہ وردان کی زبان سے پھسلا۔۔

وہ اسے بغور گھورتی۔۔پھر جھک کر اسکی پیشانی چھو کر چیک کرتے ہوئے بولی

" تم ٹھیک نہیں لگ رہے مجھے ڈیئر ہزبینڈ ، کل ہمارا نکاح ہوا تھا خیر سے ، اور آج ولیمہ ہے۔۔کچھ یاد آیا آپ کو؟ "

" اوہ ہاں ، آج تو ولیمہ ہے"

اپنی بے توجہی کی وجہ سے اسکے سامنے اچھا خاصا شرمندہ ہوچکا تھا۔۔

فریش ہوکر وہ دونوں ڈائننگ ٹیبل پر چلے گئے۔۔ملائکہ ناشتہ لگوا چکی تھی۔۔انہیں دیکھ کر پوچھنے لگی ۔۔

"اب کیسی طبیعت ہے وردان تمہاری "

"ٹھیک ہوں ممانی "

وہ آہستگی سے کہنے لگا۔۔مائشہ نے کن اکھیوں سے وردان کا سپاٹ چہرہ دیکھا۔۔

یہ شخص مشکوک حرکتوں سے اسے پریشان کررہا تھا۔۔اس نے ضبط سے تمام وسوسوں اور شبہات کو پس و پیش ڈال کر شادی میں خود کو مصروف کرلیا تھا۔۔۔ناشتے کے بعد اس نے پیکنگ مکمل کرلی تھی وردان اسے پارلر چھوڑنے جارہا تھا۔۔ڈرائیونگ کے دروان اس نے سرسری سا مائشہ سے پوچھا۔۔

" تمہاری آپی کے شوہر نہیں ہیں کیا؟ نظر نہیں آئے ہماری شادی میں؟ "

" شکر ہے ، تم نے نوٹ تو کیا ، ورنہ تو ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی گن پوائنٹ پہ تم سے زبردستی نکاح کروا رہا ہے "

مائشہ تضحیک آمیز لہجے میں کہتی ہنس دی۔۔

"ایسی بات نہیں ہے "

وردان شرمندہ ہونے لگا۔۔مائشہ سر جھٹک کر کھڑکی باہر دیکھنے لگی۔۔

" آپی کے شوہر نے انہیں نکاح کے چند مہینے بعد ہی چھوڑ کر دوسری شادی کرلی تھی"

"کیوں؟ "

انتہائی غیر یقینی سے پوچھا۔۔

" یہ تو میں خود بھی نہیں جانتی وردان ، امیر لوگوں کے وقت گزاری کے بھی نرالے طریقے ہوتے ہیں۔۔کسی کی زندگی محبت کے نام پر برباد کردیتے ہیں جسکا انہیں ملال بھی نہیں ہوتا۔۔آپی نے اس شخص کی وجہ سے بہت کچھ سہا ہے ، بابا کی موت کا صدمہ ، بھائی کی ناراضگی جو اب تک ختم نہیں ہوئی۔۔اور ان کے شوہر ہیں کے اتنے مطمئن ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔۔آپی پر کیا گزرتی ہوگی جب انہیں ٹی وی اخباروں میں دیکھتی ہوں گی "

وہ افسردہ سی ہونے لگی۔۔

" کیا میں جانتا ہوں انہیں ؟ "

اس نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

" سعیر سلطان ' نام ہے ان کے شوہر کا ، تم جانتے ہی ہوں گے خاصی مشہور سیاسی شخصیت ہیں "

مائشہ نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔۔بے ساختہ اسکا پائوں بریک پر پڑا۔۔گاڑی کے ٹائر چرچرائے اور اک جھٹکے سے رک گئی۔۔

اسکا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔۔

" آرام سے چلائو مجھے زخمی کرنے کا ارادہ ہے کیا؟ "

مائشہ نے ناراض نگاہوں سے اسے گھورا۔۔

وہ یقین نہیں کر پارہا تھا۔۔سعیر سلطان کی پہلی بیوی مائشہ کی بڑی بہن تھی۔۔۔

اور دوسری اسکی آنا !!!

اک اور ظلم کا قصوروار خود کو سمجھنے لگا۔۔اگر مائشہ یا اسکے گھر والوں کو اس حقیقت کا علم ہو گا کہ اسکی آنا سراسر انکی بربادی کی زمہ دار ہیں۔۔وہ یہ رشتہ پلوں میں ختم کردیں گے۔۔۔

" اب چلو بھی ، کہاں کھو گئے ہو "

مائشہ قدرے اکتائی۔۔اسکی متعجب شخصیت اور مشکوک حرکتوں سے سخت خفا تھی۔۔اس نے اثبات میں سرہلا کر خود کو کمپوز کیا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

" اب رونا تو بند کریں اماں ، آپ کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے ، دفع کریں مجھے اور میرے نصیب کو۔۔اپنی صحت کا ہی خیال کرلیں ! "

آبش نے ان کے زار زار بہتے آنسو سے خائف ہوکر بیزار کن لہجے میں بولی

" کیسے نہ روئو میری بچی ، میری بہن نے مجھے زبان دی تھی وہ مکر چکی ہے اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے ، اب تمہارا کیا ہوگا ؟ میں کیسے برداشت کروں تمہاری قسمت میں اک سوتن کو!! "

انکی حالت دیکھ کر آبش کو ان سے بے انتہا ہمدردی محسوس ہوئی۔۔

" اماں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ، جب دل ہی راضی نہ ہو تو ایک سوتن ہوں یا دو کیا فرق پڑتا ہے آپ میرے لئے فکر مند نہ ہوں "

اس نے بیزار کن لہجے میں کہا۔۔صفیہ بیگم کئی دیر تک ان کی صورت دیکھتی رہی۔۔انہیں وہ رات یاد آنے لگی جب آبش کے سامنے اس نکاح کا انکشاف ہوا تھا۔۔وہ کتنا روئی تھی انہیں یہ بتا کر کہ وہ حیسن سے محبت کرتی ہے۔۔ان کے ایک بار کہنے پر وہ حسین کو ایسے بھول گئی جیسے وہ تھا ہی نہیں اسکی زندگی میں۔۔

کیا یہ زیادتی نہیں تھی اسکے ساتھ !

حسین جیسا ہونہار لڑکا چھوڑ کر اپنی بیٹی اس لڑکے کے ساتھ رخصت کرنا چاہتی تھی جو پہلے ہی سے کسی کے عشق میں گرفتار ہے۔۔اور کسی بھی وقت منہ زبانی ان کی بیٹی کو طلاق دے سکتا ہے۔۔

" ایسے کیا گھور رہی ہیں اماں مجھے ، کچھ غلط کہا کیا میں نے ، میں چاہے جتنی بھی خدمتیں کرلوں زبردستی کسی کے دل میں جگہ نہیں بنائی جا سکتی اماں ! سائرس کسی اور سے محبت کرتے ہیں ، ایسے میں وہ میری طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کریں گے اور انکی بیوی !!!

کیا وہ مجھے برداشت کرے گی"

"تم اس کی پہلی بیوی ہو ، اسکی کزن ہو۔۔تمہارا زیادہ حق ہے اس پر "

انہوں نے کمزور سی دلیل دی۔۔جسے سن کر آبش کا خون کھولنے لگا

" پہلی بیوی ہونے سے کچھ نہیں ہوتا اماں ،رہی بات کزن کی ، اگر کزن کا اتنا خیال ہوتا تو کم ازکم مجھ سے پوچھ لیا ہوتا دوسری شادی کرنے سے پہلے۔۔لیکن خیر جب آپ ہی اپنی بیٹی کو زور زبردستی اس شخص کے حوالے کرنا چاہتے ہیں تو انہیں کیا خاک قدر ہوگی میری "

کہتے کہتے اسکی آواز بھرا گئی۔۔پس ماندہ ، تذلیل ، بے عزتی کیا کیا محسوس نہیں کررہی تھی وہ۔۔اتنی گری پڑی تھی کہ اتنا سب ہونے کے باوجود حویلی میں قدم رکھتی۔۔

کمرے میں آکر وہ پھوٹ پھوٹ کر اپنی قسمت پر روئی۔۔اسے عزت و نفس کا سودا قطعی منظور نہیں تھا۔۔

اسکی سسکیوں اور ہچکیوں کے بیچ فون کال کی بیل سنائی دی۔۔حسین کالنگ جلتا بجتا دیکھ کر اسے حیرانی ہوئی تھی۔۔جب سے ان بیچ دوریاں آئیں تھی حسین نے رابطہ کرنے زحمت محسوس نہیں کی تھی۔۔

اس نے کال اٹینڈ کرکے کان سے لگایا۔۔

" باہر آئو ، میں گاڑی میں تمہارا انتظار کررہا ہوں "

اس نے حکم صادر کرکے فون بند کردیا۔۔

وہ حیران ہوتی دوپٹہ سر پر درست کرکے حویلی سے باہر گئی۔۔

جہاں وہ گاڑی میں محو انتظار تھا۔۔

اس کی روئی روئی سی آنکھیں اور گلابی رنگت پوشیدہ نہیں رہ سکی۔۔حسین کے دل پر گھونسا سا پڑا۔۔

وہ کتنی خستہ حال مرجھائی سی لگ رہی تھی۔۔

"کیا کام ہے ؟ کیوں آئے ہو تم ؟"

ہتھیلوں کو باہم پیوست کیئے بھیگے لہجے میں پوچھا۔۔

حسین نے اسے نظروں کے حصار میں لئے ڈوئیوررس پیپرز اسکے حوالے کیئے۔۔

" سائن کرو ان پیپرز پر "

ایک دن ایک رات بھرپور سوچنے کے بعد اس نے یہ قدم اٹھایا تھا۔۔آبش کی انتہائی غیر یقین نگاہیں کاغذ پر سے پھسلتی ہوئی حسین کے مطمئن چہرے کا طواف کرنے لگیں جو بے نیازی سے باہر دیکھ رہا تھا۔۔

" تم ہوش میں تو ہو حسین ؟ یہ کیا حرکت ہے

اس بات کا اگر کسی کو پتا چل گیا تو کیا ہو گا؟ "

خوف سے اسکی گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔۔

" مجھے کسی کا خوف نہیں ، بہتر ہو گا تم بھی ڈرنا چھوڑ دو "

" ان کاغذات پر سائن کرو اور آزاد کردو مجھے اس خوف سے کہ تم کسی کی ہونے کی جارہی ہو۔۔میں گھٹ گھٹ کر جینا نہیں چاہتا آبش ، مجھے اور تکلیف مت دو۔۔مجھے ابھی بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے میں پر تشدد جیل کی چاردیواری میں قید ہوں۔۔پلیز !"

وہ فریاد کررہا تھا

" میں ایسا نہیں کرسکتی حسین"

اس نے آنسوئوں کے بیچ کہا۔۔وہ اسکی چاہت سے انکاری نہیں تھی مگر ماں باپ کی محبت کے سامنے مجبور تھی

" تم خوش نہیں ہو یہ تم بھی جانتی ہو۔۔پلیززز ہم دونوں کو آزاد کردو اس سزا سے "

تھکن آہ و زاری سے سماجت کرنے لگا

لیکن آبش کی 'ناں' 'ہاں' میں نہیں بدل سکا۔۔

" میں اماں کو اور دکھ نہیں دے سکتی حسین۔۔ان کی خوشی اسی میں ہے اور میں انہیں ناراض کرکے خوش نہیں رہ سکتی "

اسکی ہٹ دھرمی پر حسین آگ بگولہ ہوکر چیخا۔۔صبر کا مادہ ختم ہوتا جارہا تھا۔۔

" اور میری خوشیوں کا احساس ہی نہیں تمہیں ؟ مجھے اور کتنا ناراض کرو گی ؟ کتنا پاگل بنائو گی آبش ۔۔!!کہاں تک بہلائو گی۔۔۔تھوڑا سا تو میرا بھی حق ہے تم پر کزن ہونے کے ناطے، اسی لحاظ سے تھوڑی وفا مجھ سے بھی نبھا لو یا میری زندگی جہنم بنانے کی قسم کھا رکھی ہے تم نے "

وہ بھرائی ہوئی آنکھوں سے اسکے شکوے سن رہی تھی۔۔حسین کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا ۔۔

" پلیز آبش کردو سائن ! "

بہت نرمی اور پیار سے سمجھانے لگا۔۔اگر وہ تھوڑی دیر اور ٹھہرتی تو شاید اسکی طرح باغی ہوجاتی۔۔ اپنے پیچھے اسکی غصے سے بھرپور چلاتی آوازوں کو نظر انداز کرتی گاڑی سے اتر بھاگتی ہوئی حویلی کے اندر چلی گئی۔۔

وہ کب سے اپنے سامنے رکھے ناشتے کو گھورے جارہی تھی۔۔مسز عبداللہ زچ ہوکر کہنے لگی۔۔

" کھانا ٹھنڈا ہورہا ہے نیلوفر ، کیا سوچ رہی ہو تم ؟ "

" کچھ نہیں آنٹی ، بس میرا دل نہیں چاہ رہا"

اس کی اداس صورت دیکھ کر ان کا دل پسیج گیا۔۔وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکی

" تو پھر یہ صورت کیوں بنائی ہوئی ہے میں صبح سے دیکھ رہی ہو ؟ کوئی مسلہ ہے "

"آج ادا کی شادی ہے اور یسر سے جانے سے انکار کردیا ہے " اس کا گلا رندھ گیا۔۔آنسوئوں کو چھپاتے ہوئے رخ موڑ لیا۔۔مسز عبداللہ بے حد حیران ہوئیں

" بس اتنی سی بات ؟ "

" جی ! "

وہ منمنائی۔۔اب کی بار انہیں ہنسی آنے لگی۔۔

" جائو تم تیار ہوجائو "

" لیکن یسر ! "

" اسے میں خود دیکھ لوں گی"

" آپ سچ کہہ رہی ہیں آنٹی ؟"

وہ بے یقینی سے پوچھنے لگی۔۔

" ہاں بھئی "

"تھینک یو سو مچ "

خوشی کے مارے وہ ان کے کندھوں سے جھول گئی۔۔مسز عبداللہ احتجاج تک نہ کر سکی۔۔نہ اپنی ناراضگی پر قائم رہ سکی۔۔وہ تھی ہی اتنی معصوم یسر سہی کہتا تھا۔۔

آج سائرس اور عینا کا نکاح تھا۔۔حویلی کو مختلف پھولوں سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔البتہ حویلی کے مکین کہیں خوش تھے تو کہیں غمگین..

عینا ساری رات بے چینی سے نہیں سو سکی تھی۔۔

اسے بے سکونی سی محسوس ہورہی تھی۔۔صبح نوری اسے ناشتہ کمرے میں ہی دے گئی۔۔کچھ ہی دیر بعد بیوٹیشن اسے تیار کرنے آگئی تھی۔۔وہ سست روی سے شاور لیکر چینج کرکے خاموشی سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ٹک گئی۔۔

" آپ اتنی اداس کیوں لگ رہی ہیں ؟ "

بیوٹیشن نے بال بناتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔

وہ متعجب سی ہوکر آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی۔۔اس کا چہرہ اداس اور بے رونق لگ رہا تھا۔۔چاکلیٹی برائون بالوں والی اسٹائلش اور مضبوط سی عینا کہیں بھی دکھائی نہیں دی۔۔

آج گرینی کی بے حد یاد آرہی تھی۔۔اگر وہ ہوتی تو حالات شاید مختلف ہوتے ، اسکی پرسکون زندگی میں سائرس نامی شخص کہیں نہ ہوتا۔۔

انہیں یاد کرکے اسکی آنکھیں بھر آئیں

کتنی ہی دیر وہ یونہی اداس اور لاغرض بیٹھی اپنے حالاتوں کا موازنہ کرتی رہی۔۔آخرکار بیوٹیشن اسے تیار کرکے جانے لگی۔۔ماریانہ کی آواز نے اسے حقیقت میں لا پٹخا

" بہت خوبصورت لگ رہی ہو بلکل مختلف۔۔یہ لہنگا تم پر بہت سوٹ کر رہا ہو "

اس نے افسردگی سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

" تھینک یو ! "

"چلیں باہر , سب تمہارا انتظار کررہے ہیں "

وہ اثبات میں سرہلاتی اسکے ہمراہ باہر لان میں آگئی۔۔جہاں سب نکاح کے انتظار میں تھے۔۔

" آپ اتنا تیار ہوکر کہاں جارہی ہیں اماں ؟ "

اس نے تحیر بھری نگاہوں سے اماں کی تیاری کو دیکھا۔۔

" صرف میں نہیں ہم جارہے ہیں آبش ، حویلی جارہے ہیں ہم سائرس کے نکاح میں، وہ لوگ کیا سمجھتے ہیں ہمیں دھوکہ دیں گے اور ہم چپ رہیں گے۔ہرگز نہیں میں کسی کو اپنی بیٹی کا حق چھیننے نہیں دوں گی "

صفیہ بیگم جذباتیت سے کہتی الماری سے اسکے کپڑے نکالنے لگیں۔۔آبش کو بیک وقت ہمدردی بھی ہوئی اور غصہ بھی آنے لگا۔۔۔

" اماں آپ کیوں اپنی عزت و نفس کچل کر انکی دہلیز پر جارہی ہیں۔۔جنہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا ۔۔کم از کم اپنی بیٹی کا ہی خیال کرلیں ، کیا کمی ہے مجھ میں؟ خوبصورت نہیں ہوں ؟ پڑھی لکھی نہیں ہوں ؟ قابل نہیں ہوں ؟ یا اتنی گری پڑی ہوں کہ آپ انہی کے در پر مجھے چھوڑنے کے لئے اپنی انا کو قربان کررہی ہیں انکی منت سماجت کررہی ہیں۔۔۔خدارا بس کریں۔۔میرے صبر کا اور امتحان مت لیں "

وہ پھٹ پڑی تھی۔۔

اماں چند پل ضبط سے لب بھینچے اسکی صورت کو دیکھتی رہی۔۔پھر الماری سے کپڑوں کا جوڑا نکالتے ہوئے بیگانگی سے کہنے لگیں۔۔

" اچھا سا تیار ہوکر نیچے آجائو ، مجھے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے "

توہین کے احساس سے اسکا چہرہ لال سرخ پڑنے لگا۔۔

" تو آپ اپنی بیٹی پیش کرنے جارہی ہیں ان کے سامنے؟ شاید انہیں میں پسند آجائوں ؟ اور وہ مجھے اپنی بہو تسلیم کرلیں "

'چٹاخ' کی آواز کے ساتھ اسکی بولتی بند ہوچکی تھی۔۔اماں پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان کہنے لگی

" تم بیوی ہو سائرس کی، اور اس حویلی کی بہو ہو۔۔یہ رشتہ بچانے کی مجھے ایک آخری کوشش کرنے دو۔۔نیچے آجائو میں انتظار کررہی ہوں "

" نہیں جائوں گی میں۔۔ کبھی نہیں جائوں گی اس حویلی میں"

اس نے چیختے ہوئے کہا اور کپڑے اٹھا زمین پر پھینک دیئے۔۔اس زلت کا منہ دیکھنے سے پہلے وہ موت مانگنے لگی۔۔

نکاح ہوچکا تھا۔۔عینا کی صورت ہنوز سپاٹ تھی جبکے سائرس اسکے پہلو میں بیٹھا خود کو ہوائوں میں اڑتا ہوا محسوس کررہا تھا۔۔ایسا لگ رہا تھا زندگی کی ساری خوشیاں اسے مل گئیں ہوں۔۔

" زرا سا مسکرا ہی دو بیگم "

اسکی طرف جھک کر مدھم سی سرگوشی میں کہنے لگا۔۔

" میرا دل بہت گھبرا رہا ہے"

سائرس کی مسکراہٹ بروقت تھمی

" تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ؟"

فکرمندی سے اسکی پیشانی چھو کر پوچھنے لگا۔۔

عینا بغور اسکے وجیہہ چہرے کے اتار چڑھائو دیکھ رہی تھی۔۔اسے عجیب سا محسوس ہورہا تھا

" ایسے کیا دیکھ رہی ہو تم سے پوچھ رہا ہو ؟ چپ کیوں ہو ! "

"میں ٹھیک ہوں"

اس نے جواباً ہولے سے اثبات میں سرہلایا۔۔

"اگر تم چاہو تو جا کر آرام کرلو ، میں مہمانوں کو سنبھال لوں گا "

وہ حقیقتا پریشان ہوگیا تھا۔۔

اسکی آنکھیں چھلکنے کو تابی ہونے لگیں

" نہیں میں ٹھیک ہوں "

اس نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔۔پھر نیلوفر کو آتے دیکھ کر سائرس کے تاثرات ایکدم بدلے تھے۔۔ وہ خاموشی سے اسٹیج سے اتر گیا تھا۔۔نیلوفر آنسو دباتی عینا کے پاس آئی۔۔

" ادا ابھی تک ناراض ہیں مجھ سے عینا "

" میں کیا کہہ سکتی ہوں ڈارلنگ تمہارا اور تمہارے بھائی کا معاملہ ہے۔۔فکر مت کرو وہ خود اپنے رویے کی معافی مانگے گا تم سے ، جب اسے سچائی پتا چلے گی "

اس نے نیلوفر کا ہاتھ دباتے ہوئے دلاسہ دیا۔۔

" اسکا مطلب آپ جانتی ہیں سب کچھ ؟ "

نیلوفر کو جھٹکا لگا

" نہیں ، میں بس اتنا جانتی ہوں کہ تم پر جان بوجھ کر الزام لگایا گیا ہے تم ایسا کر ہی نہیں سکتی "

" تھیک یو سو مچ "

عینا کی باتیں سن کر وہ کھل اٹھی۔۔

" آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔اللہ آپکو ڈھیروں خوشیاں دے"

اس نے صدق دل سے دعا دی۔۔

" آمین "

عینا نے اداسی سے لب کشائی کی۔۔

" شادی مبارک ہو آپ کو بی بی"

یسر کی بات پر برا مناتے ہوئے کہنے لگی

" کم آن ، اب تو بی بی کہنا چھوڑ دو اب تم داماد بن چکے ہو اس حویلی کے "

" کیا فرق پڑتا ہے بی بی "

یسر نے سادگی سے کہا

" فرق پڑتا ہے کوئی مانے نہ مانے یہ اٹل حقیقت ہے۔۔بلکے میں تو کہتی ہوں جلنے والوں کو اور جلائو "

" ہاہاہاہا"

یسر کھکھلا کر ہنس پڑا۔۔اسے ہنستا دیکھ کر نیلوفر بے ساختہ مسکرائی۔۔

عینا نے معنی خیزی سے اسے کہنی ماری تو اس نے گڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔۔

" چلیں نیلوفر ! "

وہ صرف کے استفسار کرنے پر نیلوفر کو یہاں لانے پر مجبور ہوا تھا۔۔۔

نیلوفر نے باری باری دونوں کو دیکھا پھر آہستگی سے سرہلادیا۔۔

یسر کے جاتے ہی عینا نے نیلی سے کہا۔۔

" تمہیں خوش ہونا چاہیئے کہ تمہیں یسر جیسا شوہر ملا۔۔پیسہ ،رتبہ،آسائشیں سب عارضی چیزیں ہیں صرف محبت دائمی ہے۔۔اور میں نے یسر کی آنکھوں میں تمہارے لئے عزت اور محبت دیکھی ہے۔۔ اتنا سب ہونے کے باوجود بھی اس نے اپنے دل اور گھر میں تمہیں وہ مقام دیا جس کی ہر بیوی حقدار ہے۔۔یہ بہت بڑی بات ہے۔۔یسر کا ساتھ کبھی مت چھوڑنا "

" جی "

اس نے سعادت مندی سے سر ہلایا۔۔

"جائو شاباش "

اسکے گرد بازو دراز کرکے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔وہ بھرائی ہوئی آنکھیں لئے اسٹیج سے اتری۔۔ اماں سے ، سعیر سے , ابا سے کسی سے نہیں ملی تھی۔۔سب اسکے مجرم تھے۔۔اسے اک چھوٹی سی بھول کی سزا دی تھی اب اسکی باری تھی۔۔وہ اماں کی نظریں اور سعیر ادا کے گھمبھیر چہرے کو نظرانداز کرکے چادر اٹھا کر لان سے نکل گئی۔۔یسر گاڑی میں اس کا انتظار کررہا تھا۔۔

" قسم سے آپی ! آج تو نظریں آپ سے ہٹ نہیں رہیں ! ھادی بھائی کی خیر نہیں "

" کیا فضول بک رہی ہو "

سرینہ نے اسے زبردست گھوری سے نوازتے ہوئے دانت پیسے۔۔

" کیا باتیں ہورہی ہیں ؟ "

ھادی کی آواز سن کر وہ نظروں ہی نظروں میں اسے وارن کرتے ہوئے ایک طرف ہوئی۔۔مگر وہ باز نہ آئی

" آپی کی تعریف کررہی تھی لیکن یہ تو الٹا مجھے ہی ڈانٹنے لگی "

مائشہ معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

ھادی نے کن اکھیوں سے اسکے دلفریب چہرے کیطرف دیکھا۔۔

" واقعی ، بہت خوبصورت لگ رہی ہیں محترمہ ! "

سرینہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔۔وہ اسکی نظروں کو چاہ کر بھی نظر انداز نہیں کرپارہی تھی۔۔

" راستہ چھوڑیں میرا دولہا آرہا ہے "

مائشہ کے اس انداز پر وردان نے بوکھلا کر باری باری دونوں کو دیکھا تو اسکی صورت دیکھ کر مائشہ نے لب دباتے ہوئے رخ موڑ لیا۔۔

" کیسی ہیں آپ ؟ "

اس نے خفت مٹانے کی خاطر سرینہ کو مخاطب کیا

" میں ٹھیک ہوں ، تمہارا چہرہ اترا اترا سا لگ رہا ہے ٹھیک ہو تم ؟؟؟ "

اس نے کن اکھیوں سے مائشہ کو دیکھتے ہوئے وردان سے پوچھا۔۔

مائشہ تلملا کر بولی

" میری وجہ سے تو نہیں اترا انکا چہرہ ، موصوف کو کل رات بخار ہوگیا تھا۔۔شاید مجھ سے شادی کا غم منارہے ہیں"

" ایسی کوئی بات نہیں "

وہ گڑبڑا کر فوراً بولا

سرینہ اسکی چال سمجھ کر منفی انداز میں سر ہلاتی ہوئی اسٹیج سے اتر گئی۔۔وہ اسے جان بوجھ کر تنگ کررہی تھی

" ھادی بھائی سے ملو ، یہ میرے بہت اچھے دوست ہیں "

سرینہ کے جانے کے بعد اس نے ھادی کو متعارف کروایا۔۔

وردان نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔۔

چند پل یہاں وہاں کی گفتگو کے بعد وہ بھی وہاں سے چلا گیا۔۔

" تم یہ مت سمجھو کہ میں اس شادی سے خوش نہیں ہوں ، میں بہت خوش ہوں "

وردان نے اسکی گزشتہ بات کا جواب دیتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔۔

مائشہ بغور اسکا ویران چہرہ دیکھنے لگی۔۔

" ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں ؟"

اس کے تمتماتے دلکش چہرے کی جانب یکبارگی سے دیکھتے ہوئے پوچھا

" وہ خوشی ڈھونڈنے کی کوشش کررہی ہوں جس کا زکر ابھی تم نے مجھ سے کیا ! "

مائشہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔جسے سن کر وردان لاجواب ہوگیا۔۔

" جھوٹ مت بولو مجھ سے کم از کم ، میں اول دن سے جانتی ہوں کہ تم خوش نہیں ہو وجہ چاہے جو بھی ہو ! "

کہتے ہوئے اسکے دل میں درد سا اٹھا۔۔اس نے کچھ زیادہ تو نہیں مانگا تھا۔۔بس اپنے محرم کی محبت مانگی تھی۔۔

محرم کے سرد سپاٹ جذبوں سے عاری چہرے پر اسکے لئے کوئی تاثر نہیں تھا۔۔

اس نے تلخی سے کہتے ہوئے رخ بدل لیا۔۔

" آئندہ جھوٹ مت کہنا ، نہ میں جھوٹ بولتی ہوں نہ مجھے پسند ہے "

" دیکھو ، بات وہ نہیں جو تم سمجھ رہی ہو "

وہ گھبرا گیا۔۔اپنی صفائی میں کہنے کو اسکے پاس اک لفظ نہیں تھا

" بات جو بھی ہے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے ! "

اس کا گلا رندھ گیا۔۔آنکھیں دھواں دھواں ہونے لگیں۔۔وردان کا دل اداس مزید اداس ہو گیا۔۔نہ اسے دکھ دے سکتا تھا۔۔نہ ہی شادی کے دوسرے دن اسے سچائی بتا سکتا تھا ، وہ اک کونے میں جا کر خود کو پر سکون کرنے لگا۔۔

سیاہ لمبی چوٹی والی خوبصورت سی عورت کندھوں پر نفیس سی شال لیئے الگ تھلگ سی کھڑی تھی۔۔

سرینہ نظروں کی تپش خود پر محسوس کر کے اس کی طرف چلی آئی۔۔

وہ اس سے پہلے مل چکی تھی یہ بات اس کے شعور سے بلکل مٹ چکی تھی۔۔

" تمہاری بہن سے شادی ہو رہی ہے وردان کی ! "

نیناں بغور اسے سر تا پا دیکھنے لگی

" جی۔۔کیا میں آپ کو جانتی ہوں ؟ "

سرینہ نے الجھ کر پوچھا۔۔

" تم بھول چکی ہو لیکن مجھے سب یاد ہے ، حیرت ہے بھولنا تو نہیں چاہئے تھا ویسے "

تیز چبھتے ہوئے لہجے میں بولی۔۔سرینہ مزید الجھ گئی۔۔تبھی میکال بھاگتا ہوا اسکی ٹانگوں سے لپٹ گیا

۔۔

نیناں کی نظریں اس بچے کے وجود سے چپک سی گئیں۔۔وہ بلکل سعیر کا پرتو تھا۔۔

میکال خائف ہو کر اسکے پیچھے چھپ گیا۔۔

سرینہ اسکی نظروں سے الجھن کا شکار ہونے لگی

" تو یہ تمہارا بیٹا ہے ؟ سوچو اگر اسے کچھ ہوجائے تو۔۔۔۔تم کیسے برداشت کروگی ! اک بیٹا ہی تو ہے تمہارے پاس ، تمہارے جینے کا واحد سہارا ، اور دیکھو تو سہی کتنا معصوم اور پیارا ہے۔۔

میکال کے گال کو پیار سے چھوتے ہوئے بولی۔۔سرینہ کا دل دہل گیا۔۔

"جسٹ شٹ اپ، یہ کیسی فضول باتیں کررہی ہیں آپ ! "

"قسم سے سچ کہہ رہی ہوں، سوچو زرا اگر ایسا ہو تو! "

"کون ہو تم؟ "

اسکے لب کپکپائے

" سعیر کی بیوی ، تم سعیر کے دل میں میری جگہ لینے کی کوشش مت کرو۔۔ورنہ تمہیں برباد کردوں گی میں ، یاد رکھنا نیناں نام ہے میرا"

اس نے لفظ بہ لفظ چبا چبا کر دھمکی دی۔۔

سرینہ صدمے سے لڑکھڑا کر گول میز سے جالگی۔۔اس عورت سے مل کر غیر فطری سا احساس ہونے لگا

" میرا سعیر سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔۔میں اس سے ڈائیوورس لینے والی ہوں "

اس نے خود کمپوز کرتے ہوئے کہا۔۔

" تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔۔ورنہ ! "

وہ میکال کو گہری نگاہوں سے دیکھتی عجیب انداز میں کہنے لگی۔۔

وہ عورت اسکی روح فنا کرگئی۔۔اس نے بے ساختہ میکال کو خود میں بھینچ لیا۔۔

" کیا کہہ رہی تھی یہ عورت کہ تم اپنے شوہر سے ڈائیورس لینے والی ہو ؟ "

علی بھائی کے سپاٹ چہرے سے لگ رہا تھا وہ سب کچھ سن چکے ہیں

" جی سہی سنا آپ نے ! "

اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے مستحکم لہجے میں کہا۔۔

"تمہارا دماغ الٹ گیا ہے شاید۔۔جو ایک بچے کے ساتھ طلاق لینے کی باتیں کررہی ہو ، کون اپنائے گا تمہیں اس بچے کے ساتھ ؟"

وہ آس پاس مہمانوں کے ڈر سے دبہ دبہ غرائے۔۔

"یہ آپ کہہ رہے ہیں بھائی۔۔!!!جس نے نہ خود مجھے اپنایا اور نہ میرے بچے کو اپنایا ، غیروں سے تو پھر میں کیا ہی توقع کروں ! جانتے ہے میرے دل پر کیا گزرتی ہے جب آپ میرے بیٹے کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس سے پیار نہیں کرتے ، اسے نظر انداز کردیتے ہیں ، وہ کئی بار مجھ سے آپ کے رویے کی وجہ پوچھ چکا ہے کیا جواب دوں میں اس معصوم کو ؟ صرف اسلئے کہ آپ کو وہ ناجائز لگتا ہے آپ کو میرا محبت کرنا میرا نکاح کرنا غلط لگا تھا اسلئے آپ اس معصوم کے ساتھ یہ سلوک کررہے ہیں۔۔جب اپنے ہی میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے تو غیروں سے مجھے کوئی امید نہیں کہ وہ میرے بچے کو اپنائے۔۔اپنے بیٹے کے لئے میں اکیلی ہی کافی ہوں مجھے کسی دوسرے کی ضرورت نہیں "

اسے اب کسی بات کا خوف نہیں رہا تھا۔۔اس نے مضبوط اور مستحکم لہجے میں کہا تھا

علی بھائی کی زبان بند ہوچکی تھی۔۔

" ہمارے خاندان میں کبھی کسی لڑکی نے شوہر سے طلاق نہیں لی۔۔تو یہ کیسے لے لے گی۔۔"

وہ غصے سے بڑبڑائے۔۔انکی بڑبڑاہٹ بھابھی تک بخوبی پہنچی تھی۔۔جو انہیں آڑے ہاتھوں لینے لگیں

" آپ کے خاندان میں کسی بھائی نے اپنی بہن کو اس قدر رسوا بھی تو نہیں کیا ہوگا، نہ ہی اسے بدکردار کہہ کر گھر سے نکالا ہوگا، نہ اسکے بچے کو ناجائز کہا ہوگا یہ بھی تو کہیئے"

" یہ کیا فضول بول رہی ہو"

انہوں بھابھی کو بری طرح سے جھڑکا

"کیاقصور تھا اسکا ؟ یہی ناں کہ اس نے کسی گناہ کا مرتکب ہونے پہلے نکاح کرلیا ، اور یہ آپ کی غیرت کو گوارا نہیں ہوا ، ہماری بھی پسند کی شادی تھی لیکن میرے ماں باپ نے تو میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا "

" ہم نے سب کے سامنے نکاح کیا تھا "

" نکاح تو انہوں نے بھی کیا تھا ، فرق صرف اتنا تھا کہ خاندان کے سامنے نہیں ، آپ کو صفائی بھی دے دیتی اگر آپ اس وقت سن لیتے تو ، خیر جو بھی ہے قسمت نے اسکے ساتھ بہت برا کیا ہے ، جس سے محبت کی اسی نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا ،اس سے بڑا دکھ اور کیا ہوسکتا ہے۔۔میں تو اسکے ہر فیصلے میں اسکے ساتھ ہوں ، بےوفائی کی یہی سزا ہونی چاہیئے "

علی بھائی سلوٹ زدہ پیشانی لئے ان کی تمام تر گفتگو بڑے ضبط اور حوصلے سے سن رہے تھے۔۔انہیں کھا جانے والی نظروں سے گھور کر وہاں سے ہٹ گئے۔۔

" وردان ؟ "

" جی ممانی ؟ "

وہ کمرے میں جاتے جاتے رکا۔۔

" یہ میں نے تمہاری دلہن کے لئے رونمائی کا تحفہ لیا تھا ، کل تمہاری طبیعت اچانک بگڑ گئی تھی ، کچھ میرے دماغ سے نکل گیا مائشہ کو یہ بات محسوس نہ ہو اسلئے تم اسے یہ تحفہ اپنی طرف سے دے دینا "

" تھینک یو ممانی "

اس نے اک ممنوع نظر ڈال کر مخملی ڈبی تھام لی۔۔

صبح کی تلخ کلامی کے بعد تو یہ بہت ضروری ہوگیا تھا۔۔اپنے لاابالی پن میں وہ بلکل بھول گیا کہ نئ نویلی دلہن کو کیسے ٹریٹ کیا جاتا ہے

وہ کمرے میں گیا تو مائشہ چوڑیاں اتار رہی تھی۔۔اس نے مخملی ڈبی اسکی طرف بڑھائی۔۔کہنے کو الفاظ تلاش کررہا تھا کہ مائشہ بول پڑی۔۔

" ملائکہ نے دیا ہوگا یہ بھی ، ہے نا ؟ "

وہ اسکی شفاف آنکھوں میں دیکھ کر جھوٹ نہیں کہہ سکا تھا۔۔بے ساختہ سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔۔

" آ۔۔آئی ایم سوری "

وہ جی بھر کر شرمندہ ہوا تھا۔۔

"کس بات کے لئے ؟ "

وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر پوچھتی اسکی طرف متوجہ ہوئی

" میرے رویے سے تم ہرٹ ہوئی ہوگی "

" ہاں ، بہت ہرٹ کررہے تم مجھے اپنے رویے سے "

اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔۔

وہ گنگ رہ گیا۔۔اسکے تاثرات دیکھ کر وہ خود کو کمپوز کرتے ہوئے مسکرائی اور اسکے سینے چپت رسید کرتی ہوئی بلاتکلف بولی۔۔

" مزاق کررہی ہوں ، ڈونٹ بی سیرئس "

وہ زبردستی مسکراتے ہوئے سر جھٹکنے لگا۔۔

اک پل کو وہ اسے بے حد اداس لگنے لگی تھی۔۔اس نے ڈبی کھولی تو اس میں اک نفیس سا نیکلس تھا ۔۔

پلٹ کر اک نظر بے نیاز سے وردان پر ڈالی ، جو کبڈ سے کپڑے نکال رہا تھا۔۔اور بے دلی سے سائیڈ ڈرار میں پھینک دی۔۔اسکا دل پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا۔۔

وہ خوبصورت تھی ، اتنی کہ نظر بھر کر کوئی دیکھتا تو اسیر ہوجاتا ، لیکن وردان کے لبوں سے تو اسکی تعریف اک لفظ تک نہیں نکلا تھا۔۔اپنی تذلیل اس سے برداشت نہیں ہورہی تھی۔۔اسے بھی چاہے جانے کی خواہش تھی۔۔

وہ دل و جان سے اس شخص کو اپنا شوہر تسلیم کرچکی تھی۔۔اک وہ تھا کہ لا تعلقی کی چادر اوڑھے جانے کن راہوں کا مسافر تھا۔۔اسکے لئے اسکی موجودگی رتی برابر معنی نہیں رکھتی تھی۔۔اسکی آنکھیں اک بار پھر سے سلگنے لگیں۔۔الماری سے کپڑوں کا جوڑا لے کر چینج کرنے چلی گئی۔۔

اس کی پسند سے خریدے گئی مرون فراق زیب تن کیئے ، لائٹ سے میک اپ کے ساتھ عینا دیکھنے والے کی نظر کو خیرہ کررہی تھی۔۔

سائرس نے اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔۔علیحدگی میں نکاح ہوچکا تھا۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا اسے اپنے پہلو میں کھڑا کرتے ہوئے سرگوشی کی

" شادی مبارک ہو میری جان ، فائنلی تم میری ہوگئی "

جانے کیا تھا اس لڑکی میں کہ وہ نگاہ ڈالتے ہیں خود کو بے بس اور بے خود محسوس کرنے لگتا ، عجیب شگفتگی اور لطافت بھرا وجود تھا۔۔

" زیادہ ہوائوں میں اڑنے کی ضرورت نہیں ، شادی کا مطلب یہ نہیں کہ تمہیں ہر چیز کا سرٹیفکٹ مل چکا ہے "

سائرس دل و جان سے قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔آج اسکی ساری کڑوی کسیلی باتیں خوشدلی سے سننے والا تھا۔۔

" یہ تو وقت ہی بتائے گا "

بظاہر خود کو نارمل ظاہر کرتے ہوئے بولا۔۔اسکے پہلو سے اٹھتی بھینی بھینی سی گجروں اور مہندی کی خوشبو اب اسکے حواسوں کو بے قابو کررہی تھی۔۔

نادانستہ اسکی نگاہ پھسلتی ہوئی۔۔

اماں اور صفیہ خالہ کے سنجیدہ چہروں پر پڑی۔۔جن کے برابر میں بے زار سی صورت لئے آبش بھی کھڑی تھی۔۔

خالہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی اسکے نکاح میں شریک ہوئیں تھی!! یہ انکا بڑھپن ہی ہوسکتا تھا۔۔

وہ ایکسکیوز کرکے اسٹیج سے اتر کر ان کی طرف آیا۔۔

نیناں سائرس کو جاتا دیکھ کر عینا کے پاس آئی تھی۔۔آجکل وہ جس کرب گزر رہی تھی۔۔سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا کوئی اسکے سامنے خوش رہے ، وہ کیسے رہنے دے سکتی تھی۔۔!!

" مبارک ہو "

" تھینک یو "

جواباً عینا سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔

" سائرس نظر نہیں آرہا ، شاید دوسری بیگم کو پہلی کے متعلق صفائیاں تو پیش کررہا ہو گا !! "

وہ تمخسر اڑانے لگی۔۔

" کیا مطلب ؟ "

عینا نے ٹھٹھک کر اسکا چہرہ دیکھا۔۔

" مطلب یہ کہ اس دوسری شادی میں اسکی پہلی بیوی اور ساس بھی تو شریک ہوئی ہے ، تمہیں نہیں بتایا اس نے؟"

اس نے مکاری سے کہا۔۔

"دوسری بیوی..."

اسکے لب کپکپائے

خوف نے اس کے چہرے کو سرخ رنگ کی چادر اوڑھا دی۔۔آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھی۔۔

" سائرس شادی شدہ ہے ؟ "

" لو بھئی ، تمہیں نہیں بتایا اس نے ، اسکی نکاح تو بچپن میں ہوگیا تھا اسکی خالہ زادہ سے ، تم خود دیکھ لو خالہ کے بغل میں جو خوبصورت اور دبلی پتلی سی لڑکی کھڑی ہے وہی ہے اسکی بیوی ! "

آبش کی جانب انگلی پوائنٹ کرتی ہوئی جان بوجھ کر بات کو بڑھا کر پیش کرتی ہوئی بولی۔۔

عینا کا دل ضبط کے تمام پیمانے چھوڑ چکا تھا ، وہ دوسری عورت بن چکی تھی !

اس پر یہ سوچ کر ہی لرزا سا طاری ہوگیا تھا۔۔

کسی گرتی ہوئی عمارت کے ملبے کی طرح بوسیدہ اور شکست خوردہ ہوکر صوفے پر ڈھے گئی۔۔اس شخص نے جانے اور کیا کیا چھپایا ہو گا !!

وسوسے اور اندیشے پیدا ہونا شروع ہوچکے تھے۔۔

وہ گم سم اور بدحواسی سی ہوچکی تھی۔۔

پھر کب فنکشن ختم ہوا کب وہ سرخ اور سفید للی کے پھولوں سے سجے کمرے میں لائی گئی۔۔

اسے کچھ خبر نہیں ہوسکی تھی۔۔اس صدمے نے اسکے دماغ کو مائوف کردیا تھا۔۔

بے بسی کی انتہائوں پر آکر اسکی آنکھیں چھلک پڑیں تو وہ نوچ نوچ کر آویزے اتارنے لگی۔۔اس پر وحشت سی طاری ہونے لگی۔۔دروازے پر ہلکی سی دستک کے سائرس نمودار ہوا تھا۔۔

مطمئن و شادماں سا کمرے میں آیا تھا۔۔اسکی چال میں عجیب سی سرشاری تھی ، وہ کسی فاتح کی طرح چاک و چو بند تھا۔۔

وہ بے احتیاطی سے کھینچ کھینچ کر چوڑیاں اتارے لگی۔۔

" دھیرے اتارو خود زخمی کرنے کا ارادہ تو نہیں تمہارا ! "

اسکے جارحانہ رویے پر وہ بے اختیار ہوکر اسکے قریب آیا۔۔اور اسے تھام کر روکا

" زخمی تو تم مجھے کر چکے ہو ، اب بس کردو ، اتاردو یہ جھوٹی محبت کا نقاب جو تم نے پہنا ہوا ہے ، بہت بیوقوف بنالیا تم نے مجھے "

وہ بپھری ہوئی شیرنی کی طرح دھاڑنے لگی۔۔

اسکا ٹوٹا بکھرا ہرنی کی طرح متوحش وجود سائرس کو کڑے امتحان میں ڈال رہا تھا۔۔

" میں سمجھا نہیں عینا تم کس بارے میں بات کررہی ہو؟ "

وہ بری طرح ٹھٹکا

" لیکن میں تمہیں اچھی طرح سے سمجھ گئی ہوں ! دھوکے باز انسان ! "

اسکی لہو رنگ آنکھیں دیکھ کر دل کسی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبنے لگا۔۔

" ایک منٹ ؟ کیا ہوا ہے بتائو مجھے ؟ "

اس شانوں سے تھام کر نرمی سے دریافت کیا۔۔

" کیا ہونا تھا سائرس سلطان !!! تم نے اپنی فطرت کے مطابق ایک بار پھر سے دھوکہ دیا ہے مجھے ، مبارک ہو "

وہ غصے میں ہانپتے ہوئے ہولے سے کہنے لگی

سائرس پر خمار سا طاری ہونے لگا ، اس کا یہ انداز بھی سوہان روح ثابت ہورہا تھا۔۔وہ خود کمپوز کرتے ہوئے پوچھنے لگا

" اچھا ، زرا میں بھی تو سنوں، اس بار کیا کیا ہے میں نے؟"

وہ طمانیت سے پوچھ بیٹھا۔۔اگلے ہی اس نے بھی بتا کر اسکا سارا اطمیناں رخصت کر دیا۔۔۔

" تم پہلے شادی شدہ تھے ، یہ بات چھپائی تم نے مجھ سے کیوں چھپائی آخر؟ "

اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی لیکن آنسو بے ایمان ہوچکے تھے۔۔۔بہتے ہی چلے جارہے تھے۔۔

اگلے ہی پل ساری محسوسات کو مجتمع کرنے کے بعد حالات کی گھمبھیرتا کو سمجھ چکا تھا۔۔

" تمہیں بھابھی نے بتایا ہے نا ؟ یا پھر اماں نے ! "

" جس نے بھی بتایا ہے ، اس سے کیا فرق پڑتا ہے ، بات تو سچ ہے نا کہ میں اک دوسری عورت بن چکی ہوں کسی کی زندگی میں۔۔تم پہلے سے شادی شدہ تھے یہ بات کیوں چھپائی آخر ؟؟؟ "

اس نے چلاکر پوچھا۔۔۔اور نڈھال ہوکر سسکتے ہوئے ڈریسنگ سے لگی

سائرس تلافی کے لئے لفظ نہیں مل رہے تھے۔۔

شادی کی پہلی رات ہی یہ حقیقت کھل جائے گی اسے انداز نہیں تھا۔۔اسکے ارمانوں پر اوس پڑ چکی تھی

" ٹھیک ہے ، میں اپنی غلطی مانتا ہوں میں نے تم سے یہ بات چھپائی۔۔لیکن رونا بند کرو تمہارے آنسو مجھے تکلیف پہنچارہے ہیں۔۔میں نے ہرگز نہیں چاہا تھا کہ تمہیں یہ بات اسطرح سے پتا چلے "

اسکے اطمینان سے کہنے پر وہ مزید بھڑی اٹھی

" ٹھیک ہے ؟؟؟ نہیں سائرس کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے ، جب سے تم میری زندگی میں آئے ہو کچھ بھی ٹھیک نہیں ہورہا اور نہ ہو سکتا ہے ، چلے جائو یہاں سے ، اس وقت مجھے تم سے سخت نفرت محسوس ہورہی ہے۔۔تمہاری کوئی بات نہیں سننی مجھے "

اس نے چیختے ہوئے کہا۔۔

" ٹھیک ہے ، جیسے تم کہو لیکن تمہاری طبیعت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی ، خود کو تکلیف مت دو ! مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا "

وہ اسے اس حال میں چھوڑ کر جانے پر متفق نہیں تھا۔۔لیکن اسکی ضد کے سامنے ہار مان لی

" جائووو"

وہ ضبط سے اٹھا اور کمرے سے چلا گیا۔۔۔

اماں کے زور زبردستی کرنے پر وہ نکاح میں شریک تو ہوئی تھی مگر اسے زرا بھی غم نہیں تھا۔۔اسے تو حسین کی لاپرواہی تل تل کرکے مار رہی تھی۔۔

اگر اماں ابا کا مان نہ ہوتا تو وہ کب کی طلاق لے چکی ہوتی۔۔یہ بات حسین نہیں سمجھ سکتا تھا۔۔!!وہ بے حد جذباتی قسم کا انسان تھا۔۔

" اب ایسے منہ لٹکا کر کھڑی رہو گی ، جائو اپنی خالہ سے ملو"

اس نے سنی ان سنی کرتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔۔

"مجھے اپنی عزت نفس بہت عزیز ہے اماں ، آپ بن بلائے مہمان کی طرح اس شادی میں لے تو آئی ہیں اب اور کسی چیز کی امید مت رکھئے گا مجھ سے ، ورنہ میں یہاں کسی کا لحاظ نہیں کروں گی "

اماں نے خون آشام نگاہوں سے اپنی سرکش بیٹی کو دیکھ کر رخ موڑ لیا۔۔

صالحہ اسے دیکھ چکی تھی۔۔ان پر گھڑوں پانی بھر گیا۔۔آبش کا گھر بچانے کی خاطر وہ یہاں آئی تھی ۔۔

لیکن وہ کیسے اپنی بہن کو سمجھاتی انکا بیٹا تو اس نکاح کو ماننے تک کا روادار نہیں تھا۔۔بہن کو یہ بات بتانے کی ہمت نہیں بن پارہی تھی۔۔

" اماں کیا ہوا آپ کو ؟؟ خالہ کیا بات ہے ؟ "

اس نے باری باری دونوں کو دیکھ کر پوچھا۔۔آبش ایک غلط نگاہ سائرس پر ڈالے بغیر وہاں سے ہٹ گئی۔۔

" کچھ نہیں تم جائو یہاں سے "

اماں سرکار نے بات بدلی

" نہیں رکو ، مجھے تم سے بات کرنی ہے ، تم میری بیٹی کے ساتھ ایسا کیسے کرسکتے ہو ؟ وہ تمہاری بچپن کی منکوحہ ہے اسکے دل پر کیا گزرتی ہوگی کبھی سوچا ہے تم نے ؟ "

وہ جذباتی ہوگئیں۔۔

سائرس کو بیک وقت ہمدردی اور شرمندگی محسوس ہونے لگی۔۔

" خالہ میں نے کچھ غلط نہیں کیا ہے ، نکاح کیا ہے اس لڑکی سے جس سے میں محبت کرتا ہوں ، رہی بات آپ کی بیٹی کی تو ، میں اس سے محبت نہیں کرتا خالہ ، بے شک اس میں لاکھ گن ہوں ، بہتر ہو گا آپ بھی اپنی بیٹی کی رضامندی جان لیں ، شاید وہ بھی اس لاحاصل رشتے سے چھٹکارا چاہتی ہو " صفیہ بیگم کو لگا کسی نے کھولتا ہوا پانی ان پر ڈال دیا تھا، تذلیل اور ہتک کے احساس سے انکا چہرہ لہو لہو ہوگیا۔۔اب یہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔۔

وہ وہاں سے نکلتی بنیں

اماں سرکار جلتی آنکھوں سے انہیں خود سے دور جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔شاید صفیہ اب کبھی ان کی چوکھٹ کا رخ نہ کرے۔۔اولاد کا دکھ اتنا شدید اور پرزور تھا کہ ان کے سالوں پرانے رشتے پر حاوی ہو چکا تھا۔۔ان کے درمیان اب بہنوں والی بات نہیں رہی تھی۔۔

" آپ نے عینا کو میرے نکاح کے بارے میں بتایا ہے بھابھی؟" سائرس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ اس عورت کو گولی سے اڑا دیتا۔۔

"ہاں تو! کبھی نہ کبھی تو اسے سچ پتا چل ہی جاتا اگر میں نے بتا دیا تو کیا غلط کیا !! "

اسکے مطمئن انداز پر اسکا خون کھولنے لگا

" بھابھی۔۔۔!!!باخدا اگر سعیر کا لحاظ نہ ہوتا تو میں اس حرکت کا جواب بہت اچھے سے دیتا آپ کو ! "

" نہیں تو کیا کرتے تم ؟ "

" میں اچھے سے جانتا ہوں کہ نیلوفر کو اس حویلی سے رسوا کرکے نکالنے میں بھی کہیں آپ کا ہاتھ ہے ، اور اب عینا اور میرے پیچھے پڑی ہیں۔۔کیوں کر رہی ہیں آپ اس قسم کی سازشیں ؟؟ آخر چاہتی کیا ہیں ؟ ہماری جان کیوں نہیں چھوڑ دیتیں ؟ "

"ہاں ،میں سازشیں کررہی ہو کیونکہ میں تم سب لوگوں کی بربادی چاہتی ہوں۔۔۔تم دیکھنا تمہاری بیوی کو بھی نہیں چھوڑوں گی میں ! اسے بھی سزا ملے گی "

وہ نفرت سے پھنکاری

" زبان سنبھال کر بات کریں بھابھی "

اس نے بمشکل اپنا اٹھتا ہوا ہاتھ روکا۔۔وہ دونوں خونخوار نظروں سے اک دوسرے کو گھور کررہے تھے۔۔جب سعیر نے حال میں قدم رکھا

" کیا ہورہا ہے یہاں ؟ "

سعیر کی آواز سن کر سائرس پلٹا۔۔

" اپنی بیوی سے کہیں عینا سے دور رہیں ، اب وہ اس گھر کی بہو ہے اور ہر فرد پر لازم ہے اسکی عزت اور تحفظ ، اگر اسے کچھ ہوا تو انجام بہت برا ہوگا "

وہ چبا چبا کر کہتا اسے جواب دینے کا موقع دیئے بغیر کمرے سے نکل گیا۔۔

" کیا کہا تم سائرس سے ؟ "

سعیر کے پتھریلے تاثرات دیکھ کر نیناں نے تھوک نگلا۔۔۔

وہ غصے سے بوکھلا گئی تھی۔۔

" میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں ؟؟ "

وہ حلق پھاڑ کر چلایا۔۔

اس وقت ضبط کے کن مراحل سے گزر رہا تھا۔۔بس اسکا رب ہی جانتا تھا ورنہ اس عورت کا خون کر دیتا۔۔نیناں پرخوف انداز میں سہمی ہوئی وہاں سے ہٹ گئی۔۔سعیر نے غصے سے ڈریسنگ پر سجا سامان زمین بوس کر دیا۔۔وہ کسی مصلحت کے تحت خاموش تھا وگرنہ اسکے چودہ طبق روشن کر دیتا۔۔

اس نے بے دلی سے چند لقمے زہر مار کئے اور اماں کو دوائی کھلا کر کمرے میں آ گئی۔۔

تبھی فون کی اسکرین بلنک کرنے لگی۔۔حسین اسے کال کر رہا تھا۔۔وہ اسکی کڑوی کسیلی باتوں کا سامنا نہیں کر سکتی تھی اس لئے فون آف کر دیا تھا۔۔

ابھی وہ بستر درست کر کے لیٹی ہی تھی کہ اسکے کمرے میں قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں دل کئی بار دھڑکا تھا۔۔

اگلے لمحے کمرہ روشنی میں نہا گیا۔۔

اس نے دیکھا کہ حسین شہروز آنکھوں میں بے پناہ ناراضگی اور غصے لئے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔پھر اسکی طرف بڑھتا ہوا بولا

" اٹھو اور میرے ساتھ چلو "

استحقاق سے اسکا بازو کھینچ کر بستر سے اتارا اور دوپٹہ اٹھا کر اسکی طرف بڑھایا۔۔

ملگجے حلیے میں اسکی متورم آنکھیں ،اور چہرہ حد درجے سرخ پڑا ہوا تھا۔۔وہ یقینا بہت روئی ہو گی۔۔

اس نے نگاہیں چرا کر بات دہراتے ہوئے کہا۔۔

" چلو۔۔میرے ساتھ۔۔!!"

" رات کے اس وقت ؟ "

وہ ایسا شخص تھا جو بن کہے اسکے دل کے راز بوجھ لیتا تھا۔۔شاید آج بھی اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ بے حد اداس ہے اسی لئے چلا آیا۔۔

" ہونہہ ، پہلے تو کبھی تم نے اعتراض نہیں کیا ؟ پھر آج کیوں پوچھ رہی ہو ؟ یوں کہو کہ بھروسہ نہیں رہا مجھ پر"

اس نے تیز چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

جو آبش کے دل میں پیوست ہوچکا تھا۔۔وہ اسکے روبرو ہوکر گویا لگی۔۔۔

" ادھر میری طرف دیکھ کر بتائو ، کیا اس میں میرا قصور ہے کہ بچپن میں میری اجازت کے بغیر میرا نکاح کسی اور سے کرا دیا گیا ، اور مجھ سے اب تک یہ بات چھپائی گئی۔۔یا پھر یہ میرا قصور ہے کہ مجھے تم سے محبت ہونے کے باوجود میں تم سے کہہ نہیں سکتی۔۔کیونکہ مجھے زبردستی حویلی کی بہو بنایا جارہا ہے "

حسین کی دھڑکنیں تیز تیز چلنے لگیں۔۔یہ الفاظ سننے کو اس کے کان ترس گئے تھے۔۔

" مجھ سے محبت کرتی ہو تم ؟ یہی کہا نا تم نے ؟ "

آنچ دیتے لہجے میں پوچھتے ہوئے روبرو اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔

" کیا فائدہ ، ہم ایک نہیں ہو سکتے ! "

" ہاں یا ناں ؟ "

اس نے زور دیتے ہوئے بے تابی سے سوال دہرایا۔۔

آبش کا سر میکانکی انداز میں ہلنے لگا۔۔۔

بس پھر کیا تھا ، حسین کے لب دلکش انداز میں مسکراتے چلے گئے۔۔

" پھر سائن کرو اس پر ، اگر تم واقعی مجھ سے محبت کرتی ہو تو ! "

آبش کی نظریں اس کے چہرے سے پھسلتی ہوئی رقعے پر جا کر رکیں۔۔

" تم میری محبت کو مت آزمائو حسین , میں یہ نہیں کر سکتی ، میں اماں اور ابا کی خوشیوں کے سامنے مجبور ہوں "

اس نے سسکتے ہوئے انتہائی بے بسی سے جواب دیا۔۔

ایک سی رٹ سن پر حسین کی رگیں تن گئیں۔۔

تاثرات سخت ترین ہوتے چلے گئے۔۔

" میں آخری بار پوچھ رہا ہوں آبش ! تم سائن کرتی ہو یا نہیں؟"

وہ سہم سی گئی

" نہیں "

اور ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔۔جانے کیوں دل زور زور سے دھڑک رہا تھا جیسے کچھ ہونے والا ہو۔۔

" ٹھیک ہے ، آج سے ہمارے راستے جدا ہیں ، یاد رکھنا یہ راستہ تم نے خود چنا ہے اپنے لئے "

سفاک لہجے میں کہہ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔آبش کا دل کسی بھاری بوجھ تلے دبتا چلا گیا۔۔یوں لگ رہا تھا آج اس نے اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا۔۔

علی الصبح اسکی آنکھ کھل چکی تھی۔۔مائشہ دنیا و مافیہا سے بے خبر کشن سینے سے چپکائے سو رہی تھی ۔۔اسکے پرکشش اور معصومیت سے بھرپور چہرے نے اسکی توجہ کھینچ لی۔۔

وہ کئی لمحے یونہی اسکے سرہانے کھڑا رہا۔۔اسکی بے ساختہ شرارتیں یاد کرکے لب خوبخود مسکرانے لگے ۔۔

پھر سر جھٹک کر دوبارہ لائٹ آف کی اور کمرے سے نکل گیا۔۔

جاگنگ سے واپس آیا تو وہ اٹھ چکی تھی۔۔

اسے دیکھ پرشکوہ لہجے میں کہنے لگی۔۔

" مجھے کیوں نہیں لے کر گئے تم اپنے ساتھ ؟ "

" لیکن میں تو جاگنگ پر گیا تھا اور تم سو رہی تھی۔۔میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا "

وردان نے اسے الجھی نگاہوں سے دیکھا۔۔

" کوئی بات نہیں کل یاد سے مجھے بھی جگا دینا ، چلو اب اپنا بستر طے کرکے الماری میں رکھو "

" میں کیوں ؟ یہ تو تمہارے کرنے کے کام ہیں ناں ؟ "

وردان نے تحیرانہ نظروں سے اسکا مطمئن چہرہ دیکھا۔۔

" افف اوہ ، یہ تمہارا میرا کب سے ہوگیا ، اب ہم ایک ہیں ، اور بیوی کے کاموں میں ہاتھ بٹانے سے اللہ خوش ہوتا ہے ، چلو جلدی سے طے کرو ، باتیں مت بناؤ ! "

کہتے ہوئے بالوں کو جوڑے کی شکل دیتی فریش ہونے چلی گئی۔۔

"عجیب پاگل لڑکی ہے "

وردان اسکی پشت کو گھور کر رہ گیا۔۔آگے چل کر نہ جانے اس سے کیا کیا کروانے والی تھی۔۔سوچتے ہوئے کمفرٹر طے کرکے الماری میں رکھے اور بیڈ شیٹ درست کررہا تھا

جب ملائکہ کمرے میں آئی۔۔اور حیرانی سے چوکھٹ پر ہی رک گئی۔۔

" وہ۔۔مائشہ نے مجھ سے کہا تھا ! "

وہ خجل سا ہوکر بولا۔۔اور جلدی سے بستر چھوڑ کر دور ہوا۔۔

ملائکہ لب دباتی ہوئی کہنے لگی۔۔

" میں نے ناشتہ لگا دیا ہے تم دونوں بھی آجائو۔۔"

" جی ممانی "

وہ اتنا ہی کہہ سکا۔۔

" دیکھو میں یہ کام نہیں کر سکتا ! "

اس نے مائشہ کو دیکھتے ہی کہا۔۔

" کیوں ؟ کیوں نہیں کر سکتے ! شرم آتی ہے ؟ "

وہ تنزیہ گویا ہوئی۔۔

" تم جو بھی سمجھو "

اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔مائشہ کن اکھیوں سے اسکا تپا ہوا چہرہ دیکھنے لگی۔۔بے ساختہ اسکی ہنسی چھوٹ گئی۔۔

وردان کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہوا واشروم میں چلا گیا۔۔فریش ہوکر دونوں اکھٹے ناشتے پر گئے تھے۔۔مائکہ نے ان کا صدقہ دیا اور نظر بھی اتاری تھی۔۔

" مجھے سرینہ آپی کی طرف جانا ہے ، دراصل علی بھائی اور ماما واپس لندن جارہے ہیں تو میں نے سوچا ان سے مل لوں "

اس نے ناشتے کے دروان کہا۔۔

" وردان تمہیں لے جائے گا! کیوں وردان ؟"

شازم ماموں نے خوشدل سے کہا۔۔وردان نہ جانے کن سوچوں میں غرق تھا۔۔

مائشہ نے غصے میں آکر زور سے پیر اسکے پیر پر مارا۔۔

وہ درد سے بلبلا اٹھا۔۔اور مائشہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

" ماموں آپ سے کچھ رہے ہیں !"

کس قدر پیار سے کہا تھا۔۔وردان کا دل چاہا اس کا سر پھوڑ ڈالے۔۔

" بھئی مائشہ کو ان کی آپی کی طرف لے جانا۔۔اس کے بھائی لندن واپس جارہے ہیں۔۔اور زیادہ دیر وہاں مت چھوڑنا ہمارے گھر کی رونق ہے اس کے بغیر گھر خالی خالی سے لگنے لگتا ہے "

وردان نے بے ساختہ ماموں کے خوش اور اطمینان بھرے چہرے کو دیکھا۔۔چند دنوں میں وہ ان کے کتنی قریب ہوگئی تھی۔۔اسکی وجہ سے اگر مائشہ کو دکھ پہنچتا تو ماموں بھی یقیناً اسے معاف نہ کرتے ۔۔اتنا بوجھ خود پر سہہ نہیں سکتا تھا

اسکے حلق سے نوالا نگلنا مشکل ہوگیا۔۔.ناشتہ بیچ میں چھوڑ کر کمرے میں چلا آیا۔۔

کچھ ہی دیر بعد مائشہ بھی کمرے میں آ گئی۔۔

" اگر تم نہیں چاہتے کہ میں آپی کی طرف جائوں تو میں نہیں جائوں گی "

اسکی حرکت سے وہ یہی سمجھی تھی

" نہیں میرا مقصد یہ نہیں تھا۔۔بلکے میں خود تمہیں وہاں لے جائو گا ! "

اس نے خود کمپوز کرتے ہوئے کہا۔۔

" وردان ؟ "

وہ جاتے جاتے رکا

" میرے لئے حقیقتاً تمہاری خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔۔اگر تمہیں میری بات اچھی یا بری لگ رہی ہو تو شوہر ہونے کے ناطے بلا جھجک کہہ دینا ! "

وہ سر ہلا کر باہر نکل گیا۔۔

اس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی سرد مہری کی دیوار کر زیر کرنے کی۔۔اب خدا ہی جانتا تھا وردان کے اس رویے کی وجہ کیا تھی۔۔۔

روتے روتے کب اسکی آنکھ لگی اسے پتا نہیں چلا۔۔وہ بیڈ کی پائنتی سے سر ٹکائے زمین پر ہی نیم دراز تھی۔۔۔

جب صبح سائرس نے اپنے کمرے میں قدم رکھا۔۔

یہ منظر دیکھ کر وہ اذیت سے دو چار ہونے لگا۔۔

اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹانے لگا کہ اسکی آنکھ کھل گئی۔۔

" تم پھر آگئے ، تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی ؟ دور ہٹو مجھ سے "

سانسوں کی آمدورفت اور جسم کی حدت سے معلوم پڑ رہا تھا اسے تیز بخار تھا۔۔

سائرس نے بجائے تضاد کے نرمی سے بانہوں سے الگ کر دیا۔۔

نقاہت اور کمزوری کے باعث وہ بیڈ پر نیم دراز ہوگئی۔۔اس پر بے ہوشی کا غلبہ طاری ہونے لگا۔۔

" تمہیں تو تیز بخار ہے "

وہ اسکی پیشانی چھو کر تفکر بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔جس نے کوئی تاثر نہیں دیا

اس کا لمس اسے ازیت پہنچا رہا تھا ، عینا اسکا ہاتھ جھٹکنا چاہتی تھی ، اس پر چیخنا چلانا چاہتی تھی۔۔

لیکن کمزوری کے بعث اسکی پلکیں بھاری ہونے لگیں۔۔

" تم نے کچھ کھایا ہے ؟ اگر ہاں تو میں تمہیں ٹیبلٹ دے دیتا ہوں "

وہ اس پر جھکا ہوا پوچھ رہا تھا

" مجھے کچھ نہیں کھانا تم چلے جائو یہاں سے "

اس نے کمزور سے لہجے میں احتجاج کیا۔۔

" چلا جائوں گا ، لیکن اس وقت نہیں ، تم نے اپنی حالت دیکھی ہے ، کیا بنا لی ہے!! کم از کم مجھے اپنی صفائی میں کہنے کا موقع تو دیا ہوتا عینا۔۔کیا میں اتنا برا ہوں کہ تم دوسروں کی باتوں کو مجھ پر ترجیح دے رہی ہو !! "

نہ چاہتے ہوئے شکوہ لبوں سے پھسلا تھا۔۔

" پلیز چلے جائو میں اس وقت تم سے لڑنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں "

اس نے روہانسی ہوکر کہا تو وہ کمزور پڑ گیا۔۔اگر اسکا خیال نہ ہوتا تو وہ کبھی اسکے پہلو سے نہ جاتا۔۔ جانے سے پہلے وارفتگی سے اسکی پیشانی چوم لی۔۔

"آئی ایم سوری "

عینا انتہائی نفرت سے پیشانی مسلنے لگی۔۔نوری کو اسکی طبیعت خرابی کا بتا کر اسکے پاس بھیج کر وہ آفس چلا گیا۔۔۔

اس دن کے بعد سے وہ بس اکیڈمی اور اسپورٹس کلب کا ہوکر رہ گیا۔۔جیسے اس کے علاوہ زندگی میں اور کچھ ضروری نہیں تھا۔۔

ہنسنا مسکرانا چھوڑ دیا تھا، شہروز احمد کے ساتھ اسکی بات چیت مکمل بند تھی۔۔

ماما سے بھی وہ اکھڑا اکھڑا سا رہتا تھا۔۔ثمینہ بیگم اسکی حالت دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی ۔۔

حسین بلکل بدل گیا آبش کی خاطر۔۔وہ ایک مکمل سنجیدہ اور زمہ دار مرد بن چکا تھا۔۔

آج محمود صاحب خاص طور پر اس سے ملنے آئے تھے وہ کب سے ڈرائنگ روم اس کا انتظار کررہے تھے۔۔

جو ابھی تک نہیں لوٹا تھا۔۔

ثمینہ بیگم کے اندر کھلبلی مچی ہوئی تھی۔۔کہیں انہیں آبش کے متعلق حسین کی پسندیدگی کا علم نہ ہوگیا ہو۔۔!!وہ اب اپنے بچے کو آبش کی وجہ سے زلیل ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی اسلئے ڈرتے ڈرتے پوچھ لیا۔۔

" بھائی صاحب کیا بات ہے، آپ بتاتے کیوں نہیں ؟ کیا حسین نے کچھ کیا ہے ؟ "

"کیا ہوگیا ثمینہ بھابھی ، کیا میں ویسے حسین سے ملنے نہیں آسکتا "

انہوں نے طمانیت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

" اسلام و علیکم "

تبھی وہ اندر آیا اور مشترکہ سلام کرکے اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ محمود صاحب نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا

" برخوردار ، ہم تمہارے انتظار میں بیٹھے ہیں کب سے ، اور تم ہو کہ آئے اور چلے بنے ، بھئی ہم سے نہیں ملو گے '

وہ آبش کے رویے کی سزا انہیں کیسے دے سکتا تھا۔!!حسین شرمندہ سا ہوکر واپس آیا۔

" سوری ، مجھے پتا نہیں تھا آپ مجھ سے ملنے آئے ہیں"

" آئو بیٹھو، بیٹھ کر بات کرتے ہیں "

وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔

"بھابھی آپ ہمیں کچھ دیر کے لئے اکیلا چھوڑ دیں ، مجھے حسین سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے "

ثمینہ بیگم دل ہی دل میں قرآنی آیات کا ورد کرتے ہوئے وہاں سے ہٹیں۔۔رشتوں کا تقدس بنا رہے تو اچھا ہے۔۔ورنہ انسان کس کس بات پر اپنوں سے منہ چھپاتا پھرے۔۔

" کیا بات ہے انکل ؟ "

اب تو حسین کو بھی گھبراہٹ ہونے لگی تھی

" وہ ڈائیورس پیپرز کہاں ہیں , جو اس دن تم آبش کو دکھا رہے تھے ! "

انہوں نے حسین کے سر پر بم پھوڑا۔۔وہ ششدر رہ گیا۔۔

" ک۔۔کونسے ڈائیورس پیپرز انکل؟ "

اسے اندازہ نہیں تھا اتنی بڑی بات اتنے آرام سے کہہ دیں گے

" گھبرائو مت، اس دن میں نے تم لوگوں کے درمیان ہونے والی ساری باتیں سن لیں تھی "

انہوں نے نرمی سے کہا۔۔

حسین کا رکا ہوا سانس پھر سے چلنے لگا۔۔۔

" اب تو میں بھی چاہتا ہوں آبش کو اسکی خوشی ملے۔۔اسکا پورا حق ہے "

حسین کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔

" مطلب ؟ میں سمجھا نہیں انکل ؟ "

اسکے دل دھک دھک کرنے لگا

" مطلب یہ کہ جو ڈائیورس پیپرز تم نے تیار کروائے ہیں ، وہ مجھے دے دو میں آبش کو منالوں گا ۔۔باقی سب بھی تم مجھ پر چھوڑ دو "

"واقعی انکل ؟ "

وہ خود کو ہوائوں میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگا۔۔

" ہاں بلکل۔۔مجھے اپنی بیٹی کی خوشی کو دوں گا۔۔یقین مانو اگر مجھے پہلے پتا ہوتا تو میں یہ رشتہ کب کا ختم کردیا ہوتا "

" تھینک یو سو مچ انکل "

وہ بڑھ کر ان کے گلے لگ گیا۔۔ محمود صاحب نے مسکراتے ہوئے اسکے گرد بازو دراز کیئے۔۔

" اب تم کچھ دیر تک اس بات کو راز ہی رکھنا جب تک میں آبش کی اماں نہیں منا لیتا "

" جی انکل جیسے آپ کہیں "

اس نے سعادت مندی سے کہا۔۔اب تو وہ انکی ہر بات ماننے کو تیار تھا۔۔

****

سرینہ کے گھر سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔وردان سب سے الگ تھلگ کب اک ہی پوزیشن میں خاموش بیٹھا تھا۔۔

جب مائشہ سرینہ کی معنی خیز نظروں کو بھانپ کر اسکے برابر میں آ دھمکی۔۔اور اس سے چپک کر بیٹھ گئی۔۔

وہ ایکدم بوکھلا کر سب کو دیکھنے لگا۔۔مگر کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔

ابرو اچکا کر دوستانہ انداز میں دریافت کرنے لگی۔۔

" کیا سوچ رہے ہو ؟ "

" کچھ نہیں ! "

کہتے ہوئے وہ نامحسوس طریقے سے زرا فاصلے پر ہوا۔۔مائشہ دل ہی دل اسکی حرکت پر ہنسی تھی۔۔

" تو پھر یہاں اکیلے کیوں بیٹھے ہو ، ہم سب کے ساتھ آکر کیوں نہیں بیٹھتے ! "

" تم سب فیملی کے لوگ انجوائے کررہے تھے ، مجھے لگا میری ضرورت نہیں ہوگی ! "

وہ کنفیوز سا ہو کر بولا۔۔

" تم بھی تو ہماری فیملی ہو؟ " اس کے چہرے پر اس قدر معصومیت تھی کہ مائشہ کو اس پر بے حد پیار آیا۔۔

" اچھا "

وہ فورا بولا۔۔

" جی بلکل "

وہ اسے چھیڑنے لگی۔۔

" اچھا، چائے پیئو گے ؟ "

" میں چائے نہیں پیتا ! "

" اور سگریٹ ؟؟ "

وہ روانی میں پوچھ بیٹھی ، اسکی اگلی پیشکش پر وہ بوکھلا سا گیا۔۔

" کبھی کبھی پیتا ہوں "

نظریں چرا کر کہنے لگا۔۔

" پھر تو بد معاشی بھی کرتے ہوں گے تم ؟ "

اس نے لب دبا کر پوچھا

" میں ایسا نظر آتا ہوں تمہیں؟ " وہ خفا ہونے لگا

" تو اس دن گن کیوں تھی تمہارے ہاتھ میں ؟ "

مائشہ نے اب کی بار سنجیدگی سے پوچھا۔۔

" وہ میری نہیں تھی اک دوست کی تھی ! "

اس نے صفائی سے جھوٹ بولا۔۔

" اگر تم کہہ رہے ہو ، تو ایسا ہی ہو گا "

اس نے بے ساختہ مائشہ کی طرف تھا۔۔وہ اسکا بھرم مسمار نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

علی بھائی اور مام کو سی آف کرنے بعد وہ لوگ گھر آ گئے تھے۔۔وردان اسے ڈراپ کرتے ہی باہر نکل گیا۔۔

آج آف ڈے تھا۔۔میکال اور وہ گھر پر تھے۔۔دروازے پر دستک نے ان کی توجہ اپنی جانب کھینچی

۔۔۔

میکال مائشہ کے بھرم میں بھاگتا ہوا گیا اور دروازے کھول دیا۔۔

سعیر نے جھک کر بچے کی جانب دیکھا۔۔

جو اسے دیکھ کر زرا مایوس ہوا تھا۔۔۔

" جی انکل ؟ "

لیکن وہ سن کہاں رہا تھا۔۔وہ تو اسکے چہرے خدوخال میں کہیں کھو سا گیا۔۔دل چاہ رہا تھا اسے اٹھا کر سینے میں بھیچ لے اور خوب سارا پیار کرے۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا وہ اسکا بیٹا تھا۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے تھا۔۔وہ اتنا بڑا ہو گیا تھا۔۔خون کی کشش اسے کھینچنے لگی۔۔

" کون ہے میکال ؟ "

سرینہ کی آواز پر وہ دونوں متوجہ ہوئے۔۔

" مما انکل بتا نہیں رہے یہ کون ہیں ؟ "

میکال نے جواباً کہا۔۔

سرینہ کی جونہی نظر چوکھٹ پر کھڑے سعیر پر پڑی اسکے قدموں تلے زمین سرکنے لگی۔۔جانے کیا سمائی اس کے دل میں، اس نے میکال کو اپنے ساتھ لپٹا لیا۔۔

جیسے اسکے چھن جانے کا ڈر ہو۔۔

" تم اندر جائو میکال "

وہ الجھی الجھی نظروں سے ان دونوں کو دیکھتا اندر چلا گیا۔۔

سعیر کی حسرت بھری نگاہوں نے بہت دور اسکا پیچھا کیا تھا۔۔وہ اس خواہش پر دل ہی دل میں ضبط کر گیا

" اب تمہیں کیا چاہیئے ؟ یا تم بھی اپنی بیوی کی طرح مجھے میرے بیٹے کی دھمکیاں دینے آئے ہو ؟ "

وہ اس شخص کے سامنے ہمیشہ کمزور پر جاتی تھی مگر آج اس نے سارے لحاظ بالائے طاق رکھے۔۔

" میں سمجھا نہیں ؟ "

سعیر نے الجھ کر سوال کیا۔۔

" تمہاری بیوی آئی تھی سعیر سلطان ، پتا نہیں کیوں لیکن اسکی باتوں سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ تمہاری حرکتوں سے خفا ہے اور مجھ پر شک کررہی ہے ، بہتر ہو گا اپنے معاملات تم لوگ اپنے درمیان رکھو "

لفظ بیوی کہتے ہوئے اسکا دل پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا۔۔

" وہ یہاں آئی تھی !!! "

سعیر کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔۔مطلب نیناں یہ جان چکی ہے وہ اسکی سچائی جانتے ہوئے انجان بن رہا ہے یا پھر !!!

" اور دوسری بات ، میں تم سے کہہ چکی ہوں ، میں تمہیں طلاق دینے کے لئے تیار ہوں لیکن اپنا بیٹا میں تمہیں نہیں دوں گی ، اسکے لئے میں کسی بھی حد تک جا سکتی ہوں ! "

اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔

طلاق کا زکر کرتے وقت اسکی زبان لڑکھڑاہٹ کا شکار تھی۔۔بدن پر لرزا سا طاری ہونے لگا۔۔جسے اک عمر اس نے چاہا تھا۔۔اس کے لوٹ آنے کا انتظار کیا تھا۔۔وہ آیا بھی تو چھوڑ جانے کی خاطر !!

" میں یہاں صرف اپنے بیٹے کے لئے آیا ہوں ، پلیز میں اس سے ملنا چاہتا ہوں اک بار ، صرف اک بار "

اس نے منت بھرے لہجے میں کہا۔۔

" ہونہہ ، اپنا بیٹا ؟ "

وہ اسکی بات پر زہرخندی سے ہنسی۔۔

" اپنا بیٹا تمہیں تب کیوں نہیں یاد آیا ، جب لوگ اسے ناجائز کہہ کر پکار رہے تھے ، اسے کسی کا گناہ کہہ رہے تھے۔۔اس پر طرح طرح کے الزام لگا رہے تھے۔۔مجھے تو چھوڑ ہی دو تم ، مجھ سے شاید

تمہیں دو چار دن کی محبت تھی وہ بھوت جلد ہی تمہارے سر سے اتر گیا۔۔!!لیکن میکال تو تمہارا اپنا خون تھا ،

مگر نہیں سعیر سلطان ، تم نے ڈی این اے رپورٹ دکھا کر میرے ہوش ٹھکانے لگا دیئے آخر کو تم بھی اسی عورت کے بیٹے ہو جس نے عورت ہوتے ہوئے ، دوسری عورت پر بدکردار ہونے کی تہمتیں لگائیں ، اور اپنے خون کو ماننے سے انکار کردیا تھا ، یہ وہی خون ہے جس پر آج تم حق جتانے آئے ہو ، کچھ نہیں بدلا سعیر ، کچھ بھی نہیں"

اسکی باتیں سن سعیر کا چہرہ دھواں دھواں ہونے لگا۔۔وہ کیا بتاتا ، وہ تو خود اسے چھوڑ کر اپنا آپ بھلا بیٹھا تھا۔۔

وہ بے کیفی سے کہتے ہوئے اسکی طرف بڑھا۔۔

" اماں سرکار بہت شرمندہ ہیں ، مجھے سب کچھ بتا چکی ہیں ، وہ تم سے معافی بھی مانگنے کے لئے تیار ہیں "

" واقعی , پھر کیا ہو گا ؟ "

وہ تلخی سے گویا ہوئی۔۔لب کچلتے ہوئے آنسو روکنے کی کوشش میں وہ ضبط کے کن مراحل سے گزر رہی تھی وہی جانتی تھی۔۔

" میں نے جو تمہیں دکھ دیئے ہیں میں انکا مداوا کرنا چاہتا ہوں ، پلیز ! ایک موقع دو ، پورا سچ سننے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرنا "

وہ ریکویسٹ کررہا تھا

" مجھے اس سچ سے کوئی سروکار نہیں سعیر ، میں کیا کروں گی جان کر بتائو مجھے ؟ کیا تمہارا سچ میری ازیتیں کم سکتا ہے ، میری زندگی کے پانچ جو ہجر اور تنہائی میں کاٹے وہ سال مجھے لوٹا سکتا ہے ، میری کھوئی ہوئی عزت ، میرے بابا مجھے لوٹا سکتا ہے ، نہیں ، بلکے تم سچ بتا کر حالات اپنے حق میں کرنا چاہتے ہو ، لیکن تمہاری سزا میں رتی برابر کمی نہیں ہوگی "

وہ اس الزام پر تڑپ اٹھا

"نہیں ، سرینہ تم غلط سمجھ رہی ہو "

وہ اسے سختی سے ٹوکتے ہوئے پوچھنے لگی

" تم ان سب دکھوں کا مداوا کرنا چاہتے ہو ، یہی کہا نا تم نے ؟ "

اس سسکاری بھرتے ہوئے پوچھا

" ہاں ، مجھے اک موقع دو! "

" مجھے طلاق دے دو ، مجھے میرے بیٹے کے ساتھ اکیلا چھوڑ دو ، نہ میں نے تمہاری زندگی پہلے کبھی دخل اندازی کی تھی ، نہ اب کوئی خواہش ہے میں تھک گئی چکی ہوں ، اس سراب کے پیچھے اور نہیں بھاگ سکتی ، اگر زرا سے بھی گلٹی ہو تو مجھے طلاق دے دو "

سعیر کی دھڑکنیں سست پڑنے لگیں

آخر اس نے کہہ ڈالا جو سوچتے ہوئے بھی اسکی جان جاتی تھی۔۔ سعیر ششدرہ رہ گیا۔۔اس سے علیحدگی سوہان روح تھی۔۔اپنے بیٹے سے الگ ہونا جیسے جسم کا اک حصہ الگ کردیا جائے۔۔

" جب فیصلہ کرلو تو ہی واپس آنا ، نہ ہم آج تمہارے کچھ تھے اور نہ کل ہو سکتے ہیں "

کہہ کر انتہائی سفاکی سے اسکے منہ پر دروازہ بند کر دیا۔۔اور خود بے جان ہوتی ٹانگوں کو گھسیٹتی ہوئے صوفے پر گر سی گئی۔۔یوں لگ رہا تھا آج اس نے مکمل خود کشی کرلی ہو۔۔

" ایک منٹ , میری پوری بات سنو ، اتنی بڑی سزا مت دو مجھے ، مجھے میرے بیٹے سے الگ مت کرو ۔۔اسے میری ضرورت ہے۔۔سرینہ !!!! میں تم معافی مانگتا ہوں۔۔اپنی بے وفائی کے لئے ہر سزا بھگتنے کو تیار ہوں لیکن مجھے میرے بیٹے سے الگ مت کرو "

وہ گڑگڑانے لگا تھا۔۔سرینہ نے جیسے اپنا دل پتھر کرلیا تھا۔۔اس پر سعیر کی التجائوں کا کوئی اثرا نہیں ہوا۔۔

آج پہلی بار وہ اس مضبوط توانا مرد کو اس طرح ہارا ہوا ، ٹوٹا بکھرا ہوا دیکھ رہی تھی ، اسکے لب و لہجے میں افسردگی ، مایوسی اور نا امیدی کے رنگ چھلک رہے تھے۔۔سعیر سلطان ایسا تو نہیں تھا ، وہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔۔یاں پھر یہ بھی اسکی کوئی چال تھی۔۔!

اک ہفتہ گزر چکا تھا۔۔اسکی ناراضگی جوں کی توں برقرار تھی۔۔حتی کہ کمرے سے نکلنا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔

اس کی بات چیت حویلی والوں سے مکمل بند تھی سوائے نوری کے۔۔

سائرس نے بارہا اسے منانے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا۔۔اسے اب زرا بھی بھروسہ نہیں رہا تھا۔۔

وہ چینج کرکے نکلی تو اسے استحقاق سے اپنے بیڈ پر براجمان دیکھ کر اک لمحے میں اپنا دماغ گھوما۔۔

" تم اس وقت یہاں کیا کررہے ہو ؟ "

" کیوں ، نہیں آ سکتا ؟ میری بیوی کا کمرہ ہے جب چاہوں جس وقت چاہوں آ سکتا ہوں "

ریلیکس انداز میں کہتے ہوئے سائرس نے گہری نگاہوں سے اسے سر سے لیکر پیر تک دیکھا۔۔سرخ نائٹ گاؤں میں ملبوس حسن کا شاہکار تھی۔۔سنگ مر مر کی مورتی

پتھر ہی کی طرح کسی کے جذبات کی تڑپ سے بے نیاز تھی۔۔

اسکے سینے میں تڑپتا ہوا دل اور دل میں پنپتے جذبات اسے پاگل کیئے دے رہے تھے۔۔

نہ جانے کیا سوچ کر وہ اسکی طرف بڑھا۔۔

" جائو یہاں سے "

وہ سرد سپاٹ لہجے میں بولی۔۔

" میرے ساتھ چلو میرے کمرے میں "

وارفتگی سے اسکے دلکش چہرے کو دیکھتا نگاہوں کے زریعے دل میں اتارنے لگا

" کیا مطلب ؟ "

" اب تمہیں کس کس بات کا مطلب سمجھائوں ، میاں بیوی کے رشتے کے تقاضوں کو تو سمجھتی ہو تم ، اتنی بچی نہیں ہو "

وہ اس بار سنجیدگی سے کہنے لگا

"میں تمہیں اپنا شوہر نہیں مانتی "

وہ سفاکی کی ساری حدیں پار کرتے ہوئے زہرخندی سے بولی ، وہ شخص جو اسکے لئے ہر کسی سے لڑا تھا ، صرف اسے پانے کی خاطر حتی کہ دادا سرکار اور اماں سے بھی ، وہ اسکے جذباتوں کے ساتھ کھلواڑ کررہی تھی۔۔جو اسے قطعی منظور نہیں تھا۔۔

اسکی رگیں تن گئیں، اس بار گویا ہوا تو لہجے میں پہلے سی نرمی نہیں تھی

" میں تمہارے ساتھ وقت گزارنا چاہتا ہوں ، اور ڈھیروں ساری باتیں کرنا چاہتا ہوں "

" مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے ،تمہارے ساتھ وقت گزارنے میں "

" چلو ٹھیک ہے ، تمہاری خوشی کی خاطر میں اپنی خواہش ترک کرتا ہوں ، اچھی سی مووی دیکھ لیتے ہیں ؟؟ تمہارا موڈ بھی فریش ہوجائے گا "

"تمہیں کیا تکلیف ہے ؟ کیوں سر کا درد بنے ہوئے ہو ، مجھے تمہارے سو کالڈ پلینز میں کوئی دلچسپی نہیں ، اب تم جائو یہاں سے "

وہ حد درجہ بدتمیزی سے پیش آئی۔۔

سائرس کا ضبط جواب دینے لگا

" مجھے غصہ مت دلائو عینا ، آخر تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو مجھ سے دور رہ کر ؟ "

اسکی پر آواز بھرا گئی۔۔

" تم جیسا بے ضمیر اور بے دل انسان نہیں سمجھ سکتا کہ میں کیا چاہتی ہوں "

" ٹھیک ہے سب میرا قصور ہے میں بہت برا ہوں ، اب چلو میرے ساتھ تمہارا موڈ بہتر کرنے کی ضرورت ہے ! ضد مت کرو "

اس نے ہار مان کر کہا۔۔وہ اسے ایسی حالت میں دیکھ نہیں پارہا تھا۔۔

"میں نہیں جائوں گی "

اسکے جواب پر سائرس کو سخت طائو آیا وہ اسے مضبوط بانہوں میں جکڑ کر اپنے کمرے میں لے گیا۔۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے ، چھوڑو مجھے "

اسکی مردانہ گرفت میں مچلتی ہوئی خود کو آزاد کرنے کی سعی کرنے لگی۔۔

" شششششش !!! اگر تمہاری آواز آئی تو میں بہت برا پیش آئوں گا "

وہ اسے غصہ دلا کر اپنے پیروں پر کلہاڑی مار چکی تھی۔۔۔اسکے اکھڑے ہوئے گرم سانس کو محسوس کرتی ہوئی بوکھلا کر پوچھنے لگی۔۔

"ک۔۔کیا کررہے ہو تم ؟ "

سائرس نے اسکا سوال نظر انداز کرتے ہوئے دروازہ لاک کردیا۔۔

" نہیں۔۔دروازہ کھولو۔۔مجھے باہر جانا ہے "

وہ احتجاج کرنے لگی

خوابیدہ شباب نے انگڑائی لی۔۔قیامتیں جاگ اٹھیں۔۔وہ اپنی بے بسی پر احتجاج کررہی تھی ، تڑپ رہی تھی۔۔مچل رہی تھی مگر سائرس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔

اسکی دبی دبی سرگوشیوں میں " نہیں نہیں" کا شور تھا۔۔سائرس کو اس نہیں ، نہیں میں سرور محسوس ہورہا تھا۔۔جو سیدھا اسکے دل کو چھو رہا تھا۔۔وہ اس میں کہیں کھو سا گیا۔۔

موسم کے تیور شام سے ہی بگڑے ہوئے تھے۔۔وہ تیزی سے ہاتھ چلا رہی تھی۔۔جب تک آفس سے نکلی ہلکی ہلکی بارش شروع ہوچکی تھی۔۔گاڑی آج سروس کے لئے بھیجی تھی۔۔

اس لئے اسے ٹیکسی میں سفر طے کرنا تھا۔۔

وہ فائلوں کا چھاتہ سر پر کیئے سڑک پر ٹیکسی کا انتظار کررہی تھی۔۔کہ اک مہربان نے اسکے سر پر چھتری کا سایہ کرتے ہوئے بارش کی بوندوں کو روکا۔۔

اک لمحے کے لئے تو وہ گھبرا گئی۔۔اور سہم کر دور ہٹی۔۔پھر سعیر سلطان کو دیکھ کر اسکے تاثرات غصے اور نفرت میں تبدیل ہونے لگے۔۔وہ اسے نظرانداز کرکے فاصلے پر جا رکی۔۔

" سردی کی بارش ہے تم بیمار پڑ جائو گی "

لہجے میں تفکر تھا۔۔وہ سفاکی اسکا ہاتھ جھٹک کر کہنے لگی۔۔

" تمہارے بغیر نہ جانے کتنی بارشیں ہوتی رہی ہیں ، جو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں ، تب تمہیں خیال نہیں آیا۔۔اب یہ جھوٹ موٹ کا ڈرامہ مت کرو میرے سامنے "

اسکے لہجے میں اتنی نفرت اور بد گمانی تھی کہ سعیر کی زبان گنگ رہ گئی۔۔

بارش تیز ہوچکی تھی لیکن اس نے چھتری بند کردیا تھا۔۔وہ دونوں مکمل بھیگ چکے تھے۔۔

یکایک اسکے دل میں درد سا اٹھنے لگا۔۔اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔۔وہ بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے اکھڑی اکھڑی سانسیں لینے لگیں۔۔

سرینہ خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کی کوشش کررہی تھی۔۔لیکن اسکے منہ سے خون نکلتا دیکھ کر اسکے اوسان خطا ہونے لگے۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی سعیر لڑکھڑا کر وہیں گر گیا۔۔

" سعیر !! "

سرینہ کے لبوں سے دلدوز چیخ نکلی۔۔۔وہ ساری ناراضگی ، غصہ ، نفرت گلے شکوے بھول کر اسکی طرف دوڑی۔۔

کھڑکی سے اندر آتی ہلکی ہلکی سرد ہوا اسکے تپتے بدن سے ٹکرائی تو اس نے جھرجھری سی لی۔۔

گردن موڑ کر دیکھا تو ظالم شخص اسکے پہلو میں نہیں تھا۔۔

وہ کئی دیر اس خالی جگہ کو گھورتی رہی یہاں تک کہ اسکی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔۔

" بی بی جی آپ کے لئے ناشتہ لگادوں ، چھوٹے سرکار تو آفس چلے گئے ہیں "

" تم جائو یہاں سے ، مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے "

اک تھکا سا آنسو اسکے رخساروں سے بہہ کر تکیہ بھگو گیا۔۔اس نے بال لپیٹتے ہوئے بے دلی سے کہا

۔۔

" بی بی جی آپ کو تو تیز بخار ہے ! "

نوری اسکی پیشانی چھوتے ہوئے تشویش سے بولی۔۔

" میں نے کہا نا ، ، مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے تم جائو یہاں سے "

اس بار زرا غصے اور بے زاری سے بولی۔۔

چند لمحے اسکے سپاٹ چہرے کو گھورتی رہی پھر کمرے سے نکل گئی۔۔

" عینا بی بی کو بہت تیز بخار ہے ، وہ میری کوئی بات نہیں سن رہیں چھوٹے سرکار "

باہر جاکر سائرس کے آفس کال کرتے ہوئے بولی

" اس نے ناشتہ کیا ؟ "

وہ سن کر پریشانی سے پوچھنے لگا۔۔

" نہیں سرکار "

" اچھا تم فون رکھو میں اس سے خود بات کرتا ہوں "

اس نے کریڈل دوبارہ پٹخا۔۔

" ایسی بھی کیا نازک مزاجی"

وہ تلخی سے سوچتا ہوا اسے کال کرنے لگا۔۔ایک بار ، دوبار ، لیکن وہ ضدی انسان اسکا فون نہیں اٹھا رہی تھی۔۔سائرس کو بے تحاشا غصہ آنے لگا۔۔وہ ضبط کر گیا۔۔اگر وہ اسکے سامنے ہوتی تو اسکے حواس ٹھکانے لگا دیتا۔۔

اس نے نوری کو ناشتہ اور ٹیبلٹ اسکے کمرے میں دینے کا کہہ کر فون بند کر دیا۔۔شادی کی چھٹیوں کی وجہ سے آفس میں بہت سا کام جمع ہو گیا تھا وہ جلد ہی مصروف ہو گیا۔۔

نوری نے بارہا اسے ناشتے کا کہا۔۔لیکن اس نے اک لقمہ تک نہیں لیا۔۔

طبیعت مضمحل سی تھی۔۔اعصاب کھنچے کھنچے تھے۔۔اسکا کچھ کھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔عجیب چڑچڑا پن اس کے اعصاب پر چھایا ہوا تھا۔۔

اماں سرکار نوری سے ناشتے کی ٹرے لیکر خود اسکے کمرے میں آئی۔۔اسے واقعی تیز بخار تھا۔۔وہ بھی پریشان ہو گئیں۔۔

" تم ناشتہ کیوں نہیں کر رہی ، ہماری نہیں تو کم از کم سائرس کی ہی بات مان لو ، تم سے کتنی محبت کرتا ہے ، تمہیں اس طرح گھائل پنچھی کی طرح تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔۔اس نے مجھے خاص طور پر تاکید کی ہے کہ تمہارا خیال رکھوں جب تک وہ واپس نہیں آجاتا ، چلو شاباش تھوڑا سا کھا لو !! پھر دوائی کھا لینا "

طبعیت کے برعکس بے حد نرمی اور تفکر سے کہنے لگیں۔۔عینا سن کر حیران بھی ہوئی تھی۔۔پھر خاموشی سے دو چار لقمے لے کر دوائی نگل لی۔۔

" اب تم آرام کرو ، کسی چیز کی ضرورت ہو تو نوری سے کہہ دینا"

انکا رویہ عینا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔۔

نفرت ، محبت میں کیسے بدلی۔۔وہ کمفرٹر کھینچ کر دوبارہ لیٹ گئی۔۔

دوائوں کا اثر تھا اسے نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا۔۔

" آپ پیشنٹ کی وائف ہیں "

تذبذب میں مبتلا اس نے کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ڈاکٹر کہہ اٹھا۔۔

"آپ میرے ساتھ میرے کیبن میں آیئے ، آپ سے ضروری بات کرنی ہے "

ڈاکٹر کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر خدشات اور وسوسے دل میں آنے لگا۔۔دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔

" کیا بات ہے ڈاکٹر ؟ "

اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔

" انہیں بہت عرصے سے سلو پوائیزن دی جارہی ہے ، یا وہ خود کھا رہے ہیں ، اگر اسکا فوری استعمال روکا نہیں گیا تو وہ زہنی طور پر پاگل ہوسکتے ہیں ، ان کا ہارٹ فیل ہو سکتا اور ان کی جان بھی جا سکتی ہے "

وہ تو مانو برف کی سلب بن چکی تھی۔۔اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔ڈاکٹر کی باتیں سن کر آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔۔

ڈاکٹر کے لب ہل رہے تھے وہ شاید کچھ کہہ رہے سرینہ ان کے کیبن سے نکل گئی۔۔اور وال کے اس پار اسٹریچر پر سوئے وجود کو بس یک ٹک دیکھے جارہی تھی۔۔۔

کیا اس سے بے تحاشا محبت کرنے والا شخص اسے یوں رسوا کرکے چھوڑ سکتا تھا !!!

کیا اسے کبھی بھی اپنے بیٹے کی یاد نہیں آئی ہوگی !!!

تو اب کیسے آگئی ؟

چند دن پہلے وہ بے تحاشا نفرت کا اظہار کررہا تھا۔۔پھر اچانک طلاق کا مطالبہ کرنے لگا۔۔اور اب معافی !!

کیا چل رہا اسکے دماغ میں ؟؟؟

اسکا دماغ گھومنے لگا تھا۔۔

سعیر نے ہوش میں آتے ہی ڈرپ کھینچ کر اپنے ہاتھ کو آزاد کیا۔۔اور کوٹ اٹھا کر دروازہ کی جانب بڑھا۔۔اسے دروازے پر کھڑا دیکھ کر وہ خودبخود رک گیا۔۔

اک پل کے لئے دونوں کی نگاہیں ملیں تھی۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا سرینہ یا کسی کو بھی اس بات کا پتا چلے۔۔!!

" ڈاکٹر کہہ ہیں تمہیں سلو پوائزن دی جارہی ہے "

صدمے سے اسکا دماغ مائوف ہوچکا تھا۔۔وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔ابھی تک اس دہلا دینے والے انکشاف پر شاکڈ تھی۔۔

" میں جانتا ہوں "

اسکے جواب نے سرینہ کو مزید تشویش میں ڈال دیا تھا

" تم جانتے ہو ؟ "

اس کے گلے میں آنسوئوں کا پھندا لگ گیا۔۔اسکی گھٹی گھٹی سی آواز نکلی

" میری بیوی نے کیا ہے سب کچھ "

جتنی آہستگی سے اس نے کہا تھا اتنی تیزی سے اسکے تاثرات بدلے۔۔اس نے لڑکھڑا کر چوکھٹ تھام لی ورنہ وہ ضرور گر جاتی۔۔

" تمہیں چھوڑ کر اسے اپنایا تھا تمہاری آہیں اور دعائیں سن لیں اللہ نے ، شاید اس ازیت چھٹکارا ملنے والا ہے تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ، اور مجھے بھی !"

وہ اسکی روح فنا کرکے جا چکا تھا۔۔

کیا اسے کوئی بیماری تھی ؟ اس سے آگے سوچ نہ سکی

اسے سانس لینے میں دشواری محسوس ہورہی تھی۔۔

وہ راہداری کو تھام کر چلتی ہوئی بمشکل سیٹ تک پہنچی اور بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔۔

وہ آفس سے لوٹا تو عینا ابھی تک پرسکون نیند سو رہی تھی۔۔بخار کافی حد تک کم ہوچکا تھا۔۔

" بے جا کی ضد کرکے اپنا نقصان خود ہی کر بیٹھتی ہو تم "

وہ دھیمے لہجے میں بڑبڑاتا ہوا اس سے شکوہ کرنے لگا۔۔۔اور ہاتھ کی پشت سے اسکے بالوں کو سہلانے لگا۔۔

شاید اسکے ستارے گردش میں تھے۔۔۔جلد ہی اسکی آنکھ کھل گئی

"ہاتھ مت لگائو مجھے "

بے دردی سے اسکا ہاتھ جھٹک کر بولی۔۔وہ برا نہ مانتے ہوئے نرمی سے کہنے لگا

" میں نے تمہیں کتنی کالز اور میسیجز کیئے ، تم نے کسی ایک کا جواب بھی نہیں دیا ، اتنی بے حسی بھی اچھی نہیں ہوتی , میں کتنا پریشان تھا تمہارے لئے اندازہ ہے تمہیں "

وہ اسکی فکر میں موم کی طرح گھل رہا تھا۔۔جسے اسکی زرا پرواہ نہیں تھی۔۔

" نہیں اٹھانا چاہتی تھی تمہارا فون ، نہیں بات کرنی مجھے تم سے , کیا کرو گے تم ؟ زبردستی اپنی باتیں منوائوں گے ، جیسے تم نے کل کیا "

اسکا روم روم سلگ اٹھا۔۔

سائرس کے لبوں سے اک درد بھرا سانس خارج ہوا

" آئی ایم سوری ، میں جذبات کے بہکاوے میں آگیا تھا "

وہ شرمندگی سے گویا ہوا۔۔

" تمہارے اس بہکاوے نے میری روح کو چھلنی کر دیا ہے۔۔اگر تمہیں مجھ سے اتنی سی بھی محبت ہوتی یا میری پرواہ ہوتی تو وہ سب نہ کرتے جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے"

اس نے جلتی ہوئی آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔

" آئی ایم سوری ! "

اک نئی ازیت سے دو چار ہونے لگا۔۔وہ مزید کچھ نہیں کہہ سکا۔۔بے حد نرمی سے آنسو پونچھتے ہوئے ۔۔

پیشانی پر بوسہ دیا۔۔عینا بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔۔اسکے کمرے سے جاتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

وہ دو دن سے آفس نہیں جا پائی تھی۔۔۔

عجیب سچویشن بن گئی تھی۔۔س

مجھ نہیں پارہی تھی کیا رد عمل دے ، افسوس کرے اس پر ، بات کرے ، نظر انداز کرے ، کیا کرے ؟

انتہائی غیر متوقع طور پر آج سعیر کے دادا سرکار اسکے گھر آئے تھے۔۔انہیں دیکھ کر وہ بے حد پریشان ہوئی۔۔جب سے اسکے بارے میں عجیب عجیب انکشاف ہورہے تھے۔۔اسکی زندگی ڈسٹرب ہوکر رہ گئی تھی۔۔

وہ نہ تو آفس میں فوکس کر پارہی تھی۔۔

نہ گھر کے کاموں میں ،

وہ دشمن جان اسکے اعصاب پر بری طرح چھایا ہوا تھا۔۔

" آج میں تم سے کچھ کہنے آیا ہوں بیٹا۔۔میری ساری باتوں کو خندہ پیشانی سے سننا اور پھر فیصلہ کرنا ، سعیر کی طرفداری نہیں کروں گا ، بس اتنا کہوں گا کہ اسے سمجھنے کی کوشش کرو ، بیشک اس کی وجہ سے جو کرب تم نے جھیلا ہے اسے جھٹلایا نہیں جا سکتا ، نہ ان پانچ سالوں کو واپس لایا جا سکتا ہے۔۔ لیکن بیٹا اپنے دل میں اسکے لئے گنجائش پیدا تو کرکے دیکھو ! وہ تمہارے زخموں کو بھر دے گا "

دادا سرکار کو سعیر کی ساری سچویشن بتا چکا تھا۔۔

اسکے علم میں لائے بغیر دادا سرکار نے یہ قدم اٹھایا تھا۔۔وہ نیناں کو پورے طرح سے کنٹرول کرنے کے بعد اسکی حقیقت بے نقاب کرنا چاہتے تھے۔۔تاکہ وہ حویلی کے کسی بھی فرد کو نقصان نہ پہنچا سکے۔۔

آج انہوں نے سرینہ کے سامنے ایک ایک کرکے سعیر کی زندگی کے تمام باب اسکے سامنے کھول کر رکھ دیئے تھے۔۔سرینہ کا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔۔

اسے الفاظ نہیں مل رہے تھے وہ کن لفظوں میں اس شخص کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کی مزمت کرتی جس اسکی ماں برابر کی شریک تھی۔۔۔نہ وہ اسکی کیفیت اور کرب کا اندازہ لگا سکتی تھی

" تم اک سمجھدار بچی ہو ، اپنے بیٹے کے بارے کیں سوچو ، اسکی خاطر ہی اسکے باپ کو معاف کردو ، خدارا اسکی زندگی میں لوٹ آئو "

یہ کہتے ہوئے دادا سرکار نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔اس کا دل کس قدر ازیت سے دوچار تھا ۔۔وہ چاہ کر بھی اس ستم گر کو سزا نہیں دے سکتی تھی۔۔

حالات نے اتنا مجبور کر دیا تھا !!

" میں آپ سے وعدہ نہیں کر سکتی۔۔لیکن میرے ساتھ جو اس نے اور آپ کی بہو نے مل کر کیا ہے وہ میں اتنی آسانی سے بھلا بھی نہیں سکتی ، مجھے کچھ وقت چاہیئے سوچنے کے لئے ، پلیز مجھے مجبور نہ کریں "

اس نے مروتاً ان کے ہاتھ تھام کر روکا۔۔

وہ یہ سن کر ہی خوش ہوگئے تھے کہ ان کا مان رکھ لیا گیا تھا۔۔

" بہت جلد میں نیناں کا انتظام بھی کرلوں گا ، اپنے پوتے کو اور پل پل مرتا نہیں دیکھ سکتا۔۔اسے اپنے بیٹے اور بیوی کے ساتھ خوش دیکھنا چاہتا ہوں "

سرینہ نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔۔وہ اٹھ کر اسکے سر پر شفقت سے ہاتھ ہھیرتے ہوئے بولے۔۔

" انشااللہ سب ٹھیک ہوجائے گا، اگر میں زندہ رہا تو تمہیں اپنے ہاتھوں سے حویلی کی بہو بنا کر لیکر جائوں گا "

کہہ کر وہاں سے چلے گئے۔۔

وائے رے قسمت !! پانچ سال پہلے وہ وہ یہی جملے ان منہ سے سننے کو بے تاب تھی ، اور اب تو اس خواہش کا نام بھی باقی نہیں رہا تھا۔۔۔

دل کو ٹھیس پہنچی تھی۔۔سرینہ کے گالوں پر کئی آنسو اک ساتھ پھسلے۔۔

وہ سب کچھ بھلا کر اپنی زندگی میں آگے بڑھنے کی کوشش کررہی تھی۔۔اب تو آنٹی کی ناراضگی بھی دور ہوگئی تھی۔۔صلہ اور ماہین کی نٹ کھٹ شرارتوں سے اس کا دل بہلا رہتا تھا۔۔یسر نے آفس جانا شروع کردیا تھا۔۔

سب گھر والے کھانا کھا کر سو چکے تھے۔۔صرف وہی یسر کے انتظار میں جاگتی ہوئی کتاب کے صفحات الٹ پلٹ رہی تھی۔۔

یسر نے جیسے ہی کمرے کی چوکھٹ پر قدم رکھا۔۔

یہ منظر دیکھ کر تھم سا گیا۔۔اسکے لمبے گھنے ریشمی بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔۔جنہیں کھلا دیکھنے کی چاہ اس کے دل میں کئی بار اٹھتی تھی۔۔اس نے بے خودی کے عالم میں بے حد نرمی اور پیار سے لٹھوں کو چھوا۔۔

وہ بدحواسی سی ہوکر سیدھی ہوئی۔۔کتاب اسکے ہاتھ چھوٹ کر گر چکی تھی۔۔

" تم۔۔!!"

نیلوفر نے نہایت ناراضگی سے اسے گھورا۔۔

یسر لبوں پر دلفریب مسکراہٹ نے احاطہ کیا

" آپ ڈر گئیں ؟ "

بغور اسے دیکھتا ہوا پوچھنے لگا

" ظاہر ہے ، تم ایسے کرو گے تو ڈر ہی جائوں گی میں "

" لیکن میں نے کچھ کیا ہی نہیں ؟ "

اسکے لبوں پر معنی خیز سی مسکراہٹ کھیلنے لگی۔۔

نیلوفر کنفیوژ سی ہوکر عرق آلود پیشانی تھپتھپانے لگی۔۔۔

" کھانا لگائوں ؟ "

اسکا دھیان خود سے ہٹانا چاہا۔۔۔

" کیا ؟ "

وہ تحیر اور خوشگوار لہجے میں بھنویں سکیڑ کر پوچھنے لگا۔۔

" میں نے پوچھا کھانا لگائوں ؟ "

" بائے گاڈ ، اگر آپ ایسے پوچھیں گی تو میری عادتیں بگڑ جائیں گیں ، مجھے اتنی محبت اور توجہ کی عادت نہیں ہے ! "

اب کی بار گھمبیر لہجے میں سرگوشی کی۔۔نیلوفر نے اسکی شفاف آنکھوں میں دیکھا۔۔جہاں جذبوں کا اک سیلاب امڈنے لگا تھا۔۔

" ایسا کب تک چلے گا نیلوفر ؟ "

اس کا دل قرب کی آنچ پگھلنے لگا۔۔

" کیسا ؟ "

وہ اسکی آنکھوں سے خوف کھا کر پوچھنے لگی۔۔

" مجھے تم سے کب تک دور رہنا پڑے گا ؟ "

اس نے بے بسی بھرا شکوہ کیا تھا۔۔نیلوفر گھبرا کر اس سے دور ہوئی۔۔وہ نظریں چرا رہی تھی۔۔
اسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔یسر نے اک تھکی سی سانس لیکر خود کو کمپوز کیا۔۔اور کہنے لگا
" آئی ایم سوری ، شاید میں جذباتی ہوگیا تھا
میرا پروموشن ہونے والا ہے ، میں سوچ رہا تھا تمہیں اسی خوشی میں شاپنگ پر لیکر چلوں "
اس نے بات بدلی
" مبارک ہو تمہیں "
وہ حقیقتاً خوش ہوئی تھی۔۔
" تو چلیں ؟ "
" ابھی ؟ "
اسے لبوں سے بے ساختہ پھسلا
" ہاں ابھی۔۔!!"
" لیکن ابھی تو بہت رات ہوگئی ہے "
"بہت کہاں ، ابھی تو صرف نو بجے ہیں ، میں فریش ہوجائوں تم مام کو بتا دو ، پھر چلتے ہیں کھانا باہر ہی کھائیں گے "
" میں۔۔کیسے بتا سکتی ہوں مطلب !!! تم بتادونا"
اس نے مسکین سی صورت بنائی۔۔یسر کو بے ساختہ ہنسی آ گئی۔۔
" آپ ہی بتائیں گی ، ہر بار میں ہی کیوں ان کی گھوریاں برداشت کروں۔۔آپ کا بھی تو حق ہے ! "

اس نے بے نیازی سے کندھے اچکا کر کہا۔۔

نیلوفر خفگی بھری نگاہ ڈال کر کمرے سے نکلی۔۔

" آنٹی۔۔۔میں اور یسر !!! مطلب ہم باہر جا رہے ہیں، نہیں مطلب جا سکتے ہیں کیا ؟ "

وہ کنفیوز سی ہوکر انگلیاں چٹخانے لگی۔۔

مسز عبداللہ بغور اسے سر سے لیکر پیر تک دیکھا۔۔قدرے تعجب سے پوچھنے لگیں

" اس وقت ؟ "

" ج۔۔جی۔۔"

وہ فورا بولی

" اس وقت کیا سوجھی تم دونوں کو ؟ "

" وہ۔۔آنٹی۔۔یسر۔۔"

" بول بھی چکو لڑکی ! "

" آنٹی یسر مجھے شاپنگ کروانے لیکر جانا چاہتے ہیں "

اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔۔وہ ایک دو لمحے گھورتے رہنے کے بعد بولیں

" ٹھیک ہے زیادہ دیر مت لگانا "

وہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔

"بدھو کہیں کی "

مسز عبداللہ زیر لب بڑبڑاتی ہوئی مسکرائیں

وہ پارکنگ میں کھڑی یسر کا انتظار کررہی تھی۔۔اس بات سے انجان کہ وردان حیدر کی نظر اس پر چکی تھی۔۔

وہ بھی اسے دیکھ کر ششدرہ رہ گئی۔۔

اس نے گھبرا کر آس پاس دیکھا۔۔

" نیلوفر ، ڈرو مت ، میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں "

وہ بے تابی سے اسکی طرف بڑھا۔۔اس گناہ کے بوجھ تلے دب کر جینا نہیں چاہتا تھا۔۔

" میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی ہوں "

اس نے نفرت سے راستہ بدل لیا۔۔

"نیلوفر پلیز ایک بار میری بات سن لو ، میں نے تمہارے ساتھ جو کیا میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔ پلیز مجھے معاف کردو میں بہت تکلیف میں ہوں "

اس نے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔

" معاف کردوں ؟ نہیں وردان حیدر یہ معافی کا نہیں‌س ، سزا کا وقت ہے ، جیسے میں نے بے گناہ ہونے کے باوجود اتنی کڑی سزا کاٹی ہے۔۔اب تمہاری باری ہے۔۔میں تمہیں زندگی بھر معاف نہیں کروں گی "

نیلوفر نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔۔

وردان کے ہاتھ پہلو میں گر گئے۔۔دل پر بوجھ مزید بڑھنے لگا تھا

" ایسا مت کرو میرے ساتھ ، میں نادان تھا آنا کی باتوں میں آگیا تھا نیلوفر۔۔باخدا میں بہت پچھتا رہا ہوں۔۔بہت ازیت میں ہوں بہت تکلیف ہورہی ہے ، میرے دل پر بوجھ ہے پلیز مجھے معاف کردو " وہ اسکی راہ میں حائل ہوا۔۔

تب تک یسر بھی آچکا تھا۔۔اسے دیکھ یسر کی رگیں تن گئیں

" یہ کیا کررہے ہو تم ؟ "

" میں نیلوفر سے بات کررہا ہو۔۔نیلوفر پلیز مجھے معاف کردو "

وہ فریاد کرنے لگا۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا ، کسی طرح سے معافی حاصل کرلیتا۔۔

یسر نے حیرت سے نیلوفر کو دیکھا۔۔جو لب کچلتے ہوئے ضبط کیئے کھڑی تھی۔۔

پھر یسر سے کہنے لگی۔۔

"چلو یہاں سے "

وہ تڑپ کر اسکے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔

" میں جانتا ہوں میں نے تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا۔۔میں اندھا ہوگیا تھا نفرت اور انتقام میں، اس وقت میرے سر پر جنون سوار تھا۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔اب مجھے ساری سچائی کا علم ہوگیا ہے۔۔میں تمہارا سب سے زیادہ گنہگار ہوں معاف کردو مجھے "

آنسوئوں کے ہیجان اسکا لہجہ کپکپانے لگا۔۔

وہ مجبوراً رک گئی

" میں نے کہا تھا ، میرے قدموں میں گر کر معافی مانگو گے تب بھی معاف نہیں کروں گی وردان ، اب تڑپو تم اور تمہاری آنا ، اس نفرت کی آگ میں جلو گے تب تمہیں صحیح معنوں میں تکلیف کا اندازہ ہو گا ! "

کہہ کر یسر کا ہاتھ کھینچتے ہوئے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔گاڑی میں سارے راستے وہ اسکی سسکیاں سن کر ضبط کرتا رہا۔۔اس کے دل میں بہت سے سوال تھے ، شکوے تھے ، گلے تھے ،

لیکن نیلوفر کی دگرگوں حالت دیکھ کر جبراً خاموش رہا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا وردان حیدر کو شوٹ کر دے۔۔

وہ وردان کے کبڈ میں کپڑے سیٹ کر رہی تھی۔۔جب اسکی نظر گلابی دوپٹے پر پڑی۔۔اس نے الٹ پلٹ کر دیکھا۔۔اور پھر واپس رکھنے لگی تھی کہ وردان کمرے میں آیا۔۔

" یہ دوپٹہ کس کا ہے ؟ "

وردان نے غصے اور ناراضگی سے دوپٹہ چھین کر کبڈ میں رکھا۔۔

" تم میری جاسوسی کر رہی تھی"

مائشہ کا دل بری سے دکھا تھا۔۔

" نہیں ، میں تمہارے کپڑے سیٹ کر رہی تھی "

" تمہیں میرا کوئی بھی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے ، اپنے کام سے کام رکھو ! "

اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔۔وہ بری سے اسے جھڑک کر واشروم میں چلا گیا۔۔

مائشہ کے گلے میں آنسوئوں کا پھندا سا لگ گیا۔۔وہ بالکونی میں آکر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔

ہنس مکھ سی رہنے والی لڑکی کی آنکھیں آج کل سرخ سرخ سی اور چہرہ مرجھایا مرجھایا سا رہنے لگا تھا ۔۔جسکا سبب وردان کا اکھڑا سا رویہ تھا۔۔ کبھی وہ معافی مانگ کر اسے اک پل کا سکون دے دیتا ، تو کبھی بری طرح سے جھڑک کر اس کا دل دکھا دیتا تھا۔۔

شاید وہ پہلے دن سے اسے پسند کرنے لگی تھی۔۔اسے آج صحیح معنون میں سرینہ آپی کا رونا ، تڑپنا یاد آیا تھا۔۔شاید اسے بھی محبت ہوگئی تھی۔۔

وہ اس خوف میں مبتلا ہوگئی تھی کہ وردان کے دل میں کوئی اور ہے ؟؟ وہ سرینہ آپی جتنی مضبوط نہیں تھی۔۔وہ بے وفائی کی ازیت نہیں سہہ سکتی تھی۔۔

اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔۔ریلنگ کو مضبوطی سے تھام کر لمبے لمبے سانس لیتی خود کو پرسکون کرنے لگی۔۔۔

گھر پہنچتے ہی وہ کمرے میں بند ہوچکی تھی۔۔۔

" نیلوفر ، ایسے اپنے آپ کو کمرے میں بند کرکے آپ کیا ثابت کرنا چاہتی ہیں کہ وردان حیدر ابھی بھی آپ کے دل پر اثرا رکھتا ہے ؟؟ اور میں ؟؟ میں کون ہوں! بے وقوف ؟ جو اتنے عرصے سے آپ کے ساتھ ہونے کے باجود آپ کے دل میں جگہ نہیں بنا پایا۔۔یا شاید آپ نے ایک حقیر سا ملازم سمجھ رکھا ہے ! جو آپ کی محبت کے قابل نہیں ہے "

اس نے غصے میں جانے کیا کچھ کہہ دیا۔۔

اگلے ہی لمحے دروازہ کھلا اور وہ اس کے سامنے تھی۔۔ایک زور دار تھپڑ اسکی گال پر دے مارا اک لمحے کو وہ حیران ضرور ہوا۔۔لیکن برا نہ مانتے ہوئے پوچھنے لگا

" آپ دروازہ کیوں نہیں کھول رہی تھی ؟ "

" یہ کونسا طریقہ ہے دروازہ کھلوانے کا ؟ "

وہ غصہ میں پوچھنے لگی

" میں ڈر گیا تھا کہیں آپ۔۔!!"

اس نے معصوم سی صورت بنا صفائی دی

"میں بیوقوف نہیں ہوں ! "

وہ چبا چبا کر کہتی اندر چلی گئی۔۔

یسر بھی اسکے ہمقدم ہوا۔۔اسکی جانب پیٹھ کرکے بیٹھ گئی۔۔یسر بھی اس کے برابر میں ٹک گیا۔کئی دیر کی خاموشی کو توڑتے ہوئے اسکی کپکپاتی آواز یسر کو سنائی دی

"تم پوچھو گے نہیں وردان کے بارے میں ؟ "

"نہیں "

وہ بلاشبہ کہنے لگا

"کیوں ؟ "

" کیونکہ مجھے اپنی بیوی پر پورا بھروسہ ہے "

اس کے لہجے میں کتنا مان تھا۔نیلوفر کی آنکھوں میں نمکین پانی تیرنا لگا۔۔وہ اس شخص سے مزید کچھ چھپا نہیں سکتی تھی۔۔

" مجھے پتا نہیں تھا وردان اور بھابھی کے بیچ کیا رشتہ ہے ، وہ تو جب ایک دو، بار اس نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی تب مجھے پتا چلا ، اور میں بیوقوف جان ہی نہیں سکی اسکی جھوٹی محبت کے پیچھے چھپے بدلے کی آگ کو ، اس نے اور بھابھی نے مل کر مجھے سب کے سامنے رسوا کردیا ، دربدر کردیا ۔۔اگر تم میرا ہاتھ نہ تھامتے تو شاید آج میں زندہ نہ ہوتی ! "

" ایسے تو مت کہیں "

وہ خفا ہونے لگا۔۔

" اور تمہیں بھی تو میری وجہ سے کتنی تکلیفیں اٹھانی پڑیں "

یسر نے اسکے گرد بازو دراز کرکے سینے میں سمو لیا۔۔

" اس قسم کی ہزار تکلیفیں میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی "

اسکی مہربان حصار میں پھوٹ پھوٹ کر روئی ، آج وردان نے اسکے زخم ادھیڑ کر رکھ دیئے تھے۔۔

" اس قسم کی ہزار تکلیفیں میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی ، آپ کو معلوم ہے جب میں نے پہلی بار حویلی میں قدم رکھا تو میرے دل میں بہت غصہ تھا ، نفرت تھی۔۔یقین مانیں آپ کے دادا نے ہمارے ساتھ کچھ اچھا نہیں کیا تھا میرے بابا کے جانے کے بعد وہ ہمارے آبائی گھر اور زمینوں پر قابظ ہوگئے تھے ، جن پر ہمارا حق تھا میں وہی واپس چاہتا تھا۔۔جب جب مام کے آنسو یاد آتے تو دل چاہتا سب کو سزا دوں ، لیکن جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں میری قائم نہیں رہ سکی، حتی کہ میں آپ سے سخت لہجے میں بات تک نہ کر سکا ، آپ مجھے اتنی پیاری اور معصوم لگیں کہ میں سب بھول گیا ، یا شاید مجھے پہلی نظر میں ہی آپ سے محبت ہوگئی تھی نیلوفر ، کاغذات میں ڈنکے کی چوٹ پر بھی

نکلوا سکتا تھا لیکن، میں آپ کے لئے ڈرائیور بن گیا ، ماما کو معلوم نہیں تھا کہ میں حویلی والوں کے ہاں ڈرائیور کی نوکری کرتا ہوں ، میرا مقصد تھا کاغزات واپس حاصل کرنا تھا جو مجھے مل چکے تھے ، لیکن میں چاہ کر بھی حویلی چھوڑ نہیں پارہا تھا۔۔جب میں نے دل پر پتھر رکھ کر جانے کا فیصلہ کیا ، اسی دن آپ پر آپ کی بھابھی کے الزامات مجھ سے برادشت نہیں ہوئے ، اس لئے میں نے وہ قدم اٹھایا۔۔میں جانتا تھا وہ میری آپ سے شادی کروا دیں گے ،

لیکن میں اپنی دعائیں پوری ہونے پر حیران تھا۔۔اور خوش بھی بہت تھا۔۔اور اس محبت کے صدقے میں نے حویلی والوں کو تمام زیادتیوں کے لئے معاف کر دیا۔۔ورنہ انکی دی گئی تکلیفیں بھلانے کے قابل نہیں تھیں۔۔۔!!!"

وہ بڑی حیرانی سے بہت دیر تک اسے دیکھتی رہی جو سر جھکائے اسکے دوپٹے سے کھیل رہا تھا۔۔اسکے چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑا ہوا تھا۔۔

دادا سرکار کی سفاکیت سے سبھی واقف تھے جانے کیا کیا ظلم کیئے ہوں گے انہوں نے ان بے لوث لوگوں پر!!!

اس وقت اسکا درد بانٹنا چاہتی تھی۔۔

" تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟"

یسر کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔۔اسے دیکھتا ہوا کہنے لگا۔۔

"آپ کے بھائی اور بھابھی کی مشکوک نگاہیں ہمیشہ مجھ پر ہی رہتی تھی !! اور آپ بھی مجھے ملازم سے زیادہ سمجھتی تھی ! "

وہ کچھ ٹھہر کر بولا

" وہ کل کی بات تھی ، آج میرے دل میں تمہارے لئے احترام اور محبت ہے ، تم کل کیا تھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ، اب تم میرے شوہر ہو۔۔جو عزت ، مقام اور محبت تم نے مجھے دیا ہے وہ کسی نے کبھی نہیں دیا ، حتی کہ میرے اپنوں نے بھی نہیں "

کہتے ہوئے اسکی آواز بھرا گئی۔۔اپنوں کی بے رخی بے جا

دل دکھانے لگی۔۔

" بس آپ رویا مت کریں ، جانتا ہوں آپ کو اپنے گھر والوں کا رویہ تکلیف دیتا ہے لیکن تھوڑا صبر کریں وہ خود اپنے رویے کی معافی مانگیں گے ، ابھی وہ سچ سے انجان ہیں "

اسکے آنسو پونچھتے ہوئے رسان سے سمجھانے لگا۔۔نیلوفر اسکے سینے پر سر رکھتے ہوئے جلتی ہوئیں پلکیں موند لیں۔۔اس امید پر کہ وہ ضرور سرخرو ہو گی۔۔

" آپ بھی مجھ سے ناراض ہیں بابا ؟ "

محمود صاحب کا دل بھرا گیا۔۔وہ کھانے سے ہاتھ روک کر اسکی من موہنی صورت دیکھنے لگے۔۔

" اللہ سائین کی قسم بابا ، اگر آپ بھی مجھ سے اس بات پر ناراض ہیں کہ میں نے خالہ سے بد تمیزی کی تو میں ان سے معافی مانگ لوں گی ، بس آپ میرے ساتھ بیگانوں والا سلوک نہ کریں ، اماں بھی دن بھر کمرے میں بند رہتی ہیں مجھ سے بات نہیں کرتی ، اگر یہی آپ لوگوں کی خوشی ہے تو میں رخصت ہوکر حویلی جانے کے لئے تیار ہوں لیکن آپ لوگوں کی ناراضگی نہیں سہہ سکتی میں بابا "

وہ روتے روتے ان کے ساتھ لگ گئی۔۔

" پاگل تو نہیں , میری بیٹی کوئی گری پڑی نہیں جو میں حویلی والوں کے در پر چھوڑ آئوں ، تم میری اکلوتی اولاد ہو، آج تک تمہاری خواہش کے بغیر کوئی فیصلہ کیا ہے؟

میں تمہیں اپنے گھر سے تمہاری خوشی اور من پسند ساتھی کے ساتھ ہی رخصت کروں گا ، اور اپنی ماں کی طرف سے پریشان نہ ہونا اسے اپنی بہن کی بے وفائی کا غم کھائے جا رہا ہے۔۔بد نصیب نے ضروت سے زیادہ امیدیں وابستہ کرلیں تھی اپنی بڑی بہن ہے ، اب حقیقت کھل چکی ہے اسے سنبھلنے میں وقت لگے گا "

اسے رسان سے سمجھاتے ہوئے جیب سے کاغذ کا ٹکڑا نکالنے لگے۔۔

آبش نے آنسو پونچھتے ہوئے اچھنبے سے پوچھا۔۔

" یہ کیا ہے بابا ؟ "

" یہ خلع کے کاغذ ہیں بیٹا ، اس پر دستخط کردو۔۔اسی میں تمہاری خوشی ہے اور میں تمہاری خوشی میں خوش ہوں "

'افففف حسین! تم نے تو کہا تھا اب سے ہمارے راستے الگ ہیں ، اسکے باوجود بابا کو منا لیا تم نے ' کتنے جتن کیئے ہوں گے تم نے ؟؟

وہ دل ہی دل میں سوچ کر رہ گئی۔۔حسین کی محبت مزید گہری ہوتی چلی گئی

" لیکن بابا۔۔۔"

اسکا دماغ مائوف ہونے لگا۔۔

" میں جانتا ہوں تم سائرس کو پسند نہیں کرتی ، اور اب تو وہ دوسری شادی کر چکا ہے میں ہرگز تمہیں اس لاغرض انسان کے ساتھ رخصت نہیں کر سکتا۔۔تم تو تکلیف میں رہو گی ہم بھی خوش نہیں رہ پائیں گے بیٹا۔۔شاباش بابا کی بات مان لو "

" لیکن اماں "

اس نے احتجاجاً منہ کھولا۔۔جسے محمود صاحب نے ٹوکتے ہوئے کہا

" کہا نا وہ اپنی بہن کے غم میں نڈھال ہے۔۔اندر سے وہ بھی یہی چاہتی ہے "

اس نے سن کر تسلی بخش سانس لیا۔۔اور ایک کے بعد ایک دستخط کر دیئے۔۔

بابا اس کے سر پر پیار دے کر اٹھ گئے۔۔

وہ وہیں بیٹھی رہ گئے۔۔

دل جیسے مردہ ہوچکا تھا۔۔ہر احساس سے عاری۔۔نہ خوشی ، نہ غم ، نہ افسوس ، نہ ملال۔۔اس نے سب کچھ رب پر چھوڑ دیا تھا۔۔

لعل حویلی

قسم نمبر : 31

بقلم اوزائے زِہان

" مجھے ان ڈاکومنٹ پر تمہارے سائن چاہیئے ! "

آفس کی تیاری کے دوران سرسری سا اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔۔

اس نے خاموشی سے بنا سوال کیئے سائن کر دیئے۔۔

آج کل وہ بہت چپ چپ سی رہنے لگی تھی۔۔

کمرے سے بھی کم ہی نکلتی تھی۔۔سائرس اس کی خاموشی نوٹ کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

" کیا بات ہے ؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ؟ "

" ہمم ! "

اس قدر اپنائیت بھرے انداز پر اس نے صرف "ہمم" پر اکتفا کیا

" ادھر میری طرف دیکھو! "

سائرس نے اسے کندھوں سے تھام کر اپنی طرف موڑا۔۔

بے رونق چہرہ ، نہ لبوں پر مسکراہٹ ، ویران آنکھیں یہ عینا تو نہیں تھی جس پر وہ پہلی نظر میں فدا ہوگیا تھا۔۔اسکا دل کسی نے بند مٹھی میں بھینچ دیا۔۔

" عینا مجھے سمجھنے کی کوشش کرو ، میں اس لڑکی کو جلد طلاق دے دوں گا میں اسے پسند نہیں کرتا ، ہم کبھی ملے نہیں کبھی بات نہیں کی میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں باخدا ! "

اسکی صراحی دار گردن کو جکڑتے ہوئے یقین دلانے لگا۔۔لیکن وہ سپاٹ لہجے میں اسکے ہاتھ جھٹک کر بولی

" کیا فرق پڑتا ہے ! "

" فرق پڑتا ہے ، تم خوش نہیں ہو تمہارے چہرے سے صاف ظاہر ہے ، بس تھوڑا سا صبر کرو ، کیا تمہارے دل میں اتنی سی بھی گنجائش نہیں ہے میرے لئے ! "

" اگر تمہیں میرے دل کی اتنی سی بھی پرواہ ہوتی تو مجھ سے سچ کہتے ! "

" میں ڈر گیا تھا عینا ، مجھے لگا میں تمہیں کھو دوں گا اگر تمہیں یہ بات پتا چلی تو تم شادی سے انکار کردو گی ، میں اپنی محبت میں خود غرض ہوگیا تھا "

" وہ تو تم ہمیشہ سے ہی تھے ، تمہاری اس خود غرضی نے مجھے تباہ کردیا ، مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا "

اسکی آواز بھیگنے لگی

اسکے آنسوئوں پر سائرس بے تاب سا ہونے لگا۔۔

" میں ان تمام غلطیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں ، تمہیں اتنی محبت دینا چاہتا ہوں کہ تم سب بھول جائو گی ، کم از کم میرا ساتھ تو دو "

" تم سے محبت کرتا ہوں ، تمہاری حفاظت کروں گا ، تم پر آنچ نہیں آنے دوں گا ، ایسی بہت سی باتیں اور وعدے کرکے تم بھلا چکے ہو سائرس سلطان ، میں مزید تم پر بھروسہ کرکے خود کو ازیت سے دوچار کر نہیں سکتی ، افسوس ! تم نے مجھے دوسروں سے تو بچا لیا ، لیکن خود سے نہیں بچا سکے " عینا سفاکی سے اسے نظرانداز کرکے وہاں سے چلی گئی۔۔جس نے کہنے کے لئے لب وا کیئے تھے۔۔ وہ ضبط سے لب بھینچ کر رہ گیا۔۔جانے کیوں اسکے مخلص ارادے اسکے گلے کا طوق بن جاتے تھے۔۔۔وہ عینا کو دل و جان سے چاہتا تھا ، اسکے دل میں کوئی کھوٹ نہیں تھا اسکے باوجود حالات ایسے پیدا ہوجاتے کہ وہ اس کے قریب ہونے بجائے دور چلی جاتی۔۔

آبش کے کمرے میں کئی گھنٹے گزارنے کے بعد اسے احساس ہورہا تھا۔۔آج کئی مہینے گزر چکے تھے ۔۔جب سے محمود انکل کی زبانی اسے علم ہوا تھا کہ آبش نے خلع کے کاغذات پر سائن کر دیئے ہیں ۔۔وہ بہت خوش نہیں ہوا تھا۔۔

شاید اس وقت آبش اسکا مان رکھ لیتی ، اس کی بات مان لیتی تو اسے زیادہ خوشی ہوتی۔۔خوش تو وہ اب بھی بہت تھا۔۔

لیکن اب وہ میچور ہوگیا تھا۔۔اس نے خوشیاں اور غم اپنے اندر جذب کرنا سیکھ لئے تھے۔۔

" اب تو بس کرو حسین۔۔تم اتنے ناراض ہو اس سے کہ ملنے بھی نہیں گئے ، کہاں تم اس کے پیچھے مرے جارہے تھے "

ماما کی پرشکوہ آواز اسکی پشت سے ٹکرائی۔۔

" مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا ماما ، ویسے بھی اس نے طلاق میرے کہنے پر نہیں لی تھی "

وہ لمبی سانس کھینچ کر وہیں بیٹھ گیا۔۔ثمینہ بیگم اسکی سفاکی پر دنگ رہ گئیں

" یہ کیسی باتیں کررہے ہو حسین، وہ تم سے محبت کرتی ہے اس نے سائرس کو صرف تمہارے لئے چھوڑا ہے "

" میرے لئے چھوڑا ہے ماما ، میرے کہنے پر نہیں !!

یہ سراسر اسکا اپنا فیصلہ ہے مجھ سے کوئی امید مت لگانا، نہ آپ نہ ہی آبش "

اس نے پتھر دلی کا مظاہرہ کیا تھا۔۔ثمینہ بیگم پل بھر کو چپ سی رہ گئیں۔۔

اتنا کچھ سہنے کے بعد وہ کتنا بدل گیا تھا۔۔موم کے بجائے پتھر ہوتا جارہا تھا۔۔

"میں آبش کا رشتہ مانگنے جارہی ہوں محمود بھائی کے گھر "

انہوں نے حتمی انداز میں کہا

"ہرگز نہیں آپ ایسا نہیں کریں گی "

" حسین تم پاگل ہوگئے ہو۔۔وہ لوگ ہمارے انتظار میں بیٹھے ہیں۔۔اگر ہم بھی صالحہ آپا کی طرح کریں گے ، تو وہ لوگ ٹوٹ جائیں گے ، خدارا حسین انہیں اور خوار مت کرو۔۔تھوک دو غصہ جو بھی تمہارے دل میں ہے بیٹا، آبش کا ہی احساس کرلو وہ بچی پہلے ہی بہت کچھ برداشت کر چکی ہے اس بار اپنی تذلیل برداشت نہیں کر پائے گی۔۔پلیززز بیٹا"

آبش کے زکر پر وہ موم ہوا۔۔

" میں ہی کیوں ہر بار اسکا احساس کروں اسے میرا احساس کیوں نہیں ہوتا مام ؟ "

" وہ جن کٹھن حالاتوں سے گزر رہی تھی۔۔اسے اپنے ماں باپ کا مان ہی رکھنا تھا۔۔ہر بیٹی یہ قربانی دیتی ہے ، اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ اس نے تمہاری تذلیل کی ہے یا وہ تم سے محبت نہیں کرتی ، اسکی مجبوری بھی تو سمجھو نا!! "

" مجھے کچھ نہیں سمجھنا مام ! "

وہ تلخی سے کہہ کر اٹھ کر چلا گیا۔۔ثمینہ بیگم سر تھام کر رہ گئیں۔۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔۔

چاروں اطراف سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔رات کے اس پہر صرف خنک ہوا چاروں سمت گردش کررہی تھی ۔۔ایسے میں گائوں کی تاریک گلی سے سایہ برآمد ہوا تھا۔۔جو آہستہ آہستہ رینگتا ہوا حویلی کی طرف جارہا تھا۔۔

گیٹ پر پہنچ کر اس نے نا ہموار سانسوں کو درست کیا۔۔اندھیری قبر سے نکلنے کے بعد اسے ٹھنڈ کا احساس ہوا تھا۔۔جو بدن پر پہنا لباس روکنے میں ناکافی تھا۔۔

اب وہ تیز تیز چلتی اندر جارہی اس نے اپنی سیاہ چادر اتار کر طے کرتے ہوئے اسٹور روم میں رکھی اور باہر آگئی۔۔

بالکونی میں کھڑی عینا کی نگاہیں اسے دیکھ چکی تھی۔۔وہ پر تجسس سی ہوکر فورا اس کے پیچھے لپکی۔۔

آج اس نے ایسا عمل کیا تھا، سرینہ محب کو موت کے منہ سے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔۔اب وہ مطمئن تھی

اپنے کمرے میں جاتے جاتے اس کے قدم رک سے گئے۔۔

" تم نے بہت اچھا کیا شاہ، تم نے دوستی کا حق ادا کردیا آج، اس مشکل وقت میں اگر تم میرا ساتھ نہ دیتے تو خدا جانے کیا ہوگیا ہوتا، اس ڈائن سے چھٹکارا حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ہوگا، انشااللہ تمہارا مشورہ مفید ثابت ہوگا، بہو کو سب کچھ بتا دینا ہی سہی تھا، کم از کم اسے یہ تو معلوم ہو کہ میرا پوتا کس کرب سے گزر رہا ہے "

دادا سرکار فون پر کسی سے کہہ رہے تھے۔۔

جسے سن کر اس کے چودہ طبق روشن ہوگئے۔۔

آج اس بوڑھے کو چھوڑنے والی نہیں تھی۔۔!!

وہ خطرناک تیور لئے دروازہ دھکیل کر اندر چلی گئی۔۔

" کس بات کررہے تھے تم ؟ کون ہے فون پر ؟ "

اس نے انتہائی غصے سے فون کھینچ لیا۔۔آج وہ سارے لحاظ بھلا چکی تھی۔۔بے خوف ہوکر مخاطب ہوئی۔۔

دادا سرکار اس کی گستاخی پر غرائے۔۔

" تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے لڑکی ؟ یہ کیا حرکت ہے ؟ اور کس کی اجازت سے تم میرے کمرے میں آئی "

" نیناں اماں کو کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ، سمجھے تم کھوسٹ میاں۔۔تمہارا تو کھیل آج میں تمام کر دوں گی۔۔تاکے میرے باپ کی روح کو سکون ملے "

وہ خطرناک ارادے لئے ان کی طرف بڑھی۔۔

دادا سرکار اسکے تیور دیکھ کر اک لمحے کو بوکھلا سے گئے۔۔

" میں نے کہا جائو میرے کمرے سے ، زلفی ؟؟؟ زلفیییی ؟؟ "

" چلائو مت آج کوئی تمہیں مجھ سے نہیں بچا سکے گا ، تمہارا مرنے کا وقت آگیا ہے ، مرنے سے پہلے یاد کرو تم نے اچھا نہیں کیا ہمارے ساتھ ، ہر بار نا انصافی کی ، ہر بار اپنے بڑے بیٹے کو چھوٹے پر ترجیح دی ، خاندان کی جائیداد کا وارث سلطان کو بنا دیا ، اور میرے بابا!!

انہوں نے کیا بگاڑا تھا آپ کا ، سلطان میرے باپ کا قاتل تھا ، تم جانتے تھے لیکن تم نے معاملہ رفع دفع کردیا ، کیوں ؟ آخر کیوں ؟ ہم سے اتنی نفرت تھی تمہیں !!! "

وہ چیخ چیخ کر پوچھ رہی تھی۔۔باہر کھڑی عینا کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے۔۔

دادا سرکار کی اچانک بولتی بند ہوگئی۔۔وہ بولنا چاہتے تھے ، چیخنا ، چلانا چاہتے تھے۔۔لیکن کوئی ان دیکھی طاقت انہیں کنٹرول کررہی تھی۔۔انکے حلق سے آواز نکل نہیں پارہی تھی۔

" ہمیں بھی اپنے دادا کا پیار چاہیئے تھا ، ہم بھی چاہتے تھے کہ ہمارے ناز نخرے اٹھائے جائیں لیکن خدا جانے آپ کو اپنے چھوٹے بیٹے سے کیا دشمنی تھی "

نیناں امان کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔دادا سرکار کا ضبط کے مارے چہرہ لال ہوئے جارہا تھا۔۔ وہ رو رہے تھے۔۔

" مجھے یہ عمل بلکل بھی پسند نہیں تھا دادا ، خدا کی قسم، جس میں غلاظت کھانی پڑے ، شیاطین کی پیروی کرنا پڑے۔۔میں کافر نہیں بننا چاہتی تھی۔۔لیکن میں بن گئی آپ کی وجہ سے ، صرف اور صرف آپ کی وجہ سے میں نے ان گناہوں کی دلدل میں قدم رکھا دادا ، کیونکہ میں میں تھک گئی تھی اوپر والے سے انصاف مانگ مانگ کر , اس نے کچھ نہیں کیا تو مجھے خود کرنا پڑا ، آخر کیا قصور تھا میرا؟؟"

وہ چبا چبا کہتی انہیں مورد الزام ٹھہرا رہی تھی۔۔اور وہ اپنی صفائی میں اک لفظ نہیں کہہ سکے۔۔

" بولیں نا ، اب کچھ کہتے کیوں نہیں آپ ، اپنے گناہوں کا اعتراف کریں آج میرے سامنے "

وہ آج سارے لحاظ بالائے طاق رکھ کر ان کے جبڑے دبوچ کر کہنے لگی۔۔

" آپ نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا ، میں جس سے محبت کرتی تھی اسے چھوڑ دیا میں نے ، آپ کے گنوار اور شادی شدہ پوتے سے شادی کرلی، میرا بھائی مجھ سے چھن گیا۔۔میرا وردان مجھ سے دور ہوگیا ، صرف آپ کی وجہ سے "

اس نے پوری قوت سے انہیں دھکا دیا۔۔

ایک دلدوز چیخ ان کے منہ سے نکلی ، ان کا چہرہ پیلا پڑ گیا ،اور جسم پسینے سے تر ہوگیا۔۔

وہ اسکے الزام سن کر سکتے میں آگئے تھے۔۔۔

نیناں احساس کمتری کے بعث ان کے خاندان کی بربادی کا سبب بننے والی تھی ، جو اسکی اصلیت سے نا واقف تھے نہ اسے روک سکتے تھے۔۔

یہ سوچتے سوچتے انہیں اپنے اندر کوئی چیز ٹوٹتی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔۔سانس پھولنے لگی ، زبان گنگ ہوچکی تھی۔۔وہ کہہ نہیں پارہے تھے۔۔کہ دل میں اچانک ناقابل برادشت درد اٹھنے لگا۔۔اپنے ہاتھ سے انہوں نے دبانا چاہا ، مگر درد بڑھتا ہی جارہا تھا۔۔تکلیف سے ان کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔۔ان کے لئے کھڑے رہنا محال ہوگیا۔۔

وہ جہاں کھڑے تھے دھڑام سے بستر پر گر کر ڈھیر ہوگئے۔۔

نیناں کے تیزی سے کچھ بڑبڑاتے لب یکدم تھم گئے۔۔

اس وقت خوفناک روپ اپنائے ہوئے تھی۔۔اسکا دوپٹہ زمین پر گرا ہوا تھا۔۔بال بکھرے ہوئے تھے ، آنکھوں کا کاجل حلقوں تک پھیل چکا تھا ، آج اسکی آنکھوں میں کرب تھا ، ملال تھا ، آنسو تھے ، بے تحاشا آنسو !!

ان کی بے نور آنکھوں کو دیکھ کر سفاکی سے مسکراتے ہوئے بے جان ٹانگیں سیدھی کرکے کمبل اوڑھا دیا۔۔اور کارپٹ پر گرا دوپٹہ کندھوں پر پھیلا کر قدم قدم چلتی کمرے سے نکل گئی۔۔عینا نے بمشکل اپنے ناتواں وجود کو گھسیٹ کر کچن کے دروازے کے پیچھے کیا۔۔اس بھیانک رات میں اک اور بے بس وجود تھا جس نے نیناں کو دادا سرکار کے کمرے سے نکلتے دیکھا تھا۔۔

آنکھوں میں نمی لئے بظاہر مسکراتے لبوں کے ساتھ خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔۔آتشی گلابی رنگ کے لباس میں شیفون کا دوپٹہ سلیقے سے سر پر اوڑھے ،

ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔آج کا دن ، یہ لمحہ ، یہ احساس ، کب سوچا تھا حسین اسکا ہاتھ مانگنے آئے گا۔۔

تشنگی کو قرار ملے گا ، تڑپ میں شدت آئے گی۔۔اور من مندر کے اندر تتلیاں رقص کریں گی ، مگر یہ ہو رہا تھا۔۔اور پورے رعب و دبدبے کے ساتھ اپنا آپ منوا بھی رہا تھا۔۔وہ ایک حتمی نگاہ اپنے سراپے پر ڈال کر باہر آگئی۔۔کچن میں ملازمہ چائے بنا رہی تھی۔۔

اس نے لوازمات سیٹ کیئے اور چائے کی ٹرے لیکر لائونج میں آگئی۔۔

جہاں ماموں ، پھپھو ، حسین کے ہمراہ اس کا ہاتھ مانگنے آئے تھے۔۔اماں قدرے خاموش سی تھی۔۔ البتہ ابا کے چہرے سے خوشی عیاں ہورہی تھی۔۔

" ماشاللہ ، ماشاللہ ہماری تو آنکھیں ترس گئیں تھی تمہیں دیکھنے کو ، چند مہینے کی بات ہے یوں لگتا ہے جیسے صدیاں گزر گئی ہوں "

ماموں نے اس کے سر پر پیار دیتے ہوئے کہا۔۔

وہ جھینپ کر مسکرائی۔۔چائے سرو کرنے کے بعد وہ پھپھو کے برابر میں جگہ دیکھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔ کن اکھیوں سے اس نے لا تعلق بیٹھے حسین کو دیکھا۔۔دل چاہ رہا تھا اسے جھنجھوڑ ڈالے۔۔اور پوچھے؟ وہ خوش کیوں نہیں تھا !!!

" بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ"

" تھینک یو "

وہ گہنار ہوگئی۔۔اب تو ان کے رشتے کے معنی بدل گئے۔۔اک شرم اور جھجک سی درمیان میں حاوی ہوچکی تھی۔۔

" محمود بھائی ہم اک خاص مقصد سے آپ کے گھر آئے ہیں ، آپ جانتے ہیں ہمیں آبش کتنی پسند ہے ، ہم اسے اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں تاکہ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے پاس رہے ، ہم حسین کے لئے آبش کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں "

ماموں کی بات سن کر انہوں نے برجستہ کہا۔۔

' اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ آبش کو اپنی بیٹی سمجھتے ہیں ، بلکے یوں کہیں کہ ہم سے زیادہ تو وہ آپ لوگوں کے قریب ہے ، آپ آبش کی والدہ کی مرضی جان لیں ،البتہ مجھے کوئی اعتراض نہیں "

گفتگو کا رخ ان کی جانب مڑ چکا تھا۔۔وہ سٹپٹا سی گئیں۔۔

" جیسے آپ لوگ مناسب سمجھیں "

وہ ان کی محبت سے انکاری نہیں تھی۔۔

حسین بھی انہیں بہت پسند تھا مگر انکا دل خوش اخلاق اور دھیمے مزاج والے سائرس سلطان میں اٹکا ہوا تھا۔۔۔

وہ اس سوچ کو اپنے دماغ سے جھٹک ہی نہیں پارہی تھی۔۔ہمیشہ آبش کو سائرس کے ساتھ ہی تصور کیا تھا۔۔

" ارے ایسے نہیں بھابھی ، زرا خوش ہوکر کہیئے کہ آپ خوشی خوشی حسین کو آبش کے لئے قبول کررہی ہیں "

وہ خفت زدہ سی ہوکر ہنس دی۔۔اور کہنے لگیں

" حسین بھی ہمیں بیٹوں کی طرح عزیز ہے ثمینہ ، ہمیں کوئی اعتراض نہیں"

وہ اب کی بار خود کو سنبھالتے ہوئے خوش ہوکر کہنے لگیں تو آبش نے پرسکون سانس لیا۔۔

حسین کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔۔وہ جوں کا توں بیٹھا تھا۔۔سرد سپاٹ تاثرات لئے۔۔

ثمینہ بیگم سب کا منہ میٹھا کروا رہی تھی۔۔

مگر حسین کا چہرہ دیکھ کر آبش کا حلق تک کڑوا ہوگیا۔۔حسین کا رویہ ناقابل برداشت ہو چلا تھا ۔۔اس نے بمشکل مٹھائی کا ٹکڑا حلق سے نیچے اتارا۔۔۔

" ہم منگنی جیسے لمبے چکروں میں نہیں پڑنا چاہتے محمود بھائی ، میں انگوٹھی کی رسم آج ہی کرنا چاہتی ہو ۔۔اور ہفتے بھر میں نکاح چاہتی ہوں "

" مگر اتنی جلدی کیا ہے ثمینہ ، ابھی تو بہت تیاریاں کرنا باقی ہیں "

اماں بوکھلا گئیں۔۔

" بھابھی کیا آپ نہیں چاہتی کہ ہم اپنے بچوں کی فرض سے جلد سبکدوش ہوجائیں۔۔اور مجھ سے تو انتظار نہیں ہوتا بھئی تیاریاں ہوتی رہیں گی۔۔میں دھوم دھام سے اپنے بیٹے کو بیاہنا چاہتی ہوں "

ثمینہ بیگم نے ان کے سارے اعتراضوں کو کسی باکس میں بند کرکے تالا لگا دیا تھا۔۔

اور اسے حسین کے نام کی انگوٹھی پہنا دی گئی۔۔۔

ماں چاہ کر بھی احتجاج نہیں کر پائیں۔۔

وہ اپنی انگلی میں پہنی رنگ کو گھورتی ہوئی اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔۔ماحول میں گھٹن بڑھ گئی تھی ۔۔

کمرے میں آکر اس نے کھڑکی کے پٹ کھول دیئے تھے۔۔حسین باہر لان میں ٹہلتا ہوا سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔

یہ دیکھ کر اسے بے تحاشا غصہ آیا تھا۔۔

اس نے اپنا وعدہ توڑ دیا تھا۔۔!!

کچھ ہی دیر میں ماموں والے واپس جارہے تھے۔۔

حسین نے جاتے جاتے سرد نگاہ اٹھا کر اسکی طرف دیکھا تھا۔۔وہ اس بے رحم شخص کی نگاہوں کا مفہوم نہیں سمجھ پائی تھی۔۔

" ثمینہ بھابھی کہہ رہی تھی کہ ہفتے بھر میں انہیں نکاح چاہیئے ، میں نے تیاری کا کہا تو کہنے لگیں ہمیں کچھ نہیں چاہیئے بس آبش کی پسند کے چند جوڑے خرید لینا۔۔بھلا یہ کیا بات ہوئی ! "

اس نے مڑ کر اماں کو دیکھا۔۔جنہیں اک نئی پریشانی لاحق ہونے لگی تھی۔۔

" ہاں تو ٹھیک ہے نا , جنہیں آپ کی اتنی قابل اور خوبصورت بیٹی مل رہی ہے انہیں اور کیا چاہیئے بتائیں بھلا ! "

" چل پگلی ، تو نہیں سمجھتی دنیا داری "

وہ اسے ڈپٹ کر کہنے لگی۔۔آبش سر جھٹک کر مسکرائی۔۔معمول کے برعکس وہ آج خوش اور مطمئن تھی۔۔اس نے دل ہی دل میں انکی لمبی عمر، اور دائمی خوشیوں کی دعائیں کی۔۔

حویلی میں صف ماتم بچھ چکا تھا۔۔دادا سرکار کی ناگہانی موت کا ذکر خاندان کے ہر فرد کی زبان پر تھا ۔۔

عمر کے اس حصے میں بھی وہ توانا اور مضبوط اعصاب کے مالک تھے کسی کو ان کی موت کا یقین نہیں آرہا تھا۔۔سعیر کی دنیا اس ایک منظر میں سمٹ چکی تھی۔۔

رونے کی آوازوں نے خاموشی میں ارتعاش پیدا کیا تھا۔۔جس کی آواز نے اسکے وجود کو جھنجھوڑ کر تلخ حقیقت میں لا پٹخا۔۔وہ پرنم نگاہوں سے ان کے بے جان پیروں کو گھور رہا تھا۔۔اک درد بھری سسکاری اس کے لبوں نکلی۔۔

"دادا "

صدمہ اتنا گہرہ تھا کہ اسکا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔۔وہ ان قدموں پر سر رکھ کر زار و قطار رویا تھا ۔۔

" ادا سنبھالیں خود کو "

سائرس سے اسکی حالت دیکھی نہیں گئی۔۔

" مجھے ان سازشوں کے بھنور میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے ، انہوں نے میرا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا ، کیسے سنبھالوں گا میں سب کچھ ، ان کے بغیر میں کچھ بھی نہیں ہوں سائرس "

دادا اس کے بے حد قریب تھے۔۔اس کی پیدائش سے پرورش اور پھر تربیت سے جوانی تک ، ہر قدم پر اس کے باپ کی طرح رہنمائی کی تھی۔۔اسے لگ رہا تھا اسکا باپ دنیا سے جا چکا ہے۔۔اس کا رہنما بچھڑ گیا تھا۔۔اسکی آنکھوں کی روشنی ، اسکا شعور اس سے جدا ہوچکا تھا۔۔اماں سرکار شایان شان بیٹے کو ریت کے محل کی طرح گرتے دیکھ رہی تھی۔۔

" سعیر! بیٹا ، "

انہوں نے حوصلہ دینا چاہا۔۔

" اماں مجھے اکیلا رہنا ہے ان کے ساتھ "

سائرس اور اماں انہیں اکیلا چھوڑ کر کمرے سے چلے گئے۔۔

" چھوٹے سرکار عینا بی بی کو ہوش نہیں آرہا میں کب سے آوازیں لگا رہی ہوں ، جلدی چلیں۔۔"

نوری کی پریشان کن آواز سنتے ہی وہ کمرے میں دوڑا تھا۔۔دیکھا تو اسے بہت تیز بخار تھا۔۔

" اب کیا کروں ؟ "

وہ بے حد مضطرب نظر آرہا تھا۔۔

" تم اسے ہاسپٹل لے جائو خدا نخواستہ بخار کا اثر کہیں دماغ پر نہ ہوجائے "

اماں نے فورا کہا۔۔

" سمجھ نہیں آرہا اسے اچانک کیا ہوگیا، آپ مہمانوں کو دیکھئے تب تک، میں بس کچھ ہی دیر میں واپس آتا ہوں "

وہ اسے بانہوں میں سمیٹ کر ہاسٹل لے گیا۔۔

نوری اس کے ہمراہ تھی۔۔ڈاکٹر کی بات سن کر اسکی پریشانی میں اضافہ ہوچکا تھا۔۔ڈاکٹر تب تک کچھ نہیں کر سکتے تھے جب تک بخار کا زور نہیں ٹوٹ جاتا۔۔

مجبوراً وہ نوری کو اسکے پاس چھوڑ کر واپس آیا تھا۔۔دادا کی آخری رسومات کی تیاری بھی اسے ہی کرنی تھی سعیر تو صدمہ سے بولایا سا تھا،

نیلوفر بھی جنازے میں شریک ہوئی تھی۔۔

اماں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر اس نے نظر انداز کردیا۔۔

نیناں کی حسد بھری نگاہوں کا مزید سامنا نہیں کر پائی اسی لئے کر مہمانوں کی بھیڑ میں گم ہوگئی۔۔

دادا کو دفنانے کے لئے لے جایا جا رہا تھا۔۔حویلی میں کہرام سا مچ گیا۔۔

سب سے آخر میں نیناں کھڑی تھی اسکی نظروں کے سامنے وہی منظر گھوم گیا۔۔

جب وہ زار و قطار رو رہی تھی۔۔اس کے باپ کی نعش کو لے جایا جارہا تھا۔۔

وہ شازم کو روک رہی تھی ، کبھی بابا کی طرف جارہی تھی ، کبھی مبینہ کی طرف ،

کوئی اسکی نہیں سن رہا تھا۔۔چار کندھوں پر سفید کفن میں لپٹا وجود اسکی نظروں سے اوجھل ہورہا تھا

۔۔

جیسے اسکا باپ اسے دور ہورہا تھا ، جسے یاد کرکے اک آنسو اسکی گالوں سے پھسلا ، محض اک آنسو !

سب مرنے والے کو دیکھ رہے تھے ، اور بھیڑ میں کھڑی عینا ، نیناں امان کا مطمئن چہرہ دیکھ رہی تھی ۔۔

اسکے زہن میں بار بار گزشتہ رات کا منظر آ جا رہا تھا۔۔

' میں کافر نہیں بننا چاہتی تھی ، صرف آپ کی وجہ سے گناہوں دلدل میں قدم رکھا "

تو کیا نیناں نے کل رات نانا سرکار کو مار ڈالا !!!

عینا کا سر دہکتا ہوا آتش فشاں بنا ہوا تھا۔جیسے ابھی پھٹ جائے گا ، اندر سے اک لاوا سا ابل پڑے گا۔۔جس سے اسکا وجود کھول رہا تھا۔اس کا وجود ہولے لرز رہا تھا۔کسی کے اک خفیف سے تصادم سے وہ لڑکھڑا کر دھڑام سے زمین پر گر گئی۔۔

نیلوفر اس پر نگاہ پڑتے ہی دوڑی تھی۔۔

" بھابھی کو بہت تیز بخار ہے ، شاید اسی لئے بے ہوش گئی ہیں "

وہ خواتین سے معزرت کرتی ہوئی نوری کی مدد سے اسے کمرے میں لے آئی۔۔

" میں نے منع بھی کیا تھا ، بی بی جی مت جائیں لیکن دادا سرکار کو آخری بار دیکھنا چاہتی تھی ، ضد کرکے آئی ہیں حالانکہ ڈاکٹر نے سختی سے منع کیا تھا"

" تم ایک کام کرو نوری ، گرم دودھ کے ساتھ دوائی لادو میں تب تک ان کے سر پٹیاں کرتی ہوں ، بخار کم ہوجائے گا تو انہیں دوائی کھلا دیں گے "

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔۔

وہ بغور عینا کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔وہ کس قدر مرجھا سی گئی تھی ، پہلے کی عینا اور اب کی عینا میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔انہیں حویلی راس نہیں آئی تھی۔۔

جب سے حویلی میں قدم رکھا تھا دکھوں نے ان کی زندگی میں ڈیرہ جما لیا تھا۔۔

اس نے نرمی سے اسکے چاکلیٹی برائون بالوں کو چھوا۔۔

شاید ادا سے محبت کے وعدے وفا نہیں ہوسکے تبھی وہ اتنی بے رونق اور مرجھائی ہوئی معلوم ہورہی تھی ،

کئی دیر پٹیاں رکھنے کے بعد بخار کا زور کچھ کم ہوا تو اس نے جگا کر دوا کھلا دی۔۔

کمفرٹر درست کرکے لائٹ آف کی اور باہر آگئی۔۔

رات خاصی گہری ہوگئی تھی۔۔اسے اچانک یسر کی یاد آئی۔۔اور خاصی شرمندگی بھی ہوئی وہ یہاں آکر اسے بلکل بھول گئی تھی۔۔

حالانکہ وہ اسکے یہاں رہنے پر راضی نہیں تھا۔۔سوچتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی چوکھٹ تک آچکی تھی ۔۔جہاں اس نے اپنی عمر کا اک عرصہ گزارا تھا۔۔آج وہاں قدم رکھتے ہوئے جھجک رہی تھی۔۔کتنی ہی اچھی بری یادیں اسے وجود سے لپٹ گئیں۔۔

"سوچ کیا رہی ہو تمہارا اپنا ہی گھر ہے "

بھابھی کی آواز پر اسکا روم روم سلگ اٹھا۔۔اک یہ عورت ان کی زندگی میں نہ آتی تو ہر دن سکون سے گزرتا۔۔

" میں گیسٹ روم میں سو جائوں گی ، اک رات کی ہی تو بات ہے ! "

اجنبی لہجے میں کہتی وہاں سے چلی گئی۔۔

" بہت اکڑ آگئی ہے اس میں بھی "

نیناں نے نفرت سے سر جھٹکا۔۔

آج اسے وقت کے گزرنے کا احساس ہی نہیں ہو سکا۔۔باقی کا کام اپنے اسسٹنٹ کے حوالے کرکے گھر کے لئے نکل آئی۔۔

" میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں سرینہ "

ھادی کی نظر اس پر پڑی تو فورا آفر کی۔۔

" نو تھینکس میں چلی جائو گی "

" کم آن یار، تمہیں لگتا ہے تم کہو گی اور میں تمہیں جانے دوں گا۔۔اوپر سے رات بھی بہت ہوگئی "

ھادی کے انسسٹ کرنے پر وہ مانتی ہی بنی۔۔

" مائشہ کیسی ہے ؟ "

اس نے ڈرائیونگ کے دوران سرسری سا پوچھا۔۔

"اچھی ہے ، ماشااللہ خوش ہے وردان کے ساتھ !"

وہ اطمینان سے مسکرا کر بتانے لگی۔۔

" اور تمہارے ڈائیورس کا کیا ہوا ؟ "

ھادی نے جھجک کر پوچھا۔۔اس کی آنکھوں میں اک الگ سی چمک اور امید تھی۔۔اس نے اس امید کو توڑنا چاہا۔۔اس لئے دانستہ سخت لہجے میں کہنے لگی۔۔

" یہ میرا پرسنل میٹر ہے ھادی ، میں تم سے اس بارے میں کوئی بات شیئر نہیں کرنا چاہتی "

" اوکے ، اوکے آئی ایم سوری"

ھادی بوکھلا کر کہنے لگا۔۔

عین اسی لمحے اس کا دھیان بٹا اور ان کی گاڑی سامنے آتی بائیک سے ٹکرا گئی۔۔اک دلخراش چیخ سرینہ کے لبوں سے نکلی اور منظر سناٹے میں چلا گیا۔۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو ، مائشہ اور وردان اسکے قریب بیٹھے تھے۔۔

" شکر ہے آپی آپ کو ہوش آگیا ، اب کیسا محسوس کررہی ہیں آپ ؟ "

" ٹھیک ہوں '

وہ تحیرانہ نگاہوں سے اجنبی کمرے کو دیکھنے لگی۔۔اسی لمحے ھادی اندر آیا تھا۔۔

" تھینک گاڈ سرینہ تمہیں ہوش آیا ، اب کیسی طبیعت ہے ؟"

اس نے ہولے سے سر اثبات میں ہلایا۔۔

" تم ٹھیک ہو ؟ "

" ہاں میں ٹھیک ہوں, خیر سے مجھے کوئی چوٹ نہیں آئی" اس نے بغور ھادی کا چہرہ دیکھا۔۔اسے اک خراش تک نہیں آئی تھی۔۔

" آئی ایم سو سوری یار ، مجھے تو سمجھ نہیں آرہا یہ سب کیسے ہوگیا ، وہ بائیک اچانک سے کیسے سامنے آگئی حالانکہ بائیکس کے لئے الگ روٹ ہے اور کار کے لئے الگ ، ہم اپنے روٹ پر جارہے تھے۔۔پھر بھی پتا نہیں کیسے ، اینی ویز تم آرام کرو"

وہ پیشمان تھا۔۔اسے آرام کی ہدایت کرتے کمرے سے چلا گیا۔۔اسکی بازو میں فیکچر آیا تھا۔۔اور سر پر بھی چوٹ لگی تھی جبکہ ھادی بلکل ٹھیک تھا۔۔اسکا زہن بری طرح الجھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چوبیس گھنٹے پہلے جیتا جاگتا انسان منوں مٹی تلے دفن ہوچکا تھا۔۔سب ایک ایک کرکے وہاں سے جاچکے تھے۔۔سوائے سعیر سلطان ، اور سائرس کے !!

وہ سرخ پتھرائی آنکھوں سے گیلی مٹی کو گھورتا جا رہا تھا۔۔پھر مٹھی بھر مٹی لبوں سے لی۔۔

" یہ سب میری وجہ ہوا ، سب میری وجہ سے ہوا !! "

درد زبان پر آہی گیا۔۔

" ادا گھر چلیں میرے ساتھ ، آپ کو آرام کی ضرورت ہے ! "

اس خود پر الزام لگاتے دیکھ نہیں سکا۔۔

" مجھے واپس اس حویلی نہیں جانا ، میرا دم گھٹتا ہے ، مجھے یہاں اکیلا چھوڑ دو تم ! "

وہ اس وقت کسی کا سامنا کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔۔

" ٹھیک ہے، اپنا خیال رکھیئے گا ادا ! "

" میں بچہ نہیں ہوں ! "

وہ زرا برہمی سے بولا۔۔جیسے ہر اک سے ناراض تھا۔۔

سائرس کے وہاں سے جانے کے بعد وہ کئی دیر دادا سے شکوے شکایتیں کرتا رہا ، آخر کار کوئی جواب نہ ملنے پر اس کا دکھ اور صدمہ گہرا ہوتا رہا تھا۔۔رات گہری ہوتی جارہی تھی۔۔زلفی نے اسے یاد دلایا تو وہ اٹھ کر جیپ کی جانب بڑھا۔۔

اک بار اس نے سرینہ آپی سے ان کے محبوب کی کوائلٹی پوچھی تھی۔۔

تب ان کا جواب اسے بیوقوفانہ لگا تھا۔۔

مگر آج اسے ان کا ایک ایک لفظ اور اس کے معنی سمجھ آرہے تھے۔۔دل جس کے ساتھ لگ جائے پھر وہی سب سے خاص بن جاتا ہے ، تب انسان نہ اسکی خوبیاں دیکھتا ہے نہ خامیاں۔۔اس دن سے ان کے درمیان بات چیت مکمل بند تھی۔۔جس دن سے وردان نے اسے دوپٹہ والی بات پوچھنے پر جھڑکا تھا۔۔وردان نے خود اس سے بات کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔

نہ ہی مائشہ نے دوبارہ ہمت کی۔۔وہ ہر بار اپنی خود داری کا گلا نہیں گھونٹ سکتی تھی۔۔

" میرے خیال سے تمہیں اب گھر چلے جانا چاہیئے تم لوگ کل رات سے یہاں ہو "

" نہیں ھادی بھائی میں آپی کے ساتھ رہو گی "

مائشہ استفسار کرنے لگی

" اب تم اکیلی نہیں ہو، تمہارا شوہر ہے سسرال ہے تمہیں ان کے بارے میں بھی سوچنا ہے ، جائو شاباش وہ لوگ بھی پریشان ہورہے ہوں گے۔۔میں ہوں سرینہ کے پاس فکر مت کرو "

" ھادی بھائی پلیز مام کو اس ایکسیڈنٹ کے بارے میں مت بتایئے گا وہ سن کر بہت پریشان ہوں گی ! "

وہ بیگ سنبھالتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

" جیسے تم بہتر سمجھو "

وہ خدا حافظ کہہ کر لابی سے نکل گئی۔۔وردان بھی اسے پیچھے ہو لیا۔۔اسکا رویہ نوٹ کررہا تھا مگر معذرت کس منہ سے کرتا ، وہ بارہا اسکی توہین کر چکا تھا۔۔اب تو معافی مانگتے وقت شرمندگی محسوس ہوتی تھی۔۔

ہاسپٹل سے گھر تک کا تمام سفر خاموشی سے کٹا۔۔

ملائکہ ان کے لئے بہت پریشان تھی۔۔

وہ انہیں اطمینان دلا کر اپنے کمرے میں آ گئی۔۔

آج طبیعت پر اداسی اور سوگواریت چھائی ہوئی تھی۔۔جس دن سے شادی ہوئی تھی اک دن بھی وہ کھل کر خوش نہیں ہو پائی تھی۔۔

کیا سوچا تھا اور کیا ہورہا تھا !!

وہ بوجھل دل سے فریش ہوکر وہ لمبی تان کر سوتی بنی۔۔

ملائکہ اس سے لنچ کا پوچھنے آئی تھی۔۔اس نے تھکن کا بہانہ بنا کر منع کردیا تھا۔۔

" تم نے لنچ سے انکار کیوں کردیا ؟ میں جانتا ہوں تم نے کل رات سے کچھ نہیں کھایا ہے، چلو اٹھو، کچھ کھا لو "

تھوڑی دیر گزرنے کے بعد وردان کمرے میں آیا تھا

" میں نے کہہ دیا ناں کہ مجھے بھوک نہیں ہے "

وہ تلخی سے بولی

" تمہیں بھوک ہے تم بس مجھ سے ناراض ہو مجھے سزا دینا چاہتی ہو "

وہ نظریں چرا کر بولا

" ہونہہ سزا تو مجھے مل رہی ہے تم سے شادی کرکے ، وہ بھی نہ جانے کس بات کی "

اس کا موڈ اچھا خاصا خراب ہوچکا تھا۔۔

" مجھے منانا نہیں آتا مائشہ ، اس لئے ضد چھوڑ دو اور آکر کھانا کھا لو "

وہ ضبط کرتے ہوئے بولا

" کیونکہ تمہیں صرف دل توڑنا آتا ہے"

وہ جواباً تلخی سے کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔۔

وردان جہاں تھا وہیں تھم گیا مائشہ کی بات اسکے دل میں تیر کی طرح چبھی تھی۔۔

" یہ دوپٹہ کس کا ہے ملائکہ ؟ "

اس نے کھانے بعد ملائکہ سے پوچھا۔۔وہ یوں گھٹ گھٹ کر زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔۔اسے وردان کے اس رویے کی ٹھوس وجہ چاہئیے تھی۔۔

ملائکہ اسکی بات سن کر وہ پیلی پڑنے لگی۔۔

مائشہ کے دل میں ہزاروں وسوسے سر اٹھانے لگے

" مجھ سے جھوٹ مت بولیئے گا ملائکہ۔۔"

" نیلوفر کا ہے "

مائشہ کا دل ڈوب ڈوب گیا۔۔

" نیلوفر کون؟ "

اس نے بہت ہمت اور ضبط سے پوچھا

" یہ تم اسی سے پوچھو ، وہ بہتر طریقے سے بتا سکے گا "

وہ نظریں چرا کر کہتی اسکی ہستی فنا کرکے جاچکی تھی۔۔

کمرے کی چوکھٹ پر کھڑا وردان سب سن اور دیکھ چکا تھا۔۔

مائشہ کی آنکھیں یک بایک سرخ ہوتی جارہی تھی۔۔

" کون ہے نیلوفر ؟؟؟ "

اسکے قدموں سے جان نکلتی جارہی تھی۔۔بھرائی ہوئی آواز بمشکل اسکے گلے سے نکلی۔۔

وردان خاموش رہا تھا۔۔

" میں نے پوچھا کون ہے نیلوفر ؟ جب سے میری تم سے شادی ہوئی ہے اک دن بھی تم نے خوش ہوکر مجھے مخاطب نہیں کیا ، تو تمہاری اس بے رخی کی یہ وجہ تھی ؟؟ کیا پوچھ رہی ہوں میں جواب دو ؟ "

دوپٹہ ہاتھ میں لئے روتے ہوئے اس پر پھٹ پڑی تھی۔۔اسکی برداشت جواب دے رہی تھی ۔۔وردان کچھ پس و پیش کے بعد آہستگی سے بولا۔۔

" وہ میرا ماضی تھی "

اسکے اندر بہت خاموشی سے کچھ ٹوٹا۔۔

" کیسا ماضی ؟ "

" ایک لڑکی تھی جسے میں خاندانی دشمنی کا نشانہ بنایا اس سے محبت کا ڈرامہ کیا اور۔۔۔"

وہ کہتے کہتے رک کر اسکے بے یقین تاثرات دیکھنے لگا۔۔مائشہ کی منفی سوچ وہاں تک پہنچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

" اور۔۔۔کیا ؟؟؟ "

اس نے سسکاری بھری۔۔دماغ میں بے شمار منفی سوچیں آرہی تھی۔۔

" مجھ سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوگئی میں اس کی شادی کے وقت اسے اغوا کرکے حویلی لے گیا تھا "

وہ ندامت سے سر جھکائے اپنے کارنامہ بتا رہا تھا۔۔

مائشہ کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔۔صدمے اور بے یقینی سے پھٹی پھٹی سی آواز حلق سے نکلی۔۔

" کیا کیا تم نے اس لڑکی کے ساتھ ؟ "

وردان نے ایکدم سر اٹھا کر کہا

" تم غلط سمجھ رہی ہو مائشہ میں نے کچھ نہیں کیا اس لڑکی کے ساتھ !! "

" مجھے تمہاری بات پر رتی برابر یقین ہے، تم اتنے گھٹیا ہو سکتے ہو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی وردان "

اس نے نفرت سے دوپٹہ اسکے منہ پر دے مارا۔۔

" مائشہ میرا یقین کرو۔۔میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔"

اس نے کہنا چاہا۔۔مگر وہ چیخ کر بولی۔۔

"نام مت لو میرا ، اول دن سے تمہارا یہ بے مروت رویہ برداشت کررہی ہوں ، مجھے لگا شاید تمہیں میں پسند نہیں ہوں ، تمہیں جاننے کی کوشش کی، تمہارے دل میں جگہ بنانے کی کوشش کی ، مگر تم اس قابل ہی نہیں ہو ، تم جیسے گھٹیا انسان سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہو سکتا ، ابھی اور اسی وقت طلاق دو مجھے ! "

" مائشہ "

وہ تڑپ اٹھا۔۔

" میں نے کہا طلاق دو مجھے ! "

وہ بری طرح سے ٹوٹ چکی تھی ہزیانی اندر میں چیخ کر بولی تھی۔۔

"پلیز میرے ساتھ ایسا مت کرو، مجھے سمجھنے کی کوشش کرو "

وردان بلکل بے بس اور مجبور نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

اگلے ہی پل وہ غصے سے سوٹ کیس میں اپنے کپڑے رکھنے لگی۔۔

" میں مزید اک پل بھی تم جیسے انسان کے ساتھ نہیں رہ سکتی ، تمہیں مجھے طلاق دینا ہوگی "

کیس بند کرتے ہوئے ، لرزتے اور کپکپاتے ہاتھوں سے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔۔

اسکے جاتے ہی اس نے وحشت سے لیمپ اٹھا کر سنگار میز کے کانچ پر دے مارا۔۔جو چھناکے کے ساتھ ٹوٹ کر زمین پر ریزہ ریزہ ہوگیا۔۔اسکی زات کی مانند !

سوئم کی فاتحہ کے دن وہ یسر کے ساتھ واپس آگئی تھی۔۔

" تم مجھ سے ناراض ہو ؟ "

اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔۔آسمانی رنگ کی شرٹ پر بلیک ٹائی لگائے خاصا پرکشش لگ رہا تھا۔۔آج اسکی جاب کا پہلا دن تھا۔۔وہ یسکر فراموش کرگئی تھی۔۔

" آپ کیوں پوچھ رہی ہیں ؟ "

اس نے ڈرائیونگ پر دھیان دیتے ہوئے سرسری سا ہوچھا

" کیونکہ میں آنٹی اور تم سے اجازت لئے بغیر حویلی میں رکی "

یسر کو اسکی سوچ پر افسوس ہوا تھا۔۔

" میرے آپ کے دادا سے جو بھی آپسی من مٹاؤ تھے میں درگزر کر چکا ہوں نیلوفر ، اتنا کند زہن نہیں ہوں کہ آپ کو مرحوم دادا کے جنازے میں شریک نہ ہونے دوں "

" ناراض مت ہو ، میں نے تو یونہی پوچھ لیا تھا ! "

اس نے گھبرا کر فورا صفائی دی۔۔

"آپ مجھے ٹھیک سے جان ہی نہیں پائی نیلوفر ورنہ ایسا سوال نہ کرتی ! "

آج اسکا رویہ خاص طور پر محسوس کیا تھا۔۔

اسکا نازک دل بری طرح سے دکھا تھا۔۔گاڑی جھٹکے سے رکی تو وہ آنکھوں کی نمی کی چھپاتی فورا گاڑی سے اتر گئی۔۔

" نیلوفر !!! "

وہ روڈ ہوگیا تھا۔۔اسے فورا احساس ہوا۔۔لیکن تب تک وہ جا چکی تھی۔۔۔اسے واپس آفس جانا تھا ۔۔وہ مجبوراً پلٹا۔۔

مائشہ کو گئے دو دن ہوچکے تھے۔۔اسکے جانے کے بعد گھر ایکدم سنسان ہوگیا تھا۔۔اور اسکا دل بھی۔۔ !!

کبھی اسکی بے تکلف باتیں ، کبھی معصومیت سے بھری شرارتیں دل کے دریچوں پر دستک دے رہی تھی۔۔

اس معصوم کا کوئی قصور نہیں تھا ، اسے کس بات کی سزا مل رہی تھی ، سارا قصور اسی کا تھا۔۔اب اسے سزا ملنی چاہیئے تھی۔۔!!

سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر فیصلہ کن لہجے میں اٹھا اور ڈرار سے اک نوٹ بک اور پین نکالا۔۔

وہ اسے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا ، لکھنے لگتا ، پھر رک جاتا ، پھر لکھتا ، پھر مٹادیا۔۔

" مائشہ ، میں تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا ، میں کسی کا بھی دل نہیں دکھانا چاہتا تھا ، لیکن میری کم عقلی نے سب کچھ برباد کردیا ، میں ایک ناکام انسان ہوں مجھے پیدا ہوتے ہی مرجانا چاہیئے تھا "

آنسو ٹپ ٹپ رقعے پر گرتے ہوئے اسکی تکلیف اور ازیت بیان کررہے تھے۔۔

"مائشہ ، تم مجھے اچھی لگنے لگی تھی۔۔۔'

وہ لکھتے لکھتے اک لمحے کو رکا ، کیا وہ اسکا یقین کرے گی ؟ وہ اسکے جذبات کو جھوٹا قرار دے دی گی .. !!

تو یہ طے تھا کہ اسکی کہانی کے اختتام پر اس سے نفرت لازم و ملزم تھی۔۔۔!!!

اس نے بے دردی سے پین گھماتے ہوئے ہوئے جملے کاٹ دیئے اور نوٹ بک ڈرار میں پھینک کر آنسو پونچھتا ہوا اٹھا اور الماری سے گن اٹھا کر پشت میں اڑسی اور گاڑی لے کر سعیر سلطان کی فیکٹری آگیا۔۔

ہشاش بشاش رہنے والا سعیر سلطان مضطرب اور مضمحل سا لگ رہا تھا۔۔اسے دیکھ کر حیرانی سے پوچھنے لگا

" تمہیں آج میری یاد کیسے آئی ؟ "

" مجھے آپ کو چند ضروری باتیں بتانی ہیں اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا ہے "

ہمت مجتمع کرکے کہتے ہوئے اس نے گن نکال کر سعیر سلطان کے سامنے رکھی۔۔

" شاید میری غلطیاں سن کر آپ مجھے معاف نہ کریں ، اس لئے میں گن ساتھ لایا ہو میں سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں ! "

" ہونہہ ، سب کو اپنے جیسا وحشی سمجھا ہوا ہے تم لوگوں نے ؟ "

جن باتوں سے وردان اسے آگاہ کرنا چاہتا تھا وہ بہت پہلے آگہائی کا عزاب سہہ رہا تھا۔۔

اپنے خاندان کی آبرو اور جان کی پرواہ نہ ہوتی تو اس عورت کا حشر نشر کردیتا۔۔

وہ سخت نگاہوں سے بغور وردان کو دیکھتا رہا۔۔

جس کے ہونٹ سوکھے ہوئے تھے ، بال بکھرے اور شیو بڑھی ہوئی تھی ، آنکھیں کسی بھی وقت چھلکنے کو بیتاب تھی۔۔وہ اسکی کیفیات کا اندازہ لگا سکتا تھا۔۔جو اپنے کیئے پر پیشماں تھا

" میں بہت پہلے سے سب کچھ جانتا ہوں ، رہی بات تم نے جو نیلوفر کے ساتھ کیا ، تمہاری سزا یہ ہے کہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا ! اب میری نظروں سے دور چلے جائو "

اس نے گن کی نوک اسکی طرف موڑتے ہوئے انتہائی نفرت اور کینہ ور لہجے میں کہا۔۔

" نہیں میں نہیں جائوں گا ، سزا پائے بغیر میں یہاں سے نہیں جائوں گا۔۔میں آپ کا گنہگار ہوں ، آپ مجھے سزا دیں ، یا مجھے معاف کردیں ، بہت تکلیف میں ہوں خدا کے لئے مجھ پر رحم کریں۔۔مجھے اس ازیت ناک زندگی سے چھٹکارا چاہیئے ! "

وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے گڑگڑانے لگا۔۔اسکی آنکھوں سے مسلسل آنسو گررہے تھے۔۔

سعیر اثر نہ لیتے ہوئے سفاکیت سے کہنے لگا۔۔

" میری بہن بھی ایسے ہی گڑگڑائی ہوگی تمہارے سامنے ، رحم کی بھیک مانگی ہوگی ، میرے ماں بھی اسی کرب سے گزری ہوگی ، میری بیوی جسے تمہارے آنا نے مجھ سے دور کردیا۔۔وہ بھی تڑپی ہوگی میرے لئے ، تو کیوں نہ تم لوگ بھی اس تکلیف کا مزہ چکھو ! میں تمہیں بھی اس عذاب میں جلتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں ! "

لفظ لفظ چبا کر ترش لہجے میں کہنے گا۔۔

وردان کے جڑے ہاتھ پہلو میں گر گئے۔۔

" دفع ہوجائو میری نظروں سے دور ، ورنہ میں کچھ کر بیٹھو گا ! "

اس نے غصہ پر قابو پاتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔۔

وردان اکیلا رہ گیا تھا ، اپنے پچھتاوئوں اور ضمیر کے بوجھ کے ساتھ..

آج اس نے محسوس کیا تھا ، کوئی خالصتاً نفرت جتائے تو کیسا معلوم ہوتا ہے ، وہ مرے مرے قدم اٹھاتا ہوا کرسی سے اٹھا۔۔

اب صرف اسکی ماں ہی رہ گئی تھی۔۔۔شاید وہ اسے نہ ٹھکرائے ، اسکی ساری خامیوں کو نظر انداز کرکے اپنی آغوش میں لے لے !!! اپنی ماں کے پاس جانا تھا۔۔ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ، اندھیرے کی پرواہ کیئے بغیر وہ قبرستان چل پڑا ، تب کسی نے اسکا بازو کھینچ کر زور سے جھنجھوڑا۔۔۔

"اس وقت یہاں کیا لینے آئے ہو وردان؟ "

اسے دیکھ کر وہ ہنسا تھا۔۔

" ہونہہ۔۔آئیں آنا ، آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں ، میں نے سعیر سلطان کو سب کچھ بتادیا آپ کے بارے میں "

" کیا ؟؟؟ "

صدمے کے مارے نیناں کے ہاتھ سے بیگ چھوٹ کر گر گیا۔۔۔

" ہاں ، بتا دیا میں اسے بھی ، آخر کو اس کے ساتھ بھی تو زیادتی ہوئی ہے نا؟؟؟ محض ایک انتقامی نفرت میں آپ نے میری ، اپنی ، سعیر کی ، اسکی بیوی کی اسکے بچے کی۔۔کتنی زندگیاں تباہ کردیں۔۔ آپ کو خدا کا خوف نہیں آتا آنا, ڈر نہیں لگتا جن کے پیاروں کو آپ یوں زلیل و رسوا کررہی ہیں ان کی بددعائیں لگ گئیں تو، ہاں ؟؟؟

میں تو بھول ہی گیا ، بددعائیں لگ چکی ہیں شاید ، ہم سکون میں نہیں ہیں ، اللہ نے ہم سے ہمارا سکون چھین لیا ،۔۔!!!"

وہ رو رہا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں بے تحاشا آنسو تھے۔۔

" مائشہ نے سہی کہا تھا۔۔جس عورت تمہیں جنا ہو اس جتنی محبت تم سے بھلا کون کر سکتا ہے ، میں اسکا مفہوم اب سمجھا ہوں۔۔!!آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ "

اسکا لہجہ کپکپارہا تھا۔۔

جو اسے ہر دکھ ، ہر درد سے بچاتی تھی آج اسی نے اسے عظیم دکھ سے دو چار کردیا تھا۔۔اسکی تکلیف دیکھ کر نیناں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے۔۔

" نفرت ہے مجھے آپ سے ، بخدا دنیا میں سب سے زیادہ نفرت میں آپ سے کرتا ہوں انا "

وہ تڑپ کر بولی۔۔

" ایسے مت کہو ، تم مجھے بہت عزیز ہو ، میں تم سے پیار کرتی ہوں وردان ، تمہارے ساتھ زیادتی کرسکتی ہوں بھلا ؟ "

" نہیں ، آپ خود سے پیار کرتی ہیں ، کس قسم کی انسان ہیں آپ میں سمجھ نہیں پایا آپ کو ؟ جس سے محبت کرتی تھی اسے چھوڑ کر کسی اور سے شادی کرلی محظ انتقام لینے کی خاطر ؟

مجھ سے محبت کرتی تھی اپنے انتقام کی خاطر مجھے برباد کردیا ، آپ کالے جادو جیسے بھیانک عمل بھی کرنے لگی اس نفرت میں ، اچھا ہوا ، وقت رہتے میں نے آپ کی اصلیت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ۔۔۔تب سے میں لمحہ لمحہ اس آگہی کے عزاب میں جلا ہوں ، آپ کو پرواہ ہے اس بات کی ؟ اتنے عرصے سے میرا دل ویران ، بنجر زمین کی مانند رہا ہے جو آپ کی نفرت کے زہر کی وجہ سے کبھی ہرا نہیں ہو سکا ، اتنے سالوں بعد مجھے زندگی کے معنی پتا چلے، جب مائشہ میری زندگی میں آئی ،

اسے دیکھ کر زندگی سانس لیتی تھی مجھ میں، احساس ہوتا تھا کہ میں زندہ ہوں مجھے یاد ہے میں اسکی باتوں پر دیکھ کر مسکرایا بھی کرتا تھا۔۔

مائشہ مجھے اچھی لگنے لگی تھی آنا "

وہ اپنے قدموں پر زمین پہ بیٹھتا چلا تھا۔۔اک مضبوط و توانا مرد شکست خوردہ ہوکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔اس نے آج اپنا سب کچھ ہار دیا۔۔

وہ پہلے بوکھلائی ، پھر تیزی سے آنسو رگڑتے کر کہتے ہوئے اسکی قریب بیٹھ گئی

" ایسے مت رو ، تمہیں روتا دیکھ کر مجھے تکلیف ہورہی ہے ، آنا ہے نا ؟ سب ٹھیک کردے گی ، مجھے بتائو کیا ہوا؟ "

" ان خوشیوں کی مدت بہت کم تھی ، اسے میری بھیانک اصلیت پتا چل گئی ہے ، اس نے مجھے چھوڑ دیا آنا ، مائشہ کو مجھ سے طلاق چاہیئے ، نیلوفر نے بھی مجھے معاف کرنے سے انکار کردیا ، سعیر نے مجھے دھتکار دیا۔۔۔اب بچا کیا ہے میری زندگی میں ؟ آپ نے مجھے سب کا مجرم بنا دیا آنا "

وہ برسوں کی ازیت بیان کر رہا تھا ، رو رہا تھا۔۔سسک رہا تھا۔۔

" کیوں آپ نے اپنی شخصیت کے متاثر کن پہلو میرے سامنے اجاگر کیئے تاکہ میں مجبور ہوجائوں ، آپ سے محبت کرنے لگوں آپ کے تابع ہوجائوں۔۔اور سارے تاریک پہلو دل میں دفن کرلئے تاکہ میں آپ کو کبھی نہ پہچان سکوں۔۔کہ آپ کے دل میں کتنی میل ہے ، کتنی نفرت بھری ہے ، دیکھیں ہمارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے ، ہم لوگوں کو ہر طرح سے تکلیف دے بھی خوش نہیں ہیں "

" وردان ، ایسا مت کرو "

وہ اسکے سامنے گڑگڑائی

"آپ نے مجھے بیٹا بنا کر پالا تھا نا ، درگزر کرنا کیوں نہیں سکھایا ؟ کیوں نہیں سکھایا کہ کسی بہن ، بیٹی کو انتقام کا نشانہ کبھی مت بنانا ، کیوں نہیں سکھایا کہ نفرت بری چیز ہے اسے کبھی دل میں جگہ نہ دینا ، کیوں نہیں سکھایا انا؟؟؟ یہ کیا بنا دیا آپ نے مجھے ، کیا مجھے ایسا ہونا چاہیئے تھا ؟ کیا آپ کے بیٹے کو ایسا ہونا چاہیئے تھا انا ؟؟؟ "

وہ چیخ چیخ کر پوچھ رہا تھا

نیناں امان آج لاجواب ہوچکی تھی۔۔

وہ اسکے تڑپنے پر تڑپ رہی تھی ، اسکے رونے پر رو رہی تھی۔۔۔سب کچھ بھول گئی تھی۔۔یاد تھا تو صرف اتنا کہ جو اک چھوٹا بچہ اسکی گود میں ڈالا گیا تھا۔۔اس نے تباہ کر ڈالا تھا اسے !!!

" میں تو آپ کی بساط کا ایک مہرہ تھا ، جسے آپ نے جیسے چاہا چلایا ، آپ کو شکست ہوگئی میری وجہ سے ، اور غصے میں بساط کے مہروں کی طرح آپ نے میری ذات درہم برہم کردی ،اب کیا انا ؟؟؟ ختم ہوگیا سب کچھ ، کچھ باقی نہیں رہا ، ہم ہار گئے۔۔ہم دونوں کو شکست ہوگئی "

" اب میں کبھی بھی آپکے منہ سے یہ نہ سنوں کہ آپ کا مجھ پر کوئی حق ہے ، کہ راتوں کو میرے لئے جاگی تھی ، کہ آپ نے ماں بن کر مجھے پالا ، کیونکہ میں آج حق ادا کردوں گا ، میں اسکی قیمت اپنے خون چکاؤں گا ، تاکہ کوئی بھی آپ جیسی عورت سے مجھے منسلک نہ کرے "

اس نے گن نکالتے ہوئے اسکے ہاتھ میں تھمائی اور اپنے ہاتھو سے گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔۔۔

" آپ مجھے ماردیں کیونکہ اب تو میں خود سے شرمندہ ہوں ، اپنی بیوی سے ، اس عورت سے جسے میں نے ماں کا درجہ دیا ، اس عورت سے بھی جس نے مجھے جنا۔۔میں سراسر کا باعث شرمندگی ہوں ، آپ مجھے مار ڈالیں "

نیناں کی آنسوئوں سے لبریز آنکھوں میں بے یقین در آئی۔۔

" نہیں۔۔نہیں۔۔نہیں ،

تم تو میرے جگر کا ٹکڑا ہو ، میری جان ہو تم ، تم سے کوئی کیسے شرمندہ ہو گا۔۔"

اس کے آنسو پونچھ کر بچے کی مانند بہلاتے ہوئے لگاتار کہتی جارہی تھی۔۔

" سب نے مجھے دھتکار دیا ہے ، آپ مجھ پر احسان کردیں۔۔آپ مجھے ماردیں ، کیونکہ میں ناکارہ ہوگیا ہوں آپ کے لئے !!! "

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے ریوالور پر نیناں کے سرد ہاتھ رکھتے ہوئے گرفت مضبوط کی۔۔

" پاگل مت بنو "

نیناں احتجاج کرنے لگی ..چاہ کر بھی اپنا ہاتھ چھڑا نہیں پارہی تھی۔۔اسی کشمکش میں 'ٹھاہ' کی آواز رات کے سناٹے میں گونجی۔۔جس نے سارے مناظر تیورا دیئے۔۔گولی سیدھا اسکے دل پر لگی تھی۔۔ وہ چند قدم لڑکھڑا کر دور جاگرا۔۔۔نیناں اماں پتھر کی مورت بن گئی۔۔جیسے سانس باقی نہ رہا ہو۔

****

اس نے بستر پکڑ لیا تھا۔۔بخار کم ہونے میں نہیں آرہا تھا اتنے دن گزر چکے تھے۔۔سائرس بے حد پریشان تھا۔۔اس دن بھی وہ نوری کو سختی سے اس کا خیال رکھنے کی تاکید کرکے آفس چلا گیا تھا۔۔

"بی بی جی آپ کو کیا پریشانی ہے ؟ دیکھیں زرا اپنی حالت ، کتنی مرجھائی ہوئی اور بے رونق سی رہنے لگی ہیں شادی کے بعد سے ، آپ ایسے بلکل اچھی نہیں لگتیں ! "

وہ خالی خالی نظروں سے دریچوں کو گھور رہی تھی پھر اچانک کچھ یاد آنے پر اٹھ بیٹھی۔۔

" تم۔۔تم اس وقت وہاں تھی ناں ؟ جب نیناں نانا سرکار کے کمرے میں گئی تھی ؟ "

اسکی بات سن کر نوری کی رنگت ماند پڑ گئی۔۔

" نہ۔۔نہیں تو بی بی جی ، آپ کیا بات کررہی ہیں ؟ میری تو کچھ سمجھ نہیں آرہا "

" نوری ، دیکھو مجھ سے کچھ مت چھپائو ، میں جانتی ہوں اسی نے نانا سرکار کی جان لی ہے ، مگر کیسے ؟ "

نوری بغور اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔پھر ہار مانتے ہوئے آس پاس دیکھ کر ہولے سے بولی۔۔

" آپ نہیں جانتی ، نیناں بی بی کو کالا جادو بھی آتا ہے وہ نہ جانے کون کون سے چلے کاٹنے ہر روز رات قبرستان جاتی ہیں " عینا سر تا پر لرز گئی۔۔

"تو کیا اس نے نانا کی جان بھی اسی طرح لی تھی ؟"

اس نے بے ساختہ لبوں پر انگلیاں رکھیں۔۔

" بی بی آپ کو خدا کا واسطہ ہے کسی سے زکر مت کرنا جیسے میں نے سالوں سے یہ راز اپنے سینے میں دفن کرکے رکھا ہے ، آپ بھی بھول جائیں سب کچھ ، آپ نہیں جانتی وہ کتنی بے حس اور وحشی انسان ہے ، خدارا کسی کے سامنے ان کا راز نہ کھول دینا ورنہ وہ آپ کو بھی مار ڈالیں گیں "

اسکی آنکھوں میں بے پناہ خوف تھا۔۔

" آپ جو بھی جانتی ہیں سب بھول جائیں بی بی اسی میں آپ کی بھلائی ہے "

" ایسے کیسے بھول جائوں نوری ، ایک انسان کی جان لی ہے اس نے میری آنکھوں کے سامنے ، میں ، میں ،کیسے بھول جائوں ! "

وہ پاگل ہونے کے در پہ تھی۔۔ایسا لگ رہا تھا شدت درد سے دماغ کی شریانیں پھٹنے لگی ہوں۔۔۔

" بی بی جی آپ کو اللہ کا واسطہ ہے ، اپنے حال پر رحم کریں اور خدارا کسی سے کچھ نہ کہیں۔"

وہ کہہ کر جا چکی تھی۔۔

عینا بے جان قدموں کو گھسیٹتی صوفے پر ڈھے گئی۔اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا یہاں آکر زندگی اتنے بھیانک پہلوئوں روشناس کروا سکتی ہے۔۔وہ تھک چکی تھی۔۔سب سہتے سہتے !!

سائرس نے کمرے میں آکر اسکے شانے پر ہاتھ رکھا تو وہ چیخ مار کر اٹھی۔۔

" ریلیکس ، میں ہوں عینا ، کیا ہوا تمہیں اتنی گھبرائی ہوئی کیوں لگ رہی ہو ؟ "

وہ بے حد حیرانگی اور تفکر سے اسکی طرف بڑھا۔۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھامتے ہوئے نمناک لہجے میں کہا

" کچھ نہیں ، مجھے لگا۔۔شاید۔۔!!"

" عینا تمہاری طبیعت دن بدن گرتی ہی جارہی ہے ، پلیز اگر کوئی بات ہے تو مجھے بتائو ؟ کیا مسلہ ہے ؟ "

" کوئی بات نہیں ہے مجھے اکیلا چھوڑ دو ! "

وہ نحیف سے لہجے میں بولی۔۔اسے دیکھ کر زخم تازہ ہونے لگتے تھے۔۔

" تمہارا میرے ساتھ یہ رویہ مجھے تل تل مار رہا ہے !! کب ختم ہوگی میری سزا؟ "

وہ آج ہار گیا تھا۔۔

میرے ہوتے ہوئے تو یہ سزا ختم ہونا ناممکن ہے ، ہاں میرے بعد ہو سکتی ہے ! "

وہ درشتی سے کہنے لگی

" جسٹ شٹ اپ ! یہ قسم کی فضول باتیں کررہی ہو تم ؟ اپنا دماغ درست کرلو عینا ، اس سے پہلے کہ میرا دماغ خراب ہو ! " اسکا لہجہ سخت گیر ہونے لگا۔۔عینا کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔۔وہ اس سے بے تحاشا بددل ہوچکی تھی۔۔

" تو کیا کروگے تم ؟ جو اس دن کیا تھا وہ ؟ یا کچھ اور جاننا چاہتی ہوں میں تم مجھے ازیت پہنچانے کی خاطر کس حد تک جا سکتے ہو ؟ "

وہ پھر کر بولی۔۔اسکی آنکھوں میں بے تحاشا دکھ تھا۔۔سائرس چاہ کر بھی اس پر غصہ نہیں کر سکا ۔۔بلاخر ہار مانتے ہوئے بیزار کن لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

" انسان ہوں میں بھی ،، کیا میں غلطیاں نہیں کر سکتا عینا ؟ "

" تمہیں کوئی ملال نہیں اپنی خطا پر "

اس نے افسوس سے سر جھٹکا۔۔دل چاہ رہا اس شخص کو گولی مار دے۔۔

وہ مزید اس لاحاصل میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔۔اسی لئے ضبط کرتے ہوئے گفتگو کا محور بدلا ۔۔

" خیر چھوڑو سب ، جلدی سے تیار ہوجائو ، آج ایک بزنس ڈنر 1 پر جانا ہے ہمیں "

وہ موڈ کو خوشگوار انداز میں بدلتے ہوئے کہنے لگا۔۔سن کر عینا نے صاف انکار کردیا

" مجھے نہیں جانا "

" جانا تو پڑے گا عینا ، کیونکہ اب تم میری باس ہو ، اور میٹنگ میں باس کا ہونا بہت ضروری ہے! "

وہ زرا جھک کر مستحکم لہجے میں بولا۔۔اور واڈروب سے کپڑے نکالنے لگا۔۔۔

" میرے آنے تک تم مجھے تیار ہوتی دکھائی دو ! "

حکم صادر کیا گیا۔۔

عینا غصے سے ہاتھ ملتے رہ گئی۔۔کافی عرصے سے وہ باہر نہیں گئی تھی شاید اسی بہانے اسکا موڈ بہتر ہوجائے سوچتے ہوئے وہ کبڈ سے کپڑے تلاشنے لگی۔۔اسکے موڈ کے مطابق اک بھی جوڑا نہیں تھا۔۔

متبذل سی ہوکر واپس بیٹھ گئی۔۔

"تم ابھی تک ایسے ہی بیٹھی ہو ؟ "

وہ اس پر برہم ہونے لگا

"میرے پاس ڈریس نہیں ہے " اسے بہانہ مل چکا تھا۔۔

سائرس نے چند ساعت بغور اسکا تپا تپا سا چہرہ دیکھا۔۔پھر مڑ کر کبڈ سے اسک نفیس سا سیاہ لباس نکال کر استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

"مجھے یہ نہیں پہننا ! "

اسکے لبوں پر صاف انکار تھا۔۔وہ آگے بڑھا اور لب اسکے کان کے پاس لے جاکر استفسار کرنے لگا

" میرے کہنے پر پہن لو پلیز، جو عورت شوہر کی فرمانبردار ہوتی ہے اللہ تعالی اسکے لئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔۔!!"

اس نے سخت نگاہوں سے مڑ کر اسے دیکھا جسکے لبوں پر دلفریب سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔۔

"اب یہ شخص اس قسم کی باتیں کرکے مجھے زیر کرنے کی کوشش کرے گا "

وہ زیر لب بڑبڑاتے ہوئے اسکے ہاتھ سے ڈریس تقریباً کھینچ کر چینج کرنے چلی گئی۔۔

بالوں کو اونچی پونی میں مقید کرکے اس نے دوپٹہ کندھوں پر پھیلا لیا۔۔وہ بغور اسکی ہر ہر حرکت نوٹ کررہا تھا۔۔

" چلیں ؟ "

اس کی طرف پلٹتے ہوئے گویا احسان کرنے کے انداز میں کہا۔۔

" چہ ، تمہیں اچھے سے تیار ہونا ہے میری جان !! "

وہ ریلیکس انداز میں اٹھ کر اسکے قریب آیا۔۔اور ڈرار کھول کر وہاں سجے میک اپ کے انبار کی جانب اسکی توجہ دلائی۔۔

" افففف ، تم میری برداشت کو مزید مت آزمائو ! "

وہ غصے پر ضبط کرتے ہوئے بولی۔۔

" تم بھی تو مسلسل میری محبت آزمائے جارہی ہو ، میں نے کچھ کہا ! "

وہ بلا تکلف کندھے اچکا کر بولا۔۔

وہ غصے سے بھری کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔آنکھوں میں کاجل لگا کر مسکارے سے پلکیں سنواری اور گلوز لگا کر پلٹی۔۔

اسکے چہرے سرخی مائل چہرے کو دیکھ کر وہ سراہتی نظروں سے دیکھتا کھل کر مسکرایا تھا۔۔

" یہ ہوئی نا بات ، مجھے خوش کرنا زیادہ مشکل تو نہیں ہے ، اگر تم اپنی ضد قربان کردو تو۔۔!!"

بے حد نرمی سے کہتے ہوئے اس نے پونی میں مقید بال آزاد کردیئے۔۔

اسکی جسارت پر عینا نے جبڑے بھینچے

" میں تمہیں گھٹ گھٹ کر جینے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا عینا ، میں نے تم سے اس لئے شادی نہیں کی تھی۔۔۔میں تمہیں پہلے جیسا دیکھنا چاہتا ہوں ،نڈر ، بے خوف ، من موجی ! جسے کسی سے کوئی غرض نہیں تھی ، اور تمہیں پتا ہے آج میں نے آبش کو ڈائیورس دے دی ہے ، اب صرف تم ہو اور میں ہوں ! آج رات میں تمہارے سارے شکوے اور شکایتیں دور کردینا چاہتا ہوں ! "

اسکے بالوں کو انگلیوں سے سنوارتے ہوئے جذب سے بتا رہا تھا۔۔

عینا ششدر رہ گئی

" تم ایسا کیسے کر سکتے ہو ؟ "

" ایسا تو ہونا ہی تھا عینا ، میں اسے پسند نہیں کرتا تھا نہ وہ مجھے ، اس رشتے کا ٹوٹ جانا ہی بہتر تھا "

اس نے یگانگیت سے کہا۔۔اسے واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔عینا کو یقین ہو چلا تھا کہ حقیقتاً یہ رشتہ صرف بڑوں کی ایما پر ہوا تھا۔۔

" اب تو کوئی شکوہ نہیں ہے نا تمہیں مجھے سے ؟ "

وہ اسکی خاموشی جو رضامندی گردانتے ہوئے شانوں پر ہاتھ جمائے محبت سے لبریز لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔

وہ ایکدم سرد مہری سے اسکے ہاتھ ہٹاتے ہوئے فون اٹھا کر پلٹی

" چلو ، میٹنگ لیٹ ہورہی ہے "

"کیسی میٹنگ! آج کوئی میٹنگ نہیں ہے "

"کیا مطلب ؟ "

وہ چونکی

" میں نے جھوٹ کہا تھا ، ہم ڈنر پر جارہے ہیں "

اب کی بار اسکے تاثرات سے حظ اٹھاتا ہوا مسکرا کر بولا۔۔عینا کا دل کیا اسکا سر پھوڑ دے۔۔

"مکار ، فریبی "

وہ اسکی بڑبڑاہٹ سن کر کھل کر ہنس دیا۔۔۔

سرینہ رات ہی ڈسچارج ہوکر گھر آگئی تھی۔۔

مائشہ کو بڑے سے سوٹ کیس کے ساتھ اپنے دروازے پر دیکھ کر حیران ہونے لگی۔۔

لاکھ چاہتے ہوئے بھی وہ اس سے پوچھ نہیں سکی !!

" اب کیا ایسے ہی گھورتی رہو گی یاں راستے سے ہٹو گی بھی ، کیا آپی مجھے لگتا آپ کے دماغ پر چوٹ لگی ہے ! "

اس کا دھیان خود سے ہٹانے کے لئے خوشگوار موڈ میں کہتی کیس دھکیل کر اندر آگئی۔۔

" وردان نہیں آیا ؟ "

سرینہ نے دروازے سے باہر جھانکتے ہوئے پوچھا

" کم آن آپی ، کیا میں کافی نہیں ہوں ! "

" ایسی بات نہیں ہے میں نے سوچا شاید تم اس کے ساتھ آئی ہو "

" نہیں میں ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوں ، وہ کچھ مصروف تھا ! "

اس نے نظریں چرا کر کہا۔۔زندگی میں پہلی بار اپنی بڑی بہن سے جھوٹ کہہ رہی تھی۔۔جس کے جھوٹ ہمیشہ پکڑتی آئی تھی۔۔آج خود پکڑے جانے کا خوف لاحق تھا۔۔

" خاصی تیاری کے ساتھ آئی ہو ، لگتا ہے یہیں رہنے کا ارادہ ہے ! "

سرینہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔۔

" اگر کہتی ہیں تو ابھی چلی جاتی ہوں "

وہ برا مناتے ہوئے اٹھی۔۔سرینہ لپک کر اسکی کلائی پکڑ کر واپس بٹھایا۔۔

" مزاق کررہی ہوں بد تمیز !! اچھا بتائو کچھ کھائو گی ؟ "

" کچھ بھی نہیں ، فلحال آرام کروں گی ، اسکے بعد کچھ سوچوں گی ! "

کہتے ہوئے اپنے کمرے میں جانے لگی۔۔

" جیسے تم بہتر سمجھو ، مجھے میکال کے اسکول سے کال آئی تھی میں وہیں جارہی ہوں ، تمہیں بھوک لگے تو فریج میں کھانا رکھا ہے ، گرم کرکے کھا لینا ! "

وہ کہتے ہوئے کمرے سے بیگ لیکر پلٹی۔۔

" اللہ حافظ !"

اسکے جاتے ہی اس نے طویل سانس کھینچی۔۔جیسے پل صراط پار کرلیا ہو۔۔تنہائی پاتے ہی اسکی آنکھیں پھر سے بھیگنے لگیں۔۔

"و۔۔۔وردان ، اٹھو ! "

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اسکا شانہ ہلایا۔۔جس کے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔۔۔وہ بے سدھ لیٹا رہا۔۔۔

وہ یکدم ڈر کر پیچھے ہوئی۔۔

" نہیں ، نہیں ، نہیں !! خواب دیکھ رہی ہوں میں ! ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم اس وقت یہاں نہیں ہو سکتے "

وہ دیوانوں کی طرح اپنا چہرہ زوروں سے تھپتھپانے لگی۔۔۔پھر اطراف میں دیکھا۔۔دور تک کسی بشر کا نام و نشان نہیں تھا۔۔ہر گھپ اندھیرے اور سناٹے کا راج تھا۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔دماغ مائوف ہوچکا تھا

" شششش۔۔شازم۔۔شازم کو فون کرتی ہوں "

اس نے گرا ہوا بیگ اٹھایا اور شازم کو فون کرنے لگی مگر نمبر بند جا رہا تھا۔۔

"خدا کے لئے فون اٹھائو شازم "

اس نے روتے ہوئے فریاد کی۔۔۔پھر فون رکھ کر وردان کی طرف دوڑی وہ یونہی لیٹا رہا۔۔پھر ایمبولینس کو کال کرنے لگی۔۔۔کچھ ہی دیر میں ایمبولینس وہاں پہنچ چکی تھی۔۔وہ لوگ اس بے سدھ پڑے نوجوان کو اسٹریچر پر ڈال کر لے جارہے تھے۔۔وہ دم سادھے کھڑی تھی۔۔

جیسے پتھر کی مورت ہو۔۔۔

پھر جیسے ہوش میں آتے ہوئے حویلی کی طرف چل پڑی۔۔

" بی بی جی آپ کہاں رہ گئی تھی ، مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا ، رات دیکھیں کتنی ہوگئی ہے "

سکینہ اسے آتے دیکھ کر دوڑتے ہوئے فکرمندی سے پوچھنے لگی۔۔۔وہ سیدھا چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی۔۔

"بی بی جی , کیا ہوا؟ "

سکینہ نے دوبارہ پوچھا۔۔اسی لمحے اسکا فون بجنے لگا۔۔

سکینہ جیسے ہی فون کی بڑھی۔۔وہ چلا اٹھی

"فون کو ہاتھ مت لگانا ، فون کو مت اٹھانا "

وہ یکدم گھبرا گئی۔۔۔

"پلیز ، فون مت اٹھانا ، میں کوئی بری خبر نہیں سننا چاہتی ، پلیز پلیز پلیز"

وہ روتے ہوئے فریاد کرنے لگی۔۔سکینہ ہکی بکی رہ گئی اسکی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

" ف۔۔فون لے جائو ، اٹھانا مت ، اسے کہیں دور پھینک دو ، میں بری خبر نہیں سننا چاہتی ، وہ بلکل ٹھیک ہوگا ، اسے کچھ نہیں ہوا ہوگا "

وہ بیڈ کی دوسری طرف سمٹ کر بیٹھ گئی۔۔اور خوف سے سر گھٹنوں پر ٹکا لیا۔۔۔سکینہ اسکی حالت سے گھبرا کر دروازہ بند کرکے وہاں سے چلی گئی۔۔حالانکہ اسے بہت اہم بتانی تھی

" مس سرینہ آپ کا بیٹا بہت دنوں سے بہت عجیب حرکتیں کررہا ہے ؟ میرے خیال سے وہ آپ کو مس کررہا ہے آپ اسے گھر لے جائیں چند دن ! "

" ایسے کیسے گھر لے جائوں ؟ آپ مجھے پوری بات بتایئے کہ ہوا کیا ہے ؟ "

اس نے میڈم کے لہجے کا کھنچاؤ محسوس کرتے ہوئے کہا۔۔۔

" آپ کے بیٹے نے اپنی کلاس ٹیچر کو سیڑھیوں سے دھکا دے دیا تھا، وہ تو شکر ہے وہ بچ گئیں ، بڑا نقصان نہیں ہوا "

" واٹ ؟ "

بے ساختہ اسکے منہ سے ادا ہوا۔۔

" جی ہاں ، مجھے لگتا ہے آپ کو اپنے پروفیشن میں اتنا انوالو نہیں ہونا چاہیئے کہ بیٹے کو ٹائم ہی نہ دے پائیں۔۔میری مانیں تو آپ اسے چند دن گھر لے جائیں "

"ہاں شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں ! میں میکال کی اس حرکت کی معذرت کرتی ہوں، آپ جانتی ہیں وہ کس طبیعت کا بچہ ہے پتا نہیں اس نے یہ حرکت کیوں کی "

اسکے دماغ میں ٹھیسیں اٹھنے لگی تھی۔۔کرسی سے اٹھتے ہوئی وہ الجھی الجھی سی آفس سے نکلی

میکال کبھی اس قسم کی حرکت نہیں کر سکتا اسکی توجہ پانے کی خاطر ؟ یہ بے حد عجیب بات تھی اور ناقابل یقین بھی۔۔

وہ سوچتے ہوئے اسکے روم تک پہنچی۔۔

" میکال بیٹا ؟ "

اس کی پکار پر وہ بے حد عجیب نظروں سے دیکھ کر پلٹ گیا۔۔

" چلو بیٹا ماما آپ کو لینے آئی ہیں ؟ "

" مجھے نہیں جانا "

وہ اسے گھورتا ہوا بولا

" میری جان ، میں جانتی ہوں آپ مجھ سے ناراض ہو مگر آپ کو ٹیچر کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیئے ، بہت غلط حرکت کی آپ نے ! "

" میں نے کچھ نہیں کیا "

وہ چیخ کر بولا۔۔

سرینہ ایکدم گھبرا کر سہمی۔۔وہ بے حد عجیب نظر آرہا تھا۔۔پھر سر جھٹک کر بیگ اٹھایا اور اسے نظر انداز کرتا ہوا باہر نکل گیا۔۔راستے میں اس نے پچکارنے کی بہت کوشش کی۔۔اسے آئس کریم بھی آفر کی مگر وہ نہیں مانا۔۔پرسوں رات اسکا ایکسیڈنٹ اور اب میکال کا عجیب رویہ اسکی سمجھ سے بلکل باہر تھا۔۔

مائشہ بھی چپ چپ سی تھی۔۔کچھ اسکی طبیعت مضمحل سی تھی۔۔اس لئے وہ رات جلدی سو گئی۔۔

آج آفس سے خاصی لیٹ ہوچکی تھی۔۔جب سے مائشہ کی شادی ہوئی تھی۔۔وہ گھر جانے کے معاملے میں لا پرواہ سی ہوگئی تھی۔۔جب وہ آفس سے نکلی تو بارش شروع ہوچکی تھی۔۔

" سرینہ ؟ "

تیزی سے سڑک کے کنارے چلتے ہوئے اسکے قدم تھمے تھے۔۔کسی نے اسے پکارا۔۔اسے اندازہ نہیں تھا کہ پکارنے والا دشمن جاں ہو گا۔۔جسے دیکھ کر وہ منجمند ہو گئی۔۔۔

سڑک کے اس پار جیپ کے قریب بارش سے نیاز کھڑا کب سے اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔

" میں تمہیں ڈراپ کر دوں ؟ "

سعیر اسکے قریب آکر پوچھنے لگا۔۔اسکے ہاتھ میں چھتری تھی۔۔جسے وہ اسکے سر پر کیئے بارش سے بچانے لگا۔۔۔

وہ ہنوز اسی پوزیشن میں کھڑی بغور اسے دیکھتی رہی پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

" میں اجنبیوں سے لفٹ نہیں لیتی ! "

" ہم اجنبی تو نہیں ، بلکے تم مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتی ہو ! "

وہ ہلکے پھلکے انداز سے بولا۔۔سن کر سرینہ سر تا پا سلگ گئی

" وہ وقت گزر چکا ہے ، جب مجھے گماں تھا کہ میں تمہیں جانتی ہوں "

وہ کہہ کر تیز تیز چلنے لگی۔۔وہ سرعت سے اسکے ہمقدم ہوا۔۔

" سرینہ رکو ، اتنی ٹھنڈ میں مت بھیگو گی تو بیمار پڑ جائو گی ، تمہیں سردی لگ جائے گی "

وہ چلتے رک کر پلٹی تو اس کے لبوں پر تنزیہ مسکراہٹ تھی

" ہونہہ ، تمہارے بغیر اتنے موسم گزر چکے ہیں کہ اب تو حساب بھی رکھنا چھوڑ دیا میں نے ، تب بھی بارشیں ہوئی ، تب بھی میں بھیگی ، بیمار ہوئی پھر سنبھل گئی ، تب کہاں تھے تم سعیر سلطان ؟

تعجب ہے تمہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا ؟ کہاں گئی تمہاری وہ سچی محبت ، ساتھ رہنے کے قسمے وعدے !!! "

دل کا درد زبان پر آ ہی گیا بلاخر۔۔وہ قدم قدم چلتی اسکے روبرو آکر سراپا سوال بنی کھڑی تھی۔۔ سعیر کے لئے اپنے قدموں کھڑا رہنا مشکل ہوگیا۔۔

" جھوٹ تھا سب ، تمہاری ایک ایک بات جھوٹ تھی سعیر سلطان ، جب تم اپنی دوسری بیوی اپنی آغوش میں مست مگن تھے تب انہی سڑکوں پر گرتے پڑتے میں نے زندگی میں دوبارہ چلنا سیکھا ہے ، میں اب ان موسموں سے خوفزدہ نہیں ہوتی ! "

کہتے ہوئے درشتی سے سعیر کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔

چھتری اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر تیز ہوا میں کہیں دور چلی گئی۔۔وہ بے بسی سے لب کچلنے لگا۔۔۔اپنے آپ میں مجرم سا بنا کھڑا رہا۔۔

اسکا بے حد سرخ چہرہ پلکوں پر اٹکے آنسو ستم کی داستان سنا رہے جو اسکے ہسفر نے ڈھایا تھا۔۔وہ بارش میں بھی آنسوئوں کی پہچان کر سکتا تھا۔۔۔بال لٹھوں کی صورت اسکے رخساروں سے چپک گئے تھے ۔۔سیاہ ٹاپ اور جینز میں ملبوس غیر معمولی سنجیدگی کے بعث حسین لگ رہی تھی۔۔وہ بے چینی سے آگے بڑھا

" میں اپنی ہر خطا کی معافی مانگتا ہوں تم سے "

" تم اعتراف کرنے آئے ہو ؟ یقین نہیں آرہا مجھے ؟ کچھ دن پہلے تم مجھ سے ڈائیورس کا مطالبہ کررہے تھے ، اس سے پہلے تمہیں اپنا بیٹا چاہیئے تھا۔۔اور اب معافی ! کس قدر فریبی اور دھوکے باز انسان ہو تم ، تم پر اک لمحہ بھی یقین نہیں کروں گی میں "

وہ بے تحاشا آنسوئوں کے بیچ نفی میں سر ہلا کر پلٹی۔۔

سعیر نے سرعت سے اسے تھام کر روکا۔۔

" سرینہ پلیز میرا یقین کرو ، میں تمہیں اس دوری کا زمہ دار ٹھہرا رہا تھا۔۔اس وقت حقیقت سے واقف نہیں تھا ، اگر مجھے پتا ہوتا تو پہلی فرست میں سب کو چھوڑ کر تمہارے پاس آجاتا "

اسکے لہجے کی سچائی آنکھوں چھلک رہی تھی مگر سرینہ کی بدگمانیاں بھی کم نہیں تھی۔۔

" اچھا ، زرا مجھے بھی تو پتا چلے تم کس حقیقت سے واقف نہیں تھے ؟ "

وہ خود کو کمپوز کرتے ہوئے گہرے تنز سے پوچھنے لگی۔۔

" یہی کہ تمہارے پیرنٹس کو سب کچھ بتانے والی نیناں تھی ، اس نے یہ سب مجھ سے شادی کرنے کے لئے کیا "

" کیا ؟ "

اسے شاکڈ لگا تھا۔۔وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے گھر والوں کو کسی کے زریعے علم ہوا۔۔

" اس وقت اماں نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا کہ تم پیسوں کی لالچ میں مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی ، بخدا مجھے کچھ بھی یاد نہیں تھا سرینہ ، نہ تم ، نہ ہماری محبت ، نہ ہمارا بیٹا ، ایک کھوکھلی اور بے مقصد

زندگی جی رہا تھا۔۔تمہاری کمی مجھے ہمیشہ محسوس ہوتی رہی لیکن میں سمجھ نہیں سکا ، نہ ہی تمہارے جانے کے بعد اس خلا کو پُر کر سکا ! "

اسکا لہجہ نمناک ہونے لگا۔۔سرینہ انہماک سے سن رہی تھی اسے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا۔۔

" مجھے رتی برابر تم پر یقین نہیں رہا ، خیر اب ان سب باتوں کا کوئی فائدہ نہیں میں ڈائیوورس فائل کر چکی ہوں ! "

" مجھے اپنی غلطی سدھارنے کا موقع تو دو سرینہ ! "

وہ اسکی بے بسی کا اندازہ نہیں کر سکتی تھی۔۔

" غلطی نہیں ظلم کیا ہے تم نے ہم پر ، ہمارے بیٹے پر ! اتنے سال ، دن ، اور لمحے تمہارے بغیر گزارے ہیں تم چاہو بھی تو اسکا حساب نہیں دے سکتے کیونکہ اب بہت دیر ہوچکی ہے ! "

اس نے کٹھور پن سے کہا۔۔

" میری بے بسی کو سمجھو ، اس عورت نے مجھ پر جانے کیا جادو کر دیا تھا ، میں اپنے بس میں نہیں رہا ، مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔۔خدا کے لئے یقین کرو میرا ! "

پسماندگی سے سر کے بال مٹھیوں میں جکڑ لئے۔۔

سرینہ ایک دو لمحے اس گھورتے رہنے کے بعد بولی

" تم مرد کتنے چالباز اور بے حس ہوتے ہو نا ! جب بات تم پر آئی تو تم نے اپنی غلطی ماننے کے بجائے سارا الزم اپنی بیوی پر ڈال دیا۔۔!!"

کینہ ور نظروں سے گھورتے ہوئے ناپسندیدگی سے کہنے لگی۔۔

وہ مسلسل اسکی تزلیل کررہی تھی۔۔

سعیر ضبط نہیں کر سکا وہ طیش میں آکر اسے جکڑتے ہوئے بولا۔۔

" تمہیں ایسے یقین نہیں آئے گا ، تم چلو میرے ساتھ اپنے کانوں سے سن لینا۔۔۔!!!"

" چھوڑو مجھے ، کہیں نہیں جانا تمہارے ساتھ "

اس نے خود کو آہنی گرفت سے آزاد کروایا۔۔

" بہت پچھتائو گی تم سرینہ ! "

وہ دکھی دل سے کہنے لگا۔۔

تو اس سے مزید برداشت نہیں ہو سکا۔۔

" ہاں پچھتا رہی ہوں میں ، تم سے محبت کرکے ، تم سے شادی کرکے ، تمہارے بیٹے کو جنم دے کر پچھتا ہی تو رہی ہو ، تمہارے بعد لوگوں نے بد کردار ٹھہرایا ، میرے بیٹے پر ناجائز ہونے کی تہمتیں لگائیں ، میں سب سہہ لیا صرف تمہاری محبت کی خاطر ، اس آس میں کہ تم میرے پاس واپس آجائو گے ، اور اتنے سالوں بعد تم مجھے نئ نئ کہانیاں سنا رہے ہو ، پہلے میری محبت میں دیوانے ہوگئے تھے تم ، اب کسی دوسری عورت کے جادو کا شکار ہو ، اگلی باری کس کی ہے ، "

" سرینہ !!! "

وہ دھاڑا۔۔مزید تزلیل برداشت نہیں کر سکا۔۔۔

" چلائو مت ، میں تمہاری کسی بھی چال میں آنے والی نہیں ہوں ، اگر تمہیں لگتا ہے کہ اپنی ان دلیلوں سے تم مجھے قائل کرلوگے تو یہ تمہاری بھول ہے ، میں کسی صورت اپنا بیٹا تمہیں نہیں دوں گی۔۔کوٹ میں ملتے ہیں "

وہ مضبوط لہجے میں کہتی ہوئی اپنے راستے پر پلٹ گئی۔۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس سے بہت دور چلی گئی ۔۔وہ شکست خوردہ قدموں میں گھسیٹا ہوا گاڑی کی بونٹ سے لگ گیا۔۔

پرپل ایمبرائڈ سوٹ میں ملبوس بالوں کی اونچی پونی مقید کیئے۔۔ کِھلی کِھلی سی رنگت ، مسکراہٹ سرخ ہونٹوں پر کھیل رہی تھی۔۔

وہ آنکھوں کے رستے اسے دل میں اتارتا رہا۔۔

آج کئی دنوں بعد وہ اتنی خوش دکھائی دیتی تھی۔۔

" تمہیں زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا ؟ "

بلاتکلف کہتی اسکے برابر والی سیٹ پر آ بیٹھی۔۔

وہ پھر سے اپنے خول میں سمٹ گیا۔۔سردمہری کا لبادا اوڑھ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔وہ اسے جان بوجھ کر نظر انداز کررہا تھا۔۔

" تم جان بوجھ کر میرے ساتھ ایسا کررہے ہو نا ؟ اگر اتنی ہی ناپسند ہوں میں تو میرے گھر رشتہ کیوں بھجوایا تھا ، بابا کو ڈائیورس پر کنویسن کیوں کیا تھا آخر ؟ میں جواب جاننا چاہتی ہوں ؟ "

وہ تڑخ کر پوچھنے لگی۔۔

" ہونہہ خوش فہمی تو دیکھو محترمہ کی !! "

وہ گہرا تنز کرتے ہوئے ہنسا۔۔آبش سر تا پا سلگ گئی۔۔

" ادھر میری طرف دیکھ کر کہو ، زرا میں بھی تو سنو ؟ "

اسکے سفاکیت سے بھرپور چہرے کو دبوچ کر اپنی جانب موڑا۔۔

اسکے وجود میں مقناطیسی رو دوڑ گئی ، اسنے ایکدم سے بریک لگائی۔۔

" ہاتھ مت لگانا ، دوبارہ مجھے ، ورنہ بہت برا پیش آئوں گا"

حسین نے غضبناک نظروں سے گھورتے ہوئے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔

اہانت کے احساس سے اسکی آنکھیں سلگنے لگیں۔۔وہ رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔۔

پھر سارے رستے اس نے حسین کی شکل تک نہیں دیکھی۔۔شاپنگ مکمل ہونے کے بعد وہ اسے گھر لے گیا تھا۔۔

جہاں سے اماں کے ساتھ واپس گائوں آ گئی تھی۔۔

شادی کی تیاریاں تقریبا مکمل ہونے والی تھی۔۔

پرسوں اسکی مہندی تھی۔۔وہ اپنی سہیلیوں کو بہت مس کررہی تھی اس پر حسین کا درشت انداز اسے مزید نڈھال کررہا تھا۔۔

وہ بہت خوش تھا۔۔بظاہر اسے سزا دینا چاہتا تھا۔۔

آبش نے اسکی محبت سے انکاری ہوکر محبت کی توہین کی تھی اتنی سزا تو ملنی ہی چاہیئے تھی۔۔

آج کئی دنوں بعد اسے خوش دیکھ کر سرشار سا ہوگیا تھا۔۔

' تم کیا جانو ، آنکھیں تمہارا طواف کرنا چاہتی ہیں ، ہمہ وقت تمہیں دیکھنے کی طلبگار رہتی ہیں ، میں اپنی شدتوں کو کیسے قابو کرکے رکھتا ہوں یہ میں ہی جانتا ہوں ، یا میرا خدا۔بس اب اس دن کا انتظار ہے جب تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میری ہوجائو گی آبش '

اسکی آنکھوں میں خمار سا رقص کرنے لگا۔۔خیالوں میں اس سے باتیں کرتے کرتے کب اسکی آنکھ لگ گئی پتا ہی نہیں چلا

وہ سونے کی تیاری کررہی تھی۔۔کہ دروازے پر دستک ہوئی۔۔

نیناں کو دیکھ کر وہ تھوڑا پریشان ہوئی تھی۔۔

" بی بی جی کوئی کام تھا ؟ "

" بہت شوق ہے تجھے خدمت خلق کا'

کہتے ہوئے اس نے اندر آکر دروازہ بند کردیا۔۔

" ک۔۔کیا مطلب بی بی جی ؟؟ "

وہ گھبرا کر دور ہٹ کی

" نمک حرام ، اتنے سالوں سے تم میرے دیئے ہوئے ٹکڑوں پر پل رہی ہو ،اور مجھی کو دھوکہ دے رہی ہو ہاں؟؟؟ "

" م۔میں نے کچھ نہیں کیا بی بی جی ، خدا کی قسم کسی کو ایک لفظ نہیں کہا آپ کے بارے میں "

وہ روتے ہوئے صفائیاں دینے لگی

" بکو مت ، سکینہ نے مجھے سب بتا دیا ہے ،تم نے عینا کو بتایا کہ میں کالا جادو کرتی ہوں ، بہت زبان چلنے لگی ہے تیری ، اب نہ تو تم رہو گی نہ تمہاری وہ بی بی "

اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔۔

نوری مارے خوف کے کچھ کہہ نہ پارہی تھی۔۔الٹے قدموں لڑکھڑا کر بیڈ پر گر گئی۔۔

اس نے سفاکیت کی حدوں کو چھوتے ہوئے تکیہ اٹھایا اور اسکے منہ پر رکھ دیا۔۔

" بی بی جی خدا کے لئے مجھے معاف کردیں ، میں کسی کو نہیں بتائوں گی۔۔آپ کو اللہ کا واسطہ ہے میری جان بخش دیں"

وہ رو رہی تھی۔۔تڑپ رہی۔۔اس کی دبی دبی سی گزارشیاں اسکی سماعتوں تک تو پہنچ رہی تھی مگر وہ جنونی ہوچکی تھی۔۔چند ثانیے بعد یک لخت کمرے میں سناٹا چھا گیا۔۔اسکی گڑگڑاہٹ بھری آوازیں آنا بند ہوگئیں۔۔اسکا ہاتھ بے دم ہوکر پہلو میں آن گرا۔۔۔

اسکے اندھے جنون اور پاگل پن کے پیش نظر اک اور موت ہوچکی تھی۔۔

وہ ایکدم جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹی۔۔اور تکیہ دور پھینکا

" ن۔۔نوری "

نوری کے بے حس و حرکت وجود میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔۔

اسکی آنکھیں مارے وحشت کے پوری کی پوری کھل گئی۔۔

"یہ میں نے کیا کردیا "

وہ سانس درست کرتی اسکے کمرے سے نکل کر دروازہ مقفل کرنے لگی۔۔۔جب وہ اسکے کمرے سے نکل کر حویلی واپس جارہی تھی تبھی سائرس کی جیپ پارکنگ میں آرکی۔۔

وہ دونوں ڈنر سے لوٹے تھے۔۔

میکال آج گھر پر تھا۔۔سرینہ سے اس شرط پر صلح ہوچکی تھی کہ دو دن آفس سے آف لے کر اسکے ساتھ گزارے گی۔۔

وہ بالوں کو دو چار بل دے کر جوڑا بناتے ہوئے ڈائننگ ٹیبل کے برتن سنک میں جمع کر رہی تھی۔۔

میکال اسکے سامنے ہی صوفے پر براجمان کارٹون دیکھنے میں محو تھا۔۔مائشہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی

۔۔۔

دروازہ پر بیل ہوئی تو وہ تیزی سے ہاتھ چلانے لگی۔۔اور دروازے تک گئی۔۔اسکی توقع کے برعکس سعیر سلطان چوکھٹ پر کھڑا تھا۔۔

اس نے ایک سرد سے سانس بھری

" اپنے بیٹے سے مل سکتا ہوں؟ "

سعیر نے گویا عاجزانہ منت کی تھی۔۔جسکی سرخ آنکھیں رت جگے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔بال پیشانی پر بکھرے ہوئے ، قدرے بڑھی ہوئی شیو ، اسکی بکھری بکھری سی حالت دیکھ کر الجھ سی گئی۔۔

کیا اس نے ساری رات اسکے گھر کے باہر گزاری تھی ؟؟؟

گزشتہ تکرار کے بعد وہ اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اس نے بعد مشکل سے اپنے جذباتوں کو قابو کیا تھا۔۔

" پلیز "

اس تنے نقوش دیکھ کر وہ ہولے سے گزارش کرنے لگا۔۔

نہ جانے کیا جادو تھا اس شخص کی شخصیت میں۔۔اسے بے بس کر دیتا تھا۔۔

اسکا سر بے ساختہ اثبات میں ہلا۔۔

اسکی اجازت ملتے ہی اسکی نگاہ جیسے میکال پر پڑی وہ تیزی سے اس سے لپٹ گیا۔۔

کیا اس شخص کی زندگی واقعی اتنی پریشانی سے دوچار

رہی ہوگی جتنا اس نے کہا تھا ؟؟

وہ مضمحل سی گردن مسلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔

" مما یہ کون ہیں ؟ "

میکال اسکی شدت جذباتیت سے گھبرا کر پوچھنے لگا۔۔دونوں کی نگاہیں پل بھر کے لئے ملیں۔۔سعیر کی آنکھوں میں اک موہوم سا بھرم تھا۔۔جسے چاہتے ہوئے بھی توڑ نہ سکی

" تمہارے بابا ! "

سرینہ نے خود کو کہتے ہوئے سنا۔۔

" بابا ؟ کیا سچ میں ؟ "

وہ حیرانگی سے بولا۔۔اسکے چہرے سے چھلکتی معصوم مسکراہٹ سرینہ کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔

وہ فوراً سعیر سے لپٹ گیا۔۔باپ بیٹے کا ملن دیکھ کر اسکی آنکھیں چھلک گئیں۔۔وہ تیزی سے رخ موڑ گئیں۔۔

" بابا آپ کہاں تھے ؟ میں بہت مس کرتا ہوں آپ کو ، ماما بھی کچھ نہیں بتاتی آپ کے بارے میں "

وہ اسکے ساتھ لگا شکوہ کرنے لگا۔۔جسکا جواب سعیر کے پاس بھی نہیں تھا۔۔

سرینہ برداشت نہیں کر سکی۔۔اور کہنے لگی۔۔

" میکال چلو جائو اپنے کمرے میں ، تنگ مت کرو انہیں واپس جانا ! "

" مگر ماما بابا ابھی تو آئے ہیں، بابا آج یہیں رک جائیں ناں؟ "

وہ ضد کرنے لگا۔۔

" میکال میں نے کیا کہا سنا نہیں ، جائو اپنے کمرے میں "

وہ اب پچھتانے لگی تھی۔۔کیوں اس شخص کو متعارف کروایا۔۔

میکال منہ بسورتا ہوا غصے سے وہاں سے ہٹ گیا۔۔تو سرینہ اسکی پاس آئی۔۔

" کیا چاہتے ہو تم ؟ کیوں آجاتے ہو بار بار ؟ "

اسکی آنکھوں میں جھلملاتے آنسو دیکھ کر نظروں کا محور بدل لیا۔۔

" میں تم لوگوں سے دور نہیں رہ سکتا ! "

اس نے ہولے سے جواب دیا۔۔

" کاش تمہیں یہ احساس پہلے ہوجاتا ، مگر اب بہت دیر ہوچکی ہے ہم نے تمہارے بغیر رہنا سیکھ لیا ہے سعیر "

وہ آنسو اپنے اندر اتارتی ہوئی بولی۔۔

" اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے سرینہ ، مجھے بس ایک موقع تو دو ، میں سب ٹھیک کردوں گا ، ویسے بھی میں اب اس عورت کو برداشت نہیں کر سکتا جس نے تمہارے وہ سب کیا ، میں اسے طلاق دینے والا ہوں ! "

وہ دنگ رہ گئی۔۔کتنی آسانی سے کہہ گیا تھا۔۔کیا اسکے لئے طلاق دینا اتنا آسان تھا ؟؟

" تم اب دوسری بیوی کو طلاق دو یا تیسری سے شادی کرو ، مجھے اب کوئی فرق نہیں پڑتا ، ویسے بھی جیسے مردوں کو اور آتا ہی کیا ہے "

اس نے اجنبی لہجے میں کہا سن کر وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

" میں جانتا ہوں تم اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو ، مجھ سے طلاق لے کر تم خوش نہیں رہ سکو گی ، پلیز اپنے ساتھ ساتھ مجھ پر بھی یہ ظلم مت کرو ، حالات ایسے بہت سے ستم ڈھا چکا ، ہمارے بیٹے کے بارے میں سوچو ، اسے ہماری ضرورت ہے ! میری اپنی ہر خطا کا اذالہ کرنے کو تیار ہوں ، صرف اک بار مجھ پر بھروسہ کرکے ہاں تو کرکے دیکھو ، اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔۔کہیں یہ دوریاں اتنی طویل نہ ہوجائیں کہ فاصلہ سمیٹتے سمیٹتے زندگی سے ہار جائیں ! "

وہ یقین دلانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔۔مگر ضبط کا دامن ہاتھ سے سرکتا جارہا تھا۔۔اسکا شدت بھرا لہجہ اسکے دل کی دنیا تہہ و بالا کرگیا۔۔

" تمہاری بے وفائی کو بھلانا بہت مشکل ہے ، میں اتنا سب سہنے کے بعد تمہیں معاف نہیں کر سکتی ، میرے لئے اپنے فیصلے سے پلٹنا بہت مشکل ہے ، پلیز چلے جائو میں نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا ہے "

اسے مکمل سننے کے بعد سرینہ کے لب کپکپائے۔۔جبکے اسکے فیصلے میں دراڑیں پڑ چکی تھی۔۔وہ لڑکھڑاتے قدموں سے واپس مڑی سعیر کا دل چاہا ہر شے برباد کردے۔۔وہ اپنی غفلت میں اتنا کیسے ڈوب گیا کہ اپنے ساتھ اتنی زندگیاں تباہ کر ڈالیں۔۔

رات کے وقت بارش بہت زور و شور سے برس رہی تھی۔۔بالائی منزل کی کھڑکی کے دونوں پٹ کھولے ساکت و جامد کھڑا وجود برستی بوندوں کو دیکھے جارہا تھا۔۔۔

وہ ہانپتی ہوئی وہاں تک پہنچی اور سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔دل ہزاروں وسوسے سر اٹھا رہے تھے بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔ننگے پائوں تھی۔۔روتی بلکتی گرتی پڑتی جب چوکھٹ پر پہنچی تو منظر انتہائی ناقابل یقین تھا۔۔

اس نے لڑکھڑا کر چوکھٹ تھام لی۔۔

پنکھے سے بندھی رسی سے نعش لٹک رہی تھی۔۔جسکی سرد اور بے تاثر نگاہیں اسے خوف میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔۔

" وردان !! "

اسکے لبوں سے بھیانک چیخ نکلی۔۔۔

سارا بدن پسینے سے شرابور ہورہا تھا۔۔وہ گہری گہری سانسیں لینے لگی۔۔

سرینہ اسکی چیخیں سن کر دوڑتی ہوئی آئی تھی۔۔

" کیا ہوا مائشہ ! آر یو آل رائٹ؟؟ "

" وردان ، وردان۔۔مجھے وردان کے پاس جانا ہے آپی "

وہ ہانپتی کانپتی سانسوں کے بیچ التجائیہ گویا ہوئی۔۔

" تم نے برا خواب دیکھ لیا ہو گا ، وقت دیکھو کیا ہورہا ہے ، وہ ہریشان ہوجائے گا "

" آپی پلیز۔۔میرا دل بہت گھبرا رہا ہے "

وہ شدت سے رونے لگی۔۔

" اچھا ، رکو میں اسے کال کرتی ہوں ! "

سرینہ کہتے ہوئے فون ملانے لگی لیکن نمبر بند جارہا تھا اس نے مایوسی سے مائشہ کی جانب دیکھا۔۔

جس کا دل ڈوب ڈوب گیا۔۔

" دیکھا ، آپی میں نے کہا تھا نا کچھ تو ضرور ہوا ہے "

وہ جذبات سے بے قابو ہوکر بیڈ سے اتری۔۔

" مائشہ ٹرائے ٹو انڈر اسٹینڈ میری جان ، رات کا ایک بج رہا ہے ہم اس وقت نہیں جاسکتے باہر ، وہ لوگ ہمیں دیکھ کر پریشان ہوجائیں گے، خدانخواستہ وردان کو کچھ نہیں ہوا ہو گا "

" نہیں نہیں میرا دل نہیں مان رہا آپی فار گاڈ سیک۔۔چلیں ناں "

اسکے آنسو مزید شدت اختیار کرگئے۔۔

اسی لمحے لینڈلائن پر کال موصول ہونے لگی۔۔مائشہ کا دل انہونی کے تحت دھک دھک کرنے لگا۔۔

دوسری جانب شاید کچھ کہا گیا تھا۔۔سرینہ کے ہاتھ لینڈ لائن چھوٹ گیا۔۔

" آ۔۔۔پی۔؟؟؟ کون تھا ؟ "

اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔

" وردان کو گولی لگ گئی ، ہمارے بیچ نہیں رہا "

" نہیںںں "

وہ چیخ مار کر دور ہٹی۔۔

گولی سیدھا اسکے دل پر لگی تھی۔۔اسکے باوجود وہ آدھا گھنٹہ زندگی اور موت سے لڑتا رہا۔۔۔مگر نیناں کے پاگل پن نے اسکی جان لے لی۔۔اگر بروقت ہاسپٹل لے جایا جاتا تو شاید اسکی جان بچ سکتی تھی

۔۔

کتنی عجیب بات تھی جس عورت نے اسے اک نئی زندگی دی تھی ، اسے پھر سے جینا ، ہنسنا سکھایا تھا

۔۔

اُسی عورت نے اسے ابدی نیند سلا دیا تھا۔۔شازم کے گھر اس وقت کہرام مچا ہوا تھا۔۔

لان میں میت پڑی ہوئی تھی۔۔جس کا منہ سفید کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔۔ملائکہ پاگلوں کی طرح رورہی تھی۔۔۔شازم الگ کونے میں کندھے جھکائے بیٹھا تھا۔۔

نیناں چیخ چیخ کر روتے ہوئے بین کررنے لگی۔۔جب مائشہ نے وہاں قدم رکھا تھا۔۔

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس سفید پوش وجود کو دیکھنے لگی۔۔

کفن ہٹتے ہی بے جان چہرہ اسکے سامنے آیا۔۔

اسکی آنکھیں بند تھیں ، جیسے ابھی سویا ہو ، چہرے پر بے تحاشا معصومیت اور سکون تھا۔۔

اس نے کپکاتے ہاتھوں سے اسکے چہرے کو چھونے لگی۔۔

" وردان۔۔پلیز۔۔اٹھو۔۔خدا کے لئے ،دیکھو میں واپس آگئی ہوں۔۔ تمہیں چھوڑ کر نہیں گئی۔۔تم سے ناراض تھی اسکے باوجود تم سے ملنے آئی ہوں پلیز اٹھ جائو وردان "

وہ یونہی پرسکون لیٹا رہا۔اسکی سسکیوں اور شکوئوں سے بے خبر!۔۔

اسے قیامت خیز حقیقت کا یقین کرنا پڑا۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔دل غم کی شدت سے پھٹا جارہا تھا۔۔وردان کی موت کسی قیامت سے کم نہیں تھی۔۔اسکے لئے ناقابل برداشت صدمہ تھا۔۔

پل بھر میں سب کچھ خاک میں مل گیا۔۔اسکی آنے والی خوشیاں ، جس کی اسے امید تھی۔۔ابھی تو کئی بہاریں ساتھ دیکھنی تھی۔۔اس سے پہلے گلشن اجڑ گیا۔۔

عورتیں اسے ہمدردانہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ان کی شادی کو ابھی چند ہفتے ہی گزرے تھے ۔۔کہ یہ قیامت ٹوٹ پڑی ، وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا۔۔

حویلی کے سبھی مکین ان کے دکھ میں شریک تھے۔۔

سعیر سلطان سمیت ،

جو شاکڈ کی کیفیت میں تھا۔۔اس مہینے اس پر دو قیامتیں ٹوٹیں تھی۔۔چوبیس گھنٹے پہلے وہ اپنے قدموں پر چل کر اسکے پاس معافی کی بھیک مانگنے آیا ، کس بے دردی سے اس نے التجا ٹھکرا دی تھی ۔۔

اب کف افسوس ملنے سوا کچھ نہیں رہ گیا تھا۔۔

جنازے کا وقت ہوگیا تھا۔۔

نیناں نفی میں سر ہلاتی وردان سے لپٹ گئی۔۔

" تم اسے نہیں لے جا سکتے ، تم میرے وردان کو مجھ سے دور نہیں لے جا سکتے! "

اسکے قدموں تلے زمین کھسک گئی۔۔سر پر کھڑا آسمان ہلنے لگا۔۔اسکا پورا وجود زلزلوں کی زد میں آگیا تھا۔۔

شازم نے اسے جنازے سے دور ہٹانا چاہا تو وہ بگڑ گئی۔۔اور زور زور سے چلانے لگی۔۔

" نہیں تم اسے نہیں لے جا سکتے ، میں خالہ ہوں اسکی۔۔اسکی ماں کی جگہ پر ہوں میرا بیٹا ہے یہ ، میں نہیں جانے دوں گی اسے۔۔یہ نہیں جائے گا یہ میرا بیٹا ہے ، وردان ، تم منع کردو تم نہیں جائو گے۔۔میری بات مانتے ہو نا تم چلو شابش کہہ دو کہ تم نہیں جارہے ہو "

شازم کو اپنی بہن پر ترس آنے لگا۔۔

" نیناں پلیز "

وہ چاہ کر بھی سختی نہیں برت سکا۔۔ تھی تو اسکی بہن ! وہ چیخ چیخ کر رونے لگی

" وہ مجھ سے ناراض ہے اس لئے نہیں اٹھ رہا ، میں اسے منا لوں گی شازم دیکھنا تم۔۔تمہاری کوئی چال کامیاب نہیں ہوگی" اسکے لہجے میں کرب ہی کرب تھا۔۔بہت پیار اور ممتا بھرے لہجے میں اسکا چہرہ سہلاتی ہوئی گڑگڑانے لگی۔۔

" آنا تمہارے آگے ہاتھ جوڑ رہی ہے دیکھو مان جائو ، ایسی بھی کیا ناراضگی "

اس خوبرو نوجوان پر زرا اثر نہ ہوا۔۔وہ یونہی لیٹا رہا۔۔شازم نے اسے تھام کر الگ کیا۔۔جنازہ اٹھنے لگا۔۔وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔۔اپنے بال نوچنے لگی۔۔آنچل پھاڑ ڈالا۔۔گال پیٹنے لگی۔۔

ملائکہ اسے سنبھالتے سنبھالتے ہلکان ہوچکی تھا۔۔اسکی بھیانک چیخوں سے آسمان لرزنے لگا۔۔

" میں نے تمہیں معاف کیا وردان حیدر ، اللہ تمہارا سفر آسان کرے !! "

نیلوفر آنسوئوں کو روکنے کی ناکام کوشش کررہی تھی۔۔کوئی اسکے دل میں چھپا درد نہ پہچان جائے ۔۔نیناں کی چیخوں سے دہل کر اس نے اپنے کانوں ہر ہاتھ دھر لئے۔۔ان کا حشر دیکھ کر دل ہول رہا تھا وہ برداشت نہیں کر سکی تھی۔۔اس لئے جلد ہی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

بلاشبہ نیناں اس سے بے پناہ محبت کرتی تھی۔۔جبھی وردان کی اک کال پر نیلوفر کو کسی شے کی مانند وردان حیدر کے آگے ڈال دیا تھا ،

اس کا رب بڑا مہربان تھا۔۔تبھی اسکی عزت بچ گئی۔۔وگرنہ نیناں نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ۔۔۔خاندان میں ایسا کون تھا جسے ان کی وجہ سے دکھ نہ پہنچا ہو ، دادا سرکار کی پراسرار موت کے پیچھے ان کا ہاتھ تھا ، سعیر ادا کی زندگی انکی وجہ سے برباد ہوچکی تھی ، اسی کرب سے سائرس ادا گزر رہے تھے۔۔ان کے گناہ تو گنتی میں نہیں آرہے تھے۔۔قدرت نے آج اسکے گناہوں کی سزا اسے دے دی تھی۔۔اسے سب سے پیاری شے چھین لی تھی۔۔

اک تدبیر ہم کرتے ہیں ، اور ایک اللہ کرتا ہے،

کامیاب وہی ہوتی ہے جو اللہ کرتا ہے ، جس نے شیاطین کو قیامت تک کی مہلت دے دی ، کیا اسکی تدبیر مخلوق جان سکتی ہے ؟؟؟

نیناں کی کوئی تدبیریں کام نہیں آئیں۔۔سب اکارت گیا ، سب برباد ہوگیا۔۔وہ خود کو لاکھ طاقت ور سمجھ لیتی ، مگر اب وردان کو واپس نہیں لا سکتی تھی

نوری صبح اپنے کمرے میں مردہ حالت میں پائی گئی تھی۔۔

یہ دیکھ کر حویلی کے سب مکینوں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔۔

عینا پر گویا سکتہ طاری ہوچکا تھا۔۔اسکا رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔۔جیسے جسم کا سارا خون نچڑ گیا ہو۔۔۔ دماغ حالات کی زیرو زبر میں الجھا ہوا تھا۔۔کل تک تو ہنستی ، گاتی ، شور مچاتی اسکا دھیان بٹانے کی کوششیں کررہی تھی آج اچانک !!!

پھر اسے نیناں کے متعلق اپنی گفتگو یاد آئی۔۔اسکا دل گہری کھائی میں ڈوبنے لگا۔۔

" اسی نے مارا ہے نوری کو ، اسی نے مارا ہے "

وہ الٹے قدموں بھاگتی ہوئی نیناں کے کمرے میں گئی۔۔

" چالباز ، مکار عورت "

وہ ہزیانی انداز میں چیختی ہوئی اسکی طرف بڑھی۔۔گلا دبوچ لیا۔۔

" اماں سرکار ، سائرس ، کوئی ہے بچائو مجھے ؟ "

اسکی چیخیں سن کر سب بدحواس ہوکر دوڑے۔۔آکر بیچ بچائو کروانے لگے۔۔نیناں بری طرح ہانپ رہی تھی۔۔

" یہ کیا کررہی تھی تم ؟ پاگل ہوگئی ہو کیا ؟ "

سائرس غصے سے دھاڑا۔۔

" اس عورت کو میں چھوڑوں گی نہیں۔۔قاتل ہے یہ "

" ذہنی مریض بن چکی ہے تمہاری بیوی ، اسکا علاج کروائو"

غصہ کو دباتے ہوئے اپنا حلیہ درست کرتی گہرے تنز سے کہنے لگی۔۔

" بکواس بند کرو۔۔نوری کی قاتل ہو تم میں جانتی ہوں ، اس سے پہلے نانا سرکار کو بھی تمہی نے مارا ہے ! "

وہ چیخ چیخ کر بتانے لگی۔۔تمام نفوس صمم بکمم بنے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔

" یہ کیابک رہی ہو ، سائرس سنبھالو اپنی بیوی کو ، دماغ چل گیا ہے اس کا ! ایک تو مجھ پر غم کا پہاڑ ٹوٹا ہے ، وردان کے جانے سے بہت دکھی ہوں میں ، اوپر سے تمہاری بیوی کیسے بھیانک الزام لگا رہی ہے مجھ پر "

نیناں چلا اٹھی۔۔اس بار اسکا غصہ ، حتی کہ آنسو بھی حقیقی تھے۔۔۔

سائرس ہکا بکا عینا کو دیکھنے لگا۔۔پھر اسکا بازو تھام کر بولا۔۔

" میں جانتا ہوں تم کچھ دنوں سے ویل بی ہیو نہیں کررہی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے چل کر آرام کرو ! "

بے یقینی سے اسکا سر نفی میں ہلنے لگا۔۔

" میں سچ کہہ رہی ہوں ، یہی عورت قاتل ہے "

وہ نفرت سے چلائی۔۔

" کیسی بکواس باتیں کررہی ہو۔۔اس وقت تو میں حویلی میں تھی بھی نہیں ، میں وردان کی وجہ سے شازم کے گھر تھی ، اک ملازمہ کیا مر گئی ، تمہاری بیوی تو پاگل ہی ہوگئی ہے۔۔کچھ بھی کہے چلے جارہی ہے سائرس اسے یہاں سے لے جائو اس سے پہلے میری طبیعت خراب ہو "

اس نے بے بسی اور بیزاری سے سر تھام کر کہا۔۔اسے خاک بھی فرق نہیں پڑتا تھا اب حویلی والے اسکے بارے کیا سوچتے ہیں۔۔۔

اس نے دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازے اندر سے بند کرلیا۔۔

سائرس جی بھر کر شرمندہ ہوا۔۔

" عینا بس بھی کرو۔۔ان کی کنڈیشن کا ہی کچھ خیال کرلو۔۔بے چاری نے ابھی بھانجے کو کھویا ہے ، اور تم ہو کہ"

" سائرس تم سمجھ نہیں رہے ، یہ عورت ایک نمبر کی چال باز ہے ، جادوگرنی ہے یہ ، کافر کہیں کی ، انسان کہلانے کے لائق نہیں ہے۔۔یہ ایسے بچ نہیں سکتی ، اسے حساب دینا ہوگا ! "

وہ غم و غصے کی شدت سے نڈھال ہوکر اسکی طرف بڑھی۔۔

" اسٹاپ اٹ عینا "

سائرس نے آہنی گرفت میں جکڑ کر سفاکی سے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔اور کھینچتا ہوا کمرے میں لے گیا۔۔

" آئندہ تم اس کمرے سے باہر نہیں نکلو گی ، آسان سی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی نا اب تمہارا یہی علاج ہے"

" فار گاڈ سیک میرا یقین کرو وہ اچھی عورت نہیں ہے۔۔میں نے خود اپنی آنکھوں سے اسے راتوں کو باہر جاتے دیکھا ہے۔۔وہ ایک جادو۔۔"

" عینا چپ ہوجائو "

سائرس کا اٹھا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔۔اس نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے روکا تھا۔۔

عینا اسکی جسارت پر خوف سے دور بدکی۔۔آنکھوں میں بے یقینی لئے اسے دیکھنے لگی۔۔

" اگر تم نے اک لفظ اور کہا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔بہت برداشت کرلیا میں نے تمہیں ، میں مانتا ہوں وہ جھگڑالو اور فسادی قسم کی خاتون ہیں مگر تمہارے الزام حد سے زیادہ گھٹیا ہیں "

وہ اسکی آدھی ادھوری بات سن کر طیش میں آگیا تھا۔۔

مارے اہانت کے اسکی رنگت دہکنے لگی۔۔جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا۔۔

" اب تم اس کمرے سے باہر نہیں جاؤ گی جب تک میں نہ کہوں !! "

درشتی سے اسے بیڈ پر دھکیل کر کمرہ بند کرکے جا چکا تھا۔۔

چند دن تو اس نے غنودگی میں ہوش و حواس سے بے نیاز ہوکر گزارے۔۔ہوش آیا تو پاگلوں کی مانند سرینہ سے کہنے لگی

" وردان مجھے چھوڑ کر چلا گیا آپی ، میں اس سے ناراض تھی ، اگر مجھے اس حادثے کا پتہ ہوتا تو کبھی اسے چھوڑ کر نہ آتی !! "

اسکی ناگہانی موت نے ایسی آگ لگادی تھی جو بجھنے میں نہیں آرہی تھی۔۔اس ہنس مکھ ، چنچل سی لڑکی پر غم کے بادل چھائے ہوئے تھے۔۔

وہ نیم غنودگی میں اٹھتے جاگتے" وردان ' وردان " کی مالا جپتی رہتی۔۔۔

آنکھیں بند کرتی تو اس کا بے جان چہرہ سامنے آجاتا ، وہ اپنی باتیں ، ناراضگیاں ، غصہ ، ادھورہ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔جسکے بغیر وہ ادھوری تھی۔۔

علی بھائی ، بھابھی ، ماما وردان کے جنازے پر نہیں پہنچ سکے تھے اگلے دن وہ سبھی مائشہ کے پاس موجود تھے۔۔اماں اسکے بیوگی کے غم میں نڈھال ہورہی تھی۔۔

بھائی اسکی حالت پر الگ پریشان تھے۔۔

خود سرینہ مسلسل دو ہفتے آفس نہیں گئی تھی۔۔میکال آنا کی حالت دیکھ کر بلکل خاموش اور گم سم سا ہوگیا تھا۔۔اسکی عدت ختم ہونے کے بعد تھی۔۔

آج ھادی خصوصی طور پر اس سے ملنے آیا تھا۔۔

جسکی آمد پر اس نے 'وردان' کے علاوہ چند لفظ منہ سے نکالے تھے۔۔وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر جا چکا تھا اسے آفس میں کام تھا۔۔جسکے بعد اسکا کمرہ تھا ، وہ تھی ، اور وردان حیدر کی یادیں تھی

آج دھوم دھام سے ان کا نکاح ہوچکا تھا۔۔

ساری رسومات ادا کرنے کے بعد اسے حسین کے کمرے میں پھولوں سے سجی سیج پر پہنچا دیا گیا تھا۔۔

ثمینہ بیگم ان دونوں پر صدقے واری جارہی تھی۔۔آج دوسری بار ان کی نظر اتاری تھی۔۔

اس نے انکا ہاتھ چوم کر ان کی دعائیں لی تھی۔۔بلاشبہ وہ بھی تو بہت خوش تھا۔۔

آبش کا دل دھڑک دھڑک کر اسے پریشان کررہا تھا۔۔آج سے پہلے وہ ہزار بار اس کمرے میں آئی تھی مگر اب اسکی حیثیت بدل چکی تھی۔۔وہ اسکی محبوبہ سے بیوی بن چکی تھی۔۔قدموں کی آہٹ سن کر وہ سمٹ کر بیٹھ گئی۔۔

حسین نے بغور قیامت خیز سراپے کو نرم نگاہوں سے دیکھا۔۔اسکی شدت بھری نگاہوں سے پگھلتی کچھ اور خود میں سمٹ گئی۔۔

" بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم "

اسکے لہجے میں انتظار کی شدت سمٹ آئی۔۔

دشمن جاں کا ٹھہرا ہوا لہجہ کانوں میں گونجا تو۔۔دل کی دنیا زیر و زبر ہونے لگی۔۔اس نے منہ دکھائی میں نفیس سا پنڈٹ اپنے ہاتھوں سے اسکے گلے میں پہنایا تھا۔۔جسکی خوبصورت اسکی صراحی دار گردن سے لپٹ کر کچھ اور بڑھ گئی تھی۔۔

" چلو ، اب اٹھو اور جائو میرے کمرے سے "

وہ اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔۔جسے سن کر وہ بے یقین نگاہوں سے دیکھنے لگی

" کیا مطلب ؟ کہاں جائوں گی میں اس وقت ؟ "

" جہاں بھی جائو لیکن میرے کمرے سے جائو پلیز ! "

وہ بیڈ پر آرام دہ انداز میں نیم دراز ہوکر بولا۔۔

" بد تمیز ، بے وفا انسان ! "

اسکی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔۔حسین تڑخ کر بولا۔۔

" ایسکیوز می ؟ زرا پھر سے کہنا بے وفا انسان کہا تم نے مجھے؟ لیکن میں نے تو تم سے وفا کے وعدے نہیں کیئے تھے ؟ "

وہ بے نیازی سے کندھے اچکا کر بولا تھا۔۔

آبش کا رنگ مزید سرخ پڑنے۔۔وہ صدمے سے بولی

" حسین۔۔ہم محبت کرتے ہیں ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے "

بے تحاشا چاہت کے احساس اور بے اختیاری، اسے اب تک لپیٹ میں لئے ہوئے تھی۔۔اسکی بھیگتی آواز کا سحر خمار سا طاری کررہا تھا۔۔جو اسے بہکنے کرنے پر مجبور کررہی تھی۔۔خود پر کنٹرول کرتے ہوئے درشتی سے بولا...

" ہم کون؟ "

اسکے لب خود بہ خوب مسکراتے چلے گئے۔۔وہ اسکی چال سمجھ کر تلملا اٹھی

" تم جانتے ہو میں تمہاری بے رخی نہیں سہہ سکتی ، تم نے جان بوجھ کر مجھے اتنا تنگ کیا۔۔بہت برے ہو تم !! "

وہ یک بہ یک مکے رسید کرنے لگی۔۔حسین نے کھل کر مسراتے ہوئے اسکے ہاتھ تھامے۔۔۔

" جتنا تنگ تم نے مجھے کیا ہے اتنا تو میرا بھی حق بنتا تھا "

اور اسے سینے سے لگا کر خود میں بھینچ لیا۔۔

اسکی قربت میں سارے بندھ توڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

نوری اسے زور زبردستی ، بہلا پھسلا کر کھانا کھلا دیا کرتی تھی جبکے اس نے خود زحمت نہیں کی تھی۔۔ آج وہ اسے بے حد یاد آرہی تھی۔۔زندگی کے اس سفر میں اس نے سبھی اپنوں کو کھو دیا تھا۔۔ماما ، بابا ، گرینی ، جب نوری سے اپنائیت کا احساس ہونے لگا۔۔تب وہ بھی اس سے دور چلی گئی۔۔

" میں تمہارے لئے کھانا لائی ہوں ، تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے دیکھو مجھے تمہارا کتنا احساس ہے ، اک تم ہی میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہو پتا نہیں کیوں ؟ کیا بگاڑا ہے آخر میں نے تمہارا ؟ "

اس کے دل میں آتش فشاں جلنے لگا۔۔وہ غصے سے پھٹ پڑی

" بکواس بند کرو اور نکلو میرے کمرے سے ، ورنہ بہت برا ہو گا "

" لیکن مجھ سے برا نہیں ہو سکتا ، یہ بات جان لو تم اور میرے راستے میں مت آئو ورنہ۔۔۔"

اسکا بازو کر چبا چبا کر کہنے لگی۔۔۔وردان کی موت کے بعد وہ اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔۔اسکا شعور ساتھ چھوڑ چکا۔۔وہ بھیانک اژدھے کی سی تصویر پیش کررہی تھی جو سب کو نگلنے کے لئے تیار تھا۔۔

" ورنہ کیا۔۔؟ "

عینا بے باکی سے بولی

" تم جانتی نہیں ہو مجھے "

" جان تو چکی ہوں میں تمہیں بلکے تم سب کو ، بہت ہی گھٹیا اور بے ضمیر انسان ہو تم سب لوگ ، تم نے مارا ہے نا نوری کو ، کیا دشمنی تھی تمہاری اس معصوم سے ؟"

وہ آنسوئوں کو بہنے سے روک نہیں سکی۔۔حواسوں پر ابھی بھی نوری کی موت کا صدمہ طاری تھا۔۔

" دشمنی اس سے نہیں حویلی والوں سے ہے ، اسے میں نے منع بھی کیا تھا کسی کو میرے راز کے بارے میں پتا نہیں چلنا چاہیئے لیکن اس نے تمہیں بتا دیا ، میرے کیا کرائے پر پانی پھیر دیا۔۔اسکے باوجود میں تمہیں کچھ نہیں کہہ رہی اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم میرے سر پر چڑھ کر ناچو ، سمجھی ؟ "

وہ چیخ کر کہنے لگی۔۔

" ایسا بھی کیا کردیا حویلی والوں نے تمہارے ساتھ جو تم ان کی جانی دشمن بن چکی ہو۔۔کچھ تو خدا کا خوف کرو معصوم انسانوں کی جان کے پیچھے کیوں پڑی ہو ؟ "

" معصوم ہونہہ ، واقعی ؟ "

وہ مکرو ہنسی ہنسی۔۔

" تمہارے معصوم نانا میرے باپ ، میری بہن کے قاتل تھے ، نا انصافی کرتے تھے وہ اپنی اولاد کے بیچ ، اور میری چھوڑو کیا تم نہیں جانتی تمہاری ماں کے قاتل بھی وہی ہیں ، اس نے اور سلطان نے مل کر تمہاری ماں کو مارا ہے "

عینا سکتے میں آگئی۔۔

" یہ کیا کہہ رہی ہو تم ؟ "

اسکا لہجہ کپکپانے لگا۔۔

" سچ کہہ رہی ہوں محترمہ ، چاہو تو پوچھ لو گائوں میں کسی سے بھی سب جانتے ہیں ، اور ایک بات یاد رکھو آئندہ میرے معاملات میں ٹانگ مت اڑانا ورنہ نوری کی طرح تمہاری موت کی وجہ تلاشتے رہ جائیں گے لوگ "

اسے دھمکا کر جا چکی تھی۔۔لیکن عینا کے دماغ میں ابھی بھی اسکی باتیں بازگشت کررہی تھی۔۔

اس نے اپنی ماں کے قاتل سے شادی کرلی !!!

وہ تیزی سے نفی میں سر ہلاتی اٹھی اور ممانی کے کمرے میں آگئی۔۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی نماز ادا کررہی تھی۔۔خاموشی سے سسکیاں دباتی ان کے قریب بیٹھ گئی۔۔

وہ سلام پھیر کر فکرمندی سے پوچھنے لگی۔۔

" کیا بات ہے رو کیوں رہی ہو؟ "

" جائے نماز پر بیٹھی ہیں جھوٹ مت بولئے گا کیا آپ کے شوہر میری ماں کے قاتل ہیں ؟ "

اسکی لہجے کی لڑکھڑاہٹ دیکھ کر وہ بے چینی سے گویا ہوا ہوئیں۔۔

" تم سے کس نے کہا یہ؟ "

" کسی نے بھی کہا ؟ آپ سے جو پوچھا ہے اتنا ہی بتائیں ؟ "

اسکی آواز نہ چاہتے ہوئے بھی بلند ہونے لگی۔۔

ممانی سرکار چند ثانیے بغور اسکا چہرہ دیکھتی رہیں۔۔دکھ تو انہیں بھی ہورہا تھا مگر ایک نہ ایک دن تو یہ حقیقت سامنے آنی ہی تھی۔۔

انہوں نے خاموشی سے دعا مانگ کر جائے نماز لپیٹ کر رکھا اور پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھایا۔۔

" ممانی پلیز۔۔خدا کے لئے مجھے بتائیں کس نے مارا انہیں ؟ اور کیوں ؟ "

صبر کا دامن ہاتھ چھوٹنے لگا۔۔وہ مزید دکھ برادشت نہیں کر پارہی تھی۔۔

" شاید قاتل کہنا ہی ٹھیک ہو گا۔۔ہاں تمہارے نانا ، اور ماموں قاتل ہیں تمہاری ماں کے ، میں اول روز سے انہیں سمجھاتی تھی ، مگر وہ نہ مانے ، تمہاری ماں شاہان سے محبت کرتی تھی۔۔انہیں چاہیئے تھا خوشی خوشی اپنی بیٹی کو اسکی محبت کے ساتھ رخصت کردیتے ، لیکن جب تمہاری ماں نے حویلی سے جا کر شاہان سے نکاح کیا تو تمہارے ماموں اور نانا نے اسے انا کا مسلہ بنا لیا۔۔کئی مہینے کی تلاش کے بعد جب تمہاری ماں ان کو ملی تو وہ پریگننٹ تھی۔۔لیکن انہوں نے اس بات کا زرا برابر خیال نہیں کیا ، اسے پورے نو مہینے حبس بے جا میں رکھا۔۔۔

پھر تم پیدا ہوئیں۔۔تو تمہارے نانا نے رفعت کی شاہان سے طلاق دلوادی۔۔تمہاری ماں کی حالت دگرگوں تھی ، تمہارے باپ کو بھی بہت مجبور کیا گیا ، پھر وہ تمہارے چھن جانے کے ڈر سے ملک

چھوڑ کر چلا گیا۔۔اور تمہارے نانا نے زبردستی رفعت کی شادی گائوں کے امیر شخص سے کروادی۔۔ خوش قسمتی سے وہ شخص بہت اچھا تھا تمہاری ماں سے محبت کرتا تھا اسکا خیال بھی رکھتا تھا۔۔لیکن رفعت کو شاہان سے شدید محبت تھی اس نے شادی کر تولی مگر وہ اسے بھلا نہیں سکی۔۔اک بار رفعت کے شوہر نے تمہارے نانا نے شکایت کردی ، اسے شک تھا کہ تمہاری ابھی بھی شاہان سے رابطے میں ہے۔۔تمہارے نانا نے غصے میں اسے حویلی کے طے خانے میں بند کردیا۔۔اسکا کھانا پینا بند کردیا۔۔ اپنے مطابق وہ اسے سبق سکھانا چاہتے تھے لیکن رفعت نے زندگی سے ہار مان کر کنویں میں چھلانگ لگا کر اپنی جان دیدی ، اس دوران تمہاری ایک سوتیلی بہن بھی پیدا ہوئی تھی ، اسکے کچھ ہی عرصے بعد رفعت کا دوسرا شوہر بھی مر گیا ، وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔اسکی ماں پاگل ہوچکی ہے گائوں کی گلیوں میں اپنے کھوئے بیٹے کو ڈھونڈتی رہتی ہے ، بہت امیری کے بعد مفلسی کاٹ رہے ہیں وہ لوگ ۔۔تمہاری سوتیلی بہن بہت کم عمری میں شادی کے بعد بیوہ ہوچکی ہے ، ان کے دکھ تو ابھی تک ختم ہونے کو نہیں آرہے ، تمہارے نانا بہت ظالم تھے انہوں نے صرف اپنا نام اونچا رکھنے کی خاطر کتنی ہی زندگیاں برباد کردیں۔۔بہت کٹھور اور سخت دل انسان تھے"

سن کر عینا کی ہچکیاں بندھنے لگیں۔۔

سعیر نے ٹھیک کہا تھا۔۔اسکی ماما کے کتنے احسان تھے اس پر ، لیکن زندگی نے ان کے ساتھ بہت برا کیا۔۔صالحہ بیگم سے اسکی حالت دیکھی نہیں جارہی تھی انہوں نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگالیا ۔۔ہمدرد کندھا میسر آتے ہیں وہ سسک سسک کر روئی۔۔۔

" آپ جانتی ہیں میری بہن کو ؟ وہ کہاں ہے ؟ کس حال میں ہے ؟"

" ہاں بلکل ، میں اسے جانتی بھی ہوں اور اسکی امداد کی زمہ داری بھی میں نے اٹھائی ہے ، تم فکر مت کرو ، وہ پہلے سے بہت بہتر حالات میں ہیں ، بس یہ مت پوچھنا کہ وہ کہاں ہے ، کیونکہ میں اسے تم سے نہیں ملوا سکتی ، جب حالات بہتر ہوجائیں گے تو میں خود اسے تم نے ملوانے کے لئے لائوں گی "

"ابھی کیوں نہیں ممانی , پلیز میں ابھی اس سے ملنا چاہتی ہوں "

اماں سرکار بے بسی سے اسکی صورت دیکھنے لگیں۔۔پھر اٹھی اور تیزی سے کمرے کا دروازہ بند کرکے اسکی طرف پلٹیں۔۔

" نیناں کبھی ماں نہیں بن سکتی، میں نے سعیر کو ساری حقیقت سے آگاہ کردیا ہے ، لیکن وہ تمہاری بہن پر دبائو ڈال کر اسکی اولاد اینٹھنا چاہتی ہے ، تمہاری بہن کی جان کو بھی خطرہ ہے ، سعیر نے اسے دوسرے شہر منتقل کردیا ہے ، نیناں کو اس بات کا علم نہیں ہے ، تم بھی بھول جائو ساری باتیں ، جب حالات بہتر ہوجائیں گے تو اس سے مل لینا "

" اسکا مطلب, اس دن جو لڑکی حویلی میں دیکھی تھی وہی میری بہن ہے ؟ آ۔آپ اسی کے بارے میں بات کررہی ہیں ؟ "

وہ بے تابی سے کہنے لگی۔۔

"ہاں بلکل ، اب تم کھانا کھائو اور آرام کرو کچھ دیر ، اور نیناں سے بلکل مت الجھنا ، مبادا وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دے "

" جی ممانی "

وہ سرخ ناک رگڑتی ہو وہاں سے اٹھی۔۔

" اور سنو؟ "

" جی ؟ "

" سائرس سے خفا مت ہونا ، اس نے یہ سب لاعلمی میں کیا ، وہ نیناں کی حقیقت نہیں جانتا "

اس نے ایک طویل سانس لے کر بوجھل دل سے اثبات میں سر ہلایا ، ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ سب کچھ پیچھے چھوڑ کر نئے سرے سے خود کو حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کررہی تھی۔۔

زندگی اسی کا نام تھا۔۔

علی بھائی اور بھابھی تقریباً ایک مہینہ یہاں گزار کر واپس جا رہے تھے۔۔۔

ماما مائشہ کی حالت کے پیش نظر یہیں رک گئیں تھی۔۔جانے سے پہلے علی اور شازم کے بیچ وردان کی پراسرار موت کو لے کر کافی بحث ہوئی جو تلخ کلامی تک پہنچ گئی۔۔

" مجھے راہگیر کی اطلاع پر وردان کی موت کی خبر ملی! اسکے علاوہ میں کچھ نہیں جاتا ! "

شازم کا مسلسل یہی کہنا تھا۔۔شاید وہ نہیں چاہتا تھا اسکے خاندان کی مزید بدنامی ہو۔۔علی بھائی پولیس اسٹیشن میں ایف آئی آر کٹوانے پر استفسار کررہے تھے۔۔مگر شازم آمادہ نہ ہوا۔۔جس سے ان کا شک پختہ ہونے لگا۔۔بات بڑھی تو وہ اسکے گھر سے چلے آئے۔۔اب ان سب باتوں کا ویسے بھی کوئی مطلب نہیں تھا۔۔ان کی بہن روگی بن چکی تھی۔۔بحرحال وہ جاتے جاتے ماما کو مائشہ کے پاس چھوڑ گئے تھے۔۔

" اماں کیا ہوا ؟ طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی ؟ "

رات گزرے آفس سے لوٹا تو اماں سرکار کشادہ لان میں ٹہل رہی تھی۔۔

" نوری ہے نا ہماری ملازمہ ؟ اسکی اچانک موت ہوگئی آج صبح "

وہ نمناک لہجے میں دکھی دل سے کہنے لگیں

" اِنّا للّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن اچانک کیا ہوا اسے اماں ! "

وہ شاک سے گویا ہوا۔۔

" اللہ ہی جانے سوچ سوچ کر میرے تو دماغ کی نسیں پھٹی جارہی ہیں ، جب سے نوری کے گھر سے واپس آئی ہوں بہت بے چینی ہورہی ہے ، نیلوفر کو بھی اس بات کا علم نہیں ہوا۔۔پتا نہیں وہ کیسے برادشت کرے گی یہ صدمہ !! یا اللہ رحم کر ہمارے حالات پر "

وہ گم سم سا ان کے پاس بیٹھ گیا۔۔

" تم کیا سوچنے لگے بیٹا؟ بہت پریشان لگ رہے ہو کیا بات ہے ؟ "

" دادا بھی ایسے ہی اچانک چلے گئے ، ایسا لگتا ہے جیسے کہیں گئے ہیں ، واپس آئیں گے اور کہیں گے ءءسعیر ، میرے شیر میں نے تجھے بہت یاد کیا؛ "

اسکی تھکن زدہ آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا۔۔

" یقین تو ہمیں بھی نہیں آرہا بیٹا ، شاید اللہ کی یہی مرضی تھی "

اسکا شانہ تھپتھپاتے ہوئے ڈھارس بندھانے لگی۔۔

" آپ اتنی کمزور کیوں لگ رہی ہیں ؟ اپنا خیال کیوں نہیں رکھتی ؟ "

وہ بغور ان کے مرجھائے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔جو دنوں میں ہی ماند پڑ گیا تھا۔۔

" میں بلکل ٹھیک ہوں میری جان ، بس تمہاری پرواہ ہے ، تمہارا غم کھائے جارہا ہے مجھے ، کچھ قسمت میں کھوٹ تھا۔کچھ ہم نے بھی تمہاری زندگی تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔ورنہ آج میں تمہارے بچوں کو گود میں کھلا رہی ہوتی مگر لگتا ہے یہ میری خواہش ہی رہے گی "

وہ آبدیدہ ہو گئیں

" اماں ایسے نہ کہیں ، آپ تو میرا سب کچھ ہیں۔۔میں آپ سے ناراض نہیں ہوں جو بھی ہوا شاید وہ ایسے ہی ہونا لکھا تھا۔۔اور رہی بات پوتے کی تو آپ بہت جلد اپنے پوتے سے ملنے والی ہیں "

اس نے مسکراتے ہوئے انہیں خوشخبری دی۔۔

" واقعی ؟ "

وہ بے ساختہ ہنسیں

" ہاں اماں! وہ اتنا بڑا ہو گیا ہے کہ مجھے خود بھی یقین نہیں آیا ، بہت پیارا ہے اور ذہین ہے، سرینہ نے بہت اچھی تربیت کی ہے اسکی "

بے ساختگی اور بے پناہ محبت اسکے لہجے میں سمٹ آئی۔۔اماں سرکار بغور اسے دیکھنے لگیں۔۔

" کیا تم نے اس سے بات کی ؟ کیا کہتی ہے وہ ؟ ہمیں معاف تو کردے گی ناں ؟ ہمیں ہمارے پوتے سے دور تو نہیں کردے گی اس نے ہمارے بارے میں تو بتایا ہو گا ! "

وہ ایک ہی سانس میں کہہ گئیں۔۔سعیر نے دکھ بھری نگاہ ان کے شفیق چہرہ پر ڈالی۔۔کتنی حسرت تھی انہیں پوتے سے ملنے کی۔۔ان کی امیدوں کو توڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔مگر !!!

" اماں وہ مجھ سے طلاق چاہتی ہے ! "

وہ دہل کر رہ گئیں۔۔

سعیر ان کی حالت کے پیش نظر کہنے لگا۔۔

" مگر میں اسے طلاق نہیں دوں گا ، میں اسے بہت تکلیف دے چکا ہوں اور نہیں دینا چاہتا۔۔جانتا ہوں مجھ سے بہت محبت کرتی ہے ، اسے معاف کرنا ہی ہو گا مجھے ، دیکھنا آپ وہ مجھے معاف کردے گی ! "

اسکے لہجے میں بھرم تھا۔۔اک موہوم سی امید تھی

" اگر اس نے معاف نہیں کیا تو ، ہم نے بہت زیادتیاں کی ہیں اسکے ساتھ ! "

یہ سن کر اسکا دل معمولی رفتار سے تیز دھڑکنے لگا۔۔

' اگر واقعی اس نے معاف نہیں کیا تو !! '

یہ تصور ہی سوہان روح تھا۔۔وہ سر جھٹک کر خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولا۔۔

" خیر چھوڑیں ، ہمیں اس حویلی سے جانا ہو گا اماں ، میں جانتا ہوں کہ آپ نیناں کی حقیقت سے واقف ہیں ، آپ میری خاطر خاموش رہیں مگر اب بس بہت ہوچکا ، ہم یہ دولت یہ جائیداد، یہ حویلی ، سب اس حاسد کو دے دیں گے اور کہیں دور چلیں جائیں گے۔۔آپ تیاری مکمل کریں ، سائرس اور عینا سے بھی کہہ دیں ! "

" مگر سائرس تو "

وہ کترا کر رک گئیں۔۔

سعیر چونک کر پوچھنے لگا۔۔

" سائرس تو کیا؟ "

" ان دونوں کا جھگڑا ہو گیا تھا نیناں کی وجہ سے "

" سمجھا نہیں میں ؟ "

اس نے بھنویں سکیڑیں

اماں سرکار نے ایک ایک کرکے ساری بات اسکے گوش گزار کر دی۔۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔

" اگر عینا کہہ رہی تھی کہ اس نے نیناں کو دادا کے کمرے سے نکلتے دیکھا ہے تو آپ لوگوں نے کیوں یقین نہیں کیا ؟ "

اس کا دل کیا دیوار میں مار کر سر لہولہان کرلے۔۔

" سائرس کو یقین نہیں تھا اسکی بات کا ، وہ نیناں کی حقیقت نہیں جانتا اسی لئے ان کے درمیان خاصا جھگڑا ہوا اور سائرس نے اسے کمرے میں بند کر دیا "

" افف خدایا ، یہ کیا کیا اس بیوقوف نے وہ فسادی عورت تو یہی چاہتی ہے "

سائرس کی عقل پر ماتم کرنے کو دل چاہا۔۔۔

" اور نیناں کو تو میں چھوڑوں گا نہیں "

وہ طیش میں آکر اٹھنے لگا۔۔

" نہیں ، نہیں ، رک جائو خدا کے لئے ،اسے بھرم میں جینے دو، ہم عام انسان اس ڈائن کا مقابلے نہیں کرسکتے بیٹا ، یاد ہے نا تمہارے دادا نے شاہ صاحب کا زکر کیا تھا۔۔تم ان سے رابطہ کرو ، وہی اس مصیبت سے چھٹکارا پانے میں ہماری مدد کریں گے ، تب تک نیناں سے نہ الجھنا میرے بچے ، مجھ میں تمہیں کھونے کی سکت نہیں ہے ! "

وہ اسکے سامنے گڑگڑانے لگی۔۔سعیر غصے سے ہانپنے لگا۔۔اسکا دل چاہ رہا تھا اس عورت کو بندوق کی گولیوں سے لہولہان کردے۔۔۔

وہ پھر سے کہنے لگیں

" اپنی بیوی اور بچے کا ہی خیال کرلو ، اتنے سالوں بعد ان سے دوبارہ ملے ہو۔۔اس ظالم عورت کے بہکاوے میں نہ آجانا بیٹا ، وہ تمہیں مار ڈالے گی ، کروگے نا میری بات پر عمل ، شاہ صاحب سے جاکر بات کرو ! "

" ٹھیک ہے اماں "

بظاہر خود کو نارمل ظاہر کرتے ہوئے بولا۔۔اماں کے آنسوئوں نے اسے بے بس کردیا تھا۔۔وہ تیزی سے اٹھا اور اسٹڈی میں چلا گیا

آج وہ آفس سے خاصا لیٹ ہو چکا تھا۔۔کام کا برڈن اتنا تھا کہ اسے احساس نہیں ہوا عینا سے فون کرکے اسکی طبیعت کا پوچھ لیتا۔۔جب وہ حویلی پہنچا تو خالی کمرہ منہ چڑا رہا تھا۔۔وہ کسی خیال کے تحت تیزی سے باہر آیا اور ملازمہ سے پوچھنے لگا۔۔

اسے بھی کوئی خبر نہیں تھی۔۔

پھر اماں سرکار کے کمرے میں آکر اس نے سکون کی سانس لی۔۔

" افففف ، شکر ہے خدا کا عینا یہاں ہے ورنہ مجھے لگا "

" تمہیں لگا وہ جا چکی ہے "

وہ سبک روی سے چلتا ہوا بیڈ کی پائنتی کے قریب بیٹھ گیا۔جہاں وہ بستر پر سو رہی تھی۔۔اماں سرکار تسبیح ہاتھ میں لئے مرکزی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔

" تم عینا کے ساتھ اچھا نہیں کررہے سائرس ، کیا یہ تھی تمہاری محبت ؟ اسکی حالت دیکھو ، کیا یہ وہی عینا ہے جسے تم نے پسند کیا تھا ، خدا کے لئے بیٹا لوگوں کی باتوں میں آکر اپنی ازدواجی زندگی کا سکون برباد مت کرو ، اگر چاہو تو عینا کو یہاں سے شہر لے جائو مگر خدارا بچی کی حالت پر رحم کھائو اسے مزید ازیت مت دو "

" آپ مجھے حویلی سے جانے کا کہہ رہی ہیں ؟ "

وہ ٹھٹک کر پوچھنے لگا

" حالات کے پیش تو بہتر یہی ہو گا کہ تم عینا کو یہاں سے لے جائو "

" اماں تو اسے بھی چند باتیں سمجھنا چاہیئے ، اور میں اس سے ناراض ہو کر سکون میں نہیں ہوں ، بلکے اس سے زیادہ ازیت میں ہوں ! "

وہ پھٹ پڑا۔۔

" بس کرو بیٹا۔۔بات کرکے بھی معاملات سلجھائے جا سکتے ہیں تمہیں جارحانہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے تھا ، عینا کی حالت ٹھیک نہیں ہے اسے تمہاری ضرورت ہے ! "

" کیا ہوا اسے اماں ؟ "

اس نے بے تحاشا فکرمندی سے گردن موڑ کر سوئی ہوئی عینا کو دیکھا۔۔

" میں نے اسے اسکی ماں کے بارے میں سب کچھ سچ سچ بتادیا ہے "

" اسکی ضرورت نہیں تھی اماں"

" ضرورت تھی بیٹا ، وقت آگیا ہے کہ اب سب اپنے کرموں کی سزا بھگتیں "

انہوں نے گہری سنجیدگی سے کہا۔۔

سائرس نے تھکن زدہ پیشانی مسلتے ہوئے عینا کے چہرے سے نگاہیں ہٹائیں۔۔

" میں اسے لے جائوں ؟ "

" آج رات عینا کو میرے پاس رہنے دو ، تم جائو شاباش کھانا کھالو۔۔اور سعیر سے بات کرلینا اسے ضروری بات کرنی ہے تم سے "

" ٹھیک ہے اماں "

وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔۔

" ادا آپ نے مجھے بلایا تھا ؟ "

" ہاں آئو بیٹھو "

وہ مقابل کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔اور بغور سعیر کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔دادا سرکار کی موت کا اس پر خاصا گہرہ اثرا پڑا تھا۔۔چکا چوند رہنے والا سعیر گم سم سا رہنے لگا تھا۔۔اس نے اپنا خیال تک رکھنا چھوڑ دیا تھا۔۔

" تم نے عینا سے جھگڑا کیوں کیا ؟ "

وہ پین سے کھیلتے ہوئے غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔۔

" شاید وہ جھگڑا کرنا چاہتی تھی۔۔وگرنہ اتنے بے بنیاد الزام نہ لگاتی کسی پر "

سائرس نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔۔عینا کی مضمحل حالت کے پیش نظر اس نے کچھ نہیں کہا تھا مگر حقیقتاً عینا سے سخت خفا تھا۔۔

" عینا ٹھیک کہہ رہی تھی ، دادا سرکار کو نیناں ہی نے مارا ہے "

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ادا ؟ " وہ چونک کر سیدھا ہوا۔۔

" ٹھیک کہہ رہا ہوں سائرس ، ہمارے سامنے حقیقت بہت دیر سے کھلی ، وہ ہمارے بیچ زہر گھولتی رہی اور ہمیں پتا بھی نہیں چل سکا "

اس نے ایک ایک کرکے ساری حقیقت بیان کردی۔۔

" او خدا ، یہ میں کیا سن رہا ہو "

سائرس نے دونوں ہاتھوں میں سر گرالیا ، چند ثانیے وہ کچھ کہنے کے قابل نہیں رہا۔۔پھر یکدم یاد آنے پر کہنے لگا

" اور نوری ؟ اسے بھی نیناں نے مارا تھا ، مطلب عینا سچ کہہ رہی تھی کہ اس اپنی آنکھوں سے نیناں کو نوری کے کمرے سے نکلتے دیکھا ہے "

" ہاں شاید ، ہماری غفلت کی وجہ سے ایک معصوم کی جان چلی گئی اگر مجھے پتا ہوتا وہ نوری کی جان لے لے گی تو اسے بچا لیتا "

" تو آپ یہاں خاموش کیوں بیٹھے ہیں کچھ کرتے کیوں نہیں ، اس عورت کو ابھی اور اسی وقت حویلی سے باہر نکالیں ادا "

وہ اشتعال میں آکر کرسی سے اٹھا۔۔

" یہ معاملہ اتنا سیدھا نہیں ہے سائرس ، جتنا تم سمجھ رہے ہو ، بخدا وہ بہت بھیانک عورت ہے کسی کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے ، تم دخل اندازی مت کرو میں اپنے طریقے سے نپٹ لوں گا "

" کیسے دخل اندازی نہ کروں ادا ، وہ ہمارے دادا کی قاتل ہے قاتل!! اور آپ ہیں کہ خاموش بیٹھے ہیں۔۔میں اتنی آسانی سے اسے معاف نہیں کروں ، چھوڑوں گا نہیں میں اسے "

وہ جلال میں آچکا تھا۔۔سعیر نے سٹپٹا کر اسے ٹوکتے ہوئے کہا

" سائرس دماغ سے کام لو یار ، تم بنا بنایا کھیل بگاڑ دو گے " سعیر اسکا راستے روکتے ہوئے کہنے لگا۔۔

" تو کیا کروں میں ادا ، آپ ہی بتائیں ؟ "

بمشکل تحمل سے جواب دیا۔۔

" تم سے میں جتنا کہوں صرف اتنا کرو ، ٹھیک ہے ؟ "

" ٹھیک ہے "

وہ نیم رضامندی سے گویا ہوا

" اور عینا سے بھی اپنے معاملات ٹھیک کرلو میں نہیں چاہتا میری وجہ سے تمہارے درمیان کوئی مسلہ ہو "

کہہ کر مرکزی کرسی پر ڈھے گیا۔۔

" ادا آپ ٹھیک ہے نا ؟ "

سائرس کو اس سے بے انتہا ہمدردی محسوس ہورہی تھی۔۔نیناں کی حقیقت جاننے کے بعد وہ مکمل ٹوٹ گیا تھا

" ٹھیک ہو رہا ہوں سائرس ، اتنا آسان نہیں ہے ٹھیک ہونا "

وہ اسکا کندھا تھپتھپاتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔

سائرس پچھتاوے اور ملال میں گھرا باقی رہ گیا۔۔اسے عینا کے ساتھ سختی نہیں برتنی چاہیئے چاہے جو بھی تھا۔۔

" گڈ مارننگ مائی لوو "

وہ فریش ہوکر نکلا تو عینا جاگ چکی تھی۔۔

اسکی موجودگی یکسر فراموش کیئے کھڑکی کے سامنے کھڑی لمبی لمبی سانسیں کھینچ رہی تھی۔۔

" اب کیسی طبیعت ہے تمہاری ؟ اماں بتا رہی تھی رات تمہیں بہت بخار تھا؟ "

ٹاول اسٹینڈ پر ڈالتے ہوئے اسکی طرف آیا۔۔

" تمہیں اس سے کیا ؟ جیوئوں یا مروں "

وہ بے رخی سے بولی۔۔

سائرس نے نرمی سے اسکا رخ اپنی جانب موڑا۔۔

" ناراض ہو مجھ سے ؟ "

زرا سی یگانگیت اور قرابت پر اسکے آنسو چھلکنے کو بے تاب ہونے لگے۔۔گزشتہ دنوں میں پہلی دفعہ اتنی اپنائیت اور محبت سے پوچھ رہا تھا۔۔ورنہ تو اسے یہاں لاکر بھول ہی گیا تھا۔۔

اس نے دل پر پہرے لگا دیئے تھے۔۔مگر چند دن سے زیادہ نہیں۔۔!!وہ اس سے دور نہیں رہ سکا تھا۔۔

" آئی ایم سوری ، مجھے تمہارے ساتھ اتنا ہارش نہیں ہونا چاہیئے تھا "

وہ بھیگتی پلکوں کو ڈھانپتی لب چبانے لگی۔۔

' اب تمہاری معافی میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی ، تم سب ایک جیسے ہو بے دل ، بے حس ، اور بے ضمیر ! "

وہ ایک قاتل کی بیٹے کی بیوی بن گئی تھی۔۔

اسکا زہن اس بات کو قبول نہیں کر پارہا تھا۔۔اسے سنبھلنے کے لئے مزید وقت درکار تھا۔۔

" میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہ سہا ہے یا سہہ رہی ہو یہ اتنا آسان نہیں ہے ، لیکن میں ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں تمہیں خوش رکھنے کی "

نرمی سے اسکے رخساروں کو چھوتے ہوئے محبت سے لبریز لہجے میں کہنے لگا۔۔

عینا کسمسا کر اس سے جدا ہوئی۔۔

" تم جانتے تھے نا کہ تمہارے دادا نے میری ماں پر کتنے ظلم ڈھائے ہیں، اسکے باوجود تم نے مجھے ان کے بارے میں سچ نہیں بتایا ، تمہیں مجھے اسی دن سچ بتانا چاہیئے تھا جب تم مجھے جھوٹی محبتوں کا جھانسا دے کر یہاں لائے تھے "

سائرس ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔۔

" وہ بات کب کی ختم کی ہوچکی ہے ، میں اس حرکت کا الزام اپنے سر لے چکا ہوں ، تم سے معافی بھی مانگ چکا ہوں اب گڑھے مردے کیوں اکھاڑ رہی ہو ؟ کیا مطلب ہے ان باتوں کا؟ "

وہ زچ ہوا۔۔

" شوق ہے مجھے اس لئے ، میں کتنی تکلیف اور ازیت سے گزر رہی ہوں اندازہ ہے تمہیں اس بات کا ؟ "

وہ سراپا سوال تھی۔۔

سائرس کی خفگی اسکے آنسو دیکھ کر اڑن چھو گئی۔۔

" عینا میری جان "

وہ اسے ٹوکتی ہوئی بولی

" مجھے یہاں نہیں رہنا "

وہ ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگا

" جو کہنا چاہتی ہو ، صاف صاف کہو ! "

" مجھے واپس میکسیکو جانا ہے ، اگر یہاں رہی تو پاگل ہو جائوں گی مجھے کچھ وقت دو "

" ناممکن ، تم مجھ سے دور نہیں جا سکتی "

اس نے صاف انکار کر دیا۔۔

" اگر تمہیں مجھ سے اتنی سی بھی محبت ہے تو تم مجھے جانے دو گے سائرس "

اس نے آنسوئوں کے بیچ کہا۔۔وہ اسے مجبور کررہی تھی۔۔وہ بے قراری سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"تم میری بے بسی کو سمجھو عینا، تم سے محبت کرتا ہوں دور نہیں رہ سکتا "

اس نے سرخ نگاہیں اٹھ کر دیکھا ، جو لمحہ بہ لمحہ اسکے قریب آکر دور ہورہا تھا۔۔وہ اسکے ہاتھ تھام کر شدت سے رو رہی تھی۔۔

" پلیز مجھے جانے دو ، یہاں سانس لینا بھی دشوار ہوگیا ہے میرے لئے ، میرا دم گھٹتا ہے ، اگر مزید یہاں رہی تو مر جائوں گی "

اسکا شدت بھرا لہجہ زار زار گرتے آنسو سائرس کو مزید اداس اور دکھی کر رہے تھے۔۔

"پلیز ! میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں ، جانے دو مجھے "

اس کے کچھ کہنے سے قبل وہ پاشکستہ اسکے کشادہ سینے سے لپٹ کر رونے لگی۔۔اسکا بدن کپکپا رہا تھا۔۔وہ بے حد خوفزدہ تھی۔۔

" عینا تم میرا صبر کیوں آزمانا چاہ رہی ہو ! '

سائرس نے بوجھل دل کے ساتھ اسکی کمر کے گرد بازو دراز کیئے۔۔

عینا کی خود سے دوری کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ،

" اب میری بات سنو؟ "

بھیگی پلکوں سے اس کے آزردہ شکست خوردہ چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔۔

ہوا سے اٹھکیلیاں کرتی لٹھوں کو محبت سے ہٹاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

" مجھے تم پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ ہے عینا۔۔ہاں مجھ سے غلطی ہوئی میں بھابھی کی باتوں میں آگیا تھا ، اس وقت مجھے حالات کی خبر نہیں تھی میں نے تم پر بھروسہ نہیں کیا میں مانتا ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ، میں بہت برا انسان ہوں ، دانستہ نا دانستہ تمہارا دل دکھا دیتا ہوں ، لیکن واللہ تم سے محبت کرتا ہوں ، مجھ سے دور جانے کی باتیں مت کرو ، میری خاطر اپنا فیصلہ بدل لو "

" تم نہیں سمجھ رہے سائرس "

وہ بے بسی سے بولی۔۔اسکے آنسوئوں میں مزید روانی آگئی۔۔

سائرس نے نظریں تبدیل کرکے گویا غصہ ضبط کرنا چاہا۔۔

" ٹھیک ہے میں سمجھ گیا! تم یہاں سے جانا چاہتی ہو ؟ "

وہ یکدم کٹھور بن گیا۔۔بے رخی سے پوچھنے لگا۔۔۔

عینا اسکی آنکھوں میں دیرپا دیکھتی رہی۔۔لمحے سرکتے جارہے تھے۔۔

سائرس کے تاثرات مزید سخت ترین ہوتے چلے گئے۔۔

حتی سائرس کا چہرہ اسکے آنسوئوں کی وجہ سے مکمل دھندلا گیا۔۔

" یہی تمہارا آخری فیصلہ ہے ؟"

اس نے پھر پوچھا۔۔اک موہوم سی امید کے ساتھ۔۔!!

اس نے بے بسی اور بوجھل دل سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

وہ اسے احساس دلانے کی ہر ممکن کوشش کر چکا تھا۔۔تھک ہار اس نے کندھے گراتے ہوئے کہا۔۔

" جیسے تمہاری مرضی "

جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آچکا تھا۔۔وہ انتہائی غصے سے راستے میں آئی ہر شے کو ٹھوکر مارتا ہوا کوٹ اٹھا کر باہر نکل گیا۔۔۔عینا آنسو ضبط کرتی دیوار سے لگ گئی۔۔

" بھابھی آپ سے کوئی ملنے آیا ہے ، میں نے اسے گیسٹ روم بٹھایا ہے ، آپ جاکر مل لیں "

ماہی کے پیغام پر وہ بیحد حیران ہوئی تھی

" مجھ سے ؟ '

" ہاں بھابھی آپ سے "

وہ چونک کر دوپٹہ درست کرتے ہوئے کمرے سے نکلی۔۔

مجھ سے بھلا کون ملنے آیا ہوگا ؟ سوچتے ہوئے جیسے ہی گیسٹ روم کی چوکھٹ پر قدم رکھا اسکے قدم تھم گئے۔۔

" سعیر ادا ، آپ یہاں ؟ "

تمام تر گلے شکوے ، شکایتیں بھلا کر لپک کر بھائی کے گلے لگ گئی۔۔اور بچے کی مانند رونے لگی۔۔

جیسے صدیوں بعد کسی اپنے سے مل رہی ہو۔۔سعیر نے بھی اسے کھل کر رونے دیا۔۔

" آپ کیسے آئے ؟ مطلب آپ سچ میں مجھ سے ملنے آئے ہیں ادا ! '

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔وہ آنسوئوں بھری آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔۔

" ہاں ،، کیوں میں تم سے ملنے نہیں آ سکتا "

" کیوں نہیں آسکتے ، بلکل آ سکتے ہیں اور آپ کھڑے کیوں ہیں ، بیٹھیں ناں ! میں آپ کے لئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں "

" نہیں زحمت مت کرو ، میں صرف تم سے ملنے آیا ہوں نیلی ، اپنے رویے پہ پیشمان تھا ہمت نہیں بن پارہی تھی کہ اتنا سب ہونے کے بعد تمہارا سامنا کر سکوں ، بہت ہمت باندھنے کے بعد تمہاے پاس آیا ہوں، اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں ، میں نے جو رویہ اختیار کیا خود بھی سوچتا ہوں تو شرم آتی ہے، کم از کم مجھے تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا ، کس قسم کا بھائی ہوں میں "

وہ سخت خفا تھا خود سے۔۔نیلوفر نے درد بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔تو انہیں نیناں بھابھی کی حقیقت کا پتا چل گیا ، اپنے دکھ تو وہ بھلا چکی تھی۔۔لیکن ان کا دکھ اسے مزید رلا رہا تھا۔۔

" تم مجھے معاف کردو ، مجھے نیناں کو اسی لمحے روک دینا چاہیئے تھا جب اس نے اتنا گھنائونا الزام لگایا تھا میری بہن پر ، لیکن میری عقل پر پردے پڑے ہوئے تھے ، تم مجھے معاف کردو نیلوفر ، پلیززز " اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔۔

وہ نیناں کی حقیقت اسے نہیں بتا سکا ، اسکی بہن بہت معصوم اور نرم خو تھی۔۔وہ اتنا بڑا فریب برداشت نہیں کرسکے گی یہ سوچ کر اس نے نیلوفر سے ساری حقیقت پوشیدہ رکھی۔۔

اس نے دہل کر ان کے ہاتھ تھام لئے۔۔

" یہ آپ کیا کررہے ہیں ادا ، آپ میرے لئے بابا کی جگہ پر ہیں خدا کے لئے مجھے شرمندہ مت کریں "

" تمہیں بتا نہیں سکتا میں اس وقت کتنی تکلیف میں ہوں، میں نے غفلت میں تمہارا بہت دل دکھایا ہے شاید تم مجھے معاف کردو تو ہو سکتا ہے میں سکون سے سو سکوں "

" میں بلکل بھی خفا نہیں ہوں ادا ، آپ ایسا مت سوچیں "

اس نے بغور ان کا بے رنگ ستا ہوا چہرہ دیکھا۔۔

" ادا کیا بات ہے ؟ سب ٹھیک ہے نا؟ اماں ، سائرس بھائی ؟ سب لوگ ؟ '

" سب لوگ اچھے ہیں ، تمہیں بہت یاد کرتے ہیں "

وہ صفائی سے سب اپنے اندر چھپا گیا۔۔

" ٹھیک ہے ، آپ بیٹھئے میں آپ کے چائے بنا کر لاتی ہوں ، جایئے گا مت "

وہ خوشدلی سے کہتی ہوئی اٹھی۔۔

یسر ابھی آفس سے آیا تھا۔۔

اسے کچن میں اہتمام کرتا دیکھ کر خوشگوار حیرت سے گویا ہوا۔۔

" زہے نصیب ، یہ سب میرے لئے ؟ "

" جی نہیں ، میرے ادا آئے ہیں یہ سب ان کے لئے ہے "

" کیا مطلب کونسے ادا ؟ "

وہ چونک کر پوچھنے لگا

" سعیر ادا آئے ہیں مجھ سے ملنے "

اسکے چہرے پر کھیلتی مسکان دیکھ کر وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔کچھ کہہ نہیں سکا۔۔

" خیر میں کمرے میں ہوں، مجھے چینج بھی کرنا ہے تم ماہی کے ہاتھ چائے کا کپ بھجوا دو "

" تم ادا سے نہیں ملو گے ؟ " اسکے خوش امیدانہ سوال پر یسر نحیف سی سانس بھر کر کہنے لگا۔۔

" افففف نیلوفر، ایسے کہو گی تو کون کافر منع کر پائے گا ، میں چینج کر کے آتا ہوں "

وہ اثبات میں سر ہلا کر ٹرے میں لوازمات سجا کر لے جانے لگی۔۔

" یسر کہاں ہے ؟ "

سعیر نے متلاشی نگاہ دوڑائی۔۔

" ابھی آفس سے آیا ہے ، آپ ہی سے ملنے آرہا ہے "

" نیلوفر ؟ "

" جی ادا ؟ "

" تم خوش ہو نا یہاں ؟ "

اس کے دل میں ٹھیس سی اٹھی۔۔یہ سوال پوچھنے میں انہوں نے دیر کردی تھی۔۔اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے پر اعتمادی سے کہا

" میں بہت خوش ہوں ادا ، مسز عبداللہ اور یسر میرا بہت خیال رکھتے ہیں بہت اچھے لوگ ہیں " اسے مطمئن دیکھ کر وہ بھی پرسکون سا ہوگیا۔۔دل سے کچھ بوجھ کم ہوگیا تھا۔۔

" السلام علیکم "

یسر کی آواز پر دونوں متوجہ ہوئے۔۔

" واعلیکم اسلام ، کیسے ہو؟ "

سعیر اٹھتے ہوئے اسکے بغل گیر ہوا۔۔

" الحمد اللہ ، ٹھیک ہوں ! البتہ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں ؟ " وہ کہنے سے خود کو روک نہیں پایا

۔۔

نیلوفر کو لگا اس نے جان بوجھ کر یہ سوال کیا۔۔

حالانکہ وہ کہہ چکا تھا اس نے سب کو معاف کردیا ہے۔۔

" کچھ پرسنل مسائل چل رہے ہیں ، باقی تو کوئی پریشانی نہیں "

اس نے مسکرا کر یقین دلایا۔۔اسکا تھکن زدہ چہرہ کچھ اور کہانی بیان کررہا تھا۔مغرور سعیر سلطان کی ہیشگی سے اٹھی ہوئی گردن آج جھکی ہوئی۔۔شاید وقت اور حالات نے اسے مسمار کردیا تھا۔۔

چند ثانیے یہاں وہاں کی باتیں کرنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" میں چلتا ہوں اب ، اپنا بہت خیال رکھنا "

" آپ پھر کب آئیں گے مجھ سے ملنے ؟ "

نیلوفر کا دل بد اندیشی کے بعث زور سے دھڑکنے لگا۔۔

" جب تم یاد کرو گی میں تب ہی آجائوں گا میں تم سے دور نہیں ہوں نیلوفر "

اس نے تسلی دیتے ہوئے۔۔بازو دراز کرکے اپنے ساتھ لگالیا۔۔

" اماں کو سلام کہنا ، ان سے کہنا میں ان سے خفا نہیں ہوں میں جلد ان سے ملنے آئوں گی" وہ افسردہ سی ہوگئی۔۔

" انشاللہ ،، نیلوفر کا خیال رکھنا "

پلٹ کر یسر سے مخاطب ہوا۔"آپ فکر مت کریں ، آپ سے بہتر خیال رکھ سکتا ہوں میں نیلوفر کا "

وہ کہنے سے باز نہیں رہا۔۔

سعیر اسکا تنز سمجھتے ہوئے مسکرایا اور باہر نکل گیا۔۔۔

" تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا یسر "

نیلوفر بے تحاشا ناراضگی سے کہنے لگی

کیا مطلب ؟ کچھ غلط کہا کیا میں نے ، ہے کوئی؟ جو مجھ سے بہتر تمہارا خیال رکھ سکے ؟ "

وہ ذو معنی انداز میں بولا

نیلوفر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس گھور کر وہاں سے ہٹ گئی۔۔

دن پر لگا کر اڑتے رہے۔۔۔وردان کو گئے آج کتنے ہی دن گزر چکے تھے۔۔وہ ابھی تک اسکی موت کو قبول نہیں کر سکی تھی۔۔اسکی میٹھی آواز کی پکار ابھی بھی اسے کانوں میں گونجتی سنائی دیتی۔۔

سارا سار دن اور رات اسی کے کمرے میں بیٹھی رہتی۔۔

ہوش و حواس گم ہو چکے تھے۔۔

آنکھیں پھٹی پھٹی سی تھیں۔۔

اس پر پاگلوں کی سی کیفیت طاری تھی۔۔

ملائکہ اسکی کیفیت دیکھ کر سہم سی گئی تھی۔۔

متعدد بار اس پر ترس آتا تھا۔۔وردان اور نیناں دونوں ہی ایک دوسرے کے بہت قریب تھے اس میں کوئی دوراہے نہیں تھا۔۔اب خدا ہی جانتا تھا وردان کو کس نے ؟

کیسے؟ کیوں قتل کیا؟ اسکی موت معمہ بن چکی تھی۔۔شازم ضرور کچھ جانتا تھا مگر اس نے چپی سادھ لی تھی۔۔ملائکہ نے بھی جاننے پر استفسار نہیں کیا تھا۔۔

وہ روز مرہ کے کاموں میں مشغول تھی کہ سعیر سلطان کو اپنے دروازے پر دیکھ وہ ٹھٹکی۔۔

" نیناں سے ملنا ہے مجھے! "

" وردان کے کمرے میں ہے "

اسے جواب دیا۔۔پھر راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہوگئی۔۔

سعیر نے سنجیدہ نگاہوں سے پہلے کمرے کو ، پھر اسے دیکھا۔۔متواتر رونے کے بعث اسکی آنکھیں سوجن کا شکار تھی ، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ چکے تھے۔۔وہ بہت کمزور اور مضمحل لگ رہی تھی ۔۔

اسکی حالت قابل رحم تھی۔۔پھر بھی سعیر سلطان کے دل میں اسکے لئے رحم نہیں آیا تھا۔۔آج وہ اس سے حساب برابر کرنے آیا تھا۔۔

جو اس نے کیا تھا وہ سب اسے لوٹانے آیا تھا۔۔

وہ قدم چلتا ہوا گھٹنہ موڑ کر اسکے قریب بیٹھ گیا۔۔

" کیسا لگتا ہے جب تم یہاں آکر مکار اور فریب کا نقاب اپنے چہرے سے اتار کر خود سے ملتی ہو ، یقیناً خوشی نہیں ہوتی ہوگی۔۔کیونکہ تم ہو جو اتنی غلیظ ، سر سے پائوں تک نفرت ہی نفرت بھری ہوئی ہے تمہاری اندر ، کتنی نفرت کرتی ہو تم مجھ سے میرے گھر والوں سے؟ "

اسکے گہرے تنز پر اسے اپنی حالت کا احساس ہوا۔۔

بن ٹھن کر رہنے والی خوبصورت نیناں آج کس قدر اجڑی ہوئی پاشکستہ لگ رہی تھی۔۔

وہ ہونکوں کی طرح اسکی صورت دیکھنے لگی۔۔جیسے سچویشن سمجھنے کی کوشش کررہی تھی۔۔

" کتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے ؟؟ اتنی کہ میرے ساتھ رہنے پر مجبور تھی ؟ مجھے قطرہ قطرہ زہر دے کر اپنی روح کو تسکین پہنچا رہی تھی؟

جس انتقام کی خاطر تم نے مجھ سے شادی کرلی ، میری پناہ میں آکر مجھ سے جھوٹی محبتوں کا دعوی کیا ، ایک بلکل الگ لڑکی بن کر میرے ساتھ زندگی گزراتی رہی ، میری آڑ میں تم نے مجھ سے جڑے رشتوں کو تہس نہس کردیا ، نیلوفر کو بے عزت کیا ، اسکے کردار پر سوالات اٹھائے ، عینا کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی ، دادا سرکار کی جان لے لی ، نوری کو مار ڈالا ،

کیا حاصل ہوا تمہیں ؟؟؟

چہ۔۔کچھ بھی نہیں ، دیکھو تم خود خالی ہاتھ رہ گئی۔۔تم نے مجھ سے میرے جان عزیز دادا کو چھینا ، اور اللہ نے تم سے تمہاری سب سے پیاری چیز چھین لی "

اسکے لبوں سے سسکی برآمد ہوئی

" نہیں ، وہ مرا نہیں ہے ، وہ زندہ ہے , ابھی ابھی میں نے اسے کمرے سے جاتے دیکھا ہے "

وہ بدحواس سی اٹھی اور کمرے میں چکر کاٹنے لگی۔۔

" وہ مر چکا ہے نیناں ، تم نے مار ڈالا اسے ، تم نے اسے جینے کے قابل بھی کہاں چھوڑا تھا ، اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا تم نے ، جیسے مجھے کیا تھا !

میری محبت کو مجھ سے چھین لیا ، میں ایک بیٹے کا باپ ہوں مجھے سالوں بعد علم ہوا کتنے تعجب کی بات ہے ، اور میں بے وقوف اتنے سالوں تک تمہارا دم بھرتا رہا۔۔

لعنت ہے میرے ساتھ ساتھ تم پر بھی۔۔!!!"

" یہ کیا بکواس کررہے ہو تم ، چلے جائو یہاں سے "

اس پر جنونی کیفیت طاری ہونے لگی۔۔لیکن وہ خاموش نہ ہوا۔۔

" تم سب جانتی تھی نیناں ، کہ ہم میں سے کوئی بھی تمہاری بہن یا باپ کے قتل کا زمہ دار نہیں ہے ۔۔اسکے باوجود تم نفرت میں اتنا آگے نکل گئی کہ غلط راستہ اختیار کرلیا ، یہ جادو ٹونہ ، یہ کالے اعمال یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔تم مجھے بتادیتی۔۔میں خود سب کچھ تمہارے سامنے پیش کردیتا ، وہ دولت جس کی وجہ سے تم حاسد بن چکی تھی "

" بس کرو ، چپ ہوجائو "

اس نے کانوں پر ہاتھ جما لئے۔۔

" بہت چپ رہ لیا ، اب حساب کتاب کی باری ہے ، تم جیت گئی نیناں، تمہاری نفرت جیت گئی ، کیا خوب بدلا لیا تم نے ہم سے ، پورے خاندان کو بکھیر کر ریزہ ریزہ کردیا۔۔لیکن قصہ تمام نہیں ہوا۔۔ اب تمہاری باری ہے "

نیناں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔

" آج تمہارے حساب کی باری ہے ، میں آج پورے ہوش و حواس میں تمہیں ، طلاق دیتا ہوں ، طلاق دیتا ہوں ،طلاق دیتا ہوں"

چوکھٹ پر کھڑی ملائکہ نے لڑکھڑا کر دیوار کا سہارا لیا۔۔نیناں تو جیسے پتھر کی بن چکی تھی۔۔وہ یک ٹک اسکی سفاک صورت تاکنے لگی۔۔

اگلے پل وہ اسکی ظالم گرفت میں تھی۔۔

" اٹھو ، اور میرے ساتھ چلو ، تمہیں بہت شوق تھا ناں ، حویلی کی بہو بننے کا۔۔اب تم تن تنہا ساری زندگی اس حویلی میں گزارو گی ، یہی تمہاری سزا ہے "

وہ اسے کھینچتا ہوا لے جانے لگا۔۔

" اب تمہارا اس پر کوئی اختیار نہیں رہا ، چھوڑو اسے "

ملائکہ حواس باختہ ہوکر اسکے پیچھے لپکی تب تک وہ جا چکا تھا۔۔

اس نے اسے حویلی میں لا پٹخا۔۔

سنسان حویلی کاٹنے کو دوڑ رہی تھی۔۔۔جو کبھی آباد ہوا کرتی تھی۔۔حویلی کے مکین شہر شفٹ ہوچکے تھے۔۔

شاید کبھی واپس نہ آنے کے لئے۔۔

اسکا دیا گیا دھوکہ ،تکلیف اب غصے اور نفرت میں بدل چکا تھا۔۔

سعیر سلطان مزید سفاک اور ظالمانہ روش اختیار کر گیا تھا۔۔اسے حویلی کے اندر دھکیل کر مرکزی دروازہ لاک کر دیا۔۔

" باہر نکالو مجھے یہاں نہیں رہنا ، سعیر سلطان میں تمہیں برباد کردوں گی ، کوئی باہر نکالو مجھے یہاں سے ، مجھے وردان کے پاس جانا ہے "

وہ اسکی فریادیں اور دلدوز چیخوں کو نظرانداز کرکے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

سائرس اسکے فیصلے سے شدید نالاں تھا وہ اتنا ناراض تھا کہ ساری رات گھر نہیں آیا تھا۔۔اگلی صبح وہ بوجھل دل سے پیکنگ مکمل کرنے لگی۔۔

گیارہ بجے اسکی فلائٹ تھی۔۔طبعیت بھی کچھ مضمحل سی تھی۔۔وہ جانے سے پہلے اس سے ملنا چاہتی تھی۔۔

اس وقت اس شخص کی شدید ضرورت تھی۔۔

مسلسل انتظار کے بعد بھی وہ نہیں آیا تھا۔۔

اماں سرکار نے دکھی دل سے اسے رخصت کیا۔اور جلد لوٹنے کی تلقین بھی کی۔۔

وہ ڈرائیور کے ساتھ ایئرپورٹ پہنچی۔۔

نظریں مسلسل فون پر تھی۔۔

اس امید پر کہ اسے فون ضرور کرے گا۔۔

لیکن وہ کٹھور دل بن چکا تھا۔۔حتی کہ فلائٹ کی انائوسمنٹ ہونے لگی۔۔بہت سے آنسوئوں اور دل گرفتگی کے ساتھ میکسیو فلائے کر گئی۔۔۔

****

اگلے لمحے وہ اسکی سفاک گرفت میں تھی۔۔

" اٹھو ، اور میرے ساتھ چلو ، تمہیں بہت شوق تھا ناں ، حویلی کی بہو بننے کا۔۔اب تم تن تنہا ساری زندگی اس حویلی میں گزارو گی ، یہی تمہاری سزا ہے "

وہ اسے کھینچتا ہوا لے جانے لگا۔۔

ملائکہ حواس باختہ ہوکر اسکے پیچھے گئی تب تک وہ جا چکا تھا۔۔

خالی حویلی کاٹنے کو دوڑ رہی تھی۔۔۔حویلی کے مکین شہر شفٹ ہوچکے تھے۔۔کبھی واپس نہ آنے کے لئے۔۔

اسکا دیا گیا دھوکہ ،تکلیف اب غصے اور نفرت میں بدل چکا تھا۔۔

وہ مزید سفاک اور ظالمانہ روش اختیار کرگیا تھا۔۔اسے حویلی کے اندر دھکیل کر مرکزی دروازہ لاک کردیا۔۔

" باہر نکالو مجھے یہاں نہیں رہنا ، مجھے وردان کے پاس جانا ہے "

وہ اسکی فریادیں اور دلدوز چیخوں کو نظرانداز کرکے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

سائرس اسکے فیصلے سے شدید نالاں تھا وہ اتنا ناراض تھا کہ ساری رات گھر نہیں آیا تھا۔۔اگلی صبح وہ بوجھل دل سے پیکنگ مکمل کرنے لگی۔۔

گیارہ بجے اسکی فلائٹ تھی۔۔طبعیت بھی کچھ مضمحل سی تھی۔۔وہ جانے سے پہلے اس سے ملنا چاہتی تھی۔۔

اس وقت اس شخص کی شدید ضرورت تھی۔۔

مسلسل انتظار کے بعد بھی وہ نہیں آیا تھا۔۔

اماں سرکار نے دکھی دل سے اسے رخصت کیا۔اور جلد لوٹنے کی تلقین بھی کی۔۔

وہ ڈرائیور کے ساتھ ایئرپورٹ پہنچی۔۔

نظریں مسلسل فون پر تھی۔۔

اس امید پر کہ اسے فون ضرور کرے گا۔۔

لیکن وہ کٹھور دل بن چکا تھا۔۔حتی کہ فلائٹ کی انائوسمنٹ ہونے لگی۔۔بہت سے آنسوئوں اور دل گرفتگی کے ساتھ میکسیو فلائے کر گئی۔۔۔

ملائکہ کی ہنگامی کال پر دو گھنٹے بعد جب شازم نے اسے حویلی سے نکال کر ہاسپٹل ایڈمٹ کروایا تو وہ نیم پاگل ہوچکی تھی۔۔اس کی حالت دیوانوں کی سی تھی۔۔

وہ کبھی روتی ، کبھی ہنسنے لگتی۔۔۔

وردان کا زکر اک پل بھی اسکے لبوں سے جدا نہیں ہوا تھا۔۔ڈاکٹرز کے مطابق اسے وردان کی موت کا گہرہ صدمہ پہنچا تھا۔۔جسکی وجہ سے اسکا دماغی توازن بگڑ گیا تھا۔۔

ملائکہ کی زبانی شازم کو نیناں کی طلاق کا علم بھی ہوچکا تھا۔۔

یقیناً سعیر سلطان کو اسکی حقیقت پتا چل چکی ہوگی۔۔سعیر سلطان جس قدر شدت پسند شخصیت کا مالک تھا۔۔اسکے مقابلے میں طلاق کی سزا تو نیناں کے لئے بہت کم تھی وہ شکر گزار تھا کہ سعیر نے اسکی بہن کی جان بخش دی۔۔مگر اس کے گناہوں کی لسٹ بہت طویل تھی ، سعیر اسے معاف کر بھی دیتا مگر اس سے جڑے رشتوں کو بھی پامال کیا گیا تھا ، وہ اسے کیسے معاف کرتے۔۔اور وردان !! اس کا دکھ تو عظیم دکھوں میں شمار کیا جانا تھا جسکی سزا اسے مل رہی تھی۔۔وہ مکمل پاگل ہوچکی تھی۔۔نہ زندوں میں شمار کی جا سکتی تھی نہ مردوں میں۔۔۔!!

عدت ختم ہونے کے بعد بھی وہ اپنے کمرے تک محدود تھی۔۔وردان کے جانے کے بعد وہ بہت خاموش اور گم سم سی ہوگئی تھی۔۔گھر سے نکلنا تک چھوڑ دیا تھا۔۔

ماما اکثر اسے لئے فیملی پارک تک چلی جاتی تاکہ اسکا دل بہل جائے مگر اسکے دکھ میں کمی نہیں آئی تھی۔۔

وہ کئی دنوں سے اپنے سسرال جانے کی ضد کررہی تھی۔۔۔

ماما ٹال مٹول سے کام لے رہی تھی۔۔وہ نہیں چاہتی تھی مائشہ وہاں جا کر خود کو مزید ازیت سے دوچار کرے۔۔

آج سرینہ کا آفس سے آف تھا اس لئے وہ اسے کچھ دیر ملائکہ کے پاس چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔

ملائکہ اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی مگر اس سے بھی زیادہ اسے دکھ ہورہا تھا۔۔

شوخ چنچل سی لڑکی کتنی کمزور ، بے بس اور غم سے چور لگ رہی تھی۔۔

وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھنے کے بعد وردان کے کمرے میں آ گئی۔۔

اسکی ہر شے اپنے جگہ ویسے ہی پڑی تھی۔۔

وہ اسکی چیزوں کو چھو کر اسے محسوس کررہی تھی۔۔آنسو متواتر اسکی گالوں سے بہہ رہے تھے۔۔

بیڈ کے سائیڈ ڈرار سے ایک لیٹر ملا۔۔

جس پر لکھی چند سطریں پڑھ کر اسکا دل کانپ گیا۔۔ازیت کے کس مقام پر پہنچ کر اس نے اپنی زات کے لئے اتنے سفاک لفظ استعمال کیئے ہوں گے وہ سوچتی ہوئی کانپنے لگی۔۔

'جانے تم کیا کہنا چاہتے تھے مجھ سے وردان !!! '

اس کی تکلیف اور بے بسی کا اندازہ سطروں کو بار بار کاٹے گئے لفظوں سے لگا سکتی تھی۔۔

" تمہیں بہت یاد آتا ہے وہ؟ "

اس نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا تو وہاں نیناں کھڑی تھی۔۔

مائشہ نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلایا

" مجھے بھی بہت یاد آتا ہے ، تم اسکے پاس جانا چاہتی ہو؟"

وہ اسکے پاس آکر عجیب انداز میں پوچھنے لگی

" کاش میں اسکے پاس جا سکتی آنا ! "

اس نے جلتی ہوئی آنکھیں میچ کر کہا۔۔اپنے دکھ میں اسکا غیر فطری رویہ محسوس نہیں کر سکی۔۔

" میرے ساتھ چلو ، میں تمہیں اسکے پاس لے کر جاتی ہوں"

اس نے مضبوطی سے مائشہ کا ہاتھ جکڑ لیا۔۔۔

" میں سمجھی نہیں ؟ "

مائشہ الجھ کر پوچھنے لگی

" میرے ساتھ چلو "

وہ اسکی بازہ کھینچتی ہوئی باہر لیجانے لگی۔۔۔

مائشہ نے گھبرا کر آس پاس دیکھا۔۔

ملائکہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔

وہ مسلسل اسکی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی مگر بے سدھ۔۔اسے اب گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔

" آنا میرا ہاتھ چھوڑیں آپ مجھے کہاں لے کر جا رہی ہیں ؟ "

اس نے پوری قوت سے اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگنا چاہا۔۔اگلے لمحے اسکی چٹیا نیناں کی گرفت میں تھی۔۔

" خاموش رہو ، ورنہ زبان کاٹ دوں گی چپ چاپ میرے ساتھ چلو ، ہم وردان کو واپس لینے جا رہے ہیں ، تم سے تو ناراض نہیں ہے نا !! تمہاری بات مان لے گا "

اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔

انکی باتیں سن کر وہ سر تا پا کانپ گئی۔۔

" آپ ہوش میں نہیں ہیں خدا کے لئے ، مجھے جانے دیں "

وہ ناخن اسکی کلائی میں گاڑھے مضبوطی سے تھامے ہوئے تھی۔۔جیسے وہ کہیں بھاگ نہ جائے۔۔اسی جدو جہد میں اسکی کلائی زخمی کر چکی تھی۔۔وہ اسے حویلی کے بند کمرے میں لے آئی جہاں وہ عملیات کرتی تھی۔۔

اندر کا ماحول دیکھ کر اس پر سکتہ طاری ہونے لگا۔۔آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔وہ غش کھا کر گرنے والی تھی کہ دیوار کا سہارا لے کر گرنے بچایا۔۔

"آ۔۔۔آپ یہ سب بھی کرتی ہیں ؟ "

اسے سخت صدمہ پہنچا تھا۔۔

" شششششش، کسی کو بتانا مت ، وردان میری وجہ سے مجھ سے ناراض ہو کر گیا تھا نا ، تم دیکھنا اب وہ واپس آجائے گا ، میں واپس لے آئوں گی "

وہ اسے نظر انداز کیئے اندھیرے میں جانے کی تلاشتی اپنی کہی چلی جارہی تھی۔۔

مائشہ نے اپنے حواس بمشکل برقرار رکھے۔۔اور اپنے ناتواں وجود کو گھسیٹتی ہوئی اسکے پاس آکر کپکپاتی آواز میں فریاد کرنے لگی۔۔

" ایسا مت کریں ، یہ گناہ ہے ، اللہ آپ سے بہت ناراض ہوں گے "

وہ اسے پرے دھکیل کر گول دائرے کی شکل میں واضع لکیر بنانے لگی۔۔

مائشہ پھر سے چیخی۔۔

"خدا کے لئے ہوش کے ناخن لیں ، وردان کو تکلیف ہوگی آپ اسکی روح کو تکلیف مت پہنچائیں ، کم از کم اب تو اسے سکون سے سونے دیں "

اس نے گڑگڑاتے ہوئے کہنے لگی۔۔اس نے روکنا چاہا۔۔مگر وہ اپنی ہی جون میں لکیر مکمل کرکے اسے کھینچ کر دائرے کے اندر بٹھانے لگی۔۔

" یہاں سے ہلنا مت "

اسکی وہشت زدہ آواز سن کر مائشہ کی پیشانی عرق آلود ہونے لگی۔۔

اسے مصروف پاکر وہ دبے قدموں اٹھی اور باہر جانے کا راستہ تلاشنے لگی۔۔چہار اطراف میں اندھیرا تھا۔۔ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔۔وہ دیوار کے سہارے وجود کو سرکاتے ہوئے آگے بڑھنے لگی

" کہاں چھپ گئی ہو تم ، واپس آئو "

وہ سانس روکے دیوار سے لگ گئی۔۔دیوار کو محسوس کرتے ہوئے دروازے تک پہنچی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔۔جہاں کسی سے زبردست تصادم کے بعد غش کھا کر زمین پر گر گئی۔۔۔

" ہیلو؟؟؟ کون ہو تم ؟؟ "

سعیر حویلی سے جانے کے بعد اپنی باقیات سمیٹنے آیا۔۔اک اجنبی لڑکی کو ایسی حالت میں دیکھ کر بری طرح الجھ گیا۔۔۔

" لڑکی؟؟ تم سے پوچھ رہا ہوں میں ؟؟ "

وہ اس پر جھکا اسے ہوش دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ کسی نے پتھریلی چیز سے اس کے پر زور سے ضرب کاری کی۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے زمین آسمان گھومنے لگے۔۔وہ لڑکھڑا کر دیوار سے لگ گیا۔۔آخری چیز جو اسے یاد تھی۔۔وہ تھا نیناں کا چہرہ ، جس سے اسے سخت نفرت تھی۔۔

" تمہیں چھوڑوں گی نہیں میں ، اس سب کے زمہ دار تم ہو"

وہ بڑبڑاتی ہوئی کچن سے چھری اٹھا کر اسکی طرح بڑھی۔۔

اسے گئے کئی ہفتے ہو چکے تھے۔۔سائرس کی ناراضگی جوں کی توں برقار تھی۔۔اس نے نہ اسکا حال احوال پوچھا ، نہ کال کی ، نہ ہی میسیج کیا۔۔اسکی سفاکی پر اندر ہی اندر گھل رہا تھا۔۔اس نے پورے دل و جان سے عینا سے محبت کی تھی۔۔شاید کوئی کمی رہ گئی تھی جو اسکے دل میں جگہ نہیں بنا سکا تھی ۔۔فون ہاتھ میں لئے پچھلے پانچ منٹ سے مسلسل کشمکش کا شکار تھا۔۔کال کرے یا نہ کرے ،

انا اسے روک رہی تھی !

اور دل اسکی آواز سننے کو بے تاب تھا ہو رہا تھا۔۔۔

تھک کر اس نے فون سائیڈ ٹیبل پر ڈال دیا۔۔

" عینا کو اسکی کوئی پرواہ نہیں تھی وہی اسکی فکر میں ہلکان ہوا جارہا تھا ، جبکے اس نے تو مڑ کر خبر ہی نہیں لی تھی "

وہ تمام تر سوچوں کو جھٹکتے ہوئے فریش ہوکر سونے کے لئے لیٹا ہی تھا۔۔۔

جب اماں سرکار اسکے کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔جب سے شہر شفٹ ہوئے تھے وہ زیادہ تر عبادت میں مشغول رہتیں تھیں۔۔وہ انہیں دیکھ کر احتراماً اٹھ بیٹھا۔۔

" ملازمہ بتا رہی تھی کہ تم نے کھانا نہیں کھایا ؟ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری ؟ "

وہ فکرمندی سے اسکی پیشانی چھو کر دیکھنے لگیں۔۔

وہ انکا ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگاتے ہوئے اداسی سے مسکرایا۔۔

" آپ کیوں فکر کرتی ہیں اماں ، آفس میں کھا لیا تھا "

" میرا فکر مند ہونا بجا ہے زرا اپنی حالت تو دیکھو پہلے سے کتنے کمزور ہوگئے ہو "

" ایسا کچھ نہیں ہے اماں ، اچھا بھلا تو ہوں آپ کے سامنے "

وہ لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے بولا

" تمہاری زبان کچھ بھی کہے مگر آنکھیں جھوٹ نہیں کہتیں ، عینا کی وجہ سے اداس رہتے ہو نا ، جب اس سے ناراض نہیں رہ سکتے تو کیوں خود کو مشکل میں ڈالتے ہو بیٹا "

اس کے زکر پر سائرس نے تلخی سے پہلو بدلا

" میرے خیال سے عینا کا ٹاپک اب کلوز کردینا چاہیئے ہمیں ، جب وہ ہمارے بغیر رہ سکتی ہے ہم کیوں نہیں ، اسے ویسے بھی ہماری محبتوں کا کوئی پاس نہیں، ورنہ وہ میرے کہنے سے رک جاتی "

" ایسے مت کہو بیٹا ، تمہارا غصہ جائز ہے مگر اسکا دکھ بھی تو سمجھو ، اسے سنبھلنے کا وقت دو ، وہ جتنی مضبوط باہر سے نظر آتی ہے اتنی ہے نہیں ، تم تو سمجھدار ہو نا ، تم اسکا ساتھ مت چھوڑنا "

وہ رسان سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے سمجھانے لگی۔۔

سائرس نے شکن زدہ پیشانی سے انہیں سنا تو وہ مسکرا دیں۔۔

" میں جانتی ہوں، تم زیادہ دن اس سے ناراض نہیں رہ سکتے، اسے فون کرکے حال احوال معلوم کر لینا بیٹا ، میاں بیوی کے رشتے میں بدگمانیاں اچھی نہیں لگتیں "

" ٹھیک ہے اماں "

اس نے تھکن زدہ پیشانی مسلی۔۔

" شاباش ! اللہ کرے میرے سعیر کی زندگی سے بھی تمام پریشانیاں دور ہوجائیں ، بہت پریشان ہے میرا بچہ "

" آمین ، ویسے ادا کہاں غائب ہیں ؟ نظر نہیں آتے نہ دن نہ ہی رات کو "

" مجھے خود نہیں پتا بیٹا ، ملازمہ سے کہہ کر گیا تھا اسکے لئے اوپر والا کمرہ سیٹ کردے حویلی سے اپنا سامان لینے جارہا ہے ، ابھی تک نہیں لوٹا "

انہوں نے پریشانی سے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔۔جو رات بارہ بجا رہی تھی۔۔

" آپ فکر نہ کریں آجائیں گے ، اب آپ آرام کریں "

وہ اثبات میں سرہلا کر اٹھی۔۔سائرس تکیہ درست کرکے لیٹ گیا۔۔وہ کئی راتوں کا جاگا ہوا تھا ۔۔اسے جلد نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا۔۔

" نیناں ؟ "

شازم کے دھاڑ پر اسکا تیزی سے بڑھتا ہاتھ رکا تھا۔۔وہ تیز دھاری چاقو لئے سعیر سلطان کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔اپنے ہوش وحواس میں نہیں تھی۔۔

" یہ تم کیا کرنے جارہی تھی؟ دماغ ٹھیک ہے تمہارا ؟ کیوں لائی ہو مائشہ کو یہاں پر ؟ "

بے سدھ پڑی مائشہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غصے سے پوچھنے لگا

" یہ شخص اس سب کا زمہ دار ہے میں اسے نہیں چھوڑوں گی "

وہ جنونی انداز سے سعیر کی طرف بڑھی مگر شازم کے زنانے دار تھپڑ سے تیورا کر زمین پر گر گئی۔۔

" اپنا منہ بند رکھو بے وقوف عورت ، بس بہت برداشت کرلیا میں نے تمہیں ، بہت سن لی تمہاری بکواس ، اب تم خاموشی سے میرے ساتھ گھر چلو گی "

وہ انگشت شہادت اٹھا کر چبا چبا کر بولا

" نہیں جائو گی میں !! "

وہ بھیانک انداز سے چیخی۔۔اک لمحے تو شازم بھی دنگ رہ گیا۔۔پھر اسے نظر انداز کرتے ہوئے سعیر سلطان کا کندھا ہلانے لگا۔۔اسکے سر پر گہری چوٹ آئی تھی۔۔جس کے بعث وہ اپنے حواس کھو بیٹھا تھا۔۔وہ تیزی سے ایمبولینس کو کال کرنے لگا۔۔مائشہ کی طرف سے الگ پریشان تھا۔۔اسکا دل چاہ رہا تھا نیناں کا گلا دبا دے۔۔بمشکل ضبط کرتے ہوئے اسے گھر چھوڑ کر ہاسپٹل کا رخ کیا۔۔

اسکی آنکھیں ہاسپٹل کے بستر پر کھلی۔۔اس کی نگاہیں قطرہ قطرہ چلتی ڈرپ سے پھسلتی ہوئی اپنے وجود پر پڑیں۔۔اسکے سر پر بھاری بینڈیج تھا۔۔اسٹریچر کے دوسری طرف شازم صوفے پر نیم دراز سستا رہا تھا۔۔جسے دیکھ کر وہ مزید الجھ گیا

"۔شش۔ششازم ؟؟ "

اس نے سست روی سے اسے پکارا۔۔وہ فورا اٹھ کر اسکے قریب آیا۔۔

" شکر ہے اللہ سائیں کا ، تمہیں ہوش آگیا ، کیسا محسوس کررہے ہو اب ؟ میں ڈاکٹر کو بلائوں ؟ "

" پانی دو مجھے "

اسکے سارے سوالوں کو نظر انداز کرتے ہوئے قدرے بیزاری سے گویا ہوا۔۔وہ فورا پانی کا گلاس بھر کر اسکے لبوں سے لگانے لگا۔۔

" میں کب سے یہاں پر ہوں ؟ "

گلاس واپس تھماتے ہوئے اس نے گھڑی پر وقت دیکھا۔۔

" صبح سے ، جب ملائکہ نے مجھے اطلاع دی تو میں فورا حویلی پہنچا دیکھا تو تم بے ہوش پڑے تھے اور ۔۔۔۔"

اس نے آہستگی سے بات ادھوری چھوڑ کر سر جھکا لیا۔۔

سعیر کو وہ لڑکی یاد آئی۔۔

" وہ لڑکی کون تھی ؟ کہاں ہے وہ ؟ ٹھیک تو ہے ؟ "

" مائشہ کی بات کررہے ہو تم ، وردان کی بیوی ہے وہ مطلب تھی ، وہ بلکل ٹھیک ہے اسے کچھ نہیں ہوا "

شازم کی بات سن کر اسے قدرے تسلی ہوئی۔۔اگلے لمحے اسکی رگیں تن گئیں۔۔

" کیا کرنے والے تھے تم اس لڑکی کے ساتھ ؟ ہاں؟ "

" نیناں کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے وہ اسے زبردستی وہاں لے گئی تھی "

اس کی بات سن کر سعیر کو مزید غصہ آنے لگا۔۔وہ شدید تکلیف کے بعث بھی سیدھا ہو بیٹھا۔۔

" تمہاری بہن پاگل ہے جانتے ہو نا یہ بات ، تو اسے مینٹل ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروائو۔۔یوں معصوموں کی زندگی سے کھیلنے کا کوئی حق نہیں تم لوگوں کو ! اگر میں وہاں نہ پہنچتا تو پتا نہیں کیا کر گزرتی وہ اس لڑکی کے ساتھ ، اوپر سے خدا جانے کیا جادو ٹونے کرتی رہی ہے ، کسی شیطان سے کم نہیں تمہاری بہن ! "

" بس کرو سعیر "

شازم مزید برداشت نہیں کر سکا۔۔لاکھ بری سہی تھی تو اسکی بہن۔۔اسے دکھ ہونے لگا۔۔

" اس میں برا ماننے والی کوئی بات نہیں شازم , تم پہلے دن سے اپنی بہن کی حرکتوں سے واقف تھے ۔۔کاش تم نے پہلے مجھے سب بتا دیا ہوتا تو وردان بھی آج زندہ ہوتا اور کئی زندگیاں برباد ہونے سے بچ جاتی "

اس بار اس نے زرا نرمی سے باز پرس کی۔۔

" سمجھا نہیں میں ؟ کیا مطلب وردان زندہ ہوتا ؟ "

شازم کا رنگ یک لخت فق ہو گیا

" ہونہہ ، اپنی بہن سے پوچھو اسکی موت کی وجہ بذات خود وہی ہیں ! "

اس نے تمخسرانہ انداز میں کہا۔۔شازم کی آنکھیں دھواں دھواں ہونے لگیں۔۔کوئی اسکی بے بسی کا اندازہ نہیں کر سکتا تھا۔۔نہ وہ اپنی بہن کو کٹہرے میں کھڑا کر سکتا تھا نہ اسے چھوڑ سکتا تھا۔۔!!

وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر بے آواز روتے ہوئے صوفے پر گر گیا۔۔یہ دیکھ کر سعیر کا غصے ماند پڑ گیا۔۔

وہ نرمی سے کہنے لگا۔۔

" دیکھو شازم ، آج مائشہ تھی کل کو تمہاری بیوی یا بیٹی بھی ہو سکتی ہے ، مجھے اس عورت سے سخت نفرت ہے میری بلا سے وہ جہنھم رسید ہوجائے ، یہ میں صرف تمہارے خیال سے کہہ رہا ہوں۔۔ کیونکہ میں جانتا ہوں تم نے اسکے غلط فیصلوں میں کبھی اسکا ساتھ نہیں دیا۔۔

اسے اسکے گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔۔بہتر ہو گا تم اسے مینٹل ہاسپٹل بھیج دو ! اس سے پہلے بھی تمہارا ناقابل تلافی نقصان ہوچکا ہے ، عقل سے کام لو "

جانے اس نے سنا تھا یا نہیں۔۔مگر سعیر نے رخ موڑ کر آنکھیں موند لیں۔۔جلد ہی اس کے حواسوں پر غنودگی چھا گئی۔۔

سرینہ بے چینی اور پریشانی سے راہ داری میں ٹہل رہی تھی۔۔ڈاکٹر کو آتے دیکھا تو فورا انکی طرف بڑھی۔۔

" کیسی ہے میری بہن ؟ "

" پریشانی کی کوئی بات نہیں بس بی پی شوٹ کر گیا تھا۔۔کچھ ذہنی دباؤ ہے ان پر ، آپ ان کی صحت کا خاص خیال رکھیں "

" شکریہ ڈاکٹر "

سرینہ نے سکون کا سانس لیا۔۔۔

اس نے اک اچٹتی نگاہ شازم پر ڈالی اور ویٹنگ ایریا میں رکھی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔

اس وقت دماغ میں سوالوں کے طوفان اٹھ رہے تھے۔۔

سعیر سلطان بھی مائشہ کے ساتھ ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہوا تھا ؟

دونوں ایک ساتھ کیسے ؟

کیا ہوا تھا ؟

کہیں نہ کہیں وہ سعیر سلطان کے لئے بھی فکرمندی تھی۔۔جسے سر پر گہری چوٹ لگی تھی۔۔

" آپ خود مجھے بتائیں گے ، یا میں آپ سے سوال کروں ! یہ سب کیا ہورہا ہے شازم بھائی ؟"

" وردان کی موت نے نیناں کے دماغ پر گہرا اثرا کیا ہے ، اس پر سعیر سلطان نے اچانک اسے طلاق دے دی ہے اس وجہ سے وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی ہے ، معذرت چاہتا ہوں آپ کی بہن کے ساتھ جو بھی حادثہ پیش آیا ، میری بے غوری کی وجہ سے ہوا "

شازم سخت ملال میں گھرا ہوا تھا۔۔دوسری طرف سرینہ کے سر پر جیسے کسی نے کھولتا ہوا پانی ڈال دیا تھا۔۔

اس نے پھٹی پھٹی آواز میں پوچھا۔۔

" آپ کی بہن سعیر سلطان کی بیوی تھی ؟ "

" جی "

سعیر سلطان کی سفاکی پر اسکا خون کھولنے لگا۔۔کم از کم حالات تو دیکھنے چاہیئے تھے۔۔وردان کی موت کا خیال کرلیا ہوتا۔۔

یہ وقت تھا طلاق دینے کا۔۔!!

" مائشہ اور وردان کی وجہ سے ہماری بہت اچھی وابستگی رہی ہے ، میں نہیں چاہتی ہمارے روابط خراب ہوں میرا آپ کو یہی مشورہ ہے کہ آپ اپنی بہن کو مینٹل ہاسپٹل بھیج دیں ، کل کلاں کو وہ آپ کے بھی خطرہ بن سکتی ہے "

اس نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔۔شازم نے بے ساختہ اسے دیکھا۔۔

" یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ؟ "

" آج میری بہن تھی ، کل اسکی جگہ آپکی فیملی بھی ہو سکتی ہے۔۔میرا مقصد آپ کو تکلیف پہنچانا نہیں مگر اس بارے میں سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں ، کیونکہ پاگل کا کوئی بعید نہیں اسی پاگل پن میں کسی جان بھی لے سکتی ہیں "

کہہ کر وہ بیگ اٹھا کر مائشہ کے کمرے میں چلی گئی۔۔شازم نے بے قراری سے سینہ مسلا۔۔اس بارے میں تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔!!

کئی دنوں سے وہ نہ ٹھیک سے کھا رہی تھی ، نہ خود پر دھیان دے رہی تھی۔۔پہلے سے بے حد کمزور اور لاغر لگ رہی تھی۔۔ماریانہ نے اسکی طبیعت کے پیش نظر آج سوپ بنا کر اسے دیا تھا۔۔

ابھی اس نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ اسکا جی متلانے لگا۔۔وہ تیزی سے اٹھ کر واشروم میں گئی۔۔

ماریانہ پریشانی سے اٹھ کر اسکے پیچھے گئی۔۔

" تم ٹھیک تو ہو عینا ؟ کافی دنوں سے دیکھ رہی ہو تمہاری یہی حالت ہے ؟ "

" ہاں میں ٹھیک ہوں ، چکر آرہے ہیں اور وومٹنگ بھی ہورہی ہے شاید فوڈ پوائزن ہوئی ہے "

وہ نڈھال سی صوفے پر نیم دراز ہوگئی۔۔

وہ اسے چند لمحے جانچتی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔۔پھر کچھ سوچتے ہوئے ڈاکٹر کو کال کرنے لگی۔۔

" اسکی ضرورت نہیں تھی ماریانہ میں ٹھیک ہوں "

وہ استفسار کرنے لگی۔۔

" ابھی پتا چل جائے گا ضرورت ہے یا نہیں "

اسکے لبوں پر اک معنی خیز سی مسکراہٹ کھیلنے لگی۔۔

عینا نے نا سمجھی سے سر جھٹک کر تکیے میں منہ دے دیا۔۔

چند ثانیے بعد لیڈی ڈاکٹر اسکا معائنہ کرنے کے بعد مسکراتے ہوئے خوشخبری سنانے لگی۔۔

" مبارک ہو آپ پرگننٹ ہیں "

" کیا ؟ "

وہ حیرت سے اچھلی

" جی ہاں ، آپ پرگننٹ ہیں"

ڈاکٹر نے مسکرا کر کہتے ہوئے اسکے حواس گم کردیئے

" یہ کیسے ہو سکتا ہے "

اسکے لبوں سے بے ساختہ پھسلا

" عینا!!!!! "

ماریانہ کی سخت تنبیہی نگاہوں سے گھورنے پر وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔۔اور فوراً کہا

" نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا "

اسے کچھ سجھائی نہ دیا تو اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔سمجھ نہیں آرہا تھا ، ان حالات میں اسے خوش ہونا چاہیئے یا دکھی۔۔۔!!

مہینے بھر سے زیادہ وقت گزر ہو چکا تھا۔۔لیکن ابھی بھی لگتا تھا وہ اسی مقام پر کھڑی ہے جہاں سے چلی تھی۔۔

اسے پھر سے سائرس پر بھروسہ کرنا تھا ،

پھر سے واپس جانے کے لئے خود کو تیار کرنا تھا۔۔

اتنا سب ہونے کے باوجود اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ مزید دکھ سہہ سکے۔۔

" سائرس کو نہیں سنائوگی یہ خوشخبری ؟ "

ماریانہ ڈاکٹر کو رخصت کرنے کے بعد اسکے کمرے میں آئی تھی۔۔۔

وہ افسردگی سے سر جھکا گئی۔۔کہا کچھ نہیں

" دیکھو میری جان تمہارے درمیان لاکھ شکوے شکایتیں ، نارضگیاں سہی ، تمہیں اسے یہ خوشخبری سب سے پہلے سنانی چاہیئے ، کیونکہ پہلا حق اسی کا ہے۔۔اور دیکھنا تمہاری دوریاں یوں ختم ہوجائیں گی(اس نے چٹکی بجائی) جب سنے گا تو سب کچھ بھلا کر خوشی سے دوڑا چلا آئے گا"

وہ نیم رضا مندی سے سر اثبات میں ہلانے لگی۔۔

حالانکہ اسے ابھی بھی وقت درکار تھا۔۔اندر ہی اندر تمام رابطے منقطع کرنے پر وہ اس سے خفا بھی تھی۔۔۔

کیا یہی اسکی محبت تھی ، جو شروع ہوتے ہی ختم ہوگئی !

" عینا سن رہی ہو نا بیٹا ، اگر ہم اسے یہ خوشخبری سنائیں گے تو ہو سکتا ہے وہ مزید تم سے بدگمان ہوجائے ، اسلئے تمہارے منہ سے سنے گا تو خوش ہوجائے گا "

" جی "

وہ اتنا ہی کہہ سکی۔۔۔

" آج شام اچھا سا ڈنر تیار کرتی ہوں ، تمہارے انکل سنیں گے تو بہت خوش ہوں گے "

اسکی پیشانی چوم کر تائید کرتی کمرے سے چلی گئی۔۔اس نے اداس سی سانس کھینچی اور کائونچ پر نیم دراز ہوگئی۔۔اللہ اسے اولاد کی نعمت سے نوازنے والا تھا۔۔اک عورت کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی خبر اور کیا ہو سکتی تھی۔۔وہ اداسی سے مدھم سا مسکرائی۔۔

اور فون اٹھا کر سادہ سا میسیج ٹائپ کرکے سائرس کے نمبر پر بھیج دیا۔۔

وہ بھیانک چیخ مار کر اٹھی۔۔اسکا بدن پسینے سے شرابور ہورہا تھا۔۔لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے وہ ہانپنے لگی۔۔سرینہ جو اسکے قریب ہی صوفے پر نیم دراز تھی فورا اٹھ کر اسکے پاس آئی۔۔

" آ۔۔پی آپی۔۔پانی۔۔پانی دیں! "

" کیا ہوا میری جان , میں یہیں ہوں تمہاری پاس ؟ "

اس نے گلاس بھر کر اسے تھمایا۔۔جو اس نے گھونٹ لینے کے بعد واپس دھکیل دیا۔۔

" ڈر گئیں تم ، برا خواب دیکھا تم نے ! "

" کاش یہ بھیانک حقیقت خواب ہی ہوتا آپی ، مجھے تو ابھی بھی یقین نہیں آرہا جو اس اندھیرے کمرے میں نے دیکھا "

اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے عرق آلود پیشانی تھپتھپائی۔۔

سرینہ ٹھٹک اسکے قریب بستر پر ٹک گئیں۔۔

" کس بھیانک حقیقت کی بات کررہی ہو تم ؟ "

" شازم بھائی کی بہن صرف سائیکو ہی نہیں بلکہ کسی ڈائن سے کم نہیں ہے ، ان کے کمرے میں جانوروں کی ہڈیاں ،انسانوں کے بت ، پتلے ، اور خدا جانے کیا کیا ، مجھے تو سوچ کر ہی خوف آرہا ہے ، اور زندہ واپس آنے پر خوشی ہورہی ہے۔۔خدا جانے وہ کیا جادو ٹونے کرتی ہوں گی انسانوں پر ! "

اس نے خوف سے کہتے ہوئے جھرجھری سی لی۔۔

سرینہ مارے شاکڈ کے کچھ بول ہی نہ سکی۔۔

سعیر نے بھی ایسا ہی کچھ کہا تھا تب اسے یقین نہیں آیا تھا۔۔!!

" خدا کا شکر ہے مجھے سعیر بھائی نے بچا لیا ، کہاں ہیں وہ آپ ان سے ملی ؟ کیسے ہیں وہ ؟ "

وہ صدمہ سے مزید اسے سن ہی نہ سکی۔۔

" آپی ؟ کہاں کھو گئیں ؟ "

اس نے زور سے کندھا ہلایا۔۔۔

" سعیر نے بھی مجھ سے کچھ ایسا ہی کہا مگر تب میں نے اس کا یقین نہیں کیا تھا ، اور کیسے کرتی ایسے کیسے ممکن ہو سکتا ہے ، مطلب ,,, افففف مائشہ تم نے مجھے الجھا دیا ہے "

وہ کھوئے کھوئے انداز میں گویا ہوئی۔۔

" مجھے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی یقین نہیں آرہا ، آپ نے تو زبانی سنا تھا "

" واقعی ، اس عورت کو دیکھ کر تو ہرگز نہیں لگتا کہ وہ ایسا گھنائونا کام بھی کر سکتی ہے '

وہ ابھی تک صدمے میں تھی۔۔

" اسی نے سب کچھ کیا ہے وہی وردان کی قاتل بھی ہے ، اس نے خود اعتراف کیا ہے ، میں اسے چھوڑوں گی نہیں ، اسے سخت سے سخت سزا دلوائوں گی "

اسکی آنکھیں وردان کے زکر پھر سے نم آلود ہو گئیں۔۔

سرینہ دکھی نگاہ اس پر ڈال کر اٹھی اور صوفہ پر بیٹھ گئی۔۔

" کوئی فائدہ نہیں ، ہمارے پاس نہ موقع کا گواہ ہے نہ کوئی ثبوت ، اور عدالت میں ایسے کوئی قوانین نہیں جو ایک پاگل کو سزا دے سکیں "

" مگر آپی وہی وردان قاتل ہے"

وہ لب کچلتے ہوئے بے بسی سے بولی۔۔

اسکی آنکھوں میں بے تحاشا آنسو تھے۔۔

سرینہ کو اس سے ہمدردی ہوئی۔۔وہ اٹھ کر اسکے قریب آئی۔۔

"میری جان ہم کچھ بھی ثابت نہیں کر پائیں گے ، زیادہ سے زیادہ اسے گرفتار کیا جائے گا پوچھ گچھ کی جائے گی ، جس سے ثابت ہوجائے گا کہ وہ زہنی مریضہ ہے ، عدالت اسے بری کردے گی "

" تو مطلب اسے سزا نہیں ہو گی ؟"

اس نے ناراضگی سے پوچھتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑایا۔۔

" بدقسمتی سے نہیں ! "

سرینہ نے لب بھینچے۔۔

" ٹھیک ہے ، لائٹ بند کردیں مجھے نیند آرہی ہے "

وہ تلخی سے کہتی رخ بدل کر لیٹ گئی۔۔لائٹ بند ہوتے ہی بے بسی سے اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے۔۔وہ چاہنے کے باوجود اسکے لئے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

وہ آفس میں مصروف تھا۔۔فون پر پیغامی بپ بجی۔۔اس نے یونہی نوٹیفیکیشن پر انگلی پھیری تو پیغام کھل گیا۔۔

" آئی ایم پریگننٹ "

اسکی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔۔اس نے دونوں ہاتھوں سے فون تھام کر بغور دیکھا ، بار بار دیکھا

جیسے تعین کرلینا چاہا کہ اسکی آنکھوں کا دھوکہ تو نہیں۔۔اسی ہڑبڑاہٹ اور جذباتی پن میں پانی سے بھرا گلاس لیپ ٹاپ کا کی بورڈ بھگو چکا تھا۔۔

" ڈیم اٹ "

وہ اچھل کر چیئر سے اٹھا۔۔اور لیپ ٹاپ صاف کرنے لگا

پھر سر جھٹک کر فون اٹھا۔۔پیغام ابھی بھی چمک رہا تھا

مگر اسکی آنکھوں کی چمک دیکھنے لائق تھی۔۔

وہ لب دباتے ہوئے دلکش انداز میں مسکرایا، اور خود ساختہ طور پر ہنستا چلا گیا۔۔

وہ باپ بننے والا تھا۔۔یہ خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔اسکے پائوں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔وہ ہوائوں میں اڑ رہا تھا۔۔

جوابی پیغام لکھتے ہوئے اسکے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔ سمجھ نہیں آرہا تھا خوشی کا اظہار کیسے کرے۔۔پھر اچانک اسکے ہاتھ تھم گئے۔۔اسے یاد آچکا تھا کہ وہ عینا سے ناراض ہے

اس بار اسے اپنی ناراضگی سے پیچھے نہیں ہٹنا ہے،

دل و دماغ کی کشمکش میں الجھتے ہوئے اس نے فون پیشانی پٹخنے لگا۔۔پھر ایک ہی بار میں سارا پیغام مٹاکر فون ٹیبل پر رکھ کر کرسی پر جھولنے لگا۔۔۔

باپ بننے کی خوشی خبری ناراضگی پر غالب آگئی تھی،

وہ صرف زات کا بھرم رکھنا چاہتا تھا۔۔لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ سجائے اس نے کرسی کی پشت سے کوٹ اٹھایا اور فون اٹھا کر آفس سے نکل گیا۔۔

ان دونوں نے مشترکہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔۔دونوں کی خوشحال زندگی گزر رہی تھی۔۔

آج دونوں قریبی کیفے اور سوئیٹ مارٹ میں کافی پینے آئے تھے۔۔حسین پیمنٹ کررہا تھا وہ کائونٹر کے دوسری طرف کھڑی تھی۔۔

جب اسکی نظر سائرس پر پڑی۔۔

وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تو وہ بھی مسکرا دی۔۔

" کیسی ہو تم ؟ "

سائرس نے رسماً پوچھا۔۔

" ٹھیک ہوں ، بہت خوش ہوں آپ کیسے ہیں ؟ "

" میں بھی ، مبارکباد دو مجھے ، میں باپ بننے والا ہوں "

خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔

" واقعی ؟ بہت بہت مبارک ہو آپ کو"

آبش کے منہ سے بے ساختہ پھسلا۔۔وہ حقیقتاً بہت خوش ہوئی تھی۔۔حسین کے کانوں تک اسکی چہکتی آواز بخوبی پہنچی تھی۔۔

حسین جلدی سے پیمنٹ کرنے کے بعد اسکے قریب آیا۔۔

اور سائرس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔آبش اسکی حرکت پر گھور کر رہ گئی۔۔

" سی یو "

وہ جوابا سر خم دیتے ہوئے کائونٹر کی طرف متوجہ ہوگیا۔۔اور وہ دونوں پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھے ۔۔

" یہ کیا حرکت تھی حسین ؟ "

وہ اسے ڈپٹ کر کہنے لگی۔۔

" کونسی حرکت جانِ من ؟ "

اس نے معصوم بنتے ہوئے پوچھا

" تم نے سائرس کے سامنے میرا ہاتھ کیوں پکڑا "

اس کے نقوش تنے۔۔

" تو تم ایک شوہر سے پوچھ رہی ہو کہ اس نے اپنی بیوی کا ہاتھ کیوں پکڑا ؟ "

" بات کو گھمائو مت ، کیا سوچتا ہو گا وہ "

" یہی کہ دونوں ایک ساتھ بہت اچھے لگ رہے ہیں "

وہ زرا اسکی طرف جھک کر بولا۔۔

" ہونہہ ، وہ بتا رہا تھا کہ وہ باپ بننے والا ہے "

اس نے خوش ہوکر بتایا

" تو اس میں کونسی بڑی بات ہے ایک نہ دن ہم بھی پیرنٹس بن ہی جائیں گے "

وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔۔

" حسین !! "

آبش کا رنگ سرخ گلنار ہونے لگا۔۔وہ اسکے تاثرات انجوائے کرتا ہوا قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔

اگلی صبح ڈاکٹرز نے اسے ڈسچارج کر دیا تھا۔۔

مائشہ سعیر سے ملنے کی ضد کر رہی تھی۔۔

مگر سرینہ ابھی اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔دماغ میں اتنا کچھ چل رہا تھا۔۔

سچ کیا تھا اور جھوٹ کیا !

وہ کسی فیصلے پر پہنچ نہیں پا رہی تھی۔۔چار و ناچار اسے مائشہ کی بات ماننا پڑی۔۔

" ارے مائشہ؟ سرینہ ؟ تم دونوں یہاں "

ھادی وہاں پہلے سے موجود تھا۔۔انہیں دیکھ کر حیرانگی سے پوچھنے لگا۔۔

میکال سرینہ سے ہاتھ چھڑا کر کسی مینڈک کی طرح پھدک کر سعیر کے پاس گیا تھا۔۔

چند ہی دنوں میں وہ دونوں کتنے قریب آگئے تھے۔اسے جیلسی محسوس ہونے لگی

' مما آپ نے بتایا نہیں بابا بیمار ہیں "

اس سے پہلے وہ دونوں کچھ کہتی میکال کہنے لگا۔۔

" بابا ؟ "

ھادی کا رنگ فق ہو گیا۔۔

اس نے باری باری دونوں کو دیکھا۔۔

سعیر مسکراتی نگاہوں سے سرینہ کی بے چینی دیکھ رہا تھا۔۔جو جواب دینے کے لئے الفاظ تلاش کر رہی تھی۔۔

" سعیر سلطان آپی کے ہزبینڈ ہیں "

مائشہ کی بات سن کر اسکا دل بند ہونے لگا۔۔

" ہزبینڈ؟؟ مگر !! "

وہ بول ہی نہیں سکا تھا۔۔شاکڈ کے عالم میں

وہ سعیر کو دیکھنے لگا جس نے آج سے پہلے کبھی زکر نہیں کیا تھا۔۔اسکی حالت دیکھ کر سرینہ کو برا لگ رہا تھا۔۔جبکے سعیر قطعی بے خبر تھا۔۔

اسی ثانیے اسکا فون بجنے لگا۔۔وہ مائوف ہوتے زہن کے ساتھ کال اٹھاتا ہوا روم باہر چلا گیا۔۔

" کیسی طبیعت ہے اب آپ کی؟"

" الحمد اللہ ، میں بلکل ٹھیک ہوں ، آپ کیسی ہیں ؟ زیادہ چوٹ وغیرہ تو نہیں آئی آپ کو ؟ "

وہ میکال کے سلکی سیاہ بالوں سے کھیلتا ہوا پوچھنے لگا۔۔

" کچھ خاص نہیں "

مائشہ نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔۔وہ ان باپ بیٹے کی کھسر پھسر دیکھ کر انتہائی حیرانی سے سرینہ کے کان میں بولی۔۔

" ان دونوں کی دوستی کب ہوئی ؟ "

" مجھ خود بھی نہیں پتا یہ حادثہ کب ہوا ! "

سرینہ نے دانت کچکچائے۔۔

" چلو میکال بیٹا ، ہم واپس جارہے ہیں "

" مما پلیز ، صرف آج کا دن میں بابا کے ساتھ رہ سکتا ہوں ؟"

وہ استفسار کرنے لگا۔۔

اسکی ڈیمانڈ پر سرینہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔

" ہرگز نہیں "

اس نے صاف انکار کیا۔۔

" مما پلیز "

سن کر وہ مایوس سا ہوگیا۔

" ہاں کیوں نہیں رہ لو ، مگر بابا کو تنگ مت کرنا ! اور ماما کو مت بھول جانا ، اور آپ بھی اسے جلد ہی چھوڑ جانا ، آپی کا اور ہمارا دل نہیں لگتا میکال کے بغیر "

مائشہ اسکے بولنے سے قبل فٹافٹ بولی تھی۔۔

" جو حکم سالی صاحبہ "

سعیر اسکی لال بھبوکی صورت کا مزہ لیتے ہوئے بولا۔۔

" مگر مائشہ "

" گھر چلیں جلدی ، کھڑے کھڑے مجھے چکر آرہے ہیں "

وہ اسکا ہاتھ کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر لے گئی۔۔

" یہ کیا حرکت تھی مائشہ؟ "

اس نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔

" کم آن آپی ، دیکھا نہیں آپ نے آپ کا بیٹا کتنا خوش ہوگیا تھا اسے دیکھ کر ، اور پھر چند گھنٹوں کی تو بات ہے واپس چھوڑ جائے گے وعدہ کیا ہے "

اسکی تسلی سرینہ کو کنوینس نہیں کر سکی وہ اک لمحہ بھی اپنا بیٹا اس شخص کے پاس چھوڑنے کے حق میں نہیں تھی۔۔

" تم کہاں تھے رات بھر سعیر ، تم نے تو مجھے پریشان کر رکھا ہے ، کہاں غائب رہتے ہو "

اماں سرکار رات بھر سے اسکی فکر میں ہلکان ہورہی تھی اسے دیکھتے ہی پھٹ پڑی۔۔

" یہ کون ہیں ؟ "

میکال نے توجہ اپنی جانب کھینچی۔۔تو وہ حیران رہ گئی۔۔

" یہ ننھا شہزادہ کون ہے ؟ "

ان کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔

" آپ کا پوتا ہے "

" ماشااللہ ، ماشااللہ ، یہ تو بہت پیارا ہے ، زرا دیکھو تو یہ بلکل تمہارے جیسا ہے تم بھی بچپن میں ایسے ہوا کرتے تھے"

وہ اسے ساتھ لپٹا کر پیار کرتے ہوئے بولیں۔۔

" تم جانتے ہو میں کون ہوں ؟ "

" آپ میری دادو ہیں ، بابا نے آتے ہوئے مجھے سب کے بارے میں بتایا تھا "

" ہائے اللہ سائیں ، یہ کتنا پیارا ہے "

وہ خوشی سے نحال ہونے کو تھیں۔۔

" تم اسکی ماں کو بتا کر لائے ہونا سعیر "

وہ سعیر کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔

" جی دادو ہم مما سے پرمیشن لے کر آئے ہیں "

میکال نے فورا کہا۔۔تو وہ ہنس دی۔۔

" ماشااللہ بہت ہوشیار بچہ ہے ، کہیں میری ہی نظر نہ لگ جائے میں ابھی اسکی نظر اتارتی ہوں"

اماں کہتی ہوئی کچن کی طرف بڑھی۔۔

" اس گھر میں میرا روم کہاں ہے بابا ، اب میں آپ کے ساتھ رہوں گا "

وہ متلاشی نگاہوں سے کمروں میں جھانکتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

سعیر کو شاک لگا تھا۔۔وہ اتنی جلدی اسکے ساتھ گھل مل جائے گا اسے اندازہ نہیں تھا۔۔سرینہ سنے گی تو اس سے مزید بدگمان ہوجائے گی۔۔

" تم میرے ساتھ کمرے میں رہو گے بیٹا "

وہ خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولا

ابھی وہ اسے سمجھانے ہی والا تھا کہ سائرس چلا آیا۔۔

" ادا ؟ آپ کو یہ چوٹ کیسے لگی ؟ اور رات بھر کہاں تھے آپ ؟ "

اسے دیکھ کر اپنی خوشی بھلائے حیرانی سے پوچھنے لگا۔۔

" میں بلکل ٹھیک ہوں بس اک چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا ، تم بتائو آج آفس سے جلدی آگئے "

اس نے بات بدل دی۔۔

" کیا ادا آپ بھی نا ، ہمیں کیوں نہیں بتایا ، ہم کتنا پریشان ہوگئے تھے آپ کی وجہ سے"

" چھوڑو نا یار ، مائنر سی چوٹیں ہیں ٹھیک ہوجائوں گا ، تم بتائو ہاتھ میں کیا ہے "

اس نے بغور اسکے ہاتھ میں پکڑا مٹھائی کا ڈبہ دیکھا۔۔

" گیس کریں کیا ہو سکتا ہے؟ "

وہ کھل کر مسکرایا۔۔

" بتا بھی چکو یار ، پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہو "

وہ اسکی مسکراہٹ سے زچ ہوا۔۔

" آپ تایا بننے والے ہیں "

اس نے فخریہ انداز میں کہا۔۔

" واقعی ؟ یہ تو بڑی خوشخبری کی بات ہے یار ، مبارک ہو تمہیں"

وہ بے ساختہ اسکے گلے لگا۔۔

" اماں سن رہی ہیں آپ دادی بننے والی ہیں"

" سچ کہہ رہے ہو نا ؟ "

وہ جیسے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگی۔۔

" ہاں میری پیاری اماں "

" یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ،

تو نے دو دو خوش خبریاں سنائیں ، تم دونوں کا صدقہ دیتی ہوں میں ، تمہاری خوشیوں کو کسی کی نظر نہ لگے "

"دو کونسی ؟ "

وہ تعجب سے سعیر کی جانب مڑا۔۔

" تم باپ بننے والے ہو اور میں کب کا بن چکا ہوں ، تم میرے بیٹے سے نہیں ملے ؟ "

" نہیں ، کہاں ہے ؟ "

وہ اسی کے انداز میں بولا۔۔

" میکال ؟ میکال ؟ اپنے چاچو سے نہیں ملے تم بیٹا "

" اللہ اللہ ، یہ مجھ سے ملے بغیر اتنا بڑا کیسے ہوگیا اور آپ ہمیں اب ملوا رہے ہیں "

وہ اسے اٹھاتے ہوئے چٹاچٹ اسکا منہ چومنے لگا۔۔

" آپ کی وائف کہاں ہیں؟ "

میکال نے اسے متوجہ کیا۔۔

"تم کیسے جانتے ہی میری وائف کو ؟ "

سائرس نے خشگوار حیرت سے پوچھا۔۔

" میں نے آپ کے روم میں ان کی تصویر دیکھی ہے ابھی "

" تم تو اپنے باپ سے بھی زیادہ اسمارٹ ہو جونئیر۔۔میری وائف جلد ہی آجائے گی، البتہ تمہاری ماما کب آئیں گی ؟ کیونکہ ہم اب ایک فیملی ہیں نا ، اکٹھے رہیں گے "

وہ اسکی طرف جھک کر راز داری سے پوچھنے لگا۔۔

" مما بابا سے ناراض ہیں "

اس نے منہ بسورتے ہوئے بتایا۔۔

" اوہ ، پھر تو تمہیں اور بابا دونوں کو مل کر ماما کو منانا چاہیئے "

وہ زرا کی زرا سعیر کی طرف دیکھنے لگا۔۔جس کے چہرے پر رضامندی کا تاثر تھا۔۔

اس نے مسکرا کر اسے گود سے اتارا اور فریش ہونے چلا گیا۔۔آج وہ سب مطمئن تھے۔۔انکی زندگی کی ساری پریشانیاں ختم ہونے والی تھی۔۔بے شک ، رب العزت نے اپنے بندوں سے مشکل ہی کے بعد آسانی کا وعدہ کیا تھا۔۔

یسر آج آفس سے خاصا لیٹ گھر پہنچا تو نیلوفر لان میں اسکے انتظار میں ٹہل رہی تھی۔۔

وہ بے حد حیران ہوتا ہوا اسکی طرف بڑھا۔۔

" تم ابھی تک جاگ رہی ہو ؟ سب ٹھیک تو ہے ؟ "

" ہاں ، سب ٹھیک ہے تمہارا انتظار کررہی تھی تم آئے نہیں تھے ، اسلئے مجھے پریشانی ہورہی تھی ، کیا ہوا اتنا لیٹ کیوں ہوگئے ؟ "

اسکے چہرے پر پریشانی اور فکر مندی کے گہرے آثار رقم تھے۔۔

یسر کے لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ رینگی۔۔

" میں کچھ پوچھ رہی ہوں ؟ کیوں لیٹ ہوگئے آج ؟ "

اسکی مسکراہٹ کو خاطر میں نہ لاکر سختی سے پوچھا۔۔

" آئو تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں"

وہ مسکراہٹ برقرار رکھتے ہوئے اسکے گرد بازو دراز کرتے ہوئے کمرے میں لے گیا۔۔

" کیا ہے ؟ "

وہ اسکی مسکراہٹ سے زچ ہونے لگی۔۔تو یسر ہنس پڑا۔۔

" واللہ یوں تفتیشی افسر کی طرح پوچھ گچھ تو روایتی بیویاں ہی کرتی ہیں ، مجھے نہیں پتا تھا تمہارے اندر بھی اک روایتی بیوی چھپی ہوئی ہے ، اب سے وقت پر آیا کروں گا ! "

وہ خجل سی ہوگئی۔۔

" کھانا لگائو ؟ "

" کون تم ؟ "

اسے جیسے یقین نہیں آیا۔۔

" ہاں میں اور کون ہے یہاں ؟"

اس نے چڑ کر کہا۔۔

" افففف ، اتنی تبدیلیاں ایک ساتھ میرا حساس دل برداشت نہیں کر پارہا نیلوفر "

محبت سے چور لہجے میں کہتے ہوئے اسکے گرد بازوئوں کا گھیرا سا بنایا۔۔

" یسررر ! آنٹی جاگ رہی ہیں"

وہ منمناتے ہوئے اسکی گرفت سے نکلی۔۔

" آنٹی کو بھی تو پتا چلنا چاہیئے کہ انکی بہو کتنی لائق فائق ہے ان کے بیٹے کا کتنا خیال رکھتی ہے "

چہرے کا طواف کرتی لمبی لٹھوں کو انگلی پر لپٹتے ہوئے وہ بہکے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔۔

نیلوفر نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر پرے دھکیلتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔۔

" میں آخری بار پوچھ رہی کھانا لگاؤ یا نہیں ، کیونکہ اسکے بعد آپ خود لے کر کھائیں ؟ "

" ظاہر ہے اپنی بیوی کے ہاتھ سے کھاؤ گا "

اسکے انداز پر مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔اس نے جاتے جاتے شرارت سے اسکے گال پر بوسہ دیا تھا

" بیوی کے ہاتھ سے کھاؤں گا"

وہ اسکی نقل اتارتے ہوئے منہ بسور کر کچن میں جانے لگی۔۔

یسر کھکھلا کر ہنس دیا۔۔فریش ہونے کے بعد اس نے کھانا کھایا اور کچن میں چائے بنانے چلا گیا۔۔

" مجھے کہہ دیتے میں بنا دیتی"

نیلوفر سلب سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوگئی۔۔

" مہربانی آپ کی ، آپ کے ہاتھ کی چائے پی کر تو میں اتنا میٹھا ہوگیا ہوں کہ اگلے دس سال تک بھی پھیکی چائے پیتا رہوں تو مجھے میٹھی ہی لگے گی ! "

اسکی کوکنگ پر تنز کرتے ہوئے کہنے لگا۔۔نیلوفر جواباً اسے گھور کر رہی گئی۔۔اپنے اور اسکے لئے چائے بنا کر وہ دونوں ٹیرس پر آ گئے۔۔

وہ کشمکش میں مبتلا تھا۔۔بہت مشکل سے حالات بہتر ہوئے۔۔وہ اک نارمل زندگی کی طرف لے آیا تھا اسے۔۔

اب نوری کی موت کی خبر اس تک کیسے پہنچائے ، یقینا اس دن سعیر سلطان یہ بات اس سے نہیں کہہ سکا ہو گا ، اور نیناں کی اصلیت بھی اس سے چھپائی گئی۔۔

وہ بہت کمزور اور حساس دل کی مالک تھی لیکن وہ چاہتا تھا کہ اسے نوری کی موت کی طرف سے پردے میں نہ رکھا جائے۔۔

" کیا سوچنے لگے ؟ "

اس نے تیز ہوا سے اڑتے ہوئے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے پوچھا۔۔

وہ انہماک اور والہانہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

اسکی دیرینہ خواہش تھی اسے کھلے بالوں میں دیکھنا جب جب وہ خواہش کی تکمیل ہوتی وہ نہال ہو جاتا ۔۔پور پور اسکی محبت میں ڈوبا ہوا محسوس ہوتا۔۔

" یسر ؟ "

" ہوں ؟ "

وہ چونک کر سیدھا ہوا۔۔

" کیا پرابلم ہے ؟ "

" ایک بات تم سے شیئر کرنا چاہتا ہوں نیلوفر ، لیکن سمجھ نہیں آرہا کہاں سے شروع کروں"

وہ بری طرح سے الجھ گیا۔۔

" زندگی نے پہاڑ جتنی مصیبتوں سے روبرو کروایا ہے کہ اب ہر بڑے مسلے کا تصور بھی چھوٹا لگنے لگا ہے ، تم بتائو کیا بات ہے ؟ "

" وہ۔۔حویلی میں تمہاری خاص ملازمہ تھی نا !! "

" ہاں۔۔نوری ؟ "

" اسکی موت ہوگئی "

وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ اسے ایسا کچھ سننے کو ملے گا۔۔اسکا ہاتھ کپکپایا اور گرم گرم چائے ہاتھ پر چھلک پڑی۔۔

" کیا !! "

" نیلوفر !!! سنبھالو خود کو ! "

" نوری کو کیا ہوا ؟ کب موت ہوئی ؟ کیسے ہوئی ؟ کسی نے مجھے کچھ بتایا کیوں نہیں ؟ "

اسے گہرہ صدمہ پہنچا تھا۔۔وہی اسکی سچی سہیلی ، خیر خواہ اور ہمدرد تھی۔۔اسکی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔۔

" اسکی ایک دن اچانک ہی حویلی میں موت ہوگئی ، جنازہ اسکے آبائی گھر میں ادا کیا گیا تھا۔۔میں بھی شریک ہوا تھا جنازے میں "

" تو تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا ؟ "

وہ چیخ پڑی۔۔

" کیونکہ تم پہلے ہی اتنا سب کچھ فیس کر چکی تھی نیلوفر ، مجھے لگا تم برداشت نہیں سکو گی اس لئے تم سے یہ بات چھپائی "

" تم نے اچھا نہیں کیا یسر ! تم نے اچھا نہیں کیا ، کم از کم میں اک آخری بار اسے دیکھ تو لیتی ، اسے الودع تو کہہ دیتی "

وہ سسک سسک کر رو پڑی۔۔

" جانتا ہوں ، مگر مجھے تمہاری پرواہ تھی نیلوفر "

وہ دلگیری سے بولا۔۔اور اسے اپنے سینے میں سمیٹ لیا۔۔

" آئی پرامس میں کل تمہیں اس سے ملانے لے جاؤ گا "

" اب کیا فائدہ یسر ، اب میں اسے دیکھ نہیں سکوں گی ، چھو نہیں سکوں گی "

وہ زار و قطار آنسو بہاتے ہوئے اسکے سینے سے لگی کہہ رہی تھی۔۔

" آئی ایم سو سوری یار "

اس نے گھیرا کچھ مزید تنگ کرتے ہوئے۔۔خطا کا اعتراف کیا اور اسے کھل کر رونے دیا

اس نے فاتحہ پڑھ کر چہرے پر ہاتھ پھیرے۔۔اور ناک رگڑتی ہوئی نم آنکھوں سے ایک بار پھر قبر کو دیکھنے لگی۔۔۔وہ اس سے ناراض تھی ، ناراضگی کا اظہار کرنا چاہتی تھی ، بغیر بتائے جانے پر ڈانٹنا چاہتی تھی مگر وہ کچھ کہہ نہیں پارہی تھی اسکے آنسو ہی نہیں رک رہے تھے۔۔

" چہ نیلوفر ، بس بھی کرو رونا ، اللہ ناراض ہو گا "

" جانتے ہو ، اتنا اچھا وقت تو میرا اپنوں کے ساتھ بھی نہیں گزرا جتنا نوری کے ساتھ گزرا ہے ، میں نوری کی قربانیوں کو کبھی بھلا نہیں سکتی ، کبھی نہیں "

وہ نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے قبر کی مٹی سہلانے لگی۔۔

نوری وہ واحد فرد تھی جس نے اسکی زندگی میں بغیر کسی وجہ اور مطلب کے اسکا ساتھ دیا۔۔غم ہو یا خوشی

ہمیشہ اسکے ساتھ کھڑی رہی۔۔

" یسر ؟ "

" ہمم ؟ "

وہ جو اسکے آنسوئوں سے خود کو لا تعلق ظاہر کرنے کی کوشش کررہا تھا۔۔فوراً متوجہ ہوا

" وردان کی قبر پر جا سکتی ہوں؟ "

اس لہجے میں عاجزی تھی ، منت تھی۔۔روداد تھی۔۔

" نیلوفرر "

اسکے آنسوئوں سے دھلے چہرے کو تکلیف سے دیکھتے ہوئے تنبیہہ کی

" پلیز ، بس اک آخری بار جانے دو "

" ٹھیک ہے یار "

اسے مجبوراً ماننا ہی پڑا۔۔۔

اسکے دعا کے لئے اٹھے ہاتھ کپکپارہے تھے ، آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کر ہتھیلوں پر گر رہے تھے۔۔

بے حساب محبت کی تھی اس نے اس شخص سے ،

جس نے کبھی اسکی محبت کو سمجھا ہی نہیں ،

اور اُسے بھی کسی نے سمجھا۔۔وہ الگ بات تھی۔۔

وہ خود سے منسلک دونوں لڑکیوں کے لئے آنسوئوں کا باعث بنا تھا ، کجا کہ مائشہ ہو یا نیلوفر چہرے پر ہاتھ پھیر کر اس نے مٹی کو چھو کر اسکا لمس تلاش کرنا چاہا ، اس شخص کے چہرے کے خدو خال بننا چاہے ، مگر دھواں دھار آنسوئوں نے سب دھندلا دیا۔۔اسکے لبوں سے بس یہی ادا ہوا۔۔

"کاش تم نہ جاتے "

اور وہ سسک سسک کر رو پڑی

کتنی ستم ظریفانہ بات تھی اسکی کہانی کا سب سے ظالم کردار خود مظلوم بن گیا۔۔

وہ اپنے آنسو روک ہی نہیں پارہی تھی۔۔زار و قطار بہتے ہی جارہے تھے۔۔

یسر نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔۔تو وہ بمشکل اپنے آنسوئوں پر قابو پاتی ہوئی اٹھی۔۔

اکثر ہمارے اندر ان باتوں کو لے کر اک جنگ سی چل رہی ہوتی ہے ، جو ہم چاہ کر بھی کسی سے کہہ نہیں پاتے۔۔کچھ جذبات اور احساسات ایسے ہوتے ہیں جنہیں ہم لفظوں میں ڈھال نہیں سکتے ، اور ہم چاہتے ہیں کہ سامنے والا ہمارے بن کہے ہی ہمیں سمجھ جائے ، تاکہ ہمیں بھی اس کشمکش سے راحت ملے ، کوئی ہو جو ہمیں سمجھتا ہو ،ہمارے جذبات کی قدر کرتا ہو ،چاہے وہ جذبات منفی ہی کیوں نہ ہوں ،

یہی مرکز نگاہ وردان حیدر کی بھی تھی۔۔

اس نے اسی انتظار میں زندگی گزار دی کہ اسے بھی سمجھا جائے ، اسکی بھی قدر کی جائے ، اور جو اگر نیناں امان اسکی قدر کر لیتی تو وہ اک بہترین شخص کو حاصل کر لیتی ہیں ، مگر اس نے وردان حیدر کو

کھو دیا ، نہ صرف کھویا ، بلکہ اسے دوسرے کسی رشتے کو نبھانے کے قابل بھی نہیں چھوڑا۔۔اسکے اندر کی روشنی کو چھین لیا ، جو اسے بہتر انسان بنا سکتی تھی ، وہ پھر سے ان منزلوں کے سفر پر گامزن ہو سکتا تھا جہاں سے کامیابیاں اسکا مقدر بنتیں ، مگر کیا ہوا !

وہ منوں مٹی تلے پڑا تھا۔۔وہ مر چکا تھا ، اس نے خود کو قربان کر ڈالا تھا۔۔اس عورت کی خاطر جسے اسکی قدر نہیں تھی ، وقت گزرنے کے بعد اس نے وردان حیدر کی قدر کی تو کیا کی ! وہ تو جا چکا ، کبھی واپس نہ آنے کے لئے

2 ہفتے بعد

آج عدالت میں میجسٹریٹ کے سامنے پیشی تھی۔۔وہ احسن طریقے سے اپنا موقف بیان کر چکی تھی ۔۔اس سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتی تھی۔۔

سعیر سلطان نے انہماک اور توجہ سے اسکے سارے شکوے شکایتیں سنی تھی۔۔

" کیا آپ طلاق دینا چاہتے ہیں ؟ "

میجسٹریٹ کے سوال پر اس نے پرسکون انداز میں اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔۔

" کبھی نہیں "

سرینہ نے انتہائی ناگواری سے پہلو بدلا۔۔

" کیوں ؟ "

میجسٹریٹ نے سوال کیا

" کیونکہ میں محبت کرتا ہوں سرینہ سے "

" تو پھر آپ نے دوسری شادی کیوں کی ، یہ جانتے ہوئے کہ پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرنا قانوناً جرم ہے ، یہ چاہیں تو آپ پر کیس بھی کر سکتی ہیں "

" جانتا ہوں مگر میری مجبور تھی ، سرینہ چاہے تو مجھ پر کیس فائل کردے مگر اسے طلاق نہیں دوں گا "

اس نے سب کے سامنے بے باکی اور مستحکم لہجے میں جواب دیا۔۔میجسٹریٹ کے چہرے پر الجھن کی لکیریں ابھرنے لگیں۔۔چند منٹوں کی بعث و مباحثے کے بعد میجسٹریٹ نے انہیں دو مہینے کا وقت فراہم کیا تھا۔۔

اور سرینہ اس فیصلہ پر انتہائی برہم تھی

" سرینہ ؟ سرینہ ؟ رکو ، میری بات سنو "

" نام مت لو میرا ، تم نے میجسٹریٹ کے سامنے جھوٹ کیوں بولا ؟ "

وہ کینہ ور نظروں سے گھورنے لگی۔۔

" کیا جھوٹ کہا میں نے ؟ "

کیا شان بے نیازی تھی۔۔وہ عش عش کر اٹھی۔۔

" یہی کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو "

" تم نے بھی تو کہا کہ تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ، کیا یہ جھوٹ نہیں ؟ "

اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے گھمبیر لہجے میں پوچھنے لگا۔۔

" یہ سچ ہے "

اس نے زور دے کر کہا

" ایمان سے کہنا ، اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتی ! کیا میرے بغیر رہ سکو گی ؟ "

" جسٹ شٹ اپ ، مجھے زیر کرنے کی کوشش چھوڑ دو ، اس بار تمہارے کسی قسم کے جھانسے میں آنے والی نہیں "

وہ دبہ دبہ غراتے ہوئے عدالت سے نکلتی چلی گئی۔۔سعیر سلطان کی مسکراتی نگاہوں نے بہت دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔وہ اسے منانے کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا تھا

آفس میں آکر اس نے اپنا بیگ میز پٹخا اور غصے سے ٹہلنے لگی۔۔

" میرے خیال سے تمہیں اک موقع اور دینا چاہیے سعیر کو "

ھادی کی آواز پر اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔۔

" ہاں ، کیونکہ وہ تمہارا دوست ہے ، اسلئے تم اسی کی طرف داری کروگے "

اس نے سارا غصہ اس پر نکال دیا۔۔

" نہیں ، کیونکہ تم میری دوست ہوں ، مجھے تمہارا خیال ہے ، اس لئے کہہ رہا ہوں میں جانتا ہوں تم سعیر کے بغیر نہیں رہ سکو گی "

وہ چلتا ہوا اس سے کچھ فاصلے پر رک گیا۔۔

" کم آن ھادی "

اس نے اکتاہٹ بھرے انداز میں سر جھٹک کر کہا۔۔

" تو پھر لے لو سعیر سلطان سے طلاق اور مجھ سے شادی کرلو "

اسکی اگلی بات وہ ساکت رہ گئی۔۔ھادی کی اداس آنکھیں مسکراہٹ سے چھوٹی پڑنے لگیں

" دیکھا تم نے کیسے تمہارے چہرے کا رنگ اڑ گیا "

اس نے سر آہ بھرتے ہوئے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔ھادی کے لئے اسے بہت برا لگ رہا تھا۔۔

" آزاد کردو خود کو اس جھوٹی نفرت سے ، تمہارا بھی خوشیوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا سب کا ، اب دیکھو نا میکال کتنا خوش ہے تمہارا فیصلہ سراسر اس بچے کے ساتھ بھی زیادتی ہے ، وہ پہلے ہی تم دونوں کی وجہ سے اپنے بچپن کے چند قیمتی سال اس طرح سے نہیں گزار سکا جیسے ہر بچہ چاہتا ہے "

اسکی بات پر مبہم سا سر ہلاتے ہوئے اس نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا۔۔شاید وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔

" آخری فیصلہ تمہارا ہی ہو گا "

وہ کہہ کر پلٹ گیا۔۔ایک دوست ہونے کی حیثیت سے اس نے اپنا فرض ادا کیا تھا

" آئی ایم سوری "

اسکا گلا رندھ گیا۔۔اسے رونا آرہا تھا۔۔۔

" کس بات کے لئے ؟ "

وہ جاتے جاتے رکا

" میری وجہ سے تم نے اتنے سال انتظار کیا اور آخر میں۔۔"

وہ بات ادھوری کر اپنے دوست کو دیکھنے لگی۔۔جس نے پچھلے چند سالوں میں ہر مقام پر اسکا ساتھ دیا تھا۔۔اسکے اپنوں سے بڑھ کر اسکی پرواہ کی تھی۔۔۔وہ خالی ہاتھ رہ گیا تھا۔۔

وہ خود کمپوز کرتے پلٹ کر کہنے لگا۔۔

" میرے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ، مجھے ویسے بھی رونے والی لڑکیاں پسند نہیں ہیں ، اپنا انتظام میں کرچکا ہوں "

" کیا مطلب ؟ "

وہ حیرانگی آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔۔

" ڈاکٹر سائیکو کیسی لگتی ہے تمہیں؟"

" اچھی لڑکی ہے ، اور سب سے بڑی بات تمہیں اس وقت ایسی ہی کسی ڈاکٹر کی اشد ضرورت تھی "

" ہاہاہا "

اسکی بات پر وہ بے ساختہ ہنس دیا۔۔اسے دیکھ کر سرینہ بھی بھیگی آنکھوں سے مسکرائی تھی

" کم آن نیلوفر ، کب تک تمہاری یہ اداس صورت ایسے ہی دیکھنا پڑے گی مجھے ؟ "

" اداس نہیں ہوں میں"

اس نے ونڈو اسکرین سے گردن ہٹا یسر کو دیکھا۔۔جو اسکے لئے پریشان تھا۔۔اسے دیکھ کر مسکرایا تو وہ بھی اداسی سے مسکرا دی۔۔

" ٹھیک ہوں میں "

" بہت اچھے ، چلو تمہیں کچھ دکھاتا ہوں "

اس نے گاڑی شاندار دو منزلہ نو تعمیر عمارت کے سامنے روکی اور سیٹ بیلٹ ہٹاتے ہوئے گاڑی سے اترا

" یہ ہمارا گھر ہے "

وہ کچھ حیران ہوئی تھی

" چہ ، ہمارا نہیں صرف تمہارا ، جائو چیک کر کے آئو "

وہ کہتا ہوا گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔

" تم اندر نہیں آئو گے ؟ "

نیلوفر نے سابقہ حیرانی بر قرار رکھتے ہوئے پوچھا

" تم جائو ، میں یہیں انتظار کرتا ہوں "

اس نے سر جھٹک کر رنگ بیل بجائی اور انتظار کرنے لگی۔۔۔

اچانک دروازے پر اماں سرکار نمودار ہوئیں۔۔

" اماں ؟؟؟ آپ یہاں، کیسے !! "

اس نے مڑ کر یسر کو دیکھا جو معنی خیزی سے مسکرا رہا تھا۔۔

اماں سرکار نے اسے سینے سے لگالیا۔۔ممتا کی گرمی محسوس کر کے اسکی آنکھیں بھر آئیں۔۔

" اماں آپ لوگ یہاں کیسے ؟؟ "

وہ ان سے الگ ہوتی ہوئی حیران ہو کر پوچھنے لگی۔۔

" سعیر چاہتا تھا کہ ہم شہر شفٹ ہو جائیں "

"کب سے ؟ "

سرپرائزز تھے کہ ختم ہی نہیں ہو رہے تھے۔۔

" تقریباً ایک مہینہ ہو گیا "

اسکا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔پھر ناراضگی سے کہنے لگی

" مجھے کیوں نہیں بتایا آپ لوگوں نے "

اماں سرکار نے اسکی صورت دیکھ کر شرارتا کہا۔۔

" تم تو ناراض تھی ہم سے ، تم نے کہاں آنا تھا "

" اب ایسا بھی نہیں ہے ، آپ کہتے تو میں ضرور آتی "

وہ انہی دیکھ کر رہ گئی۔۔

" اچھا کیا یہیں کھڑی رہو گی ، اندر آئو ، یسر کے ساتھ آئی ہو ؟ "

انہوں نے اسکے پیچھے جھانک کر یسر کو دیکھا تو وہ سیدھا کھڑا ہوا۔۔اور احتراماً سلام کیا۔۔

" اندر آجائو بیٹا "

وہ سلام کا جواب دیتی ہوئی استفسار کرنے لگی۔۔

" نہیں بیگم سرکار ، پھر کبھی سہی ، اس وقت میں آفس سے لیٹ ہورہا ہوں "

اس نے معذرت کرلی۔۔تو وہ بھی مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے دروازے سے ہٹیں۔۔اسی لمحے نیلوفر کے سیل فون پر میسیج ٹون بجی

" شام کو لینے آئوں گا ، اور تب مجھے یہ اداس صورت نہیں چاہیئے "

اس نے یسر کی جانب دیکھا جو اسے دیکھ رہا تھا۔۔اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔۔

" مائشہ ؟ کیا یوں ہی اپنے کمرے میں پڑی رہو گی ، ایسے زندگی نہیں گزرتی میری جان ، اور ابھی تو تم بہت ینگ ہو ، تمہاری عمر ہی کیا ہے۔۔ابھی تو زندگی کی سات بہاریں دیکھنی باقی ہیں "

" ساتوں کی سات بہاریں میرے لئے وہ شخص خزاں میں بدل گیا "

اس نے لیٹے لیٹے آنکھوں پر ہاتھ جما کر اداسی سے کہا۔۔

" جب تک تم اسے اپنی قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول نہیں کروگی ، تب تک تمہیں سکون نہیں ملے گا مائشہ "

" کچھ بھی قسمت کا لکھا نہیں تھا آپی ، یہ سب میری وجہ سے ہوا ، میں زمہ دار ہوں اسکی موت کی "

وہ بے قراری سے اٹھ بیٹھی

" مائشہ ! "

سرینہ کے لہجے میں تنبیہہ تھی۔۔اس نے تکیہ تلے دبا رقعہ نکلا اور سرینہ کو تھماتے ہوئے کہا۔۔

" وہ بہت تکلیف میں تھا ، میں نہیں جانتی اسکا ماضی کیا تھا ، وہ کتنا برا انسان تھا ،اس سے کتنے گناہ سرزد ہوئے ، مگر آپی وہ پیشمان تھا ، اپنی غلطیوں پر پیشماں تھا ، اعتراف کرنا چاہتا تھا ، سزا پانے کے لئے تیار تھا ، مگر میں نے سب برباد کردیا آپی ، میں نے اسے سنا ہی نہیں ، میں نے اسے مہلت نہیں دی ، اپنی غلطی سدھارنے کا موقع نہیں دیا بہت بڑی بیوقوفی کی میں نے "

وہ سسک سسک کر رونے لگی۔۔سرینہ کی آنکھوں میں رکے آنسو رقعے پر گرنے لگے۔۔وہ چند واضع سطروں اور کاٹے پیٹے لفظوں کو دیر پا گھورتی رہی۔۔

پھر اٹھ کر اسے اپنے گلے سے لگالیا۔۔

" اس میں تمہارا بھی کوئی قصور نہیں ، تمہارا ری ایکشن فطری تھا اگر میں تمہاری جگہ پر ہوتی تو میں بھی یہی کرتی "

" آپ مجھے بہلانے کے لئے کہہ رہی ہیں ، میں جانتی ہوں "

وہ کسی طور ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔سرینہ نے مزید اس سے بحث نہیں کی۔۔اسے یہ سب سمجھنے میں وقت درکار تھا۔۔آہستہ آہستہ وہ خود یہ بات سمجھ لیتی۔۔

" پراسکیوٹر شہروز احمد کی طرف سے فیملی انوٹیشن آیا ہے ، انکی ویڈنگ اینیورسری کا ، ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ نہیں جارہی ، اور میکال کو تم جانتی ہو وہ لڑکا اپنے باپ کا ہوکر رہ گیا ہے ، بچے تم اور میں ، اس لئے ریڈی ہوجائو ہم جارہے ہیں "

" آپی مجھے کہیں نہیں جانا "

اس نے آنسو رگڑتے ہوئے کہا۔۔

" میں کوئی اعتراض نہیں سنوں گی مائشہ "

اس بار اس نے سختی سے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔۔مائشہ کو چار و نا چار اٹھنا پڑا۔۔

کبڈ میں ایک سے ایک شادی جوڑے یونہی ہینگ کیئے ہوئے۔۔جو ان دونوں نے مل کر خریدے تھے ۔۔

اسکی ہر یاد میں وہ شخص بسا ہوا تھا۔۔وہ اسے کیسے اپنی زندگی سے جدا کرتی۔۔

اس نے بھاری دل سے سادہ سا سرمئی رنگ کا جوڑا نکالا اور فریش ہونے چلی گئی۔۔

" لوگ ہم سے اتنے ناراض ہیں کہ سلام کا جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھا "

سائرس نے بظاہر اسے سنانے کی خاطر اونچی آواز میں کہا۔۔

" آپ نے بھی تو نیا گھر لے لیا ، اور مجھے بتایا تک نہیں ، کیا میں آپ کی کچھ نہیں لگتی "

" لگتی ہونا ، تم میرے ہونے والے بچے کی پھپھو لگتی ہو ، تمہیں کیسے بھول سکتا ہوں ، مگر تم خود ہی تو ناراض تھی "

سائرس نے ڈھٹائی کہا۔۔اور دھپ سے اسکے برابر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

" ناراض کو منایا بھی جا سکتا ہے "

وہ زیر لب بڑبڑانے لگی۔۔اسکے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔اس نے تیزی سے رخ سائرس کی جانب موڑا۔۔جس کے لبوں پر معنی خیز سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔۔اسے اپنی جانب متوجہ پاکر وہ دانستہ خود کو لاعلم ظاہر کرنے لگا۔۔

" کیا کہا آپ نے ؟ "

" کچھ کہا کیا میں نے ؟ "

اس نے لب دباتے ہوئے الٹا سوال کیا۔۔

" آپ کہا کہ آپ۔۔۔"

وہ ابھی کہہ رہی تھی کہ سائرس ہنس دیا۔۔

" پتا تھا مجھے ، پتا تھا مجھے ، آپ کی مسکراہٹ نے سب بتادیا ، میں پھپھو بننے والی ہوں ؟ ہے نا ؟ "

اس نے بے تابی سے پوچھتے ہوئے سائرس کا کندھا جھنجھوڑ ڈالا۔۔اس کے سر ہلانے کی دیر تھی وہ خوشی سے اسکے ساتھ لپٹ گئی۔۔

" عینا کب آئیں گی ؟ "

اس نے کچھ سنجیدگی سے پوچھا۔۔جس پر سائرس نے صرف شانے اچکائے تھے۔۔۔

" یہ تم عینا سے پوچھو "

" اماں سمجھائیں ناں ان کو ، اتنی بڑی خوشخبری سنائی آپ کو ،کیا اب بھی ان سے ناراض رہیں گے "

اس نے بے بسی سے باری باری دونوں کو دیکھا۔۔

" تمہیں تنگ کرنے کے لئے کہہ رہا ہے ، البتہ صاحبزادے نے جب سے یہ خوشخبری سنی ہے ہوائوں میں اڑ رہے ہیں، بس نہی چلتا جہاز کی جگہ خود اڑ کر بیگم کے پاس پہنچ جائیں "

" بہت برے ہیں آپ "

اس نے خفگی سے گردن موڑ کر سائرس کو دیکھا۔۔

" پھر بھی تمہارا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا "

اس نے ہنستے ہوئے اس کے گرد بازو دراز کیا۔۔

رات کے کسی پہر وہ بے چینی سے اٹھ بیٹھی نہ نیند آرہی تھی۔۔نہ ہی سکون میسر تھا۔۔آج دشمن جاں اسے بے حد یاد آرہا تھا۔۔وہ اٹھ کر گلاس وال کے قریب آگئی۔۔اور اداس نظروں سے رات کے اندھیرے میں جگمگاتے میکسیکو کو دیکھنے لگی۔۔۔جب وہ اسکی شدتوں کی عادی ہو چلی تھی۔۔تب اس شخص نے رخ بدل کر ستم کیا تھا اس پر۔۔

انکل سے اس نے جھوٹ کہا تھا۔۔

'آجکل وہ مصروف ہے نہیں آسکتا "

یہ خبر سن کر بھی۔۔کیا اسکی مصروفیات اس بچے سے زیادہ ضروری تھی۔۔۔!!!

اس نے تلخی سے سوچا۔۔اسی لمحے دروازہ ناک ہوا۔۔

" آجائو "

وہ بغیر پلٹے کہنے لگی۔۔

سائرس چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے عین پیچھے آ کھڑا ہوا۔۔اسکے کلون کی خوشبو محسوس کرکے وہ ایکدم سے پلٹی۔۔اسے اپنے بے حد قریب دیکھ کر ششدر رہ گئی۔۔

سائرس نے ملگجے سے اندھیرے میں بغور اسے دیکھا جس کا خوبصورت چہرہ ماند سا پڑا ہوا تھا۔۔

اس نے گہری سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔اندر سے کہیں وہ ابھی بھی اسکے فیصلے پر خفا تھا

" کیسی ہو ؟ "

اسکی نظریں مسلسل اسکے سراپے پر مرکوز تھیں۔۔ایسا لگ رہا تھا وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے ، ابھی وہ اسے ہی یاد کررہی تھی جو مجسم اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔وہ خود کو کمپوز کرتی ہوئی مدھم لہجے میں بولی۔۔

" ٹھیک ہوں ، تم ؟ "

" تمہارے سامنے ہوں ، دیکھ کر بتائو کیسا لگ رہا ہوں ؟ ٹھیک لگ رہا ہوں تمہارے بغیر ؟ "

اسکے گہرے تنز پر اس نے نگاہیں جھکالیں۔۔

اسکے بے حد حسین روئے روئے سے چہرے پر ہراس دیکھ کر اسے عجب سی رقویب ملی تھی۔۔وہ دلکش انداز سے مسکرایا۔۔پھر سنجیدگی برقرار رکھتے ہوئے کہنے لگا۔۔

" سب کہہ رہے ہیں کہ میں باپ بننے والا ہوں ؟ "

" سب کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہی کہہ رہے ہوں گے "

اس نے رخ پھیر کر کہا۔۔

" تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں میں ، اتنی بڑی خوشی کی خبر، تم یوں اجنبیوں کی طرح بتا رہی ہو، میں بہت ناراض ہو تم سے عینا ، تمہیں معاف نہیں کروں گا "

اس بار سختی سے گویا ہوا۔۔

"تم سے معافی مانگی کس نے " اسکی ڈھٹائی پر دنگ رہ گیا۔۔

" تمہیں چاہیئے تھا تم با خبر رہتے ، لیکن تم تو جیسے مجھے بھول ہی گئے تھے ، ہونہہ "

اسکا پر شکوہ لہجہ انتہائی دلکش تھا وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔۔اس سے یہ خوشی برادشت نہیں ہو رہی تھی۔۔بڑھ کر اسے سینے سے لگا لیا۔۔

" تھینک یو سو مچ ، مجھے اتنی بڑی خوشخبری سنانے کے لئے ، میں بیان نہیں کر سکتا میں کتنا خوش ہوں "

گلوگیر لہجے میں کہتے ہوئے اسکے گرد گھیرا کچھ اور تنگ کر دیا۔۔

" تبھی اتنی جلدی آرہے ہو "

اس سے الگ ہوتی پر شکوہ انداز میں بولی۔۔

"تو تم نے بھی تو مجھے اب بتایا ہے ، جیسے ہی میں نے سنا فورا چلا آیا "

وہ بے تابی سے کہنے لگا۔۔

عینا کو اس پر یقین کرنا پڑا۔۔اسے دیکھ کر اسکی ساری شکایتیں شکوے دھل گئے۔۔۔۔وہ زیادہ دیر دل پر پہرے نہیں لگا سکی۔۔کیونکہ وہ بھی اس سے دور نہیں رہ سکتی تھی۔۔گزشتہ دنوں میں پہلی دفعہ کھل کر مسکرائی تھی۔۔

" اب میں اک پل بھی تمہیں یہاں رہنے نہیں دوں گا ہم کل ہی واپس جا رہے ہیں "

" ہاں مگر ! "

اس نے کہنا چاہا۔۔

" اگر مگر کچھ نہیں عینا ، اب تم صرف مجھے سنو گی "

" ٹھیک ہے "

وہ ہار مانتے ہوئے مسکرا دی۔۔

" جانتی ہو میں نے تمہیں بہت مس کیا "

محبت سے چور لہجے میں کہتے ہوئے اسے سینے میں بھینچ کر آنکھیں موند لیں۔۔وہ ایکدم بوکھلا گئی پھر مسکراتے ہوئے اسکے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔۔

کچھ لوگ ہماری زندگی کا حصہ بن کر ہمیں مکمل سا کر دیتے ہیں ، ہم ان کے ہونے سے ہر خوشی محسوس کرتے ہیں ، وہ ہمیں ہر دکھ سے بچا لیتے ہیں ، ایسے لوگوں کو ساتھ ہونے سے ایک سکون سا ہوتا ہے ، مطمئن ہوتا ہے انسان، پھر وہی لوگ زندگی بن کر ہمیں ہمیشہ کے لئے ہمیں اپنا بنا لیتے ہیں۔۔کیونکہ ہر کہانی ادھوری رہے یہ ضروری نہیں ،محبت آج بھی زندہ ہے اگر سچی ہو اور مخلص انسان سے ہو۔۔

مسٹر اینڈ مسز شہروز احمد کی ویڈنگ اینیورسری کے موقع پر لان میں ہی چھوٹی سی گیدرنگ رکھی گئی تھی۔۔خاص خاص مہمانوں کو بلایا گیا تھا۔۔حسین اور آبش بہت خوش لگ رہے تھے۔۔والدین بھی مطمئن نظر آرہے تھے۔۔

آبش حسین کی متلاشی نظروں سے خائف ہوکر پوچھنے لگی۔۔

" کسے ڈھونڈ رہے ہو تم ؟ "

" عادل نہیں آیا ابھی تک ، میں نے اسے ود فیملی انوائیٹ کیا تھا "

" اوہ "

اسکے لب او کے انداز میں وا ہوئے

" تمہیں کیا لگا ، میری بے قرار ، بے تاب نگاہیں کسے تلاش کررہی ہوں گی جبکہ تم تو میرے پہلو میں کھڑی ہو "

اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔

" کون ہوگا بھلا ، میرے علاوہ کون پاگل تمہیں اتنی اہمیت دے سکتا ہے "

وہ جل بھن کر بولی

" تمہارا مطلب ہے تم پاگل ہو ؟ "

اس نے لب دباتے ہوئے پوچھا

" تمہاری صحبت کا اثر ہے "

اس کے جواب پر وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔۔

" اسلام و علیکم "

عادل کی آواز پر دونوں متوجہ ہوئے۔۔عادل ہاتھوں میں بکے لئے مسکرا رہا تھا۔۔

" کہاں رہ گئے تھے تم منحوس آدمی "

حسین نے اسے اپنے انداز میں مخاطب کیا۔۔عادل نے بے چارگی سے اسے گھورتے ہوئے آبش کی موجودگی کا احساس دلایا۔۔

" ایکسکیوزمی ! "

آبش مسکراہٹ روکتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئی۔۔

" کم از کم کسی کے سامنے تو تمیز سے پیش آیا کرو ، دوست ہوں تمہارا ملازم نہیں "

وہ خفگی سے بکے تقریباً اسے مارتے ہوئے کہنے لگا۔۔

" تمیز مشترکہ ہوتی ہے دوست ، 'گو رسپکیٹ اینڈ ٹیک رسپکیٹ' سنا تو ہو گا "

حسین نے ڈھٹائی سے کہتے ہوئے ہنس دیا۔۔

" بکو مت "

عادل نے کالر جھاڑتے نظروں کا زاویہ بدلا۔۔

اسکی سیدھی نگاہ اپنے سے کچھ دور کھڑی لڑکی پر پڑی۔۔جو اتنی بھیڑ اور خوش و خرم لوگوں کے بیچ کھڑی بھی تنہا اور اداس نظر آرہی تھی۔۔سرمئی رنگ کے نفیس سے سوٹ میں ملبوس ، ہم رنگی آنچل کندھوں پر سلیقے سے ٹکائے۔۔وہ جانے کن خیالوں میں کھوئی کھوئی سی انگلی میں پہنی انگوٹھی سے کھیل رہی تھی۔۔روئی روئی سی آنکھیں ، سرخ ناک ، گلابی رنگت وہ سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔۔

" یہ لڑکی کون ہے ؟ "

اس کے لب پھڑپھڑائے

" تمہارا دوست صرف ایک ہی لڑکی کو جانتا ہے "

حسین نے جواباً کہا۔۔اسکا اشارہ اپنی محبوب بیوی کی جانب تھا

" چہ ، بتا نا یار "

عادل بے تابی سے پوچھنے لگا۔۔حسین اسکی نظروں کے تعقب میں دیکھ کر سوچتے ہوئے لگا۔۔

" یہ مس سرینہ کی بہن ہیں "

" تمہاری وکیل سرینہ محب ؟ ان کی بہن ہیں یہ ؟ "

" ہاں شاید "

اسکی نظریں بھٹک بھٹک کر اس اداس لڑکی کے وجود کا طواف کرنے لگیں۔۔۔پتا نہیں اسے کیا ہو گیا تھا۔۔

گھر واپس جا کر اپنے بستر پر لیٹتے تک وہ اسکے سحر میں جکڑا رہا۔۔

شازم نے اسے مینٹل ہاسپٹل ایڈمٹ کروایا تھا جہاں پر اسکی طبیعت دن بدن بگڑتی جارہی تھی۔۔اس نے اپنی مشکوش حرکتوں سے آس پاس کے لوگوں کو بھی خوفزدہ کردیا تھا۔۔وہ سب اس بات کا تعین کر چکے تھے کہ اسکے پاس کسی قسم کی غیر ماورائی طاقتیں موجود ہیں۔۔اسکے ڈاکٹر نے بذات خود فون کرکے شازم کو اسکا کیس لینے سے منع کردیا تھا۔۔شازم کے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں سوائے اسکے کہ وہ اسے پاگل خانے بھیج دیتا۔۔گھر میں اسکی اکلوتی اولاد تھی۔۔۔بیوی تھی وہ اسے گھر رکھنے کا

رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔بھاری دل کے ساتھ اس نے نیناں کو پاگل خانے بھیج دیا تھا۔۔وہاں بھی اسکی حالت مختلف نہیں تھی۔۔

وہ اداس سا لڑکا اسے ہر جگہ نظر آتا۔۔اسکی اجڑی ہوئی حالت پر غم زدہ سا مسکرا دیتا پھر نہ جانے کہاں غائب ہوجاتا۔۔وہ اسے پکارنے لگتی ، پیار سے ، غصے سے ،چیخ چیخ کر مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہیں پڑتا تو وہ اپنا سر دیوار میں پٹخنے لگتی ، بال نوچنے لگتی۔۔طواف میں لوگ اسکی بے بسی پر ہنسنے لگتے۔۔

چند ماہ بعد -

وہ دونوں پھر سے ایک دوسرے کے دوست بن گئے تھے۔۔ایک ساتھ وقت گزارنے لگے ، جس کی وجہ کبھی میکال ہوتا تو کبھی اماں سرکار ، وہ اسے متعدد بار اپنے گھر کھانے پر بلا چکی تھی۔۔البتہ اسکے واپس آنے کے بارے میں ابھی تک نہیں پوچھا تھا۔۔چونکہ یہ فیصلہ سراسر اسکا اپنا تھا۔۔

آج ھادی کی نکاح سرمنی پر وہ بہت دل سے تیار ہوئی تھی۔۔خوشی کے رنگوں نے اسکے چہرے کی خوبصورتی کو دوگنا کردیا تھا۔۔۔وہ زندگی سے مطمئن نظر آرہی تھی۔۔۔سعیر سلطان کی بولتی نگاہوں کو مسلسل نظر انداز کررہی تھی۔۔وہ اسے تنگ کررہی تھی۔۔

" یہاں اکیلی کیوں کھڑی ہو ؟ "

وہ بلآخر رہ نہیں سکا۔۔اسے مخاطب کر ہی لیا

" کیونکہ میں اکیلی ہوں "

" میں ہوں نا ؟ "

برجستہ جواب آیا

" تم کس مرض کی دوا ہو ؟ "

" ہر مرض کی "

وہ دبدو اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔۔آج وہ سیدھا دل میں اتر رہی تھی۔۔

" اور کتنا انتظار کروائو گی ؟ "

وہ لب اسکے کان کے پاس لے جاکر سرگوشی میں پوچھنے لگا

" تم کہاں تک انتظار کرسکتے ہو میرا ؟ "

زرا اسکی جانب جھک کر اسی کے انداز میں بولی

" آخری سانس تک ! "

اس نے دل و جان سے کہا۔۔

" دیکھتے ہیں "

اس نے گردن اکڑا کر کہا۔۔آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔ھادی دور سے ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر مسکرایا۔۔بعض دفع انسان سب کو خوش کرنے چکر میں اپنی ذات کو فراموش کردیتا ہے۔۔اس نے بھی اپنے دونوں دوستوں کی خاطر اپنے قدم پیچھے اٹھا لئے تھے۔۔

واپس پر اسے سعیر نے گھر ڈراپ کیا تھا۔۔اس نے جاتے جاتے رک کر پارک میں ٹہلتے عادل کو دیکھا ۔۔وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا۔۔۔فورا اسکے پاس آیا۔۔چند دن پہلے اسکا رشتہ آیا تھا مائشہ کے لئے۔۔

جس پر وہ مزید بگڑ گئی تھی۔۔اسکے زخم ابھی تازہ تھے۔۔اس غم سے نکلنے میں اسے وقت درکار تھا اس لئے سرینہ نے مناسب لفظوں میں انکار کردیا تھا۔۔

اب عادل کو دیکھ کر وہ الجھ گئی تھی۔۔

" میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا تھا ، دراصل میں مائشہ کی جانب سے انکار کی وجہ جاننے آیا ہوں ؟ کیا اس وجہ سے آپ نے انکار کیا کہ میں مڈل کلاس فیملی سے ہوں "

" تم مائشہ کی بیوگی کے بارے سب کچھ جان ہی چکے ہو ، وہ ابھی غمزدہ ہے ، ابھی کسی قسم کے رشتے کو قبول کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے ، اگر اس سچویشن میں اسکی شادی کردی جائے گی تو شاید تم دونوں خوش نہ رہ سکو ، اسکا تمہارے مڈل کلاس ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے "

" مجھے بتائیں میں کیا کر سکتا ہوں ان کے لئے ، پلیز میرے لئے ان کے انکار کو قبول کرنا بہت مشکل ہے ، میں مانتا ہوں میں ابھی سیٹل نہیں ہوں ، مجھے چند سال لگیں گے مگر تب تک آپ لوگ اسے کسی اور سے منسوب نہ کردیں میں نے بس اسی ڈر سے رشتہ بھجوایا تھا ورنہ میں خود پہلے سیٹل ہونا چاہتا ہوں "

وہ سینے پر ہاتھ باندھے دلچسپی سے اسے سن رہی تھی۔۔اسکی باتوں پر مسکرادی۔۔عادل نے بے چارگی سے کہا۔۔

" میں سنجیدہ ہوں مس سرینہ ، اور آپ میری باتوں پر مسکرا رہی ہیں، پلیز میری کیفیت کو سمجھیں "

" ٹھیک ہے ، ایسا کرتے ہیں یہ فیصلہ وقت پر چھوڑ دیتے ہیں ، مائشہ کو بھی اس غم سے نکلنے میں وقت لگے گا ، اور تمہیں بھی سیٹل ہونا ہے دو سال بعد تم اپنی خواہش دوبارہ ہمارے سامنے رکھنا ، اسطرح کہ مائشہ بھی انکار نہ کر سکے "

عادل کو یہ سن کر کچھ تسلی محسوس ہوئی اگلے ہی لمحے اک نئے خوف نے آلیا

" آپ اسکی شادی کہیں اور تو نہیں کردیں گی نا؟ "

سرینہ خوشگوار انداز میں ہنس دی۔۔وہ اسے شدت سے پرانے سعیر کی یاد دلا گیا۔۔

" اسکی شادی تم سے ہی ہوگی ، یہ میرا وعدہ ہے "

وہ کھل کر مسکرادیا۔۔

" کیا ایسا ممکن ہے کہ میں کبھی مائشہ سے ملنے آجایا کروں ؟ "

اس نے کتراتے ہوئے پوچھا

" میری مانو ابھی کچھ مت کرو ، کیونکہ اسکا رویہ آجکل زخمی شیرنی کی مانند ہے ، جسے دیکھتی ہے بس اٹیک کردیتی ہے ، تم اپنی فیملی سے بھی مائشہ کی طرف سے معذرت کرلینا ، وہ کافی روڈ ہوگئی تھی ان کے ساتھ "

" کوئی بات نہیں "

وہ طمانیت اور خوشی سے سرشار واپس لوٹ گیا۔۔

اماں سرکار کی طرف سے سب کو فیملی ڈنر پر انوائیٹ کیا گیا تھا۔۔ سبھی آ چکے تھے سوائے سرینہ اور نیلوفر کے۔۔

سعیر کو شدت سے سرینہ کا انتظار تھا۔۔اس نے آج ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسکے پاس آنے کا وعدہ تھا ۔۔اس نے اماں سے اپنی سفارش کروائی تھی مگر انہوں نے عین وقت پر اسے دھوکہ دے دیا تھا۔۔ دروازے پر جیسے ہی رنگ ہوئی وہ دل و جان سے متوجہ ہوا۔۔میکال بھاگ کر نیلوفر کے گمان میں دروازہ کھولا تھا۔۔مگر سرینہ کو دیکھ کر زرا مایوس سا ہوگیا۔۔

"آپ آئی ہیں مجھے لگا نیلوفر پھپھو آئی ہیں ، انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا میرے لئے وڈیو گیم لائیں گی وہ کب آئیں گی"

" تم کچھ زیادہ لالچی نہیں ہوگئے ہو لڑکے "

وہ اسے ڈپٹنے لگی۔۔

" ہرگز نہیں، پھپھو ہے میکال کی یہ تو اسکا حق بنتا ہے "

عینا اس سے ملتے ہوئے میکال کی طرفداری میں بولی

" جب تمہارے بچے ہوں گے تب میں بھی اسے خوب بگاڑوں گی"

وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنس دیں

سب سے ملنے کے بعد آخر میں اسے متوجہ کیا تھا۔۔

" میں نے سنا ہے کوئی میرا شدید بے صبری سے انتظار کررہا تھا "

اس کے قریب صوفے پر براجمان ہوتے ہوئے کہنے لگی۔۔

" سن لیا ہوگا کسی سے ، افواہیں پھیلانے والے بہت لوگ ہیں آس پاس "

اس نے گزرتی ہوئی عینا کر نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔۔جو ڈھٹائی سے مسکرا کر گزر گئی

" تو مطلب یہ افواہ ہے ، ٹھیک ہے میری غلطی ہے میں نے افواہ کو سچ مان لیا "

وہ مایوسی سے اٹھتی ہوئی بولی۔۔سعیر نے لپک کر اسکا بازو تھام کر واپس بٹھایا۔۔اور خفگی سے گھورتا ہوا کہنے لگا

" تمہارا مسلا کیا ہے ؟ "

" وہ تمہیں بعد میں تفصیل سے بتائوں گی ، یہ بتائوں میرا کمرہ کونسا ہے ؟ "

اس نے نخوت سے سر جھٹکتے ہوئے۔۔

" مجھے کیا پتا خود دیکھ لو "

سعیر اسکا ہاتھ چھوڑ خفگی سے رخ موڑ گیا۔۔

وہ زیر لب مسکرا کر رہ گئی۔۔

ملازمہ ڈائننگ ٹیبل لگا سب کو کھانے کے لئے بلانے لگی۔۔نیلوفر بھی آچکی تھی۔۔وہ دونوں بھی اٹھ گئے۔۔

" بی بی جی آپ کا سامان کہاں رکھوں ؟ "

ڈرائیور اسکا سامان لا چکا تھا

" سعیر صاحب کے کمرے میں رکھ دو "

وہ ملازم سے کہہ رہی تھی۔۔سعیر سن چکا تھا

وہ دل کھول کر مسکرایا

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

ءحویلی،

جسے لوگ رشک اور حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔۔اب سرسری سی نگاہ ڈال کر کانوں کو ہاتھ لگاتے آگے بڑھ جاتے ،

حویلی سنسنان ، بیبان پڑی تھی

وہاں اب کوئی پرندہ بھی پر نہیں مارتا تھا ، لوگوں نے اسے منحوس قرار دے دیا تھا

کیونکہ اس نے بسنے والے مکینوں کو اجاڑ دیا تھا

مگر حویلی ،

اب بھی پوری شان سے سر اٹھائے کھڑی تھی ، نہ اسکا رنگ پھیکا پڑا ، نہ اسکی خوبصورتی میں کمی آئی ۔۔

میناروں کو عینا کی چیخوں سے کانپنا نہیں پڑتا تھا۔۔

در و دیوار اب نیناں کے بھیانک رازوں کے رازدار نہ تھے۔۔

سنگ مرمر پر اب کوئی دادا سرکار اکڑ کر نہیں چلتا تھا

کال کوٹھری کا اندھیر اب کسی رفعت کو مزید نگل نہیں سکتا تھا

نہ در و بام کسی نیلوفر پر لگنے والی تہمتوں کے شاہد تھے

چونکہ حویلی اب آزاد تھی ، اسکے دعویدار ختم ہوگئے تھے

حویلی کی سماعتیں کسی نوری کی کھنکتی آوازیں سننے کو ترس گئیں تھی ،

پھول بوٹے یسر عبداللہ کی راہ تکتے تکتے تھک کر سر جھکا گئے تھے

حویلی کو کسی سائرس سلطان جیسے مہربان کا انتظار تھا۔۔

حویلی کو سعیر جیسے قدردان کی تلاش تھی۔۔جو سرینہ محب کی مانند اس سے دور رہ کر بھی اسکے سحر میں جکڑا رہے۔۔

ءسوگئے لوگ اس حویلی کے

ایک کھڑکی مگر کھلی ہے ابھی،

ءبانہوں میں آسکا نہ حویلی کا اک ستون

پُتلی میں میری آنکھ کی ، صحرا سمٹ گیا،

ءخوشبو کی حویلی ہے مرے دل کی زمین پر

وعدہ کرو ایک روز میرے ساتھ چلو گے،

ءعجب حالات تھے یوں دل کا سودا ہو گیا آخر

محبت کی حویلی جس طرح نیلام ہوجائے ،

ءاک حویلی میں چہکتے پنچھی کی طرح

تیری آواز ابھی قید ہے دیواروں میں ،

ءتمام رات گرتی ہوئی حویلی میں

دلوں سے نکلی بددعا سا لگتا ہوں،

ءکیتک دن پچھیں شہر واسط کوں پائے

بہرحال اس کی حویلی میں آئے،

ءحویلی اپنی تو اک دائو پر میں ہاروں گا
یہ سب تو ہارا ہوں ، خندی تجھے بھی ہاروں گا ،
ءکیا چہرے سیتی روشن سارا صفحہ حویلی کا
سو من میں اپنے میں بوجھا یہ گلشن چنبیلی کا ،

****

ختم شد